یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔
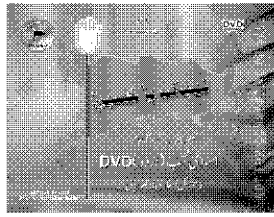
منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

اذکارِ ابرار

اُردو ترجمہ

گلزارِ ابرار

جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ

مُصنّف

مُحمّد غوثی شطّاری ماٹدوی

مترجم

فضل احمد جیوری

ناشر

سید احمد شہید اکادیمی

نفیس منزل

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور

فون ۷۷۲۸۱۹۰

نام کتاب ـــــــ گلزارِ ابرار (فارسی) ـــــــ

مصنّف ـــــــ محمّدؐ غوثی شطاری مانڈوی ـــــــ

سنِ تصنیف ـــــــ ۱۰۱۴ ھ ـــــــ

اردو ترجمہ ـــــــ اذکارِ ابرار ـــــــ

مترجم ـــــــ فضل احمد جیوری ـــــــ

سنِ اشاعت ـــــــ ۱۴۲۷ ھ ـــــــ

ناشر ـــــــ دارُالنّفائس ـــــــ

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور

مطبع ـــــــ اولمپیاء آرٹ پریس ـــــــ

صفحات ـــــــ ۶۷۲ ـــــــ

قیمت مجلّد ـــــــ

إنّ هٰذه تذكرة فمن شاء ذكره

اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے مقدس حالات کا تذکرہ یعنی

گلزار ابرار کا اردو ترجمہ موسوم بہ

اذکار ابرار

۱۳۲۶ھ

حسب فرمائش جناب منشی الہ یار خان صاحب رئیس اُجین

محمد قادر علی خان صوفی کے

مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

برصغیر پاک وہند میں مشائخ کرام کے جو تذکرے لکھے گئے اُن میں حسب ذیل تذکرے نہایت درجہ معلومات افزاء ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات: ''فوائد الفؤاد''

مرتبہ امیر حسن علا سجزی ۷۰۷ھ۔۱۳۰۷ء

۲۔ اکابر مشائخ چشت کے حالات وملفوظات: ''سیر الاولیا''

مرتبہ امیر خرد کرمانی ۷۹۰ھ

۳۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے ملفوظات: ''خیر المجالس''

مرتبہ حمید شاعر

۴۔ حضرت خواجہ برہان الدین غریبؒ کے ملفوظات: ''نفائسُ الانفاس''

۵۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاریؒ کے ملفوظات: ''جامع العلوم''

۶۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسودرازؒ کے ملفوظات: ''جوامع الکلم''

مرتبہ سید محمد اکبر حسینی ۸۰۱ھ تا ۸۰۴ھ

۷۔ سوانح حضرت خواجہ گیسودرازؒ: ''سیر محمدی''

ازمولانا محمد علی سامانی ۸۳۱ھ

۸۔ ''تاریخ حبیبی وتذکرہ مرشدی''

ازعلامہ عبدالعزیز ملک شیرواعظی تالیف۔ ۸۴۹ھ

۹۔ ''محبت نامہ'' ملفوظات شاہ ید اللہ (م ۸۵۲ھ) نبیرہ خواجہ گیسودرازؒ

جمع کردہ سید محمود فضل اللہ

۱۰۔ ''شوامل الجمل در شمائل الکمل'' ملفوظات: خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی (م ۸۷۹ھ)

نبیرۂ حضرت خواجہ گیسودرازؒ

۱۱۔ سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات وملفوظات: ''لطائف اشرفی''

۱۲۔ ''سیر العارفین'' مرتبہ مولانا جمالی ۹۳۷ھ۔ ۱۵۳۰ء

۱۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ''اخبار الاخیار'' ۹۹۹ھ۔ ۱۵۹۰ء

۱۴۔ محمد غوثی مانڈوی شطاری کی ''گلزارِ ابرار''

''گلزارِ ابرار'' کا نقشِ اول ۹۹۸ھ۔ ۱۵۹۰ء میں تیار ہوا پھر ۱۰۱۰ھ۔ ۱۶۰۲ء تک اس میں اصلاح واضافہ ہو کر اس کی دوسری صورت تیار ہوئی۔

''گلزارِ ابرار'' کے مترجم جناب فضل احمد نے ۱۳۲۶ھ۔ ۱۹۰۸ء میں اسے اردو زبان میں ڈھالا، ترجمہ کی زبان سلیس اور لائق تحسین ہے۔ اِس کا پہلا ایڈیشن ''اذکار ابرار'' کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن ۱۳۹۵ھ میں لاہور سے شائع ہوا۔ اب پیشِ نظر نسخہ ۱۴۲۷ھ میں مکتبہ سلطانِ عالمگیر، اردو بازار لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔

سید نفیس الحسینی

فہرست اذکار ابرار

مضامین کی فہرست

اصحاب ذکر کی اسم وار فہرست

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۱۶۶	شیخ حبیب تاجر تاشقندی	•	۱۷۷
۱۶۷	سید حامد حسنی چشتی برادر زادہ سید حسین نہروالہ	مقدم دارم	۱۹۴
۱۶۸	بابا حید ابدال	•	۲۱۰
۱۶۹	شیخ ظہور حاجی حمید حضور گوالیاری -	بہاروسارن	۲۲۰
۱۷۰	شیخ حسین -	مانڈو سے ۱۲ کوس پر موضع کرارہ	۲۴۵
۱۷۱	شیخ حسن خطاط ابن شیخ محمود انصاری	آگرہ	۲۶۵
۱۷۲	شیخ حسن بدلہ دہلوی	دہلی	۲۷۷
۱۷۳	شیخ حسین ابن ملک محمد	سکندرہ بفاصلہ دو منزل نزد دہلی	۳۱۰
۱۷۴	شیخ حسین بغدادی -	احمد آباد محلہ رسول آباد	۳۱۳
۱۷۵	شیخ حسن محمد ابن میانجی احمد	احمد آباد	۳۲۱
۱۷۶	شیخ حمید لار -	برہان پور	۳۴۵
۱۷۷	شیخ حسن محمد خواہر زادہ شیخ صدر الدین محمد ذاکر	جانپانیر	۳۵۲
۱۷۸	شیخ حسن ابن شیخ عبدالصمد	کالپی	۳۵۳
۱۷۹	شیخ حسن چشتی -	•	۳۷۱
۱۸۰	سید حیدر -	•	۳۷۹

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۱۸۱	سید حبیب	•	۳۹۵
۱۸۲	شیخ حمزہ ابن شیخ سدا	دیپالپور مالوہ	۴۲۰
۱۸۳	شیخ حمید تپیا -	-	۴۸۳
۱۸۴	شیخ حاجی چراغ ہند و سید اسد الدین -	•	۴۹۴
۱۸۵	مولانا حسام الدین سبز و مولانا حسام الدین سرخ	لاہور	۴۹۶
۱۸۶	شیخ حسن ابن موسیٰ پدر مصنف	•	۶۰۸
	خ		
۱۸۷	مولانا خواجہ ابن شیخ جلال الدین -	•	۱۰۵
۱۸۸	خواجہ خاتون علا تاج ناگوری	گوالیار	۲۳۳
۱۸۹	مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد ابن جلال الدین -	•	۲۵۹
۱۹۰	خواجہ کلاں ابن خواجہ جوئباری -	•	۳۷۳
۱۹۱	خواجہ عالم -	بیرپور	۴۰۳
۱۹۲	خواجہ عبیدی ابن مولانا خواجگی -	بخارا	۴۳۹
۱۹۳	خواجہ کلاں ابن مولانا خواجگی -	بلخ	۴۴۲
۱۹۴	شیخ خدا بخش منڈوی	•	۵۴۵

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

مصنف کے مختصر حالات اصل کتاب موسوم بہ گلزار ابرار کے مصنف کا نام مولوی محمد غوثی ابن حسن ابن موسیٰ شطاری ہے مصنف نے کتاب کے آخرین حصہ مین جہان پر اپنے والد ماجد شیخ حسن کا بیان لکھا ہے - وہین بلکہ اُسی ضمن مین اپنے حالات اور واقعات بہی - بالتفصیل تحریر فرمائے ہین - مگر اجمالاً بیان اِس طرح پر ہے - کہ مولانا ہجری سنہ نوسو باسٹہہ مین قصبہ مانڈو کے اندر پیدا ہوئے تہے - مانڈو کو زمانہ قدیم مین منڈو کرکے بولتے اور لکہتے تہے - یہین پرورش پائی - اور یہین بود و باش بہی رکہی تحصیل علوم مین شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد تہے - اور طریقت مین سلسلۂ بیعت غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے - اکبری سلطنت کا خاتمہ - اور جہانگیری عہد کا آغاز - آپ کے ہی زمانہ مین ہوا ہے چونکہ یہ زمانہ - علم - فضل - معرفت - ثروت - اور اعزاز و وقار کے اعتبار سے اہل اسلام کے حق مین گویا خورشید نصف النہار تہا - اسواسطے فقرا - صلحا - اولیا - علما - فضلا - اور امرا وغیرہ وغیرہ بڑے اچہے اچہے لوگ اِس بے نظیر قدر شناس زمانہ مین رونق بخش بزم حیات تہے - مصنف کا علمی تبحر معمولی اور صرف عقلی و نقلی علوم مین منحصر نہ تہا - بلکہ عرفانی و وجدانی کمالات بہی حاصل تہے - اگر کوئی اندازہ شناس طبیعت - مصنف کا زور قلم اور عرفانی و وجدانی معلومات کا صحیح اندازہ دریافت کرنا چاہے - تو اُس کو اصل کتاب گلزار کی طرف رجوع کرنا چاہیے - کیونکہ صناع کی دستگاہ کا صحیح اندازہ - خود صنعت سے ہی ہو سکتا ہے - تاہم اس کی کچہہ جہلک - ناظرین ترجمہ گلزار سے بہی دیکہہ سکین گے -

مصنف کے مسکن مانڈو کے مختصر حالات -

کسی زمانہ مین مانڈو ایک عجیب پرفضا شاہی اور اولیاء اللہ کا شہر رہ چکا ہے - یہ
بستی ملک مالوہ مین شہر دہار سے بارہ کوس کے فاصلہ پر جنوبی سمت مین واقع ہے
بزمانہ قدیم - اسی بستی کے قلعہ مین ایک مدت دراز تک سلاطین خلجی اور غوری کا پایۂ تخت رہا تھا کہتے
ہین - آب بے شمار بڑی بڑی عالیشان عمارتین - اِس اجڑی ہوئی بستی مین ویران پڑی ہوئی بہائین
بہائین کر رہی ہین - اور زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین - **بیت**

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ	آثار پدید ست صنادید عجم را

تمام بستی مین اب چند مفلس بے سروسامان آدمی آباد ہین - افسوس - وہ ذی ثروت اصحاب کہان گئے
جنھون نے یہ محلات اپنے اور اپنی جانشین اولاد کے آباد رہنے - اور عیش و آرام پانے کے واسطے
بے شمار روپیہ لگا کر تعمیر کرائے تھے - اب نہ وہ لوگ ہین - نہ اُن کی اولاد ہے - اور نہ کوئی اور نام لیوا ہے
واہ عجیب خداوند جل شانہٗ کی شان بے نیازی ہے - کیسی آباد اور سرسبز بستی - کس تباہ حالت مین جا پہنچی

کتاب کے مختصر حالات

اس کتاب کا اصلی نسخہ فارسی زبان مین ہے - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ اور ایک ہزار بائیس
کے درمیان مین یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی - اُس وقت مین جہانگیری سلطنت کا دور دورہ تھا - اسی مرحوم
شاہنشاہ کے نامی نام پر کتاب معنون بھی کی گئی ہے اولیاء اللہ کے حالات مین یہ عجیب و غریب کتاب
ہے - اولیاء اللہ کے تذکرے اور بھی موجودِ زمانہ ہین - مگر یہ کتاب یہی کتاب ہے - اس کے اندر بضمن
حالات - جابجا تقریب تقریب اور موقع موقع سے تصوف کے نکات بلکہ وحدۃ وجود کے اقوال
بھی بیان کئے گئے ہین مصنف نے حمد و نعت کے بعد - الٰہی اسماکی جنگ کی داستان عجب
دلچسپی کے ساتھ لکھی ہے - اس مین شک نہین - اللہ تعالیٰ عزاسمہ کی مقدس ذات - قدیم ہے - نہ اُس کی
ابتدا ہے - نہ انتہا ہے - ہمیشہ سے تھی - اور ہمیشہ ہمیشہ (ابدالاباد تک رہے گی - اور جس طرح اُس کی ذات قدیم
ہے - اُسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہین - اِس بنیاد پر مصنف نے ثابت کیا ہے - کہ زمین - آسمان -
شمس - قمر - نیز دیگر کواکب - حیوانات - نباتات - جمادات - غرض کہ تمام عالم کا ظہور جو کچھ بھی ہوا ہے - باقتضائے
کمالات اسمائی ہوا ہے - اور اس داستان مین ظاہر - باطن - قابض - باسط - اول - آخر - ضار نافع - رحیم
کریم - عدل وغیرہ وغیرہ اسما کے افعال نہایت خوش نما شان مین بیان کئے ہین - یہ کتاب من اولہ الی آخرہ
انوکھے استعارات اور اچھوتی تشبیہات سے مالامال ہے - سچ ہے - **بیت**

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران	گفتہ آید در حدیثِ دیگران

یہ کہنا غالبًا ناموزون نہین ہے - کہ اس کتاب کی جان یا روح جو کچھ ہین - یہ استعارات اور تشبیہات ہی ہین - ایک تو اولیاء اللہ کے حالات - دوسرے ان حالات کے اداکا رنگ - بالکل زمانہ سے نرالا جس نے اصلی کتاب کا حسن دوبالا کر دیا ہے - آج کل کا تو کیا ذکر ہے - غالبًا اپنے زمانہ تصنیف مین بھی یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہوگی - اس کتاب مین ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر سنہ ایک ہزار بائیس تک چارسو بائیس برس کے اولیاء اللہ کے حالات - جہان تک بھی مصنف کو بہم پہونچے ہین - چار چمن اور ایک ضمیمہ (خاتمہ) مین درج کئے ہین - ہر ایک صدی کے حالات جداگانہ چمن مین اور بائیس برس کے حالات کچھ تو چوتھے چمن مین شامل کئے ہین - اور کچھ ضمیمہ مین - انہین مین وہ بزرگ بھی ہین - جن کے مبارک وجود سے بزمانہ تصنیف بزم حیات مین زیب و زینت تھی -

ترجمہ کا خیال پیدا ہونے کی بنیاد - - - یہ کتاب اب تک طبع نہین ہوئی - بلکہ روز تصنیف سے آج تک سوائے معدودے چند قلمی نسخون کے - نقل کے ذریعہ سے بھی اس کی اشاعت کا ہونا پایا نہین جاتا ہے - اور بڑے افسوس کی بات ہے - کہ ایسی بے نظیر کتاب - اس طرح کنج گمنامی مین پڑی رہے - اتفاق وقت سے اِس کتاب کا ایک قلمی نسخہ تقریبًا دوسو برس کا لکھا ہوا - مکرمی و محترمی مجمع خوبی ہائے بیکران خان ذی شان جناب منشی محمد الہ یار خان صاحب عم فیضہ کو دستیاب ہوا - منشی الہ یار خان صاحب - اور منشی خدا یار خان صاحب دونون حقیقی بھائی شہر اُجین کے دولت مند امراء ین سے ہین - صاحبِ اخلاق - صاحب مروت - عالی درجات - ستودہ صفات - سراپا نیک - اور نیک سیرت ہین - اِن دونون بھائیون کو اگر نیّرین برج سعادت کہا جاوے - تو ناموزون نہین ہے - اور شہر اُجین وہی پرانی اُجین نگری ہے - جو زمانہ قدیم مین راجہ راجگان بکرماجیت کا پایہ تخت رہ چکی ہے - غرض کہ جب اِس کتاب کا قلمی نسخہ - منشی الہ یار خان صاحب کو دستیاب ہوا - تو صاحب ممدوح نے ازراہ دریادلی و عام فیض رسانی چاہا - کہ یہ کتاب طبع کرا کر عام طور پر شایع کی جاوے - لیکن چونکہ اس کی دقیق عبارت - زمانہ قدیم کے رنگ مین بلاغت اور فصاحت کے حسن سے سرشار ہے - اور زمانہ حال کی جدت پسند طبیعتین اِس رنگ سے مانوس نہین -

اسواسطے ارباب مطابع کے انکار پر یہ خیال مین آیا - کہ چونکہ عام طور پر سب لوگ اصل کتاب سے حظ نہین اٹھا سکتے ہین - لہذا اس کا اُردو ترجمہ ہوکر شایع کیا جاوے - اِس بنیاد پر خان صاحب ممدوح نے ازراہ حُسن ظن - ترجمہ کے واسطے یہ کتاب حوالہ فقیر مترجم کی -

ترجمہ کے آغاز اور انجام کا بیان یہ مہتم بالشان کام مجھ ہیچ مدان کی طاقت سے بہت زیادہ تہا - اسواسطے باوجودیکہ سات آٹھہ برس تک اصل نسخہ میرے پاس رہا - مگر مین کچھہ کام نہ کرسکا - اور اس عرصہ مین اظہار عجز و معذرت چندبار مین نے معافی بہی چاہی - مگر وہ مقبول نہین ہوئی - بلکہ بجاے اس کے خان والاشان کا اصرار شروع ہوا - مجبور ہوکر اِس کام پر دل نہاد ہونا پڑا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یہ کام مجھہ ناچیز سے لینا تہا - اور کچھہ اِن بزرگون کا تصرف تہا - جن کے حالات زینت بخش کتاب ہین - کہ اِس کام پر میری ہمت ہوئی اور زمانہ کی طرف سے بہی موقع فرصت کافی طور پر ملا - لہذا حق سبحانہ کا نام لیکر مینے ہجری سنہ تیرہ سو چہبیس مین ترجمہ کا کام شروع کیا - اور اسی سال مین محض عنایت الٰہی سے ختم بہی کردیا -

ترجمہ کے متعلق حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی فیضان کا بیان - یہ بہی حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی تصرف کا فیضان تہا - کہ دوران ترجمہ مین فقیر کو جو مشکلات اور دشواریان پیش آئین - وہ وقتاً فوقتاً ادنیٰ توجہ سے حل ہوتی گئین - نیز خان والاشان کے دل مین اولاً ترجمہ کرانے - اور اِس کے بعد بصرف زر کثیر چہپوانے کا خیال پیدا ہوا - اور بالآخر چہپوا بہی دیا - اور یہ بہی کچھہ اللہ جل شانہ کی عنایت اور فیضان مذکور کی برکت ہے - کہ اصل کتاب کا نام **گلزار ابرار** ہے - اِس ردیف کو ساتھہ لئے ہوئے ترجمہ کا تاریخی نام - مناسب مضمون کتاب اور بے نظیر - **اذکار ابرار** برآمد ہوا جس کو عزیزی قاضی عزیزالدین رخشان جیوری[1] سلمہ نے تجویز فرمایا ہے - بارے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر ہے - کہ یہ کام ہوگیا - اور خوش اسلوبی کے ساتھہ ہوگیا -

حق سبحانہ کی عنایت کا شکریہ اور مترجم کی دعا - یادگارون مین بہترین یادگار تصنیف اور تالیف ہے - اور تصنیف و تالیف مین بہی وہ حصہ جس کا موضوع حمد یا نعت یا اولیاء اللہ کے مقدس اور بابرکت حالات ہون - مین اپنے حقیقی منعم حق سبحانہ کا شکریہ کیونکر ادا کرون - کہ اُس نے مجھہ ناچیز کے ہاتھہ سے ایسی

[1] ضلع بلند شہر قسمت میرٹھہ مین جیور نامی ایک قصبہ ہے - قاضی عزیزالدین رخشان اور مترجم اسی قصبہ کے باشندے ہین

مقدس کتاب کے ترجمہ کی خدمت کی - اور محض اپنی عنایت سے پورا بھی کرا دیا - اب بکمال ادب
اُس کے حضور مین اس عاجز کی دست بستہ یہ دعا ہے - کہ جس طرح ترجمہ کے کام مین اُس نے بلا استحقاق
مجھکو امداد دی ہے اسی طرح محض اپنے فضل - احسان سے اس ہدیہ محقر کو مقبول عام بھی فرمادے - نیز
ناظرین کو اس کے فیض و فائدہ کا کامل حصہ عطا کرے - نیز اس خدمت کے صلہ مین نہین - بلکہ محض اپنے
انعام واکرام سے - حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اولیاے کرام کے تصدق مین اس روسیاہ
خاکسار مترجم کے گناہون کو معاف فرمادے - اور جناب دالا خان صاحب کو جو خالصًا مخلصًا
توجہ اللہ ترجمہ اور اشاعت ترجمہ کا باعث ہوے ہین - اُن کی خلوص نیت کے صلہ مین دینی اور دنیاوی
مرادون مین کامیاب کرے - آمین - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۵

ذرہ ناچیز

فضل احمد عفاعنہ

مترجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
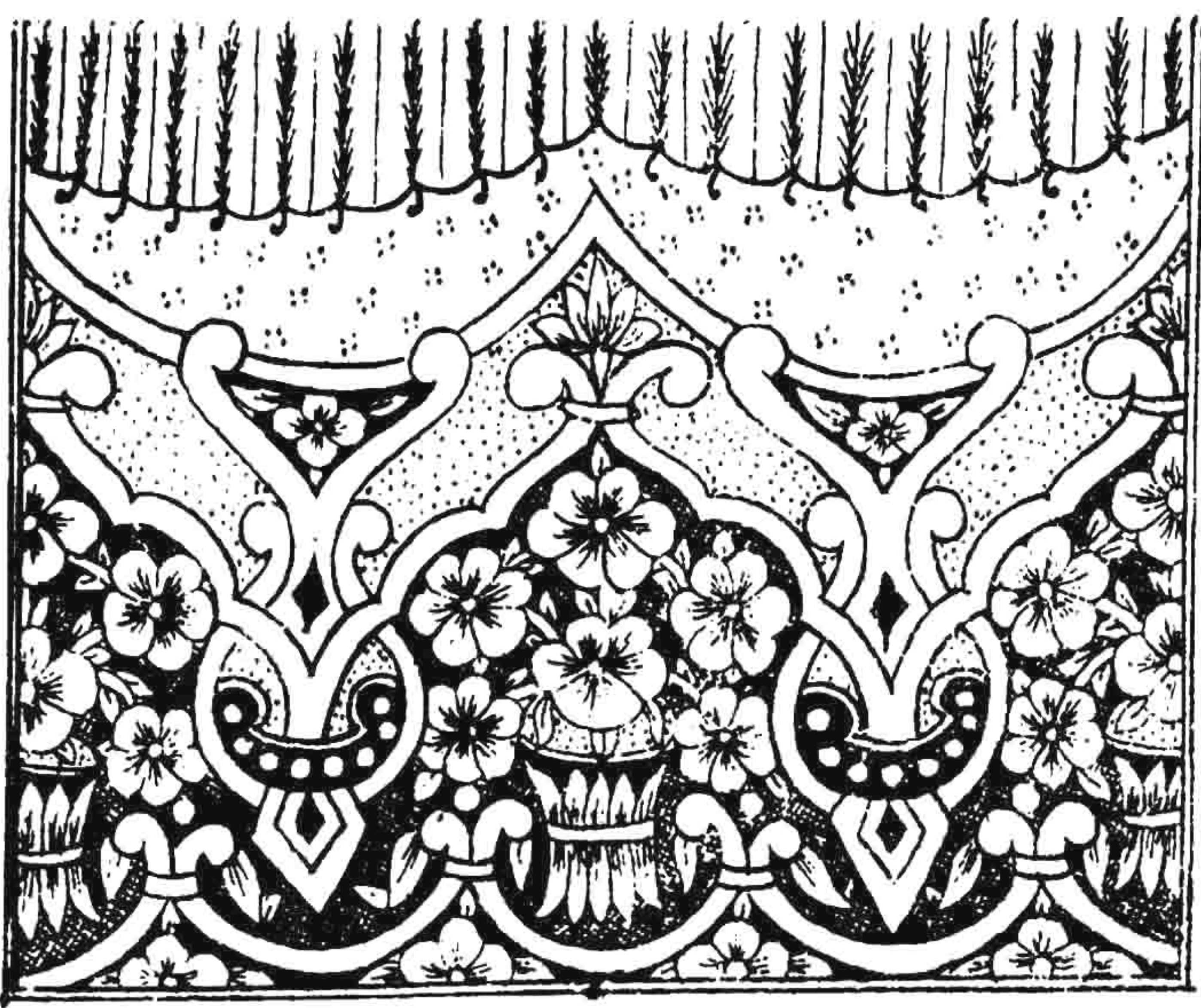
این خطبۂ من سکۂ شاہی دارد	این شاہی من شانِ الٰہی دارد
کارے نکشاید زہوائی نگہان	کین نامہ بسے ژرف نگاہی دارد

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ[51] کے تسبیح خانہ مین تمام کائنات اور موجودات کے افراد پردہ علم (عدم) سے بزم عین (وجود) مین آکر سخن سرائی کررہے ہین - بعض بسان حال سے اور بعض بزبان قال سے - تاکہ ہر ایک فرد جس حرف کو سب سے زیادہ عالی مرتبہ سمجھے - اُس کو اپنے لیے تجویز کرکے خداوند متعال اور آفریدگار بیہمال کی ستایش اور شکرگزاری کے لایق قرار دیوے - اگرچہ ایسے حروف سے آفریدگار عالم کی حمد کا کمال توظاہر ہوتا نہین ہے - اور نہ آواز لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ[52] کے سوا کوئی اور بات گوش الہام نیوش مین پہونچتی ہے - لیکن بااینہمہ جس حرف کی آواز مین درستی کا آہنگ ہوتا ہے وہ درجہ قبولیت پاتی ہے - اور نیز اُس کو وحدت کے باصفا اور عالی شان محل مین الٰہی نوازش کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور جو قول صدق وصفا کے نغمہ سے معرا ہوتا ہے - وہ ہمین حالت پستی مین رہ جاتا ہے

---

[51] - جتنی چیزین ہین سب اوس کی حمد وثنا کے ساتھہ اوس کی تسبیح وتقدیس کررہی ہین ۱۲

[52] - اے پروردگار عالم جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے حمد میں کا مین احاطہ نہین کرسکتا ہون - ۱۲

اور اُس کو رحمانی سودخانہ مین قانون طریقت پر جگہہ نہین ملتی -

جس طرح حمد الٰہی کے تسبیح خانہ مین تسبیح و تقدیس کا دور جاری ہے - اسی طرح اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ[۵۱] یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی خانقاہ مین موالید ثلثہ - آبائے تسعہ - اور امہات اربعہ غرض سب سے خط فرمان برداری پر سر رکہہ چہوڑا ہے - بعض الفاظ کے ذریعہ سے - اور بعض معنی مثل پرکار درود خوانی کے چکر مین ہین - تاکہ ہر ایک - اِس درود خوانی کے پردہ مین - اپنی دعا اور ستایش کا اظہار کرکے سرمایہ درود کو بانی شریعت و طریقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری کا نگینہ اور حلقہ کرکے مانے گو نگینہ ہو یا حلقہ ہو - کوئی بہی ایسی قابلیت نہین رکہتا ہے - کہ انگشت نبوت اور دست رسالت کے واسطے موزون ہو - تاہم جو حلقہ اخلاص کے نگینہ سے مرصع ہوتا ہے - وہ ضرور انگشت قبول مین جگہہ پاتا ہے اور جس حلقہ مین غرض کے میل کا میل ہوتا ہے - وہ پہینک دیا جاتا ہے - اور نیز آہنی کڑون کی طرح - نامقبول دروازون پر آویزان کردیا جاتا ہے -

علیٰ ہذا لقیاس اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ[۵۲] کے ہنگامہ مین انواع و اقسام کے کونی و مکانی مظاہر اور جواہر - کمالات اسمائی کے فرمان سے وجود مین آئے ہین - جن مین سے بعض نے طریق ہدایت قبول کیا ہے اور بعض غار گمراہی مین اوندہے منہ جا پڑے ہین - مگر کیا باعتبار ترکیب - اور کیا باعتبار بساطت سب نے ہستی کی دورنگی قبا اولٹی زیب بدن کر رکہی ہے تاکہ ہر ایک فرد - ایک جداگانہ مظہر کی پیروی اور پرستش اختیار کرکے عنصری اور فلکی نمایش گاہ کی اصلی غرض سمجہے نیز علمی اور عینی تعینات کی علت غائی معلوم کرے - اور نیز انتظام عالم کو اوسکی قدرتی رفتار کے بموجب قایم رکہے - باوجودیکہ نفس الامری حقیقت اور اصلی کیفیت مخفی ہی رہتی ہے - لیکن جس خدمت کا سبب خداطلبی ہوتا ہے - اُس خدمت کا انجام دینے والا بالآخر اُس خدائی اسم کو پہونچ جاتا ہے - کہ جس اسم کی خصوصیت کے ساتہہ (جس اسم کی صفت کے ذریعہ سے) وجود مطلق اوس فرمان بردار کی ماہیت مین مقید ہوا ہے - اور نیز وہ اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً[۵۳] کی وسیع اور پرفضا آبادی مین خرامان خرامان پہرتا ہے - اور جس بندگی کا باعث - بنیادی نمود و نمایش ہوتا ہے - اُس کے کرنے والہ کو بحالت بیداری - اُوس کی

---

[۵۱] اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بہیجتے رہتے ہین ۱۲ [۵۲] بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے آمد و شد مین ۱۲ [۵۳] بیشک جنت اللہ کی ہی ہے ۱۲ -

آرزوؤن کی شکلون مین چند خواب نظر آتے ہین - اور وہ اپنی کوتاہ بینی سے فوری فائدہ پر راضی ہو کر
مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ کے لق ودق میدان مین سرگردان اور پریشان رہ جاتا ہے
أَيُّهَا الْعَاشِقُونَ اسہی صفات کی باہمی رنگارنگ صلح وجنگ کا رنگین قصہ ایک عظیم الشان
داستان ہی اور ایزدی اسما کی شاخ درشاخ منازعت ایک عجیب باغ ہے - خالق کائنات کی
شانین اور قابلیتین ایک مرد آزما معرکہ ہے - اور خدائی تجلیات کی کشاکش سے دل کو صحیح وسالم بچالیجانا
ایک جادودانی بہشت ہے - یہ گفت وگو عجب دل آویز گفت وگو ہے - اس کا مختصر بیان اس طور پر ہے -
یعنی باطن کا اندیشہ یہ کہ کُنْتُ کَنْزًا کے بے بہا جواہر کو ظاہر کا ہاتھ تک نہ لگنے پاوے - اور ظاہر
کی فکر یہ - کہ اُن مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ کے نفیس خزانے باطن کے تہ خانہ مین مخفی نہ رہین - اور علی ہذا
قابض وباسط - اول وآخر ضار ونافع یہ سب اور نیز دیگر تمام اسما جو باہم متقابل یک دیگر
ہین خواہان کار ہوئے - اور ہر ایک اپنی ذاتی خصوصیات پر ناز کر کے خلافت اور سلطنت کا طلبگار
ہوا - پس چار وناچار نتیجہ یہ ہوا - کہ سب نے اپنا قضیہ مدار المہام مالک کی بارگاہ مین رجوع کیا مدار المہام
نے آنے والون کو ملک کے پائے تخت مین حاضر کر دیا - وہان پر سلطان الاسما نے ارباب
تنازع کو اپنی نوازش اور خاص توجہ سے خوش کر کے اولاً دولت خانہ جمال وجلال مین ٹھیرایا - اور بعدہٗ
بہ توسط ستار پردہ دار فرمان وہی عطا فرمانے کا عہد وپیمان ہر واحد کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اس طرح کیا
کہ ایک نے عہد وپیمان سے دوسرے کو بالکل آگاہی نہ ہوئی - اس کا آخرین نتیجہ یہ ہوا - کہ سب کے
دماغون مین آرزوے فرمان روائی کا ایک جوش پیدا ہو گیا - جب اس طرح سے آمادگی جنگ ہو کر علم کھل
گئے - تو خبیر جاسوس نے شاہنشاہ ذات کے حضور مین اسما اور صفات کی باہمی جنگ وجدال کا
حال اس طرح پر ظاہر کیا - کہ اسما - صفات - اور افعال کے لشکرون مین کمال کش مکش اور دار وگیر
پیدا ہو گئی ہے - اُس وقت سلطان احدیت کا حکم صادر ہوا جس کے بموجب قہار نقیب نے
سب کے ہاتھ - باندھ کر حضور ذات مین حاضر کر دیا - حضور سے نور وزیر کو حکم دیا گیا - کہ مصلح
کرادی جاوے - اس طرح کہ پیمان شکنی نہ ہو - اور ہر ایک کی آرزو پوری ہو جاوے - نور نے

---

۵۱ - وہ آخرت مین بے نصیب ہے ۱۲ ۵۲ اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے اُس کے
خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲ -

مختار پیشکار کے مشورہ سے **حکیم** اور **عدل** کو منتخب کیا - اور کہا - کہ اسمائی شورش ایسی تدبیر سے فرو ہونی چاہیے - کہ سلطان الاسما کے اقرار دادمین تغیر و تبدل نہ آوے - اور باینہمہ سب کی خواہش پوری ہوجاوے - اِن دونون برگزیدہ اصحاب نے یہ باہمی مصالحت کا کام **علیم و خالق** کے سپرد کیا - اور ان دونون صاحبان دانش و بنیش نے **مبدع** اور **مُبدی** کے اتفاق سے مظاہر کی بہت سی اقلیمین - ہرایک اسم کے مناسب حال علم کے وحدتخانہ اور عین کی بزمگاہ مین ترتیب دین - اس تجویز سے ظاہر و باطن کا شور و غوغا ایکبارگی مبدل بہ سکوت ہوگیا - اور جس قدر تقاضائی تھے - سب کے سب کسی جگہہ آمر اور کسی جگہہ مامور ہوکر اپنے اپنے حصہ ملک مین فرمان روا ہوگئے -

القصہ ایک روز **جامع** کے دلکشا مکان مین - صفات جلیلہ کے بہت سے گروہ فراہم ہوئے - اور اِس بات کے شکرانہ مین - کہ تنازع کا گرد و غبار فرو ہوگیا - جشن کے نام سے ایک انجمن منعقد کی - اور اُس مین باہم استحکام کے ساتھہ عہد و پیمان کیا - کہ ہم اِس صاحب صلح کل کے بہشت نما مکان سے ہرگز جنبش نہ کرینگے - **جامع** نے یہ حال ذات مقدس کے حضور مین عرض کیا - حضور ذات نے قبول کرکے تخت وجوب پر اجلاس فرمایا اور اذن عام دیا - اُس وقت یکایک اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفَۃً[۱] کی منادی ہوئی اور آدم خاکی کا کالبد بنایا گیا -

	بیت	
دوش دیدم - کہ ملائک در میخانہ زدند		گِل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

یہ حال دیکھکر صلح کرانے والون نے اور نیز صلح کرنے والون نے غرض کہ سب نے اِس نزہت آباد مقام پر ترنم کنان ایک مجلس حقائق ترتیب دی - اور اُس مین از راہ اُلفت محبت بادہ وحدت کا دور چلا - اور عالم مدہوشی مین ایک دوسرے کے ساتھہ اتفاق کرکے راحت یاب ہوئے - اور ذات اقدس کی حمد و ثنا کرکے اپنا اعتبار پیدا کیا - خلاصہ یہ - کہ صاحبان جمال و جلال نے جب **جامع** نامی مجموعہ قابلیات کا تماشاخانہ اچھی طرح دیکھہ لیا - تو ہرایک کے دل مین ہوس اور سابقہ عہد و پیمان کے خیال سے یہ جوش پیدا ہوا - کہ ایسی آباد اقلیم کا صاحب تاج تنہا مین ہی ہون - اسواسطے نسل آدم سے

---

[۱] - مین زمین مین (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہون ۱۲

بے شمار انسانی مظاہر پیدا کیے گئے - اور چہرہ نویس مصوریجو نے اون کی فہرست کے اوراق کو حوالہ محصی کیا - اور بفرمان الست بربکم اور باتمثال قالوا بلیٰ ہر ایک انسانی مظہر کو منجملہ اسما ایک اسم کے تحت مین لکھکر انسانی مظہر کو اُس اسم کی حکومت کی قلمرو قرار دیا - لیکن جو صوبہ دار قایم ہوچکے تہے - سو وہ بوجہ سابقہ عہد و پیمان کے جامع اور احدیت کی دار السلطنۃ سے اپنے اپنے حصہ ملک کو جو انہین دار الملک شہود مین ملا تہا - کوچ کر نہین سکتے تہے - لہذا چارو ناچار اپنے آثار و احکام یعنی گماشتون کو مقرر کیا - کہ ہر ایک مالکانہ حیثیت سے اپنے مقام پر سلوک کرے - حکیم اور عدل نے بہی حکمت و عدالت کو امین الملکی کا عہدہ عطا فرما کر صدر الذکر حکام کے گماشتون کے عقب مین روانہ کیا - چونکہ سلطان وجود کے قرب اور نیز قہر کے سبب سے اسما کے شہر مین آثار تقابل سر نہین اوٹہا سکتے تہے - اسواسطے حکام صوبہ دار نے ستار و غفار کو درمیان مین ڈالکر حضرت سلطان اسما سے اس طرح خفیہ اجازت حاصل کر لی - کہ عدل کو خبر بہی نہین ہوئی - جو گروہ باہم متقابل اور ضد یک دیگر تہے - اب اُنہون نے اختلاف اور تباین کے خاندان ناسوتی اقلیم د عالم اجسام) مین مقرر کیے - آثار و احکام یعنی صوبہ دارون کے گماشتے بہی اِن معانی (تقابل) کو اپنی حکام مین مخفی سمجہے ہوئے تہے - اِس لیے اُنہون نے آنے والون کو ہاتہون ہاتہہ لیکر اپنے دار الخلافۃ مین ہر ایک کے واسطے جو مکان مناسب سمجہا - نامزد کر دیا - اِس اثنا مین یکایک شاہنشاہ احدیت کی بارگاہ سے دوری پیدا ہو گئی اور عقل و نفس کے بارہ مین - اور نیز یہ کہ جواہر و اعراض جداگانہ صورت مین کس منشا سے پیدا کیے گئے ہین - اِس کے بارہ مین اختلافات جو ظاہر ہوئے - وہ الگ رہے پس جس قدر خرابی ملک مین پیدا ہوتی گئی اُسی قدر صفات حمیدہ یہان سے سامان اقامت اوٹہا کر عالم ملکوت کو ہجرت کرتی گئین - اور صفات ذمیمہ کے ساز و سامان فراہم ہو گئے ملک کی کارروائی نفس کے ہاتہہ مین آئی - روح جس کو رب مطلق کا نائب کہنا چاہیے - اُس کے خان و مان کی رونق جاتی رہی اور خاندان نفس کی آبادی شروع ہو گئی - امین الملک کو معزول کر کے - قید کر دیا - اِس سبب سے اکثر مقام کوچے کے شہر تاراج - اور بہت سے انسان تباہ ہو گئے - مگر جو لوگ کوشش کر کے ازراہ اخلاص امین کے دولت خانہ مین پہونچ گئے - اور امین کا ارشاد گوش قبول سے سنکر اپنے دل کا دامن آہستہ آہستہ

ط - کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون ۵۲ سب بولے - ہان ۵

کو ارکنان نفس کے ہاتھ سے کھینچ لیا - اور جس طرح کہ امین نے راستہ بتایا - اُسی طرح منزل در منزل
قافلہ ہدایت کے ہمراہ چلکر وحدت کے دار السلطنۃ مین جا پہونچے تو اون کو راہبر یعنی امین نے ھادی
کی بارگاہ مین حاضر کردیا - اس حقیقی رہنما یعنی ھادی نے دادخواہان عالم خاکی کی حقیقت حال کا ترجمہ
اپنی زبان مین بحضور اقدس عرض کرکے التماس کیا - کہ نفس کے دست ظلم سے رہائی دیجاوے ارشاد ہوا
کہ جو لوگ بارگاہ وحدت مین حاضر آئے ہین - یہ سب حفیظ اور مغیث کی حمایت مین سپرد کردئے
جاوین - تاکہ آئندہ پھر اوس نالائق نفس کی بداندیشی سے اِن کو اذیت نہ پہونچے - اور جو شیوہ صلح
کل کا اسماو صفات کے لشکرون مین حکیم و عدل کی تدبیر سے قایم ہوگیا ہے - وہ ہی طریقہ صلح کا
یہان ذریعہ فرمان امین الملک جاری کردیا جاوے - ان دونون صاحبون نے باہم موافقت اور
مصالحت کرینے کے واسطے حکم صادر فرماکر جو مظلوم تھے - اُن کو یکسان سرفرازی واپس کیا - اِس
حال پر جب فسادیان عالم ناسوت کو آگاہی ہوئی - تب دو اسپہ اُسٹے پاؤن بہاگے اور اسفل السافلین
مین آکر دم لیا - اور انسانی دربار مین جابجا گوشہ گزین ہوگئے - اِس کے بعد پھر ملکوت اعلیٰ کے قافلہ
والون کی آمد و رفت کا سلسلہ اس عالم مین شروع ہوا - اور عالم جبروت کے سوداگرون کا دادوستد عالم شہود
کے باشندون کے ساتھ از سر نو آغاز ہوا - غرض کہ جہان وجوب نے صحرا ے امکان کے ساتھ اتصال
پیدا کیا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو افراد بارگاہ الٰہی مین گئے تھے - اُن مین سے بعض افراد نبوت و
رسالت کے معزز تخت پر جلوس فرما ہوئے - اور بعض کو ولایت و امامت کی اقلیم کشائی کا مرتبہ عطا ہوا -
اور اِس طور پر سب نے طریقہ رہنمائی اختیار کرکے خود شناسی کے چہرہ کو خدادانی کے رنگ سے رونق
دی - اور منجملہ کارفرمایان بارگاہ الوہیت کسی نہ کسی کے ساتھ - ہر ایک نے نسبت پیدا کرکے صوبہ آفرینش
مین اپنی اپنی باری سے ورود فرمایا - اور تذکرہ نویسون کا گروہ جو عقب سے پہونچا - اُس نے اپنی قلم کو اُن
اصحاب کے حالات لکھنے مین رطب اللسان کیا - جو بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ[ط]
کے سنسان جنگل مین بیٹھے ہوئے اپنے دلون کی تعمیر اور صفائی مین مصروف ہین - اور اوراق تحریر کو
ارباب بصیرت کے لیے عبرت نامہ بنایا - یہ مختصر حالات جو گزارش ہوئے - ازل سے ابد تک کی

ط - جو دروازہ کے اندرونی طرف ہے - (جدہر مسلمان ہین) اوس سے تو (خدا کی) رحمت ہوگی اور اُس کے بیرونی طرف
(جدہر منافق ہین) عذاب (الٰہی) ہوگا - ۱۲

سرگزشت کا ایک نمونہ ہین - کیونکہ حال جو گزر رہا ہے وہ ایک ہی طریقہ پر گزر رہا ہے - ماضی و مستقبل زمانہ کے صرف اعتباری نام ہین - درویشون کی معلومات جس صیغہ مین کہ قلم تعبیر سے ادا ہوگی - اُس کو تغیر و تبدل نہین ہے - معنی بس حاصل بالمصدر ہے - اِس کے سوا کچھ بھی نہین -

بیت

امروز و پری و دی و فردا	ہر چار یکے بود تو فردا

بیت

آنچہ ما گفتیم دی امروز میگوید کسے	باز چون فردا شود شخصے دگر متکلم است

تمہید فراہم آمدن این نامہ وشمہ از بیان باعث

امابعد - حیران انجمن دانش و بنیش - سرگردان بادیہ عجز و نادانی - نوآموز دبستان عقل و نقل ہیچمدان صومعہ کشف و تحقیق محمد غوثی ابن حسن ابن موسی شطاری **جعلہ اللہ ممن احبہم** عرض کرتا ہے - کہ جب حسب فرمان امر ایجادی - اِس ہیچمدان کی نوبت آئی - **حافظ** -

دور مجنون گزشت و نوبت ماست	ہر یکے پنج روز نوبت اوست

تو دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے حالات ترتیب اور تالیف کرنے چاہیئین - یہ آرزو میرے دل مین ہجری سنہ نو سو اٹھانوین کے آغاز سے آتی تھی - اور جاتی تھی - جب ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ شروع ہوا - اور اولیائے ہند کے کچھ حالات - کتاب اکبرنامہ مین نظر سے گزرے - تو آرزوئے مذکورہ دل مین جاگزین ہوگئی - لیکن خلوتخانہ دل سے باہر نکلکر میدان عبارت مین نہین آتی تھی حتی کہ ہجری سنہ ایک ہزار دس آگیا - اور کشورکشا شہنشاہ اکبر شاہ نے بارادہ فتح دکن و خاندیس کوچ فرماکر دار السلام برہان پور مین مقام کیا - یہان لشکر کے ہمراہ اُمرا اور فضلا بھی تھے جن مین سے بعض کو متاخرین اور ہم عصر بزرگون کے احوال و اطوار کے مطالعہ کا شوق تھا اور میرے ارادہ سے بھی واقفیت تھی - ایک روز اِن اصحاب کے جلسہ مین مجھسے دریافت کیا گیا - کہ جو خیالات تمہارے ضمیر مین ہین - اون کو ذریعہ قلم میدان عبارت مین ابتک کیون پیش نہین کیا - اسکے جواب مین مجھکو حیرت ہوئی - اگر یہ کہتا ہون - کہ زمانہ کی کج رفتاری دنیا سوافقت اور

میری غفلت وکم استعدادی نے مجکو باز رکہا۔ تو یہ جواب معمولی اور عادۃً عام ظاہر بین لوگون کا ہے۔ اور اگر یہ کہتا ہون۔ کہ کارخانہ آلہی مین بحکم لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ گفت وشنید کی گنجایش نہین۔ تو یہ گفت وگو اُن یکتا لوگون کی ہے جنہون نے گوشۂ وحدت اختیار کر رکہا ہے۔ چونکہ کوئی طرز جواب کے واسطے موزون معلوم نہین ہوئی۔ لہذا چار و ناچار خاموشی اختیار کی۔ اِس بنیاد پر سواے بے توجہی کے کوئی مانع نہین سمجہا گیا۔ اور ادہر اصحاب موصوف کی خواہش اور آرزو صد درجہ کی بڑہی ہوئی تہی۔ پس جہان تک ہوسکا۔ کمال کوشش اور ترغیب کام مین لائی گئی۔ اور نامہ وپیام کے ذریعہ سے اہتمام سابق کی تجدید کی گئی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو منظور تہا۔ کہ جو بات اندیشہ مین تہی۔ وہ ظہور پذیر ہوگئی۔ اور قلم نے تحریر کرنا شروع کیا۔ خداشناسون کے برگزیدہ احوال واوصاف ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر ایک ہزار سے کچہہ زیادہ تک فراہم کیے گئے۔ اور یادداشتون کی نوبہار سے ارباب زمانہ کے دلون مین بے انتہا شگفتگی پیدا کی گئی۔ خدا کرے۔ دوستون کا معرفت پذیر دماغ یقین وعبرت کی خوشبو سے معطر ہو۔

سخن در آرایش نامہ بنامی نامی کہ بنوید غیبی داشتہ آمد

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ سخن کے تصویر خانہ کا نقش ونگار سے سجانے والا جس کو ارباب علم نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہین۔ پیدایش کے اولین روز سے اِس وقت تک اپنی فصاحت وبلاغت کی قلم سے سابقہ تصویرخانون مین یعنی معرفت وکرامت کی تصنیفات وتالیفات مین گوناگون رنگ آمیزی اور چہرہ کشائی کام مین لاچکا ہے۔ اور افسانہ نگاری مین کمال صفائی پیدا کی ہے۔ تاکہ عروس الفاظ کی زیب وزینت اور شاہد معانی کا حُسن دوبالا ہو۔ بس اسی طرح اُس نے راقم کے رسالہ کی طرف بہی توجہ فرمائی جس مین باکمال مشائخ کے احوال کی صورتین دکہائی گئی ہین۔ عبارت کے قالب کو یوسفی حسن سے آرایش دی۔ اور اشارات کے کالبد مین عیسوی نفاس پہونک کر جان ڈالی۔ اور معًا اُسی وقت یہ خیال بہی پیدا ہوا ہرگاہ اِن چند یادداشتون کو مجہہ جیسے شخص کی قلم نے ترتیب دیا ہے۔ جو زمانہ کے نزدیک صحف ناآشنا ہے لہذا یہ رسالہ اِس قابل نہین ہے۔ کہ اس کا دیباچہ شہنشاہ زمانہ کے نام خجستہ فرجام سے معنون کرنے کی دلیری کی جاوے۔ پس بہتر یہ ہے۔ کہ بارگاہ خلافت مین جو اصحاب۔ ظاہری ومعنوی دولت کے اعتبار سے برگزیدہ

ہین - ان مین سے کسی ایسے عالی درجہ صاحب کو اپنی امتیازی نظر سے منتخب کرون جو ہر ایک گفتار کلام
کے رنگ وروش اور طرز ہیات سے واقفیت رکھتے ہون - اور پھر اُن کی بزم نشاط مین باغچہ درویشی کے اس
گلدستہ کو ہدیتہً پیش کرون - اس ارادہ سے جن عالی رتبہ اصحاب کی ذاتی وصفاتی خوبیان مجکو زریعہ عقل ونقل
معلوم ہوئی تہین - اُن کے محامد ومحاسن - خصوصیت کے ساتھ ذہن مین مستحضر کیے - اور چمن خیال مین
سب کو مدعو کر کے ایک محفل ترتیب دی - اور بہت کچھ غور وفکر کو کام مین لایا - کہ اس حمد سرشت عروس کا خطبہ
کس کے نام نامی سے نامزد کرون - بعد غور یہ مناسب معلوم ہوا - چونکہ یہ ناطقہ کی حسین وجمیل دختر
نسل خرد سے ہے - لہذا خیالی انجمن مین جو اصحاب تشریف رکھتے ہین - ان مین سے خرد ہی جس کسی کو منتخب
کرے - اُسی کے نام سے یہ دختر نامزد کر دی جاوے - مگر اس فیصلہ پر خصلت الضاف گوشہ دل سے اور قوت
دوربینی کنارہ باطن سے - گہبرا کر پریشان حال دونون اوٹھہ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ اس کار خیر کا
اختیار تنہا خرد کو نہین ہو سکتا ہے - بلکہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ اس بارہ مین مشورہ اُن اصحاب
سے لیا جاوے - جو اس کاغذی خانقاہ مین گوشہ گزین ہین - اور جب اجازت ان کی طرف سے حاصل ہو جاوے
تب دلی مدعا ظاہر کرنا چاہئیے - اس قرارداد پر دل بنہاد ہو کر چند سال تک انتظار کرتا رہا - لیکن جو اصحاب عالم
خاک سے رخصت ہو چکے ہین - اُن کی طرف سے کسی قسم کا ایمانہ ہوا - ایک دفعہ رات کا ذکر ہے - کہ دل ملول
تہا اور حالت غم مین سر بہ زانو بیٹہا ہوا تہا - نسبت نامقبولیت نامہ طرح طرح کے خیالات ستا رہے تہے - اسی اثنا
مین غنودگی جو مقدمہ مدہوشی ہے - پیدا ہوئی - حواس جو غم ناامیدی سے نصف کے قریب جا چکے تہے - تمام وکمال
رہے سہے ہی باطل ہو گئے - اور روح جو قائل بلفظ انا (مین) اور اس ویرانہ کا شحنہ ہے - بحکم اَللّٰهُ يَتَوَفَّى[۱]
الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ
عالم مثال مین جا پہونچی - جب راستہ مین ایک سایہ دار درخت کے قریب پہونچی - تو وہان پر درخت کے نیچے ایک
نورانی شکل پیر کو دیکھا کہ ایک آراستہ تخت پر متمکن ہین - صاحب تخت کی کمال ہیبت اور حسن ہیات کے
مشاہدہ نے مجکو آگے بڑہنے سے باز رکہا - ناچار از راہ امیدواری وادب ہاتھ باندہ کر خادمانہ سایہ کے ایک گوشہ
مین کھڑا ہو گیا - کیا دیکھتا ہون - کہ یکایک ایک پرند نے جو طوطی کی طرح سبز رنگ اور ایک شاخ درخت پر بیٹہا ہوا

[۱] لوگون کے مرنے کے وقت اللہ اون کی روحون کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے - اور جو لوگ مرے نہین (اون کی روحین بہی) اون کے سوتے وقت (خدا کے ہان بلالی جاتی ہین) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے - اون کو (اپنے ہان) روک رکھتا ہے - باقی (سونے والون) کو (پہر دنیا مین) بہیج دیتا ہے ۱۲ -

تھا اپنا سرا دیچا کر کے - ایک لپٹا ہوا کاغذ اپنی منقار سے تخت پر چھوڑ دیا - اُس وقت اُس روحانی شکل تخت
نشین نے بآواز اُنس ومحبت مجکو پکارا جب مین دو تین قدم آگے بڑہا - تو دل مین یہ خلش پیدا ہوئی کہ
اس وقت موقع گفتار تو حاصل ہے - لیکن دریافت کے واسطے زبان کس طرح کہولون - کیونکہ تخت نشین
کا رعب بیان تک غالب ہوگیا تہا - کہ دیکہنے کی آنکہ مین اور نام پوچہنے کی - زبان مین بلکہ جان مین بہی - طاقت
نہین رہی تہی - صاحب تخت نے یہ کیفیت میری موجودہ حالت سے معلوم کرلی - اور فرمایا - کہ میرا نام
عبد اللہ ہے - اور نامہ لانے والا پرند تمہاری صورت علمیہ کی مثال ہے - یہ ارشاد سنتے ہی مجکو یقین
ہوگیا - کہ شاہ عبداللہ شطاری ہین - **قدسنا اللہ باسرارہ المقدسۃ** اس کے بعد وہ لپٹا ہوا کاغذ میرے
سپرد کیا - اور فرمایا - کہ پڑہو - مضمون مندرجہ کاغذ یہ تہا - جو سرتاسر بشارت تہا - کہ ملک کتاب جو عبارت
اور الفاظ ہین - اگر اسپر تم کو اعتماد نہین ہے - تو مضائقہ نہین - لیکن کتاب کے ملکوت پر جو احوال مشائخ کا
بیان ہے - تکیہ کر کے شہنشاہ زمانہ کے عظیم الشان نام پر کتاب کو معنون کرنا چاہیئے اور تواضع کو جس کا ثمرہ
اس خاص جگہہ پر محرومی ہے - کسی دوسرے مقام پر کام مین لانا - جہان تواضع کا نتیجہ التفات ہو - **تم کلامہ**
الحاصل یہ جامع کلام سنکر فوراً یہ بات ذہن مین نقش ہوگئی - کہ درحقیقت الفاظ تو لفافہ ہین معانی نفیسہ کا - عبارت
ڈبہ ہے مفہومات کے جواہر کا - اور کاغذی نقوش عزیمت ہے معشوقان مدلولات کی تسخیر کا - نظر اور فکر کو صرف
لفافہ - ڈبہ - اور نقوش تک قاصر - اور نفائس - جواہر - اور جمال کے نظارہ سے محروم رکہنا گویا ایسا ہے - کہ
جیسے دقیقہ شناسی کو معطل کر کے ظاہر بینی کو مدنظر رکہنا - اس مین شک نہین - کہ جب اس خیال کی تائید مژدہ
غیبی نے کی - تو مینے قلم کو دلیری کے ساتہہ جنبش دی - اور دیرینہ مطلوب - جس کے چہرہ کو اوس کے کمالات اور
استغنا نے میری تواضع اور عجز کے برقع مین اہل کتاب کی نظر سے چہپا رکہا تہا - اوس پر عرصہ کے بعد مین کامیاب
ہوا - ایمان الفاظ مین جناب باری عز اسمہ کا شکریہ ادا کیا الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ۵ [51]
الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن ۵ [52] الحمد للہ الذی اعطی کل شیء خلقہ
ثم ہدی ۵ [53] اور جو اصحاب اس نامہ کے ختم کا انتظار فرما رہے تہے - اُن کو یہ غیبی مژدہ سنا کر خوش کیا
بے اختیار صاحبان دانش وبینش ارباب کشف ویقین اصحاب جذبۂ بیخودی کو جو حضور

---

۵۱ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے اپنے بندہ (محمد) پر قرآن اُتارا ۱۲ ۵۲ خدا کا شکر ہے جس نے (ہر طرح کا) ہم و غم ہم سے دور کر دیا ۱۲ ۵۳ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہر مخلوق کو اُس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی - پہر اوس کو (اُن اغراض خاص کے پورا کرنے کی) راہ دکہائی - (جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے ۱۲ -

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کے شاہی محل مین اور لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کی خلوتگاہ مین شرف حضوری رکھتے تہے۔ تشریف آوری کی تکلیف دی رباعی

مردانِ جہان آمدہ از گنج حضور	گردند برین روضۂ جان بخش عبور
کو منکر حشر تا نمایم بعیان	آن محشر موعود بہ چشم مغرور

تاکہ تفکری برتع مین تشریف ارزانی فرما کر بذریعہ گویائی و شنوائی اپنے تعبیری وجود سے فیض بخشی فرماوین جس طرح کہ اوس وقت اپنی نمود و نمایش سے حس باصرہ کو فیضان نور فرماتے تہے۔ جب کہ عنصری ترکیب کا جامہ زیب بدن کئے ہوئے تہے اور عبارت کے آب حیات سے جسکو روح القدس کی رشحات کہنا زیبا ہے۔ اور کلمات کی مسیحائی سے جو نفس رحمانی کی باد نسیم ہے حیات جاوید حاصل کرین۔ اور اس گلزار ابرار کی فضا مین اپنے قیام کے لئے انجمن بنائین۔ تاکہ راقم کی مراد باحسن الوجوہ حاصل ہو جو بحکم غیبی اس معنوی مجلس کا ترتیب دینا ہی اس غرض سے کہ وارث یکتائی فرمان دہان باستحقاق خلف یگانہ جہان داران بسعادت ہم وثاق۔ رائض بادپاے بینائی و بینش۔ مرکز دائرہ فطرت و آفرینش۔ جامع مراسم خلافت نشانین مجموعہ لوازم کمال صورت و معنی۔ پرتو مرایای تلوب سعر آۃ مرادات انام منوی ضمیر خاص و عام۔ سایہ الطاف پروردگار۔ سرمایۂ بقاے روزگار۔ گوہر فرد دیہیم صاحبقرانی۔ زلف آراے جبین مملکت فغفوری۔ چہرہ نماے آئینہ تصرف سکندری۔ بادہ گسار جام عشرت جمشیدی۔ آئین بند قصر معدلت نوشیروانی۔ ناوک انداز کمان نیروی رستمی۔ رونق افزاے سریر سلطنت کیخسروی۔ نقش نگین ملک سلیمانی۔ تمثیل معجزہ انفاس عیسوی۔ صورت گفتار فصیح جبریلی۔ پیکر کلمات صحیح تنزیلی۔ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی ابن ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس کو مشاہدہ اور مطالعہ فرماوین خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَسُلْطَانَہٗ وَاَفَاضَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ بِرَّہٗ وَاِحْسَانَہٗ اِلٰی اَبَدِ الْاٰبِدِیْنَ

شمہ از گزارش پیراستگی زمانہ و آراستگی زمانیان برکات دور دولت بردوام او

خداے تبارک و تعالیٰ کا کمال احسان اور شکر ہے۔ کہ اس شہنشاہ کونین جہانگیر خلد ملکہ و مد ظلہ کے

---

۵۱ اور تم لوگ کہین بہی ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے ۱۲۔

۵۲ مجکو اللہ جل شانہ کے ساتھ ایک وقت خاص ہوتا ہے۔

۵۳ اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کے ملک اور حکومت کو ہمیشہ رکھے۔ اور نیز اس بادشاہ کی بہلائیان اور احسان تمام مخلوقات کو ہمیشہ پہونچا وے۔ یا اللہ تو ایسا ہی کر ۱۲۔

زمانہ مین اس کی حکمت - معدلت - مبارک صورت - نیک عادت - عمدہ فکر - اور سلیم راے کی بدولت تمام ناشائستہ اوصاف و افعال - ناپسندیدہ حالات و معاملات - اور اندوہ و فریاد و افغان جملہ بنی آدم کی سرشت سے یک لخت نکل گئے اور ایسے مقام پر جاگزین ہوئے ہین - جہان وہ خوبی اور عمدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہین - اس اجمالی گزارش کی تفصیل تو بے نہایت ہے - مگر مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ[۵] کسی قدر نمونہ کے طور پر ارباب اعتبار اور اصحاب قیاس کی خدمت مین عرض کرتا ہون وہو ہذا -

(۱) پریشانی زلف مین اور سنبل مین
(۲) کجی ابرو مین اور ماہ نو مین -
(۳) تنگی ماہ وشون کے دہن مین اور غنچہ مین
(۴) لاغری کمر مین اور بالون مین
(۵) کجی بدکرداری مین اور عمر دشمن مین
(۶) تیرگی ابر مین
(۷) رونا باران مین
(۸) نالہ کرنا رعد مین
(۹) زود رفتاری برق مین اور دشمن کے نام مین
(۱۰) سرنگونی قلم مین
(۱۱) پیچیدگی نامہ مین
(۱۲) شکستگی خط مین
(۱۳) کشاکش کمان مین
(۱۴) نفرت تیر مین

(۱۵) تیزی تلوار مین
(۱۶) مار ڈالنا صید مین -
(۱۷) دو ہم جنس کی جدائی فک اور غام مین
(۱۸) عالمون کا تنازعہ نحو مین -
(۱۹) منع و معارضہ آداب بحث مین
(۲۰) اختلاف روایات فقہ مین
(۲۱) دروغ تاریخ کے افسانون مین اور اشعار کے مضامین مین -
(۲۲) فریب جادو کے افسونون مین اور دلبرون کے وعدون مین -
(۲۳) تلخی ناصح کے پندنامون مین اور اطبا کی دواؤن مین
(۲۴) بھاگنا اعدا کی صفون مین اور لوگون کی آمیزش سے صلحا مین
(۲۵) سرگردانی آسمان مین چکی مین اور دولاب (رہٹ) میں ..

(۲۶) جلنا اگر مین لکڑیون مین اور چورون مین
(۲۷) جوش کھانا فوارہ مین دیگ مین اور پانی کے چشمہ مین
(۲۸) نیستی افلاس مین اور اسباب محنت مین
(۲۹) نایابی ستم مین زبان مین اور شکایت مین ..
(۳۰) سوال گور مین اور قیامت مین
(۳۱) عذاب طبقات دوزخ مین
(۳۲) بیکاری حالت خواب مین -
(۳۳) گرانی طلب مین اور التماس مین
(۳۴) ارزانی عطا مین اور انعام مین
(۳۵) زنجیر ہاتھی کے پاؤن مین اور دہلیز مین
(۳۶) بیماری نرگس مین اور راے مخالف دو بادشاہ مین اور تیاری جنگ مین

[۵] جو شے تمام و کمال ادراک مین نہین آسکتی ہے - وہ سب کے سب چھوڑی بھی نہین جاسکتی ہے ۱۲ -

(۲۹) خواہش دولت سلطانی کی دوام مین نہ دیگر تمام اشیا مین -	(۲۸) شمار کرنا نقش کعبتین مین نہ لوگون کے نقد و جنس مین -	(۲۷) خانۂ خالی بساط شطرنج مین نہ روے زمین مین -
	(۳۰) آرزو شہنشاہ کی جاودانی حیات مین نہ دوسرے امور مین	

غرض کہ عینی و علمی - اور خارجی و ذہنی تمام موجودات کیا جوہر اور کیا عرض کچھہ باعتبار محل اور کچھہ باعتبار حالات زشتی کے ساتھہ منسوب نہین - لیکن اِس شاہی عہد مین محل اور حالات تبدیل ہوکر لباس خوبی سے آراستہ ہوگئی ہین اور اب خلقت کی آسایش و آرام کا باعث ہین - لہذا بہتر یہ ہے کہ اب قلم کے برق رفتار گھوڑے کو نمونہ نویسی مین تیز رفتار - اور گرم جولان نہ کرون - بلکہ عنان قلم کھینچکر دوسرے راستہ پر ڈال دون -

گفتار در پوزش آنکہ دعاے قدس اللہ سرہٗ در پاے نام مشائخ ننوشتہ و ہر یک را بصیغہ وحدت یاد کردہ

جو ضمیر انوار قدسی سے روشن - اور رسمی قیدون سے آزاد ہین - وہ سمجھتے ہین - کہ الفاظ رضی اللہ عنہ اور قدس اللہ سرہٗ اور نیز دیگر تیمن و تبرک کے کلمات جو کتاب ہذا مین اُن اصحاب کے مبارک نامون کے ساتھہ نہین لکھے گئی ہین - جنہون نے اس کتاب کے عبارتی حجرون مین گوشہ نشین ہوکر شرف سعادت بخشا ہے - یہ فروگذاشت کچھہ از راہ رعونت نہین ہے - بلکہ جس طرح افصح العرب والعجم علیہ السلام نے بمضمون [۵۱] لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اپنے تئین ذات باری جَلَّتْ صِفَاتُہٗ کی ثنا سے عاجز تصور فرماکر اوس کی توصیف کا حوالہ بقولہ [۵۲] اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اسی کی پاک ذات پر رکھا تھا اسی طرح راقم نے بھی اس ادب آموز کلام سے عجز و تواضع کی تعلیم حاصل کرکے - اس تصور مین کہ **فرد**

مردان خدا خدا نہ باشند	لیکن ز خدا جدا نہ باشند

اپنے تئین اُن نامورون کی دعا اور ثنا سے جن کے مقدس اسما ہر ایک کی یاد مین مذکور ہین - یہ کہکر قاصر سمجھا **فرد**

ہمچو اوئے سزد معرّف او	این زمان در جہان چو اوئے کو

[۵۱] جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے - اُس کا احاطہ مین نہین کرسکتا ہون ۱۲

[۵۲] تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود کی ہے ۱۲

اور صدر رالذکر مقدس کلمات کو داخل سطور کتاب نہ کیا - اس مین شک نہین کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ترک ثناے ایزدی کو نظر مین لیکر سواے گزشتہ صورتون (یعنی بزرگان دین کی نسبت ثنائیہ اور دعائیہ الفاظ ترک کرنے) کے اتباع کا دعوی صحیح نہین ہے - نہ یہ کوئی ادب کی بات ہے - اور نہ ایسا اتباع امت کی طاقت سے ہے دوسرے جو طبیعتین رعونت غرور - اور خشونت کے غبار سے پاک وصاف ہین - وہ اچھی طرح جانتی ہین - کہ ولایت وفضیلت کے اقطاب (اولیاء اللہ) جن کے حالات اس گلزار کے ہر چمن اور ہر انجمن مین گزارش ہوئے ہین - اُن کو بصیغہ واحد جو یاد کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہین ہے - کہ تعظیم مین کچھ کمی کیجاوے - بلکہ ہنگام تحریر حالات اس بلند مرتبہ گروہ کی یکتائی بیان تک دل مین جاگزین ہوئی کہ لفظ واحد اور مفرد کے سوا ناطقہ نے زبان کو اور زبان نے قلم کو کوئی لفظ حوالہ نہ کیا - ہرگاہکہ اس طرح پر ایک شخص کا بطریق مفرد یاد کرنا کہ واقع مین بھی ایسا ہی ہے - فروگزاشت تعظیم کا نقصان دور کر کے کمال وحدت پر دلالت کرتا ہے - اور اختصار کتابت سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر بھی ایک قسم کی مہربانی نکل آتی ہے - تو اس طریق کے اختیار کرنے سے کیسے اعتراض لازم آویگا - اگر کوئی کہے - کہ کتابت کا اختصار - اور اختصار کی وجہ سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر مہربانی بہ نسبت ترک تعظیم کے سہل ہے - اور اصلی غرض بھی یہ نہین ہے - تو مین یہ جواب دون گا - کہ اس طرز تحریر مین جو نقصان سمجھا جاتا ہے - یہ اولین توجیہ سے دور ہو گیا ہے - جس سے ہر ایک کی وحدت کا ثبوت ملتا ہے باایں ہمہ اگر اختصار کتابت اور مہربانی کی رعایت بھی اولین توجیہ کے علاوہ پیدا ہو جاوے - تو بیان عذر مین یکقسم کی قوت ہی حاصل ہو جاویگی - دوسرے یہ کہ سہل سمجھنا طاقت ور جوانون کا خیال ہے - اور مہربانی پیران ناتوان سے تعلق رکھتی ہے - بیشک جس کسی کے پانؤن مین بھاگ دوڑ کی قوت ہوتی ہے وہ اونچے اونچے ٹیلون پر بھی ہموار زمین کی طرح چلتا ہے - اور جس کسی کا پانؤن آبلون سے زخمی ہوتا ہے وہ ہموار زمین پر ایک قدم اُٹھانا بھی ایک گھاٹی کا طے کرنا سمجھتا ہے - اب ناظرین کے التفات اور حسن اخلاق سے التماس یہ ہے - کہ جب کتاب ہذا کی لکھی ہوئی عبارت کو مطالعہ فرماوین - تب صدر رالذکر کلمات ترضی وتقدیس کو اور تعظیمی کلمات جمع کو لکھا ہوا تصور کرین - اور اپنی نالوشنہ خوان زبان کو ایسی عبارت سے شیرین کام فرماوین - جس کو طرفین کے اعتبار سے مناسب جانین اور اس گدائے ادب کے قلم کو عبارت مذکورہ نہ لکھنے کے الزام سے بری الذمہ تصور کرین - اور اگر از راہ عنایت چشم انصاف سے دیکھین گے - تو ذکر کا میدان صحرائے تقدیر کی بہ نسبت زیادہ تنگ معلوم ہوگا **القصہ** جن اصحاب کو یہ عذر اور اصلیت معاملہ پسند نہ آوے - ان کے

واسطے اس کے سوا کوئی علاج نہین ہے - کہ کتاب ہذا کے گریبان مین جو عیب کا چاک آگیا ہے - اُس کو از راہ عفو رفو فرماوین اور ایسا نہ کرین کہ مذکورہ بالا نہ لکھے ہوئے کلمات زبان سے نہ نکال کر اوس چاک کو تا بدامن پہونچادین اور اپنے تئین عیب دعا مین راقم کے شریک نہ کرین - مین نہین جانتا - اس کے سوا اور کیا کہون - اور کیا لکھون جس سے نکتہ چین لوگون کی خاموشی اور تسکین ہو راقم کی فراست اور حقیقت حال کے موافق کوشش جو کچھ ہے - بس اسی قدر ہے - اور عذر خواہی کے بارہ مین جو بات زیادہ قابل پسند ہوسکتی ہے - وہ لائق معترضین کے نزدیک ہوگی - امید ہے کہ جس فکر سے اعتراضات چھانٹنے مین کام لیا جاسکتا ہے اُس فکر سے بجاے اعتراضات کے تحسین و آفرین کی توجیہات پیدا کرنے مین کام لیا جاویگا وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی[۱۵]

گفتار در سرانجام سرا سرے کردار و رفتار

یہ بالکل صحیح ہے - اگر تعینات کا برقع جو حقیقی وجود کے چہرہ پر پڑا ہوا ہے - اُٹھا دیا جاوے - تو عیب اور ہنر دونون ایک درجہ مین ہو جاوین - اور امکانی نسبتین اور امکانی اعتبارات - واجب الوجود کے خاص افعال کی طرف منسوب ہو جاوین - بھلائی اور بُرائی کے ساتھ اشیا کی تمیز اوسی وقت تک ہے کہ جس وقت تک وہ اشیا جمال و جلال کے پردہ مین مخفی ہین - بیشک دوئی اور دو بینی پر دل نہاد ہونے کا آخرین نتیجہ سرزنش ہوتا ہے - اور کسی غیر کی طرف سے بھلائی اور بُرائی دیکھکر آرام اور نفرت ہونا - شرمندگی پیدا کرتا ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ مین آج خیالات اور اوہام کے شکنجہ سے آزادی حاصل کر کے نہ تو عیب نکالنے والے سے انصاف کی خواہش کرون - اور نہ ہنر بین سے امید آفرین رکھون - بلکہ خود اپنی ذات کو این و آن کا آئینہ سمجھکر باصفا ایک رنگ ہو جاؤن **بیت**

آن کس کہ ز شہر آشنائی ست	داند کہ متاع من کجائی ست

کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے - حریف بیگانہ وار کی خاطر مین جو کچھ ہوتا ہے - وہ اوپر آجاتا ہے - کیونکہ وہ بات اوس کے باطن کی فرستادہ ہوتی ہے - نہ کہنے والے کا مافی الضمیر اور نہ لکھنے والے کے قلم کی تحریر **مصرع**

خدایا از دوئی یکتائیم بخش -

گفتار در التماس تسمیہ این مجموعہ

ایک روز مینے اپنے ہم نشینون کے ساتھ انجمن یک جہتی منعقد کی تھی جس مین کتاب ہذا کے مندرجہ

[۱۵] جس شخص نے راہ ہدایت کی پیروی کی - اُس کی سلامتی ہے ۱۲

حالات بیان ہو رہے تھے - مینے عرض کیا ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ آج کی رات سامعین کے
عالم مثال مین جو نام ظاہر ہو - یا قلب مین ذریعہ الہام القا ہو - وہی نام اِن چند فراہم شدہ یادداشتون
کا رکھہ دیا جاوے - اِس کے دوسرے روز منجملہ سامعین شیخ قطب عالم پنواری نے بیان کیا - گزشتہ
شب کو مینے شیخ قطب عالم ابن سید جی کو جو سید علاء الدین راتھی کے نبیرون مین سے ہین - خواب مین
دیکھا کہ سفر حجاز سے واپس تشریف لائے ہین - اور راقم کے مکان مین اُترے ہوئے ہین جب مین
اُن کی خدمت مین حاضر ہوا - تو شیخ نے مالک خانہ کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب دیا
غوثی حسن آج کل مشائخ قدسنا اللہ باسرارہم کے کچھہ حالات معرفت لکھہ رہے ہین -
اور نام کی تلاش ہے - ارشاد فرمایا - ہمارا اسلام کہنا - اور یہ مصرع پڑھ دینا مصرع نہادم نام این گلزار ابرار
امید ہے کہ اس مبارک نام کی نوید پاکر ناموران جہان مین جلد اس کو شائع اور عالمگیر کردینگے -

گفتار در تمہید آنکہ معنی ہر عالم را صورتی ست مناسب آن

واضح ہو کہ مراتب وجود مین کوئی مرتبہ ایسا نہین ہے - کہ جہان حصول مقاصد (بیان ماہیت)
کے واسطے خاص اسم اور رسم معین نہ ہو - اسو اسطے اسما اور صفات کے آثار و احکام جو کائنات کے
اصول ہین - مناسب مناسب طور پر ہر ایک عالم مین جلوہ گر ہین - پس تمام معانی تین قسم سے باہر
نہین ہین - عام مشترک اور خاص عام کے واسطے تمام عالمون مین - اور مشترک کے واسطے
مقامات اشتراک مین - خاص صورتین اور رسمین مقرر ہین - لیکن جس طرح ہر ایک عالم کی مناسبتین
مختلف ہین - اسی طرح مذکورہ بالا صورتین اور رسمین بھی مختلف ہین - رہا خاص اس کا حال اور
شان اوسی عالم کے طریقہ پر - کہ جس کا یہ خاص ہی - ایسا قرار دیا گیا ہے - کہ اوس کی ماہیت اگر صاحب
کشف و مشاہدہ - رسم و عبارت کا تو کیا ذکر ہے - اشارات کے ذریعہ سے بھی دوسرے عالم مین آشکار
کرنا چاہے - تو نہ کر سکے - مگر مانند اور مثال کے ساتھ جس کا نام دوسرے الفاظ مین اصطلاح ہے -

گفتار در تشبیہ و تعبیر الہیات

اصطلاح محققان بالکل اس طرح پر ہے - کہ جیسے کوئی شخص صحرا مین پیدا ہوا - وہین اوس نے

پرورش پائی اور وہین رہا۔ پہر وہ کسی آباد شہر مین گیا۔ اور چند روز وہان رہکر انواع واقسام کے کہانون۔ عمدہ لباسون۔ اور خوش فضا عمارتون سے مستفید ہوا اس کے بعد جب وہ پہر اپنے مسکن صحرا مین جاویگا تو صحرا والے اُن چیزون کا حال اُس سے دریافت کرینگے۔ جو مخصوصات شہر مین سے ہونگی یہا بانی نہ ہونگی۔ اور نہ صحرا والون کی زبان مین بمقابلہ اُن چیزون کے کوئی لفظ موضوع ہوگا۔ تو ایسی صورت مین وہ صحرائی شہر کی عجیب وغریب اشیا کی خصوصیات کس طرح بیان کرسکیگا۔ سوائے اسکے کہ اُسی صحرا مین سے تلاش کر کے ایسی چند چیزین بہم پہونچادے گا جو فی الجملہ شہر کی موجودہ اشیاء سے مشابہ ہون گی اور اُن مشابہ منتخب چیزون کے نامون کے ذریعہ سے شہر کے عجائبات کو جواب مین بیان کرے گا۔ اور یہ طریقہ بیان کا شہر جانے والون کو صحرا مین واپس آنے پر خصوصیات شہر بیان کرنے کے واسطے اور نیز جو دوسرے صحرائی جو شہر مین جاتے آتے ہین۔ اون کو ماہیت اشیا جاننے کے واسطے دستور العمل ہو جاوے گا۔ بس اسی طرح پر ہے ہر ایک فن کی اصطلاحات کی وضع۔

گفتار در التزام ملازمت دانایان فنون

واضح ہو کہ ہر ایک فن کا اوستاد اُس فن کی جزئیات کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ لہذا جو شخص کسی فن کا طالب ہو۔ اُس کو اُستاد فن کی تعلیم گاہ کی حاضر باشی ضروری بات ہے۔ اِسی وجہ سے کہتے ہین کہ نوآموز جب تک رازشناسان فنون کے مدرسہ تعلیم مین ایک مدت تک حاضر رہ کر اکتساب علم نہین کرتا ہے۔ الفاظ سے آگے بڑھ کر معانی مصطلحہ پر عبور نہین پاتا ہے۔ گو لغات والفاظ کی بندش اپنے مقامات کے اعتبار سے کتنی ہی چست اور درست ہو۔ لیکن گوہر مراد ہاتہ نہین آتا ہے۔ اُس شخص کو ہوشیار سمجہنا چاہیئے جو یہ خیال نہ کرے۔ کہ مینے جو کچہ استنباط کیا ہے۔ یہی مراد قوم ہے۔ بالخصوص صوفیون کی اصطلاح مین اپنی لغت دانی پر ہرگز فریفتہ نہین ہونا چاہیئے۔ کیونکہ لفظی مفہومات اور اصطلاحی معانی مین بے نہایت بُعد ہوتا ہے

فرد

چشمہ حیوان کجا لعل لب جانان کجا	ہر دو جان بخشند اما این کجا و آن کجا

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ کتب تصوف کے پڑہنے والے یہی اہل کشف ہین۔ نہ اہل اکتساب۔ اور نہ وہ لوگ جنہون نے صرف ظاہری علوم تحصیل کیے ہین بس جو شخص بستان وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کا

تو آموز طالب علم ہے اُس کو مناسب یہ ہے کہ خود دانی پر گھمنڈ نہ کرے - اور اگر الفاظ کے ذریعہ سے مراد قوم معلوم نہ کر سکے - یا اپنی رفتار سے کسی طرف راستہ نہ نکال سکے - تو نفس کو اپنا پیشوا نہ بنا دے - جو غیرت دلانے والا ہے - بلکہ جبین نیاز خاکساران طریقت کے پانون پر رکھے - کیونکہ یہ شاہبازان عرش پرواز مین اوّلان سے ہمت اور توجہ کی درخواست کرنی چاہیئے - اور اس اہل حقیقت خدائی گروہ کی ہدایت و تلقین سے سلوک و طریقت کا فائدہ اوٹھانا چاہیئے - پھر اس کے بعد چاہیئے - کہ کمر ہمت باندہ کر توفیق آلہی کی مدد سے اس راہ مین قدم رکھے - اور عدم حصول سے دل تنگ نہ ہو کر صبر و سکون کے ساتھ توجہ اور کوشش کرے -

گفتار در انگارہ فہرست نامہ

کمترین بندہ آفریدگار گوناگون الفاظ درنگار رنگ معانی - فرمان پذیر اوامر و نواہی پیام آوران کیش آرا آرزومند آستان بوس صفا سگالان حقیقت پژوہ - فریفتۂ گہر فشانی دانشوران مشکل کشا ہوس پیرائے ہمدردی عقیدت اندوزان اخلاص آمود - دیوانہ دیدار فرشتہ منشان یوسف رو ہم روز گروہ گرفتاران یعقوب اندوہ - شیدای سخن سنجی فصاحت وران جادوکار شیفتہ غزل سرائی داؤدی نوایان دل نواز - مومیائی جوی شکستہ دلان خرابہ نشین جاروب فرست مشارع برہنہ پایان بادیہ پیما - نگارندہ احوال ناموران فردوس خرام یعنی **غوثی حسن** نے خدا اس کو بھی کسی قدر ابدی معرفت نصیب کرے - جب قلم و زبان سے اِس پُر بہار ورسبز گلزار کی آرائش اور نخلبندی کی - تو اولین مسودہ مین بدین تفصیل پانچ قسم کے اصحاب کی یادداشتون سے پودے لگائے تھے - ایک وہ لوگ جنہون نے ظاہری و باطنی صفائی حاصل کی ہے - اور جن کو زمانہ سابق کے تاریخ نگار اصحاب تحقیق اور مالکان ہر دو عالم کہتے ہین - دوسرے وہ لوگ جو صاحب علم ہین - اور وہ تاریخ قدیم مین دانشمند اصحاب کے نام سے یاد کئے گیے ہین - تیسرے وہ گروہ جو پہلو نشین دشمن (نفس) کے مقابلہ مین فوج آرائی کر رہے ہین - اور جن کو مورخان سابق بلفظ سالوک لکھتے ہین - چوتھے وہ قوم جو شریعت و سنت کی راہ راست پر گرم رفتار ہے - اور جس کے افراد کو زبان قدیم مین زہاد کہتے ہین - پانچوین وہ جماعت جس کا اندرون آباد اور بیرون ویران ہے اور جس کا نام اہل اصطلاح نے

نزدیک مجاز نہیں ہے - مگر از راہ احتیاط و اہتمام تصحیح کے وقت نامہ شاخین کاٹ چھانٹ کر دوسرا نسخہ اور دوسرے نسخہ سے تیسرا نسخہ مرتب کیا - اور اس تیسرے نسخہ کے مقدس زمین مین پانچون قسم کے سرسبز پودون کو چار چمن مین تقسیم کیا - اور ہر ایک چمن مین شائستہ انجمنین قایم کین - رباعی

غوثی سے قلمے سر کن وسر کن سخنے	کاراستہ نو بہار ہر سو چمنے
برباد گرفتنگان گلزار درون	در ہر چمنے فراہم آرا انجمنے

مذکورہ بالا صورت کے ساتھہ ترتیب و تقسیم اس غرض سے کی گئی ہے - تاکہ اُس دل آویز چمن اور دلستان انجمن کے تماشائی - اپنے باعبرت دلون کو نور بینش سے - اور احول آنکھون کو دست بینی کے سرمہ سے روشن کرین - اور اپنا اندر اور باہر یعنی تمام جسم و جان ایک ہی کے خیال مین مصروف کر کے حسن - اخلاق اور مبارک عادات اختیار کرین - جس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ عالم عقبیٰ مین صدہا الذ نیک اخلاق اور عادات صورت عروسی قبول کر کے زینت بہشت کا سرمایہ اور آلہی صفات کا مظہر ہوجاوینگے -

پُرانے کشف و کرامات سے بھرے ہوئے تاریخی حقائق نامون کی جن صاحبون نے ورق گردانی کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہین کہ بہشت اور جو کچھہ بہشت مین ہے - دل دار کے رویت - دل آرام کا دیدار - دل کش مکانات - دل کشا کھڑکیان - دل فروز جالیان - دل آرا تخت - دل نشین فرش - دل پسند طعام دل فریب لباس - دل آشوب غلمان - دل نواز نغمہ - دل آویز درخت - دل خواہ پھولون کی کلیان - اور دل جو بہنے ہوئے چشمے وغیرہ وغیرہ - یہ سب آدم زاد کے افعال و اخلاق کی صورتین ہین - جو مجرد نفس و عقل کے بیابان مین - مرکب اجسام کے ذریعہ سے نمایان ہوئی ہین - علیٰ ہذالقیاس دوزخ اور ما فیہا[۱] من اسباب العذاب یہ بھی صورتین ہی ہین - جنھون نے انسانی افعال کے طلسم مین حلول کیا ہے - دوستون کو واضح ہو - کہ محقق قدما کی یہ ریاضت اور کشف بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے - جو ہر فرد کے ہاتھہ مین ہے تاکہ وہ اپنے دوسرے عالم کی حالت کو اپنی پیش بین آنکھہ سے دیکھہ سکے - پس جس شخص کا وجود مظاہر تجلیات جمالی کا مقتضی ہے - اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تئین ظاہر ظہور معنوی فردوس مین سمجھکر خدائے پاک کا شکر بجالاوے - اور جس کی صورت علمیہ خارج مین اسمائے جلالی کی مظہر قرار دی گئی ہے - اُس کو اپنے تئین حکمی دوزخ مین شمار کر کے - اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگنی چاہیئے - اور پھر ہر ایک کو اس نفس لامی معرفت کی مدد

---

[۱] - اور جو اسباب عذاب دوزخ مین ہین ۱۲

سے چاہیے - کہ خداشناسی کے بلند مرتبہ کو پہونچکر یہ بات دریافت کرلیوے - کہ مطلق خلافت ہم شکل سمجھنے کا ذریعہ - اور ہم سری کا نمونہ ہے - اور اِس معما کو اس طریقہ سے حل کرنا چاہیئے - کہ ناسوتی عالم صورت - خداوند تعالیٰ کی ازلی صفات کے علم و آثار ہین - اور جہان قدسی - انسان کے افعال و احوال کی تصویر - کیونکہ ملکے ملکوت کی پیدایش - واجب الوجود کے اسماء وصفات سے اور بہشت و دوزخ کی آفرینش - انسان کے اعمال اور اخلاق سے ہے - لیکن جب تک انسانی آنکھون کو خاک گور کا سرمہ - ناسوتی رمد سے نجات - اور اُخروی زندگانی کا کحل الجواہر - لطافت بین روشنی نہین بخشتا ہے - تب تک وہ آنکھین بیدارون کی طرح - جاوید باغون اور آتشکدون کا تماشا نہین کرسکتی ہین - جس طرح کہ صفات وجوبیہ قدیمہ کا اقتضا جب تک وجود مطلق کو تعینات کی امداد اور اعیان ثابتہ کی اجازت سے امکانی صورتون کا لباس نہین پہناتا ہے - تب تک وجود مطلق کو آسمان بیچونی و بیچگونگی سے ملک و ملکوت کے میدان مین (جس مین چون وچند کی گنجایش ہوسکتی ہے) نزول نہین ہوسکتا - اِس قسم کے موحدانہ کلام اور حرف وصوت سے بیگانہ مفہوم کی تمہید و تفصیل کے لیے فی نفسہ جداگانہ دفتر چاہیئے - جو لوح محفوظ کی مثل ہو - ایسی عظیم اور عظیم الشان تمہید و تفصیل کتاب ہذا کے دیباچہ مین تاویل کے ذریعہ سے کیونکر آسکتی ہے - جو کوتاہی کلام کے ساتھ نامزد ہے - لہذا بہتر یہ ہے کہ تمام فہرست جس قدر کلام سے انجام کو پہونچ جاوے - بس اوسی پر اکتفا کرون - اور زبان وقلم کو بزرگان دین ویقین کی یادنگاری مین مکفول کردون - باصفا گروہ کی دوستی کی بدولت اپنے نامۂ اعمال سے گناہون کی سیاہی دور کرکے - اس کی جگہہ التماس کے قلم سے یہ عقیدہ لکھدون **مصرع** بدان را بہ نیکان ببخشد کریم - اور بکمال ادب یہ نالۂ **مصرع** الشفاعۃ الشفاعۃ اے بزرگان عاصیم - معنوی قیامت مین بلند کرون - کہ عبارت اپنے احوال و افعال کے محاسبہ سے ہے - اللّٰھم ارزقنا ما اعطیت فی علمك بلا عمل منا حتی نعلم حقیقۃ قولنا بامرك قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ۵

گفتار در تعیین القاب

خدا کرے - دانش آباد دل کی عمارت - جہالت کی خرابی سے - اور آزاد خاطر کی بے تعلقی کی نوبہار -

۵ - یا اللہ تو ہم کو وہ شے عطا فرما جو تونے ہمارے لیے بلا ہمارے عمل کے اپنے علم مین عطا فرمائی ہے تاکہ تیرے ارشاد قل لن یصیبنا الخ مین جو ہمارا قول ہے - اوس کی حقیقت ہم جان لین - اور وہ قول یہ ہے - اے پیغمبر تم اِن لوگون سے کہو - کہ جو کچھ خدا نے ہمارے لیے لکھدیا ہے - اوس کے سوا کوئی اور مصیبت تو ہم کو پہونچ سکتی نہین ہے - ۱۲

علائق کی خزان سے محفوظ رہے - یہ چند باتین جن کو میرا قلم تالیف لکھ رہا ہے - اس بارہ مین ہین - کہ اس کتاب کے مطالعہ کے وقت جس شخص کا دل زود فہمی اور سرعت انتقال کا مشتاق ہو - اُس کو کسی لقب اور خطاب کے معلوم کرنے مین یہ تامل اور فکر پیدا نہ ہو - کہ فلان لقب اور خطاب کس کا ہے - اور مرجع اس کا کون بزرگ ہین - اس لئے ایک معین صفحہ مین قلم صراحت سے لکھتا ہون - (۱) معین الاولیا سے مراد سلطان کشور کشاے ولایت وکرامت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ہین - جنکی خوابگاہ اجمیر مین ہے - (۲) قطب المشائخ یا قطب الاولیا سے مراد - خداوند خلافت عظمیٰ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی بابرکات ذات ہے (۳) نظام العرفا یا نظام الاولیا سلطان مشائخ عارف اطوار کاشف اسرار شیخ نظام الاولیا کا مبارک لقب ہے - یہ دونون بزرگ خاندان چشت کے چراغ ہین - اور شہر دہلی مین ان کے مرقدہاے منورہ ہین - (۴) بہار الاسلام یا بہار الاولیا سے مقصود قافلہ سالار رہروان طریقت - رہنماے سالکان شاہراہ حقیقت مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ہین - (۵) غوث الرحمٰن یا غوث الاولیا - شاہنشاہ اقلیم جامعیت ابو المؤید حمید الدین شیخ محمد غوث کا خطاب پاک ہے - جن کا مزار مبارک شہر گوالیار مین ہے - (۶) لفظ وجیہ الملۃ سے مراد - دانش آموز صوری ومعنوی - بینش اندوز حقیقی ومجازی اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد ابن نصر اللہ علوی احمد آبادی ہین -

(۷) اور کلمات مسیح القلوب یا مسیح الاولیا سے مراد - حافظ الاوقات رافع الدرجات شیخ عیسیٰ ابن قاسم سندھی کی ذات فیض آیات ہے - منظلہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز نخستین چمن

اس چمن مین ساتوین صدی کے صوفیون علم والون - پرہیزگارون - خداپرستون - مجذوبون کے احوال وافعال کا بیان ہے - اے خرد - اُٹھہ بیٹھ - اور کچھہ ذوق سے کام لے - دیکھہ اس چمن کی ہرایک یاد بجاے خود ایک نہال ہے - جس کو طوبیٰ کہہ سکتے ہین - اور جس مین ہرایک طرح کے دلخواہ میوے موجود ہین - ان میودن سے ہرناکام اور کامیاب دونون کو اُس خداوندتعالیٰ شانہٗ کے شکروسپاس کا مزہ حاصل ہوتا ہے - جس نے انسان کا عجیب وغریب پودہ ادا اعلم اور بعدہٗ عین کے باغ مین لگایا - اور جب تک قیامت کی خزان نہ آوے گی تب تک وہ اُسکی نوعی تنہ سے افراد اور احوال کی گوناگون شاخین اور پتے اس طرح پیدا کرتا رہے گا - کہ اگر سابقہ شاخ یا پتہ ٹوٹ جاوے - تو بجاے اُسکے فوراً دوسری شاخ یا پتہ قایم ہوجاوے - اور غرض اس سے یہ ہے - کہ حقیقی وجود کے درخت کی مشابہت اس مین نمایان ہو - جس کا عظیم الشان تنہ وحدت ذاتی ڈالیان صفات - اور پتے تجلیات ہین - ایدہر آؤ ایدہر **مصرع**

بوستان از دوستان سازیم دستی ہا کنیم

بادشاہ یوسف ملتانی

پیدایش تو گرویز علاقہ کابل مین ہوئی تہی - مگر آپنے ہجری سنہ پانسو پچاس مین بہ ترک سکونت ملتان مین آکر قیام فرمایا - آپ کے زمانہ زندگی کے واقعات عجیب وغریب اور بےشمار ہین - جو تمام وکمال بیان مین نہین آسکتے ہین - رحلت فرمائی کے بعد بہی بہت سی کرامتین آپ کی ظاہر ہوئی ہین - سب سے زیادہ عجیب یہ بات ہے - کہ جب کوئی شخص بارادہ بیعت آپ کی قبر کے پاس جاتا تہا - تو آپ مزار کے اندر سے ہاتھہ نکال دیتے

تھے - اور مرید کے ہاتھ پر رکھکر یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ کے آثار کا ثبوت دیتے تھے - شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہما کے مبارک زمانہ تک یہ سلسلہ جاری رہا - چونکہ صدرالملتہ کی کوشش اس بارہ مین زیادہ رہتی تھی - کہ آنجہانی معاملات مخفی رہین - لہذا آپ کی یہ روش صدرالملتہ کی طبیعت کے خلاف واقع ہوتی تھی - ایک روز صدرالملتہ شاہ یوسف کی قبر پر پہونچے اور فرمایا - یوسف - ہاتھ اندر کھینچ لو - اور دراز دستی چھوڑ دو - اس کے جواب مین قبر کے اندر سے آواز آئی - صدر - آج درویش کا ہاتھ تمنے کوتاہ کیا تو تمہارا نام درویش نے بھی لوح زمانہ سے مٹا دیا - یہی وجہ ہے کہ شیخ بہاؤالدین کے بعد شیخ رکن الدین کا نام لوگون کی زبانون پر روان ہے - اور صدرالاسلام کا نام درمیان مین نہین آتا باوجودیکہ صدرالاسلام - رکن الاولیا کے پدر بزرگوار ہین - قدس سرہم - شاہ یوسف کے پیر شاہ قسور[۱] جنیدی علوی گردیزی ہین - یہ اویسی تھے -

اُویس صوفیون کی اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے ہین - جس کو پیر ہدایت کے واسطہ کے بدون خاص مبدء الیہ سے فیض ولایت پہونچے اور بعض کی رائے یہ ہے - کہ جو شخص قول مین فعل مین اور اعتقاد مین سنت رسول کا اتباع کرے - اور اوسی پر چلے - اور اس طرح پر جناب خاتم النبوۃ والشریعۃ علیہ السلام کے باطن اقدس سے فیض پاوے وہ اویسی ہوتا ہے - بعض یہ کہتے ہین - کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جس کو فیض پہونچے - وہ اویسی ہے - بعض کا خیال یہ ہے - کہ جو صاحب ولایت جامع محمدیہ کے سجادہ نشین ہین - عَلٰی صَاحِبِھَا اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ اون کے باطن سے جس شخص کو فیض حاصل ہو بغیر اسکے - کہ وہ ظاہر مین ملازمت کرے - وہ اُویسی ہوتا ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے - کہ جس شخص کو اولیاے اُمت مین سے کسی کے بھی باطن سے بدون توسط رسمی بیعت کے فروغ ہدایت حاصل ہو - اُس کو اویسی کہتے ہین -

یہ مرتبہ اکثر اصحاب کو گزشتہ زمانہ مین حاصل تھا - اور اب بھی حاصل ہے (۱) بابا حاجی روزبہ یہ زمانہ سلف کے اولیائے دہلی مین سے ہین مشہور یہ ہے - کہ بزمانہ راجہ پتھورا قلعہ کی خندق مین گوشہ گزین تھے - آپ کی بدولت ہزارون آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے (۲) پیر علی ہجویری غزنوی جن کی خوابگاہ لاہور مین ہے (۳) شیخ جلال الدین پورانی جن کا حال مولانا جامی قدس سرہ نے بھی کتاب نفحات الانس مین لکھا ہے - (۴) شیخ حسین زنجانی - (۵) سید ابراہیم اویسی (۶) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری - (۷) شیخ محمد نومسلم بنگشی افغانون کے پیر (۸) شیخ احمد متوکل اجینی - اور نیز ان کے سوا اور بزرگ بھی اویسی ہوچکے

---

[۱] اللہ جل شانہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون کے اوپر ہے ۱۲ [۲] قسور بمعنی شیر ۱۲

ہین - قدس اسرارہم چنانچہ ہرایک کی یاد مین یہ ذکر کیا گیا ہے مصرع ست شو واسطی اویسی کیست

یاد شیخ ابوالحسن علی

آپ ابوعلی عثمان ہجویری جلاّ بی غزنوی کے فرزند ہین - خوابگاہ لاہور مین ہے - عارف - عالم - موحد - محقق - اہل تصنیفات اور صاحب اشعار تہے - کشف المحجوب مین لکھا ہے - مینے ایک دیوان ترتیب دیا تہا - جس کی غزلون کے مقطع مین تخلص نہین کہا تھا - ایک چوری پیشہ شخص نے کیا گیا - اُن غزلیات مین اول سے آخر تک اپنا تخلص داخل کردیا - لہذا مین اس خوف سے رسالہ ہذا کے اندر ہر ایک مقام پر بتقریب نکال کر اپنا نام وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھتا ہون بعض کا خیال ایسا ہے کہ شیخ آغاز سلوک مین اویسیہ تہے - لیکن شیخ نے خود لکھا ہے - کہ طریقت مین میرے پیر شیخ ابوالفضل محمد ابن حسن جیلانی ہین - جو ابوالحسین خضرمی کے بزرگ خلیفہ ہین - اور ابوالحسین - ابوبکر شبلی کے شاگرد ہین قدسنا اللہ باسرارہم -

تواریخ مشائخ کے سابقہ مصنفین کا خیال ہے - کشف المحجوب کے مصنّف وہ بزرگ ہین - جن کا مبارک مزار لاہور مین ہے - اور بعض کہتے ہین - کہ مصنّف کشف کی خوابگاہ غزنین مین ہے - لیکن اولین بیان - دوسرے بیان کی بہ نسبت قریب بہ صحّت زیادہ ہے مصرع گر بگویم ورنگویم نام او نامی بود

یاد شیخ فخرالدین حسین زنجانی خوابگاہ لاہور

آپ کے موحدانہ اقوال مین سے ہے - اَلْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَّا قَلْبَ لَہٗ وَلَا رَبَّ لَہٗ[1] توحید ذاتی کی تجلیات کے جہان اور کشف ہین - اُنہین مین سے ایک یہ کشف بہی ہے - اور نہایت بلند مرتبہ کشف ہے اِس کے عالی مقام کو ہر ایک سالک نہین پہونچ سکتا - شیخ جمالی دہلوی نے سیرالعارفین مین لکھا ہے - کہ شیخ سعدالدین حموی اگرچہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید ہین - قدس سرہم لیکن سلوک اور توحید کے مدارج - پیر زنجانی کی ہدایت سے طے کر کے کمال حاصل کیا تہا - اور جب خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری ہند کو تشریف لائے تہے تو اُسوقت چند روز لاہور مین پیر زنجانی کی

---

[1] میرے نزدیک فقیر وہ ہے - جس کا قلب نہو - اور نہ اوس کا کوئی رب ہو ۱۲

مصاحبت مین بھی قیام فرمایا تھا - باہم رازداری اور خداشناسی کی باتین ہوا کرتی تھین - قدسنا اللہ
باسرارہما - مصرع فقر ادہم نگہت الفقر فخری میدہد

یاد بابا حاجی رتن ابن نصر ھندی

آپ کی کنیت ابو الرضا ہے - بعض کہتے ہین - کہ آپ اولیاے اُمت مین سے ہین - اور بعض کہتے
ہین - اصحاب مین سے ہین - ایک بزرگ شیخ رضی الدین علی ابن سعید لالا ابن عبدالجلیل غزنوی تھے - جو
حکیم سنائی کے چچازاد بھائی تھے - اور حکیم سنائی شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید - اور ایک چوبیس مردان خدا
کے خلیفہ تھے - یہ بزرگ لکھتے ہین - کہ مین ہجری سنہ چھ سو بیس مین ہندوستان کے اندر آیا اور بابا سے
ملا تھا - اُس وقت بابا نے حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام کا خاص شانہ مبارک جو میرے نامزد تھا
مجھکو عطا فرمایا تھا اور نیز سرور انبیا علیہ السلام کے جلسہ کی چند باتین فرمائی تھین -
شیخ علاء الدین سمنانی نے ایک کتاب لکھی ہے فصل الخطاب جس مین اُنھون نے احادیث رتنیہ
کی تصدیق کی ہے - اور نیز اُس مین خواجہ محمد پارسا بخاری نقشبندی کی بھی روایت لکھی ہے اس کتاب
مین لکھا ہے - کہ مین شیخ علی لالا کی خدمت مین پہونچا - اور بابا کے ہاتھ سے شانہ ملنے کا معاملہ مینے سنا - اور وہی
شانہ آج مجھکو پہونچا ہے - لیکن محدثین کی جماعت ان پر طعن کرتی ہے -
کہتے ہین - سبکتگین کا بیٹا سلطان محمود - حدیث نبوی ایسے شخص سے سننا چاہتا تھا جس نے بلاواسطہ
خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہو - اس اثنا مین خبر ملی - کہ ہند مین ایک بڑے معمر
شخص موجود ہین - جو اپنے تئین صحابہ مین شمار کرتے ہین - سلطان نے کمال عزت اور التجا کے ساتھ
آپ کو غزنین مین آنے کی تکلیف دینی چاہی - مگر آپنے آنا قبول نہین کیا - جب تک بہت سا مال ومتاع
آپ کے پاس نہین پہونچا - جب آپ کہ بہیر فرتوت تھے دارالخلافۃ مین پہونچے - تو سلطان نے استقبال
کیا - اور طلائی ونقرئی پھول آپ کے گہوارہ پر نثار کیے آپنے اپنے ہاتھ سے اُن منتشر سنگریزون کو فراہم
کیا یہ حال دیکھکر سلطان اور نیز تمام امرا سخت متعجب ہوئے اور دریافت کیا - کہ اولا اس قدر علما اور مشائخ
آپ کی طلب مین گئے - مگر آپنے قبول نہ کیا - جب تک ہمنے مال نہین بھیجا - اور یہان بھی آپ کی طرف
سے حجریات فراہم کرنا دیکھا گیا - یہ اصحاب فنا کا کام نہین ہے - آپنے جواب مین یہ دو حدیثین روایت

ہین۔ ایک یہ[51] اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ دوسری یہ[52] یَشِیْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ فِیْہِ خَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ یہ دو حدیثین سنا کر آپنے سلطان اور تمام اکابر کی دیرینہ آرزو پوری کی۔ راقم کے خیال مین یہ بات آتی ہے۔ کہ جب سوال اس قسم کا تہا۔ کہ ہیچو فعل کا ارتکاب منصب درویشی کے مناسب نہین ہے۔ تو مجیب نے مقام جواب مین یہ دو حدیثین بیان کرنے سے تین کام کئے اول آرزوے سلطان پوری کی جو صحابہ کی زبانی حدیث کا سننا تہی۔ دوسرے ازراہ کسر نفسی اپنے تئین عوام مین سے شمار کرکے۔ دونون حدیثون کو بظاہر سوال مذکور کا جواب بنایا۔ تیسرے اشارہ سے بتا دیا کہ ہاتہ آلودہ کرنا حرص اور احتیاج سے نہین ہے۔ بلکہ روایت حدیثین کی تقریب سے ہے۔

شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اَلْاِصَابَۃُ فِیْ تَعْرِیْفِ الصَّحَابَۃِ مین بابا کا ذکر لکہا ہے اور آپ کے حالات کے متعلق بہت سی باتین تحریر کی ہین۔ لیکن اس مین شک نہین۔ کہ وہ بہرتی کے شائبہ سے خالی نہین ہین۔ مختصر یہ ہے۔ کہ بابا کے نفس قدسی نے زمانہ جاہلیت مین عنصری لباس پہنا تہا۔ ایک قصبہ متعلقہ دہلی یا لاہور مین۔ اور آغاز ہوش مین آپنے ایک قافلہ کے ساتہہ عربستان کا سفر کیا۔ عربستان کی سیر کے بعد معاودت کی جب ہند مین واپس آئے تو خبر ملی۔ کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے۔ چنانچہ پہر دریا کے راستہ سے مکہ معظمہ کو کوچ کیا۔ اور سعادت صحبت سے سرفرازی حاصل کی۔ چند روز خدمت مین قیام کرکے پہر جانب ہند معاودت فرمائی۔ اور اپنے مکار نفس کے ساتہہ بہت سی لڑائیان لڑکر بالآخر فتح پائی۔ اور تمام جہان کو مشرق سے لیکر مغرب تک ناپ ڈالا۔ عجیب عجیب خوفناک مقامات مین چلہ کشیان کین۔ اور جہونپڑیان بنائین۔ چہٹی صدی مین جو ارباب سعادت تہے۔ وہ بابا کی بدولت تابعین۔ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے شرف سے مشرف ہوئے اور بابا نے ساتوین صدی مین رحلت فرمائی۔ ہوشیار سیاح کہتے ہین۔ کہ سراندیپ مین صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ کے قدم گاہ کے نزدیک آپ کی قبر ہے۔

یاد خواجہ معین الدین حسن حسینی سنجری قدس سرہ

ہجری سنہ پانسو سینتیس مین آپ کی علمی صورت نے عنصری خلعت پہنکر قصبہ سنجر مین جو علاقہ سجستان مین ہے پردہ غیب سے عالم شہود مین ورود فرمایا۔ لیکن پرورش آپ کی صوبہ خراسان مین ہوئی۔ آپ کے پدر بزرگوار غیاث الدین حسن نے آپ کو گیارہ سال کی عمر مین یتیم چہوڑا۔ اسی اثنا مین ایک روز مجذوب الہی ابراہیم نام کا آپکے باغ مین گذر ہوا

[51] انسان۔ احسان کا غلام ہوتا ہے ۱۲ [52] آدم زاد بڈہا ہوجاتا ہے۔ مگر اس کے اندر دو عادتین جوان ہوجاتی ہین۔ ایک حرص دوسرے طول امل ۱۲

آپ نے انگور کا ایک خوشہ نہایت ادب اور انکسار کے ساتھ مجذوب کے آگے پیش کیا - مجذوب کے ہاتھ مین ایک ٹکڑا
نہاتلی کی کھل کا - وہ اپنے دانتون سے چاپ کر آپکے منہ مین ڈالا - جب وہ پیٹ مین پہونچا - تو اندرون جسم ایسا روشن
ہوگیا - کہ جس سے تمام علائق یک لخت نیست ونابود ہوگئے - لہذا کل تعلقات سے دل ہٹا کر حقیقی رہنما کی جستجو
مین چلے - اور تقدیر کی رہنمائی سے اولاً ہرون مین پہونچے - جو نیشاپور کے اعمال مین سے ہے - یہان پر قدوۃ الاولیا
خواجہ عثمان ہرونی کی ملازمت حاصل کی - اور مدارج بیعت ادا کر کے ڈہائی سال برابر پہلو نشین دشمن یعنی نفس کی
اصلاح مین کمربستہ رہے - اور بالآخر کامیاب ہوئے جب یہان سے خرقہ خلافت عطا ہوا - اور سند مل گئی - تو دیگر خدا
شناسان ملک کی ملاقات کے ارادہ پر جہان گردی شروع کی مشائخ قدس سرہم کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا
اولاً کوہ جودی کے دامن مین جو بغداد سے سات منزل دور ہے اسوۃ العرفا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کے
حضور مین پہونچے - اور جو کچھہ ازلی حصہ نصیب مین لکھا تہا - وہ حاصل کیا - اسی طرح برسنجار مین نجم الاولیا شیخ نجم الدین
کبری کو - بغداد مین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی - شیخ اوحد الدین کرمانی - اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر
سہروردی کو - ہمدان مین شیخ یوسف ہمدانی کو - تبریز مین شیخ ابوسعید - اور شیخ جلال الدین تبریزی کو - استر آباد مین
شیخ ناصر الدین کو - غزنین مین شمس العارفین عبد الواحد پیر شیخ نظام الدین ابو المو مد کو اور لاہور مین شیخ حسین
زنجانی مرشد شیخ سعد الدین حمویہ کو دیکھا - اِن باخبر مقبولان بارگاہ ایزدی مین سے ہر ایک کی خدمت مین
تہوڑے تہوڑے روز حاضر رہ کر ملازمت کی - رازداری کی باتین ہوتی رہین - اور بہت کچھہ معرفت الٰہی کا سرمایہ
بہم پہونچایا - گویا خدائی معرفتون کا آپ خزانہ ہوگئے تہے -

آپ کے حالات کا مختصراً بیان اس طرح پر ہے - کہ لوگون سے بہت کم ملتے تہے - پہاڑ اور صحرا کے دامن
مین بود و باش رکہتے تہے - ہمیشہ تیر و کمان پاس رکہتے تہے - اپنی خورش شکار سے بہم پہونچاتے تہے - پرانی چندیان
پیوند لگا لگا کر پہنتے تہے - کم کہانے کی عادت تہی - صبح کے وضو سے عشا کی نماز پڑہا کرتے تہے - اور دن مین دو دفعہ
قرآن ختم کیا کرتے تہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے - آپ سبزوار مین ایک ستم پیشہ شخص کے باغ مین اترے ہوئے تہے باغبان نے حاضر ہوکر
مالک باغ کی ناقابلیت سے کچھہ گزارش کیا - آپنے ادہر کچھہ خیال نہ فرمایا - اور باغ سے باہر نہین گیے - اسی اثنا مین
مالک باغ اپنے تونگرانہ ساز و سامان کے ساتھہ آگیا جب خواجہ معین الاولیا کے نزدیک پہونچا - تو اوس کے جسم بہر کے
مو مین لرزہ پیدا ہوا - اور چہرہ کا رنگ زرد پڑگیا - ناچار تونگری شوکت کا ساز و سامان تہہ کر کے خادمانہ ہاتھہ باندہ کر

کھڑا ہوا - خواجہ نے ایک بے پروایانہ نگاہ سے اُس کو دیکھا - اُس کے ہوش جاتے رہے - جب باغبان نے حسب ارشاد خواجہ - بیہوش کے منہ پر پانی چھڑکا - تب بیہوشی دور ہو کر ہوش مین آیا - اور نیازمندانہ زمین پر سامنے گر پڑا - ارشاد ہوا - نالائق حرکات سے باز آؤ - چنانچہ باز آیا - اور بیعت ہوا - اوس کے سب ہمراہیون نے بھی فرمان برداری قبول کی -

کہتے ہین - کہ جس سال معزالدین سام نے دہلی فتح کرکے قطب الدین ایبک کے سپرد کی - اور ہنگام واپسی غزنین کے راستہ مین دنیا سے رخصت ہوا اوسی سال خواجہ کے قدوم مبارک سے خاک دہلی نے شرف حاصل کیا ہے - چونکہ یہان پر لوگون کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - اور یہ ہجوم آپ کو پسند نہین آیا - لہذا آپنے اجمیر کی طرف عزم فرمایا - حاکم وقت نے سید حسین مشہدی کو اجمیر کا فوجدار مقرر کرکے خواجہ کے ہمرکاب روانہ کیا - فوجدار کمال دل آوری اور شجاعت کام مین لایا جس کے سبب سے بعض اہل زمین مسلمان - اور بعض مطیع اسلام ہوئے - بالآخر فوجدار نے شربت شہادت پیا - اور وہین ایک پہاڑ پر ہمیشہ کے واسطے جا سویا -

کہتے ہین - خواجہ دو دفعہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے دیدار کے لیے دہلی مین تشریف لائے تھے - اور جس مکان مین اب شیخ رشید مکی کی خوابگاہ ہے - اُس مین اترا کرتے تھے پہلی بار جو دہلی سے اجمیر کو گئے تھے - تو سید حسین مشہدی فوجدار کے عم بزرگوار سید وجیہ الدین حسینی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرکے ہمراہ لے گئے تھے - ستائیس سال اوس پردہ نشین باعصمت بی بی کے ساتھ بخوشی و خورمی زندگی گزاری - اور پسری اولاد بھی ہوئی - ستانوین [۹۷] سال کی عمر آپنے پائی - بعدہ چھٹی رجب ہجری سنہ چھ سو تینتیس [۶۳۳] روز شنبہ کو عالم آخرت کی جانب کوچ فرمایا - اور اجمیر مین خوابگاہ تیار ہوئی - آج اوس کی عمارت نہایت عالیشان ہے - اور ہر سال لوگ گروہ کے گروہ ہر ایک ملک سے عرس کے موقع پر آکر جمع ہوتے ہین - اور جس قدر مشائخ چشت ہند مین مدفون ہین - سب اپنی خلافت کے سلسلہ کو حضرت خواجہ تک منتہی کرتے تھے قدس اسرارہم سواے ایک سلسلہ شیخ عزیز اللہ منڈو (مانڈو) والہ کے - کہ وہ شیخ رکن الدین نہروالہ سے ملتا ہے - اور شیخ رکن الدین اپنے تیئن چھ [۶] واسطے سے خواجہ مودود چشتی تک پہونچاتے ہین - انشاءاللہ العزیز یہ حال اُن کی یاد مین لکھا جاوے گا -

انجمن

یہ انجمن اون خدا بین ذی بصیرت اصحاب کے بافروغ حالات کے بیان مین ہے جنہون نے اپنی نسبت کے

ہاتھ سے معین الاولیا قدس سرہ کی بیعت کا دامن پکڑا - اور آپ کی رہنمائی سے خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکھا ہے - بعض نے خرقہ خلافت حاصل کرکے زندہ دلی حاصل کی - اور اُن کے سلسلہ پر ارباب دانش گروہ کے گروہ چل ملے - اور بعض نے اس طریقہ پر چلنے کی آرزو ہی نہین کی - اور ہمیشہ اپنے حجرہ وحدت مین تنہا نشین رہے قصہ کوتاہ جن معانی کا چہرہ واضح کے رنگ آمیز قلم نے الفاظ کے صفحہ پر کھولا ہی نہین ہے - اُن معانی کا راستہ اندیشہ اور خیال - سوائے تمثیل کے پاؤن کے کیسے چل سکتے ہین - اس لیئے اس ذی معرفت گروہ کے پر حقیقت حالات کی تعریفات صراحت کے ساتھ نہین لکھہ سکا - اور چونکہ تشبیہ سے دل ناخوش اور رسیدہ تھا لہذا تشبیہات سے بھی کام نہ لیا - ناچار ہر ایک کے نسب و حسب - وطن و مرقد - اور بیعت و سلسلہ کے متعلق چند باتین ایسے قلم سے لکھی ہین - جو بالکل سادہ اور صنایع و بدایع کے زیور اور آرایش سے برہنہ ہے - تاکہ سننے والہ کو آگاہی ہو -

باوجودیکہ تمثیل اصل کی چہرہ پر ایک نقاب ہوتا ہے - تاہم تمثیل اپنی چمک دمک دکھانے سے - روحانی چہرہ کو آئینہ کی طرح جسمانی عکس کی شکل کر دیتی ہے - تمثیل دور بیٹھے ہوئے - گوشہ نشینون کو ویسے ہی جلوہ کا سامان بہم پہونچاتی ہے - جیسا کہ نزدیک والون کو نظر آتا ہے - تمثیل معنی کی پردہ نشین عروس کی صورت کشادہ رو شاہدون کے طور پر دکھلاتی ہے - اور نیز جن منور چہرون پر مثل آفتاب کے نگاہ دشواری سے پڑ سکتی ہے تمثیل اُن چہرون کو آسانی کے ساتھہ نظر آنے والے ماہ وشون کے سلسلہ مین عیان کرتی ہے - لیکن اگرچہ نکتہ آفرین طبیعت ان ساکنان شہر کشف کو تشبیہ و تمثیل کی امداد سے محسوسات کی آبادی مین پہونچاتی ہے اور نیز اُن کو کشفی مکان سے نکال کر خیالی سندیر اس طرح لا بٹھاتی ہے - کہ جو کچھہ سنا جاوے - اقرب بہ فہم ہو - بایہمہ اگر ناظرین غور سے دیکھین گے - تو عالم غیب کے مستورون کا حال ٹھیک طور پر اس طرح معلوم نہ کر سکین گے کہ جس طرح اُن لوگون کا حال معلوم کر سکتے ہین - جو حواس اور عقول کے میخانہ مین مست پڑے ہین - یہ ایسا ہے کہ جیسے قیاس غائب کا شاہد پر ہوتا ہے - کیونکہ ہر عالم کے ادراک کے واسطے جداگانہ رسم معین کیگئی ہے - ایک عالم کی اشیا کا - دوسرے عالم کی رسمون کے ذریعہ سے ادراک - صرف اُنہین اشیا تک پہونچ سکتا ہے - جو دونون عالم مین مشترک ہین - اس سے آگے خصوصیات تک نہین پہونچتا مابہ الاختلاف جو عالم کثرت کی آفرینش کا سبب ہے - معرفت کے سامنے ظاہر نہین ہو سکتا - ہر موجود در ہر مظہر جس کو اسمائی کمالات اور تفصیلی حسن حاصل ہے اُس کی ماہیت کی شناخت ہاتھہ نہین آتی - کائنات کے ذرے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا نہین ہو سکتے اور راستہ چلنے والا - اس طرح کی رفتار سے منزل تحقیق کو نہین پہونچ سکتا - پس ایسے مقام پر چپ رہنا - سخن کا

مغز پوست سے جدا نہ کرنا - اور راست گوئی سے کام نہ لینا - دو رنگی کی علامت ہے -

سنوجی - وہ شخص دانا ہے - جو ہستی کی تعریف کو جس کو ارباب ظاہر نے یونانی حکمت و فلسفہ کی کتابون مین مکڑی کے تنے ہوئے تانے بانے کی طرح تنا ہے چند پست آواز مگس طینتون کا جال سمجھے - مکھی کی طرح اپنی ہمت کا بچہ اوس مین نہ پھنساوے - مانند طفل رنگین باتون کے فریب مین نہ آوے - اپنے تئین اس تھوڑی سی طمع شناسی پر حقیقت اشیا کا جاننے والا تصور نہ کرے - وہم مین ڈالنے والے کاغذی نقوش کو نگینہ کی طرح صفحۂ دل پر جگہہ نہ دیوے - جن نقوش نے جگہہ پکڑلی ہے - اون کو مٹ جانے والا سمجھکر فراموشی کی امداد سے صفحۂ دل کو سادہ بنانے مین کوشش کرے

شمۂ دیوانگی می باید و نادانیم	المولفہ	تیرگی بخشید دل را حکمت یونانیم

اس بلند مرتبہ گروہ کی پیروی سے عرفان کا راستہ اختیار کر کے صفائی قلب وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی جیسی ریاضت سے حاصل کرے - کشف کی آنکھون سے اصحاب خلوت اور ارباب جلوہ دونون کا تماشا کرے - ناشناسائی اور وہم پرستی کے کوچہ سے نکل جاوے - اور باطنی ادراک کی روشنی مین حقیقت کے باغون کی سیر فرماکر جامعیت کے تخت پر بحیثیت خلیفہ متمکن ہو - تاکہ اُس کے قوی ادراک کے سامنے دوسرے ضعیف ادراک والون کی لچر اور پوچ اصطلاحین - عمدہ حیثیت سے فروخت نہ ہونے پا دین - اور سب کی استعداد کا ذاتی جوہر - جس قدر و قیمت کا ہو - اُسی اصلی قدر و قیمت پر خریدا جاوے - اُس وقت مضمون لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا کا نقد اُس کو حاصل ہوگا - اور اُس کا یقین ایسے بلند درجہ پر پہونچ جاوے گا - جہان نہ افزونی کو گنجایش ہوگی - اور نہ کم و کاست کو - اب مین اُن چند اصحاب کا حال لکھتا ہون - جو اس خوبی اور حسن شمائل کے ساتھ موصوف ہین -

یادارحمبند فرزندان معین الاولیا قدس اللہ اسرارہم

بعض کہتے ہین کہ آپ کے کوئی فرزند نہ تھا - آپ حصور تھے - اور بعض کہتے ہین کہ آپ کی دو بیویان تھین - ایک سید وجیہ الدین مشہدی کی دختر - دوسری ایک راجہ کی بیٹی جو خواجہ کے مرید ملک خطاب کی قید مین آگئی تھی - اُس کو مرید مذکور نے پیر کی خدمت مین بھیج دیا تھا - علی ہذا القیاس سلطان التارکین ناگوری کا بیان

۵۱ - اور جن لوگون نے ہمارے دین کے کام مین کوششین کین - ہم بھی اُن کو ضرور اپنے رستے دکھائین گے ۱۲

۵۲ - اگر پردہ کھل جاوے - تو مین یقین کے اعتبار سے کچھہ زیادہ نہ ہو جاؤنگا ۱۲ -

بھی خواجہ کے عیال دار ہونے پر دلالت کرتا ہے - جس کو اُن کے فرزند شیخ فرید نے کتاب سرور الصدور مین لکھا ہے - وہ یہ ہے - ایک روز خواجہ معین اولالیا نے عیال دار اور صاحب اولاد ہونے کے بعد مجھ سے کہا حمید بیشتر جوانی اور تجرد کے زمانے مین جو بات دل مین آتی تھی بطلب یا بلا طلب ظہور پذیر ہو جاتی تھی - اور اب اس زمانہ مین - کہ پیری اور عیال داری دونون ہو گئی ہین - دل مین آئی ہوئی کوئی بات بھی علم سے عین مین نہین آتی ہے - مینے جواب مین عرض کیا - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام کا حال یہ تھا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۵۱ ۵۳ اور ولادت کے بعد یہ درجہ ہو گیا هُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ ۵۲ آپ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوئے -

خلاصہ کلام یہ - کہ جو بعض اصحاب خواجہ معین الاولیا کو حصور سمجھتے ہین - یہ ان صدر الذکر بیانات کے بموجب محض خیال ہی خیال ہے - بی بی حافظ جمال خاص خواجہ کی دختر ہین - عام شہرت واقعی امر نہین ہے - شیخ رضی کے نکاح مین تھین - جن کی قبر منڈلا کے حوض کے کنارہ پر ہے - جو مضافات ناگور مین سے ہے - اور بی بی دُر کی قبر حضرت خواجہ کی پائین ہے - سید محمد گیسو دراز دوسرے فرزندون کو بی بی عصمت سے سمجھتے ہین - اور خواجہ شمس الدین طاہر کو امۃ اللہ کنیز سے کہتے ہین **مصرع** بجز خدا سے نداند کسے حقیقتِ حال

چند اصحاب کا خیال یہ ہے - کہ آپ کے اولاد تو ہوئی - مگر خرد سالی سے کوئی بچہ آگے نہین بڑھا - سب خرد سالی مین ہی عالم قدس کو کوچ فرما گئے - بعض نے یہ بھی لکھا ہے - کہ آپ کے فرزندون مین سے چند کس عمرین پاکر درجہ رہنمائی پر پہونچے تھے - اور یہ بیان بہت ہی درست ہے - کہ آپ کے تین فرزند رشید تھے - جو مرشد بھی تھے -

سب سے بڑے **خواجہ فخر الدین محمد اجمیری** ہین - دونون علم کے کمالات سے آراستہ تھے اور صاحب تصرف بھی تھے - پدر بزرگوار کے بعد شیخی اور ہدایت کی مسند کو انہین کے وجود سے آرایش ہوئی تھی -

جب خواجہ فخر الدین تاریخ پانچوین شعبان ہجری سنہ چھ سو اکسٹھ کو دنیا سے رخصت ہو گئے - تو آپکے منجھلے بھائی **خواجہ ضیاء الدین ابوالخیر** جانشین ہوئے - بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابو سعید ہے بڑے صاحب کمال اور صاحبِ حال تھے - یہ بھی ہجری سنہ چھ سو پچانوین مین عالم صورت سے رحلت فرما گئے -

---

۵۱ جب جب زکریا مریم کے دیکھنے کو اُن (کے) پاس (اُن کے رہنے کے) حجرے مین جاتے تو مریم کے پاس میوہ جات کی قسم مین سے کچھ نہ کچھ کھانے کی چیز موجود پاتے ۱۲ ۵۲ کھجور کی جڑ کو پکڑکر اپنی طرف کو ہلاؤ ۱۲

۵۳ تنلیہ اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے - شاید حضرت خواجہ کو تجرد کے زمانہ مین قرب فرائض کا رتبہ حاصل تھا -

تیسرے بھائی شیخ حسام الدین صدر الذکر دونون بھائیون سے چھوٹے تھے - یہ لوگون کی نظر سے غائب ہوکر ابدال اور رجال الغیب کے گروہ مین جا ملے تھے - اسواسطے سجادہ نشینی پوتون اور نواسون کی طرف منتقل ہوئی سلسلہ اور خانوادہ کا اجرا خود مشرب چشت کے مالک خواجہ معین الاولیا نے خواجہ قطب الاولیا کے سپرد فرما دیا تھا -

شیخ رفیع الدین بایزید اور شیخ نور الدین محمد اجمیری خواجہ معین الاولیا کے پوتون مین سے تھے - یہ دونون بزرگوار تصوف اور سلوک کے طریقہ مین ظاہر و باطن سے آراستہ تھے - بہت برسون تک آبائے کرام کے سجادہ پر طالبان خدا کی رہنمائی کرتے رہے -

شیخ حسام الدین سوختہ - خواجہ فخر الدین اجمیری کے فرزند ہین - آپ کا سینہ سوز محبت سے داغدار تھا اور آنکھین درد طلب سے اشکبار رہتی تھین - سلطان نظام الاولیا کی صحبت مین جا پہونچے تھے - ان کی قبر قصبہ سانبھر مین جانب مشرق اجمیر کے راستہ پر ہے - ان کے پدر بزرگوار نے گم شدہ بھائی کی یاد مین اُن کے نام پر ان کا نام رکھا تھا - ان کے دو فرزند تھے -

ایک خواجہ معین الدین خرد آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ ہین بیعت ہونے سے پہلے ہی - نفس نافرجام کو لڑائی مین زیر کر لیا تھا - اور خواجہ معین الاولیا کے باطن سے آپ کو فیض حاصل تھا

دوسرے شیخ قیام الدین بابر بال[۵۱] آپ خوب صورت - دلاور - دلیر - اور بزرگ طینت تھے

ان دونون صدر الذکر فرزندان شیخ حسام الدین کے بھی فرزندان نامور ہین -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ - جس کا مطلب یہ ہے - وحدت اور وجوب کی جانب کا کثرت اور امکان کی جانب پر غالب ہونا - اس صورت مین حق عیان ہوتا ہے - اور خلق مختفی جس شخص کو یہ قرب حاصل ہوتا ہے - وہ تمام افعال بلکہ احوال کو حق کی طرف منسوب کرتا ہے - اور اپنے تئین بمنزلۂ آلہ کے سمجھتا ہے - اور حضرت خواجہ عیال واری کے زمانہ مین قرب نوافل سے متصف ہو گئے تھے جس کا مطلب یہ ہے - جانب کثرت کا ظاہر ہونا - اور جانب وحدت کا مختفی ہونا - اس صورت مین خلق فاعل نظر آتی ہے - اور حق اوس کا آلہ - بی یبصر و بی یسمع کی حدیث مین اشارہ اسی مرتبہ کی طرف ہے یہ بات میرے ذہن مین آئی ہے ۱۲ راجی محمد غوثی -

۵۱ بال بمعنی عظمت و شان ۱۲ -

شیخ قطب الدین - آپ خواجہ معین الدین خُرد کے بیٹے ہیں - اجمیر سے آغاز ہوش میں ہی منڈو (مانڈو)[1] کو چلے آئے - سلطان محمود خلجی نے زمانہ شباب میں ہی - آپ کو خطاب چشت خانی دیکر بارہ ہزار سوار کا افیسر کر دیا تھا - جب ایک مدت کے بعد سلطانی قوت کے اثر سے اجمیر میں اسلام تازہ ہوا - تو سلطان نے اجمیر چشت خان کو دینا چاہا چشت خان کو دلچسپی منڈو (مانڈو) سے ہوگئی تھی اسواسطے قبول نکیا

شیخ قیام الدین کے بیٹے شیخ بایزید بزرگ ہیں - آپ صاحب علم تھے - خواجہ معین الاولیا کے روضہ میں برسوں درس دیا - شیخ احمد مجد - اور نیز دوسرے بزرگ آپ کے شاگرد ہیں - جب حکومت دہلی میں ہلچل پیدا ہوئی - تو پیکر پرستوں کا غلبہ ہوا - اُس وقت شیخ بایزید بغداد کی طرف کوچ کر گئے - اور اُسی سرزمین میں ایک عمر گزاری جب خبر ملی - کہ اجمیر میں اسلام کو رونق ہوئی - تو پھر آپ اُن اطراف سے منڈو (مانڈو) میں آئے - سلطان نے اپنے حُسن عقیدت میں - شیخ بایزید کو چشت خان کا شریک کر لیا - چشت خان کو یہ شرکت ناگوار گزری - کسی اہم کام کے بہانہ سے شیخ بایزید کو دور پھینک دینا چاہا اور حضور سلطان میں عرض کیا - کہ میرے بھائی شیخ بایزید بزرگ پیشتر مدرس اجمیر تھے - وہاں کے اسلام میں سُستی آگئی تھی - اس وجہ سے اُنہوں نے جہان گردی کو مناسب سمجھا تھا - اب چونکہ اِس شاہی عہد میں بمقام اجمیر بنیاد اسلام از سر نو قایم ہوگئی ہے - لہذا ایسا سمجھہ میں آتا ہے - کہ اگر صاحب موصوف اجمیر میں بھیج دئے جاوینگے - تو اس جدید بنیاد میں غالباً صورت استحکام پیدا ہو جاویگی - چشت خان کی اس گفت وگو پر - شیخ بایزید کو اجمیر میں رہنے کی اجازت دی گئی - اسی زمانہ میں بعض لوگوں نے حضور سلطان میں یہ بھی عرض کیا کہ شیخ بایزید بزرگ - خاندان معینیہ میں سے نہیں ہیں - اس پر سلطان نے اپنی قلمرو کے پُرانے اور واقف حال عالموں - درویشوں - اور بزرگوں کو فراہم کر کے دریافت حال کیا - مخدوم شیخ حسین ناگوری - اور مولانا رستم نے جو اجمیر کے علما اور مشائخ میں یکتا تھے - اور نیز دیگر اللہ والوں نے شیخ بایزید بزرگ کی درستی نسب پر گواہی دی - شیخ حسین ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزندوں کے ساتھہ پیوند خویشی بھی پیدا کر لیا تھا یہ معاملہ بھی ایک عادل گواہ ہے -

یادچندے از خلفاے معین الاولیا

مولانا ضیاء الدین حامد - آپ حکیم - صاحب علم ریاضیات و طبیعیات تھے - بلکہ اکثر فنون

[1] - مانڈو زمان قدیم میں ایک عظیم الشان شہر آباد تھا ریاست دھار کے پاس مالوہ میں - اب بالکل ویران ہے - سنگین محلات اور

مدونہ کو تنقیح کے ساتھ جانتے تھے۔ لیکن مشایخ کے انکار سے آپ کا دل سیاہ تھا۔ جب صفائی کا وقت آیا۔ تو خواجہ کی خدمت سے اعتقاد کے چراغ نے آپ کے دل کو رو زروشن بنا دیا۔

ایک امیر ظالم اور فاسق تھا۔ اُس کو خواجہ کے دیدار کی بدولت توبہ نصوح نصیب ہوئی۔ اور جب وہ راہ تصوف مین راسخ ہوگیا۔ تو اُس کو خوان ولایت کی چاشنی ملی۔ اور اپنے وطن بلخ کو اُس نے چھوڑ کر ہمراہی پیر اختیار کی جس وقت حصار مین پہونچا۔ تو اجل کے لشکر نے اُس کی عمر کا حصار توڑ پھوڑ کر تباہ کر دیا۔ اسی مقام مین اس کی قبر بھی ہے۔

اجمیر کے کوہستان مین ایک شخص بہ لباس جوگیان **اجیپال** نامی تھا۔ ریاضت کی بدولت صاحب استدراج تھا۔ طلسمی علمون کی نمود و نمائش بہت کچھ جانتا تھا۔ اور بہت سے مرید اوس کی خدمت مین جان نثاری کو حاضر رہتے تھے ان مین سے اکثر مریدون کو اجیپال نے سانپ بنا کر حضرت خواجہ کے تکیہ گاہ پر متعین کیا تھا۔ حضرت خواجہ نے موسوی معجزہ کو کام فرمایا۔ چند سانپون کو عصا سے مار ڈالا۔ اور بعض کا سر پکڑ کر زمین مین گاڑ دیا۔ کہتے ہین۔ اُس مقام سے ایک قسم کی گھاس اُگتی ہے۔ جو بجنلک کماذ ہوئے سانپ کی شکل کی ہوتی ہے۔ اور لوگ اُس کا نام چتر اول کہتے ہین۔ یہ ایک لکڑی ہے ظاہر مین سیاہ اور اندر سے سفید۔ اجمیر کے مہرہ بنانے والے اسکی تسبیح بناتے ہین۔ مشہور ہے۔ کہ یہ تسبیح جس کے پاس رہتی ہے۔ وہ سانپ وغیرہ کے آزار سے امن مین رہتا ہے۔

سید حسین مشہدی آپ سلطان قطب الدین ایبک کے امرا مین سردار۔ اور سرکار اجمیر کے لشکر یون افسر تھے۔ حضرت خواجہ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ اس زمانہ مین خنگ سوار کر کے مشہور ہین۔ یہین ایک پہاڑی کے پشتہ پر آپ کی قبر ہے۔

مولانا احمد خادم آپ نے ہمیشہ خدمت گزاری مین عمر بسر کی۔ راز و جہانی کے محرم تھے۔ اجمیر مین قبر ہے

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی۔ آپ کا ظہور مثل آفتاب کے روشنی بیان کا محتاج نہین ہے

سلطان التارکین **شیخ حمید الدین صوفی سعیدی سوالی**۔ آپ خواجہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ عارفانہ اشعار کہنے کا ذوق تھا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے **رباعی**

اے دوست دل خستہ ہوائے تو گرفت		در باغ وفائے تو نوائے تو گرفت	

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ — عمارات۔ حالت تباہی مین ہین۔ ان مین کچھ بھیل آباد ہین۔ سابقہ زمانہ مین اس کو منڈو لنکتے تھے

آپ مانڈو کہتے ہین ۱۲

شیخ نظام ناگوری آپ کا کلمۂ غاب خاب پر عمل تھا۔ ہمیشہ اپنے پیر کے آستانہ پر معتکف رہتے تھے۔ اسی طرح پر آپ کی گزران تھی۔ اور جدائی پر ایک لحظہ بھی صبر نہین کر سکتے تھے۔

شیخ مجدالدین سنجری آپ خواجہ کے سفر اور حضر مین رفیق اور ہمنشین تھے۔ خواجہ کی خدمت اور ملازمت سے۔ جو آپ کی خاص عادت حمیدہ تھی۔ اپنی مراد کو پہونچ گئے۔

غوثی فیض ثمرہ ہوتا ہے عقیدت۔ رغبت۔ اور صدق کے بارور درختون کا۔ جس زمانہ مین ہم عدم سے وجود مین آئے ہین۔ اس زمانہ مین ان بارور درختون کو لوگون کی بدنصیبی سے پانی نہین پہونچا۔ جس کی وجہ سے یہ تمام درخت خشک ہو کر ایندہن ہو گئے۔ شیخ عزیز فرید ابن شیخ عزیز سعید ابن سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری نے ایک کتاب سرور الصدور تصنیف کی ہے جس مین مذکورہ بالا مضمون کو اس طرح پر درج کیا ہے "ایک روز پدر بزرگوار۔ زبان حقائق بیان سے اس قسم کی حسرت ناک گفت گو فرماتے تھے۔ کہ"

مجکو یہ فرمان ایزدی مشیت اہل زمانہ کو پند و نصیحت کرتے ہوئے کم و بیش تین قرن گزر گیے۔ ہر ایک قرن مین لوگون کے حالات کے اندر جداگانہ کیفیت دیکھنے مین آئی۔ اول قرن مین ایسا پایا۔ کہ جس وقت مین منبر پر چڑہ کر بے مثل و بے مانند اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقدس نام کے متعلق حکمت اور بیان کا آغاز کرتا تھا۔ تو منبر کے دونون جانب حاضرین مجلس گریہ و نالہ شروع کر دیتے تھے۔ پہر دوسرے قرن مین یہ حالت دیکھی گئی۔ کہ اُس اندرونی آگ سے شعلہ بھڑکنے کی کیفیت تو جاتی رہی۔ مگر تاہم اتنی گرمی اور اخگری اثر ضرور باقی تھا۔ کہ اُس کی حرارت۔ واعظ کے قلب سے متجاوز ہو کر سامعین کی بے رغبتی کی سردی کو دور کر دیا کرتی تھی۔ اور تیسرے قرن مین یہ کیفیت ہو گئی کہ تمام حاضرین جن کی طبیعتین چنگاری کی طرح گرم تہین مثل کوئلہ کے باہر سے سیاہ اور اندر سے افسردہ ہو گئے۔ یہانتک کہ بجاذبہ عادت کے سوا۔ مسجد مین آنے کے واسطے کوئی باعث باقی نہین رہا۔ اور اب اہل زمانہ کے دلون مین بجائے رغبت کے مین سراسر نفرت اور کراہت پاتا ہون۔

اور یہ بھی پدر بزرگوار نے فرمایا۔ کہ"

جس طرح خاتم النبوۃ **علیہ السلام** کے مبارک عہد مین پتھر سے دل کی خوشبو آتی تھی۔ اسی طرح

اب ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ دل سے پتھر کی بو آتی ہے۔ لہذا اس زمانہ مین جس شخص کی ملاقات سے اہل دل ہونے کی خوشبو تم پاؤ۔ اُس کو اس طرح غنیمت جانو۔ کہ جس طرح سامان ارث بے رنج و مشقت مل جاتا ہے۔ اور مال غنیمت کی مانند مفت سمجھکر غیر مترقبہ نعمت تصور کرو۔ کیونکہ اس زمانہ مین جوہر دل۔ مٹی مین پڑی ہوئی کوڑی کا حکم رکھتا ہے۔

یاد حکیم ضیاء الدین حامد بلخی

آپ۔ گوناگون علم حکمت سے آراستہ تھے۔ کیا الٰہیات اور کیا طبیعیات۔ لیکن سیاہی باطن سے تصوف کی اصطلاحات کو واہی تباہی باتین سمجھکر گریزان رہتے تھے۔ ایک روز تقدیر سے آپ کا گذر ایک صحرا مین ہوا جس مین خواجہ معین الاولیا اپنے رفیق کے ساتھہ ایک کلنگ کا شکار کر کے کباب سینک رہے تھے۔ بھوکہ حکیم کو بھوک نے یہانتک مجبور کیا کہ ان دونون بزرگون کی خدمت مین جانا پڑا جب اُس شکار کا لقمہ حلق کے نیچے اُترا۔ تو تمام فلسفی حروف بھول گئے اور اُن کی آواز یاد سے جاتی رہی اور انکار کا سرمایہ نقد الاعتقاد کے عوض فروخت کر دیا۔ آپ مع اپنے تمام شاگردون کے بیعت ہوگئے۔ اور بہر درجہ ولایت سے بھی سرفراز ہوئے۔ مصرع ولایت باسعادت ہم قرین شد۔

یاد شیخ حمید الدین دہلوی رحمہ اللہ

جس سال اور مہینے مین سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کی ہیبت سے راجہ پتھورا نے ملک عدم کا راستہ لیا۔ اور دار السلطنۃ دہلی فتح ہوا۔ اُنہین ایام مین خواجہ معین الاولیا غزنین سے لاہور مین تشریف لائے۔ اور لاہور سے دہلی مین۔ اثناے راہ مین ایک روز ایک بتخانہ کے آگے۔ سات آدمیون کو دیکھا کہ تمام آسائش و آرام سے درگزر کر چند تراشیدہ پتھرون کی پرستش مین مصروف ہین۔ جو شخص سب مین بڑا تھا۔ اُس کے ساتھہ خواجہ نے ایسی رہنمایانہ گفت گو کی۔ اور ایسا نصیحت آمیز کلام فرمایا۔ کہ وہ اسلام کا عاشق ہوگیا۔ اور اُس نصیحت کی بدولت سب کے سب صورت پرستی کی قید سے نکل کر صورت آفرین خدا کی پرستش کرنے لگے۔ خواجہ نے سب سے بڑے شخص کا نام حمید الدین رکھکر دوسرون کے نام رکھنے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ کہ اُن سب نے التماس کیا۔ ہمنے جس طرح کفر مین اور نیز اسلام مین شرکت باتھہ سے نہین

جلا نے دی۔ اسی طرح بہتر یہ ہے۔ کہ نام مین بھی ہم سب شریک ہی رہین۔ اس سبب سے ساتون اشخاص اسی
تلم کے ساتھہ نام زد تھے۔

یاد شیخ مجد الدین سنجری

آپ نے۔ پیر کی جہان پیمائی کے زمانہ مین۔ پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے اپنے تئین کسی وقت
باز نہین رکھا اِس سبب سے آپکی رسائی کا تیر ملازمت پیر کی بدولت۔ مراد کے نشانہ پر جا لگا۔

یاد شیخ نظام ناگوری قدس سرہ

آپنے اپنی گوشہ نشینی کے واسطے۔ اپنے پیر بزرگوار کے عالیشان آستانہ پر ایک گوشہ اختیار کر رکھا تھا۔ درگاہ
کی خاک سے کبھی سر نہین اٹھایا۔ اور پیر کی خدمت سے ایک لحظہ کی جدائی کو بھی کمال نقصان کا باعث سمجھتے تھے
اور اکثر پیر کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات آجاتے تھے۔ ہمارا فخر فخر الدین کے ساتھہ۔ اور ہمارا نظام نظام الدین کے ساتھ
ہے۔ مصرع۔ ناوک اہل وفا باد ہمیشہ بر ہدف۔

یاد شیخ فخر الدین احمد اجمیری رحمۃ اللہ

آپ کو پیر کی خدمتگاری اور پرستاری مین درجہ غلامی حاصل تھا۔ اور پیر کے ناصحانہ کلام کو قلم سے
لکھا کرتے تھے۔ تمام اپنی زندگی۔ عبادت۔ اور ریاضت مین وقف کر رکھی تھی۔

یاد شیخ عبد اللہ رازی

آپ اولاً ایک آتش پرست تھے۔ خواجہ عثمان ہرونی سے مثل خلیل اللہ کرامت دیکھکر اسلام قبول
کیا تھا۔ مع خاندان آپکے اسلام لانے کا قصہ طول طویل ہے۔ سابقہ کتب تواریخ مین لکھا ہوا ہے۔ دیکھ لیا جاوے
آخر کار خواجہ معین الاولیا کی نظر معرفت سے ولایت اور کمالات کی چاشنی حاصل کرکے درجہ حق شناسی پر سرفراز ہوگئے

یاد شیخ صفی الدین ابراہیم پور عبد اللہ رازی

آپ وہی طفل ہین جس کو گندہے پر بٹھا کر خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ مشتعل آگ مین گھس گئے تھے

گئے تھے اور نمرودی آگ والہ ابراہیمی جلوہ دکھا کر صحیح و سالم نکل آئے۔ کہتے ہین آپ بہ تلاش پیر ہندوستان مین آئے تھے۔ جب اجمیر مین پہونچے تو خواجہ معین الاولیا کی ملازمت سے شرف حاصل کیا۔ اور خواجہ کی خدمت کے واسطے کمر باندھ کر کھڑے ہوگئے آخر کار ہمت کے ہاتھ سے ولایت اور سعادت کا دامن پکڑ ہی لیا۔ اور رحلت کے بعد آپ کے روضہ کی دیوار کے نیچے قبر کی جگہ ملی۔

طالبان ہدایت کو واضح ہو۔ کہ صاحبان ارشاد کی تلاش کا خیال ایک تخم ہے جس کو نہ معلوم تقدیر کونسے دل کی مہیا زمین مین بو کر اُس دل والہ کے ہاتھ۔ اور بازون مین ایسا دہقانی حوصلہ اور کاشتکارانہ سلیقہ عطا کرے۔ جس کے ذریعہ سے تخم خیال کی پرورش ہوسکتی ہے۔ تاکہ وہ اہل دل اُس بوئے ہوئے تخم کو شائستہ عمل کے ساتھ سرسبز کر کے نشوونما مین لاوے۔ اور اُس کے محصول سے خود فائدہ اوٹھا کر ذی احتیاج خوشہ چینون کو بھی اُن کی استعداد کے موافق روزی پہونچاوے۔

یاد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

آپ شیخ کمال الدین احمد موسیٰ اوشی کے فرزند ہین۔ اُوش ماوراءالنہر مین ایک قصبہ ہے۔ کہتے ہین۔ ڈہائی برس کی عمر تھی۔ کہ آپ یتیم ہوگئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی ماں نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا۔ کہ کسی ذی علم معلم کے مکتب مین بٹھا آوے۔ اثنائے راہ مین ایک نورانی شکل پیر ہمراہ ہوگئے۔ ان دونون بزرگون نے بالاتفاق آپ کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ اور اُس خضر صورت پیر نے اُستاد سے سفارش کی۔ کہ یہ لڑکا اولیائے کرام مین ہوگا۔ اِس کی تعلیم مین کاہلی نہ کی جاوے۔ غالبًا یہ نورانی شخص خضر علیہ السلام تھے آپ کو آغاز ہوش مین پیر طریقت کی تلاش ہوئی۔ چاہا۔ کہ شیخ محمود کے مرید ہو جاوین۔ کہ اسی اثنا مین خواجہ معین الاولیا اوش مین تشریف لائے۔ آپ پہلی ہی ملازمت مین بیعت ہوگئے۔ اور بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پہنکر سرفرازی حاصل کی بیس سال کی عمر مین ہدایت دہی کی استعداد بہم پہونچا کر بہت سے ارباب سعادت کو دونون عالم کے کمالات پر پہونچایا

اُس زمانہ مین آپ کا وظیفہ شبانہ روز کا یہ تھا ڈہائی سو رکعت نماز اور تین ہزار بار درود۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو بقید تاہل پابند کر دیا تھا۔ اِس سبب سے تین روز تک معینہ معتاد ادا نہ ہوسکا۔ تیسری شب رئیس احمد کو جو آپ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ خاتم الانبیا علیہ السلام کا شرف ملازمت خواب مین حاصل ہوا فرمایا احمد۔ ہمارا سلام قطب الدین کو پہونچاؤ۔ اور یہ کہو۔ تین راتین ہوئین۔ اُن کا تحفہ ہمارے پاس نہین آتا ہے جب

یہ پیغام خواجہ کے کان مین پہونچا - تو خواجہ قطع علاقہ کرکے پیر بزرگوار کی تلاش مین وطن سے چلے - اور بغداد کا راستہ لیا جب بغداد مین پہونچے - تو شیخ الشیوخ شہاب العرفا سہروردی شیخ اوحدالدین کرمانی - اور نیز اِس شہر کے دیگر مشائخ قدس سرہم کی ملازمت حاصل کرکے استفادہ کیا - ایک روز خبر ملی کہ خواجہ معین الاولیا شہر دہلی مین تشریف رکھتے ہین - جو ہند کا پایۂ تخت ہے - لہذا وہان سے شیخ جلال الدین تبریزی کی رفاقت مین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے - جب ملتان مین پہونچے - تو شیخ بہاءالدین زکریا کی محبت کی وجہ سے یہان چند روز توقف فرمایا - اس زمانہ مین ترکون کے لشکر نے خطا و ختن سے آکر ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا - قباجہ بیگ - وہان کا حاکم تھا - اُس نے دعا کے واسطے التجا کی - کہ دشمنون کی آفت اور ایذا دور ہو جاوے - خواجہ نے اُس کو ایک تیر عنایت کرکے فرمایا - کہ رات کے وقت برج سے ترکون کے لشکر کی طرف چھوڑ دینا - چنانچہ جیسا ارشاد تھا تعمیل کی گئی - بحکم خدائے لایزال صبح تک دشمن کے لشکر مین سے اطراف قلعہ مین ایک متنفس بھی باقی نہین رہا -

القصہ خواجہ نے دہلی کے دلکشا خطہ مین پہونچکر کیلوکھری مقام مین قیام فرمایا - دہلی کے شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی - اور قاضی حمیدالدین ناگوری جن کا نام محمد ابن عطا ہے - اِن اصحاب کی آمد و رفت ہمیشہ آپ کی صحبت مین رہتی تھی - لیکن بوجہ زیادہ مسافت ہونیکے دیر دیر سے پہونچتے تھے - اور اس سبب سے دل تنگ رہتے تھے - لہذا سلطان شمس الدین التمش کی خدمت مین عرض معروض کرکے خواجہ کو شہر مین لے آئے اور ملک اعزالدین کی مسجد کی برابر مین آپ کے اُترنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا - خواجہ نے چند روز بعد خواجہ معین الاولیا کی خدمت مین عریضہ بھیجکر اجازت حاضری چاہی - جواب پہونچا - کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۹۷] وہین ٹھیرو - کیونکہ ملاقات کا مقام دہلی ہی قایم ہو چکا ہے - درویش بھی انشاءاللہ وہین آتا ہے ناچار قیام پر راضی ہونا پڑا - چند روز بعد پیر بزرگوار دہلی مین تشریف لائے - اور اون کی ملازمت سے خواجہ نے دلی مراد پائی -

بعض کہتے ہین - کہ جب قطب الاولیا اپنے جملہ دوستون اور متعلقین کے ساتھہ ہمراہی پیر روانہ اجمیر ہوئے اور سلطان اقلیم شمس الدین التمش نے مع تمام امرا اور شرفائے شہر کے عقب سے نالان اور حیران پہونچکر کمال منت اور سماجت سے خواجہ کو لوٹانا چاہا - تو اُس وقت خواجہ معین الاولیا نے بھی فرمایا - قطب الدین ایک شہر بھر کا دل شکستہ کرنا درست نہین ہے - اور ہمارا فیض کچھہ قرب مکان پر منحصر نہین - لوٹ جاؤ - اور خوش رہو - ہم اور تم ہمیشہ ملے ہوئے ہین - اور اس جگہہ فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۹۷] نہ کہ خطا مین -

---

[۹۷] آدمی جس کو دوست رکھتا ہے - اوسی کے ساتھہ ہوتا ہے - ۱۲

ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری - خواجہ محمود پوستین دوز - شیخ بدر الدین غزنوی - اور شیخ تاج الدین منور اوشی آپ کی ملازمت میں حوض شمسی کے کنارہ پر ایک مسجد کے دالان میں جمع تھے - اور باہم حقائق کی گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ ایک شتر سوار جو کبود پوش تھا - اُس حوض کے کنارہ سے غسل کر کے نکلا - اور شیخ تاج الدین منور کو کہا - کہ ابو سعید دمشقی جو دیرینہ نیاز مندوں میں سے ہے - اُس کا سلام خواجہ کی خدمت میں عرض کر دو جب شیخ تاج الدین نے ابو سعید کا نام سنا - فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے - جب تک شیخ تاج الدین اُس کنارہ تک پہونچیں - تب تک وہ نظر سے غائب ہو گئے -

خواجہ کی بعض خارق عادات کرامتیں لکھتا ہوں - شیخ نظام الاولیا کہتے ہیں - ایک روز اثنائے راہ میں جس مقام پر آپ کی خوابگاہ ہے - بہت دیر تک کھڑے رہے - اور روتے رہے - اور فرمایا - کہ اس زمین سے دلہائے سوختہ افروختہ کی بو آتی ہے - اُس کے مالک کو بلایا - اور کچھ روپیہ دیکر زمین مذکور خرید لی -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہیں - چونکہ خواجہ کسی کے دئے ہوئے روپیہ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے ناچار متعلقین کو روزمرہ کے خرچ کے واسطے قرض لینا پڑتا تھا - ایک روز ایک قرض خواہ نے اپنا قرضہ مانگنے میں آپ کے لوگوں پر بڑائی جتائی - لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ[له] اُن لوگوں نے دل تنگ ہو کر عہد کیا - کہ قرض نہ کرینگے اگرچہ فاقہ سے مر جاویں - آپ کو اِس کیفیت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگوں کو جو خانہ نشین تھے - فرمایا - کہ اس طاق سے فی کس ایک کاک (روغنی روٹی) گرم روزانہ لیا کریں - چنانچہ لیا کرتے تھے - اس سبب سے آپ کا نام کاکی ہو گیا -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہیں - کہ ایک روز میں قطب الاولیا کے مرقد مبارک کی زیارت کر رہا تھا - اُس وقت یکایک میرے دل میں یہ خطرہ گزرا - کیا صاحب روضہ کو زائر کی آمد و رفت سے آگاہی ہوگی ناگاہ زبان غیب سے یہ بیت میرے کان میں پہونچی - جس نے مجکو آگاہ کیا - **نظامی**

مرا زندہ پندار چون خویشتن	من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

کہتے ہیں - کہ شیخ علی سجستانی کی خانقاہ میں - ہجری سنہ چھ سو سینتیس تھا - (اور مشائخ چشت کے بعض تذکروں میں چھتیس لکھا ہے - اور یہی بیان صحیح اور درست بھی ہے) کہ ایک قوال آیا اور یہ بیت گائی بیت

کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگر است

له - صاحب حق کو حق گفتار حاصل ہے - ۱۲

خواجہ قطب پر بیہوشی طاری ہوئی - اور تین روز تک یہی حالت رہی - جب ہوش ہوا - اور حال دگرگون دیکھا گیا - تو قاضی حمیدالدین نے جانشین کے لیے التماس کیا - فرمایا - پیر بزرگوار کا خرقہ خاص مع مصلیٰ - عصا - اور نعلین کے شیخ فریدالدین مسعود کو پہونچا دینا چاہیے - کیونکہ خانوادہ چشت کا چراغ انہین سے روشن ہوگا - بعدہٗ روز دوشنبہ تاریخ چودھوین ربیع الاول کو آپ واصل محبوب حقیقی ہوئے - خوابگاہ دہلی -

انجمن فرزندان وخلفائے کامگار خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی

انسانی مخصوصات اور اوصاف کے دائرہ کا مرکز - شیوہ سخن دانی اور معرفت ربانی ہے - اور ان دونون عالی قدر جوہرون کا معدن - ذی فیض عالمون - اور صاحب ارشاد خداشناسون کی مجلس عَلَیۡہِمۡ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰنِ نَعۡلَیۡکَ بِالدَّوَامِ لِلۡمُلَازَمَۃِ کہتے ہین - آپ کے دو بیٹے تھے - ایک خواجہ محمدؐ - یہ خردسالی مین ہی دنیا سے کوچ کر گئے - دوسرے خواجہ تماجی - اِن کو رحمانی جذبات اور سکر وصحو کے حالات زیادہ رہتے تھے - ان کی خوابگاہ ان کے پدر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین ہے - آپ کے خلفائے کرام بہت سے ہین - مین بعض کے ذکر پر اکتفا کرتا ہون -

(ا) اشرف الخلفا شیخ الاسلام مخدوم **شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ** ہین - آپ کے حالات شہرت مین مثل آفتاب ہین - یہ چند فقرے آپ کے دل پذیر کلام مین سے ہین - یعنی فنا -

(الف) مرتبہ ممکنات مین عبارت ہے اِس سے - کہ سالک اپنے حول وقوۃ سے باز آوے -

(ب) مقام تحقق صفات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک جملا امور کی نسبتین اپنی طرف سے ساقط کردے - اور

(ج) مقام شہود ذات مین عبارت ہے اس سے - کہ اپنی ہستی سے فراموش اور غائب ہو جاوے اور بقا -

(الف) - اولین درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل موجودات ممکنہ مین تصرف کرے حق سبحانہ کے حول وقوۃ سے -

(ب) دوسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے کہ انسان کامل اپنے تئین متصف باخلاق الٰہی کرے - ملدر

ل۔ - ان پر رحمانی رحمت نازل ہو - لبس تمہارے اوپر دوام ملازمت لازم ہے - ۱۲

ج - تیسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل اپنے تئین ذات باری تعالیٰ پر محیط کردے جو صوفی باقی بعد الفنا ہوتا ہے - وہ ہمیشہ ظاہر مین شریعت کے لباس سے آراستہ - عالم صفات مین مراسم طریقت ادا کرنے والا - اور ہنگام تجلی ذات - حقیقت قایم کرنے کے ساتھہ متصف ہوتا ہے -

(۲) **شیخ محمود نہروالہ** آپ اپنے پیر کے جمال باکمال پر عاشق تھے - ہنگام دیدار کبھی پلک نہین ماری اور خدمت حضوری سے دوری کبھی پسند نہین کی - برخلاف شیخ گنج شکر کے - کہ وہ دوری کو نزدیکی کے مقابلہ مین پسند کرتے تھے - اور اس باب مین ذوی ارادت صوفیون کے دو مشرب ہین - بعض کا خیال یہ ہے - کہ مبادا بمقتضاے بشریت پیر کے حضور مین خادم سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جاوے جس مین سوء ادب کا لگاو پایا جاوے اور یہ بات مخدوم کے تکدر خاطر کا باعث ہو - لہذا دور رہنا - اور پیر کے عادات کا تصور باندہ کر اپنے تئین اُس مین فانی کرنا بہتر ہے اور بعض نے حضور اور نزدیک رہنے کو اولی سمجھا ہے - اور بعد پر قرب کو فضیلت ہونے کے بارہ مین بہت سی دلیلین بیان کی ہین - اور دوری پسند کرنے والون کی دلیل کو رد کیا ہے - اور کہا ہے - کہ تہوڑے سے ضرر کے احتمال سے فوائد کثیرہ کو چھوڑ دینا عقلاً اور نقلاً مستحسن نہین ہے وَلِلنَّاسِ فِیمَا یَعْشِقُونَ مَذَاہِبُ[۱]

(۳) **شیخ معزالدین دہلوی** - آپ اولاً تخت دہلی کے سلاطین کے نائب رہ چکے ہین مگر بعد مین قطب الاولیا کے فقر اور کرامات نے آپ کو درویشی کی طرف کہینچ لیا - لہذا توانگری لباس کو فقیری خرقہ سے بدل ڈالا - اور پیر کی خدمت مین بیعت ہو گئے - اور معنوی کامیابی حاصل ہوئی -

(۴) **شیخ حامدالدین احمد نہروالہ** - آپ گجرات کے نامور عالمون مین سے تھے - خداشناسی کا شوق تہا جب قطب الاولیا کی رہنمائی کا شہرہ متواتر آپ کے کان مین پہونچا - تو عزم دہلی کر کے شرف ملازمت حاصل کیا - مرید ہو گئے اور سبعین کے بعد ضعف خلافت پا کر دارین کامیاب ہوئے -

(۵ و ۶) **قاضی سعد قاضی عماد** ان دونون صاحبون کا تعصب بناے بدعت منہدم کرنے مین حد سے زیادہ بڑہا ہوا تہا - ایک روز سماع روکنے کے ارادہ سے قطب الاولیا کی خانقاہ مین پہونچے رَوَّحَ اللّٰہُ رُوحَہٗ چونکہ صوفیون کے سماع مین خفائی نشر اور بے اختیاری لشان تہا - اس واسطے آنے والے بھی جن کی طینت مین منع کرنا داخل تہا - رقص لہ ہاتہہ ہلانے مین شامل ہو گئے اور یہ مرید بھی ہوئے بیعت -

دعوی زہد تو آن روز مسلم	گہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

[۱] جس شے کے ساتہہ لوگ عشق رکھتے ہین - اُس کے بارہ مین اُن کے جداگانہ طریقے ہوتے ہین ۱۲ -

یاد شیخ محمود نہروالہ

نحیاریاں کی

آپ قطب الاولیا کے مرید ہین - قدس سرہ ہمیشہ پیر کی ملازمت مین رہ کر ایک پلک مارنے کی بھی جدائی اپنے واسطے پسند نہین کی - اس مین شک نہین - خداوندان ارادت یعنی مریدین کا دستور دو طرح پر ہوتا ہے بعض مرید ہمیشہ مرشد کے دیدار پر گویا آنکھین بھی دیتے ہین - اِن خیال سے کہ حقیقی جمال کا مشاہدہ اسی خدا نما آئینہ مین ہوتا ہے - اور اس ذریعہ سے تمام ظلمانی اور نورانی حجاب جو ہستی موہوم اور وجود حق کے درمیان مین ہوتے ہین - ہم ٹہا دیتے ہین - اور جدائی کا نام زبان پر لانے کو طریقت کے اندر ناجائز سمجھتے ہین - اور بعض مرید - پیر کے ساتھ یک جہتی اور محبت مستحکم طور پر قایم کر کے ہمیشہ دوری مین پیر کا حلیہ نظر کے سامنے رکھتے ہین - اور ان کو جو کچھ عشق ہوتا ہے - غائبانہ ہوتا ہے - ملازمت اور صحبت پیر سے گوشہ تنہائی کی طرف بھاگتے ہین - خوف یہ ہوتا ہے - کہ مبادا از روئے بشریت کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جاوے - کہتے ہین - کہ فرید الحق گنج شکر یہی خیال کر کے ایک مدت کے بعد خدمت پیر مین حاضر ہوا کرتے تھے - اور مجلس سے جلدی ہی اوٹھکر اپنے حجرہ مین چلے جایا کرتے تھے - اور محمود الدہر نہروالہ نے یہ رفتار پسند نہین کی - اور پیر کی خدمت سے اپنی زندگی مین کبھی دور نہین ہوئے - اور پیر کی اجازت سے پیر کی رحلت کے بعد گجرات کو چلے گئے - نہروالہ مین قیام کیا - اور وہین خوابگاہ بھی اختیار کی -

یاد حاجی مجد الدین حاجرمی دہلوی رحمہ اللہ

آپ بھی علوم کے عالم تھے - مگر سلوک کا قدم - علم ظاہر کے تنگ کوچہ سے باہر نکال کر شوق اور عشق کے میدان مین کبھی نہین ڈالا تھا - ہمیشہ صاحب سماع صوفیون کی سرزنش کیا کرتے تھے - بالخصوص قطب الاولیا اور قاضی حمید الدین کی مجلس سماع کے انکار پر تو آپ کی زندگی تھی - آخر کار جب وقت آیا - تو آپ کی قابلیت نے صوفیون کے عالی مرتبہ گروہ کی طرف اعتقاد پیدا کیا - واقفکار راستہ چلنے والون - صاحب قیاس درویشون اور کامیاب عارفون کی امداد سے مجلس رقص و سرود پر فریفتہ ہو گئے - آپ کی یہ ایک دلچسپ بات ہے - کہ محبت کے سات لائقہ مقام ہین - ان مین پہلا مقام یہ ہے - کہ محبوب کے ساتھ موافقت ہو - اور اس مقام کا چھوٹے سے چھوٹا درجہ یہ ہے - کہ محبوب کے فرمان پر سر جھکا دیا جاوے - جب تک کسی کو یہ مقام حاصل نہین ہوتا - آگے گر

قدم اُٹھانا دشوار ہوتا ہے - لیکن جس وقت محبت مین جوش آتا ہے - صبر- آرام - خواب - خورش - ہوش اور خرد یہ سب کے سب کوچ کرجاتے ہین - اور نالہ - فریاد - بیخودی - بیدلی - گریہ - اور شیفتگی - یہ تمام صورتین پیدا ہوجاتی ہین - اِس وقت مین اگر حکم کے دائرہ سے فرمان برداری کا قدم کسی شخص کا باہر جا پڑے - اور وہ سماع مین دست افشانی کرنے لگے - تو معذور ہوگا - کہتے ہین - قاضی سعد اور قاضی عماد - سماع کے انکار مین قاضی جلجری کے شریک غالب تھے ایک روز قطب الاولیا کی مجلس سماع گرم تھی اور صوفیون کی جماعت نالہ و فغان کررہی تھی - اِس مجلس کے برہم کرنے کا ارادہ کرکے دونون قاضی مجلس کی عین گرما گرمی کے وقت چلے آئے مگر یہان پہونچکر پابندی شریعت کی طاقت ایک بارگی جاتی رہی - اور صوفیون کی طرح دست افشانی کرنے لگے - جب پھر اپنی اصلی حالت پر آئے - تو اس عجیب و غریب حرکت سے سخت متعجب ہوئے - آخر کار منصب قضا چھوڑ کر صوفیانہ حجرون مین آبیٹھے - اور کاملانِ زمانہ ہوکر درجہ شہادت حاصل کیا -

یاد شیخ وجیہ الدین یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ

صفائی - پرہیزگاری - ریاضت کا فروغ - اور آشنائی کی شعاع - یہ صفات آپ کے اقوال اور افعال مین موجود تھین - ہمیشہ آنکھون مین آنسو جی مین شوق - لبون مین نالہ و ولولہ - اور دل مین غم و بے آرامی رہتی تھی زمانہ پرست لوگون کے ملنے سے کنارہ رہنا - اور تمام و کمال زمانہ زندگی - خاموشی کے ساتھہ بسر کرنا - آپ کی عادت مین داخل تھا - رحلت کے بعد دہلی مین خوابگاہ بنائی گئی -

یاد شیخ فخر الدین زاہدی

مولد اور خوابگاہ دونون میرٹھہ مین ہین - اسکندر فیلقوس کے خاندان مین اور خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے ہم عصر تھے کہتے ہین - ایک سال مال و متاع سے بھری ہوئی ایک کشتی دریاے جمنا مین ڈوب گئی جن مال والون کو نقصان پہونچا تھا - اُنھون نے اپنا حالِ درد - خواجہ کی خدمت مین عرض کیا - خواجہ نے فرمایا - دریا کا یہ کنارہ اِس درویش کے سپرد ہے - اور وہ کنارہ برادر فخر الدین سے تعلق رکھتا ہے - چونکہ کشتی اُس کنارہ پر ڈوبی تھی لہذا آفت زدہ لوگ شیخ فخر الدین کے آستانہ پر حاضر ہوکر رونے پیٹنے لگے - شیخ نے اس مضمون کا رقعہ لکھکر دریا مین ڈالا - کہ کشتی کو صحیح و سالم کنارہ پر پہونچا دیوے - رقعہ نیچے بیٹھہ گیا - اور کشتی مع مال و متاع پانی کے اوپر آگئی

سکتے ہین - ایک روز چالیس آدمیون مین سے ایک آدمی نکلکر آپ کے پاس آیا جس کی پیشانی پر کلمۂ طیبہ کے حروف لکھے ہوئے تھے - اوسنے کہا - کہ آسمانی آفت اِس ملک کے واسطے بھیجی گئی ہے - لیکن یہ شہر اس زاہد کے ظلِ حمایت مین ہے - لہذا خرابی سے محفوظ رہے گا - اس بنیاد پر آپ کا سلسلہ زاہدی لفظ کے ساتھ مشہور ہوا مصرع

قبولِ بندگی مخصوص او باد

یاد شیخ شہاب الدین حق گو

آپ شیخ فخر الدین زاہدی کے فرزند ہین - اور اپنے پدر بزرگوار کے ہی مرید بھی ہین - جہان گردی کا خیال پیدا ہوا تو باپ سے اجازت چاہی - مگر وہ قبول نہین ہوئی - چونکہ باپ کی ناخوشی سے بھی آپ کا ارادہ فسخ نہین ہوا - تو باپ نے دعا دی - کہ جس کو تم سرآوردہ کرو - خدا کرے وہ تمہارے ساتھ ایسا برتاؤ کرے جیسا تم میرے ساتھ کرتے ہو - بات ختم ہوئی - جب آپ دہلی مین پہونچے - تو شروع شروع مین کسی نے ازراہ قبول آپ کی عزت نہین کی - آپنے غصہ مین آکر فرمایا - کہ مین اس اقلیم کی سلطنت فروخت کرتا ہون - خریدار کی تلاش ہے محمد شاہ راستہ مین جا رہا تھا جو تغلق شاہ کا بیٹا - اور شیخ نظام الاولیا کا مرید تھا - اُس کے کان مین یہ آواز پہونچی - نیازمندانہ - آواز دینے والہ کے پاس آ بیٹھا - اور نرمی کے ساتھ عرض کیا - اِس متاع کا خریدار مجکو سمجھیے - آپنے فرمایا - تیری منکسرانہ گذارش پر تجھہ کو مفت دیدی گئی - تغلق شاہ کو یہ واقعہ ناگوار گزرا - لیکن جب معلوم ہوا کہ داد و ستد اُسی کے بیٹے کے ساتھ ہوا ہے - تو خدائے لایزال کا شکر بجا لایا - جب ہبہ کی تکمیل قبضہ کے ساتھ ہو گئی - تو اوس کو حکمرانی کے نشہ مین بدمستی پیدا ہوئی - یہانتک کہ اُس زمانہ کے عالمون کو اپنی بارگاہ مین فراہم کرکے - ازراہِ نالائقی زبان پر لایا - کہ ولایت کے خاتمہ کی طرح - نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہین کرتی ہے اِس بیہودہ بات کے جواب مین علماء دور و دراز اندیشہ مین جا پڑے - اور بالآخر عرض کیا - کہ شیخ شہاب الدین زاہدی ہم سب سے زیادہ بزرگ اور دنیا و آخرت دونون سے بہرہ ور ہین - اس معرکہ مین اون کا موجود ہونا ضروری بات ہے تاکہ اُن کے اتفاق سے اِس بارہ مین گفتگو کی جاوے - جب شیخ شہاب الدین - اِس پریشان مجمع مین پہونچے - اور حکمران کا مالیخولیا بیان مین آیا - تو شیخ کو غصہ آگیا - چونکہ کوئی ہتھیار اُس وقت بہم نہین پہونچا - ناچار جوتہ اپنے پانون سے نکال کر حکمران کے منہ پر مارا - تاکہ خواری کے ساتھ قتل نہ کیے جاوین - اور راہ شہادت مین برہنہ پا جانا نصیب ہو - محمد شاہ یہ حال دیکھکر برہم ہوا - حکم دیا - کہ اس سخت سست کہنے والہ شخص کو قلعہ کے اوپر سے خندق مین ڈال دو دو دفعہ اوپر سے نیچے گرا لینے مین تو کوئی اذیت نہین

ہونچی - مگر تیسری دفعہ گرنے کی حالت مین آپکے پدر بزرگوار کی مثالی صورت نظر آئی - اور آپ کو ہدایت کی - کہ خودداری سے پرہیز کرکے سرائے نیستی سے ملک ہستی کو کوچ کر جاؤ - لہذا آپنے اپنے تئین ایزدی مشیت کے حوالہ کرکے ولایت کو شہادت کے ساتھہ شامل کیا - اور حسینی درجہ پایا - پرانی دہلی مین آپکی قبر بنائی گئی - اُس وقت سے آپ بلفظ حق کو نام زدہین - مصرع جزائے کار او دیدار حق باد

یاد قاضی حمیدالدین ناگوری

آپکا نام محمد ہے - اپنے باپ خواجہ عطاء اللہ کے ساتھہ - بزمانہ سلطان معزالدین سام - دہلی مین آئے تھے آپکو بھی علوم مین اجتہاد کا درجہ حاصل تھا - پدر بزرگوار کی وفات کے بعد قصبہ ناگور کا عہدہ قضا آپکے نام سے نامزد ہوا - کمال جرأت کو کام فرما کر منصب کی رعایت کرتے تھے - تیسرے سال خواب مین خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپکو اپنی طرف بلایا - صبح ہوتے ہی عہدہ قضا ترک کرکے خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے - زادہما اللہ شرفا - بغداد مین شہاب الاولیا سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - آنکھون اور دل سے نفع پایا - اور خدمت کے ذریعہ سے تھوڑے ہی دنون مین خرقہ خلافت حاصل کیا - اُن ایام مین خواجہ قطب الدین اوشی بغداد مین تشریف رکھتے تھے - اِن دونون صاحبون کے درمیان مین دوستی اور رازداری کا عہد و پیمان استحکام کے ساتھہ ہوا - جب قاضی صاحب - اُس شہر ولایت (بغداد) سے روانہ ہوکر مکہ معظمہ مین پہونچے - تو ایک روز طواف کے اندر ایک درویش کے پیچھے پیچھے ہولئے - پیش رو درویش نے پیچھے مڑکر دیکھا - فرمایا - پیروی فی الحقیقۃ اچھی بات ہے لیکن جب تک صورۃ اور معنی دونون ہم رنگ نہ ہون - کچھہ سودمند نہین - مین ہر قدم مین ختم قرآن الحمد سے والناس تک کرتا ہون - تم ایسا نہین کرتے ہو - حقیقت مین ایسا اتباع درست نہین ہے - یہ سنکر قاضی صاحب کا حال دگرگون ہوا - القصہ ایک سال مدینہ منورہ مین مجاور رہے اسکے بعد پھر دہلی مین آکر قطب الاولیا سے ملاقی ہوئے - باہم ایکدوسرے کے دیدار سے خوشی ہوئی - وہی دیرینہ دوستی بڑھنے لگی - کہتے ہین - اُن ایام مین دہلی کے فتوی نویسون اور کاغذی علوم کے عالمون نے راگ کی حرمت اور سننے والون کے تعزیر کے بارہ مین فتوی لکھے تھے - اور کیے بادیگرے دستخطون سے اُن کو مزین کیا تھا - اور قاضی حمیدالدین کا یہ حال تھا - کہ سرود و سماع پر فریفتہ تھے - جب یہ مضمون آپکے کان مین پہنچا - تو شیخ جمال الدین داود سے فرمایا - (جو آپکے محرم دوستون مین سے تھے - اور مذکورہ بالا فتوے پر اُن کی بھی مہر تھی) داود - جو جماعت ہنوز قید طبیعت

سے آزاد نہین ہوئی ہے وہ اگر ایسا فتویٰ لکھے - تو چندان تعجب کی بات نہین ہے - لیکن تعجب تم سے ہے - کہ درویشون کی توجہ کی بدولت - مردان خدا مین سے ہو گئے ہو - اور ابھی تک طفلانہ ڈھول مٹی سے کھیلتے ہو - شیخ جمال الدین داؤد نے پشیمان ہو کر قاضی صاحب کے قدمون پر سر رکھ دیا -

سخندانی اور سخنوری مین آپ کو بہت کچھ کمال تھا - اور آپ کی تصنیفات آپ کی سخندانی کی گواہ ہین جیسے لوائح - طوالع الشموس در شرح اسماء الحسنی مشتمل بر دو مجلد - بہت سی حقائق اور معرفت کی باتین ان دونون کتابون مین اپنی قلم سے صفحہ بر صفحہ لکھی ہین -

ایک روز شیخ برہان الدین بلخی - اور شیخ کبیر خوارزمی - عربی گھوڑون پر - اور آپ ایک چھوٹے سے خچر پر سوار تھے - شیخ کبیر نے فرمایا حمید - تمہارا مرکب صغیر ہے - آپنے جواب دیا - بیشک لیکن رفتار مین کبیر سے بڑھ کر ہے - کہتے ہین - تاریخ انتیسوین رمضان ہجری سنہ چھ سو تینتالیس مین ایکبارگی آپ کو بارگاہ مولیٰ کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا - اور اس ناپائدار دنیا سے ملول ہوئے - تراویح اور وتر سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ مین سر رکھ دیا - اور واصل حق ہوئے - حال آنکہ کسی قسم کی بیماری لاحق حال نہ تھی -

یاد شیخ فریدالدین گنج شکر

آپ کا نام مسعود ابن سلیمان ابن قاضی شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن شہاب الدین ابن فرخ شاہ کابلی ہے کہ دس واسطے سے سلسلہ نسب حضرت فاروق اکبر سے جا ملتا ہے - آپ کے تیسرے دادا یوسف چنگیزی عہد مین ہندوستان آئے تھے - اور قصبہ کوتوال مین قیام فرمایا تھا - اسی مقام مین آپ کی باسعادت ولادت بھی ہوئی تھی آغاز جوانی مین رسمی علوم کی تحصیل کرتے رہے - پھر ملتان مین آ کر ایک مسجد مین گوشہ اختیار کیا - خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سمرقند سے سیاحت کنان - پیر بزرگوار کی ملازمت کے ارادہ پر دہلی کی طرف جا رہے تھے - اثنائے راہ مین اس مسجد پر بھی گذر ہوا - اور آپ کو ملاقات فیض آثار نصیب ہوئی - ایک کتاب سامنے تھی - خواجہ نے دریافت فرمایا - کیا کتاب ہے - جواب دیا - نافع - فرمایا - نافع ہو - عرض کیا - درویش کا نفع تو خدمت مین تھا - بعض کہتے ہین - خواجہ اسی دفعہ اپنے ہمراہ دہلی کو لیگئے - اور بعض کہتے ہین کہ اپنے اثنائے راہ مین سے بارادہ تحصیل علم قندہار اور سیستان جانے کی اجازت لے لی - اور تحصیل سے فارغ ہو کر دہلی مین آئے - اور خواجہ کے مرید ہو گئے - چونکہ اس شہر مین لوگون کے ہجوم سے تشویش پیدا ہوئی - اور فراغ عبادت حاصل نہین ہوا - اسواسطے ہانسی کی طرف روانہ

ہو گئے - وہان بہی اسی طرح خلائق کا ازدحام ہوا - اور وقت یون ہی غارت جاتا تہا - ناچار اجودہن[۵۱] مین آپہونچے - چونکہ اس موضع کے لوگ ملنسار اور درویش دوست نہین تہے - لہذا یہین قیام فرمایا - اور نفس کی لڑائی مین کمال کوشش کی - چند سال تک جو کی ٹکیا پیٹ پر باندہ کر بہلونشین دشمن (نفس) کو فریب دیتے رہے - اور آخرکار فتحمند ہوئے - ہند کے تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہین کہ ریاضت اور پرورش روح مین گنج شکر کی مانند کوئی درویش پیدا نہین ہوا -

گنج شکر خطاب ہونے کی وجہ مین کئی قسم کے بیانات دیکہنے مین آئے ہین زیادہ تر مشہور یہ ہے - کہ بنجارون کا ایک قافلہ سر راہ ملا - دریافت کیا تمہارے پاس کیا سامان ہے - اُنہون نے جواب دیا - نمک ہے - فرمایا - نمک ہوگا آپکے فرمانے کے اثر سے شکر کی بوریان نمک کی بوریان ہوگئین - قافلہ والے بنجارے پشیمان ہوئے - اور اصلیت معاملہ حاضر ہوکر ظاہر کی - فرمایا - غم نہ کرو - اگر شکر تہی - تو شکر ہو جاویگی - القصّہ آپ کی عجیب و غریب باتین سابقہ تواریخ کی کتابون مین بہت کچہہ لکہی ہوئی ہین - راقم کو اُن کے لکہنے کی ضرورت نہین ہے -

ایک روز شیخ نظام الاولیا نے نمک قرض لیکر فقرا کے کہانے مین ڈال دیا تہا جب آپ نے اُس مین سے لقمہ اوٹہایا تو ہاتہہ مین وزن معلوم ہوا - فرمایا - لقمہ کے وزنی ہونے کا کیا سبب ہے - کیفیت حال عرض کیگئی - ارشاد ہوا - صوفی کو قرض لینا جائز نہین ہے - جو کچہہ ملے - اوسی پر قناعت کرنا چاہیئے - اور فرمایا الصوفی[۵۲] من رضی بالموجود ولا یسعی بطلب المفقود

عوارف سہروردیہ پر عمدہ عمدہ حاشیے اور اونچی اونچی باتین لکہی ہین - جو مطالعہ سے تعلق رکہتی ہین -

شیخ بدرالدین اسحٰق کو شب رحلت مین فرمایا شیخ نظام الاولیا کو سلام کے بعد کہنا - کہ دوستون کی جدائی کا رنج اور ملاقات کا شوق - فرید اپنے ہمراہ لیچلا - اور پیر بزرگوار کا خرقہ تمہارے واسطے بہیجا ہے - مبارک ہو تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ چہہ سو چونسٹہہ کو پچانوین سال کی عمر کے بعد - عالم ظاہری سے قدیمی وطن کو بازگشت فرمائی - جو غیب الغیوب کی بارگاہ ہے -

انجمن فرزندان و چندے از خلفائے شیخ الاسلامی مخدوم شیخ فریدالدین گنجشکر اجودہنی کابلی

کہتے ہین - شیخ الاسلام کے کنار عاطفت مین پانچ فرزند اور تین لڑکیان تہین - انہین آٹہون کے احوال اخلاق اور افعال - آٹہون بہشت کے لیے سامان سرسبزی ہین - ان آٹہون بارور اور سایہ دار پودون کی برکت سے دنیا کے

---

[۵۱] اب پٹن کے نام سے نامزد ہے ۱۲ [۵۲] صوفی وہ شخص ہے - جو موجود پر راضی ہو - اور عدم موجود کی تلاش مین کوشش نہ کرے - ۱۲

بلاغ مین ولایت اور ہدایت کے بہت سے ثمر ایسے بہم پہونچے - جن کی شان لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ ہے - اور جن سے ارباب زمانہ کو کمال فیض اور فائدہ پہونچا ہے -

پہلے فرزند کا مبارک نام شیخ نصیر الدین نصر اللہ ہے آپ کے بھی ایک لڑکے تھے - شیخ بایزید نام - درویشون کی خو اور بو بالکل انمین موجود تھی - شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ کمال مالوہ - جن کا روضہ قصبہ دہار مین ہے - انہین شیخ بایزید کے فرزند ارجمند ہین - اس زمانہ مین مالوہ کے اندر شیخ کمال کی نسل سے ایک جماعت کی جماعت ہے - اللہ جل شانہ اس جماعت کو اس کے آبائے کرام کی نیک عادتین عطا فرماوے -

دوسرے فرزند شیخ شہاب الدین تھے - آپ درسی اور حقیقی علوم کے عالم - اور شاہراہ تقویٰ و تحقیق کے سالک تھے - عوارف کے درس مین شیخ نظام الاولیا کے ہم سبق رہ چکے ہین شیخ نظام الاولیا کا بیان ہے چونکہ گنجشکر والا نسخہ باریک قلم سے لکھا ہوا - اور کسی قدر غیر صحیح تھا - اسوجہ سے درس کے وقت تامل اور دیر لازمی ہوتی تھی - ایک روز عرض کیا گیا - کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس جو کتاب ہے - اُس کی عبارت صحیح ہے اور خوش خط ہے یہ بات طبع مبارک پر شاق گذری - اور تھوڑی دیر غور کیا - پھر غصہ مین آکر کئی دفعہ فرمایا - شاید درویش کو غیر صحیح کی تصحیح کی طاقت نہین ہے - فقیر نے سر جھکا کر کے قدم مبارک پر رکھ دیا - اور عذر کر کے معافی تقصیر چاہی - قبول نہین ہوئی - مین تنگ دل ہو کر جنگل کی طرف چلا آیا - اور جان و ایمان کے سلب ہوجانے کا خوف تھا - جس کے سبب سے حیران و بیقرار پھرتا تھا - اتنے مین شیخ شہاب الدین کو یہ حال معلوم ہوا - آپنے میری شرمندگی اور غمگینی اس خوبی کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کے حضور مین بیان کی - کہ مقبول ہوگئی - چنانچہ پیر بزرگوار نے اپنے حضور مین مجکو طلب فرما کر قصور معاف کیا خوف اور نا امیدی کا میل کچیل - اندوہگین خاطر سے دور کردیا اور پریشان دل کو امیدوار کر کے اطمینان دلایا - دوسرے روز ارشاد کیا کہ پیر - مرید کی مشاطہ ہوتا ہے - اور اُسی روز خلافت کا خلعت عطا فرما کر سرفرازی بخشی -

تیسرے فرزند شیخ بدر الدین سلیمان تھے - چونکہ انوار الٰہی کی چمک دمک آپ کی سیرت اور صورت سے نمایان تھی - لہذا آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - اور گنجشکری سجادہ کا بچھانا - اور شیخ الاسلامی راستہ کا چلنا آپ کو نصیب ہوا - کہتے ہین - خواجہ زور اور خواجہ غوریہ دونون بزرگ چشت سے اجودھن مین آئے ہوئے تھے حضرت گنجشکر نے سجادہ نشین کو اِن دونون بزرگون کا مرید کرا کر آپ کو کلاہ خلافت دلوادی تھی - جب آپ کی رہنمائی کی باری تمام ہوئی تو اپنے باپ کے حظیرہ منورہ مین خوابگاہ تجویز کر کے سو رہے -

چوتھے فرزند خواجہ نظام الدین تھے - آپ سگے مہربان باپ - آپ کو اپنا یوسف سمجھکر آپ کے سامنے

یعقوبی برتاؤ کیا کرتے تھے - اور آپ اپنا احوال حقیقت - سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھتے تھے - ایک فرمشرکون کے
ساتھہ جنگ غزا کا اتفاق آپڑا - تو تنہا چند آدمیون کو روانہ دوزخ کرکے خود ذریعہ شہادت عازم بہشت ہوئے -
کہتے ہین - آپ کا کالبد لڑائی کے مقام پر باوجود تلاش دستیاب نہین ہوا - آپکے ایک فرزند تھے صاحب کمالات
خواجہ ابراہیم نام اور خواجہ ابراہیم کے بھی ایک لڑکے تھے - **خواجہ عزیز الدین** نام - جن کو شیخ نظام الاولیا
کی ملازمت سے ظاہری اور باطنی فضیلت اور ولایت حاصل ہوئی تھی - اور روضہ نظامیہ مین ہی آپ کی
بھی قبر ہے -

پانچوین فرزند **شیخ یعقوب** تھے - آپ سب سے چھوٹے تھے - سید امیر خرد کرمانی اپنے والد ماجد کے زبانی
روایت کرتے ہین - کہ وہ فرماتے تھے - مین شیخ یعقوب کی خدمت مین کمال دلبستگی رکھتا تھا - آپنے ملامت اور خرابات
نشینی کو اپنے درویشانہ مراتب کا برقع بنا رکھا تھا - چنانچہ ایک دفعہ رات کا ذکر ہے جس شہر مین آپ رہتے تھے - وہان
کے حاکم کے پیٹ مین ایسا سخت درد ہوا - کہ گویا اُس نے ملک زندگانی کے غارت کرنے پر کمر ہی باندھ لی تھی حاکم کے
ملازمین شیخ یعقوب کی جستجو مین پھرنے لگے - کہ شاید آپ کی جان فزا دعا کی برکت سے ہی یہ ملک آباد رہے -
کمال تلاش کے بعد سر ننگا اور بال اُلجھے ہوئے - اس حیثیت کے ساتھہ ایک میخانہ مین پڑے ہوئے ملے - حاکم کے درد
کی کیفیت عرض کی گئی - فرمایا - ہمارا یومیہ خرچہ تمام ہوگیا تھا - وہان سے اوٹھے اور حاکم کے مکان مین پہونچے - اور اپنے
دست مبارک سے شکم حاکم کو مس کیا - اُسی وقت فوراً صحت ہوگئی - حاکم نے بہت کچھہ جنس اور نقد نذر کیا -
کہتے ہین - صبح تک تمام خیرات کردیا - آفتاب نکلتے نکلتے ایک کوڑی بھی باقی نہین رہی - آپ کو قصبہ امروہہ کے صدد
مین رجال الغیب اپنے ساتھہ لے گئے - اور لوگون کی نظرون سے چھپا دیا - آپ نے دو لڑکے چھوڑے جن کے عادات اور
اطوار بزرگان سلف کی مثل تھے - اور نیز ظاہری و باطنی فضیلتین بھی رکھتے تھے - ایک **خواجہ معز الدین**
جنھون نے مقام دیوگیر مین شہادت پائی - دیوگیر کو اس زمانہ مین دولت آباد کہتے ہین - دوسرے **خواجہ قاضی**
اِنھون نے دہلی مین رحلت کی -

پانچون فرزندون کا تو بیان ہوچکا - اب سنئے لڑکیون کا حال اِس طرح پر ہے کہ بڑی لڑکی کا نام **بی بی**
مستورہ تھا - جنھون نے اپنی تمام عمر عصمت و عفت کے ساتھہ گزاری -
دوسری **بی بی شریفہ** جو زہد و عبادت مین اپنے زمانہ کی رابعہ تھین - اور حضرت گنجشکر آپ کے بارہ مین
اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ اگر عورتون کو خلیفہ کرنا جائز ہوتا تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین کردیتا -

تیسری بی بی فاطمہ جو مولانا بدرالدین اسحٰق کے نکاح مین آکر خانوادہ مشیخت کی دلہن بنین -

اولین دختر مستورہ کے ایک فرزند تہے خواجہ عزیز صوفی نام تہا - ابوالآبا آدم صفی اللہ کی خلافت کے تمام اطوار آپ مین پائے جاتے تہے - اپنی قلم سے مختلف طرح کے خطوط نہایت خوبصورتی سے لکھتے تہے - تحفۃ الابرار فی کرامتہ الاخیار شیخ نظام الاولیا کے مناقب مین اور نیز اُن کی عمدہ عمدہ باتون کے بیان مین آپ کی تصنیفات سے ہے - آپ کے ایک لڑکے تہے خواجہ قطب الدین حسن ان کو خلافت کا خلعت چراغ دہلی شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت سے حاصل ہوا تہا -

تیسری دختر بی بی فاطمہ جو تہین - ان کے شوہر بدر اسحٰق جب عالم بقا کو کوچ فرما گئے - تو شیخ نظام الاولیا نے دہلی مین بلا لیا - اور کمال درجہ خدمت گزاری کی - آپ سے دو فرزند یادگار رہے - خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ خواجہ احمد نیشاپوری شیخ الاسلام کے خاص مریدون مین سے تہے - اُنہون نے باتفاق رائے شیخ نظام الاولیا ان دونون عالی قدر گوہرون کی پرورش فرمائی - اور کمالات انسانی کو پہونچایا جس کے معنی یہ ہین " بازگشت کرنا اس عالم خاک سے عنصری لباس مین وحدت کے جہانِ پاک کو " جب عنصری علائق سے علیحدہ ہو کر کوچ کرنے کا وقت آیا - تو روضہ نظامیہ مین خوابگاہ بنی -

شمارۂ برگزیدہ خلفائے گنجشکری

شیخ جمال الدین احمد ہانسوی چونکہ طریقت اور حقیقت کا جمال اور جمال کی چمک دمک آپ کے حالات سے عیان تہی - لہذا پیر کی قلبی اور نظری توجہ کے اثر سے آپ کا صدق و صفا حد کمال کو پہونچ گیا تہا -

مولانا برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی - کہتے ہین - جب شیخ جمال کی روح بدن کے مستعار لباس سے مجرد ہو کر رحلت کر گئی - تو خلافت کا خرقہ اور عصا جو شیخ جمال کے پاس تہا - باشادہ پیر منجملہ تمام فرزندون کے صرف برہان الاولیا کو عنایت ہوا -

شیخ علی صابر جب آپ کی سند جمال الخلفا نے چاک کر دی - تو آپکی ماں نے جو حضرت گنجشکر کی ہمشیرہ تہین - کیفیت حال بہائی کی خدمت مین عرض کی - فرمایا جمال کے چاک کیے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے جب صابر نے جواب کا مضمون سنا - تو اپنے اسم اور رسم کے مطابق اپنی ماں کو بہی تلقین صبر کی - اور کہا - کوئی غم کی بات نہین ہے اگر جمال کے مضطرب ہاتہ نے صابر کی خلافت کی سند چاک کر دی - تو صابر کے صبر کے ہاتہ نے بہی

جمال کی سند کا ورق پھاڑ ڈالا۔ اب کوئی بزرگ جمال کی رہنمائی سے حضرت گنجشکر کے سلسلہ کو نہیں پہونچے گا کہتے

ہیں شیخ جمال کی خلافت شیخ جمال پر ہی ختم ہو گئی۔ اور کوئی شخص ان کے ذریعے سے سلسلہ داری کے درجہ

کو نہیں پہونچا۔

شیخ علاء الدین محمد ابن شیخ بدر الدین سلیمان ابن شیخ الاسلامی۔ آپ نے باپ کے بعد دو قرن تک اپنے

موروثی سجادہ پر سلسلہ داری کی۔ اور سجدہ شکر گزاری ادا کرتے رہے۔ جب آخرین سفر پیش آیا تو اپنے جد امجد کی حظیرہ

کی زمین میں خوابگاہ اختیار فرمائی۔ سلطان محمد تغلق نے ایک بلند کرسی کا گنبد آپ کے مرقد پر تعمیر کرایا۔ اور آپ کے فرزند

شیخ معز الدین کو معز الملک کا خطاب دیکر گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ شیخ معز الدین نے گجرات میں

ہی رحلت کی۔ شیخ علاء الدین کے دوسرے فرزند **شیخ علم الحق والدین** تھے۔ یہ شیخ الاسلامی

کے منصب پر سرفراز ہو گئے تھے۔ اور نیز آپ کو دونوں عالم میں تصرف حاصل تھا۔

شیخ محمد تاج پسر خواجہ تاج الدین محمد۔ آپ کے حالات میں ایک بزرگ شان پیدا ہوتی تھی

آپ نے سلطان مظفر گجراتی کے عہد میں تاج اعلا کا خطاب پایا تھا۔

شیخ نور الدین احمد منڈو (مانڈو) والے آپ بھی حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ ہمیشہ سکر

کی حالت میں رہتے تھے۔

شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری۔ آپ کا باصفا دل۔ انوار و اسرار کا خزانہ تھا فرمایا کرتے

تھے۔ کہ دو نشانہ کمال نے میرے باطن میں بدون کسی مظہری (انسانی) منت کے خود از طرف رب ظہور کیا

ہے۔ اور شیخ نظامی گنجوی کی ابیات اپنے حال سے منطبق کرکے پڑھا کرتے تھے۔ یہ ابیات آپ کے جداگانہ بیان

میں لکھی جائینگی۔ آپ کے مرید بہت ہیں۔ خوابگاہ جونپور۔

شیخ علاء الدین عرف فیل مست۔ آپ بلقب فیل مست نامزد تھے۔

شیخ نور الدین۔ آپ حضرت گنجشکر کی اولاد میں سے ہیں۔ اپنے دادا شیخ تاج الدین ابن شیخ عبداللہ

ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید ہیں۔ جن کو لوگ فرید ثانی۔ اور اپنے وقت کا گنجشکر کہا کرتے تھے تاریخ پندرہویں ربیع الثانی

ہجری سنہ نوسو سینتالیس کو عالم فانی سے کوچ کیا۔ قلعہ دہلی کے میدان میں آپ کی قبر ہے۔

القصہ۔ ہند اور سندھ کے تمام شہر اور اطراف تمام و کمال شیخ الاسلام کی اولاد کی سکونت اور قدوم کی برکت سے

دار الولایت بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی عنایت سے اس فروغ کو افزونی۔ اور استمرار عطا فرمادے الی یوم التناد

یادِ شیخ جمال الدین احمد خطیب ہانسوی

آپ حنفی النفس ہین - حضرت گنجشکر آپ کو بہت دوست رکھتے تھے - یہانتک کہ آپ کی محبت مین بارہ سال کامل ہانسی مین قیام فرمایا - اور یہ بات قرار پاگئی تھی - کہ میرے خلیفون مین سے جس کسی کو میر جمال مناسب جانے اُس کی خلافت مجکو تسلیم ہے - شیخ جمال الدین جس کسی کا اجازت نامہ چاک کر دیتے تھے - تو اِس کے بارہ مین حضرت گنجشکر فرمایا کرتے تھے - جمال کے چاک کیئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے - یہ شیخ جمال کے سراپا نصیحت کلمات مین سے ہین " گفتار بے کردار زیب نہین دیتی ہے - جس کی سی رفتار تم نہ چل سکو - اُس کی گفتار چھوڑ دو - کیونکہ ایسی گفتار بالکل غیر موثر ہوتی ہے " جب آپکی ملاقات شیخ بہاء الدین زکریا سے ہوئی - تو شیخ زکریا نے آپ کو اپنے جملہ خلفا پر ترجیح دی تھی - اور جو دعوی از روئے محبت - حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاصل تھا اُس بنیاد پر لکھہ بھیجا تھا - کہ مین اپنی تمام مریدون اور خلفا کو تنہا شیخ جمال الدین کے بدلہ مین آپکے روبرو پیش کرتا ہون - مروت کی بات یہ ہے - کہ سودا درہم برہم نہ کیا جاوے " حضرت گنجشکر نے جواب مین لکھا " جمال میرا جمال ہے - معاوضہ مال مین ہو سکتا ہے نہ جمال مین " شیخ جمال الدین کی ایک نظم ہے - جس مین اولیائے خدا کے مراتب اور رجال اللہ کے حالات نظم کیے ہین - اِس نظم کے پڑھنے سے آپ کی عمدہ خو اور عرفان کی کیفیت کسی قدر ظاہر ہوتی ہے -

یادِ شیخ عارف ملتانی رحمہ اللہ

آپ حاکم ملتان کے پیش امام تھے - کہتے ہین - حاکم ملتان نے ایک دفعہ کچھہ نقد آپکے ہاتھہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین بھیجا تھا - آپنے از روے حرص وطمع آدھون آدہ کرکے ایک حصہ نظر عالی مین پیش کیا حضرت گنجشکر نے فرمایا - عارف - تمنے برادرانہ حصہ اچھا کیا - آپ یہ سنکر خجالت مین ڈوب گئے - اور جو کچھہ بچا لیا تھا - سامنے لاکر رکھہ دیا اور نوکری کو الوداع کہکر حضرت گنجشکر کی ملازمت اختیار کی - چند روز بعد آپکے کام مین شائستگی پیدا ہو گئی - لہذا حضرت گنجشکر نے خرقۂ خلافت اور اجازت نامہ آپ کو دیکر قندہار اور سیستان جانے کا حکم صادر فرمایا - کہ وہان کے باشندون کی رہنمائی کرنا - آپنے نامہ کو بوسہ دیکر خدمت مین رکھہ دیا - اور عرض کیا - کہ رہنمائی بہت بڑا کام ہے - مجھہ جیسے شخص سے خوبی اور شائستگی کے ساتھہ انجام نہین پا سکتا ہے - بہتر یہ ہے - کہ سفر حجاز کی مجکو اجازت فرمائی جاوے - تاکہ باقی ماندہ زندگانی اُسی ابراہیمی مقام مین بسر کرون - القصہ دونون طرف سے آخرین بات یہ قرار داد ہو کر عمل در آمد ہوا - مصرع - سعادت بر سعادت در نشین باد

یاد شیخ شمس الدین داؤد پالھی

پالھی - رودلی کے دیہات مین سے ایک دیہہ ہے - آپ حضرت گنجشکر کے خاص مرید اور شیخ نظام الاولیا کے ہمراز اور ہم سفر تھے کہتے ہین - ہر روز صبح کو گھر سے نکل کر جنگل مین چلے جایا کرتے تھے - جنگل کے تمام جانور آپ کے گرد جمع ہوجاتے تھے - اور کسی درندہ اور پرندہ مین کسی قسم کی آزار رسانی اور خوف باقی نہین رہتا تھا - منتظرانہ آپ کے جمال مین نظر کرتے رہتے تھے - اور آپ حالت مراقبہ مین مستغرق ہوتے تھے جب رات ہوجاتی تھی - تو اپنے گھر آجاتے تھے - اسی حالت سے زندگی گزاردی مصرع دل ربائے انفس و آفاق بود -

یاد مولانا احمد حافظ دہلوی

آپ رسمی اور حقیقی علوم کا خزانہ - اور پرہیزگاری اور معرفت کی کان تھے - شیخ نظام الاولیا سے روایت ہے کہ فرماتے تھے - مین ایک بار حضرت گنجشکر کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے لیے جارہا تھا - سرسی موضع مین آپ سے ملاقات ہوئی جب آپ کو معلوم ہوا - کہ مین کہان کا عزم رکہتا ہون - تو پیغام فرمایا - امید ہے - کہ تم جلد پہونچوگے - روضہ مقدس کو میرا سلام کہنا اور التماس کرنا - کہ دنیا کے طالب - آخرت کے طالب - اور نیز دونون کے طالب - روے زمین پر بہت سے ہین - لیکن اس نیازمند کی آرزو سواے اس کے نہین ہے - کہ اس کی دعائے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ قبول ہوجاوے -

مصرع رفیق جان تہنا یا داد باد

یاد شیخ بہاء الدین محمد سیکری وال

آپ شیخ الاسلام گنجشکر کی پاک نسل سے ہین - نا فرمان نفس کی جنگ مین - فقر اور تنگ دستی کے قبول کرنے مین اور مال و منال چھوڑ دینے مین - اپنے بزرگوار آباؤ اجداد کی مثل تھے - اور بہت کچھ شائستگی کے آثار آپ کی پیشانی سے نمایان تھے رحمہ اللہ مصرع دلش بود از مواہب بحر سواح -

یاد شیخ بہاء الدین زکریا پور مولانا وجیہ الدین ابن علی شاہ قرشی خوارزمی

آپ کی والدہ ماجدہ - مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر ہین - آپ کی ولادت کوٹ کروڑ مین ہوئی - جو قلعے سبکتگین کے بیٹے نے ہندمین فتح کیے تھے اُن مین پہلا قلعہ ہے - آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - بارہ[۱۲] سال کی عمر مین قرآن حفظ کرلیا تہا - اور قرأت بہی حاصل کرلی تھی باپ نے دُرِ یگانہ کی طرح آپ کو یتیم چھوڑا - خراسان مین جاکر کتابی علم سیکھا - اور بخارا مین

سلسلہ ۵۱ - تو مجکو اپنی فرمان داری کی حالت مین (دنیا سے) اوٹھا لے - اور مجکو (اپنے) نیک بندون مین لے جا داخل کر ۱۲ -

پہونچکر درجہ اجتہاد مین قدم رکہا - اخلاق مین ایسی شائستگی بہم پہونچائی - کہ اہل زمانہ آپکو بہاء الدین فرشتہ کہتے تہے - پہر حرمین کی خاک بوسی کے لیے بخارا سے جنبش فرمائی زادھما اللہ شرفاً پانچ سال مدینہ منورہ مین قیام فرمایا - اُس زمانہ مین شیخ کمال الدین محمد یمنی موجود تہے - جو عرب کے محدثین مین سے تہے - اون سے احادیث صحاح کی تصحیح کر کے سند حاصل کی - وہ ہر سال اُن کی ہمراہی مین حج کو آتے تہے - پہر بغداد مین شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ملازمت مین پہونچکر حقیقۃ بیعت ہو گئے - اور سترہ روز کے اندر خرقہ خلافت حسب فرمان خاتم الانبیا علیہ السلام لیکر واپسی ملتان کی اجازت لی - جو صوفی لوگ سابق سے حاضر خدمت تہے اُنہون نے اس حال پر رشک کیا - اور شیخ کو فروغ باطن سے یہ حال معلوم ہو گیا - فرمایا - کہ تمہاری لکڑیون مین مکان کی نمی ابہی باقی ہے - اس سبب سے آگ جلد اثر نہین کرتی ہے - اور بہاء الدین کی لکڑیان خشک ہو گئی ہین - اِس وجہ سے اُنہون نے جلد شعلہ پکڑ لیا - حضرت گنجشکر فرماتے ہین - ایک روز مین شیخ بہاء الدین کے نام خط لکہنا چاہتا تہا - یہ تامل تہا کہ عنوان القاب کیا لکہون - اتنے مین لوح محفوظ پر نگاہ جا پڑی وہان آپ کا لقب شیخ الاسلام لکہا ہوا دیکہا - چنانچہ یہی لقب لکہدیا - کہتے ہین - دونون جہان کا کمال آپ کو حاصل تہا - اور خرق عادات یعنی کرامتین انواع واقسام کی واپسین نفس تک آپ سے صادر ہوئین - ساتوین صفر ہجری سنہ چہ سو پینسٹہ (٦٦٥) کو ایک روشن ضمیر مرد آیا - اور شیخ صدر الدین عارف کو سربمہر رقعہ دیا - اور کہا - اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہونچا دو چنانچہ پہونچا دیا گیا - محبوب کے خط کا پڑہنا تہا - کہ عمر گرامی کا زمانہ پورا ہوا - شیخ صدر الدین نے باہر سے وَصَلَ الْحَبِیْبُ اِلَی الْحَبِیْبِ [۱] کی آواز سنی - جب اندر پہونچے - تو باپ کو واصل بحق پایا - اور کہنے والا کوئی موجود نہ تہا جس طرح بفحوائے وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ [۲] دنیاوی آسمان کو ستارون کے چراغون سے آرائش ہے - اسی طرح آپکی نسل کے آسمان کو سات اختر سے آرائش حاصل ہوئی تہی - (۱) شیخ کمال الدین (۲) شیخ صدر الدین عارف (۳) شیخ شمس الدین محمد (۴) شیخ علاء الدین یحیی (۵) شیخ محبوب مجذوب (۶) شیخ برہان احمد (۷) شیخ ضیاء الدین حامد قدس اللہ اسرارہم

ایک روز چند صوفی آپ کے نزدیک تونگری کی مذمت کرتے تہے - آپنے فرمایا - کہ دنیا تہوڑی سی چیز ہے جو تمام دنیا والون مین تقسیم ہے - پس ایک چہوٹے سے حصہ کی مقدار کتنی ہوگی - نیز فرمایا کرتے تہے - مال معنوی سانپ ہے جو شخص سانپ کا افسون جانتا ہے اوس کو سانپ کا قرب نقصان نہین پہونچاتا ہے - اور کبہی یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ دنیاداری کو درویش کے رخسارہ پر نیل کا نشان سمجہنا چاہیے -

---

[۱] حبیب حبیب سے مل گیا ۱۲ [۲] اور ہمنے ورے آسمان کو (ستارون کے) چراغون سے سجا رکہا ہے ۱۲

یاد شیخ فخر الدین ثانی

آپ شیخ شہاب الدین حق گو کے فرزند خلیفہ - اور جانشین ہین - کہتے ہین - فیروز شاہ کے عہد مین سید جلال مخدوم جہانیان آپ کی ملاقات کے واسطے اوچہ سے دہلی مین تشریف لائے تھے - سلطان فیروز نے استقبال کیا - جب مخدوم کا دیدار دیکہا - تو سلطان کو سعادت حاصل ہوئی - اور اعتقاد زیادہ ہوا بیعت ہو گیا - دوسرے روز مخدوم جہانیان - آپ کی خانقاہ مین آئے - آپ کی عادت تہی - کہ ہمیشہ بے لکہے ہوئے چند ورق سامنے رکہا کرتے تہے اور ہر ایک کام کے آغاز مین اُن کو کہول کر دیکہا کرتے تہے - اگر لفظ اِفعَل نکلتا تہا - تو وہ کام کیا کرتے تہے اور اگر لفظ لاتفعل نکلتا تہا - تو اُس کام سے باز رہتے تہے گویا اِس ترازو سے - خدائے پاک کی رضامندی کا اندازہ کر لیا کرتے تہے - جب آپنے مخدوم کی ملاقات کے لیے ورق کشائی کی - تو ہر بار لفظ لاتفعل برآمد ہوا - لہذا مجبوراً عذر کیا - اور کہا کہ آج کے روز حکم خدا ملاقات کے واسطے نہین ہے - انشاء اللہ العزیز پہر کسی روز مین اپنی آنکہہ اور دل آپکے دیدار سے منور کرون گا - ہر چند باہر سے دلیری کی زنجیر دروازہ پر ہلاتے تہے - لیکن اندر سے امتناع کی زنجیر نہ کہلی پر نہ کہلی - ناچار مخدوم نے معاودت فرمائی چونکہ شیخ کو بہی از حد زیادہ شوق ملاقات تہا - اسواسطے پانچوین دفعہ پہر فال کہولی - اِس دفعہ صیغہ امر نکل آیا - فوراً جگہہ سے اُٹہہ کہڑے ہوئے - مخدوم کو بہی خبر ہوئی - کہ شیخ عقب سے پیادہ پا آرہے ہین - ٹہہر گئے اور پالکی سے اُتر آئے - اور شیخ کی رفتار مین متحیرانہ نظر کی - اور کہا - درست او درست!! درویش کو ایسا ہی چاہیئے - کہ بے فرمان خدا ایک قدم بہی نہ اُٹہاوے - جب باہم دست بوس ہو چکے - تو مخدوم نے قصد معانقہ کیا - شیخ کو مخدوم کی خفیہ کارروائی معلوم تہی - کہ جس کسی سے معانقہ کرتے ہین جو کچہہ اُس کے پاس از قسم معرفت ہوتا ہے - سب سلب کر لیتے ہین اِس سبب شیخ نے اپنے تئین چہڑایا - اور از راہ عذر خواہی کہا - میرے فرزند بہت ہین - اور نعمت کم ہے - اور یہ آیۃ پڑہی

هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا مخدوم نے ہونٹون ہی ہونٹون مین تبسم فرما کر اپنی نعمتون سے فرزندان شیخ کو کامیاب کیا اور ہر ایک کو ایک مناسب ہمت کے ساتہہ نامزد فرمایا - شیخ بہار الدین گنج رواں کو سرکار کالپی عطا کی - شیخ صدر کو صوبہ جونپور دیا - شیخ بدر کا تقرر سرکار بہار مین کیا - اور کہا - ان صاحبان ہمت کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ بیان مین نہین آتا ہے - مصرع یاد لطف خدا قرین ہمہ

یاد سیّد جلال سرخ بخاری

آپ شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید - اور مخدوم جہانیان کے دادا ہین قدس سرہم کہتے ہین - تقدیر الٰہی آپکو

له - میرا بھائی ہے (اسکے (پاس) ننانوے دنبیان ہین - اور میرے (پاس صرف) ایک ہی دنبی ہے (اب) یہ کہتا ہے کہ یہ بہی مجہے دیدے گا؟

بخارا سے بھکر مین کھینچ لائی تھی - اِس کے چند روز بعد آپ غیبی اشارہ کے بموجب سید بدرالدین بھکری کی دختر کے لیے خواستگار ہوئے سید بدرالدین نے الہامی اجازت کا انتظار کیا - اور اِس سبب سے جواب دینے مین کسی قدر توقف فرمایا - جب سید بدرالدین کے باطن مین بھی اسی مضمون کا الہام ہوا - تو عقد کر دیا - خانہ اور خاندان دونون لگئے - مگر آخر کار آسمانی گردش سے بھائیون کے دلون مین حسد اور کینہ پیدا ہوا - اِس سبب سے سید جلال الدین بہ ترک سکونت اوچہ مین آکر گوشہ گزین ہوئے - بہت مدت تک خدا پرستی مین مشغول رہے - اور رحلت کے بعد بھی یہی شہر آپ کی خوابگاہ بنا مصرع جہان از نسل او آباد باد۔

یاد شیخ حسین کاہ بُر

آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - قدوۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا کے ہم عصر تھے - زمانہ ہوش مین گھاس کھودنے سے معاش بہم پہونچاتے تھے - جب حالت جذبہ پیدا ہوئی - تو خرابات مین جا بیٹھے - ایک روز عنفوان جوانی مین شیخ زکریا خرابات نشین شیخ کے پاس جا نکلے شیخ حسین نے ہاتھ پر پیالہ رکھکر سامنے کیا - شیخ زکریا نے ازراہ ادب لیکر گریبان مین اولٹ لیا جب گھر آئے - تو پیرہن اپنی دیرینہ دایہ کے سپرد کیا - چونکہ پیرہن کا داغ دہونے سے دور نہین ہوا - تو دایہ نے اُس مقام کو منہ سے چوس لیا - پس پہنچ گئی جہان پہونچ گئی - کہتے ہین - دایہ عارف زمان ہو گئی - اور اکثر اُسکی زبان ایزدی تقدیر کا پیغام ہوتی تھین مصرع روحش مدام جرعہ کش بزم وصل باد -

یاد شیخ بہمد ملتانی

آپ بھائیہ نسل مین سے ہین - تجرید اور آزادگی کے گویا دریا تھے - قرآن - شیخ محمد مغربی کا دیوان - اور پیوند لگا ہوا خرقہ - اِن چیزون کے سوا کوئی چیز پاس نہین رکھتے تھے - ملتان سے نکلکر کئی سال گجرات کے جنگلون مین بسر کیے - آخر الامر کڑہ مین آکر گوشہ اختیار کیا - جب آخرین سفر کا وقت آ پہونچا - تو خواجہ کرک کی قبر کی برابر مین سو رہے مصرع شیخ بہمد در جہان بہ مرد بود -

یاد شیخ رکن الدین ابوالفتح

آپ شیخ صدرالدین کے بیٹے - اور شیخ صدرالدین شیخ بہاء الدین زکریا کے فرزند تھے - قدس اسرارہم خلافت کا خرقہ - اپنے جد بزرگوار سے پایا تھا - کہتے ہین - سلطان قطب الدین ابن علاء الدین کے دل مین اُس کی ناپالیقی سے شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا - لہذا سلطان نے کمال منت و سماجت کے ساتھ شیخ رکن الدین کو ملتان سے دہلی مین بلایا اِس ارادہ پر کہ شیخ رکن الدین کی درویشی کے کروفر سے شیخ نظام الاولیا کی خانقاہ کی رونق جاتی رہے - جب شیخ رکن الدین کی تشریف آوری کی خبر آئی - تو سلطان المشایخ - علائی حوض تک

استقبال کے واسطے گئے - اور دونون بندگانِ خدا ایک دوسرے کے دیدار سے خوش ہو کر اللہ عز اسمہ کا شکر بجالائے اور جب بساط رازداری پر بیٹھے - تو معرفت کی باتین کین - شیخ نظام الاولیا کے مکان مین ایک انجمن منعقد ہوئی تمام اربابِ ظاہر اور اصحابِ باطن حاضر تھے - منجملہ اُن کے مولانا عماد الدین اسمٰعیل نے ملتان سے دہلی مین آنے کی وجہ اس پردہ مین دریافت کی - کہ مکہ سے مدینہ کو خاتم الانبیا **علیہ السلام** کی ہجرت کا سبب کیا تھا - شیخ رکن الدین نے جواب دیا - کہ خاتمیت کے متعلق بعض کمالات کا - اور نبوت کے متعلق بعض مراتب کا حاصل ہونا - زمین مدینہ کے ساتھہ وابستہ تھا - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - نہین - وجہ موجہ یہ ہے کہ بہت سے مقامی ناتوان لوگون کو مکہ معظمہ مین جانا میسر نہین ہوتا تھا - اُن کی تکمیل کے واسطے آنحضرت نے مدینہ منورہ مین نزول فرمایا - اس قسم کی دلچسپ اور لطیف باتون سے دونون دفعیکے باویگرے تواضع کا اظہار کیا - دوسرے روز سلطان قطب الدین شیخ رکن الملۃ کی خدمت مین حاضر آیا - اور دریافت کیا - شہر والون مین سب سے زیادہ آگے چلنے والا سعید کون ہے - شیخ رکن الملۃ نے فرمایا - وہ شخص ہے - جو اس دار الامان مین بہترین خلائق ہے - اور اس قسم کے اشارون کے ذریعہ سے چاہا - کہ جو وسوسے سلطان کے خیال مین جمے ہوئے ہین - مین اُن کو دور کر دون - اور جو بیہودہ خواہش میری نسبت سلطان رکھتا ہے - اُس کے بارہ مین اپنی طرف سے ناامیدی دلاؤن - مگر سلطان کے دل مین بدباطنی سے کچھہ اثر نہین ہوا - اسکے بعد ایک روز سلطان قطب الدین کا گزر نظامیہ خانقاہ پر سے ہوا - اُس وقت خلائق کا ہجوم اور ازدحام شمار اور حد سے زیادہ تھا دریافت کیا آج - کس بزرگوار کا عرس ہے - بدباطن وزیر نے ایسے طرز سے جواب دیا - کہ دریافت کرنے والے کے دل مین از سر نو کینہ اور غیرت کا غبار پیدا ہوا جب سلطان اپنے دولت خانہ مین واپس آیا تو لکھہ بھیجا - کہ صاحب خانقاہ ہماری قلمرو سے اپنا سامان اقامت اُٹھا لیجاوے - رقعہ حجرہ مین پہونچا - آستانہ مین کھولا صحن مین پڑہا - اور اُس کی تعمیل راہ مین ہوئی -

القصہ - رات کے وقت فرمان روا کے پیٹ مین درد پیدا ہوا - اور اطبا نے جس قدر دوا کی - اُسی قدر درد مین زیادتی ہوتی چلی گئی - اُس وقت جانا - کہ یہ اُس گستاخی کا طمانچہ ہے - پس سلطان نے عالمون اور عارفون کو شفیع بنایا - اور شیخ نظام الاولیا کی خدمت مین بھیج کر عذر خواہی کی معاودت کے واسطے - اور حصول صحت کی دعا کیواسطے التماس کیا - فرمایا نظام کو خدائی کارخانہ مین کیا دخل ہے اور دوا اور درد دونون تقدیری حرف ہین - چونکہ صرف شفیعون کی علی الاتصال (لگاتار) آمد و رفت سے بدون علاج کے کسی قسم کا نتیجہ پیدا نہین ہوا تو بیمار کی والدہ نے حاضر حضور ہو کر بساط بوسی کی اور بہت کچھہ درد آمیز لہجہ مین روئی جھینکی - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - اس شرط پر

علاج کرونگا - کہ سلطنت دہلی کا کاغذ خاص مہر اور ارباب مناصب کی مہرون سے مرتب کر کے پیشاب کے قارورہ
کے ہمراہ بہیج دین - تاکہ تجویز نسخہ کی جاوے - یہ شرط قبول کر کے نہایت جلد تمسک اور قارورہ حاضر کیا گیا - شیخ
نظام الاولیا نے اُسی وقت قبالہ کو لپیٹ کر اُسی پیشاب کے شیشہ مین ڈال دیا - اور فرمایا - کہ دہلی کی سلطنت
درویش کے نزدیک بیمار کے پیشاب کی برابر ہے - آخر کار دعا کرتے ہی فوراً صحت حاصل ہو گئی - اور ہر ایک اپنی
اپنی جگہہ لوٹ گئے - کہتے ہین - جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے
بعد دہلی کا فرمان روا ہوا - اور ہجری سنہ سات سو پچیس ۷۲۵ مین - بنگالہ سے دہلی مین معاودت کر کے ایک عالی شان
محل مین اُترا جو اُس کے نام سے تعمیر کیا گیا تہا - تو شیخ رکن الدین اور نیز دیگر روساے زمانہ وہان مسند پر تشریف
رکہتے تہے - شیخ نے وہان سے جلد اُٹہنے کے واسطے بارہا عبارت اور اشارت دونون طرح سے کہا - مگر کارگر نہین
ہوا جب دسترخوان بچہایا گیا - تو شیخ تہوڑی دیر بیٹہے - اور اس سے پہلے - کہ دسترخوان زیادہ کیا جاوے -
اُٹہکر باہر چلے آئے - دوسرے اصحاب بہی آپکے پیچہے پیچہے اُٹہ آئے - اتفاق سے ہاتہہ دہوہی رہے تہے - کہ عمارت
مذکور بیٹہہ گئی - سلطان مع اپنے چند مقربون کے اُسکے نیچے دب گیا - اور مر گیا -

دیکہو تقریب کی تحریک - یہ تحریک کیونکر دل مین چہپے ہوئے واقعات کو افشاے راز کرنے والی زبان کے حوالہ
کر کے واقعہ نگار قلم کے ذریعہ سے کتابت مین لاتی ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ ربیع الاول کے مہینے مین - مرزا
ابراہیم ابن مرزا سلیمان حاکم بدخشان کے بیٹے مرزا شاہرخ نے جو اکبر شاہ کے زمانہ مین صوبہ مالوہ کا حاکم تہا - اُجین
مین عالم علوی کو کوچ فرمایا تہا - راقم تعزیت کے واسطے مرحوم کے فرزند مرزا فتح پوری کے پاس جن کا مبارک نام
بدیع الزمان مرزا ہے - اپنے مسکن منڈو (مانڈو) سے گیا تہا - بڑے بڑے امیر اور سردار مرزا شاہرخ کے زمانہ مین بدیع الزمان
کے برتاؤ سے ناخوش تہے - خراب فکر اور نالائق اندیشہ سے اس وقت کو بدلہ لینے کے واسطے موزون سمجہکر مشورہ
کے پردہ مین دورنگی کو کام مین لائے - اور عبد اللہ خان کے نزدیک جو جہانگیر شاہ کا نوازش یافتہ تہا - ہر ایک نے
مکر و زور سے بہرے ہوئے خطوط لکہکر بہیجے - کہ ہمارے صاحبزادہ کے دماغ مین خودسری کی ہوا بہری ہوئی ہے
اور شہنشاہی ملازمت کا اندیشہ اُس کے دل مین قطعی ہے ہی نہین - یہ مخفی فتنہ ظہور مین آنے سے پہلے ہی
اسکی مشکین باندہ کر دربار معلی مین بہیج دینا چاہیے - فقیر کو اس کام کی اصلیت سے پوری آگاہی ہے - کہ یہ آفت
بہری ہوئی گفتار مرزا کے بارہ مین صرف تہمت اور محض بہتان ہے - آخر کار زمانہ کی پریشانی پر نظر کر کے مین مرزا
سے بصد خون جگر رخصت ہوا - اور بوجہ سابقہ دلبستگی کے - جو نہر خان کے جمال باکمال کے ساتہہ تہی -

موضع محمد پور مین گیا۔ یہ موضع ناہر خان کی جاگیر مین ہے۔ اپنے مکان کو بازگشت کا ارادہ تھا۔ مگر اِس شورش کے فرو ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ الحاصل مکتوب الیہ عبداللہ خان نے ایک مدت تک تو اپنی نیک عادت اور فرشتہ منشی سے اِن نوشتون کو تامل مین ڈالے رکھا۔ مگر چونکہ اِس طرف کا امر اِحد سے زیادہ گزر گیا تھا۔ اِس واسطے ناچار اِس طرف روانہ ہونا پڑا اور صوبے کے جاگیر دارون کے نام بلانے کے واسطے پروانہ جات بھیجے۔ کہ جملہ اطراف سپاہ فراہم ہو کر حاضر آوے۔ آخر کار عبداللہ خان وسط جمادی الاول مین اجین آپہونچا۔ صاف دل جواں (بدیع الزمان) سیاہ باطن سفید ریش والون کی پرفریب باتون پر بھروسہ کر کے آنے والے کے استقبال کو واسطے باہر نکلا۔ عبداللہ خان مرزا کو اپنے خیمہ گاہ (کیمپ) مین لے گیا۔ اور پہرہ والون کے سپرد کر دیا۔ اُسی روز تعمیل پروانہ ناہر خان اجین مین پہونچکر عبداللہ خان کے لشکر مین جا ملا چند روز بعد راقم بھی اجین مین آیا۔ اور دولت خانہ ناہر خان کی برابر مین اپنا خیمہ نصب کیا۔ عبداللہ خان نے حکم دیا کہ معززان سپاہ لشکر کے گرد چارون طرف قلعہ تیار کر لیوین۔ اس بنیاد پر ناہر خان نے بھی اپنی سپاہ کے گرد اگرد ایک حصار کھنچوایا۔ اور حویلی بنالی فرزندون کو بھی بلا بھیجا کیونکہ نزدیک تھے۔

ایک روز دیوار حویلی کے سایہ مین ناہر خان چند درویشون کے ساتھہ خاص طور پر بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ مٹی کی دیوار اُٹھانے والون نے دیوار اُٹھانے مین مضبوط کام نہین بنایا تھا۔ اسواسطے دیوار جھک گئی تھی۔ اور اِس سبب سے اس کے گرنے کا خیال راقم کے دل مین پیدا ہوتا تھا۔ ہر چند راقم نے اپنا دلی خیال صراحت کے ساتھہ بیان کیا۔ مگر ہم نشینون نے بعید سمجھکر التفات نہین فرمایا۔ اس اثنا مین کھانے کے واسطے دسترخوان بچھایا گیا۔ اور جب کھانے سے فراغت پا کر زیادہ کیا گیا۔ تو راقم بدون ہاتھہ دھوئے وہان سے اُٹھہ کھڑا ہوا۔ ہنوز اپنے خیمہ مین پہونچنے نہین پایا تھا۔ کہ دیوار کے گرنے کی آواز آئی۔ ناہر خان غود جگہہ کر کے درمیان مین سے نکل آیا۔ اور ہاتھہ بڑہا کر شیخ عبداللطیف کو جو ایک آزاد شخص ہے۔ مصیبت مین سے نکالا۔ اپنے پنجسالہ لڑکے کا کچھہ خیال نہ کیا۔ جس کا نام دلاور خان ہے۔ اور سامنے کھیل رہا تھا۔ وہ خاک مین اور ڈھیلون مین پڑا رہا۔ کچھہ دیر بعد اُس کو بھی نیچے سے نکالا۔ نیک کرداری اور درویش دوستی کی بدولت ہی لاہوت نے بیٹے کو از سر نو زندگی بخشی۔

یاد شیخ حماد الدین اسمعیل ملتانی

آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح کے چھوٹے بھائی ہین۔ لیکن اُن کی مان سے نہین۔ آپ کو دین اور دنیا

یعنی دونون جہان کی سعادت مندی حاصل تھی۔ بزرگوار دادا۔ صاحب ولایت باپ اور بابرکت بھائی سے بہت کچھ فیض اور فائدہ پایا تھا۔ فقہ کے علم مین یہانتک تحقیق کو بڑہایا تھا۔ کہ درجہ اجتہاد حاصل ہوگیا تھا۔ جس مسئلہ مین ملتان کے تمام فقیہ اور مفتی عاجز ہوجاتے تھے۔ وہ مسئلہ آپ کی توجہ سے حل ہوجاتا تھا۔ آخر کار درسی علوم کو الوداع کہکر اپنے بڑے بھائی کی خدمت مین داخل ہوگئے تھے۔ اور اُن کی خدمت کے طفیل سے جب بہاو نشین دشمن (نفس) کے ساتھہ لڑائی شروع کی۔ تو فتح پائی۔ جب رکن الاولیا کا آخرین وقت آیا۔ اور اُنکے کوئی فرزند تھا نہین۔ اور نیز مدینہ بزرگوار نے فرمادیا تھا۔ کہ چھوٹا بھائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے لہذا رکن الاولیا نے اپنا سجادہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے اُن کو رہنمائے زمانہ بنایا۔ آپکے بعد شیخ صدرالدین حلیم ابن شیخ عمادالدین مسند پر بیٹھے۔ شیخ صدرالدین حلیم کے بعد شیخ صدرالدین شہر اللہ ابن حلیم قایم مقام ہوئے مختصر جبرا سجادہ نشینی عمادیہ نسل مین رہی مصرع۔ عمادالدین عماد قصر دین بود۔

یاد شیخ علم الہدیٰ

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چچازاد بھائی ہین۔ جدامجد کے زندگی مین ہی جہان پیمائی کی ہوا سر مین بہر گئی تھی۔ ماوراءالنہر خراسان۔ اور پارس مین جاکر نقلی علوم اور عقلی فنون تحصیل کیے۔ اور کمال تبحر بہم پہونچاکر ہجری سنہ سات سو چالیس مین جب کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا عہد تھا۔ دہلی مین آئے۔ سیاہ باطنی سے اپنے چچازاد بڑے بھائی کی خدمت مین مناظرہ کرنا چاہا چونکہ رکن الاولیا کے ظاہری علم کو روشنی قلب کی قوت سے استحکام حاصل تہا۔ علم الہدیٰ کی بڑائی مناظرہ کے اندر پیش نہین گئی۔ بلکہ باعث خجالت ہوئی۔

واضح ہو۔ کہ عالم صورت کا پہلوان۔ عالم معنی کے پہلوان کے ساتھہ مقابل نہین ہوسکتا ہے بلکہ بساط ادب کے کنارہ پر کھڑا ہوکر اس اندیشہ مین ڈوب جاتا ہے۔ کہ نمود مین آنے والی موجودات حقیقۃ الحقائق کا عکس ہے۔ اور عکس معنی سے عاری ایک صورت ہوتی ہے۔ اور اصل علم ظاہر مین ایک ملک ہوتا ہے جو ملکوت یعنی عالم ارواح کی برابر ہوتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ[۵] بیت

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان ہرکہ درافتاد برافتاد

یاد شیخ الہداد احمد آبادی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین سے ہین۔ اپنے وقت کے پرہیزگار اور خدا پرست تھے۔ حقیقی اور درسی علوم ہی جانتے تھے

[۵] پاک ہے (وہ ذات) جس کے ہاتھہ مین ہر چیز کا کامل اختیار ہے۔ اور (مرے پیچھے) تم سب اوسی کی طرف لوٹا کر دیئے جاؤ گے ۱۲

تے تمام کہانے کی چیزین چہوڑدین تہین - صرف ایک پیالہ دودہ سے بہوک کا علاج کرتے تہے خواہ وہ کہین سے ہی بہم پہونچاتے تہے معرفت دانی مین دوسرے معرفت فہمون پر سبقت رکہتے تہے - جو عمدہ مضامین اور اُن کے نئے نئے حل خاص آپکی طبیعت اور فہم بہم پہونچاتی تہی - اُن کا فیضان درس دیتے وقت سننے والون کو پہونچاتے - شریعت کی رعایت کرکے سرود وسماع کی مجلس مین نہین جاتے تہے شیخ زین الدین خوافی کے سلسلہ سے کمال دلبستگی تہی -

یاد شیخ موسیٰ

آشکارا کرامتین آپ سے اکثر ظاہر ہوئی ہین - صاحب موسوی ولایت تہے - کہتے ہین - تتہ سے قدوۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا کی ملاقات کے واسطے ملتان کو آتے تہے - جب دریاے راوی کے کنارہ پر پہونچے - تو ملاح نے کشتی لگانے مین توقف کیا - آپ اُس دریا کا تمام پانی ایک ابریق مین اوٹہا کر شیخ کی خدمت مین لے گئے - شیخ نے فرمایا - اس پانی سے لوگون کو فیض پہونچتا ہے - بدستور سابق چہوڑدو - آپنے کہا - نہین یہ پانی آستانہ بوسی کے مشتاقون کو روکتا تہا - اور اِس مزاحمت سے اُن کو نقصان پہونچتا تہا - اب اِس شرط پر چہوڑا جاوے گا - کہ شہر کے کنارہ سے بہت دور بہنے لگے - اُس روز سے دریاے راوی ملتان سے دور بہتا ہے - اِن دونون صاحبون کی بدولت چند روز انجمنِ حقیقت بیانی ایسی عمدہ طور پر ہوتی رہی - کہ اُسکی خوبی بیان مین نہین آسکتی ہے -

مصرع - طور دیدار با دمیقات آتش -

یاد شیخ حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری سوالی

آپ کا لقب سلطان التارکین ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہما بعض کہتے ہین کہ آپ موضع سوال کے باشندہ ہین - جو مضافات اجمیر سے ہے - اور بعض کا یہ خیال ہے - چونکہ تصوف کی مشکلات کے بارہ مین آپ سوال وجواب بہت کیا کرتے تہے - اسواسطے **سوالی** لفظ کے ساتہہ شہرت ہوگئی کہتے ہین - کہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین جب دہلی کے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری نے شیخ جلال الدین تبریزی کے نام پر ایک بہتان لگایا - تو سلطان نے حقیقت تہمت معلوم کرنے کے واسطے بزرگان وقت کو ہر ایک شہر سے بلاکر ایک مجمع کیا تہا - اُس درمیان مین شیخ حمید الدین نے تعرض کے طور پر شیخ بہاء الدین زکریا سے دریافت کیا - کہ مال کے ساتہہ سانپ کس مناسبت سے تعلق رکہتا ہے - فرمایا کہ دونون مہلک ہین اور تعلق کا سبب دونون کا ہلاک کرنے مین اشتراک ہے - اسی کے ساتہہ یہ ہی کہا - کہ وہ شخص عقلمند ہے - جو

مہلک شے سے دور دور رہے - نہ اُس کی دوستی کی طرف مائل ہو - اور نہ اُس کی نزدیکی سے خوش ہو - بہاءالاولیا نے
جواب دیا کہ جو شخص افسون جانتا ہے - اُس کو سانپ کے زہر - اور مال کی مستی سے نقصان نہین پہونچتا ہے -
اسپر حمید العرفا نے کہا کہ سانپ کو افسون کے ذریعہ سے بھی پاس رکھنا اچھی بات نہین ہے - بہاءالحق نے اِس بات
کے جواب مین توقف کیا - تو ناگاہ اپنے پیر شیخ الشیوخ کو دیکھا - کہ وہ فرماتے ہین - بہاءالحق - یون کیون نہین کہتے
ہو - کہ دنیا - اہل کمال کے جمال کے رخسارہ پر نیل کا داغ ہے - جس طرح حسینان صورت کی ابرو پر وسمہ - رخسارہ پر نیل
اور بناگوش پر غالیہ - نظر بد سے بچاتا - اور زیبائش کو بڑھاتا ہے - اسی طرح معنوی محبوبون کو دنیاوی اسباب نیلہ
رنگ کا کام کر کے خود بینی کی نظر بد سے محفوظ رکھتا ہے - اور اس کے اندر یہ حُسن بھی موجود ہے - کہ دوسرون کے ساتھ
احسان کرنے کا رخ ملتا ہے - لکھا ہے کہ حمید العرفا نے ایک خط بہاءالاولیا کی خدمت مین بھیجا تھا - جس مین لکھا تھا - کہ بہت
سی قرآنی آیات - اخبار - اور آثار اس مضمون کی شہادت دیتی ہین - کہ دنیا کو دوست رکھنے والے اور اِن کے دوست
خدا کو نہین پہونچتے ہین - اور واقعی حال یہ ہے - کہ بہت سے ارباب ثروۃ اور اصحاب دولت قطبیت اور غوثیت
کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین - حَسْبَةً لِلّٰهِ اور رَحْمَةً عَلَى الْفَقِيرِ اس شکل کو حل فرمائیے - تاکہ
آپ کے رنگین خط کو اپنا امام بناکر اطمینان حاصل کرون - اور اُس معجون حقیقت سے صلاح باطنی عمل مین لاؤن نیز
جو ایک بات ہے - کہ دنیا ہاتھ مین ہو - تو دوا ہے - اور دل مین ہو - تو درد ہے - اِس بنیاد پر اُس شخص کو تو فائدہ ہے
جس کے واسطے دنیا دوا ہے - اور اُس شخص کو نقصان ہے جس کے واسطے دنیا درد ہے - اور نیز سلطان سہروردکا جو ایک
یہ فقرہ ہے کہ "مینخ اسپ در گل زدہ ام نہ در دل" اس فقرہ سے تسلی نہین ہوتی ہے - کیونکہ مذمت کی بنیاد ظاہر دنیا
پر ہے - نہ نیت پر جو مخفی چیز ہے - بہاءالاولیا نے جواب نامہ بھیجنے کو الہام پر موقوف رکھکر دو سال تک توقف فرمایا
اور حمید العرفا جواب کے انتظار مین دعا کے امیدوار قبولیت ہے - اس کش مکش مین تھے - کہ ایک روز ایک
حریری ورق لپٹا ہوا عالم غیب سے مصلے کے نیچے نکلا - اُس مین جو کچھ لکھا تھا - اُس کا ماحصل یہ ہے - کہ راہ حق کے
چلنے والے تین گروہ پر منقسم ہین - ایک گروہ بالکل مجذوب ہے - جس کو غایت استغراق سے اور وجوبی صفات مین
امکانی رسوم کو حد درجہ کم کر دینے سے کونین کی بالکل خبر نہین - دوسرا گروہ اُس جماعت کو سمجھنا چاہیئے - جو ظاہر
کو کہ محض ممکن ہے - امکانی لوازم کے ساتھ مخصوص کرتی ہے - اور باطن کو کہ عین واجب ہے - خاص ایزدی
تجلیات کے مشاہدہ مین مشغول رکھتی ہے - اور تیسرا گروہ وہ ہے - جو کہ دنیا اور ما فیہا کا ترک بہشت اور آنجہانی
درجات کے واسطے کرتا ہے - اور یہ تمام موجودہ معانی اور آئین تینون گروہون مین علمی صورتون کا اقتضا ہے

۱؎ اللہ کے واسطے اور فقیر پر مہربانی کر کے - ۱۲

جو واجب الوجود کا خاص فعل ہے اسماء و صفات کے اقتضا کی رو سے لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون سلوک اور تصوف کے علم میں بہت سے رسالے آپ کے تصنیف کردہ ہیں۔ اشعار اور دیگر نظم کو آپ نے فصاحت اور مقبولیت کی کرسی پر سوز و گداز کے رنگ میں پہونچایا تھا۔ یہ آپ کی ہی رباعی ہے رباعی

تا کے غم آن خوری کہ یار دیا سنے		یا تخم بروید و برار دیا سنے	
رو در غم آن باش کہ محبوب ترا		اندر حرم وصل گزار دیا سنے	

بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ آپ شیخ احمد تارک لاہوری کے بیٹے تھے۔ شیخ احمد تارک۔ ابراہیم کے۔ ابراہیم محمد کے۔ اور محمد۔ سعید فاروقی کے بیٹے تھے۔ جو فاروق اعظم کی نسل میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اس بنا پر آپ کو سعیدی کہتے ہیں۔ تاریخ انتیس ربیع الآخر ہجری سنہ چھ سو تہتر کو اور بعض کے نزدیک ہجری سنہ اونسٹھ کو واصل حق ہوئے۔ قبر ناگور میں ہزار و یتبرک بہا الی یومنا ھذا۔

یاد اولاد سلطان التارکین قدس اسرارہم

آپ کے دو بیٹے تھے شیخ عزیز اور شیخ مجیب۔ بڑے کے تین فرزند تھے شیخ وحید الدین احمد۔ شیخ فرید الدین محمود۔ اور شیخ نجیب الدین قاسم۔ شیخ حسین ابن خالد تین واسطے سے شیخ وحید کو پہنچتے ہیں

مختصر حالات شیخ فرید

آپ اپنے جد بزرگوار کے مرید۔ خلیفہ۔ اور جانشین ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کتاب سرور الصدور آپ کی ہی تبویب دی ہوئی ہے۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں ناگور سے دہلی میں آئے۔ اور مشرق کی طرف بے منڈل میں جو قدیمی شہر میں ہے۔ سکونت اختیار کی اور رحلت کے بعد اُسی کوچہ میں خوابگاہ بھی بنی۔ مقام قطب الاولیاء کے راستہ میں قدس سرہٗ۔ شیخ فرید کے سات فرزند تھے۔ ان میں سے ایک شیخ عزیز بھی تھے۔ بعض کے نزدیک سرور الصدور۔ نور البدور۔ آپ کی ہی تصنیفات میں سے ہے۔ اور بعض شیخ احمد کی تالیف سے سمجھتے ہیں۔ جو شیخ عزیز سے بڑے تھے۔ بعض شیخ سعید کی تالیف سے کہتے ہیں۔ جو شیخ عزیز کے چھوٹے بھائی ہیں ہر تقدیر کتاب مذکور لکھی ہوئی شیخ فرید الدین کی یا اُن کے فرزندوں میں سے کسی ایک کی ہے۔ بہت سے خاص خاص فائدے اور لطیفے جو اپنے بزرگوار باپ سے ستائیس برس کے عرصہ میں سنے تھے۔ اس کتاب میں فراہم کیے ہیں۔ اور یہ بھی

لکھا ہے - کہ مینے خردسالی مین جداعلی سلطان التارکین کی ملازمت کی ہے - اس بنیاد پر آپ کی عمر قریب سو برس کی ہوگی - اِس کے بعد لکھتے ہین - تاریخ دوسری ربیع الاول ہجری سنہ سات سو چبیس کو پدر عزیز نے حدیث اور دعوت کا اجازت نامہ عطا فرمایا - جداعلی کا خرقہ پہنایا - اور اپنی خاص کلاہ میرے سر پر رکھی اور اچھی اچھی دعائین دیکر سرفراز کیا مصرع - اولاد حمید وصاف حمید بودند -

یادشیخ جلال الدین تبریزی

آپ شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید ہین - اور زادبوم تبریز ہے - دیو محل بندر مین جو دارالملک بنگالہ مین ہے آپ کی خوابگاہ ہے - جب آپکے پیر دنیا کے تنگ وتاریک کوچہ سے فردوس برین کی سیروسیاحت کے واسطے تشریف لے گئے - تو آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - اور اپنی شایستہ خدمات سے دل مین جگہہ پیدا کر کے فائدہ اُٹھایا - ملتان مین شیخ بہاءالدین زکریا سے کمال دوستی اور یکجہتی ہوگئی تھی خواجہ قطب الدین اوشی کی ملاقات کے شوق مین دہلی آئے - مشائخ چشت کے تذکرون سے کچھہ آپ کے حالات معرفت معلوم ہوسکتے ہین - شیخ نجم الدین صغری نے (جن کا مرقد دہلی مین مولانا برہان الدین بلخی کی خوابگاہ کے برابر مین ہے) سیاہ دلی اور خیال فاسد سے آپ کو ایک مطربہ عورت کے ساتھہ دلبستگی مین ناشائستہ حرکات کے ساتھہ متہم کیا تھا - اور ایسی شورش دہشائی تھی - جس کی وجہ سے آپ کو دہلی جیسے شہر ولایت سے بنگالہ کی طرف سفر کرنا پڑا - ایک روز آپ ایک دریا کے کنارہ کنارہ چلے جارہے تے - چلتے چلتے خودبخود کہنے لگے - کہ شیخ الاسلام نے اگرچہ درویشون کو اپنے شہر سے نکال دیا - مگر درویشون کے خدا نے آج شیخ الاسلام کو جہان سے نکال دیا - اور جنازہ کی نماز بھی پڑھ لی گئی - خبر آنے پر تحقیق ہوا - کہ شیخ الاسلام کی رحلت کا وہی روز تہا کہتے ہین - دیو محل مین آبادی سے دور ایک جنگل تہا - وہان پر آپنے جگہہ پسند کی چاہا کہ اِس زمین کو خرید لیا جاوے چونکہ جنگل تہا - اور اس کا کوئی مالک بھی نہین تہا - لہذا باشندگان شہر نے خوش طبعی سے قیمت مین اتنا زیادہ نقد مانگا - کہ وہ مقدار - سوائے شاہی خزانون کے دوسری جگہہ گمان مین بھی نہین آسکتی ہے آپنے قبول فرمایا - اور مریدون کو ارشاد کیا - فلان جگہہ بچاس تون کا انبار گوگوبر کا تودہ ہے - اوس مین آگ لگادو - چنانچہ تعمیل کی گئی - خالص ورکامل العیار سونا ہوگیا - زمین کی قیمت مین دیدیا یہ عظیم الشان کرامت دیکھکر وہان کے لوگ اکثر اسلام کے احاطہ مین - اور آپ کی بیعت کے سلسلہ مین داخل ہوئے اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کی - حافظ

آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند

یاد شیخ صوفی بدھنے

شیخ نظام الاولیا قدس سرہ سے روایت ہے - فرماتے تھے - ایک بڑے پرانے معمر شخص موضع کیتھل مین رہتے تھے جن کا باطن تجرید اور تفرید کے زیور سے آراستہ تھا - وہان کے باشندے آپ کو شیخ بدہنے کہا کرتے تھے اکثر لوگون کی زبانون پر یہ قصہ اس طرح سے روان ہے - کہ ساتوین صدی کے آغاز مین جب سپاہ مغل ہند پر قابض ہوئی - مال واسباب سب لٹ گیا - اور چھوٹے بڑے سب قید ہو گئے - تو اس عالم بلوہ مین خواجہ قطب الدین اور شیخ صوفی جو بے تمیزانہ حالت مین زندگی بسر کر رہے تھے - یہ دونون بھی گرفتار ہوئے - دو تین روز بعد گرفتارون کو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی - ناچار خواجہ ایک کاک (روغنی روٹی) خرقہ کے اندر سے نکالکر ہر ایک شخص کو دیتے تھے اور صوفی بدہنے سے (کہ ایک مٹی کے ظرف کا نام ہے) سب کو پانی پلاکر سیراب کرتے تھے کہتے ہین - کہ خواجہ کا خطاب کاکی اور صوفی کا لقب بدہنے جو ہوا - اس کی وجہ یہی ہے - شیخ عثمان ابن لادن بھی یہ حکایت بارہا بیان کیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - یہ حال مینے اپنے پیر شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین چشتی کی زبانی سنا ہے القصہ - سواے اس قدر بیان کے جو اوپر لکھا گیا کسی کاغذ مین کوئی بات آپ کے حالات کے متعلق دیکھنے مین نہین آئی ہے - نہ اہل زمانہ کے زبانی کوئی حرف آپ کی ماند و بود (رہنے سہنے) کے متعلق سننے مین آیا ہے - اور ایسا شخص جس کے سینہ مین آپ کے حالات مخفی ہون - اب بہشت کے سوا کہین ہم نہین پہونچ سکتا ہے - مصرع - کیست کز دی باز جویم حالِ او -

یاد شیخ نور الدین دہلوی

درسی علوم مین آپ کا دل تونگر تھا - اور رسائل کے بیان کرنے مین زبان طاقت ور تھی - آپ سلطان ناصر الدین ابن سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین علما مین سے تھے - کتاب جامع الحکایات آپ کی ہی تصنیف ہے - عمدہ کتاب ہے - اس مین ہر ایک طرح کا نمونہ اور ہر ایک قسم کی نمایش موجود ہے - زمانہ کے کامگار مشایخ اور اولیا کی آپ پر نظر تھی - صوفی گروہ کے ساتھ کمال عجز وانکسار سے پیش آیا کرتے تھے -

القصہ - اس عمدہ زمانہ مین ہر ایک فن کے اُستاد اور ہر ایک قسم کے بزرگ موجود تھے - جن کا وجود زیبائش زمانہ کا باعث تھا -

(۱) سید تاج الدین ابن سید جلال الدین بدایونی - آپ کو علم - تقوی - وجدان - استقلال ذہن خوشخوئی خوش باشی - اور ریاضت مین بڑا مرتبہ حاصل تھا -

(۲ و ۳) سیدؒ مغیث الدین مفتی اور سیدؒ منتجب اسیہ دستار دونون بہائی تہے۔ کہتے ہین۔ دانش دیانت۔ امانت۔ روش۔ مہربانی۔ خوش خلقی۔ اور گوشہ نشینی یہ تمام حمیدہ صفات اِن دونون بہائیون کی سرشت مین گویا خمیر تہین باانیمہ کسی شخص سے کسی قسم کی تندو غیرہ نہین لیا کرتے تہے۔

(۴ و ۵) سیدؒ علاء الدین اور سیدؒ قطب الدین یہ دونون بہائی بھی ترک و تجرید۔ اور تصوف و توحید مین یگانہ روزگار تہے۔ کہتے ہین شیخ نظام الاولیا۔ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو سید علاء الدین کی شکل مین خواب کے اندر دیکہا کرتے تہے۔

(۶) مولانا حمید الدین مخلص گویا دریکدانہ تہے۔ جو اُس زمانہ کے دانشمندون کی لڑی مین ممتاز تہے۔ ہدایہ فقہ پر ایک بڑی لمبی مشکل کشا شرح لکہی ہے۔

(۷-۸-۹-۱۰-۱۱) مولانا عماد الدین حسام واعظ مولانا جمال الدین شاطبی قاری مولانا کبیر الدین عراقی مورخ تاریخ جہانگیری جو سلطان علاء الدین کے نام پر ترتیب دی گئی ہے۔ مولانا بدر الدین دمشقی طبیب اور مولانا حمید الدین بہنبانی منجم۔ یہ تمام سادات اور علماء سلطان غیاث الدین بلبن۔ سلطان جلال الدین خلجی۔ اور سلطان علاؤ الدین خلجی کے زمانہ مین دہلی اور پرگنات دہلی مین۔ ملک کی زیب و زینت تہے۔ بعض حضرت گنجشکر کی خدمت مین اور بعض۔ بزرگوار خلفاے حضرت گنجشکر کی خدمت مین بیعت تہے۔

غوثی جب تم زمانہ کے حالات۔ اور مشائخ کے واقعات لکہنا چاہو۔ تو دیکہو ہوش سے لکہنا۔ کیونکہ آسودگانِ جہان کے حالات بالخصوص بزرگون کے سرتاپا معرفت سے بہرے ہوئے حالات ایسی عجیب غریب سیرگاہ ہے کہ نہ تو جنگلون پہرنے سے پاؤن مین کوئی تکان آتی ہے۔ اور نہ وطن کی جدائی سے دل مین کچہ تنگی پیدا ہوتا ہے۔ اس بناء پر مناسب ہے۔ کہ سفر در وطن کے فقرہ کی توجیہ خوش طبعانہ۔ اور آیہ قُل سِیرُوا فِی الْأَرْضِ کی وجہ۔ عارفانہ بیان کی جاوے۔ عبرت کا چراغ۔ سینہ کے برآمدہ مین جلایا جاوے۔ اور ہدایت کا قلم۔ دل کے میدان مین نصب کیا جاوے۔ کیونکہ جہان بہا لوگون کے دلون مین بس اس کے سوا کوئی خیال اور کوئی آرزو نہین ہے۔

یادِ شیخ محمد ترک نارنولی

آپ مجرد۔ متوکل اور حصور تہے۔ ترکستان سے ہندمین آئے۔ اور نارنول مین حوض کے کنارہ گوشہ اختیار

کر لیا تھا۔ یہ حوض اب مٹی سے بھر گیا۔ اور آبادی میں آگیا ہے۔ اپنی زندگی میں کسی کو مرید نہیں کیا۔ کہتے ہیں۔ اُس زمانہ میں غیر مسلموں کا گروہ خدا پرستوں پر غالب تھا۔ جمعہ کے روز مسلمان لوگ جامع مسجد میں جمع تھے موقع پاکر ہنود کی ایک جماعت ننگی تلواریں لیکر آپہونچی۔ اور بہت سے لوگوں کو شہید کیا۔ اُسی عام بلوہ میں شیخ محمد ترک نے بھی غزا اور شہادت دونوں درجے پائے۔ اُسی حجونپڑہ میں قبر بنائی گئی جس میں آپ رہتے تھے۔ اُن لوگوں میں سے جو شہید ہوئے۔ دو صاحب ابھی ہیں۔ پشتہ کے اوپر جو صاحب مدفون ہیں اُن کو اوپر والا شہید کہتے ہیں۔ اور پشتہ کے نیچے جو صاحب مدفون ہیں۔ اُن کو نیچے والا شہید کہتے ہیں۔ یہ بھی لوگ کہتے ہیں کہ دونوں حافظ تھے۔ اور اب بھی اُن کی قبر سے تلاوت کی آواز آتی ہے۔ روایت ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ وقت نے ناخوش ہوکر ٹھٹھہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ جب آپ حدود نارنول میں پہونچے۔ تو سواری سے اُتر پڑے۔ اور پیادہ پا شیخ محمد ترک کے روضہ پر آئے۔ اولاً ایک پتھر کی طرف جو وہاں تھا۔ دیر تک متوجہ رہے۔ بوجہ اسکے۔ کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی مقدس روح کو اُس پتھر کے اوپر پایا تھا۔ بعدہٗ شیخ محمد کی تربت کی طرف منہ کرکے مراقبہ میں مستغرق ہوئے۔ جب سر اُٹھایا۔ تو فرمایا۔ جس کسی کو دشواری پیش آوے اُس کو چاہیے۔ کہ وہ جبین نیاز ان حضرت کی خاک پر رگڑے اور اپنی اڑی ہوئی مشکل کی کشائش چاہے۔ ایک کوتہ اندیش بول اُٹھا۔ اب حضور کو مشکل درپیش ہے فرمایا۔ اس بارہ میں عرض کر دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں۔ ابھی تین روز نہیں ہوئے تھے کہ بادشاہ ایک ہولناک واقعہ میں مبتلا ہوا۔ چراغ دہلی نے معاودت فرماکر پھر دہلی کو اپنے مقدم سے مستفیض کیا۔ وہ پتھر ابھی تک شیخ محمد کی قبر کی برابر بدستور موجود ہے۔ آنے والے اُس پتھر کا بوسہ لیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مزار شیخ کی زیارت کرتے ہیں۔

یادِ مولانا معین الدین عمرانی

آپ سلطان محمد ابن تغلق شاہ کے عہد میں۔ عالم اور اُستاد شہر تھے۔ کنز۔ حسامی۔ اور مصباح پر آپ کے حاشیے ہیں۔ شاہ وقت نے آپ کو قاضی عضد کے لانے کے واسطے بے شمار مال اور خلعت دیکر شیراز کو بھیجا تھا۔ کیونکہ یہ کام اہم تھا اور یہ آرزو کی تھی۔ کہ مواقف کے متن کا حاشیہ میرے نام پر لکھ دیجیے۔ باوجودیکہ شہر شیراز علم کا گھر ہے۔ مگر عمرانی کا علم اور دانش اس دار العلم میں بھی اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہیں رہا۔ اور وہاں کے لوگ بھی آپ کی فیض رسانی سے متمتع ہوئے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب شاہ شیراز کو معلوم ہوا۔ کہ شاہ دہلی نے

مولوی عمرانی کو قاضی صاحب کی طلب مین بھیجا ہے ۔ اور قاضی صاحب بھی سفر کا سامان مہیا کر رہے ہین ۔ تو قاضی صاحب
کی خدمت مین خود پہونچکر عرض کیا ۔ اگر جناب کو دنیاوی طمع سے ہے ۔ تو عورت اور فرزندون کے سوا ۔ تخت ۔ رخت ملک
مال ۔ سپاہ ۔ اور رعیت وغیرہ وغیرہ جو کچھ میرے پاس ہے ۔ یہ سب مین آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اوپر حرام
کیے لیتا ہون ۔ جب قاضی صاحب نے اپنے بادشاہ کی اس درجہ جوانمردی اور گرم جوشی دیکھی تو ہند آنے کے واسطے
اُن کی مروت نے اجازت نہ دی ۔

یاد سید معروف شہید

کہتے ہین ۔ آپ سید حسین مشہدی کے یارون مین سے تھے ۔ جن کا لقب خنگ سوار ہے ۔ ساتوین
صدی مین شاہ دہلی کی طرف سے ایک بڑا لشکر ۔ اِس ملک کی فتح کے لیے نامزد ہوا تھا ۔ جہان آپ کی خوابگاہ ہے
کیونکہ یہ ملک پیکر پرست راجپوتون کے قبضہ مین تھا ۔ لشکر نے بڑی لڑائیان لڑین ۔ اور اللہ کا بول بالا کرنے مین بہت
جانین نثار کر کے ملک کو پیکر پرستون کے قبضہ سے نکالا ۔ اِس لڑائی مین سید معروف ۔ اور نیز آپ کے سوا بہت نیک
آدمی شہید ہوئے ۔ روایت ہے ۔ کہ آپ کی قبر کا ایسا فیض جاری ہے ۔ کہ خوش اعتقادی کی بدولت ارباب نذر و نیاز
اپنی مرادین اور آرزوئین پاتے ہین ۔ شیخ چندن چشتی دسور (مندسور) سے قصبہ ٹڈہ[51] مین آپ کی قبر پر ہمیشہ جایا
کرتے تھے ۔ اور انواع و اقسام کے کھانے پکوا کر درویشون کو اور بھوکون کو کھلایا کرتے تھے ۔ اپنی خوش اعتقادی
اور دوستی کا اظہار اِس طرز سے کیا کرتے تھے ۔

انہین شہدا مین سے ایک توغان شہید بھی ہین ۔ آپ کی قبر قصبہ ٹوڈہا (نواح مندسور) مین ہے ۔ سب سے
زیادہ تعجب انگیز آپ کی یہ خرقِ عادت ہے ۔ کہ جو شخص درست نیت اور نجاست سے پاک ہوتا ہے ۔ وہ مزار
کے پاس رات کے وقت رہ سکتا ہے ۔ اور جس شخص کی عادتین خراب اور ظاہر ناپاک ہوتا ہے ۔ اُس پر
اِس قدر پتھر آسمان سے برستے ہین ۔ کہ وہ لاچار ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے

اِنہین شہدا مین سے ایک میان شمس شہید ہین ۔ جو موضع جانگلی[52] مین قصبہ ٹڈہ کے نزدیک سوئے
ہوئے ہین اس سرکار جاگیر دار سید راجو ہین ۔ سید راجو کے خویش سید ابراہیم نے بزمانہ نا امیدی دل مین
مستحکم وعدہ کر لیا تھا ۔ کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوگا ۔ تو اِن شہید مرد کے نام سے ایک نذر کرونگا ۔ کہتے ہین ۔ بہت
جلد امید بر آئی اور لڑکا پیدا ہوا ۔

[51] اب اس قصبہ کو نفضل پور کہتے ہین ۔ مندسور سے ٥ - ٦ کوس ہے ۔ ١٢ [52] جانگلی گانون مندسور سے تقریباً ڈیڑھ دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ ١٢

انہین شہدا مین سے ایک شیخ دُودہن شہید ہین - حدود دسود (مندسور) مین - آپ کی قبر کا نشان باقی نہین رہا تھا - سید راجو کے زمانہ مین ایک دولتمند نے چاہا - کہ چوگان بازی کے واسطے میدان صاف کر لیا جائے آپنے اُن کی خواب مین آکر اپنی حقیقت حال سے آگاہی دی - مشار الیہ نے خواب کا بیان سید سے کیا - سید نے فرمایا - آپ کی قبر کی عمارت بنا دی جاوے - چنانچہ بنا دی گئی - اور شہید کے فرمانے کے بموجب گھوڑے کی بھی قبر بنا دی گئی **مصرع** - کشتۂ دشمن ہست زندہ دوست -

یاد شیخ احمد نہر والہ بدایونی

لعبض کے نزدیک آپ کا لقب حامد الدین ہے - قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہین - خوابگاہ بدایون - پیران سہروردکا مشرب تھا - روایت ہے - شیخ بہاء الدین زکریا نے - صوفیون مین سے ایسی تعریف کسی کی کمتر کی ہے - لیعنی آپ کے بارہ مین فرمایا ہے - اگر آپ کی معرفت - حقیقت - اور استعداد تولی جاوے اور نیز آپ کے اذکار - اشغال - اور افکار - ترازو مین وزن کیے جاوین - تو دل خدا شناس صوفیون کے سرمایہ پر بھی آپ کا سرمایہ غالب اور وزنی ہوگا -

اِس دلکش تقریر مین تحت الذکر حدیث نبوی علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے - ایک روز امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی کثرت حسنات کے بارہ مین حضور ارشاد فرماتے تھے - کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے آسمان اور زمین پر ہو گیے ہین - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس وقت موجود تہین - یہ التفات سے بہرا ہوا کلام سنکر آپنے فرمایا مَابقیت لابی بکر یارسول اللہ[۵۱] فرمایا عمر و حسناتہ حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ عنہما[۵۲]

جمعہ کے روز بحکم اِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا[۵۳] جب لوگ چلے جاتے - تو آپ اپنے مریدون اور دوستون کو ہمراہ لیکر شام تک شہر کے کوچون اور صحرا کے گوشون کی سیر کرتے پہرا کرتے تھے - ان ایام مین ایک مجذوب تھا - جو جماعت باندہ کر آپ کے گشت کرنے سے سخت تعجب کیا کرتا تھا - ایک روز آپنے دیکھا - چند طاقت ور ظالمون نے ایک نہایت ناتوان عاجز گروہ پر دست درازی کر کے مجبور کر رکھا ہے - آپنے صوفیون کی جماعت کے ذریعہ سے امداد کر کے ناتوانون کو سیاہ دل ظالمون کے پنجہ ظلم سے رہائی دی - اتفاق سے تعجب کرنے والا مجذوب بھی کہین اِس معرکہ کو دیکھ رہا تھا - سامنے آگیا - سب متفق اللفظ بول اوٹھے - ہان درست ہے

---

۵۱ - اے رسول اللہ حضرت ابوبکر کے واسطے کیا باقی رہا ۱۲ ۵۲ حضرت عمر اور اون کے جملہ حسنات منجملہ حسنات حضرت ابوبکر کے ایک نیکی ہے اللہ تعالی اِن دونون سے راضی ہو ۱۲ ۵۳ - جب نماز ہو چکے تو دم کو اختیار ہے - کہ اپنی اپنی راہ لو ۱۲ -

جماعت ایسے ہی پوشیدہ کامون کے واسطے ہے - ورنہ درویشون کو کسی کے ساتھہ کیا سروکار ہے -

یاد امام الدین ابدال دہلوی

آپ شیخ ضیاء الدین مرد غیب کی بہن کے بیٹے بھانجہ ہین - خرقہ خلافت تو شیخ بدرالدین غزنوی کی خدمت سے ملا تھا لیکن بہت سا زمانہ آپنے خواجہ قطب الاولیا اوشی قدس سرہ کی غلامی مین بسر کیا تھا - اس عرصہ مین نفس نا فرجام کے ساتھہ لڑائیان رہین - اور بالآخر فتح پائی - اور اس بات کی بڑی خوشی مانی کہ مرشد نے آپ کا عمل پذیرائی کی نگاہ سے - دیکھا جب سے آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکھا تھا تب سے جس وقت تک زندہ رہے اُس وقت تک گوشہ نشینی کے ذریعہ سے خواہش کو قیدی بنا کر رکھا - شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ قوالی کی مجلس آپکے بدون بہت کم کیا کرتے تھے - بڑی عمر پائی - اور ہمت بلند تھی ہجری سنہ سات سو اسی مین عالم قدس کو کوچ فرماگئے مصرع خرامان شد بکوئی قدس تا دیدار او بنید -

یاد سید مولہ عرب زاد دہلی آباد

آپ جیسے بلند رتبہ تھے - ویسی ہی روز افزون آپ کی ریاضت بھی تھی - گیہون کی روٹی اور گوشت کو ہاتھہ تک نہین لگاتے تھے - باوجودیکہ ہر روز خانقاہ کے رہنے والون اور نیز دوسرے لوگون کے واسطے خسروانہ کھانا پکواتے تھے - خود چانول کے آٹے کا خشک کلچہ شہد کے ساتھہ کھایا کرتے تھے - یہ آپ کی غذا تھی - اس کے سوا کچھہ نہین کھاتے تھے - نذر و نیاز کا نقد و جنس کسی سے نہین لیتے تھے - سلطان جلال الدین خلجی کے اولین زمانہ مین آپ کی شیخی کو رونق ہو گئی تھی - اور نیز سلطان کا بیٹا خانخانان مرید ہو گیا تھا - یہ امر زیادہ تر باعث لوگون کی فریفتگی اور دل بستگی کا تھا بالآخر لوگون کے متوجہ ہونے سے آپ کے سودائی دماغ مین - سلطنت دہلی کی ہوا سما گئی - اور کچھہ لوگ متفق ہو کر کام بنانے کی فکر مین روانہ بھی ہوئے - اتنے مین یہ خفیہ سازش سلطان کے کان مین پہونچی - غصہ اور غضب مین بھر گیا اور فرمایا خود آپ اور آپکے دوست اور یار تمام آگ مین گھسین - شاید اُس وقت ہر ایک کا نیک و بد معلوم ہو جاوے گا - فتویٰ نویس عالمون نے کہا - آگ راست کو دروغ سے جدا نہین کر سکتی ہے - القصہ جب تک درویش اور دیگر ارباب دانش تاخیر اور بہانہ جوئی سے فرمان روا کی آتش غضب کو فرو کرین ہی کرین تب تک دشمن مزاج اور خراب باطن لوگون نے جلدی کر کے خود سید کو بالکل فرد کر دیا - یعنی مست ہاتھی کے پانون مین ڈال دیا - ضیاء برنی لکھتے ہین کہ یہ قتل سلطان کو سازگار نہین ہوا - اور بہت کچھہ خراب باتین اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئین - یہین سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا بہتان اُس کا مگار شہید پر ناحق باندھا تھا -

خاتمہ چمن اول

عنوان کے شنگرفی حروف کو ارغوانی پھول سمجھنا چاہیے - چونکہ یہ پری کے چمن مین - خامہ عقل کے درخت پر کھلے ہوئے ہین - اور مضمون جس کا یہ عنوان ہے - اسکی شکلین سواد کو خاکستری رنگ کی بلبلین تصور کرنا چاہیے - جو سخنوری کے باغیچہ مین - ہمت اور فطرت کے آشیانہ سے - پرواز کر رہی ہین - غرض یہ ہے - کہ رنگین پھول - اپنی اجمالی خوشبو برگزیدہ دماغون مین پہونچا دین - اور بلبلین اپنا تفصیلی ترانہ - جو گلشن کی رنگینی کی نسبت ہے گوش حکمت کو سنا دین - اور نیز زبان رمز سے یہ نغمہ گا دین - کہ ہر ایک نامہ بجاے خود - نقش و نگار کا ایک محل ہے دانش کے بہشت نما محلون مین سے - جس کی مستحکم بنیاد - خداے عز اسمہ کے سپاس - اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ستایش ہے - اور جس کا دل آویز کمرہ ایسے فن کے مقاصد کا بیان ہے - جو ہنوز صاحب عمارت کے ضمیر مین پردہ نشین ہے - اور اس بنیاد کی تعمیر سے مطلب یہ ہے - کہ بانی کے معنوی جسم کے واسطے ایک عمدہ آرامگاہ تعمیر کی جاوے - تاکہ جب دانش و بینش کے تماشائی - اِس محل مین آوین - اگر اُن مین سے کسی کے دل مین - ایسے گروہ کے ساتھ جو عنصری مکان سے رخصت ہو چکے ہین - روحانی ساز و نیاز کی باتین کرنے کی آرزو پیدا ہو - تو ان فطرت کے مکانون مین (جن کو دوسرے الفاظ مین نگارین نامے کہہ سکتے ہین) جس دروازہ سے چاہے - اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[ف] کی کنجی سے کھول کر اندر آجاوے - اور اپنے ادراک کو اُس میزبان کی مہمان سراے مین شیرین کام کرے - جس کے یہان ماحضر ہمیشہ تیار رہتا ہے - اور معلوم کرے - کہ اس کتابی عمارت کا ہر ایک قطعہ - جداگانہ حیثیت کے ساتھ - شہرون کے مکانات اور عمارات کی وضع پر ہے اس طرح سے کہ جیسے شہرون کے مکانات اور عمارات کھلے طور پر - بنانے والہ کی دنیاوی استطاعت ظاہر کرتے ہین - ایسے ہی یہ کتابی عمارت سنجیدہ عبارت کے ساتھ خداوند عمارت کی عقل و دانش کا رتبہ - لوگون کے ذہن نشین کرتی ہے - بہت اچھا ہے وہ صاحب توفیق زندہ دل - جو حمد و نعت کی سرخی سے - فطرت کا خاکہ دکھانے والہ منظر کی بنیاد ڈالے - اور اُس کو تمہیدات اور رسائل کی (جن کو علمی عمارت کا طاق اور برآمدہ سمجھنا چاہیے) ترتیب تمام کرنے مین ایزدی تقدیر یاوری دیوے اور یہ منظر طبع آزمائی کرنے والون کے واسطے - امتحان کا ذریعہ - اور حقیقت کی تلاش والون کے واسطے آسائش کا وسیلہ ہو - اللہ جل شانہ جو کن فیکون کا ایجاد کرنے والا ہے - اُس کے خزانہ سے بہت کچھ اُمید ہے - کہ سخن آفرینی کا خوان بچھانے کی جن اصحاب نے بنیاد ڈالی ہے - اُن کے طفیل مین وہ خوبی حسن کی اِس کوڑہ کرکٹ سے بھری خانقاہ کو

[ف] - (اے پیغمبر قرآن جو وقتاً فوقتاً تم پر نازل ہوگا - اُس کو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑہا کرو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا ۱۲

بذریعہ پرداخت۔ اتمام کے زیور سے زیب وزینت بخشے گا۔

ابتداے دومی چمن

یہ چمن اُن اصحاب کے حالات اور معارف کے بیان مین ہے۔ جو ہجری آٹھوین صدی مین عربی و فارسی کتابون کے پڑہنے والے تھے۔ انفس و آفاق یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کے رموز سے آگاہ تھے۔ خدای پرستش اور معرفت مین ہمہ تن مصروف تھے۔ اور الہی جذبات اور مشاہدہ تجلیات مین بالکل مستغرق تھے اب اے دل ہوشیار ہوجا۔ ایک دماغ درکار ہے۔ دیکھہ ہر فرد کا ذکر۔ گویا ایسے گلشن کی نسیم ہے۔ جس کے ہر ایک درخت سے نسیم سا انواع واقسام کے دل فریب پہول کہلاکر ہر ایک سونگہنے والے کے دماغ مین۔ اُس آفریدگار کی سپاس و ستائش کی خوشبو پہونچاتی ہے۔ جو عجیب و غریب نئی نئی چیزین ظہور مین لاتا ہے۔ اور جس نے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ[۵۱] کے افسون سے آدمی کو بصورت تخم۔ اور جہان کو بشکل درخت پیدا کیا۔ تاکہ جہان بمقتضاے سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ[۵۲] اپنے اجمال کے اعتبار سے۔ اور آدمی بفحواے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[۵۳] اپنے جمال احسن تقویم سے عالم واحدیت کا نمونہ ہو۔ کیونکہ رویت حق کا گلزار۔ آدمی کے طلسمی غنچہ مین عین کے اعتبار سے اجمالی طور پر چہپا ہوا ہے۔ اور کونی و مکانی درخت کا چہرہ مع اپنے جملہ اجزا کے۔ حضرت حق مین۔ علم کے اعتبار سے۔ مخفی ہے۔ دیکھو دیکھو مصرع شاخ گُلے بصورت انسان برآمدہ۔

پادشاہ مدار

آپ کا لقب بدیع الدین ہے۔ اور سرکار قنوج مین ایک مقام ہے مکن پور۔ وہان خوابگاہ ہے۔ آپکے حالات تذکرہ نویسون نے امکان عقلی پر مبنی کر کے لکھے ہین۔ مگر راقم نے ان مین سے جو حکایتین عادۃً ممکنات سے نہین تہین۔ اور جن سے عقل جو مقید بہ وقوع ہے گریز کرتی تہی نہین لکہی ہین۔ جیسے آپ عیسی علیہ السلام کی صحبت مین رہتے تھے۔ ابدی زندگی کا آپ کو اختیار حاصل تہا۔ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی ملازمت سے آپ مشرف ہوئے تھے۔ اور مسیحا کا سلام حضور نبوی مین پہونچایا تہا۔ آپ کی خلافت کا سلسلہ (۱) شیخ طیفور شامی (۲) شیخ یمین الدین شامی (۳) امام عبد اللہ علمدار۔ (۴) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم ان چار واسطون سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام تک پہونچتا ہے۔ اولین تین صاحبون کی گرامی عمر دو سو برس سے

---

۵۱ بیشک اللہ تعالی نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۱۲ ۵۲ عنقریب ہم ان لوگون کو اپنی (قدرت کی نشانیان (دنیا کے) اطراف مین بھی دکہائینگے۔ اور ان کے اپنے درمیان مین بھی ۱۲ ۵۳ ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲۔

زیادہ ہی بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہین۔ کشف اسرار۔ دلون کے حالات پر وقوف۔ اور ادراک معانی مین آپ کو مرتبہ اعلی حاصل تھا۔ اور آپ کے جمال مین نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ سجدہ مین گر پڑتا تھا۔ اِس سبب سے آپ ہمیشہ چہرہ پر نقاب رکھا کرتے تھے۔ مگر دربار عام کے روز۔ خلائق کی فائدہ رسانی کی غرض سے چہرہ سے نقاب اوٹھا دیتے تھے۔ اور ارباب زمانہ مین سے جس کسی کو کسی علم مین دشواری اور اُلجھن پیش آتی تھی۔ وہ اُسی دربار عام کے روز آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اُس وقت آپ بدون دریافت کرنے کے ہر ایک قسم کی باتین فرمایا کرتے تھے۔ اُسی ضمن مین حاضرین دربار اپنی مراد کے موافق جواب پاکر۔ اور اپنی مشکل حل کر کے واپس چلے جایا کرتے تھے۔ یہ امور آپ کی کرامات مین سے ہین (۱) مردہ کو زندہ کیا (۲) مدتون اور برسون کچھ نہین کھایا۔ (۳) آپ کے کپڑے بغیر دُھلنے کے سفید رہتے تھے۔ بدبر بدلنے سے میلے نہین ہوتے تھے۔ (۴) ایک روز خضر علیہ السلام نے بزم اسرار مین آپ سے کہا۔ مینے سنا ہے۔ کہ آپ کو حاکم حی ومحیی نے مختار کر دیا ہے۔ جب تک آپ خود نہ چاہین گے۔ مَوت کا حکم آپ پر نہ چلے گا اور یہ خلعت خاص میرا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کو آپ عام نہ کردین۔ اور اپنے تئین میرے ساتھ شریک نہ بناوین۔ چونکہ آپ کی طبیعت۔ خواہش پذیر واقع ہوئی تھی۔ لہذا اس التماس کو قبول کیا۔ اور اُسی سال عالم ظاہر سے سفر کرگئے ہجری سنہ آٹھ سو تھے۔ **مصرع** ظاہرش پاک بود و باطن صاف

انجمن

یہ انجمن اُن پاک اصحاب کے بیان مین ہے۔ جو سلسلہ مداریہ طیفوریہ کے راستہ پر گرم رفتار ہین۔ اور نیز اِس انجمن مین اُس جماعت کے حالات کی ہی تحقیق ہے۔ جو مداریہ شرب کی مقلد ہو کر احتیاج اور انتظار آمیزش رکھتی ہے۔ کہتے ہین۔ کہ اس سلسلہ کے سر حلقہ امام عبد اللہ علم دار ہوئے ہین۔ اور بعض اصحاب کی روایت سے آپ کا سلسلہ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو بتوسط حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بعض کی روایت سے بتوسط شاہ مردان شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچتا ہے لیکن دونون روایتون مین صحیح روایت پہلی ہے شیخ بدیع الدین مدار شیخ محمد طیفور شامی کے مرید۔ اور شیخ محمد طیفور شیخ یمین الدین شامی کے مرید ہین۔ جو امام علم دار کے خاص خلیفہ تھے۔ اِس سلسلہ مین چونکہ وسائط تھوڑے ہین۔ لہذا یہ سلسلہ از روے عدد سب سلسلون مین قریب تر ہے۔ اور اِس خانوادہ کے لوگ توحید کشفی کے بیان مین غلو (حد سے زیادہ مبالغہ) رکھتے ہین۔ اور وحدت وجود کا اعتقاد بلند آواز سے بیان کرتے ہین۔ اور ظاہر شریعت

کے اقتناعی حکم سے اُن کو چندان خوف نہین ہے۔ سخن کوتاہ بالکل برہنگی اور بے حجابی اس گروہ کے
مشرب مین دسوین صدی کے آخرین نصف حصہ سے جوش کے ساتھ پیدا ہوگئی ہے۔ وگرنہ بدیع الدین
شاہ مدار کے پر معرفت زمانہ مین راز وحدت کے ظاہر کرنے سے نہایت روک ٹوک تہی۔ اور ظاہر
شریعت کی مخالفت سے غایت درجہ کا خوف دلون مین سمایا ہوا تھا۔ اور طریقت مین سابقہ باآداب
سالکون کے ساتھ موافقت رکھتے تے۔

اب ابتدا اس تازہ بدعت کی سنیئے۔ اس سلسلہ مین ظاہر تجرید۔ مقبولیت کی شرط اور اجازت کا جز
قرار دی گئی تہی۔ اس خاندان کے اکثر بزرگان خلافت اپنے تئین صرف ستر عورت اور اُس قدر طعام
کا نیازمند سمجھتے تے۔ جو اُسی ایک روز کے اندر کہالیا جاوے۔ باقی جملہ انواع پوشاک اور جمیع اقسام
خوراک سے دست کش اور مرفہ الحال رہتے تے۔ اوقات زندگانی کو رازق العباد کی یاد مین بسر کرتے تے
کلمۂ توکل یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَرِزْقٌ جَدِیْدٌ[۵۱] اور کلمۂ ترکِ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْہَا صَوْمٌ[۵۲] کو اپنے افعال کی لوح
پر ثبت کر رکہا تہا۔ اور مذکورہ بالا مایحتاج کے سوا اگر احیاناً کچہ ہاتہہ لگ جاتا تہا۔ تو اُسی وقت مثل غربال
اپنے دل مین سے اور ہاتہہ مین سے نکال دیتے تے۔ باستثنائے اُس مقدار کے جو اُن شاہ درویشون کی رفع ضرورت
کے لیے کافی ہو۔ جب حالت تجرید اس درجہ کو بڑہی ہوئی تہی۔ تو یہان سے چند بارادت مقلدون نے
ظاہری تجرید کو بہی اپنے پیشواؤن کی اصل طریقت۔ اور پسند خاطر سمجھکر اس شیوہ مین انہماک اور استغراق
کو غایت درجہ پسند کیا اور جو تجرید صوفیون کی مختار ہے۔ اُس کی حدود سے دو۲ تین۳ قدم آگے بڑہکر مشروع
ازار کو چار انگشت کی لنگوٹی سے بدل لیا۔ جس سے بمشکل فقط اندام نہانی چہپ سکتا ہے۔ اور رات
کے وقت پہاڑ کی طرح آگ مشتعل کی۔ جس سے سرما کے لحاف کا کام لیا۔ صبح کو لباس کی جگہہ بدن پر راکہہ
مل لی۔ یہ شعار جو سراپا عار ہے۔ اختیار کرکے ادب کے دائرہ سے وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ[۵۳]
کی طرح باہر نکل گئے۔ اور سوا کرنے والے اجتہاد کو کام مین لانے سے یہ روز افزون تقلید عام ہوتی چلی گئی۔ بیت

چنان صفت کہ تو داری بدان صفت نبرند	مجردان طریقت جماعتے دگر اند

خداوند تعالی جو مالک بخشایش ہے۔ مغفرت کرے۔ اور حضرت شاہ مدار کے نامدار خلفا اور سلسلہ دارون کو

[۵۱] نیا دن اور نیا رزق ۱۲ [۵۲] دنیا گویا ایک دن ہے۔ اور اسمین ہمارا روزہ ہے ۱۲ [۵۳] اور جس شخص نے اللہ تعالی کی باندہے
ہوئے حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

جو مشہور ہین - اور جن کے حالات مین تحت مین لکھتا ہون - اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو -

اول اور سند خلافت کے صدر نشینون مین اکمل سید جمن بہاری ہین جو ارباب تجرید - تفرید

اور توحید کے معلم تھے - سوائے ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی تھی - قبا اور عبا کی قسم سے کوئی تکمہ دار

کپڑا اختیار نہین کیا - آپ کی بابرکت ذات سے اکثر مکاشفے اور خرق عادات ظہور مین آئے ہین - وند بہار کے علاقہ

کے اندر ایک قصبہ مین آپ کی قبر ہے -

دوسرے قاضی محمود - آپ اپنے زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ فاضل - کامل - عالم - اور عارف

تھے - آپ کی قبر کنتور مین جو علاقہ لکھنؤ مین ہے - اہل زمانہ کی زیارتگاہ ہے -

تیسرے قاضی شہاب الدین - آپ پرکالہ آتش کرکے نام زد تھے - جذبہ ایسا قوی تھا - کہ

عقل کے پر جلتے تھے - اور بڑے صاحب جلال تھے - آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ مین ہے -

چوتھے قاضی مطہر کلہ شیر - آپ کو ولایت کے بیابان مین آہو چشم شیر ببر - اور توحید کی شکارگاہ مین

مفتوح العین باز کہنا زیبا ہے - ایک مقام ماذ ر مضافات کالپی مین ہے - وہان آپ کی قبر ہے

پانچوین قاضی عبد الملک بہرائچی - آپ کے زمانہ کے تمام اہل دولت شاہ سے لیکر سپاہی تک

دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ مین آپ کی مراد بخش دعا کے نیاز مند تھے - اور نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے

بالکل ساتھہ ساتھہ پاتے تھے آپ کی تربت بہرائچ مین ہے -

چھٹے سید خاصہ - حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے "درون خاصہ برون خاصہ" کہتے ہین آپکو

شاہ صاحب کی خدمت مین بہت کچھہ خصوصیت تھی - اور شاہ صاحب کے راز و نیاز اور سوز و گداز کے محرم تھے - آپکے

روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہین ہوا -

ساتوین سید راجے دہلوی - آپ درویشون کے عمدہ اوصاف اور صوفیون کے سنجیدہ اخلاق سے موصوف

تھے - اور انہین امور کی رعایت مدنظر رکھنے سے عالی مدارج حاصل کیے تھے - بزرگان عصر کی رجوعات آپ کی

طرف بہت کچھہ تھی - آپ کی بافیض قبر دہلی مین ہے -

آٹھوین شیخ بھیکھا مجذوب اور نوین شیخ بھیکھا ثانی یہ دونون شخص نام - مقصد - جذبہ -

اور عشق مین متماثل بلکہ باہم عین تھے ہمیشہ حالت بیہوشی مین رہتے تھے - اِن دونون صاحبون کی کرامتون

کی داستانین لوگون کی زبانون پر بہت کچھہ ہین - اولین شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ مین ہے -

دسوین **شیخ الاّ** - اِس سلسلہ کے بعض فصیح اللسان لوگ آپ کو شیخ اعلیٰ بھی کہتے ہین - لیکن عوام کے نزدیک آپ شیخ الاّ کے نام سے ہی نام زد ہین - آپ بھی اُنھین مجذوبون مین سے ہین - جو مشہور دنیا ہین - آپ کو انھی جذبہ اور حقیقی جنون کی لہرین کی لہرین آیا کرتی تھین - آپ کی گور گور مین ہے -

گیارہوین **شیخ محمدؐ جھندہ** - آپ کی پیدائش بدایون کی ہے - عجیب وغریب اسرار الٰہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے - آپ کی قبر زاد بوم مین ہی ہے -

بارہوین **شیخ محمدؐ بائین پانون** - اِس خطاب کے ساتھہ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین کہ آپنے رات اور دن برابر بائین پانون پر کھڑے رہ کر بارہ سال گزار دئے - اور اس عرصہ مین داہنا پانون قطعی زمین پر رکھا ہی نہین - اِس طرح کی ریاضت مین آپنے عجیب وغریب بات پیدا کی تھی - آپ کا پُرانوا مزار کہریسہ کے حدود مین ہے -

صدر الذکر بزرگوارون کے سوا - اِن مین سے ہر ایک کے جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد مین ہوئے ہین جو ہمیشہ اپنے پیشواؤن کے افعال اور احوال کے ساتھہ متصف تھے - اور کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تھے - اُمید ہے - کہ کوئی اور شوقین مزاج صاحب - اُن اصحاب کا تذکرہ (جن کے حالات پر راقم کو علم حاصل نہین ہے) لکھکر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ قرین بہ مہر فرما دینگے -

یاد شیخ یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

خدائی معرفت مین آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا - آپ چشتی سلسلہ کے سرگروہ اور فردوسی خانوادہ کے سرفتر تھے حضرت فرید الحق گنجشکر کی خدمت مین بھی آپ کو ایک حق حاصل ہے - میر سید علی ہمدانی نے جب سیاحت کنان ہند مین گزر فرمایا - تو یکے باد یگرے دیدار دیکھکر باہم فیض خداشناسی سے کامیاب ہوئے تھے - آپکے خطوط جن کو اہل طریقت اور اہل سلوک کا دستور العمل کہہ سکتے ہین - اکثر قاضی شمس الدین سوتبھی کے نام ہین - جو اکابر زمانہ مین سے تھے اور نیز پرہیزگار اور آپ کے معتقد تھے - آٹھوین صدی کے آغاز مین دنیا سے کوچ فرما کر بمقام منیر اپنے بزرگوار باپ کے مقبرہ مین خوابگاہ قبول کی -

یاد سیدؒ محمدؐ کرمانی رحمہ اللہ

آپ ایک مدت دراز تک حضرت گنجشکر کی خدمت مین شادکام رہے - اُسی اثنا مین شیخ نظام الاولیا کی بھی فرمان برداری کرتے تھے - اور اس ذریعہ سے دل مین دوستی اور برادری کا ربط بڑہتا جاتا تھا - اتفاقاً زمانہ کی

کج رفتاری سے ان دونون بزرگون کے دلون مین ایک دوسرے کی طرف سے غبار پیدا ہوا - اور ایک مدت
اسی حالت مین گزر گئی - ایک روز رات کے وقت خواب مین حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام نے شیخ نظام
کو فرمایا - سید محمدؐ ہمارا فرزند خاص ہے - اُس کی دوستی کو ناخوشی کے ساتھہ بدلنا نہین چاہیے - علی الصباح
شیخ - سید کے نزدیک گئے - اور عذر معذرت کرکے صلح کرنی چاہی - سید مسکرائے - اور کہا - کیون - جب تک
بھیجے نہین گئے - نہین آئے - یہ کہکر کمال خوشی اور صفائی کا اظہار کیا - اور پھر دوستی تا بہ زندگی قائم رکھی
ہجری سنہ سات سو ایک مین عالم ملکوت کو رخصت ہوئے مصرع - پیوستہ باد رحمت مصطفی براو

یاد مولانا سراج منہاج

ہجری سنہ چھہ سو ایک سے لیکر چھہ سو پچاسی تک یعنی سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ سے سلطان
ناصر الدین محمود کے زمانہ تک واعظ - صدر - قاضی - اور محتسب اِن عہدون پر آپ مامور رہے - بعدہٗ سلطان
غیاث الدین بلبن کے عہد مین صدر جہان کا لقب ملا - طبقات ناصری آپ کی ہی تصنیف ہے شمسیہ نسل سے
لیکر ناصریہ نسل تک تمام فرمان رواؤن کی تعریف - ظاہری اور باطنی کمالات کے ساتھہ آپنے لکھی ہے یہ زیادہ
تر تعجب کی بات ہے - کہ مشایخ زمانہ کو قطعی یاد نہین کیا - لہذا یہ بات گروہ مشائخ کے نزدیک کھٹک گئی -
کہ یہ صورت - عدم محبت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - خدا دشمنی کے نتیجے سے محفوظ رکھے -
خدا شناسون سے اور اس ماجرا کے جاننے والون سے راقم کی التماس یہ ہے - کہ دعا کے ساتھہ امداد کر کے
آپ کی مغفرت چاہین - اور قیامت کے روز بھی یہی درخواست کرین مصرع خدا بنقد بیا مرزش کہ یارے بود -
اگرچہ یہ خیال ہو سکتا ہے - کہ درویشون کے حالات معرفت نہ لکھنے کا کوئی اور ہی سبب ہوگا - جیسے یہ کہ کتاب
مین بادشاہون کے حالات کا بیان تھا - درویشون کے حالات کا ذیل مین لکھنا تو مناسب معلوم نہین ہوا
اور صدر مین اُن اصحاب کے ملاحظہ نے اجازت نہین دی - جن کے حالات کتاب مذکور مین لکھے گئے
ہین - دوسرے یہ کہ آپ کی کتاب تاریخ کی وضع پر بھی نہین ہے - جس کی وجہ سے اولین دل خراش گمان کی
خلش پیدا ہو -

یاد شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ

آپ کا مولد ملتان ہے - کتابی اور کشفی دونون قسم کے علم آپ جانتے تھے - اچھی اچھی کرامتین جو عادت کے
خلاف ہین - آپ سے اکثر ظاہر ہوتی تھین - ایک روز خرد سالی مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح

گاؤں صحرائی ہرن کے بچہ کی طرف مائل ہوا۔ لڑکون کی طرح رونے لگے۔ صدرالاولیا نے گریبان کی طرف سر جھکایا۔
اور مراقبہ مین مستغرق ہوئے۔ آپ کی قوت کشش سے ایک ہرنی مع اپنے بچہ کے خانقاہ مین کھنچی چلی آئی۔
بالآخرہ ہرنی کا بچہ رکن الاولیا سے مانوس ہوگیا تھا۔ اور ساتھہ ساتھہ پھراکرتا تھا کہتے ہین۔ عجب آزادہ دلی کے
ساتھہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی شے کے ساتھہ دلبستگی نہین تھی۔ پدر بزرگوار کے متروکہ سے ستر لاکھہ کی مالیت
ملی تھی۔ اُسی روز درویشون اور محتاجون کو اذن عام دیدیا۔ اور فرمایا۔ غالب حریف یہ قوت رکھتا ہے۔ کہ اپنے
دشمن کو بغیر طوق و زنجیر کے حراست مین رکھے۔ لیکن جو مغلوب ہوتا ہے۔ اُس کو یہی بہتر ہے۔ کہ اُس کا
دشمن قید خانہ مین رہے۔ آپ کے فرزند شیخ بدرالدین۔ مولانا جمال الدین احمد اندجانی کی دختر سے ہین
اور شیخ عمادالدین اسمٰعیل ترکی کنیز سے ہین۔ لڑکپن مین شیخ اسمٰعیل کی سفارش آپنے رکن الاولیا سے کرکے
فرمایا تھا کہ چھوٹا بھائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا تھا۔ کہ تمہارے خاندان کا چراغ اسی سے
روشن ہوگا۔ آخرکار چونکہ رکن الاولیا کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ اسواسطے جانشینی کی نوبت شیخ عمادالدین اسمٰعیل
کو پہونچی۔ ہجری سنہ سات سو نو آپ کا سال رحلت ہے۔ اور شمار مین صدر دین عارف اس کی برابر ہے۔

مصرع — صدر دین صدر عارفان بود۔

یاد شیخ نورالدین ملک یار پران

آپ کی پیدائش لار مین ہوئی۔ اور آپ مرید ہین شیخ دانیال حسنی کے۔ شیخ دانیال مرید ہین شیخ علی خضرمی کے۔ اور شیخ علی خضرمی
مرید ہین شیخ ابواسحٰق گازرونی کے رحمہم اللہ آپ بہ اجازت پیر لار سے دہلی مین تشریف لائے اور بابا ابوبکر طوسی
حیدری کے تکیہ کی برابر مین گوشہ گزین ہوئے۔ اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کا زمانہ تھا۔ چونکہ آپ
کی ملازمت مین لوگون کی آمد و رفت کثرت سے ہوئی۔ تو آپ پر حیدری قلندر رشک کرنے لگے۔ اور باہر
نکال دینے پر کمربستہ ہوئے۔ ہرچند عجز و انکسار کے ساتھہ جواب دیا۔ ایک نہ سنا جب کہا۔ کہ میرے پیر نے
یہان بھیجا ہے۔ تو پیر کی سند مانگی۔ باوجودیکہ لار دہلی سے کوسون کے فاصلہ پر اور بہت دور ہے۔ مگر آپنے
اتنے تھوڑے دنون مین سند لادی۔ کہ جتنے دنون مین دوسرے لوگ عادۃً اتنی دور جاکر واپس نہین آسکتے ہین۔
حیدری قلندرون نے اس کو بدباطنی سے قبول نہ کرکے یہ بہانہ پیش کیا۔ کہ ملک تو سلطان کا ہے۔ لہذا
سلطان کی سند چاہیئے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین سلطان اپنا لشکر لیکر ٹھٹہ اور بھکر کی طرف گیا تھا۔ جو
دہلی سے ایکسو تیس کوس دور ہے۔ آپ دہلی سے اتنی جلدی جاکر سلطانی طغرا لے آئے۔ کہ عقل مین

نہین آسکتا ہے۔ یہ اندرونی قوت دیکھکر آپ کو ملک یار پران کہتے ہین شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین ایک بار
مین جمعہ کی نماز کو جارہا تہا۔ پیاوہ پا چلنے سے تکلیف ہوئی۔ دل مین خیال آیا۔ کیا اچہا ہوتا۔ اگر سواری ہوتی
اور پہر یہ خیال فوراً ہی رفع ہوگیا۔ دوشنبہ کے روز ملک یار پرّان کا جانشین گہوڑی میرے پاس لایا۔ اور کہا۔ تین رات
سے متواتر میرے پیر اس جانور کے پیش کش کرنے کے واسطے فرمارہے تہے شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین
مینے قبول نہین کیا۔ اور کہا۔ کہ جب تک میرے پیر کا اشارہ نہ ہوگا۔ مین نہین لونگا۔ مجبوراً جانشین مذکور چلاگیا
اور دوسرے روز پہر لایا۔ مینے دیکہا۔ کہ نہ لینے سے آپ رنج مانتے ہین ناچار مینے قبول کرکے آپ کا دل خوش
کردیا۔ فرمایا۔ آیندہ خانہ بدوش بے اسپ نہین رہے گا۔ آپ کی خوابگاہ دریاے جمنا کے کنارہ شیخ طوسی
کی خانقاہ کی برابر مین ہے۔ قدس سرہٗ مصرع دررہ وصل یار پرّان بود۔

یاد شیخ برہان الدین محمود ابن ابی الخیر بلخی

سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین جو ارباب علم اور اصحاب معرفت تہے۔ ان مین سے ایک آپ
ہی تہے۔ دونون عالم کے علوم اور حقائق سے آپ کو واقفیت تہی طبیعت بہی صوفیانہ اور موزون واقع ہوئی
تہی۔ صوفیانہ فارسی اشعار کہا کرتے تہے۔ مشارق حدیث کی سند اصل مصنف سے حاصل کی تہی۔ کہتے ہین۔ آپ
فرماتے تہے۔ جب مین لڑکا تہا۔ تو ایک روز پدر بزرگوار کے ساتہہ ایک راستہ مین جارہا تہا۔ مولانا برہان الدین مرغینانی
مصنف ہدایہ فقہ کی آمد سننے مین آئی۔ پدر بزرگوار جلدی سے ایک دوسرے کوچہ مین گہس گئے۔ اور مجکو وہین راستہ
پر چہوڑا۔ جب مولانا آپہونچے۔ تو مینے آگے بڑہ کر سلام عرض کیا۔ فرمایا۔ مین بحکم ازلی کہتا ہون۔ کہ یہ لڑکا عالم
عامل۔ اور عارف کامل ہوگا۔ حتیٰ کہ سلاطین کشور بہی اس کی آستانہ بوسی کو نیاز مندانہ آوینگے۔ دوسرے
آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تہے۔ کہ مین کسی کبیرہ گناہ کے عوض مین پکڑا نہین جاؤنگا۔ البتہ ایک کبیرہ کے
عوض مین۔ کہ وہ چنگ اور نی کا سننا ہے۔ اور مین باوصف جاننے کے سنتا ہون۔ اور سننے کا شوق
رکہتا ہون۔ واہ عجب دلبستگی تہی۔ آپ کی قبر حوض شمسی کی شرقی سمت مین ہے۔ جو تختہ نور کے نام سے
نامزد ہے۔ وہان کے باشندے علم و فہم زیادہ ہونے کی امید پر آپ کی قبر کی خاک چہوٹے چہوٹے نادان بچون
کو کہلاتے ہین۔ کئی دفعہ آپ کی قبر کی اطراف تعمیر ہوچکی ہین۔ **لمولفہ**

چنین کرنام لبت کردہ کام من شیرین	عجب نباشد اگر خاک من شکر گردد

یاد سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ

آپ کا نام محمد ابن احمد ابن علی بخاری ہے اور آپ شیخ فریدالدین گنجشکر کے مریدہین قدس سرہم آپ کے دادا اور آپ کی والدہ کے باپ خواجہ عرب دونون بخارا سے آئے تھے۔ اولاً لاہور مین چند روز بود وباش رکھی تھی پھر وہان سے ایزدی مشیت قصبہ بدایون مین لے آئی۔ اور یہان گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ یہان بہجری سنہ چہ سو تیس مین عنصری جسم کے ساتھ آپ کی روح مبارک کا پیوند ہوکر صحراے غیب سے عالم شہود مین ظہور ہوا۔ فوراً پدر بزرگوار کو طلبی کا فرمان آیا۔ اسواسطے آپ کی پرورش مادر مہربان نے کی۔ چارسال کی عمر مین آپ مکتب مین داخل ہوئے۔

آپ فرماتے تھے۔ ایک روز اُستادی ابوبکر کے پاس ملتان کا ایک قوال آیا تھا۔ اوسنے شیخ بہاءالدین زکریا قدس سرہٗ کے سماع کی رونق اور اُس کی کیفیت نہایت تعریف کے ساتھ بیان کی۔ لیکن کوئی بات دل مین نہین جمی۔ پھر اُس نے بیان کیا۔ کہ مین اجودھن مین شیخ فرید گنجشکر کی خدمت مین بھی حاضر ہوا تھا۔ اور سرود سماع کی مجلس منعقد ہوئی تھی۔ عجب سوز اور وجد تھا جس کی رقت سے در و دیوار رقص کرنے لگے تھے۔ یہ خبر دسوز حقیقت سنتے ہی دل مین ایک آگ سی لگ گئی۔ اور کسی طرح اُسکی سوزش فرو نہین ہوئی۔ جس قدر چلتا تھا تھا۔ اُسی قدر سوزش زیادہ بڑہتی جاتی تھی القصہ ؁ مین سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین رسمی علوم تحصیل کرنے کے واسطے دہلی آیا۔ اور مولانا علاءالدین اصولی کی شاگردی سے فیض حاصل کیا۔ دیرینہ خلش اور علاقہ خاطر کا بقیہ دل مین بدستور رہا۔ اور آیندہ طاقت ضبط نہین رہی تھی۔ ناچار براہ اجودہن چل نکلا۔ تقدیر نے مدد دی کہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ اُس وقت عمر بیس سال کی تھی۔ حضرت گنجشکر نے اپنا التفات اور انتظار ظاہر کرنے کے واسطے زبان مبارک سے یہ بیت فرمائی **بیت**

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ	سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

حضرت گنجشکر نے جو اس طرح سے التفات فرمایا۔ اور بیت مین لفظ دلہا۔ اور جانہا بصیغہ جمع ارشاد کیا۔ اس مین ایک ماجرا کی طرف اشارہ ہے۔ جو تحت مین بیان ہوگا۔ کہتے ہین۔ یہان پر آپنے از سر نو تجوید قرآن کی۔ اور عوارف کے چند باب اور تمہید عین القضاۃ کی چند فصلین بھی مطالعہ کین۔ اِس عرصہ مین پیر کے باطن کی صفائی کا یہ اثر ہوا۔ کہ بزرگی کے صدر مین آپ مسندنشین ہوگئے۔ خرقہ خلافت ملا۔ اور دوسرون کی تکمیل کی اجازت بھی حاصل ہوئی۔ اور پھر دہلی مین تشریف لے آئے۔

اب مین بیان پر تفصیل کے ساتھ اُن حالات کو بیان کرتا ہون جو اجمالی عنوان کے اندر پیچ در پیچ ہین بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کی درویشی و مرید پروری - رہنمائی و رہبری کا شہرہ تمام دنیاوی آبادی کے ہر ایک گوشہ مین اور ہر ایک کے کان مین پہونچ گیا - اور ناقصون کی تکمیل اور کاملون کی تائید کے واسطے ہر ایک سمت مین اور ہر ایک صوبہ مین آپکے ہادی اور ولی خلفا مین سے ایک خلیفہ پہونچ گئے - جن کا حال اس تذکرہ مین حسب مقام گزارش کیا جاویگا - شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ملفوظات مین لکھا ہے - خطاب آیا - اے فضیل عیاض - شیخ محمد جن کا ستودہ لقب نظام الدین اولیا ہوگا - ہماری درگاہ کے خاصون مین سے ہین - اِن کو ہمنے تمہارے پیروانِ طریقت مین سے کیا ہے - رہنمائی کے معاملہ کو یہ اس طرح کرسی نشین کرینگے - کہ اِن کے فیض صحبت کئی ہزار کامل خداشناس ہونگے - خواجہ فضیل یہ الہامی مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے اور واپسین دم تک انتظار کرتے رہے - بالآخر اپنے خلیفہ کو وصیت فرمائی - کہ اگر تمہاری بیعت کے دام مین کوئی ایسا مبارک ہما پھنس جاوے تو میرا اسلام پہونچا کر دعا کی التماس کرنا القصہ اسی طرح پر یہ وصیت درجہ بدرجہ شیخ فرید گنجشکر تک پہونچی - جب سلطان المشائخ شیخ گنجشکر کے حضور مین حاضر ہوئے - تو حضرت گنجشکر نے نور باطن سے معلوم کر کے خرقہ خلافت پہنایا اور آغاز اپنی ذات سے کر کے صعودی ترتیب سے صاحب الہام تک سب کے منتظر رہنے کا ماجرا بیان کیا - ہر ایک کا سلام اور قبول سلطان المشائخ کو پہونچا کر ہر ایک کے نام سے جدا جدا دعا اور ثنا چاہی - دریاے حیا کے غریق سلطان الاولیا نے فرمان پر سر جھکا کر آداب نیاز کے مراسم ادا کیئے -

کہتے ہین - سلطان علاء الدین کے دل مین ہمیشہ یہ خلش رہتی تھی - کہ شیخ نظام الاولیا سلطنت اور حکمرانی کا خیال اپنے دل مین رکھتے ہین - اور فرصت اور موقع کے انتظار مین ہین اسواسطے سلیقہ سلطنت کے امتحان کے لیے - ملکی امور کے متعلق چند دقیق باتین بطور استصواب لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجین - اور التماس کیا کہ جواب باصواب سے ان لکھی ہوئی مشکلات کو حل فرمائے - تاکہ اوسپر عمل کرنے سے یہ دقتون کی تنگی رفع ہو جاوے - اور حصول مراد نصیب ہو - جب یہ امتحانی پرچہ آپ کے روبرو پڑھا گیا - تو فرمایا - کہ بوریا نشین درویشون کو تخت کی زیب و زینت دینے والے بادشاہون کے کاروبار کی کیا خبر - بہتر یہ ہے - کہ اس قسم کے مقدمات کے متعلق دریافت حال فرمانے سے - بیچارون کا وقت غارت نہ کیجئے - اور فقرا کے ضمیر کا امتحان نہ فرمائے - القصہ جب سلطان کا اندرونی زخم اِس پر حقیقت جواب کے مرہم سے اندمال پذیر ہوا تو آستانہ بوسی کے لیے التماس کیا - شیخ نظام الاولیا نے قبول نہین کیا - اور فرمایا - درویش کے اُنس کو ایک پرند سمجھنا چاہیئے - جس کے لیئے وحشت پیدا کرنے والا

سلطانی کروفر شکاری باز ہے - لہٰذا یہی بہتر ہے - کہ صرف دعا اور سلام سے جو بتوسط پیغام ہو - باہم اشارہ ہین -

شیخ نظام الاولیا - کا بیان ہے - کہ جب حضرت گنجشکر کی ملازمت حاصل ہوئی - اور مرید ہو کر سرفراز ہوگیا - تو مینے عرض کیا کہ فقیر کو تحصیل علم سے وابستگی ہے - اگر علم کے شغل اور اتمام مین ناخوشی ہو - تو یہ شغل ترک کر کے جس شغل - ذکر - خدمت - یا کام کے واسطے ارشاد فرمایا جاوے - مشغول ہو جاؤن - فرمایا تحصیل علم سے باز رکھنا اس درویش کا شیوہ نہین ہے - کیونکہ سالکان طریقت کو ظاہری علم سے چارہ نہین ہے لیکن میری نصیحت تم کو یہ ہے - کہ اس کے بعد جو صورت غالب آجاوے - اسی کے ہو جانا - بالآخر نہ کسی کو غالب دیکھا - اور نہ کسی کو مغلوب پایا - یون ہی درجہ کمال کو پہونچ گیا - اور ظاہری و باطنی دونون قسم کے علم حاصل ہو گئے -

صدر الذکر دونون مقولے اور نیز دیگر عرفانی واقعات لوگون کی زبانون پر ہین - اور اوراق پر بھی لکھے ہوئے ہین - خدا کرے ارباب ذوق کے کانون مین پہونچین - اور اُن کی نظرون سے گزرین - تاریخ اٹھارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو چھبیس کو آپ کی روح کا بلبل بہاجوہر وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ کے عنصری خزانہ سے نکلکر وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ کے صدر خزانہ مین داخل ہوگیا جو عبارت ایزدی اسما و صفات کے مخزن سے ہے -

انجمن

اس انجمن مین ان اصحاب کے حالات دکھائے گئے ہین - جو تن گدازی اور جان نوازی کے جنگل مین گرم رفتار ہین - خود شناسی کے دریا - اور خدا دانی کے عمیق پانی مین ڈوبے ہوئے ہین - اور سلطان المشائخ نظام الاولیا قدس سرہٗ کی رہنمائی کی امداد سے شاہراہ طریقت پر چلے جا رہے ہین - جنہون نے آپکی تلقین سے سعادت دیدار اور شرف تحقیق حاصل کیا - اور آپ کی کمال ہدایت کی بدولت بعض تو اپنے تئین مثل طلا آرایش دیگر اپنی استعداد سے عارف ہو گئے - اور بعض نے صورت اکسیر اختیار کر کے - اکثر دوسرے مس طبیعت آدمیون کو کندن بنا دیا - کہتے ہین - ان ایام مین زمین ہند کو عجیب زمانہ حاصل تھا - کیونکہ آپ کی بارگاہ خلافت سے وقتاً فوقتاً جو نئے نئے خلیفہ روانہ ہوتے تھے - اُن کی فیض پاشی سے ہند کا ہر مکان - اور ہر قطعہ زمین ہدایت آباد تھا - ایک

---

۵۱ - اور ہمنے اُن کو ایسے جسم نہین بنائے تھے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون - اور نہ وہ لوگ دنیا مین ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲ ۵۲ اور جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے دکے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

روایت ہے۔ کہ آپنے بڑے بڑے شہرون مین بڑے بڑے مرتبہ اور بڑی بڑی کرامتون والے سات سو خلیفہ آپنے روانہ کیے تھے۔ کہ ہر شخص کے سینہ سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع کرتا تھا۔ اور نیز اُن سینون سے بزرگوار پیر کے اسرار عیان ہوتے تھے۔

یہ بالکل سچ ہے۔ جب کسی شخص کو کسی بزرگ کی خدمت سے معرفت کا سرمایہ ہاتھ آجاتا ہے۔ اور ایک منزل سے دوسری منزل کو اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اور فنا کے درجات سے عبور کرکے بقاے اصلی کے مقام کو پہونچ جاتا ہے۔ تو اس وقت مین نام اور صورت کے فرق کے سوا معنًی کسی قسم کی دوئی کی شکل ان دونون شخصون مین قایم نہین رہتی ہے۔

جس طرح کوئی طفل تقدیر اور تدبیر کی پرورش سے بلوغ کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو باپ کے تمام حالات اوسپر منکشف ہوجاتے ہین۔ اور اگر نسبت باہم ملحوظ نہ رکھی جاوے تو دیگر معنوی مابہ الامتیاز کل درمیان مین سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور رجل کی تعریف جو ہے ذَکَرٌ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ جَاوَزَ حَدَّ الصِّغَرِ اس تعریف مین دونون داخل ہوتے ہین۔ جب اللہ تعالیٰ عزاسمہ اُس کو بھی کوئی لڑکا عطا فرمادیتا ہے تو وہ ابوۃ کی وصف سے بھی متصف ہوکر جمیع مراتب مین اپنے باپ کی برابر ہوجاتا ہے۔ اور وہ دوئی جو اعتباری اختلاف کے سبب سے غیریت اور اثنینیت کے اشتباہ کا باعث ہوتی تھی۔ اب یک رنگی اور یک روئی پیدا ہوجانیکے سبب سے بالکل دور ہوجاتی ہے۔ بس جب تعینات کا حجاب درمیان مین سے اُٹھا دیا جاوے گا۔ تو ممکنات کی وحدت وجود کا حال بھی اسی طرح پر نظر آوے گا۔ اب دیکھو۔ ہر طرح سے گزارش ذیل کے حروف۔ وحدت وجود کا ثبوت۔ موجودات محسوسہ سے دے رہے ہین۔

واقفان اسرار حقیقت کے باخبر اور نور توحید سے منور ضمیر پر اچھی طرح روشن ہے۔ کہ تمام ثوابت اور سیارے آسمانی طبقات کے اندر۔ نورانی چمک دمک مین۔ آفتاب کی شرکت کا دم بھرتے ہین۔ لیکن جب آفتاب طلوع کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آثار اور انوار سے جو شرکت کا ذریعہ ہین بالکل معرا ہوجاتے ہین۔ اور کائنات کے دیگر اجرام ذرّے اور پہاڑ وغیرہ جن کو خاص مرتبہ مین آفتاب کی ہمسری کا دعوی نہین ہے۔ اُن کے احکام و آثار قوی ہوجاتے ہین۔ اسی طرح جب حقیقی وجود کا جہان افروز شمس جو ہمیشہ کمال ارتفاع مین ہے۔ جمالی اور جلالی صفات کے آسمان پر طلوع کرتا ہے۔ تو حقائق مین سے جن اشیا مین دعوی الوہیت کا شائبہ ہے۔ وہ امتناع اور عدم مطلق کے حجاب مین چھپ جاتی ہین۔ اور جو اشیا اہل شہود کی نظر مین اس مرتبہ کی نہین ہوتی ہین۔ وہ اسی خورشید وجود

کی چمک دمک اور اسکے کون و مکان مین ساری ہونے کی بدولت - تعین اور تشخیص کے ساتھہ - امتیازی اور عددی شکل سے اپنے حال پر بدستور قایم رہتی ہین - پس اشیا کی فراوانی سے ہستی مطلق کی وحدت مین منافات لازم نہین آتی ہے - جیسے بسائط محسوسہ اور مرکبات عنصری کے ظہور سے آفتاب کی یکتائی مین اُس کے طلوع ہونے پر کوئی نقصان نہین آتا ہے - کیونکہ طلوع ہونے والون مین ایسا کوئی موجود نہین ہے - جو خورشید کی وحدت شکست کرکے اُسکی چمک دمک مین شرکت پیدا کرے - حاصل کلام یہ ہے - کہ باوجودیکہ موجودات مین بے انتہا کثرت - اور مخلوقات مین بے غایت نوعین پائی جاتی ہین - مگر کسی فرد کی ہستی کی استعدادون مین ایسا مغز نہین ہے کہ وجود کی خصوصیات مین مشارکت - مساواۃ - مماثلت - اور مشاکلت کا دم مار سکے - جس سے کمال وحدت مین کوئی نقصان پیدا ہو - جب اِس تمثیل کے بیان کرنے سے ہر ایک ذی عقل نے سمجھہ لیا - کہ ایسا موجود - عالم امکان کی نمایان بساط پر ظاہر نہین ہے - لہٰذا اس معنی مین وجود کو یقیناً واحد تسلیم کرنا چاہیے وَمَا یَعْلَمُ[1] تَوْحِیْدَہٗ الْحَقِیْقِیْ اِلَّا ھُوَ وَالرّٰاسِخُوْنَ فِی الْمَعْرِفَۃِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِوَحْدَتِہٖ سُبْحَانَہٗ

یاد خلفائے شیخ نظام الاولیا قدس اللہ سرہم

یاد مولانا علاء الدین نیلی

آپ اپنے وقت کے زبردست عالمون مین سے تھے - باوجودیکہ پیر بزرگوار کی اجازت تھی - بلکہ تاکید تھی مگر آپ ازراہ کسر نفسی اپنے تئین مسند شیخی سے اور مرید کرنے سے دور رکھتے تھے - آخر مین تو یہانتک کیا تھا - کہ کتابون کا دیکھنا - بلکہ کاغذ کو ہاتھہ تک لگانا ترک کر دیا تھا - صرف فوائد الفواد کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ معانی اور معاملہ جو سب جگہہ ہے - اِس جگہہ بھی ہے - اور جو اس جگہہ ہے سو وہ کسی ورق اور کسی سطر مین نہین ہے - بیت

کجاست زلفِ تو مشک خطا کجاست کہ نیست	ہر انسیم تو باد صبا کجاست کہ نیست

رحلت کے بعد پیر کے روضہ مین قبر بنائی گئی -

[1] ورنہ اُس کی حقیقی توحید سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا ہے - اور جو لوگ معرفت مین راسخ ہین - وہ کہتے ہین - ہم تو خدائے سبحانہ کی وحدت پر ایمان لائے ہین ۱۲ -

یاد خواجہ ابوبکر

آپ سلطان نظام الاولیا کے دوست مصاحب۔ ہمدم اور ہمنشین تھے۔ اور یہ عہد تھا۔ کہ جب آپ کی ذات شریف مین ابوبکر کے اعتقاد سے۔ انسان کامل کے آثار ظاہر ہوجاوینگے۔ ابوبکر بیعت ہوجاویگا بالآخر جب سلطان الاولیا ملازمت حضرت گنجشکر سے رخصت ہوکر دہلی مین واپس آئے۔ اور بزرگی کے آثار عام وخاص لوگون نے اُن کی پیشانی مین اپنی نظر سے دیکھہ لیے۔ توخواجہ نے اپنا وعدہ وفا کیا مات فی دھلی ودفن فی حظیرۃ شیخہ

یاد مولانا وجیہ الدین پائلی

چونکہ فقہ دانی مین دخل زیادہ تہا۔ اسواسطے لوگ آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہا کرتے تہے۔ اپنے وطن سے آپنے اجودہن مین جاکر حضرت گنجشکر کے روضہ کی زیارت کی۔ اور اس زیارت کے طفیل مین۔ حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار فیض آثار بہی حاصل ہوا جس سے چشم بصیرت کی روشنی بڑہ گئی۔ اور بہ فرمان حضرت خضر آپ دہلی مین آکر شیخ نظام الاولیا کے مرید ہوئے۔ چونکہ آپ دنیاوی کاروبار کے اندر کمال بے نیاز اور بے پرواتہے۔ اسواسطے لوگ آپ کو دیوانہ کہا کرتے تہے۔ یہ بالکل سچ ہے لایکمل ایمان المؤمن حتی یقال انہ مجنون[۵] جب آپ زندگانی کا سامان باندہ کر عالم علوی کو چلے گیے۔ توآپ کی قبر حوض شمسی کے ایک طرف بناوی گئی

یاد مولانا جمال الملۃ والدین دہلوی

آپ کو کمال استغراق رہتا تہا۔ اور آپ نے گویا اپنے تیئن بالکل ہلاک کردیا تہا۔ سلطان نظام الاولیا آپکے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تہے۔ کہ ہمارے جمال کو کوئی وقت ایسا پیش آتا ہے۔ کہ حق کے سوا کوئی چیز نہ اِن کی ظاہری اور باطنی نظر مین آتی ہے۔ اور نہ دل کے کسی گوشہ مین رہتی ہے۔

یاد مولانا جلال الدین اودھی

آپ کا فقر۔ آپ کی ہمت۔ آپ کی گرم گشتگی۔ آپ کی وارستگی حد سے زیادہ بڑہی ہوئی تہی۔ آپنے تمام گرفتاریون سے آزاد ہوکر اپنے تیئن پیر بزرگوار کی ملازمت کا اسیر بنادیا تہا۔

یاد شیخ مبارک گوپاموی

ابتدائے احوال مین آپ سلطان علاء الدین کے میر عدل تہے۔ میر خورد جامع سیر الاولیا ولد اسعد کرمانی بیان کرتے ہین مجہکو آپ کے ساتہہ اور آپ کو میرے ساتہہ خاص خصوصیت تہی۔ اکثر اتفاقات آپکی

[۵] انسان کا ایمان اُس وقت تک کامل نہین ہوتا ہے۔ کہ جس وقت تک یہ نہ کہا جاوے۔ کہ یہ مجنون ہے ۱۲۔

زبان سے یہ باتین نکلا کرتی تھین - کہ مبارک آپکے پدر بزرگوار کا مسلمان کیا ہوا ہے - اس طرح کہ مین درویشون کے احوال کا منکر رہتا - ایک روز آپ کے پدر بزرگوار مجکو سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین لے گیے - اور انکا کے شکنجہ سے رہائی دلا کر میرا اعتقاد دراخلاص درست کرا دیا - اور اُنکی باعظمت ملازمت سے دنیاوی سازوسامان کے ترک کی استعداد میرے قلب مین پیدا ہوئی -

یاد خواجہ موید الدین کرئی

آپ تخت سلطنت پر جلوس فرمانے سے پہلے سلطان علاءالدین کے ہمراز - اور ہم نشین تھے جب ازلی عنایت سے شیخ کی خدمت مین پہونچنا نصیب ہوا - تو اوصاف درویشی کا زیور پہنکر بن سنور گئے اور حصول دولت کے راستے مین بھاگنے دوڑنے سے فارغ ہوئے - جب سلطان نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا - تو آپ کو یاد کیا - ایک مقرب سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین بھیجا کہ خواجہ موید کو اجازت دیجیے سلطنت کے کام مین مشغول ہون - فرمایا - کہ موید کو ایک اور کام پیش آگیا ہے - بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص اس جواب سے ناخوش ہوا - اور ازراہ جرات عرض کیا - مخدوم - کیا آپ سب کو اپنی مثل بنانا چاہتے ہین - جواب دیا - اپنی مثل بنا لینا بہت سہل ہے - نہین - اپنے سے بہتر بنانا چاہتا ہون - اگر یہ مجھسے سازگاری رکھین جو تعین کے تمام وکمال سلطانی عمل ان کو فقیری کے جھونپڑہ سے دنیا داری اور حکومت کی عشرت گاہ کی طرف کھینچ کر نہین لیجا سکتے ہین -

یاد خواجہ کریم الدین سمرقندی

آپ اپنے ملک مین سلاطین کے وزیر رہ چکے ہین - جب ازلی سعادت نے زنجیر ہلائی - تو آپنے سب چیزون کو چھوڑ دیا - اور اپنے ملک سے ہندمین آکر شیخ فرید گنجشکر کی خدمت - تمام دوجہانی کامون پر اختیار کی - اور نسبت صہارت (خسر و داماد ہونا) آپ کو نصیب ہوئی - وہان سے جب سامان اقامت دہلی مین آئے توخلافت کا خلعت - سلطان نظام الاولیا سے ملا - امیر خسرو - اور خواجہ حسن ہمیشہ آپ کی فیض بخش صحبت سے خوش ہوا کرتے تھے - اور مولانا ضیاءالدین برنی بھی اپنی تالیفات کو بغرض اصلاح آپکے روبرو پیش کیا کرتے تھے سلطان نظام الاولیا کی رحلت کے بعد سلطان محمد تغلق نے آپ کو دہلی کا شیخ الاسلام کر دیا تھا - اور انوار الملک خطاب عطا فرمایا تھا - آپ کے دو فرزند ارجمند تھے شیخ احمد اور خواجہ نظام الدین ہر ایک حسب ونسب سے درست اپنے وقت کے امام تھے -

یاد خواجہ شیخ علی شاہ ابن شیخ محمود جاندار

آپ سلطان نظام الاولیا کے پرانے مریدین مین سے ہین۔ ہمیشہ حلقہ کی طرح ملازم درگاہ رہتے تھے۔ نظامیہ ارشادات اور تمام اپنی مسموعات کو ایک رسالہ کے اندر فراہم کرکے دُررِ نظامی نام رکھا تھا۔ تصوف کے بہت سے حقائق اور اسرار اُن اوراق مین تحریر ہین۔ اسی رسالہ مین لکھا ہے کہ۔ سلطان ابوسعید ابوالخیر خیرات کرنے مین حد سے زیادہ مبالغہ اور کوشش کیا کرتے تھے۔ ایک صاحب نے اثنائے گفتگو مین کہا۔ **لاخیر فی الاسراف**۔ آپنے فوراً جواب دیا۔ **لااسراف فی الخیر** سننے والے متحیر رہ گئے۔ اسی دُرر مین لکھا ہے صوفیون کے نزدیک بدترین گفتار یہ ہے۔ کہ سالک ایسے مقام اور ایسے حال کی خبر دیوے۔ جو اُس کو حاصل نہین ہے۔ **ابیات**

ازدرد نشان مدہ۔ کہ درجانِ تو نیست	مگذر بہ ولایتے کہ از آنِ تو نیست
از بیع ہنری بود کہ باجوہریان	وصفِ گہرے کنی کہ در کانِ تو نیست

نیز اسی رسالہ مین لکھا ہے ایک مرید نے بیعت ہونے کے وقت اپنے پیر سے نصیحت کے لیے عرض کیا۔ فرمایا۔ خدائی کے دعوی اور پیغمبری کے دعوی سے تم کو بچنا چاہیے۔ مرید کو حیرت ہوئی۔ گھبرایا۔ یہ کیسی نصیحت ہے کیونکر صحیح ہوسکتی ہے۔ اور اس مین کیا بھید ہے۔ عرض کیا۔ کھول کر ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔ خدائی کا دعوی تو یہ ہے کہ تم کل کامون کا ہونا اپنی مراد کے موافق چاہو۔ اور پیغمبری کا دعوی یہ ہے۔ کہ تم چاہتے ہو۔ سب گروہ ہونے کو تمہارے چاہنے والے اور دوست ہون۔ اور جو ایسے نہ ہون وہ تمہارے گردیدہ نہ ہون۔

یاد مولانا فصیح الدین

آپ اصول فقہ کے علم مین عضد الملۃ قاضی عضد کا مرتبہ رکھتے تھے۔ آپنے باتفاق مولانا محی الدین قاضی کاشانی سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر بیعت کے واسطے التماس کیا۔ سلطان نظام الاولیانے مولانا محی الدین کو تو کلاہ مریدی پہنادی۔ مگر مولانا فصیح الدین کا مرید کرنا۔ استخارہ اور پیر گنجشکر کی اجازت پر موقوف رکھا۔ اس سبب سے آپکو کمال ناامیدی ہوئی۔ اور نہایت حزین اور ملول رہنے لگے جب پھر دوسری بار بساط بوسی کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا۔ تمہاری نسبت بھی پیران چشت کے باطن سے قبول بیعت کی اجازت ہے۔ آؤ۔ مایوسی دور کرو۔ اور بیعت کا ہاتھ آستین سے نکالکر درویش کے ہاتھ کے نیچے رکھو۔ تاکہ **یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ** کا مضمون صادق آئے پس آپنے کمال خوشی اور خوشحالی کے ساتھ مدارج بیعت طے کیے۔ اور سلطان نظام الاولیا سے چند سال پیشتر ملک تقدس کو روانہ ہوگئے۔ خوابگاہ دہلی۔

قاضی کاشانی کو سلطان نظام الاولیا بہت دوست رکھتے تھے۔ جس مجلس مین قاضی جی ہوتے تھے۔ معرفت اور شرائع طریقت کی بہت سی باتین سلطان نظام الاولیا کی زبان مبارک سے بیان ہوا کرتی تھین۔ آپ کے حالات بالتفصیل سابقہ تذکرون مین لکھے ہوئے ہین۔ خدا کرے شوقین اصحاب اُنکو مطالعہ کرین۔

یاد مولانا فخر الدین المروزی

آپ آغاز سلوک سے انجام حالت تک وقتاً فوقتاً درجہ پرہیزگاری مین ترقی فرماتے رہے۔ رجال الغیب مصاحب تھے۔ جو کچھ آپ کی خواہش ہوتی تھی۔ مہیا کر دیتے تھے۔ لیکن آپ اسکو تصرف مین نہین لاتے تھے۔ پیر بزرگوار کے روضہ مین آپ کی قبر ہے۔

یاد شیخ برہان زیب

صوری و معنوی کمالات عشق اور شوق کے مقامات [illegible] آپ کی ذات مین جمع تھے۔ خلافت کا خلعت زیب بدن کرنے کے بعد قلعہ دیوگیر دکن مین رہنے کی اجازت ملی تھی جو آج دولت آباد کے نام سے نامزد ہے۔ ایک مدت تک آپنے اُس سرزمین مین رہکر معرفت اور خداشناسی کے ذریعے دلون کو سرسبز اور شاداب کیا۔ جب آپکے عنصری باغ کی بہار مین رحلت کی خزان نے تغیر پیدا کیا۔ تو قلعہ سے دو میل دوری پر ایک پرفیض صحرا ہے۔ اُس صحرا کو اپنے روضہ پاک کے لیئے پسند فرمالیا۔ واقعی عجب راحت افزا اور روح بخش جگہ ہے۔ راقم نے ہجری سنہ ایکہزار ایک مین اس مقام کی زیارت کی تھی۔ دل مین صفائی حاصل ہوئی۔ آپکے عرس کے روز ہر ایک ملک سے لوگ وہان آکر جمع ہوتے ہین۔ اور شہر کے باشندے مجاور چند روز پیشتر سے اُس جگہ جاکر مکانات اپنے واسطے بنا لیتے ہین۔ اس طریقہ سے مسافر اور مجاور اُس با انتظام مقام سے غیبی فیض پاکر خوش وقت ہوتے ہین۔ خاندیس کا پائے تخت جس کا برہان پور نام ہے آپکے ہی نام پر نامزد ہے۔ کہتے ہین جب شیخ برہان الدین اپنے پیر کی خدمت سے اجازت لیکر دیوگیر کو جارہے تھے۔ اثنائے راہ مین ایک روز رات کو اُس مقام پر اترے جہان اب برہان پور آباد ہے۔ اُس زمانہ مین والیان خاندیس کے آباو اجداد مین سے ایک شخص اُس موضع کا شحنہ تھا۔ اُس نے حتی المقدور خدمت گزاری اور درویش پرستی مین کوتاہی نہین کی جب صبح کو روانہ ہونے کے وقت حاضر ہوکر فاتحہ کی درخواست کی۔ تو فرمایا۔ بموجب ازلی حکم کے اِس جگہہ ایک شہر آباد ہوگا۔ اور تمہارے فرزند یہان کے فرمان روا ہونگے۔ مناسب ہے کہ اُس نو آباد شہر کا نام اس درویش کے نام پر رکھا جاوے۔ اِس بشارت کی بنیاد پر برہان پور نام رکھا گیا۔ اور چند دیہہ سجادان روضہ کے واسطے بطریق مدد معاش پیشکش کیے گئے۔ آج تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بیس ہے۔ مذکورہ بالا وظیفے بدستور مقرر اور جاری ہین۔

یاد شیخ کمال الدین یعقوب نہروالہ

آپکو عالی مقامات اور نقلی و لدنی کمالات حاصل تہی - پیر کے حکم سے نوی استعداد گجرات والون کی رہنمائی کے واسطے مامور ہوئے تہے - بہت سے اشخاص آپ کی تلقین سے صراط مستقیم پر چل کر اپنے مقصد کو پہونچ گئے حصار نہروالہ کے باہر سہسلنگ تالاب کے کنارہ آپ کی خوابگاہ ہے -

یاد مولانا شہاب الدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے امام ستہے - ربانی کلام لفظاً اور معنیً ازبر تہا - اور ایسی عمدہ طرز سے تلاوت فرماتے تہے کہ سننے والون کو بزم کلیم اللّٰہی مین حاضر ہونے کا مزہ آجاتا تہا - امیر خسرو کو آپ کے ساتہہ بہت کچھ دلبستگی اور عقیدت تہی انہون نے اپنے خمسہ مین آپ کی نہایت تعریف لکہی ہے - یہ دو تین بیت اُسی خمسہ کی ہین - ابیات

چون از و موج زد کلام احد	+ نفد البحر قبل ان تنفد
او جواہر کرم لفظ ورق جہان	زیر کان چون صدف کشادہ دہان
شمع من یافتہ ضیا از وے	مس من گشتہ کیمیا از وے

آپ کی قبر دہلی مین ہے -

یاد امیر خسرو

آپ کا لقب یمین الدین - کنیت ابوالحسن - اور پیر کی طرف سے خطاب ترک اللہ ہے - اور آپ کے پدر بزرگوار کا نام سیف الدین تہا - سخن سنج - سخن پرور - اور سخن آفرین نامورون کے آپ سردفتر تہے - آپکے کمالات اور حالات کی شرح کیا کی جاوے - آپ گویا آسمان سناکش کے قطب ہین - یعنی جو مدح (خواہ وہ کسی قسم کی ہو) نفس ناطقہ عبارت کے حوالہ کرتا ہے - اور آپ از روئے مشاطگی اُس مفہوم کو بدایع اور معانی کے انواع و اقسام کے زیور سے آراستہ کرکے نوعروسی کے لباس مین دکہاتے ہین - تو وہ آراستگی اُس مفہوم کے بالکل برابر - اور نیز گرد اُس کے جلوہ کمالی ہوئی نظر آیا کرتی ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ اِس سلسلہ کو حقیقت شناس دانشمندون کے حوالہ کرکے آپ کے نمایان واقعات مین سے چند منتخب باتین حوالہ قلم کرون -

جب قصبہ پٹیالی مین جو دریاے گنگا کے کنارہ آباد ہے - آپ کی مبارک صورت کا نقشہ - خدائی علم کی تصویرخانہ سے مصور تقدیر نے اُٹہا کر - صین امکانی کے ورق پر لا جمایا - تو آپ کے پدر بزرگوار دایہ کے دہونے اور پاک صاف کرنے کے بعد آپ کو پارچہ قماط مین لپیٹ کر ایک مجذوب کے نزدیک لے گئے جو ہمسایہ مین رہتے تہے - مجذوب نے فرمایا -

یہ لڑکا ایسا فصیح البیان ہوگا۔ کہ اُستاد خاقانی سے دو قدم آگے ہی رہے گا کہتے ہین دو قدم سے مراد مثنوی اور غزل ہے۔ آپ سے عمر مین اور سب باتون مین بڑے آپکے دو بھائی اور بھی تھے۔ ایک کا نام اعز الدین شاہ اور دوسرے کا نام حسام الدین احمد تھا جب آپکی عمر آٹھ سال کی ہوئی۔ اور فارسی مین کچھ شدبد ہوگئی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار اپنے تینون لڑکون کو سلطان نظام الاولیا کی غلامی مین لیے گئے۔ اور بیعت کرادیا۔ ایک سال بعد سیف الدین شہید ہوگئے۔ اب آپ کی پرورش کی نوبت عماد الملک آپکے نانا کو پہونچی۔ جو شاہ وقت کے میر عرض تھے۔ اُنھون نے آپ کی اصلاح مین بہت کچھ کوشش فرمائی۔ اور وہ مشکور بھی ہوئی۔ آپ نے دیوان غرۃ الکمال کے خطبہ مین اپنے اِن مربی کی تعریف لکھکر حق شکرگزاری ادا کیا ہے۔

کہتے ہین۔ جب آپنے نظم کلام شروع کیا تھا۔ تو آپ کلام کو ناصحانہ طریقہ پر لکھا کرتے تھے۔ مگر پیر بزرگوار کے ارشاد سے غزل گوئی مین عاشقانہ وضع اختیار کرکے بالآخر مضامین نیاز کی طرف رجوع کیا اور غزل کا پایہ ایسے علی مقام کو پہونچایا۔ کہ کسی غزل گو اہل سخن کا نغمہ وہان تک نہین پہونچ سکا۔

آغاز جوانی مین بظاہر۔ والیان ملک اور دولتمندان دنیا کی ملازمت کی طرف میلان تھا لیکن بباطن مین ہمیشہ درویشون کی خدمت اور صحبت کی خواہش رہتی تھی۔ بالخصوص اپنے پیر دستگیر کے ساتھ حسن عقیدت مین کمال رسوخ تھا۔ اس کے متعلق تھوڑا سا بطور نمونہ لکھتا ہون۔ جب سلطان علاءالدین کے دل سے بدگمانی کا میل کچیل دُہل گیا۔ تو بادشاہ کے دل مین حضرت سلطان نظام الاولیا کی باکرامت ملازمت مین حاضر ہونے کی خواہش پیدا ہوئی اور یہ آرزو پوری ہونے کے لیے۔ بہت کچھ التماس۔ اہتمام۔ چاپلوسی اور مبالغہ کیا۔ لیکن سلطان نظام الاولیا کے حضور سے قبولیت کی بو تک نہین آئی۔ بلکہ ممانعت اور گریز کے آثار پیدا ہوتے تھے۔ اس سبب بادشاہ نے اپنے دل مین ٹھان لیا تھا۔ کہ کسی روز خفیہ طور سے حضور کی ملازمت مین سر دیکر گھس جاؤن گا۔ یہ راز ایک روز بادشاہ نے امیر خسرو سے کہکر ہمارا رازدار بنایا۔ اور امیر خسرو نے اس مشورہ کی کیفیت اپنے پیر کے حضور مین عرض کردی۔ سلطان نظام الاولیا یہ مضمون سنتے ہی حضرت گنجشکر کی زیارت کے ارادہ پاجودہن کی طرف روانہ ہوگئے۔ بادشاہ۔ امیر خسرو سے ناراض ہوا۔ اور روبرو گفت و شنید مین کمال غصہ کا اظہار کیا۔ امیر نے عرض کیا۔ کہ سلطانی رنجش مین صرف جان کا خطرہ ہے۔ اور پیر کی ناخوشی مین جان کی آفت سلب ایمان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اُس وقت بادشاہ امیر خسرو کے حسن عقیدت اور دور اندیشی پر آگاہ ہوکر صاف ہوگیا۔ اور بر سر انصاف آکر خوش ہوا۔ اور امیر خسرو کو روز افزون خاص عنایت سے سرفراز کیا رحم اللہ من انصف (جس نے انصاف کیا

اللہ تعالیٰ اوس پر رحم کرے ۱۲)

کہتے ہین جو نقد و جنس صلہ اور انعام کے ذریعہ سے آپ کو ملا کرتا تھا۔ اُس کو آپ کا دست ہمت یدِ علیا سے لیکر جیلیبی کی طرح یدِ سفلی مین پہونچا دیتا تھا۔ یعنی جو اصحاب فقر کے گوشون مین بیٹھے ہوتے تھے اُن کی آرزوئین پوری کرنے۔ اور حاجتون کے برلانے مین صرف ہوا کرتا تھا۔ ایک روز پیرنے ارباب دولت کی مصاحبت چھوڑ دینے کے واسطے آپ کے نام نصیحت نامہ بھیجا اور اِس بیت پر تمام کیا۔ بیت

آمدگہ آنکہ عہد ہا تازہ کنیم	شد آنچہ شدای صنم گذشت آنچہ گذشت

اس خط کے پڑہنے سے معلوم ہوا۔ کہ درجہ مین ترقی ہوئی ہے۔ اور پیر ظاہر کو باطن کے ساتھ ہم رنگ بنا کر اپنے تئین کوچہ درویشی مین بالکل داخل کر دیا۔

کہتے ہین۔ جن ایام مین سلطان نظام الاولیا نے فرق کے وحشت انگیز مکان سے عجب کے مانوس اور عالی شان محل کی طرف کو توجہ فرمایا ہے۔ اُن ایام مین امیر خسرو۔ بنگالہ کی طرف سفر کو گئے ہوئے تھے۔ جب دہلی مین واپس آئے۔ تو شیخ کو زندہ نہ پایا۔ سخت بے تاب ہوئے۔ اور بے صبری سے اپنے تئین زمین پر گرا دیا۔ نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور یہ تو پہلے سے ہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ خسرو کی زندگی۔ نظام کی حیات کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ بات یاد کر کے ہمیشہ خواہش کیا کرتے تھے کہ اس پیشین گوئی کا وقوع جلدی سے ہو جاوے۔ آخر کار ہلال چھ دور کے بعد کہ مہینا رمضان اور ہجری سنہ سات سو پچیس تھا نَحْنُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ کے زمزمہ کی آواز بلند کی۔ اور اپنے پیر کے حظیرہ مین سو رہے۔

یاد امیر حسن علا سنجری

آپ کے والد ماجد سجستان کے ہین۔ جو خواجہ معین الاولیا کی ولادت کا مقام ہے۔ علم۔ عرفان فضل یقین۔ فصاحت۔ بلاغت سخن کی نازکی۔ اور کلام کی رنگینی یہ جمیع اوصاف آپ کی طبیعت کے لوازم اور آپ کا حصہ تھے۔ ابتدا ابتدا مین بڑے بڑے حاکم اور سلاطین وقت کو آپکی صحبت کی آرزو تھی۔ اور آپ بھی اہل عشرت کے ساتھ محبانہ میل جول رکہا کرتے تھے۔ عمر کا بہت بڑا حصہ اسی طرح پر گزر گیا۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا کا گزر اُس مکان مین ہوا۔ جہان آپ چند ظریفون کے ساتھ جلسہ تماشا مین مصروف تھے۔ جب شیخ کے باکمال جمال پر آپ کی نظر پڑی۔ تو یہ دو بیتین آپنے پڑہین۔ قطعہ

سالہائے شد کہ ما ہم صحبتیم	این کہ صحبت را اثر باشد کجاست
زہدتان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق ما محکم تر از زہد شماست

سلطان نظام الدین نے فرمایا صحبت اُس وقت مین تاثیر کرتی ہے۔ کہ جب حُسن نیت بھی اسکے ساتھہ ہو۔ بیت

اگر کارِ تو بر نیاید آنگہ گلہ کن	یک صبح باخلاص بیا بر درِ من

چونکہ اصلاح اعمال کا وقت آگیا تہا۔ توفیق توبہ نصیب ہوئی۔ اور ہمیشہ شیخ کی ملازمت مین بنا برین اپنے اوپر لازم کر لیا۔ جو کچھہ پیر بزرگوار کی زبان سے وقتاً فوقتاً سنا۔ اکثر فوائد کو بے تغیر و تبدل لکھتے گئے۔ اور چند روز مین ایک کتاب تیار ہو گئی۔ جس مین انواع و اقسام کے حقائق۔ سلوک کی باتین نصیحتین۔ اور مسائل درج ہین۔ فوائد الفواد نام رکہا گیا۔ چونکہ اِس کتاب کی اکثر عبارت شیخ کی ہی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔ لہذا اس کتاب کو ملفوظات شیخ نظام بھی کہتے ہین عجب مقبول مجموعہ ہے۔ امیر خسرو آرزو اور حسرت کے ساتھہ ہمیشہ خلا اور ملا مین کہا کرتے تہے۔ کاش خسرو کی تصنیف اور تالیف کی ہوئی تمام کتابین برادر حسن کی ہوتین۔ اور تہا اس نسخہ کی شہرت میرے نام سے ہو جاتی۔ بس دنیا اور آخرت کی بہبودی کا سرمایہ اسی قدر کافی تہا۔

روایت ہے جس روز پیر نے شیخ برہان الدین غریب کو خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اور دیوگیر مین رہنے کی اجازت دیکر رخصت کیا تو شیخ برہان الدین نے ہنگام قدم بوسی حسرت کے ساتھہ آہ کہینچی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کی خدمت سے دور رہنے کا در علیا ہے۔ جس کا علاج ممکن نہین ہے۔ فرمایا۔ اس مجلس مین امیر حسن کے سوا۔ جو صاحب بھی حاضر ہین۔ وہ تمہارے رفیق راہ ہو سکتے ہین۔ اور آداب سلوک کی رعایت جس طرح اِس درویش کے ساتھہ منظور کرتے ہین۔ اُسی طرح تمہارے ساتھہ بھی مدنظر رکہہ سکتے ہین۔ چونکہ اُس وقت مین علم حضور امیر حسن تہے۔ اس بنیاد پر دیوگیر کو برہان الاولیا کی رفاقت مین آپ بھی روانہ کیے گئے۔ جب ایام عمر ختم ہوئے وہ اسی جگہہ روضہ برہانیہ مین دو تین تیر کے فاصلہ پر آپ کی قبر بنائی گئی۔

فوائد الفواد مین لکہا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا نے فرمایا۔ تائب متقی کے برابر ہوتا ہے متقی وہ ہے جس نے اپنی تمام عمر مین گناہ اور ناشروع باتون کا ارتکاب کیا ہی نہو۔ اور تائب وہ ہے کہ اس سے گناہ تو سرزد ہوئے ہون مگر پہر اُس نے بازگشت کر لی ہو۔ پس اِس حدیث کے بموجب اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ دونون برابر ہوجاتے ہین۔ شیخ مبارک خیر جونپوری کے مکتوبات مین لکہا ہے۔ اے عزیز متقی وہ ہے جو خطر کے وقوع مین اپنے نفس سے محافظت حق کرے۔ یعنی خداوند اکبر کے سامنے اپنے نفس کو مثل سپر کر دیوے تاکہ جو مذمت کا تیر نقصان کے کمان سے چہوٹے۔ نفس پر پہونچے۔ اور جو امور خیر و کمال کے مقولہ مین داخل ہین۔ اُن کی نسبت

مطلب گناہ سے توبہ کرنے والا شخص مثل اُس شخص کے ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہین ہے۔

حق سبحانہ کی طرف کرے۔ اپنی طرف نہ کرے ۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ[1] ای کونوا وقایۃ فی المذام واجعلوہ تعالٰی وقایتکم فی المحامد تکونوا ادباء عالمین اگرچہ توحید کا اقتضا یہ ہے۔ کہ انسان خوب و زشت ۔ خیر و شر۔ نفع و ضرر وغیرہ وغیرہ تمام افعال کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرکے اپنا قدم درمیان مین نہ ڈالے۔ لیکن ادب کی بات یہ ہے۔ کہ بدی کی نسبت اپنی طرف اور نیکیون کی نسبت باری تعالیٰ عز اسمہ کی طرف کرے۔ تاکہ اُن ادیبون مین سے شمار کیا جاوے۔ جو انبیاء مرسلین کے اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اور تاکہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ[2] کے شرف سے خصوصیت پاکر دونون جہان مین سربلند ہو۔ راقم کی خاطر فاتر مین غیب سے یہ بات آتی ہے۔ کہ تمام پرہیزگارون مین زیادہ پرہیزگار وہ شخص ہے۔ جس کی حقیقت بین آنکھ اور کنہ شناس دل مین کوئی چیز۔ شر۔ اور کوئی فعل۔ زشت معلوم نہ ہو۔ اور جو کچھ ظہور مین آوے۔ اُس کو محض خیر سمجھے۔ اور اس وجہ سے تمام افعال اور احوال کا مصدر ۔ الٰہی اسما اور صفات کو تصور کرے۔

یاد شیخ نظام الدین ابوالموئد نبیرہ شمس العارفین

آپ نے اپنے بزرگوار باپ اور ماموں کی خدمت سے کتابی علم تحصیل کیا تھا۔ اور نیز طریقت کی تعلیم پائی تھی۔ اور شیخ عبدالواحد ابن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی کی ملازمت مین جو سید نورالدین مبارک کے پیر ہین۔ پہونچکر بہت کچھ فائدہ اوٹھایا تھا۔ خواجہ قطب الدین اوشی۔ اور سلطان نظام الاولیا بدایونی ۔ آپ کے دیدار کو خدائی جمال کا آئینہ جانتے تھے۔ اور ہمیشہ آپکی مصاحبت کی خواہش کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین۔ ایک سال دہلی اور اطراف دہلی مین آسمانے زمین پر اور زمین والون کے حالِ زار پر رحم کھاکر آنسو نہین ٹپکائے۔ قلم یاب ہوگیا۔ اور لوگون نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر گریہ و زاری کے ساتھ بارش کی درخواست کی۔ آپ قبول فرماکر منبر پر بیٹھ گئے۔ اور آستین کے اندر سے ایک جامہ نکالا۔ اور کہا اے پاک خداوند۔ اس خلعت کی پاک دامنی کے طفیل مین اور اُس محبت اور راز کے استحقاق کے عوض مین جو اس خلعت کا مالک تیرے ساتھ رکھتا تھا۔ از راہ بخشش مینہ برسا نو مین جنگل کا راستہ اختیار کرون گا۔ اور پھر آبادی مین نہ آؤنگا۔ اُسی وقت ایک سیاہ ابر اُٹھا۔ اور بے انتہا پانی آگیا یہانتک کہ ہر طرف نالون مین سیلاب آگیا۔ خلاصہ دانشوران روزگار مولانا وجیہ الدین یحیٰی قدس سرہ نے لکھا ہے۔ کہ وہ جامہ آپ کی والدہ بی بی سارا کا پیرہن تھا۔

---

[1] لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ یعنی بدیون مین اُسکی سپر تم ہوجاؤ۔ اور نیکیون مین پروردگار کو اپنی سپر بنالو۔ ایسا کروگے۔ تو تم تمام عالم جن اور سب ادبدار کیے جاؤ گے ۱۲

[2] بیشک تم سب مین بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم سب مین زیادہ متقی ہے ۱۲

یاد شیخ قطب الدین منور ابن شیخ برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی

آپ تنہائی پر عاشق ۔ اور گوشہ نشینی کے عشق میں سوختہ تھے ۔ وہ جہانی کمالات کے آثار اہل دنیا کے سامنے اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے سے ظاہر کیا کرتے تھے ۔ روایت ہے ۔ کہ سلطان محمد تغلق نے قاضی کمال الدین صدر جہان کے ہاتھ ۔ چند دیہ کا فرمان ۔ آپ کے نام پر کرکے نیازمندانہ آپ کے پاس بھیجا تھا ۔ آپ نے لانے والے سے کہا میں نے سنا ہے ۔ کہ سلطان نصیر الدین جس سال کہ اوچہ اور ملتان کو گیا تھا ۔ اُس نے بھی اسی مضمون کا طغرا ۔ امیر غیاث الدین سپہ سالار کے ہاتھ ۔ حضرت گنجشکر کی خدمت میں اجودھن کو بھیجا تھا جب وہ طغرا آپ کی نظر سے گزرا ۔ تو آپ نے سپہ سالار کو فرمایا ۔ ہمارے بزرگوں نے بادشاہوں سے اس طرح پر کبھی کچھ قبول نہیں کیا ہے ۔ اور اس درویش کو بھی اپنے پیروں کی پیروی سے چارہ نہیں ہے ۔ لہذا اگر عذر کر دیا جاوے ۔ تو گنجائش ہے ۔ اور اس بات کی خواہش مند بے شمار ہیں ۔ بہتر ہے کہ یہ اُن کو پہونچایا جاوے ۔ یہ حقیقت حال سنکر فرمان لانے والا ناچار فرمان کو واپس لے گیا القصہ شیخ قطب الدین نے تمام عمر متوکلانہ اور عالی ہمتی سے بسر کی ۔ آپ کی قبر شہر ہانسی کے میدان میں ایک گنبد کے اندر ہے ۔ جس کو اب اقطاب اربعہ کا مقام کہتے ہیں ۔ کیونکہ شیخ جمال شیخ برہان الدین شیخ قطب الدین منور ۔ اور آپ کے فرزند شیخ نور اُسی میں سوئے ہوئے ہیں قدس اسرارہم

یاد شیخ بدر الدین سمرقندی

آپ شیخ سیف الدین کے خلیفہ ہیں ۔ جو شیخ نجم الدین کبری کے بزرگ خلیفہ تھے ۔ انکی ہم فنون کے آسمان کا آپ کو بدر بلکہ آفتاب کہنا ناموزوں نہیں ہے ۔ بخارا سے یہ دہلی میں آئے ۔ اور دہلی میں سلطان المشائخ نظام الاولیا کی مصاحبت کے واسطے قیام فرمایا ۔ کتاب دُرر نظامی میں لکھا ہے ۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا اور بدر الدین دونوں امیر خورد کی ملاقات کے واسطے گئے تھے ۔ امیر اُس وقت ایک عظیم مراقبہ میں تھے ۔ اور کمال استغراق تھا ۔ بدر الملۃ نے ایک تقریب سے عرض کیا ۔ مینے فلاں شہر میں فلاں بزرگ کو دیکھا ۔ اور اسی طرح ہر ایک بزرگ کو ایک مقام میں کہ جہاں جہاں دیکھا تھا شمار کرنا شروع کیا جب بدر الملۃ کی گفت وگو بہت بڑھ گئی ۔ تو سلطان الاولیا نے فرمایا ۔ بھائی سخن کوتاہ کرو ۔ شاید ان بزرگ کی زبان سے کوئی ایسی بات سننے میں آوے ۔ کہ جس کے واسطے کان پیدا کیے گئے ہیں ۔ اس پر بھی بدر الملۃ اپنی گفت وگو سے باز نہیں آئے ۔ امیر نے غصہ ہوکے سر اٹھا کر کہا ۔ بدر الدین ۔ جتنے بزرگوں کو تم نے دیکھا بیان کیا ۔ یہ کہو کہ ان میں سے تم کو بھی کسی نے دیکھا ۔ شیخ بدر الدین کی قبر دہلی میں مشہور ۔ اور ہمیشہ بزرگان مقیم اور مسافر کی زیارت گاہ ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ بیت ۔

تو چشم خویش وقفِ اہل دل کن	بامید کہ چشمی بر تو افتد

یاد شیخ رکن الدین فردوسی

آپ حقائق اور معارف کے عالم تھے - ایزدی جہلک اور خدائی صفت آپکے ظاہر و باطن سے جوش کرتی تھی شیخ عماد الدین طوسی آپکے ہی مرید اور خلیفہ ہین - دہلی مین دریاے جمنا کے کنارہ شیخ محمود مجذوب بہاری کا مرقد ہے جن کو خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری سے فیض تہا - اُسی مرقد کی برابر مین آپ کی بہی قبر ہے قدس سرہم بیشک عجب ایک بہشت نما مکان ہے - جو مدینہ منورہ کی طرح لوگون کا مرجع ہے مصرع مرقد او مہبط نور خداست -

یاد شیخ نجیب الدین فردوسی

آپ شیخ بدر الدین سمرقندی کے مرید ہین - قدس سرہما کمالات اور حالات کی گویا آپ کان تہے - اپنی صورت اور سیرت سے ہمنشین دوستون کو بہشت یاد دلاتے تہے - آپ کی خوبیون کا بیان بہت طویل ہے - سابقہ تذکرون مین لکہا ہوا ہے - لہذا بہتر ہے - کہ مین اُس کو نہ لکہکر تکرار سے محفوظ رہون حوض شمسی کے کنارہ آپ کی قبر ہے مشہور ہے - اور اُس کی زیارت بہی ہوتی ہے مصرع درکنار حوض شمسی شد فرو آب حیات -

یاد شیخ شرف

آپ شیخ یحیٰی ابن اسرائیل منیری کے فرزند ہین - جو شیخ نجیب الدین فردوسی کے مرید تہے - اولاً آغاز سلوک مین نفس نافرجام کی اصلاح کے واسطے ایک پہاڑ کے دامن مین جارہے تہے - وہان پر آپ کی مادر بزرگوار ایک غلام فتوحا نامی کے ہاتہ کہانا بہیج دیا کرتی تہین ایک روز دریافت کیا - فتوحا - تم جو کہانا لیجاتا ہے - اس مین سے شرف کچہہ کہاتا بہی ہے - اُسنے کہا - مجہے معلوم نہین - مین تو کہانا اُس جگہہ رکہہ آتا ہون - جہان اُنہون نے فرمادیا ہے خیر - اُس روز چند چہوہارے دودہ مین بہگو کر اور شکر ڈال کر بہیجے - اور کہا - لڑکے سے کہدینا تیری مان نے قسم کہا کر کہا ہے - اگر اس کہانے مین سے نہ کہاویگا - تو مین تجہہ سے ناراض ہو جاؤن گی - ناچار شیخ شرف نے لقمہ اُٹہایا حلق سے اُترنے نہین پایا تہا کہ بیہوشی طاری ہوئی - اب چیونٹیون کا ہجوم شروع ہوا - اور اُس لقمہ کو آپکے حلق مین سے ذرہ ذرہ کرکے نکال لیا - تب ہوش آیا - فتوحا نے واپس آکر یہ تمام حقیقت اُس باعصمت بی بی سے عرض کردی - اُنہون نے ایک نعرہ مارا - اور کہا سچ ہے جو شخص ابیت عند ربی وھو یطعمنی ویسقینی[١] کے خوان مین سے روزی کہاویگا - وہ اِس دنیا کی خوراک سے اپنا ہاتہہ کیون ملوث کریگا - اِس کے بعد آپ اور آپکے بہائی شیخ جلال الدین محمد اپنے وطن سے جو ہند مین شرقی سمت کی حدود پر ہے - شیخ نظام الاولیا سے بیعت ہونے کے

[١] مین اپنے رب کے نزدیک رات کو ہوتا ہون اور وہ مجہکو کہانا کہلاتا ہے - اور پانی پلاتا ہے - ١٢

ارادہ پروانہ دہلی ہوئے - ایک روایت تو یہ ہے - کہ اِن دونوں مشتاقوں کے پہونچنے سے پہلے سلطان نظام الاولیا رحلت فرما گئے تھے - اور دوسری روایت یہ ہے - کہ نہین ملاقات ہوئی - لیکن سلطان نظام الاولیا نے شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا - بہر تقدیر جب شیخ نجیب الدین کی ملازمت مین حاضر ہوئے - تو فرمایا - شرف - تم بہت اچھے آئے - بہت برسون سے یہ درویش تمہاری امانت تم کو دینے کے واسطے تمہارا منتظر ہے - اُسی وقت بیعت ہوئے تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت مل گیا - اور باشندگان دیہار کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہوئی - کہتے ہین - آپ کے پانون مین کسی قدر لنگ تھا - اس کا سبب جو دریافت کیا گیا - تو جواب دیا - کہ مین نے ازل مین اولیا کی صفون سے آگے بڑھکر انبیا کی صفون مین قدم رکھہ دیا تھا - دنیا کی لنگ اُس کی سزا ہے - **القصہ** آپ کی ہمت کو بڑا درجہ حاصل تھا -

ایک دفعہ آپنے اکسیر کا ایک ڈبہ پیر کی خدمت مین پیش کیا - پیر نے پانی مین بہا دیا - آپ ہنسے - اور کہا اگرچہ اس خاک سے تانبا طلا ہو جاتا تھا - اور احتیاج والون کو فائدہ بھی پہونچتا تھا - لیکن اس کی حفاظت سے دل پر گرانی رہتی تھی - اور نیز یہ دوری کا بھی سبب تھا - **اللہ عز اسمہ** کا شکر ہے - کہ اس استغنا کی بدولت آرزو کی قید سے مجکو رہائی ہوئی - پیر یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور چند حرف لکھکر آپ کو دئے - جب آپنے اُن کو سر پر رکہا - تو زمین کے اندر کی تمام مخفی چیزین ظاہر ظہور نظر آگئین - پہر آپنے اُس کاغذ کو بوسہ دیکر زمین پر رکہدیا اور کہا - یہ چیزین دل کی پریشانی کا سامان ہین - دوسرے شخص کو دیدی جائین - جو ان کا خواستگار ہو - یہ بات سنکر پیر نے آپکو مقبول اور موثر دعائین دین - اور آپ کی ہمت پر آفرین کہی -

آپ کی عمدہ عمدہ تصانیف بہت سی ہین - سب مین بہتر معدن المعانی اور مکتوبات ہین - جو کوئی دیکھے گا - اُس کی آنکھون پر گران نہ گزریگی - آپ کی قبر بہار سرحد بنگالہ مین ہے -

یاد شیخ بدر الدین غزنوی

ایک شب آپنے اپنی زاد بوم مین خواب دیکھا - کہ میری بیعت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے قبول فرماکر سلسلہ مضبوط کر دیا ہے - گھبرا کر خواب سے اُٹھ بیٹھے چند روز بعد شوق کا ایسا سیلاب آیا - کہ صبر کوچ کر گیا - ناچار آپ خواجہ صاحب کی مثالی صورت دیکھنے کے واسطے حیران و پریشان مسافرت مین چل نکلے - اثناے راہ مین متعدد با فیض اصحاب سے ملاقات ہوئی جن کی ملازمت سے معرفت کے سرمایہ مین کچھہ نہ کچھہ اضافہ ہی ہوا - لیکن اُس نورانی شکل کو دیکھنے کی آرزو روز بروز زیادہ بڑھ گئی جس کو خواب مین دیکھا تھا - لاہور کے راستے سے دہلی پہونچے - اور خواجہ قدس سرہ کی خدمت

مین حاضر ہوئے۔ جب آپ نے اپنا سر پائے مبارک پر رکھا۔ تو خواجہ نے فرمایا۔ ھٰذَا تَاۡوِیۡلُ رُءۡیَایَ مِنۡ قَبۡلُ خونا ہم بیعت ادا کئے گئے۔ سلطان نظام الاولیا فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے یارون مین سے بدر الدین سرود سماع کے بہت کچھ عاشق تھے۔ پیری کی وجہ سے باوجودیکہ آپ کا قد بے عصا کے نہین اُٹھتا تھا۔ مگر جب راگ کی آواز کان مین پہونچ جاتی تھی۔ تو مستانہ نعرے مارا کرتے تھے۔ اور جوانانہ رقص کرنے لگتے تھے۔ اگر کہا جاتا تھا کہ بوڑھا آدمی ایسی ناتوانی ہوتے ہوئے سماع مین کس طرح جوانانہ رقص کرتا ہے۔ تو جواب دیتے تھے۔ کہ ضعیفی مانع نہین ہے۔ عشق اور شوق کی طاقت سے کرسکتا ہے۔ بیت

عشق ہر جا علم بر افراز د	پیر صد سالہ را جوان سازد

آپ کی گرامی صحبت مین قاضی حمید الدین ناگوری شیخ فرید گنجشکر۔ سید مبارک غزنوی مولانا مجد الدین جرجانی شیخ ضیاء الدین دہلوی وغیرہم بہت سے بزرگان وقت کی دانش و بینش (سمجھ بوجھ) کا ہنگامہ گرم ہوا کرتا تھا۔ اور خدائی عرفان کی انجمن فراہم ہوا کرتی تھی۔ ہر جمعہ کے روز مجلس وعظ ہوا کرتی تھی۔ حقائق اور معارف کے بارہ مین گفت و گو یہان تک کیا کرتے تھے۔ کہ کشف کے عالی مرتبہ کو پہونچا دیتے تھے۔ انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کا معما بالتصریح عمدہ طور سے حل فرمایا کرتے تھے۔ سخن کو مولی کے شوق اور محبت مین قبولیت کا رنگ دیتے تھے۔ حضرت گنجشکر۔ اور نیز دوسرے خدائی بندے۔ آپ کے ذکر کرنے کے وقت بہت خوش ہوا کرتے تھے ایک روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کا بھی اس مجمع مین گزر ہوا کرتا تھا۔ سعدی

ہزار آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن	مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی

یاد مولانا کمال الدین زاہد

آپ اپنے وقت کے متقیون مین سر آوردہ تھے۔ کہتے ہین۔ سلطان نظام الاولیا نے مشارق حدیث کو آپ کے سامنے پڑھا تھا۔ اور آپ نے مولانا برہان الدین بلخی سے سند حاصل کی تھی۔ جو خود مصنف کے شاگرد تھے۔ اور نسخہ اجازت نامہ جو آخر کتاب مین سلطان نظام الاولیا نے اپنے دستخط سے لکھا ہے۔ سیر الاولیا مین مرقوم ہے۔ کہتے ہین سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کی خدمت مین التماس کیا تھا۔ کہ اس امید پر۔ کہ میری نماز درست اور قبول ہو کمال شتیاق کے ساتھ میری یہ آرزو ہے۔ کہ ہمیشہ آپ امام ہوا کرین۔ فرمایا۔ دنیا کے متعات ثلثہ* مین سے فقیر کو بھی

لہ۔ یہ میری پہلی خواب کی تعبیر ہے۔ ۱۲ * متعات ثلثہ سے مراد مضمون حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حبب الی من دنیاکم ثلثۃ الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ۔

ایک نماز تو دی گئی ہے - اُس کو بھی آپ لینا چاہتے ہین چونکہ جواب سے صورت ناخوشی پائی گئی سلطان نے عذر معذرت کی - اور پھر دوبارہ اظہار آرزو نہ کیا مصرع زہد او سرمایۂ دیدار باد

یاد شیخ شرف پانی پتی

ابو علی قلندر آپ کی کنیت ہے - دونون عالم اور دونون عالمون کے دونون علم آپ مین جمع تھے بعض کہتے ہین - کہ آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید تھے - اور ایک روایت یہ ہے - کہ آپ شیخ شرف طعمہ کے مرید اور نیز شاگرد تھے - جو آپکے وقت مین بزرگ علما اور اولیا مین سے تھے - لیکن صحیح صحیح طور پر معلوم نہین ہوا - کہ فی الواقع کس کے مرید تھے - امیر خسرو - اور خواجہ حسن - آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے اشعار پیش کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ مقبول ہوئے ہین منجملہ آپ کی تصنیفات کے ایک کتاب حکمت نامہ بھی ہے - اُس میں آپ نے اپنی تھوڑی سی سرگزشت لکھی ہے - اُس کا مضمون یہ ہے -

چالیس برس کی عمر مین اپنے وطن سے چل کر دار الملک دہلی مین پہونچا - اور وہان خواجہ قطب الدین اوشی کے روضہ کا طواف کیا - من لدن حکیم علیم کے مدرسے کتابی و قلبی علم ہوا - جملہ عالمان وقت بالخصوص مولانا وجیہ الدین پائلی - مولوی صدر الدین - مولانا فخر الدین ناقلہ - مولانا ناصر الدین - مولانا معین الدین دولت آبادی - مولانا نجیب الدین سمرقندی - مولانا قطب الدین کلی - اور مولانا احمد بخاری نے کمال کوشش فرما کر مجکو دہلی کے درس اور فتوی نگاری کا منصب سپرد فرمایا - چنانچہ مین بیس سال تک دہلی مین مفت کا مفتی اور ہر ایک قسم کے علوم کا مدرس رہا جب جذبہ نے جوش کیا - تو درس اور فتوی کا کاروبار درہم برہم کر کے وہان سے چل دیا اس طرح - کہ کسی کو معلوم نہین ہوا - اثنائے سفر مین شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا جلال الدین رومی کی ملاقات حاصل ہوا - ان اصحاب نے اپنا جبہ اور دستار مجکو عنایت فرمایا جب پھر ہند مین واپس آیا تو جذبہ اور زیادہ قوی ہو گیا تھا - دوکان شیخی کی جو کچھ لونجی تھی - تمام جمنا کے پانی مین بہا دی اور قلندرانہ حیثیت سے اپنے اصلی وطن مین پہونچا - اشرف موجودات علیہ الصلوۃ نے سنت اور اللہ تعالی عز اسمہ نے فرض مجکو معاف کر کے ارشاد فرمایا - شرف - تو عین ہم ہین - (تیری ذات عین ہماری ذات ہے -) مولانا سراج الدین اور سید امیر علی وغیرہا علماے وقت نے اعتراضات کرنے شروع کئے - مینے جواب دیا کہ آپ لوگ کتابی علوم مین گرفتار رہین - خاموش

رہیے۔ آپ لوگون کے اُستادون کو بھی بات کرنے اور سرزنش فرمانے کا منصب نہین ہے۔
اسّی برس خرقہ پوش رہا۔ اور بے شمار مرید کئے۔ سلطان جلال الدین خلجی اور سلطان علاء الدین
خلجی مع تمام فرزندون اور سپاہ کے۔ اور نیز دیگر سلاطین ہند میرے مرید تھے۔ اور کسی سے ایک
قیراط کی برابر بھی کچھ مینے نہین لیا۔ اور اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ کے غرے سے
ہر روز ہزارون ذی احتیاج لوگون کو اوس بخشش سے تونگر کر دیتا تھا۔ اور میرے مریدون مین سے
بعض نے آگ کے اندر۔ اور بعض نے ردی آپ پر سجادہ بچھا کر نماز پڑھی ہے۔ ایک مدت تک
ہوا مین مکان و زمان طے کرنے کی یعنی اُڑنے کی مجکو طاقت تھی۔ ایک روز ایک خوش گلو
جوان میرے پاس آیا۔ اور اُس نے ایک غزل گائی۔ اُس کے سننے سے مستی اور شورش
پیدا ہوئی۔ جو کچھ طمطراق میرے ساتھ تھا سب کو مینے چھوڑ دیا۔ اور اُس قوال کا مدعا ایک
دعا دیکر پورا کیا۔

جو شخص درویشون کے اسرار پر درست اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ اس جہان مین اور نیز اُس جہان مین اپنی مرادین
پاتا ہے مصرع اعتقاد تو بہار گلستان سعی تست۔

یاد شیخ نظام الدین شیرازی

آپ نے حرمین شریفین علیٰ ساکنہا وشرّفہا زادھما اللہ شرفاً کے طواف سے دو جہانی سعادت حاصل کی تھی
اور آپ کے دل مین سماع و سرود کی فریفتگی اور شیفتگی بے انتہا تھی۔ خدا بینی کا تو فروغ خاص تھا ہی۔ شریعت
و طریقت کے اصول پر بھی اندرونی علائق اور بیرونی آلائش کی شست و شو کمال کی تھی۔ اور یہ مزید بر آن تھا
جسم مین۔ گوش سر مین اور دل مین حق کی باتین سننے کی استعداد بہت کچھ تھی۔ سلطان نظام الاولیا کی
خدمت مین دوستی رکھتے تھے۔ اس وجہ سے راز داری کی بزم مین آپ کی آمد و رفت رہتی تھی۔ قبر سلطان علاء الدین
کی دہلی مین آپ کے مکان کی برابر مین بنائی گئی مصرع زخود خالی و پُر از معرفت بود۔

یاد شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری

آپ سلطان نظام الاولیا کے بڑے خلیفہ ہین۔ قدس سرھما درد اور سوز بہت تھا۔ اپنے پیر سے خلافت
کا خرقہ مکرر حاصل کیا تھا۔ کہتے ہین جب اپنے وطن سے پیر کی ملازمت مین جایا کرتے تھے۔ تو کئی کئی منزل
کی ایک ایک منزل کیا کرتے تھے۔ ایک روز لوگون نے آپ سے کہا۔ آپ پانون سے نہین چلتے ہین۔ بلکہ پرند کی طرح

۵۱ یعنی جتنی چیزین ہین۔ ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲۔

طرح اُڑتے ہین - جواب دیا - یہ مرتبہ پانون کے ساتھ چلنے اور پرون کے ساتھ اڑنے سے نہین ملتا ہے - بلکہ میرا
شوق جو ہے یہ طے مکان کا ذریعہ ہے - اور یہ حکایت بیان کی - زمانہ سابق مین ایک شخص حاکم قنوج ہوگیا ہے
جس نے حوض کمیتل کے پانی سے پرورش پائی تھی - اور اس پانی کے سوا دوسرا پانی اُس کے مزاج کے موافق
نہین آتا تھا - ناچار ایک شتر سوار کی ہر روز اس کام پر نوکری رہتی تھی - باوجودیکہ پانچ منزل کا فاصلہ تھا
مگر شتر سوار ایک رات دن مین پانی قنوج مین پہونچاتا تھا - ایک اور جوان تھا - جس کی قنوج مین ایک
خوبصورت معشوق کے ساتھ دلبستگی تھی - ایک روز یہ عاشق جوان حوض کمیتل کے کنارہ شتر سوار سے
ملاقی ہوا - چونکہ وہ شناسا نکل آیا - اسواسطے اب اُس نے پیغام دینا شروع کیا - اور عاشقی کی باتون مین
یہان تک محو ہوا - کہ اونٹ کے ساتھ قدم بقدم چلتے چلتے دور تک نکل گیا - یکایک اُسکو اپنے دور تک نکل آنے کی
آگاہی ہوئی تو رخصت ہونے لگا - شتر سوار نے کہا - اے سودائی مزاج عاشق - اب تو قنوج کی حدود مین
تو آگیا ہے - اپنے محبوب کو بغیر دیکھے ہوئے کیون لوٹا جاتا ہے - سخن کوتاہ - چند قدم چلا تھا - کہ شہر مین آگیا -
اور دلدار کے دیدار سے آنکھون مین فروغ - اور دل مین فراغ حاصل ہوا - **دوستو** شیوہ محبت کے اس قسم
کے عجائبات اتنے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے انجام پذیر نہین ہوسکتے ہین - خوابگاہ چندیری **لمولفہ**

اگر زخش جذبہ تا برساند بکوئے یار	آئین طے ارض کار نگ ہر سمند نیست

یاد خواجہ مؤید الملۃ والدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے مریدون اور نیازمندون مین سے ہین - الٰہی تائیدات کی بدولت دونون جہان کی
سعادت سے آپ کامیاب تھے - سرود سماع کا ذوق گویا آپ کے خمیر مین تھا لیکن بیٹے کے واسطے کمال بیقرار رہتے
تھے - بالآخر پیر کی بشارت سے بیٹا نصیب ہوا - نور الدین محمد انصاری نام رکھا - اور اُسنے باپ کے سایہ پرورش مین بہت
کچھ کمالات اور فضیلتین حاصل کرلی ہین - مؤید کی ابدی خوابگاہ - مقدس حظیرہ نظامیہ مین ہے -

یاد مولانا حسام الدین ملتانی

آپ سلطان المشایخ نظام الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - اتقا پرستش - اور عرفان مین آپ کو کمال
تھا جب آپ حجاز کے سفر سے واپس آکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت مین پہونچے تو سلطان الاولیا نے فرمایا -
حسام الدین - مدینہ منورہ کی زیارت **علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ** حج کے طفیل مین کرنا محبت والا درویش کا
شیوہ نہین ہے - اس بنیاد پر آپ زیارت مدینہ کا عزم کرکے مصر کے واسطے دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوئے - اور واسطے

بعد پیر کی اجازت سے پٹن گجرات مین گوشہ گزین ہو گئے۔ کہتے ہین آپ اپنے حالات درویشی کے اخفا مین بہت کوشش کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ ٹاٹ بیچنے سے روزمرہ کی قوت بہم پہونچاتے تھے۔ اور جو کچھ بہم پہونچتا تھا اُس مین سے بھی آدھون آدھ کسی اور شخص کو دیدیا کرتے تھے۔ جو مستحق ہوتا تھا۔ اور رسمی علوم کے درس مین مشغول رہتے تھے۔ رحلت کے وقت تک یہی روش در رفتار اور کار و بار رہا۔

اِن بزرگوار کی کیفیت ظاہر ہونے کا سبب لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین۔ ہجری سنہ سات سو پینتیس تھا۔ ایک شخص نے اس سال کے کسی مہینے مین بخدمت سلطان نظام الاولیا دہلی مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا گھر شہر نہرواله مین ہے۔ اور لڑکی کی شادی اتنی نزدیک آگئی ہے کہ مدت معلوم اِس قدر مسافت طے کرنے کے واسطے کافی نہین ہے۔ سلطان المشائخ نظام الاولیا نے فرمایا شیخ حسام الدین نہرواله کے رہنے والے ہین۔ ہر روز صبح کو نماز کے واسطے ہماری مسجد مین آیا کرتے ہین۔ اور پھر چاشت کے وقت تک اپنے مکان پر پہونچ جاتے ہین ہم تم کو اُن کے ساتھ کردین گے۔ تاکہ تم بہت جلد اپنے مکان کو پہونچ جاؤ۔ دوسرے روز وعدہ پورا ہو گیا۔ اور یہ بات کرامات حسامیہ کی ظہور کا باعث ہوئی۔ پھر آپنے لوگون کی رہنمائی کرنا اختیار کرلیا تھا۔ چھوٹے بڑے سب آپ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ کہتے ہین۔ اس خرق عادت کے بعد آپ کی زندگی۔ ہلالی ایک دور سے آگے نہین بڑھی۔ آپکے روضہ کا آستانہ۔ سجدہ گاہ تعظیم بنا۔ خوابگاہ نہرواله ہے مصرع تیز روی کرد و زدنیا گزشت۔

یاد مولانا حسام الدین نہرواله قدس سرہ

آپ کا سینہ دانش کا دریا تھا۔ اور دانش جوہر بینش سے آراستہ تھی۔ پرہیزگاری داخل عادت تھی۔ اور خوف الٰہی جملہ کار و بار کا مدار تھا۔ صوفی مشائخ کے سلسلہ بیعت مین تھے۔ اور کمال دلبستگی رکھتے تھے۔ طریقت کی رفتار پیران خانوادہ مذکور کی روش پر تھی۔ خوابگاہ نہرواله مصرع خاندان مغربیہ شرق دید ارادت۔

یاد شیخ سراج الدین عثمان نامور باخی سراج

آپ کی زاد بوم بنگالہ ہے۔ زمانہ ہوش شروع ہوا ہی تھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین پہونچ کر حلقہ بیعت گوش عقیدت مین پہن لیا۔ حسن خدمت اور نیز حسن سعادت کی وجہ سے مریدی منصب برادری نسبت سے بدل گیا۔ کہتے ہین۔ آپ کو آغاز جوانی مین ظاہری علم سے کوئی نسبت نہین تھی۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمہ اللہ نے ایک روز پیر کے حضور مین عرض کیا۔ کہ ایسا شایستہ زیرک طبیعت کا جوان علوم سے معرا رہے۔ یہ اچھا معلوم نہین ہوتا ہے۔ اگر یہ جوان اپنے تئین چھ مہینے کے واسطے میرے حوالہ کردیوے تو اِس کا سینہ ایسے علوم سے بہرہ ور کر دونگا

جن کا گہر دقیقہ شناس عالمون کا ہی ضمیر ہو سکتا ہے - چنانچہ بہت تہوڑی کوشش مین آپنے علم تحصیل کر لیا
اور آئینہ ہندوستان لقب پایا - کہتے ہین - اُسی خدمت گزاری کے زمانہ مین چند بار پیر سے اجازت لیکر اپنی مہربان
مان کے دیدار کے واسطے بنگالہ کو گئے - اور آئے - القصہ جب دونون جہان کی سعادت حاصل کر لی
تو پیر نے خرقہ خلافت دیکر اپنی زادبوم مین رہنے کی اجازت دی - یہان پر بہت تہوڑے دنون مین جملہ خورد وکلان
کے پیشوا ہو گئے - اور رحلت کے بعد اُسی جگہہ آرام ہی کیا - **بیت**

ہمہ گردون سراج عالم تن	ہمہ جان ہا اخی سراج بود

یاد شیخ عمر اسعد لاہوری عُرف علاء الحق قدس سرہٗ بنگالی

علاء الحق مخدوم العالم علاء الحق بنگالی آپکا لقب ہے - آپ دونون جہان کے سردار تہے - اور درسی و لدنی دونون
علم آپ کو حاصل تہے - شیخ اخی سراج کے مرید ہین - جو سلطان نظام الاولیا چشتی کے بزرگ خلیفہ تہے - اخیر مین دانا
ہو گئے - اور ملک بنگالہ و بہار مین تمام رہروان حقیقت کے پیشوا ہوئے - آپ کی قبر پنڈواہ مین ہے **قدس سرہ**

مصرع مشتاق طوف مرقد او خازن بہشت

یاد شیخ نور قطب عالم

آپ کا نام احمد - اور لقب نور الدین اور نور الحق ہے - شیخ علاء الدین والحق کے بیٹے اور نیز خلیفہ ہین - جو شیخ اخی
سراج کے بزرگ خلفا مین سے ہین - خوابگاہ پنڈوہ ہے - جو صوبہ بنگالہ سے مشرقی سمت مین ہے - درد و نیاز اور سوز و
گداز آپ کو بہت تہا - باپ کی خانقاہ مین جس قدر درویش رہتے تہے - اُن کی تمام خدمتین جیسے کپڑے دہونا - پانی
پانی گرم کر دینا - ایندہن لا دینا - جہاڑو دیدینا - آپ انجام دیتے تہے - ایک روز پدر بزرگوار نے فرمایا - نور - دیکہو فلان
مقام پر جس کنوئین سے شہر کی عورتین پانی کہینچتی ہین - اُس کے آس پاس کیچ رہتی ہے - بیچاری عورتون کا
پانون پہسلتا ہے - حکم یہ ہے - اُس جگہہ صبح سے چاشت تک - اور تیسرے پہر سے شام تک کہڑے رہا کرو - اور برتنون
کو اپنی سر پر اُٹہا کر اُس کیچڑ سے نکال کر جس کے اُس کو دیدیا کرو - چار سال تک آپ یہ فرمان برداری کرتے رہے
آپ کے مکتوبات بہی ہین - جن مین سلوک اور طریقت کو شیرین عبارت کے ساتہہ بیان کیا ہے - اور درد و نیازمندی
کے اسرار کو موثر اور شوق افزا الفاظ مین لکہا ہے - ذیل کے چند فقرے انہین مکتوبات مین سے ہین - نور مسکین نے
عمر ضائع کر دی - اور حصول مقصد کی اُس کی ہوا بہی نہ لگی - حیرت اور حسرت کے سنسان جنگل مین گیند کی طرح
سرگردان اور پریشان پہرتا رہا - عمر ساٹہہ سے گزر گئی - تیر چلہ سے نکل گیا - اور نفس امارہ کی بدی سے نجات نہین ملی -

ہاتھ مین ہوا - جگر مین آگ - آنکھون مین پانی - سر پر خاک - اور دل مین چاک - اِن چیزون کے سوا کچھ حاصل نہین ہوا اور ہمیشہ ندامت اور خجالت کے سوا - کوئی دست آویز ہاتھ نہین آئی مصرع ع نور رحمت باد شمع مرقدش -

یاد شیخ جلال الدین جد شیخ حسام الدین مانکپوری

آپ عالم - عابد - عارف - عزیز صابر - اور متقی تھے - ہمیشہ نماز عشا کے بعد اکتالیس بار سورہ یسین ختم فرمایا کرتے تھے - سلطان نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد سے بیعت تھے - کہتے ہین - شیخ محمد - دولتمند سپاہیون - اور کامیاب لوگون کے لباس مین رہکر اپنی حالت کو چھپائے رکھتے تھے - اور نیز سلاطین اور ارباب مناصب کی ملازمت مین جاتے آتے تھے - ایک روز مانک پور کے قاضی اور اُنکے بیٹے نے - امتحان کے واسطے آپ کی ملازمت کا عزم کیا یہ بات قرار دی - کہ اگر آپ ہم کو قند دینگے - تو ہم آپ کی ولایت تسلیم کرینگے - آپنے باطنی فروغ سے آنے والون کا ضمیر پہونچنے سے پہلے معلوم کرلیا - فرمایا حسام الدین ابھی اسی دم چند سادہ دل لوگ - درویش کے امتحان کے واسطے آنے والے ہین - اور اُن کے دل مین قند کی خواہش ہے - تھوڑا سا قند لے آؤ - تاکہ دل کی طرح اُن کا دہن بھی شیرین کردیا جاوے - اور اس اُمت کے درویشون کی طرف اعتقاد پیدا ہو جب قاضی جی آپکی ملازمت مین پہونچے - تو وہان پر قند رکھا ہوا دیکھکر تبسم کیا - اور خجالت سے سر نیچے کرلیا - رخصت کے وقت مہمانی کے لیے التماس کیا - فرمایا چالیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوتا ہے - کہ مینے مقلدان قضا کے خوان سے کھانا نہین کھایا ہے - کتابت قرآن کی اُجرت سے لقمہ کھاتا ہون اور کبھی بے وضو قلم سیاہی مین تر کرکے صفحہ کاغذ پر نہین چلایا ہے مصرع ع دلش آئینہ نور ازل باد

یاد مولانا خواجہ

آپ شیخ جلال الدین کے بیٹے - اور مولانا حسام الدین مانک پوری کے باپ ہین - عالم - فقیہ نفس - درویش خو - اور فاقہ کش تھے - ایک روز تین فاقون کے بعد ایک شخص فتویٰ لکھنے کے واسطے کچھ نقد آپ کے پاس لایا - آپنے قبول نہین فرمایا - گھر والون نے لعن طعن کیا - آپنے کچھ جواب نہین دیا - یہان تک کہ شام ہونے کو آئی - ایک امیر آدمی ملک عین الدین نام مانک پور مین اُترا ہوا تھا - وہ ایک دعا پڑھا کرتا تھا جس مین ایک لفظ پر اُس کے دل کے اندر الجھن پیدا ہوئی شہر والون سے دریافت کیا - یہان عالم کون ہین جن کی خدمت مین جا کر علمی مشکلات پیش کی جائین لوگون نے کہا - مولانا خواجہ ہین - امیر نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ بلا کر جو مشکل تھی - آپ کی خدمت مین ظاہر کی - آپنے فی البدیہ حل کردی - امیر کی الجھن دور ہوئی جس قدر نقد دوپہر کے وقت نہین لیا تھا - اُسی قدر نقد - ایک جوڑہ کپڑہ - اور کھانا پیش کرکے گھر کو روانہ کیا - اُس وقت لعن طعن کرنیوالون سے ازراہ مذاق کہا

اور مقتبہ کیا - کہ جو کوئی میری طرح ہمت کو کام فرما کر ناجائز چیز نہین لیتا ہے - جس طرح مجکو آج مشکوک چیز کے عوض مین اُس کے نہ لینے کے بدولت - حلال طیب مال عطا ہوا ہے - اسی طرح اُسکو بھی عطا ہوتا ہے - خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے - کہ اگر انسان دنیا سے گزر جاوے - تو آخرت اُسکو ملتی ہے - اور اگر آخرت سے بھی اپنے تئین گزار دیوے - تو اِسکے عوض حق سبحانہ ملتا ہے - دیکھو بشیوہ گزشتگی - تمہارے حصول کا درجہ کہان سے کہان پہونچتا ہے

یاد مولانا حسام الدین مانکپوری رحمہ اللہ

آپ دنیا اور آخرت مین مقبول تھے شیخ نور قطب عالم سے خرقہ خلافت ملا تھا شیخ شہاب الدین مانک پوری بڑے بزرگ خلفا مین سے ہین - اُنھون نے اپنے پیر کے تمام مکتوبات کو فراہم کر کے ایک جلد بنالی تھی - جو پیر نے اپنے فرزندون اور خلفا کے نام لکھے تھے - تعداد مکتوبات ایکسو اکیس ہے - ان مکتوبات مین زیادہ حصہ اُن مکتوبات کا ہے - جو موقا نے اپنے بڑے - اور عزیز ترین فرزند شیخ فیض اللہ کے نام لکھے تھے شیخ فیض اللہ قاضی شاہ کے نام سے نامزد ہین - چند خطا اپنے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے نام بھیجے تھے - شیخ احمد کو آپ شیخ بدھا - نور دیدہ - اور دیدہ نور کہا کرتے تھے - بعض خطوط شیخ نعمۃ اللہ کے نام ہین - شیخ نعمۃ اللہ لوگون مین شیخ نتھو کے نام سے مشہور ہین - اور کچھہ حصہ خطون کا ایسا ہے - جو شیخ زاہد شیخ اکمل شیخ راجا - اور شیخ خواند عالم مشہور بعاشق کے نام بھی لکھے گئے ہین - یہ سب شیخ نور قطب عالم کے نواسے ہین - ان سب کو خطون اور پیغامون کے ذریعہ سے تلقین فرمائی - سلوک طریقت مین عالی مقامات پر پہونچایا - خلافت کا خلعت پہنایا - ہدایت پائی اور ہدایت دہی کا مرتبہ عطا کیا لیکن سجادہ نشینی بڑے بیٹے شیخ فیض اللہ کو ہی عطا ہوئی - علیٰ ہذا القیاس آج تک شیخ فیض اللہ کے فرزند درجہ بدرجہ اپنے دادا کی جگہہ سجادہ نشین ہوتے چلے آئے ہین - تمام بنگالہ والے متفق اللفظ کہتے ہین - کہ مخدوم حسام کے ایکسو بیس خلیفہ تھے جو صاحب کمال واکمال تھے - ان مین سے (۱) سید مسعود ابن سید ظہیر الدین فتحپوری - جو شیخ سیدن کے نام مشہور ہین - (۲) سید حامد شاہ ابن سید راجہ شاہ مانک پوری (۳) سید محمد امیر بدہاجن کا لقب سید صوفی ہے - (۴) مولانا کمال الدین ۰۶ اللہ (۵) مولانا شہر اللہ ابو القاسم ملتانی لکھنوری (۶) شیخ نصیر الدین محمود ابن شہر اللہ لکھنوری - (۷) مولانا فرید الدین سالار عراقی (۸) شیخ احمد قنوجی (۹) معین الاسلام اودھی - (۱۰) مولانا منہاج الدین بہاری (۱۱) مولانا جمال الدین حسن - فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف ابن داود کروی (۱۳) مولانا سوندھو کردی (۱۴) مولانا محمد علا کردی - اور (۱۵) شیخ تاج شہاب مانک پوری جن کا لقب ازرانی شاہ ہے - یہ تمام صدر الذکر صحاب اکابر زمانہ کے پیشوا تھے - بعض اہل باطن تھے اور بعض اہل ظاہر اور اہل بیان تھے - قدس اللہ اسرارہم ایکسال

ہے رفیق العارفین نام جس مین ایک مریدنے آپ کی عجیب باتین فراہم کی ہین - ان باتون مین سے ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ مرید کی نسبت پیر کے ساتھ بعینہٖ ایسی ہے - جیسی پیوند کی نسبت جامہ کے ساتھ ہوتی ہے - اگر پیوند سفید ہے - تو جس وقت جامہ دہویا جاوے گا پیوند بھی صاف ہوجاویگا - اور اگر پیوند سیاہ ہے - تو اُس کی سیاہی کم ہوکر پیوند مائل بہ سفیدی ہوجاوے گا - یہ بھی اُنھین باتون مین سے ہے - اگر مرید نیک ہین تو پیر اُنھین کی نیکی سمجھین گے - اور اگر بدہین - تو اُن کی بدی معاف کرینگے - بہرحال بیعت بے فیض نہین رہتی ہے بیت

بے خدمت است خواجہ مگر بے ارادت است		خدمت نصیب بندۂ صاحب سعادت است

یاد شیخ کالو

آپ کا نام کمال ہے - اور شیخ حسام الدین مانک پوری کے مرید و خلیفہ ہین - آپ کی عمدہ ریاضت تھی - کرہ مین قبر ہے - بس اتنی باتون کے سوا آپ کے کسی قسم کے حالات راقم کو معلوم نہین ہوئے - جو حوالہ قلم کیے جاوین

یاد شیخ شمس الدین محمد

آپ نہایت بوڈہے آدمی تھے - بیعت تو تھے شیخ نور قطب عالم بنگالہ سے - مگر خرقہ خلافت کا شیخ رفیع الدین بایزید سے ملاتہا - اور قیام آپ کا اجمیر مین تہا شیخ جمال دہلوی کے پیر شیخ سماء الدین کا دوستی اور یاری کا رابطہ آپکے ساتھ بہت ہوا تہا شیخ سماء الدین کہتے تہے - کہ آپ کی زبان سے بارہا سنا ہے - مرشد خواجہ معین الدین کی نسل مین سے ہین قدس سرہم

یاد مولانا شیخن مانک پوری

آپ کو ربانی کلام حفظ تہا گوشہ نشینی اور تنہائی سے خوش دل رہتے تہے - اس پر بھی اہل جہان آپکے ہی آستانہ کی طرف متوجہ تہے - کہانا کہانے سے ہاتھ بالکل کہینچ لیا تھا - احیاناً اگر احاتا تہا - تو ایک لقمہ سے زیادہ نہ کہاتے تہے - جو شخص آپ کی ملازمت مین جاتا تہا - اُس سے گفت وگو اُسی کے حال کے موافق کیا کرتے تہے - یعنی اگر دہقان ہوتا تہا - تو اُس سے دریافت کیا کرتے تہے - تمہارے بیل تو فربہ ہین - کہیتی سرسبز ہے - شقہ دار منصف ہے یا ظالم ہے - جب کوئی شخص آپ سے کہتا تھا - اِس قسم کی باتین کرنا درویش کے مناسب حال نہین ہے - تو جواب دیا کرتے تہے - حقائق اور معرفت کی باتین کیونکر دریافت کرون - جن کو یہ لوگ سمجھ ہی نہین سکتے ہین - اور اگر خاموش بیٹہا رہتا ہون - تو پاس آنے والہ کو وحشت ہوتی ہے - ناچار کلام لغو سے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ کرنا پڑتا ہے - تاکہ باہم جدا ہو نوین - تو خوشی وخورمی کے ساتھ ہو نوین - اور جب یہ شخص اپنے گہر جاویگا - تو گہروالون کے سامنے فخر کے ساتھ کہے گا - آج شیخ نے مجھ سے ایسا کہا - اور ایسا دریافت کیا -

۵ ترجمہ لوگون سے اُن کی عقلون کے موافق باتین کیا کرو - ۱۲

مناسبتون کے سمجھنے والے اہل سخن اچھی طرح جانتے ہین - کہ ہم جنس گفت وگو کی تقریب سے برمحل اکثر باتین یاد آجایا کرتی ہین - چنانچہ اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے - دسوین صدی کے اخیر مین چوتھے حصہ کا آغاز تھا - اُس وقت کا ذکر ہے - شہر بڑودہ* مین عماد الملک رومی کا بیٹا چنگیز خان نامی گجرات کے امیران اعظم مین سے تھا - جب وہ کسی سے بات کیا کرتا تھا تو پانسو درم چاندی اُسکو دیا کرتا تھا - اور کہتا تھا کہ اس قاعدہ کی پابندی اس غرض سے ہے - کہ جب یہ شخص اپنے گھر پہونچے گا - اور اپنے اہل وعیال سے کہے گا - کہ آج چنگیز خان میرے ساتھ ہم کلام ہوا ہے - اگر یہ نقد اس کے پاس نہوگا - تو اس کی راست گفتاری کا کوئی گواہ نہین ہے - **القصہ** شیخ کے اندر اور بہت سے تصرفات اور خوبیان تھین - اُن کا قیاس اُسی نمونہ پر کر لیا جاوے -

یاد مولانا برہان الدین صوفی پور جمال الاولیا ہانسوی قدس سرہما

آپ صاحب حال وقال تھے - اور علم حجت وبرہان بھی جانتے تھے - آپ فرمایا کرتے تھے - کہ جب پدر بزرگوار کو ناسوتی جہان سے کوچ فرمانے کا وقت پیش آیا - تو اُن کی کنیز جو اپنے وقت کی عارفہ اور عابدہ تھین اور جن کو حضرت گنجشکر مادر مومنان فرمایا کرتے تھے - جو خرقہ اور عصا پدر بزرگوار کو حضرت گنجشکر نے عطا فرمایا تھا سامنے لے آئین - ارشاد ہوا - برہان الدین کو دیدیا - جواب مین عرض کیا - ابھی خورد سال ہے - ارشاد ہوا - کچھہ مضائقہ نہین - ماہ نو ہے - جلد بدر ہو جاوے گا - اور فرمایا - کہ جب اس کا زمانۂ ہوش آجاوے - تو اس کو چاہیے کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین کوشش کرے - کہ اُن کی خدمت سے دوجہانی کمالات حاصل ہوجاوینگے

یاد مولانا شمس الدین یحییٰ

اکثر علمی کتب آپ کے مطالعہ سے نکلی ہوئی تھین - بالخصوص اصول فقہ کی کتابین - کہتے ہین - ایک روز آپ مع اپنے بھائی مولانا صدر الدین کے جو آپ کے ہم سبق تھے - مولانا ظہیر الدین کی ملازمت سے اُٹھکر سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوئے - سلطان الاولیا نے سبق کا سوال کیا - جواب دیا - کشف عنقریب ختم ہونے والی ہے اعادہ کے ساتھ ایک مشکل جو اُس روز کے سبق مین تھی - عرض کی - سلطان الاولیا نے ادنی توجہ سے وہ دشواری آپ کے روبرو حل کردی - جو بہت سے لم ولانسلم کے ساتھ بھی مدرسہ مین حل نہین ہوئی تھی - آپ وہان سے عبرت حاصل کرکے اُستاد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور گزری ہوئی حقیقت حال ظاہر کی - اور پھر دوسرے روز اُستاد کے ہمراہ خانقاہ نظامیہ مین آکر بیعت ہوئے - اور خرقۂ خلافت اور اجازت نامہ پایا - **القصہ** ایک عرس کا ہنگامہ تھا قوالی ہو رہی تھی - ایک غزل سنکر آپ کا حال دگرگون ہوا - نالہ وفغان کر رہے تھے - کہ آپ کا نفس ناطقہ روح

* بڑودہ گائکوار ریاست کا دارالحکومت ہے - زبان قدیم مین شاید بردودہ کہتے تھے ۱۲

رحمانی سے جاملا۔ مصرع آفتاب ذات اور امشرق و مغرب یکے ست۔

یاد مولانا فخر الدین زرّادی

آپ سنجیدہ عالمون اور اُستاد نامورون مین سے ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز آپ پر سلطان نظام الاولیا کی نگاہ پڑگئی تھی۔ کہ رسمی علوم کا خزانہ اور درسی قیل وقال کا کروفر تمام تباہ و برباد ہوگیا۔ ناچار مرید ہوئے۔ تمام کتب خانہ مدرسہ والون کو تقسیم کردیا۔ اور وحدت کے مسئلہ کو اپنی نماز و نیاز کا قبلہ گاہ بنایا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر کی اجازت سے حجاز کے سفر کو گیے۔ جب واپس آتے تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ دریا مین ڈوب گیے۔ غیب سے ایک شخص نے آواز دی ہذا بحر عمیق غریق فی البحر شیخ نجم الدین ابوالبرکات مالکی عربستان سے دہلی مین آئے تھے۔ بیان کرتے تھے۔ مینے ایک زیبا شکل جوان کو انوار الٰہی کا بھرا ہوا طبق ہاتھ مین لیے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ کہان جاتے ہو۔ اور کیا لیے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ مین فرشتہ ہون۔ لدنی علم زرادی کے ارواح کے واسطے لیے جاتا ہون جس نے گزشتہ شب کو اکتسابی علوم۔ خدا کی محبت مین چھوڑے ہین۔

یاد شیخ شمس اوتاولہ

اوتاولہ ہندی زبان مین جلدباز کو کہتے ہین۔ ہدایت دہی مین آپ کی شعاع۔ اپنے نام کی طرح مثل آفتاب کے فائدہ رسانی مین آپ کی رفتار اپنے لقب کی طرح مثل ماہ تھی۔ کہتے ہین آپ سلطان نظام الاولیا کے حضور مین اس قسم کی باتین بہت کیا کرتے تھے۔ کہ ایسی صورت کی آرایش۔ اور طینت کی زیبائی۔ جو اندرونی افسردگی کا نشان اور دلبستگی کا گواہ ہے۔ کیونکر درویش کے واسطے موزون ہوسکتی ہے۔ سلطان نظام الاولیا جواب نہین دیا کرتے تھے۔ اسی اثنا مین ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا اپنا سر پیغمبر علیہ السلام کے مبارک زانو پر رکھے ہوئے سو رہے ہین۔ اُس وقت سے گویا زبان طعن کاٹ کر پھینک دی۔ اور ہمیشہ ادب و اعتقاد ملحوظ رکھا۔ سلطان الاولیا بھی فرمایا کرتے تھے جس کسی کو اپنی مراد پر خواہ وہ انجھانی ہو۔ یا پنجابی۔ جلد پہنچنا منظور ہو۔ وہ ہمارے شمس کی ملازمت کرے۔ اس بنیاد پر آپ کو اوتاولہ کہتے ہین۔ خوابگاہ دہلی۔

مصرع باد خرم جان او از فیض حق۔

یاد شیخ حیدر

آپنے خاموشی کو اپنے حسن جمال کا نقاب بنا رکھا تھا۔ اور ہمیشہ اہل جہان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الاولیا کے خلفا مین سے ہین۔ خوابگاہ لاڈو کی سرائے مین ہے۔

یاد خواجہ تقی الدین نوح

آپ خواجہ ہارون کے بھائی ہین - درویشون کی سی عادت - عالمون کی سی طبیعت - اور عابدون کی سی روش تھی - بے انتہا عبادت اور ریاضت کرنے سے دن رات مین آپ کو کہانے پینے کی بہی فرصت نہین ہوا کرتی تھی ایک روز سلطان نظام الاولیا نے دریافت کیا - اس قدر عبادت کرنے سے تمہاری آرزو کیا ہے - جواب دیا - پیر بزرگوار کی عمر کی درازی - سلطان نظام الاولیا - بہت خوش ہوئے کہتے ہین - بالآخر - اپنی صحت - بیماری دق کے ہاتھہ فروخت کرکے شیخ سے پیشتر ہی کوچ کر گئے -

یاد خواجہ ابو بکر مصلی بردار

آپ گویا عزت و کرم کا خزانہ - اور ذوق و شوق کی کان تھے - آپکے سماع کے وقت خانقاہ کے در و دیوار جنبش مین آجایا کرتے تھے - اور حاضرین مجلس مین یہانتک جوش ہوتا تھا - کہ فریاد آسمان تک جاتی تھی توکل اور استغنا کے دائرہ سے پانون کبھی باہر نہین نکالا - اہل دولت کے آستانہ پر کبھی احتیاج لیکر نہین گئے اور با اینہمہ سب سے بہتر ایام گزاری کی -

یاد خواجہ رفیع الدین ہارون

آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید اور (بہن کے لڑکے) بھانجہ ہین - پیر کی نظر مین تمام عزیزون اور مریدون سے زیادہ عزیز تھے - پیر آپکے بغیر کہانا نہین کہایا کرتے تھے - کلام ربانی حفظ تہا - تیر اندازی مین ہاتھہ بہت ہلکا اور شست بہت درست تھی - سلطان الاولیا نے اپنی زندگی مین آپ کو اپنی اوقاف کا متولی کر دیا تہا -

یاد شیخ بالو چشتی

آپ کی خوابگاہ کنبایت مین ہے جو ایک بندر ہے احمد آباد سے دو منزل دور - شیخ شیدا آپ کے مرید تھے - پیر بدون مرید (شیخ شیدا) کے کہانا نہین کہایا کرتے تھے - ایک روز ایک خادم نے کمینہ پن اور نیز زیادہ بہوکا ہونے کی وجہ سے کہا - ایک جولاہو کب اس قابل ہو سکتا ہے - کہ اُس کا انتظار کیا جاوے - پیر نے فرمایا - کہانا لاؤ - جب دیگ کے سرپوش اٹھایا تو دیگ مین کیڑے کلبلانے لگے - فرمایا - پھر ڈہک دو - اور ڈہکا رکہو - جب تک شیدا نہ آوے - شیدا آئے - اور کہانا نکالا گیا - بالکل پاک صاف نکلا -

غوث طلسمی عالم کو ایک ہنگامہ سمجھنا چاہیئے - جس کے اعراض اور جواہر ہر ایک شخص کی نظر مین اُسکے اندیشہ اور توہم کے تابع ہوتے ہین - لیکن تغیر اکثر معانی مین ہوا کرتا ہے - اور اُس کو ظاہر شریعت مین بہی جائز جانتے

ہین اور صورت کی تبدیلی از قسم خرق عادت ہے - اولیاء اللہ کی کرامات کے ذریعہ سے اُسکو بھی ممکنات سے سمجھتے ہین - اور اشیا کے باطنون پر جو حکم ہے وہ جمال اور جلال کا ہی ہے - جو گوناگون اسما اور صفات کے پردہ مین ظہور کر رہا ہے - جیسے کہ مذکورہ بالا خادم کی نظر مین کھانا کیڑے ہوگیا جس کا دل تجلی جلالی اور حقیقت پوشی کے ساتھ تام زدہ تھا - اور رشید اکی نظر مین کھانا اپنی اصلی صورت مین معلوم ہوا جس کا دل جمال اور عقیدت کی صفت سے آراستہ تہا - حدیث لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ[۵] اسی مقام کا بیان ہے - مصرع -

یاد ا جہان صورت و معنی مسخر ش

یاد خواجہ شمس الدین دہلوی

آپ امیر خسرو کے (بہن کے بیٹے) بہانجہ ہین - قافیہ کا علم - نظم کا ذوق - اور طبیعت کی موزونی یہ صفات آپ کی ذات مین کمال درجہ موجود تہین - سلطان نظام الاولیا کے جمال باکمال پر عاشق تہے - یہانتک کہ نماز پڑہتے وقت جب تک کہ سلطان الاولیا کے چہرہ منور پر نظر نہین کر لیتے تہے - تکبیر تحریمہ نہین کہتے تہے - فرمان بردارن نظامیہ مین سے بعض کا یہ قول ہے - کہ عشق کی ہی بیماری مین جان دیدی - اس بیماری کے سوا کوئی اور علت آپ کے مزاج مین واپسین دم تک نہین تھی - اور جو قبر بزرگوار ماموں کے مزار کے تحت مین ہے - کہتے ہین - کہ وہ آپ کی ہی قبر ہے - شاید ہوگی -

یاد خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر

آپ خانہ شریعت کے ستون - اور دربار طریقت کے وزیر تہے - کہتے ہین - آغاز جوانی سے ختم زندگانی تک کبھی تکبیر اولی ہاتہ سے نہین جانے دی - مقدس روضہ نظامیہ مین اکثر اوقات نماز کی امامت کیا کرتے تہے - اور وہان سے باہر نہین جاتے تہے - ہر شب جمعہ مین ختم قرآن کرنا آپ کا وظیفہ تہا -

یاد مولانا مغیث الدین دہلوی

آپ سلطان نظام الاولیا کے مقبول اور بزرگ خلفا مین سے ہین - ہجری سنہ سات سو بیس مین پیر بزرگوار کی اجازت سے مالوہ کی طرف گئے - اور شہر اُجین مین دریائے شپرا کے کنارہ گوشہ گزین ہو گئے - جب عالم علوی کو کوچ فرمایا تو اُسی جگہہ قبر بنائی گئی - جہان گوشہ گزین تہے - عجیب جگہہ ہے - ہوا اور فضا کے اعتبار سے بہشت کا نمونہ ہے ہر شب جمعہ کو اکثر لوگ نذر و نیاز آپکے مزار کے پاس درویشون کو تقسیم کیا کرتے ہین - سرود و سماع کی مجلس ہوتی ہے - اور نیز حسن و عشق کا بازار گرم ہوتا ہے -

---

[۵] جو ان کا صدقہ ہے - وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے ۱۲

یاد سید شمس الدین خاموش

آپ سید محمد کرمانی کے فرزند ہین - آپ کا چہرہ حسین تھا - اور عادات دلکش تہین - اکثر خلفاے نظامیہ سرود و سماع کی مجلس آپکے مکان مین کیا کرتے تھے - کہتے ہین - ایک کم فہم آدمی تھا - اُس نے آپ کی سیادت اور ولایت پر اعتراض کیا تھا اُسی دم کیا دیکھتا ہے - غصہ مین بہری ہوئی ایک جماعت اُس شخص کے ہاتہہ باندہکر سولی کے نیچے لیے جاتی ہے - یہ حالت دیکہکر وہ شخص دل مین اپنے خیال سے باز آیا - پس خوف دلانے والی صورت مع اپنے اثرات کے نظر سے غائب ہوگئی شخص معترض نے یہ عجائبات دیکہکر آپ کے قدمون مین سر رکہا - عذر و معذرت سے پیش آیا - اور جو کچہہ اُسے واقعہ گذرا تھا - بیان کیا - کہتے ہین - آپنے ہجری سنہ سات سو بتیس مین ہستی موہوم کو چہوڑ دیا - مصرع داشت ریشں در دل و در دیدہ حکم آفتاب -

یاد مخدوم جہانیان قدس سرہ

آپ کا نام سید جلال تھا - آپ بخارا کے سادات عظام مین سے ہین - ظاہری علم اور باطنی معلومات سب کچہہ آپ کو حاصل تہی - عالم غیب سے عالم دنیا مین آپ کے تشریف لانے کی تاریخ پندرہوین شعبان کی رات ہے اور ہجری سنہ سات سو سات تھا - اور امکانی سراے سے وجوب کے محل کو بازگشت کا سال اور مہینا عید قربان کا روز اور ہجری سنہ سات سو پچاسی لوگ بیان کرتے ہین - آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح قرشی کے مرید اور نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - چند روز آپ کو امام عبد اللہ یافعی صاحب تاریخ کے ساتہہ بہی اتفاق صحبت رہا ہے - ایک کتاب خزانہ جلالی آپ کی ملفوظات مین سے ہے - اُس مین آپنے بہت سی فائدہ مند باتین امام سے لکہی ہین - اور آپ کے ایک مرید تہے شیخ جمال نام تھا - اپنے وقت کے عالم تہے - اُنہون نے جو آپ کی پراثر باتین بواسطہ یا بیواسطہ سنی تہین - اُن سب کو اپنے قلم سے فراہم کیا ہے بڑی کتاب ہوگئی ہے - جامع العلوم جلالی اُس کا نام بتلاتے ہین -

آپ کے دلچسپ کلمات مین سے یہ بات بہی ہے - کہ آپنے فرمایا ہے - **شریعت** اعضاے بدن کا پاک کرنا ہے تعمیل اوامر اور اجتناب نواہی کے ذریعے سے - **طریقت** دل کو منور کرنا ہے - تہذیب اخلاق کی مدد سے اور **حقیقت** نفس ناطقہ کو پاک و صاف کرنا ہے آئینہ روح سے ماسوائی زنگ دور کرکے - اس بنیاد پر شریعت کے پہاڑون مین کا ایک ذرہ بہی طریقت اور حقیقت کے آفتاب کی شعاعون سے بہتر اور بزرگ تر ہوتا ہے - حال آنکہ شریعت سے مخلوقات کے صرف جسم کی اور ظاہری افعال و اقوال کی آراستگی ہوتی ہے

اور طریقت وحقیقت کا تعلق اندرونی آزادی سے ہوتا ہے - اور نیز طریقت وحقیقت اللہ عزاسمہ کی نظرگاہ ہین - کیونکہ شریعت کے ساتھ گناہ گاری - نزاہی تباہی خیالات - اندرونی کفر - اور نہانی شرک یہ تمام چیزین ایک شخص کے اندر جمع ہوسکتی ہین - برخلاف طریقت اور حقیقت کے - کہ یہ دونون چیزین روح کی روشن ضمیری پر مبنی ہین - اور روشن ضمیری کا پیدا ہونا راستی - درستی - یگانگی - یک رنگی - گرشتگی - پرہیزگاری - ایک کو دیکھنا - اور ایک ہی سوچنا - ان صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بدون ممکن نہین - اور مذکورہ بالا تین طریقون کا نام اصطلاح تصوف مین تزکیہ - تصفیہ - اور تجلیہ ہے - ان طریقون کا مفصل اور صحیح بیان اکثر کتب تصوف مین لکھا ہوا ہے - وہ دیکھنے کے قابل ہے -

عید قربان کے روز ملک الموت - مخدوم کے پاس ادائے امانت کا پیغام لائے آپنے فرمایا - لوٹ جاؤ - اور تیسرے پہر تک صبر کرو - تاکہ جلال کے لڑکون کو خوشی کی صبح - ماتم کی شام نہ ہوجاوے - جب لوگ عید کی چہل پہل سے فارغ ہوئے - تو آپنے معنوی سفر کیا - مصرع ع باد عید جانِ او دیدار حق -

سید شرف الدین مشہدی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے - کہ مخدوم کو کچھ اوپر چار سو چالیس اصحاب سے خلافت تھی - منجملہ ان کے جس قدر بیان صحت کو پہونچا ہے - اور شجرہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے - یادداشت مین لکھ لیا ہے -

فہرست خلافت مخدوم قدس سرہ جو صحیح بیانات سے معلوم ہوئی ہی

اولاً - پدر بزرگوار سید کبیر بخاری سے خلافت تھی	یہ سلسلہ آباو اجداد کے ذریعہ سے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے -
دوسرے - اپنے عم سید محمد بخاری سے تھی -	یہ دونون خانوادے شیخ بہاءالدین زکریا تک منتہی ہوتے ہین -
تیسرے - شیخ رکن الدین ابوالفتح سے	
چوتھے شیخ الاسلام محمود شاہ نزاد بوم تستر - مسکن سورکاہ علاقہ فارس سے - - - - - - -	مخدوم نے ہجری سنہ سات سو اڑتالیس ہین جب کہ محمود شاہ کی عمر ایک سو تیس سال کی تھی - ملازمت مین پہونچکر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا - اور کتاب عوارف خطبہ سے خاتمہ تک ان سے پڑہی تھی - انہونے عوارف کو مصنف کی خدمت مین پڑہا تھا - دو تین چار ان تینون خانوادون کا سلسلہ شیخ الشیوخ سہروردی تک پہونچتا ہے

پانچوین - امام عبداللہ یافعی سے خلافت تھی -	یہ شجرہ ابومدین مغربی تک پہونچتا ہے -
چھٹے - شیخ ابو صبید عینی سے - -	یہ دونون سندین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے جا ملتی ہین -
ساتوین - شیخ نورالدین علی ابن عبید اللہ طرابلسی سے	
آٹھوین - شیخ فریدالدین گنج شکر سے - عالم روحانی مین -	ان چارون چمنون مین شگفتگی خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نوبہار ہدایت سے ہے -
نوین - شیخ قطب الدین منور سے - -	
دسوین - مولانا شمس الدین یحیی اودہی سے -	
گیارہوین - نصیرالاولیا چراغ دہلی سے - - -	
بارہوین - شیخ رکن الدین منجی سے - - - -	یہ سلسلہ شیخ ابوعبداللہ خفیف شیرازی کے توسط سے سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچکر خواجہ اُویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے -
تیرہوین - سید جلال اوچھوی سے - - - -	یہ ہدایت کا خاندان شیخ نجم الدین کبریٰ سے جا ملتا ہے -
چودہوین - سید حمیدالدین محمود چشتی سمرقندی سے -	یہ خانوادہ خواجہ مودود چشتی تک پہونچتا ہے -
پندرہوین - شیخ نجم الدین اصفہانی سے - -	یہ خاندان شیخ ابوبکر نساج پر تمام ہوتا ہے - قدس اللہ اسرارہم اجمعین -

ان کے سوا اور خلافتین جو صحت کے درجہ کو نہین پہونچی ہین - بہت سی ہین - ایک بیان ہے - کہ سو سے متجاوز ہین - ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سید شرف الدین مشہدی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - کہ کچھ اوپر چار سو چالیس خداشناس رہنما اور عالمون سے مخدوم نے ملازمت حاصل کر کے خلعت خلافت - اور فیض پایا تھا جس قدر کوشش کے ذریعہ سے تحقیق ہوا ہے - لکھا گیا - اگرچہ دیگر رسالے ایسے موجود ہین - جن کے اندر مخدوم کی خلافتون کا سلسلہ بعض مین مذکورہ بالا تعداد سے کم اور بعض مین زیادہ لکھا ہے - مگر صحیح طور پر یہ معلوم نہین ہوا ہے - کہ لکھا ہوا حال گمان تک تو اول اطمینان ہے - العلم عند اللہ -

یاد امیر سید احمد ابن سید محمد کرمانی

آپ کی کرامتین زبردست تھین - اور حالات قوی تھے - سلطان محمد تغلق شاہ نے بزعم سلطنت ایک روز

آپ کے پانون مین بیڑیان ڈال دی تھین - مگر وہ بدون ہاتھ لگانے کے فوراً کھل پڑین - جب یہ ماجرا سلطان نے سنا - تو آپ کی محبت اُس کے دل مین پیدا ہوئی - اور استحکام کے ساتھ پیدا ہوئی - اور از سر نو مصاحبت کا سلسلہ قایم ہو گیا - علمی کمالات سلطان نظام الاولیا سے حاصل ہوئے تھے - خلافت کا خرقہ بھی سلطان الاولیا سے ہی تھا - سلطان الاولیا کے خلفا کے اجازت نامے آپ لکھا کرتے تھے - روز پنجشنبہ تاریخ اکیسوین شعبان ہجری سنہ سات سو باون کو آپنے اپنی زندگی کا پانون تعینات کی زنجیر سے نکال لیا - بیت

اگر نیارد بست پائے ہوشمند	حلقہ حلقہ بگسل آن زنجیر را

یادِ شیخ نصیر الدین محمود اودھی

گنج معانی اور چراغ دہلی آپ کا لقب ہے - نفس جو بظاہر دوست اور عادۃً دشمن ہے - اس کی لڑائی مین آپ کو فتح مندی کے ساتھ کامیابی ہوئی تھی - وجدان - کشف - اور اشراف یہ مدارج بھی آپ کو حاصل تھے - شیخ جمال دہلوی نے سیر العارفین مین لکھا ہے - سلطان نظام الاولیا کا سال زندگانی جب نوے اور چار چورانوے کو پہونچا - تو بروز چہارشنبہ اٹھارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو چھبیس کو خلفا کی انجمن فراہم کی اور ہر ایک کو خرقہ خلافت عطا فرما کر جدا جدا استمون مین مقرر کیا - اخیر مین چراغ دہلی رہ گئے - آپ کو اپنے پیر کا خرقہ مصلی - تسبیح - اور کاسہ عنایت فرما کر اپنا جانشین کیا - اور دہلی والون کی رہنمائی - آپ کے سپرد کر کے وصیت فرمائی - کہ اغیار کے آزار اور سرزنش پر صبر کرنا - اپنی عادت رکھنا - اُسی روز پچھلے وقت آنکھین بند کر کے عالم قدس کو روانہ ہو گئے - بعد ازین جملہ خلفا نے بھی آپ کی جانشینی پر خوشی کے ساتھ رضامندی ظاہر کی -

کہتے ہین - سلطان محمد تغلق شاہ کا مزاج کج واقع ہوا تھا - بے وقت آرزوئین اور کام پیش کر کے آپ کو ناحق خفت پہونچایا کرتا تھا - رازدارون نے چراغ دہلی کی خدمت مین عرض کیا - جس دعا سے کیفر کردار ملے - ایسی دعا سے بدکردار کو کیون گوشمالی نہین دیجاتی ہے - فرمایا - نصیر کا معاملہ اپنے علیم بصیر کے ساتھ ایسا ہے - کہ وہ بدون کسی لغزش کے ایسی آزمایش پر گوشمالی نہین دیتا ہے - اس بنیاد پر سلطان سے دل مین کدورت پیدا کرنا - درویش کے واسطے زیبا نہین ہے - بلکہ احسان مند ہونا مناسب ہے -

القصہ - آپ کے دامن ارشاد سے بہت سے خدا شناس لوگون کو ولایت حاصل ہوئی اور وہ قطب بھی ہوئے - بعض کے صحیح حالات اُن اصحاب کے حالات کی یادداشت سے ظاہر ہونگے - جو آپ سے

بیعت ہین۔ اور جنہون نے خرقہ خلافت پایا ہے۔ آپنے پیر کے بعد چھتیس سال تک لوگون کی ہدایت کی۔ پہلے بیعت تھی

چراغ دہلی از بہر مسیحا آسمانی شد	کہ تا خورشید با خویشتن ہمسایہ گرداند

یاد شیخ ابراہیم

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے امام تھے۔ کہتے ہین۔ ہنگام نماز تکبیر اولی مین آپ کی نظر۔ جمال کعبہ پر پڑا کرتی تھی۔ اس سبب سے ناچار آپ الی عین الکعبۃ کہا کرتے تھے۔ نہ الی جہتہ الکعبۃ۔ آپ کی قبر کالپی مین ایک قبہ کے اندر ہے جو مولانا خواجگی قدس سرہ کے گنبد کے برابر مین ہے۔

مولانا خواجگی کے تین بھائی اور تھے۔ مولانا مغیث الدین اور مولانا وجیہ الدین یہ دونون ایک ہی جگہہ اُجین مین پانی کے کنارہ سوئے ہوئے ہین۔ اکثر لوگ شب جمعہ کو نذرین لیجاتے ہین اور مولانا غیاث الدین نے قصبہ دہار کی حدود مین آرام فرمایا ہے۔ اور یہ دونون شہر۔ ملک مالوہ مین ہین۔

یاد سید حسین خنگ سوار نہروالہ خلیفہ نظام الاولیا

خرقہ علوات کا لباس۔ اور توفیق عبادات کا خلعت۔ جو معرفت اور حقیقت کی سنجاف سے آراستہ تھا اپنے زیب بدن کر رکھا تھا۔ آپ ہجری سنہ چھ سو اڑسٹھ مین علم غیب کے خلوتخانہ سے عالم ظہور مین تشریف لائے۔ اور سترہ سال کی عمر کے بعد۔ خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکھا۔ ایک سو تیرہ سال طریقت کی سیر فرماکر ہجری سنہ سات سو اٹھانوے مین عالم صورت سے ملک معنی کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ نہروالہ شہر مین تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے کہتے ہین۔ حسن و تجمل کے آغاز مین ایک روز آپ اثنائے راہ مین بہلول مجنون کے پاس جا پہونچے۔ بہلول کی خدا بین آنکھ آپ کے جمال اور حال پر پڑی۔ ایسے فریفتہ ہوئے۔ کہ دل محبت کے جال مین پھنس گیا۔ اور خود ہمراہ ہو گئے۔ ہر چند پرستاران ہمراہی نے دور باش کی۔ مگر وہ تو دل دادہ تھے۔ دور باش کارگر نہ ہوئی۔ اسواسطے صاحب حسن نے تنگ ہوکر بہلول کی پشت پر ایک تازیانہ رسید کیا۔ بہلول نے نعرہ مارا۔ اور رقص کرنے لگے تازیانہ مارنیوالا کی آواز سنکر بیہوش بلکہ دیوانہ ہو گیا۔ بارہ سال برابر ایک درخت کے نیچے گزار دئے۔ اور جو پتے اسکے گرتے تھے۔ وہ اپنی قوت کے کام مین لاتے تھے۔ ناگاہ ایک رات عالم خواب مین حضور خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپ کو اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ[1] کے حلقہ مین لیکر اپنی خاص کلاہ سے سرفرازی بخشی اور فرمایا۔ ہر ایک دور مین ایک شخص اولیا اللہ کا مدار ہوتا ہے۔ اس زمانہ مین سلطان نظام الدین بدایونی مدار ہین۔ ان کی ملازمت مین جلد جاؤ۔ ہم بھی سفارش کیے دیتے ہین حکم کی تعمیل کی گئی جب آپ خانقاہ کی دہلیز پر پہونچے

[1] اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہین۔ وہ لوگ بیشک اللہ سے بیعت کرتے ہین ۱۲

سلطان نظام الاولیا بذریعہ اپنے باطنی فروغ کے آپ کے آنے سے آگاہ ہوئے ایک نوکر کو ارشاد کیا۔ سید حسین کو اندر بلاؤ۔ جب نوکر باہر آیا۔ تو اس نام کے بہت لوگون کو کھڑا پایا۔ واپس چلا گیا۔ ارشاد ہوا۔ سید حسین دہلوی کو بلاؤ دہلوی بھی اس نام کے چند اشخاص تھے۔ پھر واپس گیا۔ اور جاکر خاموش کھڑا ہو گیا۔ حکم ہوا۔ کہ دہلوی غیاث پوری کو ہم بلانا چاہتے ہین۔ اس تخصیص سے امتیاز ہوا۔ اور آپ اندر گئے۔ سلطان نظام الاولیا نے اسی دم اپنے سر سے کلاہ اُتار کر آپ کو دی۔ آپ نے عرض کیا۔ فقیر خواب مین فاتح وحدت اور خاتم نبوت علیہ السلام سے بیعت ہو چکا ہے۔ جواب دیا۔ یہ محبت کی کلاہ ہے۔ نہ کہ بیعت کی۔ اس بات پر آپنے کمال عجز و انکسار سے کلاہ قبول کی۔ چند روز بعد درسی علوم کی تحصیل کے واسطے اجازت ملی۔ اور تھوڑے عرصہ مین علم کے دروازے آپ کے روبرو کھل گئے۔ یہان تک کہ ہدایہ فقہ پر مشکل کشا حاشیہ آپنے لکھا ہے۔

خلاصہ کلام یہ۔ کہ جب دونون عالم کے کمالات سے آپ کامل و مکمل ہو گئے۔ تو آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر گجراتیون کی ہدایت کے واسطے رخصت کیا جب آپ حسب ارشاد پیر اپنی ہمشیرہ بی بی آرام نام کے ہمراہ گجرات کی طرف آئے۔ تو ایک موضع ہے کہ دری نام مضافات دیو مین وہان پر آپ ایک مدت تک خدا پرستی کرتے رہے۔ اور پھر وہان سے نہر والہ مین جا کر حجرہ بنا لیا۔ دونون آدمی حصور تھے۔ جس حیثیت سے کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ اُسی حیثیت سے خاک کے پیٹ مین جا آرام کیا۔ ایک دفعہ دو مرد سپاہی صورت آپ کے پاس آئے۔ آپنے فرمایا۔ سر دوستی کا شوق دل سے جوش کرتا ہے۔ اُن دونون شخصون نے اپنی تلوار گرو رکھکر قوال کا اور کھچڑی کا خرچہ بہم پہونچایا۔ اور پھر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ سماع سنکر خوش ہوئے اور دونوں کو دعائے خیر سے دونون جہان کی نعمتین دیکر مالا مال کیا۔ اُنہون نے بہت جلد تن گدازی اور جان نوازی کی توفیق اور داد و دہش کی دستگاہ حاصل کر لی۔

کہتے ہین سلطان وقت رعایا کے اوپر ظلم کیا کرتا تھا۔ آپنے بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی۔ سلطان کے کان خوش آمد کی باتین سننے کے عادی تھے۔ لہذا یہ بات اُسکو پسند نہین آئی۔ آپنے غصہ ہوکر پیغام بھیجا۔ کہ تو بس شحنہ سے زیادہ نہین ہے۔ عزل و نصب ہمارے اختیار مین ہے۔ ظلم کرنے سے باز آ۔ یا واپسین سفر کے واسطے کمر باندھ لے۔ اُس نے بدبختی سے اس تنبیہ کو بھی باد ہوائی سمجھا۔ اُسی روز غول کے غول سانپ اور بچھو آٹھون طرف سے اُسکے گرد فراہم ہوئے۔ جب سلطان نے یہ صورت خراب دیکھی۔ تو ظلم سے باز آکر توبہ کی۔ اور چند دیہہ معاش کے لیے سید کی آل و عیال کے نام پر مقرر کر دیے۔ اور مریدانہ سلوک کے ساتھ پیش آیا۔

مصرع حسب و نسب نبی داشت حسین

ص یاد بی بی آرام حضور

آپ سید حسین نہروالہ کی ہمشیرہ ہین شریعت اور طریقت کی راہ چلنے مین اپنے عارف بھائی کی برابر تہین
جب ان دونون کو بزرگوار پیر سلطان المشائخ نظام الاولیا کی خدمت سے گجرات جانے اور رہنے کی اجازت ملی ۔ تو
آلہی توفیق کو رفیق بناکر دونون اُس ملک مین جا پہونچے ۔ موضع کدوری علاقہ دلوہی مین عبادت اور قیام کے
واسطے گوشہ اختیار کیا ۔ اور خداے تعالیٰ عزاسمہ کی عبادت مین زندگانی کا ماحصل یعنی بے بہا انفاس صرف
کرکے دربار آلہی سے سعادت قبول حاصل کی ۔ ایک شخص محض بیہودہ اور بے عقل تھا ۔ اتفاقاً وہان آنکلا
اور ایسے طریقے سے سوال کیا ۔ جو ادب سے بالکل بعید تہا ۔ یعنی یہ کہ تم دونون شخصون کے درمیان مین کیا نسبت
ہے جواب پایا ۔ باہم برادری اور خواہری کی نسبت ہے + اُسنے اس جواب کو لغو سمجہا ۔ اور ایسی نامناسب
گفتگو سے پیش آیا جس سے آزار پہونچا ۔ پھر سید کی پشت پر گستاخانہ لکڑی ماری ۔ روایت ہے ۔ اُس لکڑی
کا نشان اُسی ظالم کی پشت پر پڑا کہتے ہین ۔ اس وقت تک اُس موضع مین شخص مذکور کی نسل سے جو بچہ ہوتا
ہے ۔ اُس کی پشت پر وہ نشان ضرور ہوتا ہے ۔ پھر آپنے چند روز بعد پیر بزرگوار کی اجازت سے اپنے بھائی
کے ہمراہ شہر نہروالہ مین جاکر حجرہ بنالیا ۔ اور ہجری سنہ سات سولوے مین کوچ کیا خوابگاہ تالاب سہسلنگ کے
کنارہ ہے جس کے پانی سے نہروالہ کے لوگ سیراب ہوتے ہین مصرع بادسیرابی زحوض کوثرش ۔

یاد سید نورالدین مبارک

آپ سید محمد کرمانی کے سب سے بڑے بیٹے ہین ۔ حضرت گنجشکر کی طرف سے کنیت ابوالقاسم ملی تہی ۔ اور نیز
بہت کچہ عنایتین دیکھی تہین ۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین ابو محمد چشتی سے حاصل تھا ۔ جو اپنے جد اعلیٰ خواجہ
مودود چشتی کے سجادہ نشین ہین قدس سرہم فرماتے تہے ۔ کہ جس زمانہ مین خواجہ ابو محمد کے پدر بزرگوار نے رحلت
فرمائی تہی ۔ اُس زمانہ مین خواجہ ابو محمد ۔ کم عمر تہے ۔ اس سبب سے چچازاد بہائیون نے سجادہ نشینی کے قابل نہ سمجہکر توقف
کیا شیخ نظام الدین علی چشتی خواجہ ابو محمد کے چچا تہے ۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین خراسان سے
آکر دہلی مین اقامت فرمائی تہی ۔ عمائد شہر نے خواجہ زور اور خواجہ غور کو شیخ نظام الدین علی چشتی کی خدمت مین
بہیجا ۔ اور سجادہ نشینی کی تجویز اُن کی رائے پر منحصر رکہی شیخ نظام الدین علی چشتی نے جواب مین لکہہ بہیجا ۔ کہ
سجادہ نشینی کا خلعت خواجہ ابو محمد کو ہی ملنا چاہیے ۔ چونکہ اس قرارداد مین صورت لغزش پیدا ہوئی ۔ لہذا

والیِ خراسان ملک شمس الدین نے مودودیہ عصا اور خرقہ ایک مکان مین مقفل کیا اور مدعیان منصب کو ایک ایک کرکے بھیجا۔ اور کہا۔ کہ دروازہ مکان کا بدون کنجی کے جس کسی کے واسطے کھل جاوئیگا۔ وہی سجادہ نشینی کے قابل سمجھا جاوے گا۔ بالآخر خواجہ ابومحمد کے واسطے دروازہ کھل گیا۔ پس آپنے صاحب سجادہ ہوکر یوسفی ولایت فتح کی مصرع بادا کشادہ بر رخ او باب معرفت۔

یادِ شیخ محمد نہروالہ

آپ ان اطراف مین شیخ حاجی کرکے مشہور ہین۔ آغاز شباب مین آپ روم کے ایک حصہ زمین مین صاحب خطبہ وسکہ تھے۔ ازلی جذبے نے آپ کا گریبان پکڑ کر حلقہ سلطنت ظاہری سے نکال لیا۔ اور معنوی سرداری کے بلغ کی ہوا سر مین بھردی۔ آپ قطب یزدانی سید احمد کبیر رفاعی کی خدمت مین پہونچے۔ اور بیعت ہوگئے۔ کسی معین خدمت کے واسطے التماس کیا۔ طعام خاصہ پکانے کا منصب عطا ہوا۔ اور مرشد کی توجہ سے آپکی ظاہری و باطنی پرورش ہوئی۔ حالات مین ترقی ہونا شروع ہوا۔ یہان تک کہ اپنے کمال مین کامیاب ہوئے۔ ایک روز مطبخ مین کفگیر غائب ہوگیا تھا۔ اور کھانا نکالنے کا وقت آپہونچا۔ تلاش کی گنجایش نہین رہی۔ آپ نے آیہ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ پڑھی۔ اور ہاتھ سے کفگیر کا کام لیکر گرم کھانا نکالا۔ اور پیر بزرگوار کے سامنے رکھ دئے۔ چونکہ پیر کو ماجرا پر آگاہی تھی۔ فرمایا شیخ محمد اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ تمہاری ابراہیمی ولایت کی برکت سے لوگ فیض یاب ہون۔ اور ہدایت سے راہ راست پر آوین۔ پس خلعت خلافت عطا فرماکر منتخب صوفیون کی ایک جماعت ساتھ کی۔ اور سفر ہندوستان کی اجازت فرمائی۔ در خرما کی گٹھلیان رخصت کے وقت آپ کے سپرد کین۔ اور فرمایا۔ ہر ایک منزل مین شام کے وقت ان گٹھلیون کو مٹی مین داب دیا کرنا۔ جہان کہین یہ گٹھلیان صبح تک اُگ آوین۔ پس اُسی زمین کو اپنی حیات اور ممات کا مقام سمجھنا چاہیے۔ القصہ مرشد کے شہر سے لیکر گجرات تک اُن گٹھلیون کے اُگنے کی اجازت نہین ہوئی۔ جب نہروالہ شہر کی حدود مین پہونچے۔ اور گٹھلیان مٹی مین دابین۔ تو صبح کے وقت اُن کو اُگا ہوا پایا۔ وہان پر ایک پرستش گاہ تھی جس مین شہر کے لوگ چھوٹے بڑے۔ سب پیکر پرستی۔ (مورتی پوجن) کے لیے صبح و شام آیا کرتے تھے۔ حاکم گجرات ایک پیکر پرست تھا۔ نہروالہ مین اُس کا پایہ تخت تھا اس پرستش گاہ کے نزدیک صوفیون کی جماعت کے ساتھ درویش کے اُترنے کی کیفیت حاکم کے گوش گزار ہوئی حکم دیا۔ کہ ایک جماعت کثیر جاوے۔ اور آنے والون کو بت خانہ (مندر) کے آس پاس سے بہ تشدد علیحدہ کردیوے۔ اس حکم کی تعمیل مین لوگ غول کے غول کیا

۵۷ یعنے (آگ کو حکم دیا۔ کہ اے آگ ابراہیم کے حق مین ٹھنڈک اور سلامتی کی موجب)

سوار اور کیا پیادہ چارون طرف سے بڑے جماگر مندر کی طرف روانہ ہوئے صوفیون نے فوج کے مامور ہونے
کی کیفیت شیخ کی خدمت مین عرض کی۔ فرمایا۔ استقامت اور صبر کمکر اپنے تیئن خدا کے سپرد کردو۔ اُس
حقیقی حفیظ کی نگہبانی کے ثمرے خود ظاہر ہونگے۔ کیونکہ آسمان اور زمین کے اندر اور جو کچھہ ان دونون کے درمیان
مین ہے وہ سب بزمانہ نبوت اصالتًہ انبیا علیہم السلام کے مسخر تہے۔ اور خاتمہ نبوت کے بعد بحکم عُلَمَاءُ اُمَّتِی
کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ وہی تسخیر از روے اتباع و وراثت اولیاء اُمت محمدیہ کے حوالہ ہوئی ہے عَلَیْهِ
التَّحِیَّةُ وَالصَّلٰوةُ تہوڑی دیر سر جہکائے رکہا۔ اور پہر ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ آنے والے لشکر کی طرف چند
قدم جاؤ۔ اور جب لشکر نظر آجاوے۔ اس وقت زمین کو حکم دو۔ کہ آدمیون کے پانون اور گہوڑون کے سم اس طرح
محکم پکڑ لیوے۔ کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑہا سکین۔ خادم نے حسب الحکم تعمیل کی۔ اور زمین نے حکم قبول کیا۔ لشکر
والے جس قدر نکلنے کی کوشش کام مین لائے۔ اُسی قدر اندر دہستے گئے آخر کار بمجبوری کمال عجز و انکسار کے ساتھہ
پیش آئے۔ اور اس مضمون کا عہد کیا۔ کہ اگر زمین ہم کو چہوڑ دیویگی۔ تو واپس چلے جاوینگے۔ خادم کے فرمانے سے
زمین نے اُس جماعت کو چہوڑا۔ انہون نے راجہ کے نزدیک جاکر حقیقت حال عرض کی۔ راجہ متعجب اور حیران ہوا
تمام رات نگرانی مین گزاری۔ علی الصباح چند آدمیون کو ساتھہ لیکر شیخ کی خدمت مین آیا۔ اور ایک نظر
دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا۔ فرمایا۔ درویش کی ملاقات کو پرستش بت کے فرع نہ بناؤ۔ جب راجہ پلٹ کر اپنے
مکان کو چلا گیا۔ اور شروع سے ہی ملازمت کا عزم کرکے سعادت حضوری سے سرفراز ہوا۔ تو آپنے فرمایا۔ راجہ۔
جو چیزین اپنی بنائی ہوئی ہین۔ اُن کو معبود قرار دینا اہل عقل کو زیبا نہین ہے۔ اب از روئے انصاف تعصب کو
دور کرکے بتاؤ۔ کہ کیا یہ سنگین مورتین کام پڑنے پر دعا قبول کرنے کی طاقت رکہتی ہین۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ
راجہ نے کچھہ جواب نہین دیا۔ پہر آپنے فرمایا اگر یہ تمہارے جہوٹے معبود خداے برحق کے حکم سے میری اطاعت
کرین۔ تو کیا تم اسلام قبول کرلوگے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ نہ تنہا نہین بلکہ مع تمام خاندان کے ایمان لے آؤنگا
آپنے بڑے بت سے کہا۔ اُٹہہ اور اس کوزہ کو حوض کے پانی سے بہر لا۔ بت فوراً چستی اور چالاکی کے ساتھہ اُٹہا اور کوزہ
مین حوض کا تمام پانی بہر لایا۔ تہوڑی دیر بعد مرغ و ماہی حیوان و انسان غرض کہ تمام جاندار پانی نہ ہونے سے شور و
فغان کرنے لگے شیخ نے فرمایا۔ اے بت۔ تمام پانی تالاب میں ڈال آ۔ اور کوزہ کے معتاد کے موافق اس مین رہنے
دینا پسرت نے بموجب حکم تعمیل کی۔ یہ حال دیکہکر راجہ۔ سپاہ۔ اور رعیت۔ تمام اسلام لاکر ابدی دولت سے سرفراز ہوئے
کہتے ہین۔ اُس روز سے پہر از سر نو سندوا مین اسلام اور مسلمانی کی بنیاد جمی ہے۔ عام ہنود اور بالخصوص برہمنون

کی پرانی تاریخ مین یہ کرامت لکھی ہوئی ہے - محرم کے سوا کسی اور کو نہین بتلاتے ہین - بالآخر جب اخروی سفر پیش آیا تو جہان آپ نے عبادت کی تھی - اُسی جگہ آپ کی ابدی خوابگاہ بنائی گئی [۵۱] اَلْیَوْمَ یُتَبَرَّکُ وَیُزَارُ بِہٖ ہے -

آگاہ دل اور بصیر ناظرین کو عیاں گزرے گا - کہ اسی قسم کی کرامت کی ایک حکایت بت کی اطاعت اور شہر والون کے متعلق حضرت معین الاولیا چشتی اجمیری کے نام سے بھی تحریر ہو چکی ہے - اور وہ زمانہ مین زبان زد ہے نیز تاریخ فیروز شاہی مین لکھی ہوئی ہے - لیکن نہروالہ کے علما - اور پُرانے آدمی شیخ حاجی کی طرف منسوب کرتے ہین - وجہ مطابقت کچھہ دشوار معلوم نہین ہوتی ہے - کیونکہ عمل کا توارد ممکن اور اتفاقی بات ہے شاید دونون بزرگون سے یکسان عمل صادر ہوا ہو [۵۲] وَاللہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ مصرع خسرو و فرہاد ہر دو عاشق شیرین ماست

یاد خواجہ یعقوب ابن خواجہ ابن خواجگی

آپ شاہان خُراسان کی نسل مین سے ہین - آپ تصوف اور تحقیق کی بزم کے صدر نشین تھے - آپ کی ذات مین احمدی معشوقی کی جھلک نمایان تھی - اور آپ کو آسمان حُسن کا خورشید کہنا بے محل نہین ہے - حسبی کمالات نسبی خوبیان - عملی سعادتین - اور علمی مراتب یہ اوصاف آپ کو حاصل تھے - یکایک خداطلبی کی خواہش آپکے دل مین پیدا ہوئی - جو شاخین آپ کے ہستی کے باغچہ مین تھین - اُن سب مین الٰہی جذبات کی تاثیر سے پھل لگ گئے - اِس وقت توت جاذبہ گریبان پکڑ کر آپ کو فقر کی بارگاہ مین کھینچ لائی - یہان تک کہ آپ اپنا مسکن ترک کر کے سیاحی کے واسطے نکل کھڑے ہوئے اور راہ مسافرت اختیار کی - بالآخر تقدیری کرشمہ نے آپ کو نہروالہ شہر مین قیام پذیر کیا جو پٹن کے نام سے مشہور ہے - آپکے گرامی اوصاف اور عالی حالات کی کوئی انتہا نہین ہے - جب جب راقم کے قلم نے آپ کی صفات لکھنے کی ہمت باندھی - بیان و عبارت - ہمراہی سے اور زبان قلم - سیاہی سے دور رہی - کہتے ہین - فصوص الحکم کی درس کے وقت آپ کا مبارک جسم ایندھن کی طرح جل کر راکھہ ہو گیا تھا - یہ قضیہ اس طرح پر ہے - کہ قاضی کمال الدین نے خواجہ کی خدمت مین فصوص الحکم کے درس کی درخواست کی تھی - فرمایا - اِس درس کے واسطے لازم ہے - کہ مدرس - خوانندہ اور والی ملک اِن تین شخصون مین سے ایک شخص کو اپنے تئین فدا کرنا چاہیئے - چونکہ تمہارے واسطے پڑھنے کا باعث اپنی برخورداری اور دوسرون کی تعلیم ہے - اور والی ملک کی عالی صفات ذات کے ساتھہ ناطق اور غیر ناطق بہت سے جاندارون کی زندگانی وابستہ ہے - اس لیے تم دونون کی سلامتی ضرور درکار ہے - پس لازم آیا - کہ خود مدرس اپنے تئین اس قربانی پر وقف کر دیوے - کہتے ہین جب تاریخ تیرھوین جمادی الاُخری ہجری سنہ سات سو اٹھانوین کو فصوص الحکم تمام

[۵۱] . . . مُلاقات کی زیارت گاہ عوام ہے [۵۲] اصل حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے . . .

ہوئی۔ آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ خدائی درگاہ کو کوچ فرمایا۔ واپسین سفر کے بعد۔ آپکے بارہ مین چھوٹے سے
بڑے تک نہروالہ کے لوگ یہ ترانہ گاتے ہین وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ اور یہ بھی کہتے ہین۔ کہ آپ کا
روحی تصرف رحلت کے بعد بھی مثل ظاہری زندگانی کے ہے جس کسی کے دل مین آپ کی تلقین وبیعت کا ارادہ
مصمم ہوتا ہے وہ آپ کی قبر پر جاکر اپنا اندرونی خیال ظاہر کرتا ہے۔ اور آپ ظاہر ظہور موجود ہوکر ہدایت کے مراسم
بجالاتے ہین۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد کے مریدون مین سے شیخ داؤد۔ شاہ محمد۔ اور سلیمان تین اشخاص تو یہ
اور نیز ان کے سوا دیگر اصحاب بھی تذکرہ ہذا کے سال تصنیف مین بقید حیات ہین شیخ یعقوب صدیقی۔
احمد آبادی۔ غوث الرحمٰن کے بزرگ خلفا مین سے تھے۔ بیان کرتے ہین۔ کہ ایک سال مین احمد آباد سے شیخ عبد اللہ
صوفی کی فیض بخش ملازمت کا بالجزم عزم کرکے آگرہ کو گیا تھا۔ واپسی کے وقت پٹن ہوکر آنا ہوا۔ حوض سہسلنگ کے
کنارہ سید خدابخش کے متبرک روضہ مین اُتر اضروری آرام پانے کے بعد۔ کمال شوق اور بے انتہا عشق سے
خواجہ یعقوب کی زیارت کے واسطے چلا۔ جبکہ مرقد منور اس حوض سے دو تیر کے فاصلہ پر ہے۔ جب آپ کی
مسجد شریف مین پہونچا۔ تمام شوق اور وجد کی آگ سرد ہوگئی۔ پکار اٹھا۔ کہ ترقی کے امیدوار کو لوٹ لینا کب
مناسب ہے۔ اتنے مین ایک بیت ہندی زبان مین مسجد کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی۔ پڑھتے ہی معرفت اور وجد
کی لہرین آنے لگیھن۔ اور اُسی دم وہ بیت بھی دیوار پر سے اور نیز صفحۂ خاطر سے محو ہوگئی۔ بس معلوم ہوا۔ کہ یہ کرشمہ
يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ کے قلم سے لکھی گئی تھی جو خواجہ کے دست تصرف مین دیا ہوا ہے بیت

	نشئہ از مئی جلال وجمال	محو واثبات ہست در ہمہ حال	

یاد قاضی علم الدین

آپ پر حقائق علوم کا چہرہ۔ اور دقیق اسرار کا پردہ کھلا ہوا تھا۔ مشائخ وقت کے قطب۔ اہل زمانہ کے شیخ
اور خدا شناسان عہد کے پیشوا تھے۔ قاضی عین الدین ابن نجم الدین صدیقی کے بیٹے تھے۔ سلطان السادات
صدر الدین سید راجو کے خلیفہ تھے۔ جو مخدوم جہانیان کے بھائی ہین۔ صورۃً اور معنیً دونون طرح سے خواجہ مودود کا لنگر
شکر کے مصاحب تھے۔ جو شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی کے پیر ہین۔ علم قراۃ آپ کا موروثی تھا۔ تمام علوم سے زیادہ
بہتر جانتے تھے۔ آپ کے علمی باغچہ کو افعال کے چشمہ سے بہت کچھہ سیرابی تھی۔ اور نامتناہی فیضون سے

۵۱ ۔ جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین۔ انکو مردہ مت کہو ۱۲ ۵۲ خدا جس کو چاہتا ہے۔ منسوخ کردیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے
قائم رکھتا ہے۔ اور اُسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود ہے ۱۲ منہ

آپ کو اِس قدر کامیابی حاصل ہوئی تھی - کہ احباب آپ کی ملازمت کے باغ سے معرفتوں کے بے شمار پھل صرف ایک دفعہ کے دیکھنے اور جانے مین لیجاتے تھے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کی بزرگی کی شرح عبارت سنجی کی طاقت سے باہر ہے - عمر اٹھاسی سال کی پائی تھی - آپنے یہ تمام زمانہ آغاز ہوش سے اُس وقت تک کہ روح بدن سے جدا ہوئی - خدا طلبی کے راستہ مین صرف کیا تھا - اور عرفان کا گوہر خریدا تھا - تاریخ بیسوین رمضان ہجری سنہ سات سو ساٹھہ کو اعلیٰ دار الحکومۃ کی طرف کوچ فرما گئے -

آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ مودود جانشین ہوئے - اور اپنے پدر بزرگوار کی خانقاہ کو ازسر نو رونق دی - کیا تصوف کے شیوہ مین - کیا مشیخت کے طریقہ مین - کیا قرأۃ کے علم مین - اور کیا دیگر علوم مین - کمال یکتائی حاصل تہا - ہمیشہ طالبون کے درس و تلقین مین مشغول رہتے تھے - ہمسرون مین سے کوئی شخص آپ کی جامعیت کی برابری نہین کر سکتا تہا - پچاسی سال کی عمر پائی تہی - یہ تمام عمر الٰہی صفات اور الٰہی اخلاق کے ساتھہ متصف ہونے کی کوشش مین گزاری تہی - بالآخر ساتوین رجب ہجری سنہ آٹھہ سو تیرہ مین عاریتی عالم کو رخصت کیا - اور قدسی مکان اختیار فرمایا - خوابگاہ نہروالہ جو اِس زمانہ مین پٹن نام کے ساتھہ مشہور ہے - صوبہ گجرات کے مضافات مین مصرع بنامش باد رفع رایتِ دین -

یاد شیخ برہان الدین نہروالہ

آپ شیخ قاضن کے خلیفہ تھے - کشف و کرامات کے خزانہ - اور عقلی و نقلی علوم کے مالک تھے طبیعت کا میلان موزون کلام کی طرف تمام باتون سے زیادہ تہا - فارسی غزل و عربی قصیدہ عاشقانہ اور شاعرانہ کہا کرتے تھے - کہتے ہین - ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا - الخ المتکلمین شیخ سعدی شیرازی کو خواجہ خضر علی نبینا و علیہ السلام کے خوان مرحمت سے چاشنی ملی تہی - اس سبب سے اُن کا کلام ایسا شیرین اور نمکین ہوا - اور علی ہذا امیر خسرو دہلوی نے مالک ولایت سلطان المشائخ نظام الاولیا کی عنایت سے اپنی نثر و نظم کو رنگ اعلیٰ درجہ کی پختگی کو پہونچا کر تمام جہان کے ذی مذاق اہل سخن کو بے انتہا لذت بخشی تہی - اسی طرح اب یہ مرید بہی اپنے پیر سے امیدوار ہے - فرمایا - ربانی کلام کے خزانہ سے کچھہ نقد تمہارے اعتقاد کے موافق تم کو بہی دیا گیا - اُس دن سے آپکے کلام مین - اور آپ کی گفتار مین ایک ورہی رنگ سا پیدا ہو گیا تہا - اسی جلد کتابین تصنیف اور تالیف کی ہین - اور ہر ایک علم مین باریک باریک اعتراضات اور عمدہ عمدہ بحثین لکہی ہین - جو ما یعرف بالذوق ہین - اُن کا اصلی بیان جیسا کہ آپ کے خیال مین تہا -

قلم کی زبان سے ادا نہین ہوسکتا ہے۔ چونکہ اس کتاب کے اوراق نظم سے کمتر تعلق رکھتے ہین۔ لہذا آپ کے کلام کا
کوئی حصّہ آپ کے ذکر کے ضمن مین نہین لکھا گیا۔ مصرع ع حدیث دوست نظم و نثر او باد۔

یاد شیخ شہاب الدین عاشق

آپ کا مولد اور قبر دونون دہلی مین ہین۔ حقیقی عشق اور مجازی محبت دونون ساتھ ساتھ رکھتے تھے۔ شیخ نجم الدین
غزنوی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تھا۔ ہمیشہ کسی نہ کسی مظہر کے جمال سے وابستگی پیدا کر کے اُسکو حقیقی جمال
کا پردہ بنائے رکھتے تھے اور ظاہری معنوی دونون خوبیان آمیز کر کے مُشَاہدَۃُ الْکُلِّ فِی الْکُلِّ کی استغراقی
کیفیت بہم پہونچاتے تھے۔ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہم۔ بیت

از قفس زار مقید بلبلا باش	جست وسوی گلشن مطلق پرید

یاد شیخ عماد الدین دہلوی

آپ خانوادہ چشتیہ کے بزرگون مین سے ہین۔ بہت سے صوفی مشائخ کی خدمت سے استفادہ کیا تھا۔
خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین عاشق سے تہا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید ہین۔ اور
شیخ تاج الدین امام۔ آپ کے مریدان خاص مین سے ہین۔ قدس سرہم مصرع گنج عرفان زیر مشت خاک داشت

یاد شیخ جلال الدین مجرد

آپ ترکستانی تھے۔ مگر پیدائش بنگالہ کی ہے۔ سلطان سید احمد کے خلیفہ ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز روشن ضمیر
پیر کی خدمت مین عرض کیا۔ میری آرزو یہ ہے۔ کہ جس طرح حضور کی رہنمائی کی بدولت جہاد اکبر مین کسی قدر فتح مندی
حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح حضور کی کام بخش ہمت کے طفیل مین جہاد اصغر سے بھی دل کی تمنا پوری کرون۔
اور جو مقام دار الحرب ہو۔ اُس کے فتح کرنے مین کوشش کر کے غازی یا شہید بنون۔ پیر بزرگوار نے التماس قبول فرماکر
اپنے بزرگ خلفا مین سے سات سو آدمی آپ کے ہمراہ کئے۔ الغرض للہ جہان کہین مخالفین سے لڑائی ہوئی۔
فتح حاصل کی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ اس دور دراز بہاگ دوڑ مین۔ روزی کا دار و مدار صرف غنیمت
کے مال پر تہا۔ اور توانگرانہ زندگانی کرتے تھے۔ جو گہاٹیان اور مویشی فتح ہوتی تہین ہمراہیون مین سے کسی ایک
کو دیکر وہان کے اسلام کی اشاعت اور رہنمائی اُس کے سپرد کردیتے تھے۔ القصہ للہ صوبہ بنگالہ کے پرگنات مین
ایک قصبہ ہے۔ سرہٹہ۔ اُس قصبہ پر جب آپ پہونچے ہین تو تین سو تیرہ آدمی ہمراہی مین باقی رہے تھے۔ ایک لاکہہ
پیادہ اور کئی ہزار سوار کا مالک راجہ گرڑ گوبند قصبہ مذکور کا حاکم تہا۔ وہ اس کم تعداد گروہ کے مقابلہ مین بہت زیادہ تہا۔

کیونکہ یہ گروہ اُس بے انتہا لشکر کے مقابلہ مین وہ نسبت بھی نہین رکہتا تھا - جو نمک کو کہانے کے ساتھہ ہوتی ہے
جب لڑائی آن تلی - تو تقدیر کے پردہ سے کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ کی کراستظاہر
ہوئی - اور وہ پیکر پرست بہاگ کر ملک عدم کی طرف سوائے تنہا جان کے نہ لیجا سکا - اور تمام زمین غازیون کے
ہاتھہ آئی شیخ مجرد نے تمام مفتوحہ زمین کا حصہ کر کے اپنے ہمراہیون کو تنخواہ مین دیدی اور ہر ایک کو کدخدا ہونے
کی بہی اجازت دی - اس تقسیم مین ایک قصبہ شیخ نور الہدیٰ ابو الکرامات سعیدی حسنی کے حصہ مین بہی آیا - وہان
پر آپ عیال مند ہو گئے - اور فرزند بہی ہوئے - شیخ علی شیر انہین کی نسل سے ہین - شیخ علی شیر نے یہ بیان شرح
نزہتہ الارواح کے مقدمہ مین لکہا ہے - یہ حال کسی قدر شیخ علی شیر کے ذکر کے ضمن مین بہی لکہا جاویگا -

یاد سید معین الدین ایرجی

کہتے ہین - آپ نے دہلی جا کر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت حاصل کی تہی - سلطان الاولیا نے
اولین ملاقات مین ہی دریافت فرمایا - سید کو کس سلسلہ کے اندر بیعت ہے آپ نے عرض کیا - اپنے دادا خاتم الانبیا
علیہ السلام سے مرید ہون - سلطان الاولیا کو آپ کے جواب سے حیرت ہوئی - رات کو معاملہ مین رسول خدا
علیہ السلام کو دیکہا - کہ آپ نے ایک ٹوپی سلطان الاولیا کے ہاتھہ مین دی ہے - اور سید کے نام زد کر دی ہے
آپ نے بہی عالم خواب مین یہی واقعہ دیکہا - صبح کو جب باہم ملاقات ہوئی تعمیل ارشاد عمل مین آئی - اس بنیاد پر لوگ
سید کو سلطان الاولیا کا خلیفہ سمجہتے ہین - آپ کی قبر ایرج مین ہے مصرع یاد معین روحش روح ریاض رضوان

یاد سید احسن

آپ سید معین الدین ایرجی کے پوتون مین سے ہین - آپ کو کمال شریعت اور جمال تقوی حاصل تہا - کہتے
ہین - اثنائے سیاحی مین اہل ولایت بدیع الدین شاہ مدار کا گزر کالپی مین ہوا - جو ایرج سے بتیس کوس کے فاصلہ پر ہے
اس خیال سے کہ شاہ مدار کا گزر اس قصبہ مین نہو - اکابر ایرج نے ایسا قرارداد کیا - کہ سید کالپی مین جاوین - اور
شاہ کے ساتھہ اولین ملاقات مین ہی - ایسا نقش جماوین کہ ایرج آنے کا خیال شاہ کی خاطر مین آوے ہی
نہین - جب سید کالپی مین آئے - تو اتفاق سے شاہ مدار کے دروازہ پر سید - اور علی خان لودہی ایک ہی وقت
مین پہونچے - شاہ نے خان کو اندر بلا لیا - اور سید باہر رہ گئے - یہ بالکل صحیح ہے - کہ یہ عمل دونون کے اندرونی
خیالات کا ظہور تہا - اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ ... اِنَّهُمْ جَوَاسِيسُ الْقُلُوبِ شاہ کو سید کے تکدر خاطر پر آگاہی ہوئی - فرمایا -

---

۵۱ اکثر (ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تہوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲ ۵۲ کیونکہ یہ لوگ دلون کے جاسوس ہین ۱۲ -

سید کو غصہ میں جوش آرہا ہے۔ نہایت جلد اور عزت کے ساتھ اندر آؤ۔ جب سید اندر پہونچے۔ تو شاہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی طرف کھینچ کر آغوش میں دبایا۔ اور اپنا حسب و نسب بیان کر کے کہا۔ جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ ہم آغوش ہو جاوے گا وہ انجہانی شکنجون سے فارغ البال ہو جاویگا۔ دوسری بات یہ کہی۔ کہ ملاقات سے غرض ایک دوسرے کی باہمی شناخت ہوتی ہے۔ اور نیز یہ کہ طرفین کے چہرہ کا حسن و قبح ظاہر ہوجاتا ہے اور چہرہ پر برقع رکھنے سے یہ غرض حاصل نہین ہوتی۔ شاہ نے فرمایا۔ درویشون کے دیدار کے واسطے خدا بین آنکھ چاہیئے جو تاب لا سکے اور یہ کہکر برقع اٹھایا۔ سید کا بیان ہے۔ نظر کے سامنے بجلی جیسے کوندگئی۔ اور شعاع زیادہ ہونے سے آنکھین کیفیت چہرہ معلوم نہ کر سکین۔ اس کے بعد سید رخصتی سلام عرض کر کے ایرچ کو روانہ ہو گئے قاضی شہاب الدین نے جو پرکالۂ آتش کر کے مشہور ہین۔ پیر سے پوچھا یہ شخص جو اتنی دلیری کر کے سلامت رہا۔ کون تھا۔ شاہ نے جواب دیا۔ فلان سید ہین۔ اور میرے بھی دل مین آیا تھا۔ کہ ان کو تیر کا نشانہ بناؤن لیکن شریعت کے ہتیارون نے اِن کے جسم کو پاؤن کے ناخن سے لیکر پیشانی کے بالون تک اس طرح محفوظ کر رکہا تہا۔ کہ کسی حکم انداز کا تیر کارگر نہین ہو سکتا تہا۔ اور نیز حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مقدس روح میری آنکھون کے سامنے آگئی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ ہمارا حقیقی فرزند ہے۔ کہین ایسا نہ ہو۔ کہ درویش کے غضب جس کو حقیقی قہر کا شعلہ کہنا چاہیئے کوئی نقصان پہونچ جاوے۔ اس سبب سے اِن کا تمام نازا ٹھانا گیا۔ اور مین اپنا تمام غصہ پی گیا۔ آپ کی قبر ایرچ مین ہے۔ مصرع شہر ع حفظ نبی حصارش بود۔

یاد مخدوم قاضی برھان الدین

آپ کو سیادت۔ ولایت۔ فضیلت۔ اور مقبولیت مین والانسبی اور عالی حسبی کا بڑا درجہ حاصل تہا۔ جب فیروز شاہ دہلوی کی وفات کے بعد طوائف الملوکی ہوئی۔ تو دلاور خان کے بیٹے ہوشنگ نے جس کا نام خانی خطاب ملنے سے پہلے البپ شاہ تھا۔ شاہان غور کی نسل مین سے ہے۔ صوبہ مالوہ مین خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کر دیا۔ اسی کے عہد مین۔ مخدوم مشرقی ملک سے آکر منڈو (مانڈو) مین آباد ہوئے تہے۔ اور سلطان ہوشنگ آپ کا مرید ہو گیا تہا کہتے ہین۔ گونڈوانہ کے اطراف مین ایک قلعہ ہے۔ جاجنگر۔ اور یہ قلعہ دکن کی سرحد بھی ہے۔ ایک سال سلطان نے اِس قلعہ پر لشکر کشی کی۔ مقصود یہ تھا۔ کہ قلعہ مذکور فتح کیا جاوے۔ اور نیز گونڈوانہ سے ہاتھی ہم پہونچائے جاوین۔ وہان پر ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ منبر کا ایک پایہ گر گیا ہے۔ اس کی تعبیر ملی۔ کہ پیر کی یا مریدی کی دونون مین سے ایک کی رحلت قریب ہے۔ جب سلطان منڈو (مانڈو) مین واپس آیا۔ تو خبر ملی۔ کہ پیر عالم دنیا سے عالم علوی کو

کوچ فرما گیے - دریافت کیا - قبر کہان ہے - جواب دیا گیا - اُس زمین مین ہے - جو آپنے خریدی تھی - سلطان نے کہا - وفات کے بعد مین اپنے سے پیر بزرگوار کی دوری پسند نہین کرتا ہون - بہتر یہ ہے - کہ مخدوم کی نعش اُس قبر مین سے نکال کر سلطانی مقبرہ مین دفن کی جاوے - تاکہ آپ کی ہمسائگی کی بدولت عالم علوی کی کسی قدر خوشبو ہو خستگی کی خوابگاہ مین بھی آتی رہے - خادمان مخدوم نے ہرچند عذر کیا - لیکن پذیرا نہین ہوا - مجبوراً لوح قبر اُٹھائی گئی مگر قبر کے اندر کفن کے سوا بدن کا کچھ پتہ نہین ملا - سلطان یہ کرامت مشاہدہ کرکے حیران ہوا - تربت پر پتھر پھر ڈھک دیا گیا - اور سلطانی حکم کے بموجب وہین آپکی قبر پر قبہ بنا دیا گیا - روایت ہے مخدوم نے مرید کی خواب مین آکر فرمایا - کہ درویش کے اسرار کا پردہ تو نے اُٹھایا - تو تیری سلطنت کی بنیاد بھی دست تقدیر نے اُکھاڑ پھینکی یعنی تیرے بعد حکومت تیرے فرزندون کو نہین پہونچیگی - آخرکار ایسا ہی ہوا - اور سلطنت مالوہ سلاطین خلج کے قبضہ مین پہونچی - غوریون کی نسل مین سے کسی کو تخت و تاج میسر نہین ہوا - اس واقعہ کی کیفیت مورخین نے سلاطین مالوہ کی تاریخون مین عمدہ تفصیل سے لکھی ہے - جو شخص اِس معاملہ کو دیکھنا چاہے - اُس کو اوراق تواریخ پر نظر ڈالنی چاہیے -

یاد مخدوم قاضی اسحٰق

آپ حقائق ربانی کے عالم - اور پُرانے زمانہ کے پیرون کی یادگار تھے - آپ کے خرقہ تصوف مین خلافت کا پیوند اور بیعت کی بخیہ - چشتیہ سلسلہ سے تھی - شاہ مالوہ سلطان علاء الدین محمود منڈوی آپ کا مرید ہے - ایک روز حضور پیر مین حاضر ہوا - ایک تقریب کے سلسلہ مین پیر کی زبان سے یہ بات نکلی - کہ خدا کے دوست - حقیقی حیات سے زندگی پائے ہوئے ہین - اُن کو موت سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا - اور جب صورت جسمیہ حس و حرکت سے بیکار ہو جاتی ہے - اور یہ گویا ایک مکان سے دوسرے مکان کو انتقال کرنا ہے - تب بھی مثل زندون کے رہتے ہین - مرید یہ بیان سنکر سخت متعجب ہوا - اتفاق سے چند روز بعد پیر کا وصال ہو گیا - سلطان تجہیز و تکفین کے بعد حاضر ہوا - اِس سبب سے نماز جنازہ مین شرکت کا موقع نہین ملا - فرمایا - روی تربت کھولو - تاکہ ہم اپنے پیر بزرگوار کا آخرین دیدار افسوس کی آنکھ سے دیکھ لین - مزار کے پاس جو لوگ کھڑے ہوئے تھے - وہ اِس بات کو سنی نہ سنی کر گئے - لیکن سلطان کا شوق حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا - اسواسطے اُن لوگون کو قبول کرنا پڑا - مجبوراً قبر کھولی گئی - چونکہ رات تھی - شمع آگے کی گئی - اس درمیان مین شمع کا گل ٹوٹ کر جدا ہوا - قریب تھا کہ کفن کے اوپر جا پڑے - اتنے مین ایک ہاتھ نکلا - اور گل کو اپنے سے دور پھینک دیا - یہ واقعہ دیکھکر سلطان کو سابقہ پالی

رازکی بات یاد آئی - حسرت سے اپنے اوپر بہت رویا - کہ مجکو کچھ نہ ملا - اور پیر کے جس بیان سے متعجب تہا - وہ حاضرین کو بتا کر عبرت دلائی - آپ کی قبر منڈو (مانڈو) مین ہے -

یاد خواجہ موید مھنہ

آپ سلطان ابوسعید ابوالخیر کی نسل سے ہین - صاحب کرامات - اور صاحب حمیدہ صفات تہے درسی علم مین اُستاد وقت - افعال کے اعتبار سے زاہد زمانہ - ریاضت اور تزکیہ نفس مین حد درجہ کے مرتاض - رہنمائی اور مشکل کشائی مین سب کے پیشوا اور مجلس کی گرمی اور سخن کی شیرینی مین اُنکی رونق دہی مین نادر عصر تہے

یاد مولانا محمد امین

آپ کا دل حقیقت مین بیدار - اور طریقت مین ہوشیار تہا شیخ زین الدین خوافی کے مرید ہین جنہون نے مشکوۃ حدیث مولانا جلال الدین قاآنی کے درس مین پڑہی تہی - اور مولانا جلال الدین نے کتاب مذکور عالم خواب مین شاہ مردان شیر یزدان امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے صحیح کی تہی - اور اس کتاب مین ایک جگہہ اصلاح کے لیے چہیلا ہی تہا - کہتے ہین - کہ مولانا جلال الدین روزمرہ اُسی ورق اور اُسی سطر مین خاص چہیلنے کا نشان دیکہہ لیا کرتے تہے - بعض کہتے ہین شیخ زین الدین نے وہ نسخہ مولانا محمد امین کو عنایت فرمایا تہا چند روز آپ کے پاس رہا - بعدہٗ چوری جاتا رہا - اس عظیم نقصان سے آپ نہایت غمگین رہا کرتے تہے - **القصہ** امیر مردان نے ملک روم مین ایک شخص کو خواب مین فرمایا - کہ محمد امین کے پاس سے کتاب مشکوۃ گم ہوگئی ہے - تم اپنی مشکوۃ بہیجکر اُن کی افسردہ خاطر مسرور کرو اُس شخص نے بلا کسی توقف کے صورت خواب لکہکر تحریر مذکور کتاب کے ہمراہ بہیج دی - جب وہ آپ کی نظر سے گزری - تب خوش ہوئے -

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابراہیم ملتانی کے بیٹے ہین - جو شیخ بہاءالدین ملتانی کے مرید اور خلیفہ تہے - شیخ بہاءالدین کا سلسلہ خلافت اسوۃ العرفا سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے جا ملتا ہے شیخ ابراہیم اپنے وقت مین بڑا بزرگ تہے - آپ کی خدا پرستی اور کرامتین بہت کچہہ لوگون کے زبان زد ہین - غیاث الدین خلجی کا عہد تہا - کہ ابراہیم منڈو (مانڈو) مین آئے تہے - یہان پر بہت برسون تک خدا طلبی - حق پرستی - فیض رسانی - اور رہنمائی مین آپ نے عمر گزاری پہر یہان سے گردش زمانہ نے آپ کو شہاب الدین کے عہد مین جنبش دیکر شہر بیدر مین جا پہونچایا اور وہان پر آپ بے شمار لوگون کو گمراہی سے نکال کر طریقت کے سیدہے راستہ پر لائے - جب شیخ ابراہیم نے عالم دنیا سے کوچ فرمایا - اور بجائے

آپ کے - آپ کی قبر سے دولت آباد دکن کے معتقدین کو فیض پہونچنے لگا - تو منڈو (مانڈو) مین شیخ محمد آپ کے جانشین ہوئے - ایزدی مشیت منڈو (مانڈو) سے شیخ محمد کو بھی شہر بیدر مین کھینچ لے گئی - اِن اطراف مین شیخ محمد کی بزرگی اور خداشناسی کا شہرہ مشرق - خراسان - اور نواحی قندہار تک پہونچا - وہان کے باشندون کے دل مین سنکر شوق پیدا ہوا - ہر سمت سے حق پرست اور خدا طلب لوگ شیخ محمد کے آستانہ پر ہجوم کر کے آئے - اور فیض صحبت سے تحقیق کے بلند مرتبہ کو پہونچے -

کہتے ہین جن ایام مین آپ مان کے پیٹ مین تھے - ایک لڑاکا عورت آپ کی مان سے لڑی - اور اُن کے پیٹ پر پتھر مارا فوراً اُس عورت کے ہاتھ مین ایسا درد پیدا ہوا - کہ برداشت اور صبر کا نشان کوسون تک نہ تھا - اور مرنے کی نوبت پہونچی - آپ کے پدر بزرگوار کو اُس بدذات کا حال معلوم ہوا - فرمایا - کہ اس پیٹ مین قطب زمانہ کامل ہے - اس درد کا علاج سوا اسکے نہین ہے - کہ دردمند عورت - حاملہ کے پیٹ پر سے پانی اُتار کر پیوے اور ہاتھ پر بھی لگا دے - تعمیل حکم کی گئی - فوراً تکلیف سے نجات ملی -

لوگ ایسا ہی بیان کرتے ہین حاکم صوبہ ظالم اور ناخداترس تھا - اُس کے ملک کی رعایا کا - اُس کے ظلم سے ہمیشہ یہ حال تھا دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے رکھتی تھی - آنکھون سے آنسو کی ندیان جاری رہتی تھین - اور صبح وشام ایسی آہین کرتی تھی کہ آسمان تک پہونچتی تھین - رعایا مجبور ہو کر ظالم کی شکایت آپ کے پدر بزرگوار کے پاس لے گئی - فرمایا - اس نوزاد بچہ کے سامنے عرض کرو اُنہون نے کہا کیف نکلم من کان فی المھد صبیاً[۵۱] آپنے گہوارہ سے فصیح البیانی کے ساتھ جواب دیا عنقریب ظالم کو وہ دن پیش آویگا - جو آج ستم رسیدہ رعایا کو پیش آرہا ہے - اور تین روز بعد ایک عورت نہایت ذلت کے ساتھ اُس کو بجانب - عدم روانہ کریگی - چنانچہ جیسا کہا تھا - ویسا ہی ہوا عیسوی کرامت آپ سے ظاہر ہوئی - اور بانی ... یوسفی ولایت کے نور سے روشنی حاصل کی مصرع روضہ خلد برین جائے تو بادا

یاد شیخ سالار

آپ حالی مقامات مین سب کے پیشوا - اور عجیب وغریب کرامتون کا مجمع تھے - آپ کے بزرگوار باپ کا نام نتھو ہے جو شیخ بہاء الدین کے خلیفہ تھے - آپ کی زادبوم اور قبر سرکار کالپی کے ایک قصبہ مین ہے - شیخ مبارک جن کا مولد اور مرقد سندیلہ ہے - اور سید عبد الغنی جن کی حیات اور ممات کا مقام فتح پور ہنسوہ ہے - شیخ سالار کے مرید اور خلیفہ ہین شیخ سالار دونون جہان کے علم - اور علم کی رمزون سے آگاہ تھے - سید صفی - شیخ بدرالدین سرہندی - اور

---

[۵۱] ہم گود کے بچہ سے کیسے کلام کرین - ۱۲

شیخ اوہن بلگرامی شیخ مبارک سندیلہ والہ کے خلفا مین سے ہین۔ بہت اچھی شان اور حالت تھی۔ اہل زمانہ۔ دینی اور خداشناسی کے کامون مین ہمیشہ اِن بزرگوارون کے آستانہ پر توجہ اور نیاز کے ساتھ حاضر آیا کرتے تھے اور نیز اِن بزرگوارون کی پر اسرار گفت وگو سے دو جہانی مشکلات حل کیا کرتے تھے۔

یاد مولانا علم الدین شرف جہان

آپ کو بہی علوم مین کمال تبحر تھا۔ یقین پر دل بنا دہو کر۔ حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور چند سال اُسی سرزمین مین قیام فرما کر مشائخ حدیث سے بڑی بڑی سندین حاصل کین۔ بزمانہ سلطان غیاث الدین ابن محمود خلجی منڈو (مانڈو) مین آکر درس کی بنیاد ڈالی۔ یہان کے بزرگون کو آپ کی ملازمت سے تمام فنون کی مشکلین آسان ہوگئین۔ سید بہاء الدین دکنی کی خدمت سے آپ نے طریقت کی تلقین پائی تہی معرفت اور حقایق مین مرشد کامل کے درجہ کو پہونچ گئے تھے۔ کیمیا اور طلسمی علم اسیمیا۔ اور دعوات کے قواعد عمدہ عمدہ اور صحیح صحیح اختیار کر رکہے تھے۔ تصوف دانی مین تحقیق کے درجہ کو پہونچکر فصوص الحکم پر محققانہ تعلیقین لگائی تہین۔ اور چہل شرح کا خلاصہ فصوص کے کنارہ پر چڑہایا تہا۔ آپ سید ابراہیم ایرجی قادری کے اُستاد ہین۔

یاد شیخ بہّان

آپ شیخ لال کے مرید ہین۔ آپ کی طرز زندگی بالکل قلندرانہ تہی۔ برہان پور خاندیس کے بازار مین حجرہ بنا رکہا تھا۔ ممکنات کی منڈی کی اور تعینات کے راستہ کی سیر کیا کرتے تھے۔ زندگی کے اندر جس کو گدڑی اور حجرہ کہتے تہے رحلت کے بعد وہی کفن اور گور بنائی گئی۔ بیت

دی روز اسد جامہ زہجران تو زد چاک	امروز زغم مُرد وہمان جامہ کفن شد

بیت مرزا اسد بیگ کی ہے۔ جو شیخ ابو الفضل مبارک کے ملازم مصاحب تھے۔ جس قدر درستی۔ موزونی۔ اور نازکی آپ کی بلند طبیعت مین ہے۔ دوسرے لوگون کی طبیعت مین بہت کم پائی جاتی ہے۔ مصرع۔

یادش بخیر باد۔ کہ باہمت آشناست

یاد شیخ شہر اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کے پانچوین فرزند ہین۔ اور پدر بزرگوار کے ہی مرید اور جانشین بہی ہین۔ آپکے پوتے شیخ نعمۃ اللہ بیان کرتے ہین۔ سکندر خان نامی ایک مرید تھا۔ وہ شیخ کو کمال آرزو اور عجز وانکسار کے ساتھ اپنی جاگیر مین لے گیا تھا۔ معاودت کے وقت ایک گاؤن مین اُترنا ہوا۔ جس کے باشندے قبل ازین

ایک دیگر شخص شہر اللہ نام کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے - جب گانون والون نے شہر اللہ کے آنے کی خبر سنی تو موقع کی تلاش مین رہے - جب آپ کو تنہا نماز مین پایا - ننگی تلوارین لیکر آگرے - اور آپ کو شہید کیا - قصہ کوتاہ آپ کا جنازہ لوگ وہان سے لے آئے - اور منڈو (مانڈو) مین پدر بزرگوار کے مقبرہ کے اندر دفن کر دیا - اُس زمانہ مین لوگ قرآن پڑہنے کی آواز اندر سے اور باہر سے سنا کرتے تھے - آپ کے بعد آپکے قرۃ العین شیخ احمد عطاء اللہ کے سر پر دستار رہنمائی باندہی گئی - جب شیخ عطاء اللہ کی باری بہی پوری ہوئی - تو اُن کے نور چشم شیخ نور اللہ نے خانقاہ کو رونق دی - جب آپ بہی آنجہانی ہوئے - تو آپ کے لخت جگر شیخ نعمۃ اللہ اپنے آباؤ اجداد کے وطن مین صبر و سکون اختیار کرکے ہدایت کے واسطے کہڑے ہوگئے - شیخ نعمۃ اللہ کو عمر کا حصہ فرزندون - بیویون - اور دیگر عزیزون سے بہت زیادہ ملا ہے - یہان تک کہ تنہا رہ گئے ہین اور ان نورانی شکل پیر کی غمگساری کی نوبت راقم تک بہی پہونچی ہے - اُمید ہے - کہ آپ اِس عمدہ شغل کے ذریعے راقم کو توفیق سعادت بخشین گے - **مصرع** توفیق کارہائے نکو از سعادت است -

یاد شیخ جلال ابن شیخ عبد اللہ

آپ عالم اور شیخ یوسف انصاری کے چھوٹے بہائی ہین - درس دیتے وقت اپنی زبردست باتون سے تہوڑی سمجہ والے طلبا کی استعداد بڑہایا کرتے تھے - ہمیشہ شریعت کی رعایت کرکے سلوک طریقت مین اُس کا کوئی دقیقہ نہین چہوڑتے تھے پینتیس سال کی عمر مین عالم دنیا سے عالم قدس کو رحلت فرماگئے -

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کلام ربانی کو سات قراۃ اور چودہ روایت سے پڑہتے تھے - اور ہمیشہ سب کو خواہ درویش ہو یا تونگر حسبۃ للہ قرآن اور قراۃ سکہایا کرتے تھے - اسی پسندیدہ طریقہ کے ساتھ ایام عمر پوری کرکے - اور دار الخلافہ آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی آپکے بعد آپکے فرزند شیخ محمد قرآن کے شوقین لوگون کے ساتھ - باپ کا طریقہ اختیار کرکے جانشین ہوئے - اِن کو بہی معرفت پوری حاصل تہی - قبر آگرہ مین ہی ہے -

خاتمہ چمن دوم

وہ شخص بہت ہی اچھا سعادت مند ہے - جس نے ہستی موہوم کا شہر - ہوا و ہوس کے تصرف سے نکال لیا جس نے خیالات باطلہ کے مکانات اور طول امل کے محلات بیخ و بنیاد سے اکہاڑ کر عالیہا سافلہا کر دئے جس نے تمتعات حیوانی کی تمناؤن کو - اور لذات جسمانی کی شہوتون کو جو مذکورہ بالا مکانات

اور محلات مین بودوباش اختیار کرکے اپنے تئین ان مقامات کا مالک سمجھ رہی تھین ذلت اور خواری کے ساتھ
باہر نکال پھینکا - اور جن اصحاب نے جہاد اکبر کا میدان فتح کیا ہے - اور نیز جنہون نے سب سے بڑے دشمن کی
لڑائی کا معرکہ جیتا ہے - اُن اصحاب کی راہ وروش اور گفت وگو جس نے یاد کرکے امداد حاصل کی - نیز اُس نے
اس جنگ کی طرح - طرز بند اور داؤ کے موقع معلوم کئے - صدر الذکر فتح یاب بزرگون کے نیک اعمال اور
کامل اعتقادات کے ہتیار زیب بدن کئے - اور لا الٰہ کی تلوار الا اللہ شناسی کے ہاتھہ سے اُٹھاکر نفس کی
سپاہ - وسواس کے لشکر - اور شیطانی خطرات کی فوج کو - جو انسانی ملک کو اپنی جاگیر سمجھتے تھے - ملک مذکور سے
بھگا دیا - کہ جس کی وجہ سے دل کا تخت - جسپر نفس امارہ نے قابو پا رکہا تھا - پہر روح قدسی کے قبضہ مین آگیا -
جو نائب مطلق ہے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ[1] اَوَّلاً وَّاٰخِرًا[2] کہ عالم تجرید وتفرید کے آزاد اشخاص - اور تحقیق وتوحید کے
راستہ پر چلنے والے اصحاب کے ذکر خیر کی بدولت - انواع واقسام کی معرفتین - راقم کو نصیب ہوئین - اور
اُن کو راقم بحکم اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ[3] تحریر مین بہی لایا - کسی قدر ان معرفتون کو جو مینے اشیا کے
پردہ مین آلہی اسما کے آثار کا - اور آثار کی قوت اور نفع کا تماشا کرکے ازراہ تحقیق بہم پہونچائی ہین - بیان کرتا ہون
ازلی حکمت - اور سابقہ رحمت اس طرح پر مصروف ہے - کہ تمام آلہی اسما - اور آلہی صفات کے - احکام و
آثار کو نہایت مناسبت اور مطابقت دیکہکر جداگانہ منافع کے ساتھہ خصوصیت دیتی ہے - اور اُن خاص
منافع کو انسان کے عنصری جسم پر فائز کرتی ہے - اس بنیاد پر ازلی حکمت نے بہت سے الٰہی اسما کے آثار -
انواع واقسام کی موجودات مین - اندرونی طور پر امانت رکہے ہین - تاکہ وہ موجودات ہر ایک درجہ بدرجہ
اپنے اپنے تعینی مصرف پر پہونچکر خاص انسانی تصرف کے قابل نہین - اور تاکہ وہ موجودات طرح طرح سے اور
نیز اپنی مختلف تصرفات سے انسان کے عنصری جسم کو اُس اسم وصفت کا مظہر قرار دین - کہ جو اسم وصفت
انسانی استعداد کے پردہ مین چہپی ہوئی ہین مثلاً وصف بینائی کو اسم البصیر نے سرمہ - سنگ سرمہ
اور کحل الجواہر مین اس طرح قایم کیا ہے - کہ اُس کا اثر آدمیون کی آنکھون مین لگائے کے بغیر محسوس
نہین ہوتا ہے - پس مغز کلام یہ ہے - کہ تمام ممکنات اور تمام کائنات - خدائی اسما کے آثار واحکام کی امداد سے

[1] اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر اور احسان ہے - [2] اول ہی اور آخر ہی ۱۲ [3] اپنے پروردگار کے احسانات کا
تذکرہ کرتے رہنا ۱۲-

کے واسطے شاہراہ بنی ہے۔ تب کیمین امن شمار نے امکانی رنگ کو استحکام دیا - اور اس غرض سے کہ تعین جامع (یعنی حضرت انسان کی ذات) کے لیے فیض پہونچانے کی مناسبت پیدا ہو۔ استعداد بہم پہونچائی ہے اسواسطے ہر ایک شے اس بات کی آرزومند ہے کہ وہ بنی آدم کے تصرف مین آکر جو آثار اُس کے اندر مخفی ہین وہ جسم انسانی کے اندر ظاہر کرے - اور اپنے تئین اَلْاِنْسَانُ مُطِيعِيْ وَكُلُّ الْاَكْوَانِ مُطِيعَة کی معراج پر پہونچاکر بعدہٗ نجات حقیقی سے فیض یاب ہو - کیونکہ موالید ثلثہ کا کمال فنا فی الانسان مین ہے جس طرح انسان کا کمال فنا فی اللہ کے مرتبہ مین ہے -

القصہ واضح ہو - کہ صفی الاصفیا کی جامعیت اور خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام اجمعین کے ختمیۃ کے مقام پر آخر کار - طبقات - انام مین سے نزول صعودی اُس باصفا گروہ کو نصیب ہوتا ہے - جو سنت نبوی پر چلنے کا قدم - ریا اور نمود کی گرد آلایش سے خشوع وخضوع کے آنسو - اور ریاضت کے خون جگر سے اچھی طرح دھوکر ایجابی صراط مستقیم پر سلوک اختیار کرتا ہے - نیز وہ گروہ - راہ طریقت مین چلنے والا پاؤن - ذی ہدایت مرشدون کی پیروی مین غبار آلودہ اور فرسودہ کرکے سائرین الی اللہ کی منزلین طے کرتا ہے - نیز وہ گروہ اسکے بعد اپنے ظاہری ومعنوی کمالات کے تمام سرمایہ کو فنا فی اللہ کی کشتی مین بھر دیتا ہے نیز وہ گروہ سا امکان ووجوب کے دونون دریاؤن کی موجون سے سلامت رہکر بقا باللہ کے کنارہ پر سرمایہ مذکور پہونچا دیتا ہے - نیز وہ گروہ - اسماوصفات کی تجلیات کے مقام پر پہونچکر - رسوم اور تعینات کا لباس جس قدر بھی اس تنہاروی مین جسم پر باقی رہجاتا ہے - اُس سے بھی حقیقت وجود کو پاک صاف کرلیتا ہے - نیز وہ گروہ - توحید کا احرام باندھ کر سیر فی اللہ کے کعبہ کا طواف کرتا ہے - اور نیز وہ گروہ یک جہتی اور بیخودی کے ارکان حقیقی نجات اور دائمی آزادی کا حج ادا کرنے کے واسطے بجالاتا ہے -

اس صدر الذکر گروہ کے علاوہ - عام اشخاص دو فریق ہین -

ایک فریق - وہ ہے - کہ جس کا صراط ایجادی کا سلوک - صراط ایجابی کے ساتھ متحد ہو - اور یہ فریق دو قسم پر منقسم ہے -

ایک قسم - وہ ہے - کہ آتش دوزخ کا عذاب وہ نہین دیکھے گا - اور چونکہ الٰہی بخشش اُس کی طرف سبقت کرے گی - اس واسطے وہ گلزار فردوس مین خراماں پھرے گا جس کا وصف یہ

ط۵ - انسان میرا مرکب ہے - اور کل کائنات انسان کا مرکب ہے -

ہے۔ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ط

دوسری قسم۔ وہ ہے۔ کہ مغفرت نہ ہونے کے سبب سے وہ چند روز عذاب نار مین گرفتار رہیگا اس قصور کے پاداش مین کہ صورت افعال سے گزر کر معنی افعال کی منزل مین اُس کا گزر نہین ہوا۔

دوسرا فریق۔ وہ ہے۔ جو رہنماے فطرت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا؟ کے پیچھے پیچھے۔ ایجادی صراط مستقیم پر بیار پاوین کی طرح چلتا ہے۔ اور ایک قدم بھی شاہراہ توحید پر (جو ایجابی صراط مستقیم کا پہلا قدم ہے) نہین ڈالتا۔ یہ گروہ اہل بُعد اور ارباب فرق ہین۔ اور ان کا ماوی دوزخ کے طبقون مین ہو گا۔ **اعوذ بک منک**۔

۵۱ جس چیز کو اُن کا جی چاہے۔ اور جو اُن کی نظر مین بھلی معلوم ہو۔ بہشت مین موجود ہوگی ۱۲۔

۵۲ جتنے جاندار ہین۔ سب ہی کی توچوٹی اُس کے ہاتھ مین ہے ۱۲

شروع سومی چمن

اس چمن مین نوین دور (نوین صدی) کے حسب تفصیل ذیل اصحاب کی سرگزشت - اور ماندو لود کے حالات مذکور ہین -

اولاً - اہل حقیقت اور ذی معرفت درویشون کے حالات -

ثانیاً - عقلی و نقلی علوم کے علما کے حالات -

ثالثاً - سلوک اور ریاضت کا راستہ چلنے والے اصحاب کے حالات -

رابعاً - جو لوگ خودی سے اور نیز خرد سے آزاد ہین - اُن کے حالات -

اے حوصلہ ایدھر آ - اور کان لگا - دیکھ - ہر ایک حکایت بجائے خود - گلزار معرفت کی ایک ہزار داستان بلبل ہے - جو عام لوگون کو خواہ وہ بہرے ہون - یا صحیح کان والے ہون - اُس جہان آفرین لاشریک لہ کی تسبیح اور رضا جوئی کا ترانہ سناتی ہے - جس نے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا کا سرود - حضرت صفی اللہ کو تعلیم فرمایا تھا - تاکہ حضرت صفی اللہ کے ترانہ سے سرزنش کرنے والون کے چہرہ پر خجالت کا پردہ پڑے - اور تاکہ حضرت صفی اللہ اپنی ہمہ دانی کا ترانہ - عیب جو ہنر فروش جماعت کو سنا دین جس کو سنکر جماعت مذکور خودستائی کی بلند پروازی سے نادانی کی پستی مین منہ کے بل آگرے - اور حضرت صفی اللہ علمی استعداد کی بدولت آفریدگار بے مثل - اور سلطان لامکان کے خلیفہ اور جانشین بنین - یہ بالکل سچ ہے بیت -

آن بادشاہ اعظم در بستہ بود محکم	ناگاہ دلق آدم پوشید و بر در آمد

یاد بابا اسحٰق مغربی

آپ شیخ حاجی محمد کیمی مغربی کے مرید ہین - جن کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور چالیس[۱] حج کئے تھے - کہتے ہین آپکے پیر نے آپکے حالات سے صدق و سعادت کے آثار دیکھکر - بیعت کے روز ہی خرقہ خلافت بخش دیا تھا - اور تمام خلفا اور مریدون کو فرمایا تھا - کہ اسحٰق ہمارا بڑا خلیفہ ہے اِس کی تعظیم روز افزون زیادہ کرتے رہنا - اسی طریق

سلہ - آدم کو سب (چیزون کے) نام بتا دئے - ۱۲

پر پیر کی خدمت مین رہکر چند سال تک آپنے فائدہ حاصل کیا - بعدہٗ اجازت لیکر دہلی مین آئے - سلطان محمد تغلق شاہ
نے آپ کی تعظیم اور خدمت مین بے انتہا کوشش کی - مگر آپ لوگون کے ہجوم سے تنگ دل ہو کر اجمیر کے
کوہستان مین چلے آئے - ایک رات کا ذکر ہے - کہ آپ عالم شال مین خواجہ معین الاولیا اجمیری کی خدمت مین پہونچے
وہان سے اجازت ہونے کے بعد موضع کہٹو[۵۱] مین آکر مکان تجویز کیا - آپکے خلیفہ شیخ احمد کہٹو والہ کا بیان ہے کہ ایک سال
مین اپنے مکان سے چل کر بابا کی ملازمت مین دہلی پہونچا - بابا نے اپنے سابقہ مکانات مجکو دکہائے - اور فرمایا -
کہ بارہ سال کی عمر تہی - اُس وقت مین والدین کی خدمت سے پیر طریقت کی جستجو مین حیران و پریشان
نکل کہڑا ہوا تہا - مختلف طبقون کے چوالیس پیرون کی مینے ملازمت کی - جس کسی کو جہان کہین سنا - سر کے
بل گیا - اور اُن کے دیدار سے آنکہون کو منور کیا - اور ہر ایک پیر کی فرمان برداری اور پیروی کر کے - دل کی
اور عادات کی دونون کی اصلاح عمل مین لایا - اور خلافت نامے لیے - اسی بہاگ دوڑ کے درمیان مین ایک شہر
مین گزر ہوا - جہان کا حاکم بیکر پرست تہا - وہ میرا معتقد ہوگیا - مگر وہان کے قلندر مجہپر رشک کرنے لگے - ایک
بڑی اونچی آگ جلائی - اور کوئلون کا ڈہیر فراہم کیا - مجکو دعوت دی - کہ ہمنے حلوائے بے دود کا پکایا ہے - مجکو
اِن لوگون کے قانون وقاعدہ کی خبر نہین تہی - لہذا مینے قبول کرلیا - اتنے مین مجکو آگ کے نزدیک لے گئے
جنے ایک بارگی اللہ وحدہ لاشریک لہ کا نام لیکر اُن کی مشتعل کی ہوئی آگ کو پاؤن سے روند ڈالا - ابراہیمی
ہمت نے اظہار ولایت کر کے آگ مین ارغوانی پہول کی خاصیت پیدا کی مصرع آتش بنمرودیان گلزار اوست

یاد مولانا سید احمد ابن محمد[۲] تہانیسری

آپ ظاہری علوم - کامل طور پر جانتے تہے - سلطان بہلول لودہی کے عہد مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر مکان
بنا لیا تہا - شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید - اور مولانا خواجگی نحوی کے بہائی ہین - کہتے ہین جب بہائی کی
خواب مولانا کے گوش گزار ہوئی جس کی تعبیر دہلی کی بربادی تہی - تو آپنے فرمایا - یہ خواب وخیال حیرت واعتبار
کے قابل نہین ہین - اور اس بنیاد پر وہان سے نقل وحرکت کا خیال دل مین نہین آنے دیا - آپکے بہائی انہین
ایام مین دہلی سے سامان اقامت اٹہا کر کالپی مین چلے گئے - چند روز بعد صاحب قرآن امیر تیمور نے دہلی فتح
کرلی - اور دوسرے باشندگان شہر کی طرح - مولانا بہی گرفتار ہوئے - مگر ایسے شخص کی حراست مین آئے - جو
طالب علمی کا شوق رکہتا تہا - ایک روز وہ شخص اپنے ہم مذاق لوگون کے ساتھ مطول معانی پر مباحثہ کر رہا تہا مولانا نے

[۵۱] کہٹو - اجمیر سے تقریباً تیس کوس کے فاصلہ پر شمال اور مغرب کے درمیان مین ایک قصبہ ہے - ناگور ضلع میں ہے ۱۲

اُس کے نادرست پڑھنے پر مطلع ہو کر قیدیون کے درمیان سے سر اونچا کیا - اور کہا - اِس عبارت کے واسطے یہ معنی موزون نہین ہین - اُس شخص نے متحیر ہو کر مولانا سے عذر و معذرت کی - اور کیفیت حال صاحب قرآن کے حضور مین جا کر بیان کی - اِس پر نہایت تعظیم کے ساتھ - مولانا کو بارگاہ سلطانی مین لے گئے اور صدر مقام پر بٹھایا - صاحب قرآن نے بھی معذرت کے طور پر کہا - دہلی پر یورش - ہوائے نفسانی سے نہین کی گئی ہے - بلکہ علمائے بخارا کے فتوی سے ہے - فتویٰ لاؤ - تاکہ ہم دکھائین - مولانا نے فرمایا - اب فتوے کا دکھانا اور دیکھنا کوئی مفید بات نہین ہے - کاش - اِس یورش سے پہلے مین دیکھتا - تاکہ علمی معاملہ پر مباحثہ کیا جاتا - اور جائز ناجائز کی تمیز ہوتی اسی اثنا مین مولانا برہان الدین ملتانی مرغینانی صاحب ہدایہ فقہ کے پوتے آ گئے - اور مولانا احمد کے بالائے دست بیٹھے - دریافت فرمایا - یہ کون ہین - لوگون نے کہا - فلان کے پوتے ہین - آپ نے ہنسی کی راہ سے کہا - جس شخص کے دادا نے فقہ مین چودہ جگہہ خطا کی ہے - ممکن ہے - کہ اُس کا پوتا ادب کے بارہ مین ایک جگہہ بھی غلط ہو - یہ سنکر وہ برہم ہوئے - اور مولانا کے دامن سے اُلجھ گئے - کہ اس اجمال کی تفصیل کرنی چاہیئے - مولانا نے فرمایا - کہ وہ خاص خاص مقام اس وقت میرے ذہن مین نہین آتے ہین - میرا لڑکا جما رحمہ اللہ جانتا ہے - حسب حکم صاحب قرآن - نقیبون نے شیخ جما کو لشکر مین سے تلاش کر کے نکالا - دوسرے روز لشکر اور شہر کے علما کی مجلس منعقد ہوئی اور علمی گفت و گوبیش کی گئی القصہ شیخ جما رحمہ اللہ نے باپ کے فرمانے کے بموجب - ہدایہ کی وہ چودہ جگہہ جن پر اعتراض وارد ہے - شمار کرا دین - اور مناظرہ کے ساتھ ثابت کر دین - اسپر چارون طرف سے آفرین آفرین کی آواز آنے لگی صاحبقران نے فرمایا - اس شہر مین درس پانے والون کے واسطے خانہ و خانقاہ اور مولانا کے واسطے محل تعمیر کیا جائے - مولانا نے کہا - مولانا خواجگی - اور نیز دیگر اہل ولایت جو میرے ہم نشین تھے - یہان سے کالپی کو چلے گئے ہین - اور وہین بود و باش اختیار کر لی ہے - لہذا اب یہی بہتر معلوم ہوتا ہے - کہ مین بھی اُنہین کے ساتھ رہون اور اُنہین کے پاس مرون - کیونکہ اب عمر کا آفتاب زرد ہو گیا ہے - بالآخر آپ قلعہ کالپی مین آئے - اور بقیۃ العمر درس دیتے رہے - عربی زبان کا ایک قصیدہ آپ کا نعت مین ہے - جس کو قصیدہ بردہ کے ہم پلہ کہہ سکتے ہین - مولانا عبدالحق دہلوی نے اپنے تذکرہ مین اُس کی بہت سی ابیات لکھی ہین مصرع بادا کشادہ غرفۂ علم ازل بر و -

یاد خواجہ ضیاء الدین برنی

آپ نامور اہل سخن - اور مصنفین مین سے تھے - بہت سی تصنیفات اور تالیفات آپ کی یادگار ہین جیسی ثنائے محمد علیہ السلام - عنایت نامہ آلہی - ماثر السادات - تاریخ فیروز شاہی - وغیرہ وغیرہ آپ اپنی سخن آرائی سے مجلس

کاحسن۔ عجیب عجیب مضامین سے محفل کی نشاط۔ اور شیرین بیانات سے ہم نشینون کی خوشی بڑہاتے تہے سلطان نظام الاولیا کے مرید۔ خسرو اور خواجہ حسن سنجری کے با اخلاص دوست۔ اور سلطان محمد تغلق کے ندیم خاص تہے۔ سلطان آپ کو بہت کچہہ تکلف کے ساتھ اپنے ہمراہ رکہتا تہا۔ جب سلطنت کی نوبت فیروز شاہ کو پہنچی۔ آپنے بہی پیر سے گوشہ نشینی کی درخواست کی۔ پیر نے قبول فرمایا۔ اکثر کتابین۔ اُس فرصت مین تصنیف فرمائی ہین کہتے ہین اخیر زندگی مین دنیوی سامان جو کچہہ پاس تہا۔ پیر بزرگوار کی نذر کرکے درویشون کو دیدیا تہا۔ جب آپ کا زمانۂ زندگی پورا ہوا۔ تو آپ کے حجرہ مین چادر اور بوریے کے سوا۔ کچہہ نہ ملا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ سلطان نظام الاولیا کے زمانہ مین تین شخص ضیا نام کے تہے۔ برنی نخشبی۔ اور سنامی۔ اولین مرید کامیاب۔ آخرین منکر ناکام۔ اور متوسط دونون سے علیحدہ۔ اس حالت مین تینون زندگی گزارتے تہے۔ **قطعہ**

برنی و نخشبی و سنامی	نام این ہر سہ تن ضیا بودہ
اولین معتقد پسین منکر	ثانی از ہر دو بے نوا بودہ

اور بعض کہتے ہین۔ کہ صرف موضع برن سے ہی۔ تین کس ضیا نام کے آئے تہے۔ تینون اہل علم۔ اہل سخن مشائخ دوست۔ مرید اور متمتعات ہر دو عالم سے مستفید تہے۔ رحمہم اللہ۔

یاد شیخ رکن الدین مودود کان شکر نہر والہ

آپ۔ نسب کے اعتبار سے خواجہ علم الدین محمد کے بیٹے ہین۔ خواجہ علم الدین محمد۔ خواجہ علاء الدین یوسف کے بیٹے تہے خواجہ علاء الدین یوسف۔ خواجہ بدر الدین سلیمان کے بیٹے تہے۔ خواجہ بدر الدین سلیمان۔ اسوۂ اولیائے کرام مخدوم شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر کے بیٹے ہین۔ قدس اروا حہم اور بیعت و خلافت کے اعتبار سے آپ شیخ محمد زاہد کے خلیفہ ہین۔ شیخ محمد زاہد یوسف کے بیٹے۔ یوسف۔ احمد کے احمد محمد کے۔ محمد۔ خواجہ علی کے۔ خواجہ علی۔ ابی احمد کے۔ اور ابی احمد۔ قطب مشائخ عظام۔ خواجہ مودود چشتی کے بیٹے ہین۔ نور مرقدہم۔ اور نیز آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ سندوی کے پیر و مرشد ہین۔ نزہ سرہٗ تجرید و تفرید کی ریاضت۔ اس حد تک پہونچی ہوئی تہی۔ کہ اکثر راتون کو ایک وضو کا بہی پانی باقی نہین رکہتے تہے۔ فرماتے تہے۔ تہجد کے وقت غیب سے ہم کو پانی پہونچ جاوے گا۔ آپ کی قبر پٹن گجرات مین ہے۔ جس کا نام پرانی کتابون مین نہر والہ ہے۔ کہتے ہین۔ ایک روز سلطان عشاق۔ یگانۂ آفاق۔ سید محمد گیسو دراز۔ آپ کی ملاقات کے واسطے آپ کے پاس آئے۔ باہم معرفت کی گفت و گو ہوئی۔ اس ضمن مین سید نے دریافت کیا۔ کہ جو کشف اور فتوحات سلطان عارفان بایزید بسطامی

اور سید طائفہ جنید بغدادی قدس سرھما کو ہوتی تہین - وہ اس زمانہ مین نہین ہوتی ہین - اس کی کیا وجہ ہے - فرمایا اُس زمانہ کے لوگ کمر مین ہمیانی نہین باندہتے تہے - کہتے ہین - سید کی کمر مین ہمیانی بندہی ہوئی تہی - اُسی وقت کہول ہینکی - ہجری سنہ سات سو پانچ مین آپ عالم ارواح سے عالم اجسام مین آئے تہے - جب پچیس ۲۵ سال کی عمر ہوئی - تو خدا شناسی کی طلب مین قدم رکہا - اور بائیسوین شوال ہجری سنہ آٹہہ سو گیارہ کو عالم قدس کی تیاری فرماکر عالم اجسام کی چار دیواری کو رخصت کیا -

مصرع رکن دین را استواری باد از اسرار او

یاد سید محمدؒ گیسو دراز

آپ شیخ نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - قبر قصبہ گلبرگہ مین ہے - جو گولکنڈہ صوبہ دکن کی سرکار مین واقع ہے - جب آپ دہلی سے باجازت پیر بزرگوار دکن کی طرف روانہ ہوئے - تو اثنائے راہ مین گوالیار پر بہی گزر ہوا - اُن ایام مین شیخ علاءالدین متوطن کالپی جاگیر دار تہا - اُس نے مع تمام علما اور عقلا کے آگے بڑہکر استقبال کیا - اور کمال عزت واکرام کے ساتہہ آپ کو شہر مین لایا - اُس کے چار بیٹے تہے - اور ہر ایک بیٹا - علم کا گویا ایک رکن تہا - ان مین سے شیخ ابو الفضل - ابو سعید - اور ابو البرکات کو سید کا مرید کرادیا اور اسباب سفر کی تیاری ضرورت سے زیادہ کرکے - رخصت کیا - آپ جب دکن مین پہونچے ہین - اُس وقت سلطان احمد بہمن شاہی کا زمانہ تہا - جب سلطان نے بہت کچہہ تعظیم کرکے مسند سلطنت پر بٹہایا - تاج - تخت - چتر - اور علم پیش کش کئے - اور اپنے پرگنہ مین سے متعدد موضعے اور باغ خانقاہ کے نام سے وقف کئے - چنانچہ مسافر و مقیم - اور تونگر و درویش ملاکر ہزار آدمی صبح و شام آپ کے خوان سے کہانا کہایا کرتے تہے - چراغ دہلی کے سلسلہ کو آفتاب کی طرح فروغ آپ کی ذات سے ہے - آپ کی عمدہ عمدہ تصنیفین بہت سی ہین - منجملہ اِن کے ایک کتاب تمام ہے سلوک اور تصوف مین - اِس کتاب کی عبارت تمام و کمال معما اور تاویل کے طور پر واقع ہے - دوسری معدن المعانی اور تیسری شرح سوانح امام احمد غزالی رح - سوانح کے بارہ مین آپ فرمایا کرتے تہے - یہ ایک دوشیزہ دختر ہے جس کو ہنوز معنی آفرین اہل سخن کے اندیشہ کا ہاتہہ تک نہین لگا ہے - اور الفاظ کا نقاب اس کے مقاصد کے چہرہ پر بدستور پڑا ہوا ہے - کہتے ہین - شرح لکہنے کے بعد پیٹ سے خون آنے لگا تہا - ہجری سنہ آٹہہ سو چبیس مین عالم قدس کو کوچ فرماگئے - آج کل آپ کے فرزند مذکورہ بالا قصبہ مین اُسی سلطنت کی صورت پر سلسلہ کو ظاہر مین جاری رکہتے ہین - باطن کی پیروی بہی خدا کرے - روزی ہو -

یاد سید محمود

آپ سید سماء خورد کے بیٹے ہین - سید سماء خورد - سید سماء بزرگ کے - اور سید سماء بزرگ ناصر مصری کے فرزند تہے - آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون منڈو (مانڈو) ہین ہین - سید محمد جن کا لقب جوانی مین سیف خان تہا - دولت اور سپاہگری ترک کر کے تمام عمر درویشی اور ریاضت مین گزاری - ان کا بیان ہی - کہ سید ناصر مصری کے یہان اپنے شہر مین ہزار آدمی ذی ہنر اور پیشہ ور ملازم تہے - پیشہ ورون کی محنت کے حصہ مین سے جو کچہ ہر روز ہاتہ لگتا تہا - وہ سب سید ناصر خانقاہ کے صوفیون اور مہمان سرای کے آنیوالون کے خرچ مین صرف کر دیا کرتے تہے - ایک روز ایک غلام اپنے ہمرازون سے کہہ رہا تہا - کہ ہمارے سید - اپنے غلامون کے کسب کی آمدنی پر خانقاہ داری کرتے ہین - اور ہم سب عیال دار ہوگئے ہین - اب آمدنی اُجرت کا یہ حال ہے - کہ بال بچون کے روزانہ خرچ خوراک کو بہی مکتفی نہین ہوتی ہے - اِس غلام کی یہ شکایت ایک دم خواجہ کے دل مین چبہ گئی - سید ناصر مصری نے اِس طرح سے قلندرانہ صورت بنائی کہ کسی نے نہین پہچانا - اور ہند کی طرف چلے آئے - سیر کنان حصار فیروزہ مین پہونچے - اِس جگہہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی - جو کیمیا کا علم و عمل جانتا تھا - ناصر مصری نے درویش کی مصاحبت اختیار کی - بالآخر مقیم درویش - آنے والے کی سرگزشت پر آگاہ ہوا - چونکہ مقیم نے نووارد کو سنجیدہ آدمی پایا - لہذا اپنا داماد کر لیا - اور علم اکسیر سکہا کر فرمایا - اپنے وطن کو چلے جاؤ - اور تمام غلامون کو آزاد کر کے اس عمل کے ذریعہ سے عمدہ طور پر خانقاہ کو رونق دو - القصہ سید ناصر مصری نے حکم اُستاد کی تعمیل کی اور چند سال بعد اپنے بیٹے سید سماء کو کیمیا بنانا سکہا کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا - اور فرمایا حصار مین جا کر بزرگ اُستاد کا حال معلوم کرنا - سید سماء جب حصار مین آئے - تو اُس مہربان اُستاد کو زندہ نہ پایا - آخر کار کیمیا کے ذریعے سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیا - جو سپاہیانہ صورت اور درویشانہ سیرت رکہتے تہے - اور مع اِن سب کے منڈو (مانڈو) مین آئے - اُس زمانہ مین رام دیو راجہ ی - اس صوبہ کا حاکم تہا - وہ مشیت ایزدی سے مقابلہ نہ کر سکا - منڈو (مانڈو) کا قلعہ خالی چہوڑ کر جنوبی سمت مین چلا گیا - اور یہ بزرگ مقام اہل اسلام کے ہاتہ آیا - اور اس وقت سے یہان سر نو بنیاد اسلام قایم ہوئی - اِس کے بعد سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری نے نوین صدی کے آغاز مین زیادہ آباد کیا - اور دین محمدی کو بہت کچہ قوت حاصل ہوئی - اور سید محمود کی درویشی کی رونق کمال کو پہونچی - آپ صاحب فضیلت و کرامت بہی ہوئے ہین -

یاد شیخ یوسف بدھا ایرجی

مقتول العشق آپ کا خطاب ہے - اتفاق زمانہ نے آپکے بزرگون کو خوارزم سے ہند مین لاکر قصبہ ایرج مین آباد کیا تہا - قصہ کوتاہ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا - تو خواجہ اختیار الدین عمر کی خدمت سے آپنے کتابی علوم - اور قلبی کمالات کی تکمیل کرکے خرقۂ خلافت حاصل کیا - پہر سید جلال الدین بخاری اور شیخ راجو قتال کی ملازمت مین ہوپنچکر وہان سے بہی بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا امام محمد غزالی کے منہاج العابدین کا ترجمہ - آپ ہی کی تالیفات سے ہے - فارسی شعر کا بہی ذوق تہا - تاریخ محمدی کے مصنف نے جو آپ کا مرید ہے - لکہا ہے - کہ آپ کی خانقاہ مین قوالی کی مجلس ہجری سنہ آٹھہ سو چونتیس مین ہوئی تہی - صوفیون کی جماعت پر حالت طاری تہی - آپ بہی شورش کر رہے تہے یکایک آپ کی روح کالبد سے عالم لاہوت کو پرواز کر گئی - آپ کی قبر وہین خانقاہ کے صحن مین بنائی گئی - اور سلطان علاء الدین محمود پسر خان جہان خلجی منڈوی نے آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرادیا مصرع خدایش خیر دہاد آنکہ این عمارت ساخت

یاد شیخ علی پروٗ

پروٗ ایک موضع ہے مہائم کے اطراف مین - جو گجرات کے زیرین حصہ مین ایک بندر ہے - آپکے پدر بزرگوار کا نام احمد مہائمی ہے - دونون جہان کے حقائق اور اسرار کے آپ عارف تہے - صوفیون کی اصطلاحات مین آپ شیخ محی الدین عربی اور شیخ صدر الدین قونیوی کے پیرو ہین - اور ان دونون بزرگوارون کی تصنیفات پر آپ نے عمدہ شرحین - لکہی ہین - اور سنجیدہ حاشیے لگائے ہین - زوارف شرح عوارف آپ کی ہی ہے - اور تفسیر تبصیر رحمانی مین جس مین عبارت ترجمہ کے ساتھہ قرآنی ترتیب کو ملایا ہے - اور آیات کو تکرار سے علیحدہ کیا ہے - یہ پسندیدہ طریقہ تمام آپ کی اختراع ہے -

ایک رسالہ مین لکہا ہے - امام جمال الدین محمد نام بہمن مین ایک عالم تہے - اُن کا خط ایک خادم میرے پاس لایا - اور اُس نے یہ بیان کیا - کہ شرف الدین علم قرآن مبنی کی فہم اور بصیرت اس قدر تو ہے نہین - جس کی شعاعین فتوح محی الدین عربی کے کلام پر پڑ سکین - باانیہمہ اُس کو شیخ سے انکار ہے - گو انکار کا باعث اس کی کوتاہی اور نارسائی ہی ہے شیخ کی اور پیروان شیخ کی تکفیر کرتا ہے - یہ ناصواب بیان سنکر خیال پیدا ہوا کہ حق بات ضرور ظاہر کرنی چاہیے - اور پہر اس خیال نے مجکو گہر مین بیٹہنے نہین دیا - ناچار سفر کے واسطے کمر باندہ کر بہمن کے راستہ پر ہولیا - اور وہان پہونچکر الزامی حجتین اور قطعی دلیلین پیش کین - بالآخر مینے شبہات کا کوڑہ کرکٹ - اور طعن و تشنیع کا گرد وغبار معلم کے عقائد سے دور کر دیا - کیونکہ گروہ صوفیہ جنہون نے ماسوائے طریقت کو ترک کرکے حقیقت اور شریعت مین

باہم تطبیق دی ہے - اور اپنے تیئں نیست شمار کرکے درمیان مین ہنین لاتے ہین - اِن کی امداد تمام خداشناس عالمون پر لازم ہے - آپ شیخ صدرالدین قونیوی کی نصوص کی شرح لکھنے کے بعد کچھ کم دس سال امکانی لباس مین زندہ رہے - اور شرح مذکور کی تالیف ہجری سنہ آٹھ سو تیس مین ہوئی ہے - اور بعض کے نزدیک آپ کی رحلت کا سال اور مہینا جمادی الاخری ہجری سنہ آٹھ سو پنتیس ہے - خوابگاہ مہائم -

یاد مولانا نظام الدین خاموش

آپ گویا وجوب و امکان کے دو دریاؤن کے درمیان مین برزخ تھے - جمالی اور جلالی نمائشین آپ کی ذات مین نمایان تھین - اصول حقائق کی مسند کو آپ سے زینت تھی - اور فروع طریقت مین روایتون کا آپ ماخذ تھے - تصوف کے میخانہ مین آپ کے بیان کی برابر جو سراپا جوہر ہے - کوئی کیف نہین ہے - سماع کی مجلس مین آپ کو جوش اور خروش ہنین ہوتا تھا ہمیشہ اپنے باطن کو دیکھنے مین ظاہر مین آنکھ باہر کی طرف سے بند کرکے اندرونی اور باطنی آرائش کے سامان مین رہتے تھے - جس زمانہ مین بخارا کے مدرسہ مین آپ تحصیل علم کر رہے تھے - اُس زمانہ مین خواجہ بزرگ کی ملازمت سے توفیق رفیق ہوئی تھی - اور اس خانوادہ کی محبت کا نقش آپ کے دل پر بیٹھ گیا تھا - اُسی روز سے آپ نفس کے مجاہدہ اور اصلاح مین سلسلہ جنبانی کرتے تھے - یہانتک کہ خواجہ علاءالدین عطار کی خدمت مین پہونچکر آپ کو روشن ضمیری کی قوت حاصل ہوگئی اور دوئی نما زہد خشک سے رہائی پاکر یکتائی سے بھری ہوئی توحید کا گھونٹ پی لیا - اور مست ہوگئے - قدس اللہ اسرارہم

یاد خواجہ عبداللہ امامی اصفہانی

آپ معرفت و کمالات کے دریا - توحید کی کان - اور خواجہ علاءالدین عطار کے مریدون اور دوستون کے سرگروہ تھے - آپ نے خواجہ علاءالدین عطار کے دلچسپ بیانات اور کرامات کو قلم بند فرماکر اہل زمانہ کے واسطے سامان استفادہ بہم پہونچایا ہے - اُس مین آپ لکھتے ہین - تلقین معرفت کے آغاز مین ہمارے خواجہ کا یہ طریقہ تھا - کہ طالبون کو یہ تعلیم ہوتی تھی - کہ اپنا عنصری خزانہ - اور قوی و ادراکات کے تمام و کمال جواہر - عنصری جسم مرشد کے ہاتھ فروخت کرنے چاہئین - جو الٰہی ہستی کی آمد و رفت کا دریچہ ہے - زبان تصوف مین ہدایت کی اس شکل کو - فنا فی الشیخ کہتے ہین - تاکہ جو شخص ہستی کو فروخت کرکے - اُس کی عوض مین نیستی کا خریدار ہے - اُس شخص کو اگر سلوک کی گھاٹیون مین انقباض پیدا ہو - تو اس خدائی آئینہ (مرشد) کے تصور سے مقصد کا راستہ مل جاوے - کہتے ہین پہلی ہی ملازمت مین پیر نے یہ زمزمہ آپ کو سناکر آپ کے ہوش و حواس کہو دئے تھے بیت

توز خود گم شو وصال این ست بس	گم شدن گم کن کمال این است و بس

شیخ احمد یا مخدوم شیخ جمال الدین کھٹو سرخیل احمد آبادی

کھٹو نام ایک موضع ہے ناگور اور اجمیر کے کوہستان مین۔ یہان آپ رہتے تہے۔ لیکن آپکے آباو اجداد دہلوی ہین۔ آپ کی پیدایش بہی دہلی ہی کی ہے۔ صاحب دانش و بنیش تہے ہجری سنہ سات سو اڑتیس مین آپنے اپنے وجود سے عالم خاک کو شرف بخشا۔ کہتے ہین ایک روز دہلی مین ایسی سخت آندہی آئی تہی۔ کہ بہاری بہاری چیزین ہوا مین اڑکر اپنے مقامات سے منزلون دور جا پڑی تہین۔ اُس زمانہ مین آپ خورد سال تہے۔ ملک نصیرالدین نام تہا۔ گلی کوچہ مین اپنے ہم عمرون کے ساتھ کہیل رہے تہے۔ بگولے کے ساتھ آپ کا دامن بہی لپٹ گیا۔ اور بگولہ آپ کو پتنگ کی طرح ہوا مین اڑائے گیا۔ موضع کھٹو کی سرحد مین۔ جو دہلی سے کوسون دور ہے آپ نیچے اُترے اُس زمانہ مین بابا اسحٰق مغربی نے اُس موضع مین حجرہ عبادت بنا رکہا تہا۔ بابا اسحٰق حاجی محمد کیمی کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے چالیس حج کئے تہے۔ اور نیز حاجی جی اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی کے سلسلہ مین سرگروہ تہے۔ **قدس سرہم** اور اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی۔ سید عبد القادر جیلانی کے ہم عصر ہوئے ہین۔ **القصہ** ازلی سعادت نے اُس طفل کی پرورش کا حکم بابا کے نام جاری کیا۔ بابا نے جمال الدین احمد نام رکہا۔ آپ جب کمال ہوش کو پہونچے حقیقی بیعت کی رسم ادا ہوئی۔ اور تہوڑی سی خدمت اور ریاضت سے عالم ارواح اور عالم اجسام کے کمالی مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ آٹھوین صدی کے آخرین حصہ مین سلطان احمد ابن مظفر کا عہد تہا۔ کہ پیر کے ارشاد کے بموجب آپ گجرات تشریف لے گئے۔ اور سابرمتی کے کنارہ جواب قلعہ احمد آباد کے نیچے رواں ہے گوشہ گزین ہوئے۔ سلطان وقت نے بہی آپ کی محبت اور اتفاق کی وجہ سے اُس مقام پر ایک بڑے شہر کی بنیاد ڈال کر احمد آباد نام رکہا۔ ندیمان خاص کو اُس بنیاد کی تاریخ کلمہ **بخیر** ملی اسی باعث سلطان نے شہر چانپانیر کو جو سابقہ حکمران بادشاہون کا دار السلطنۃ تہا۔ چہوڑ کر۔ اس نو آباد شہر کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ یہ شہر آپکے قدوم کی برکت سے ایسا اسلامی شہر بنا۔ کہ تمام ہندوستان مین اس کی مثال نہین ہے۔

لکہا ہے۔ مشائخ زمان **قدس سرہم** کی ملازمت کی آرزو آپ کو بہت کچہہ رہتی تہی۔ اور وہ ہمیشہ آپ کو سفر مین رکہتی تہی۔ چنانچہ آپنے ایک خط مین جو شیخ کمال الدین احمد آبادی کے نام سمرقند سے بہیجا تہا۔ لکہا ہے۔ مینے ہجری سنہ سات سو اراسی مین بحر اعظم کا سفر اختیار کیا تہا۔ جزیرہ عدن مین پہونچکر شیخ عبد اللہ یافعی کے خلیفہ شیخ عبد اللطیف یمنی سے ملاقات کی۔ بعد مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہو کر ارکان حج و عمرہ ادا کئے۔ اور نیز بزرگان مکہ کی ملاقات

سے فائدہ اُٹھایا - پھر صاحب مدینہ علیہ افضل التحیات کی زیارت سے شرف حاصل کرکے اپنے خاکی چہرہ کو آپکے
آستانہ کی خاک سے منور کیا - اِس کے بعد ہجری سنہ آٹھ سو آٹھ مین ہری کو گیا - اُس وقت شیخ شہاب الدین ضیا بانی
شیخ خراسان تھے - وہان اُن سے ملاقات کی - پھر سمرقند مین پہونچکر وہان کے مشائخ سے ملازمت حاصل کی - کہتے
ہین گجرات مین بازگشت ہوکر بہت جلد یہ سفر انجام کو پہونچ گیا - اور اِس بے مثل شہر مین چند سال طالبان ہدایت
کو فیض پہونچایا - جب چودھوین ماہ شوال ہجری سنہ آٹھ سو اونچاس کو فرمان طلب صادر ہوا - تو خوشی کے ساتھ
عالم ظلمانی سے جہان نورانی کو رحلت فرمائی - آپ کی قبر سیر گنج مین ہے - جو اُس شہر کا ایک بازار ہے - آپ کی
قبر پر ایک عالی شان گنبد اور بلند عمارت بنی ہوئی ہے - بعض کہتے ہین - کہ آندھی کے حادثہ کے بعد آپ خواجہ
نجیب نساج کے ہاتھ لگے تھے - یہان سے بابا کے ہاتھ آئے اس طرح پر - کہ مولانا صدرالدین حافظ مولانا شہاب الدین
عالم ہمدانی ڈیڈوانہ کو جاتے تھے - جو دہلی کا پرگنہ ہے - اسواسطے بابا اسحٰق کے پاس رخصت ہونے کو گیے - بابا نے
فرمایا - اگر کوئی ذی شعور لڑکا ہاتھ آجاوے - تو میرے واسطے لیتے آنا - جب مولانا صدرالدین ڈیڈوانہ مین پہونچے
تو خبر ملی - کہ ایک لڑکا نساج کے ہاتھ آیا ہے - مولانا کو بابا کا پیغام یاد آیا - لڑکے کے دیکھنے کے واسطے گئے - اور
نساج سے مانگ کر بابا کے واسطے لیتے آئے -

یاد قاضی شہاب الدین عمر

آپ زابلی - دولت آبادی - جونپوری ہین - زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ عالم - اور جملہ ارباب فنون کے
اُستاد تھے - نظم کا شوق تھا - فارسی زبان مین شعر کہا کرتے تھے - آپ کے آبائے بزرگوار کو شیخ الشیوخ سہروردی
سے بیعت اور نیز عقیدت تھی - اسواسطے آپ کو تمنیاً پیر سہروردکا رسمی مرید کرا دیا تھا - ظاہری علوم مین آپ مولانا
خواجگی نحوی کے شاگرد ہین - جو مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کے شاگردون مین سے تھے - آپنے ہر ایک علم
مین برجستہ - متن - شرح - اور حاشیے لکھے ہین - منجملہ اِن کے آپ کی ایک تفسیر بحر مواج بھی ہے - چونکہ یہ فارسی
زبان مین ہے - لہٰذا درسی کتب مین - اس کا شمار نہین ہوا - یہی معانی اگر عربی عبارت مین ہوتے تو عالمون
کے نزدیک یہ کتاب کشاف کے ہم پہلو ہوتی -

کہتے ہین - اِس زمانہ مین ایک سید تھے اجمل نام - جن کے نسب کا جمال حسب کے زیور سے آراستہ نہین تھا -
سید کے سر مین یہ ہوا بھری - کہ ارباب دول کے محفل مین قاضی صاحب کے بالادست بیٹھنا چاہیے - قاضی صاحب نے
ایک رسالہ لکھا - کہ جس مین عالم بے سیادت کو سید بے علم پر فوقیت دی - پھر اِس کے بعد دونون کے مساوی درجہ

ہونے کا اقرار کرکے - اس بارہ مین دوسرا رسالہ مرتب کیا - اور اُس مین تصریح کی - کہ میری عالمیت درست اور ظاہر ہے - اور تمہاری علویت احتمالی اور مخفی ہے - لہذا بالادست بیٹھنے کا حق مجکو حاصل ہے - جب یہ مناظرہ مولانا خواجگی کے سامنے پیش ہوا - تو مولانا شاگرد پر غصہ ہوئے - اور سخت ناراضی ظاہر کی جس سے آپ کو شرمندگی ہوئی مجبوراً سادات کی تعریف مین تیسرا رسالہ لکھا - اور مناقب السادات نام رکھا - اس رسالہ پر آپ کی تمام تصنیفات کا خاتمہ ہوگیا ہے - بعض کہتے ہین - کہ مناظرہ مذکورہ کے بعد خاتم النبوۃ علیہ السلام نے عالم خواب مین قاضی صاحب کو فرمایا - جاؤ - جہانتک ممکن ہو - سید اجمل کی خوش دلی مین کوشش کرو - اس بنیاد پر آپنے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر معذرت کی - اور یہ رسالہ تالیف فرمایا - ہجری سنہ آٹھہ سو اڑتالیس مین محفل وجود سے خلوت عدم کو تشریف لے گئے - خوابگاہ جونپور -

یاد میر سید اشرف جہانگیر

آپ کی پیدائش سمنان کی - اور قبر کچھوچھہ مین ہے - کچھوچھہ ایک موضع ہے جونپور کے علاقہ مین - کشف وکرامات - اور منازل ومقامات کے آپ مالک تھے - آپ کے بیان سے عرفان کا آب حیات بہتا تھا - اور آپ کے دل سے شوق ومحبت کی آگ کے شعلے اُٹھتے تھے - سیاحی مین میر سید علی ہمدانی کے رفیق تھے قدس سرہما اتفاقات زمانہ سے آپ کا گزر ہندوستان مین بھی ہوا - یہان آکر آپ شیخ علاء الحق بنگالی کے مرید ہوئے - اگرچہ طریقت کے تمام مرحلے آپ بیعت سے پہلے ہی طے کر چکے تھے - آپکے مکتوبات بھی ہین - جن مین درویشی مسلک کی حقیقتین اور دقیقے کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین - عرفان کی کونسی ایسی گفت وگو ہین ہین - اور ولولہ پیدا کرنے والی کونسی ایسی باتین ہین - جو ہر ایک مکتوب کی سطر سطر مین نہین ہین - خدا کرے - یہ مکتوبات دوستون کے مطالعہ سے گزرین - آپ کے کلام کا زیادہ تر حصہ آپ کے فرزند نے فراہم کرکے - ایک بڑی کتاب بنائی ہے - اُس مین لکھتے ہین - ایک قلندر تھا - گانون والے تمام اُس کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے - وہ ہر کسی سے کہا کرتا تھا - کہ اشرف اپنے تئین جہانگیر کہتا ہے - اور صوفیون کی اصطلاح مین یہ لقب خاص قطب کا ہے - اور قطب کی علامت یہ ہے کہ اُس کے جسم کے تمام اعضا ایک دوسرے کا کام کرین - ایک روز ایک جگہہ محفل کی گئی - اور وہ جگہہ امتحان کے لیے قرار دیکر سید کو مہمان کیا - کہانا کہانا شروع ہوا - تو آپ نے صرف ہاتھہ سے منہ - دانت - اور حلق کا کام لیا - یہ دیکھکر امتحان کرنے والے کو سخت حیرت ہوئی - آپ حاجی قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی کے ہم عصر ہین - آپنے قاضی صاحب کے خط کے جواب مین عجب ایک خط لکھا ہے جس مین مبحث فرعون کو حل کیا ہے جو فصوص الحکم مین ہے - چونکہ کہا

کتاب کو بزرگون کے احوال کے سوا۔ دیگر بیانات سے کم تعلق ہے۔ لہذا بے لوگون کی اعلی مضامین سے یہ کتاب خالی رہی۔

یاد مولانا رکن الدین خوافی

آپ شریعت دوست۔ روشن ضمیر۔ تلاش کے ساتھہ کامیاب۔ اورعالم باعمل تھے۔ کہتے ہین۔ ایکسال کلونجی کی کاشت کی تھی۔ جب وہ خرمن مین فراہم ہوئی۔ تو اُس مین سے ایک پیمانہ بہر کلونجی دہقان نے آپ کی اجازت بدون ایک آشنا کو دیدی۔ اور باقی کے واسطے مولانا سے عرض کیا کہ اُٹھوالی جاوے۔ آپنے فرمایا۔ خرمن ابہی ناتمام ہے جب تمام ہوجاوے گا۔ اُٹھالی جاویگی۔ اسی طرح پر مولانا کے اور دہقان کے درمیان مین یہ قصہ چلتا رہا۔ یہانتک کہ کہیت کا کوئی کام باقی نہین رہا۔ دہقان نے بہت کچھہ غور و فکر کیا۔ لیکن سوا اُس ایک پیمانہ کے خرمن ناتمام ہونے کا کوئی سبب معلوم نہین ہوا۔ مجبوراً اُس دی ہوئی کلونجی کو پہر لاکر خرمن مین شامل کردیا۔ اُس وقت اجازت ہوئی۔ کہ خرمن اُٹھاؤ۔ اور واپس لائی ہوئی مقدار کا سبب چند اُس شخص کو پہنچا دو جسسے واپس لائی گئی ہے۔ اور نیز فرمایا۔ چونکہ خیانت اور برکت دونون ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین۔ اور صورت معاملہ مین خیانت کے معنی پائے جاتے تہے۔ اِس واسطے اتنے اہتمام کی ضرورت ہوئی۔

یاد شیخ سراج سوختہ

آپ کی قبر کالپی مین ہے۔ کلام ربانی حفظ تھا۔ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی امامت کیا کرتے تہے۔ سید صاحب کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض ملتا تھا۔ اور اپنے خرق عادت کی قابلیت چہپائے رکھتے تہے۔ سمندر کی طرح محبت کی آگ آپ کی راحت کا باعث تہی۔ اور ذرہ کی طرح۔ آفتاب احدیت کے سامنے سرگشتہ رہتے تہے دنیا کی عمر کو ایک روز کی برابر سمجھکر۔ تمام سال روزہ گرسنگی کے ساتھہ گزارتے۔ اور تیسری شام کو پرانے سرکہ سے افطار کرتے۔ ہمیشہ اسی طرح ناہموار نفس کے ساتھہ لڑائی رہتی تہی۔ آپ رسمی علوم کی تحصیل مین مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین۔ ایک روز پڑہنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ تو مولانا کو کان کے درد سے معذور پایا۔ مولانا نے فرمایا۔ اگر مانع سبق رفع ہوجاوے تو تم سبق پڑہ سکوگے۔ آپنے کہا۔ بہت اچھا۔ مولانا کے کان کے پاس اپنا سر لے گئے اور آہستہ سے کہا۔ اے درد گوش۔ چلاجا۔ اس کہنے سے سوزش درد موقوف نہین ہوئی۔ دوسری بار پہر کہا۔ اے درد گوش تجکو سراج سوختہ کہتا ہے۔ چلاجا۔ یہ کہتے ہی۔ اُسی دم فوراً بالکل درد جاتا رہا۔ اور صحت ہوگئی۔ اور درس حسب معمول شروع ہوگیا مصرع فراوان باد از ہر سوز سازش۔

یاد قطب عالم بٹوہ

آپ کا نام سید برہان الدین ہے۔ اور آپ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے پوتے ہین۔ ہجری سنہ سات سو نوے مین چودہوین رجب کی صبح کو علم کے وحدت خانہ سے وجود کی محفل مین آپ تشریف لائے۔ سلطان محمد ابن احمد ابن محمد ابن مظفر کا عہد تھا کہ آپ اوچھ خردسالی مین اپنے بزرگوار دادا کے ارشاد کے بموجب گجرات مین آئے۔ اور بٹوہ ایک کوچہ ہے احمد آباد کا۔ اُس مین آپنے قیام فرمایا۔ ایک مدت تک سرکش نفس کے ساتھ مخالفت رکھی۔ اور اس لڑائی مین اُسپر فتح پائی۔ آپ۔ گروہ کے گروہ آدمیون کے پشت پناہ بنے۔ اور آپکے مسیحائے دم سے ظاہری و معنوی بیمار شفا پانے لگے۔ کہتے ہین۔ جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا۔ چونکہ آپ کا باطنی ارادہ راستی کے ساتھ ہوتا تھا۔ وہی وقوع مین آجاتا تھا۔ اِسی قبیل سے تحت الذکر واقعہ بھی ہے۔ ایک روز علی الصباح گھر سے چلے۔ تو آپ کا پانون ایک پتھر سے لگا۔ فوراً بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا۔ لکڑی ہے۔ یا پتھر ہے۔ یا لوہا ہے۔ روشنی ہونے کے بعد جو دیکھا۔ تو اُس شے مین تینون طرح کا حصہ اور رنگ نظر آیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار مین تک جب کہ راقم گلزار خاندیس سے گجرات کو جاتا تھا سنگ مذکور اُسی جگہہ موجود تھا اور لوگ دیکھنے کے واسطے جابجا سے آتے تھے۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید ہین۔ اور قطب الاولیا شیخ احمد کھٹو سے بھی خرقہ خلافت پایا تھا۔ اور نیز شیخ احمد کی بہت کچھہ نظر پرورش آپ پر تھی۔ آپ کے گیارہ بیٹے تھے۔ سب مین بڑے۔ نیک منش۔ اور پسندیدہ اطوار سید محمد ہین۔ جو شاہ عالم کر کے مشہور عالم ہین۔ سید محمد کے کسی قدر گرامی حالات جداگانہ لکھے جاوینگے۔ دوسرے بیٹے سید داؤد۔ سلطان بہادر ابن سلطان مظفر گجراتی کے وزیر اعظم ہین۔ اور اختیار خان کے لقب سے نامور ہین۔ ان دونون کے سوا اور بیٹے جو تھے یہ دین کے بارہ مین پہلے بیٹے سے۔ اور دنیاوی مرتبہ مین۔ دوسرے بیٹے سے کمتر تھے۔

مصرع مدار قرب حق را قطب این بود

یاد سید تاج الدین سوہی نہروالہ

آپ سراج مشائخ شیخ حسام ملتانی نہروالہ کے روضہ مین مدرس تھے۔ کسبی اور لدنی علوم آپ کو حاصل تھے خرقہ رہنمائی سید برہان الدین کی عنایت سے زیب بدن کیا تھا۔ جن کا لقب خاص قطب عالم بخاری گجراتی ہے۔ اور نیز مخدوم بہا سے بھی خرقہ خلافت ملا تھا۔ جن کا نام مولانا یوسف ابن احمد سوہی ہے۔ مولانا یوسف شیخ سوہی کے خلیفہ تھے اور سوہی کو اپنے پدر بزرگوار مولانا شمس الدین پیر مگہ سے خرقہ خلافت ملا تھا۔

یاد خواجہ علاء الدین غجدوانی

آپ کے یہان جاودانی بزم ہمیشہ ہوا کرتی تھی - اسواسطے گویا آپ اِس بزم کے میزبان ہین - اور ایزدی تجلیات مین مدہوش رہتے تے - خواجہ بزرگ کے برگزیدہ یار تھے - الٰہی اسرار کی آگاہی - اور خدائی اطوار کے بیان کرنے مین آپ یگانہ وقت اور صحیح البیان تھے - کہتے ہین - جب معرفتون کے بیان کا جلسہ گرمی پر آتا تھا - تو بیخودی و رفتگی آپ پر ہجوم کرکے آتی تھی - اور اِس کے ہجوم سے آپ کا رسمی شعور اور مجازی ادراک بالکل غارت ہو جاتا تھا لیکن گفت وگو کا تار آغاز سے انجام تک نہین ٹوٹتا تھا - غالباً ظاہری عقل کے رخصت ہوجانے سے معنوی ہوش کا چہرہ نمایان ہوجاتا تھا - محققون کا قول ہے - اِس قسم کا نشہ - طریقت کے سلسلہ مین راستہ چلتے چلتے اُس وقت کیف لاتا ہے - کہ جب لوازم تعینات اور مراتب وجود - جو مطلق ذاتی صفات کے ساتھ مقید ہین - تبدیل ہوجاتے ہین آپ نے خواجہ بزرگ کی اجازت سے - خواجہ پارسا کی خدمت اختیار کرلی تھی - پیر پارسائے اولیا کا ربط آپ کے ساتھ یہان تک بڑہا - کہ خواجہ پارسا کو آپ سے ملنے اور ہمراز ہونے کے بدون صبر نہین آتا تھا - نیز خواجہ پارسا نے اپنے مین ایک لحظہ بھی دوری کی طاقت نہ پاکر واپسین سفر تک آپ سے جدائی پسند نہین کی - اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - کہ آپکے دیدار سے خواجہ بزرگ کی گرامی نسبت ہمیشہ دل مین تازہ ہوتی ہے - قدس اللہ اسرارہم

یاد سید علاء الدین راٹھی

آپ سید معین ایرجی کے بھائی کے بیٹے (بھتیجہ) اور نیز داماد ہین - آپ کی ذات مین تمام حقیقی کمالات جمع تھے اور الٰہی تجلیات آپ کے اوپر وارد ہوا کرتی تہین - آپنے شب قدر بارہا دیکھی تہی - آپ کی خانقاہ مین ایک درخت تھا - ایک روز صبح کے وقت دفعتہً شہر والون نے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ایک رومال بندہا ہوا دیکھا - متعجب ہوکر کیفیت حال آپ سے دریافت کی - آپنے فرمایا - گذشتہ شب کو شب قدر تہی - جس وقت یہ درخت جھک کر سر بسجدہ ہوا تھا - اُس وقت مینے یہ رومال شاخ مین باندہ دیا تھا - غرض یہ ہے - کہ تمام سال کی راتون مین شب قدر کے دائر رہنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے - ہمارے زمانہ کے عالمون کو قائلین شب قدر کی طرف مائل ہونا چاہیے - آپ کی ابدی آرامگاہ راٹھ ہے - اور راٹھ ایک قصبہ ہے - سرکار کالپی کا مصرع عرش علی مقام روشن باد -

یاد شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم اُچھ اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے - نام آپ کا چاپلدہ - اور شاہ - راجو قتال کے خلیفہ مین جن سے خاندان سہروردیہ کا چراغ روشن ہے - اور مخدوم جہانیان قدس سرہ تک سلسلہ بے واسطہ پہونچتا ہے

کہتے ہین- آپ عمارت اور آبادی مین کم بیٹھتے تھے۔ ویرانہ اور جنگل مین مقام رکھا کرتے تھے۔ دن کے اولین حصہ مین
چار گھڑی دن چڑھے تک درندے اور حشرات الارض- سلام کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے- ہجری سنہ آٹھ سو دس
مین سلطان ہوشنگ پسر دلاورخان غوری کا عہد تھا اُس زمانہ مین سفر حجاز کو آپ جاتے تھے- کہ منڈو (مانڈو) پر
بھی گزر ہوا محمود خان ابن خان جہان خلجی جس کے سر مین بادشاہ ہونے کی ہوا بھری ہوئی تھی- آپ کی ملازمت
مین حاضر ہوا کھانا سامنے رکھا گیا- آپ نے متواتر چار لقمے محمود خان کے منہ مین دئے- اور فرمایا- صوبہ مالوہ
کی شاہنشاہی تیرے یہان تیرے دیگر تین فرزندون تک رہے گی محمود خان نے شکریہ ادا کر کے عرض کیا- یہ
آرزو اور ہے- کہ معاودت اسی راستہ سے فرمائی جاوے- آپنے التماس قبول فرما کر کہا- اس راستہ سے معاودت
اگر خدا چاہے گا- تو ہوگی- اور رخصت فرمایا- قصہ کوتاہ جس وقت محمود خان کو فرمانروائی کے عین شباب مین
خط استوا کے آفتاب کی طرح کمال فروغ حاصل تھا- اُس وقت پھر شیخ کی تشریف آوری کی خبر ملی استقبال
کر کے کمال تعظیم سے لایا- اور جشن شادی کر کے- اپنا داماد بنا لیا- اور عبادت کی سہولیت کے واسطے آرام و
آسائش کے بہشت نما مکانات تیار کرا کر دنیاوی اسباب جس قدر مناسب تھا- جہیز کے طور پر- خدمت مین
پیش کیا- آپنے ازراہ استغنا دل نہادنہ ہو کر پیش شدہ ہدیہ- ہمراہیون کو جو صاحب احتیاج تھے- اور نیز
دیگر باشندگان شہر کو عام طور پر تقسیم کر دیا- اور بقیۃ العمر ظاہری اور باطنی علم کا درس اور تلقین دیتے رہے بہت سے
طلبا کامیاب ہوئے- ایک روز سلطان نے عرض کیا جس طرح زندگی مین ہمیشہ ملازمت میسر آتی رہتی تھی
اگر رحلت فرمائی کے بعد بھی ایک ہی جگہہ قبر بنائی جاوے- تو دونون جہان کے کام بن جاوین- جب آپنے کوچ
فرمایا- تو بموجب قرارداد آپ سلطانی مقبرہ مین دفن کیے گئے- پھر چند روز بعد سلطان کو بھی واپسین سفر پیش
آیا- سرداران ملک نے بالاتفاق گور شیخ سے اوپر کی طرف سلطان کے مزار کا تعویذ بنایا- سلطان مرحوم نے
اپنے بیٹے سلطان غیاث الدین کو خواب مین ہدایت کی- کہ محمود کا کالبد زمین مین سے نکال کر شیخ کی تربت کے
تحت مین دفن کرنا چاہیے عقلانے غور اور فکر کے بعد کہا- بہتر یہ ہے- کہ شیخ کی قبر سلطان کی قبر کی برابر مین
بنادی جاوے- اُس وقت شیخ الاسلام کے فرزند شیخ بدہا نے جو اعتقاقاً سجادہ نشین تھے- بیان کیا- آج
کی رات کی مہلت دیجاوے- کل کے روز جس طرح مصلحت معلوم ہو عمل کیا جاوے- چنانچہ اُس روز کام ملتوی
رہا- رات کو شیخ کی قبر پہر کی طرف چلی گئی- آدھی رات کے وقت قبر کے سرکنے کی آواز مقبرہ کے مجاورون نے
اور نیز دوسرے لوگون نے بھی سنی صبح کے وقت جب یہ خرق عادت دیکھی گئی- تو سلطان غیاث الدین کو اطلاع کے

ساتھہ شہر کے سب چھوٹے بڑون کو سخت حیرت ہوئی - اور حیرت کے ساتھہ عقیدت بڑہی مصرع خوا لبگاہش نسخہ فردوس باد

یاد شیخ محمد پور عیسیٰ

آپ کو محمدی ولایت کے کمالات حاصل تھے - زیادہ عمر پانے مین نوح علیہ السلام کے شریک تھے - اور دونون عالم حق دانش کی بیعت اور تلقین مین پیر ہونے کا مرتبہ پایا تھا - ظاہری علم اور اندرونی بصیرت کا سرمایہ آپ کو شیخ فتح اللہ اودہی کی تعلیم اور رہنمائی سے ملا تھا - جن کو بعض لوگ بدایونی بھی کہتے ہین - ہمیشہ زانوی مراقبہ پر سر رکھنے کے سبب کمان کی طرح آپ کی کمر خم ہوگئی تھی تمام زندگی کا زمانہ تنہائی اور تجرید مین گزارا - اس خوف سے کہ نگاہ عورت پر نہ پڑے - آسمان اور زمین کی طرف کبھی آنکھہ بھر کر نظر نہین ڈالی - ہجری سنہ آٹھہ سو ستر تاریخ چوبیسوین ربیع الاول کو امکان کے طلسمی کارخانہ (دنیا سے) وجوب کی حقیقی فضا (عالم ارواح) کی طرف کوچ فرمایا - آپکے مریدین اور خلفا مین انیس اشخاص زیادہ بزرگ ہین - ان مین سے (ایک) شیخ بدہا حقانی تھے - جن کی رہنمائی کا شہرہ سلطان حسین شرقی کے زمانہ مین عام تھا - اور دوسرے بہاء الدین نتھو (تیسرے) شیخ سوندہو بنارسی (اور چوتھے) شیخ احمد عیسیٰ بھی تھے بظاہر کی طرح - معنیٰ آپکے ساتھہ نسبت برادری رکھتے تھے -

یاد مولانا نظام الدین نہروالہ قدس سرہٗ

آپ رسمی علم کے عالم متبحر - اور مستجاب الدعوات تھے - اکثر آپ کی دعاؤن کا تیر - نشانہ پر لگتا تھا - کہتے ہین کہ آپ ہمیشہ شاہ احمد آباد سے اُس قدر وجہ معاش کی درخواست کیا کرتے تھے - جو ضرورت زندگانی کے واسطے کافی ہو لیکن - قبولیت کا جواب سننے مین نہین آتا تھا - اس سبب سے شکستہ دل رہتے تھے - قصہ کوتاہ ایک روز شاہ احمد آباد ایسے سخت درد شکم مین گرفتار ہوا - کہ کسی درویش کی دعا - اور کسی طبیب کی دوا کارگر نہین ہوئی - شاہ کے خیر طلب لوگ شیخ احمد کھٹو قدس سرہٗ کی خدمت مین گئے - اور احتیاج پیش کی - فرمایا - اس بیماری کا سبب برادرم نظام الدین کی ناخوشی ہے - اُن کی دعا کے علاوہ کوئی علاج نہین ہے - ناچار مولانا کے نزدیک حاضر ہو کر گزری ہوئی حقیقت نیازمندانہ عرض کی - فرمایا - مین اس شرط سے دعا کرون گا کہ بیمار اپنی قلمرو کے تمام علما اور محتاجون کے حقوق - فرمان شریعت کے مطابق - ہر سال بیت المال مین سے نکالتا رہے - جواب مین عرض کیا گیا - کہ مستحقین کو اُن کے حقوق سے دہ چند زیادہ ہم پہونچا وین گے - فرمایا - ہماری عادت تمہاری جیسی عادت نہین ہے - ہم حق واجب سے زیادہ نہین لیوینگے - القصہ شرط قبول کر کے تعمیل حکم عمل مین آئی - اسیوقت فوراً شاہ کا درد دور ہو کر صحت حاصل ہوگئی - کہتے ہین - اس کے بعد بیت المال مین سے جو کچھہ آپ کے پاس

پہنچتا تھا۔ اس مین سے جس سال خرچ سے زائد جس قدر بچ جاتا تھا۔ وہ داروغہ خزانہ کو آپ واپس فرمادیتے تھے۔ خدا کرے۔ یہ ناصحانہ ذکر۔ والیان ملک کے لئے۔ جو مستحق درویشون کے حقوق پہونچانے مین کوتاہی کیا کرتے ہین۔ باعث عبرت ہو **مصرع** وارستہ بود از دو جہان آن عاشق صادق۔

یاد ملک فرشتہ الدین شاہ شہباز

آپ احمد آباد گجرات کے فرزند ہین۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار ملک عبدالقدوس اپنے والی عہد سے ناراض ہو گئے تھے۔ اور عہدہ سپاہ داری ترک کرکے بترک سکونت خاندیس مین چلے گئے۔ اس صوبہ کے حاکم نے بھی والی احمد آباد کی طرح آپ کے باپ کا اعزاز کیا۔ آپ اُس وقت مکتب مین پڑھا کرتے تھے لیکن جس قدر عقل اور عمر بڑھتی جاتی تھی۔ اُسی قدر رسمی علوم سے دل چسپی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ جب پدر بزرگوار نے اِس جہان کو رخصت کیا۔ تو حاکم نے آپ کو باپ کے منصب پر بلایا۔ مگر آپنے قبول نہین کیا۔ اور عقلی علوم کی تحصیل مین کوشش کرنی شروع کی۔ ایکبارگی خداطلبی کا درد اور خداشناسی کا شوق دل کا دامن پکڑ بیٹھا۔ اب ہمت کے باوٴن سے پیر طریقت کی تلاش شروع کی۔ اُن ایام مین مخدوم شیخ احمد کھٹو[۵۱] اور قطب زمان شاہ علی خطیب قدس سرھما احمد آباد مین تھے۔ اور طالبان درست اعتقاد کی رہنمائی مین کامل طور پر شہرت رکھتے تھے۔ آپنے چاہا۔ کہ اپنے درد کی دوا۔ ان دونون صاحبون مین سے کسی ایک کی خدمت مین حاضر ہو کر طلب کرین۔ اِسی کشاکش مین تھے کہ ایک رات خواب مین کیا دیکھتے ہین۔ شاہ علی خطیب نے اپنا مرید کرکے تلقین کی چاشنی سے شیرین کام کیا ہے۔ اور خرقہ خلافت پہنا کر فرمایا کہ جو خرقہ بے صحبت ہوتا ہے۔ وہ بے پھل کا درخت ہوتا ہے۔ اُس شب کی صبح ہوتے ہی۔ جو کچھ نقد و جنس پاس تھا۔ سب محتاجون کو تقسیم کر دیا۔ اور خالی ہاتھ احمد آباد کا راستہ لیا۔ جب پیر نے آپ کو دور سے دیکھا تو تبسم کنان فرمایا۔ عالم مثال کا ملاقاتی آگیا۔ چند سال بعد جب کہ خدمت کی بدولت۔ معرفت کے عالی مرتبہ پر سرفرازی ہوئی تو رخصت ملی مگر تین شرط پر (اول) وطن کو جانا۔ (دوسرے) کدخدا ہونا۔ (تیسرے) لوگون کی رہنمائی کرنا۔ مجبوراً آپ خاندیس آئے۔ لیکن ایک پہاڑ کے دامن مین سکونت اختیار کی۔ اور مکار نفس کی جنگ مین طرح طرح کی ریاضت کرکے خداپرستی کا معرکہ جیت لیا۔ اِس عرصہ مین باطن پیر سے خواب مین آگاہی ملی۔ کہ حضور حقیقت سے لوگون کی رہنمائی کے واسطے شہر مین سکونت اختیار

---

۵۱ - نام موضع ہے۔ اجمیر اور ناگور کے درمیان ہے ۱۲!

کرنے کا فرمان تمہارے نام صادر تھا۔ تم اس کے برخلاف صحرانشین ہوگئے ہو۔ آپ اس کو خواب دخیال سمجھکر پیر کی ملازمت مین روانہ ہوئے۔ ملازمت مین پہونچے۔ تو پیر کی زبان سے بھی وہی عالم مثال کا اشارہ پایا گیا۔ اور پہلے ہی رات کو خواب مین دیکھا۔ قیامت کا شور اٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ ہر طرف پریشان دوڑے دوڑے پھرتے ہین۔ آپکے پیر حضور خاتم النبوة علیہ السلام کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ اور آپ پیر کی کمر کو ہاتھ سے مضبوط تھامے ہوئے ہین۔ اور اسی شکل کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہین۔ اور علیٰ ہذا القیاس آپکے پیچھے بے شمار جماعت ایک دوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ آپکے نزدیک آ رہی ہے۔ پیر نے یہ خواب سنکر فرمایا۔ کہ یہ جماعت تمام تمہاری پیروی اور رہنمائی سے کرامت اور ولایت کے درجہ کو پہونچیگی۔ لہذا آئندہ لوگون کے ملنے سے کنارہ کشی نہ کیا کرو۔ نیز پیر نے دو بیٹون کی بھی خوشخبری سنائی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دونون بیٹے عالم دنیا اور عالم غیب مین مشہور ہونگے۔ اور نفس اور شیطان رجیم پر فتح پاوینگے۔ ایک کا نام عبدالرحیم اور دوسرے کا نام عبدالکریم ہوگا۔ ناچار آپنے برہان پور مین آکر شادی کی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پیر کے فرمانے کے بموجب نہال زندگانی مین پھل آیا۔ چھیاسٹھ سال ہدایت کی مسند پر بیٹھکر رہنمائی کرتے رہے۔ اور ان دونون لڑکون نے بھی عالم غیب سے آکر دنیا کی رنگین بسلا پر سلف صالحین کی رفتار رکھی۔ اور نیز ان لڑکون کے علاوہ دیگر بہت سے لوگ آپ کی ملازمت سے اس درجہ کو پہونچے۔ کہ خود بھی خلیفہ ہوئے۔ اور اورون کو بھی اپنا خلیفہ بنایا منجملہ ان کے بعض کے حالات جداگانہ لکھے جاوینگے۔ جن کی ملازمت راقم کو حاصل ہوئی ہے۔ یا جن کے حالات ثقہ لوگون کے زبانی راقم کے سننے مین آئے ہین۔

مسند نشینی کے بعد آپکے بعض گرامی طریقے بیان کرتا ہون (۱) دنیادارون کے دروازہ پر کبھی نہین گئے اور کسی کے کھانے مین سے لقمہ نہین اٹھایا (۲) جب کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی جنگل کو چلے جایا کرتے تھے۔ اور دو رکعت نماز پڑھکر مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اس وقت حضرت غوث الثقلین سید محی الدین جیلانی قدس سرہ شکل گھوڑے پر سوار آپ کو نظر آیا کرتے تھے۔ اور نہایت آسانی سے کل کے ساتھ مشکل کو حل فرمادیا کرتے تھے (۳) ایک روز نماز ظہر کا وقت تھا پانی تلاش کیا۔ تو نہین ملا۔ اس خوف سے کہ وقت نہ نکل جاوے۔ ایک دیگ آگ پر رکھی ہوئی تھی جس مین پانی کھول رہا تھا۔ اس مین سے آپنے پانی لیکر وضو کیا۔ اور لوگون کو ابراہیمی معجزہ دکھایا۔ (۴) شب قدر کو دیکھا تھا (۵) خواجہ خضر سے ملاقات تھی۔ (۶) اپنے آخرین سفر کی آگاہی۔ دوستون کو نو روز پیشتر دیدی تھی اور اس عرصہ مین سب کو رخصت کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میرے پاس سے اپنا مقصد بہت سے لوگ حاصل کیا کرتے تھے

اب بھی جو شخص یکدل اور یکرو ہو کر میری قبر کی طرف متوجہ ہوگا۔ تو جو مہم اُس کی ہوگی۔ وہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے پوری کرے گا۔ آج تک آپ کا فرمانا با اثر ہے۔ جب تین روز شام اور شام کے بعد رات ہوئی۔ تو آپنے آدھی رات کے وقت ایک خادم سے پوچھا کتنی رات گئی ہے۔ از راہ سہو اُس کی زبان سے نکل گیا۔ کہ اشراق کا وقت آگیا۔ آپنے تبسم کر کے فرمایا۔ ہان درست ہے۔ اور اُسی دم آپ کی روح واصل حق ہوئی۔ اُس وقت شیخ پیر نام ایک شخص باہر نماز پڑھ رہے تہے۔ اُنہون نے نور کی ایک مشعل کو دیکھا۔ کہ حجرہ کی چہت توڑ کر باہر نکل گئی۔ اس چمک دمک کے ساتھہ کہ اُن کو طلوع آفتاب کا شبہ ہوا۔ اور بے اختیار سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ کہکر زمین پر سر رکہہ دیا

مصرع مطلع خورشید وحدت باد اوج جان او

یاد شیخ حسن محمد اساولی

آپ کا اصلی نام ادہن ہے۔ اور اساول احمد آباد مین ایک شاہراہ ہے۔ آپ عالم ارواح اور عالم اجسام دونون کی رموز سے آگاہ اور عقلی نقلی کتب کے عالم تہے۔ تجرید اور تفرید کے ساتھہ آپ کو دلبستگی تہی۔ ہجری سنہ آٹھہ سو چودہ مین آپ کی مثالی صورت عنصری لباس پہنکر۔ عالم اجسام مین جلوہ گر ہوئی۔ اور ہجری سنہ آٹھہ سو ستر تاریخ تیرہوین شوال کو اصلی وطن کی طرف جو علم آلہی ہے۔ خاکی مکان سے معاودت فرما گئے۔ بہت سے مشائخ سے ملاقات کی۔ اور فائدہ اُٹھایا لیکن۔ خلافت دو جگہہ سے ہے۔ اولاً خرقہ رہنمائی سید برہان الدین قطب عالم بخاری گجراتی سے ملا۔ اِس کے بعد کلاہ اجازت شیخ نصیر جمال نوساری کی ملازمت سے سر پر رکہی خوابگاہ اساول۔

یاد شاہ نجم الدین مندوی

آپ ہمیشہ دل خوش۔ اور ہمت بلند رکہا کرتے تہے۔ سید نظام الدین ابن سید مبارک غزنوی کے بیٹے ہین آغاز جوانی مین خدا شناسی کی ہوا سر مین بہری۔ لہذا اولاً نظام العرفا کی خدمت مین مرید ہوئے۔ اور ایک عمر تک امیدوار رہے کہ معنوی کشف معرفت حاصل ہو۔ لیکن۔ اِس آرزو کا قفل نظام العرفا کی کنجی سے نہین کہلا نا چار پیر کی اجازت سے روم کا سفر اختیار کیا۔ اُس ملک کی دار السلطنۃ مین پہونچے۔ اور وہان پر شیخ خضر رومی کی ملازمت حاصل کی جو قطب الاولیا کاکی کے خرقہ پوشون مین سے ہین۔ فرماتے تہے۔ الٰہی معرفت کے بارہ مین نجم الدین کا ادراک بالکل پژمردہ اور افسردہ تہا۔ مگر ایزدی مشیت اور پیر بزرگوار کی بشارت کی بدولت شیخ خضر رومی کے عیسوی دیدار نے اولین نوبت مین ہی۔ نجم الدین کی آرزو مین طراوت حیات پیدا کی۔ آخر کار آپ قلندرون کے حلقہ مین شامل ہوگئے۔ اور ایک مدت تک اُس ملک کی سیر سیاحت کرتے رہے۔ پہر تقدیر آلہی

آپ کو ملک ہند مین کھینچ لائی - جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے - تو یہان کی آب وہوا آپکے پانون کی زنجیر بنکر سفر سے مانع ہوئی - ہر ایک گروہ کے بزرگ اصحاب آپ سے محبت کرنے لگے - جس کی وجہ سے مسافرت کا خیال آپکے دل سے جاتا رہا منصف بادشاہ کی درویش پرستی اور نیاز مندی بہی آپ کی دلچسپی کا باعث ہوئی - اور جو اصحاب کنج تنہائی مین گوشہ گزین تہے - اُن کی صحبت کچھہ ایسی پسند آئی جس کی چاشنی کے مقابلہ مین - سیاحی کی حلاوت - آپ کو تلخ معلوم ہونے لگی - **القصہ** جو انواع واقسام کی رعنائی اور دلربائی اس اسلامی شہر مین تمام اطراف سے اُس زمانہ مین جوش کنان پائی جاتی تہی - یہ آپ کی خاطر کے لیے کمند اور آپ کے قلب کے لیے جال بنی - چنانچہ اس فریفتگی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن مین قصبہ نعلچہ کے کنارہ چند لاد تالاب کے متصل جو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۵۱] کے ہم پہلو ہے - گوشہ نشین ہوئے - اور تجرد کی آزادی سے نکل کر تاہل کی بہی زنجیر پانون مین پہن لی - کم وبیش دوسو برس کی عمر پائی - ہجری سنہ آٹھہ سو بائیس مین عالم روحانی کا عزم فرمایا - یہ ایام وہ تہے - کہ سلطان ہوشنگ غوری ابن دلاور خان کی عروجی زمانہ کے لئے صوبہ مالوہ مین نماز ظہر کا وقت ہوگیا تہا -

آپ کی بڑی بڑی کرامتین لوگون کے زبان زد ہین - کہتے ہین - ایک رات چراغ مین تیل نہین رہا تہا - خادم نے تیل کی جگہہ تہوڑا سا پانی فتیل سوز مین ڈالکر بتی جلادی - تیل کی طرح روشنی ہوئی - بعدہ ایک مدت تک تیل کی جگہہ پانی جلاکرتا تہا - چونکہ خادم کا حوصلہ - اس راز کی حفاظت نہ کرسکا - اور یہ راز اُس کے منہ سے نکلکر - کانون مین پہونچا - تو پانی تیل کی نیابت سے معزول ہوگیا - یہ بالکل سچ ہے - کہ اولیا اور اتقیا کے اکثر تصرفات ظاہر اور ثابت ہونے کے واسطے لازمی شرط یہ ہے - کہ تصرفات کا بیان منہ سے نہ کیا جاوے اور وہ کانون تک نہ پہونچین پس جب کبہی اہل کرامت شرطون کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین - تو اللہ پاک بہی خرق عادت کا شرف اُن اصحاب سے لے لیتا ہے - آیہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ[۵۲] اسی بات کی دلیل ہے -

واضح ہو - کہ جو جزا تکالیف عذاب کو - اور جو پاداش - محنت ومشقت کو شامل ہوتی ہے - یہ بدن کے ناہموار افعال کا عکس ہے - جو آفریدگار عالم کی عدالت اور حکمت کے آئینہ سے منعکس ہوتا ہے -

[۵۳] فَلَا وُجُوْدَ لِلْعَكْسِ دُوْنَ الْاَصْلِ -

---

[۵۱] ایسے باغ ہین - جن کے تلے نہرین بہ رہی ہین ۱۲ [۵۲] جب تک کوئی قوم اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے - خدا اُس مین کسی طرح کا تغیر وتبدل نہیں کیا کرتا ۱۲ [۵۳] عکس کا کوئی وجود نہین ہوتا ہے - سوائے اصل کے ۱۲

شاہ قطب الدین بصیر جونپوری نے جن کو طریقت مین اعلی مرتبہ اور حقیقت مین قطبی درجہ حاصل تھا
نجم السادات منڈوی سے فیض بصیرت پایا تھا۔ اور آپ کی ہی بدولت شاہ قطب الدین کا سلوک حد کمال
کو پہونچا تھا۔ شاہ قطب الدین کی خوابگاہ جونپور مین ہے۔

دوسرے شاہ نصیر الدین جونپوری تھے۔ جو اطراف جونپور کے نامور مشائخ مین شمار ہوتے تھے۔ شاہ
قطب الدین بصیر کے مرید ہین۔ آغاز سلوک مین اپنے پیرون کی پیروی کر کے قلندرانہ لباس مین رہتے تھے۔ مگر آخر مین
یہ لباس موقوف کر دیا تھا۔ اور خرقہ صوفیہ پہن لیا تھا۔ تقوی کے حدود سے کبھی سر مو تجاوز نہین کیا۔ لیکن شاہ
نصیر الدین کے مرید اکثر قلندری لباس مین رہتے ہین منجملہ مریدون کے ایک سید عالم جونپوری ہین۔ جو چند روز
تک عالم کون وفساد کے انتظام مین قطب رہے تھے۔ ہمیشہ اپنی گدائی کا حاصل۔ دوسرے حاجتمندون پر صرف
کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین شیخ امان پانی پتی۔ ابتداے طلب مین سید عالم جونپوری سے ہی بیعت تھے چونکہ سید
عالم کی ہدایت سے شیخ امان کا کمال نوشتہ تقدیر نہین تھا۔ اسواسطے کوئی مقصد حاصل نہین ہوا۔ ناچار دوسری
جگہہ دل نہاد ہوئے۔ اور شیخ مودود لاری کی ملازمت سے کامیاب ہوئے۔ یہ سرگزشت مفصل طور پر ذکر امانی
مین لکھی جاویگی۔ بِعَوْنِ اللّٰہِ وَتَوْفِیْقِہٖ

جب آپنے رحلت فرمائی۔ تو چند سال بعد سلطان غیاث الدین احمد خلجی نے آپ کی قبر پر۔ اسی تالاب کے کنارہ
ایک گنبد تعمیر کرا دیا تھا۔ آج کے دن تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے۔ عمارت مذکورہ مین رونق تازگی موجود ہے
زمین وآسمان کا خالق۔ اُس کو آفات سے محفوظ رکھے۔

یاد سید احمد

آپ۔ محمود کے بیٹے۔ اور اپنے بزرگوار چچا سید حسین خنگسوار نہروالہ کے مرید اور نیز خلیفہ ہین۔ تجرید وتفرید۔ اور
تحقیق وتوحید کا راستہ چلنے والون کے پیشوا عشق وشیفتگی کے دریا مین غریق۔ اور شوق وآلام کی آگ مین بالکل
جُھلسے ہوئے تھے۔ نہروالہ کے صحیح البیان راویون کے مکتوبات سے نقل ہے جب آپ کے دل کو کمالات کے سرمایہ سے
تونگری حاصل ہوئی۔ تو آپ کے عم بزرگوار نے عالم جسمانی سے دار القرب روحانی کو انتقال فرمانے کے وقت آپ کو
اپنا جانشین کیا۔ خرقہ خلافت اور سند اجازت آپ کے سپرد کر کے۔ کلاہ رہنمائی آپکے سر پر رکھی۔ اور فرمایا۔ احمد۔ فرزند تمہارے
کے واسطے بہتر یہ ہے۔ کہ اپنے حجرہ سے ہر ایک ضرورت کے لئے۔ باہر نکلے۔ اور اپنا پاؤن کسی شخص کے گھر کی آمد ورفت
مین راستہ سے آشنا نہ کرے۔ مگر یہ۔ کہ گاہے ماہے۔ کسی خاص ضرورت سے صحرا اور بیابان کو اپنا جانا جائز سمجھے

مرشد کی نصیحت اور موثر انفاس کی برکت ہے۔ چلنے پھرنے کی خواہش کبھی آپ کی خاطر عاطر مین نہین آئی۔ اور صرف حجرہ کی چار دیوار۔ یا ر دوست کی صفائی سے آپ کی تماشا گاہ بنی رہی۔

اتفاقاً اُن ایام مین المتوکل علی اللہ شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی۔ شہر نہروالہ مین تشریف رکھتے تھے۔ اپنے پیر خواجہ رکن الدین کان شکر کی خدمت مین آلہی معرفت کے حصول کے لیے۔ کوشش کر رہے تھے ایک سال خواجہ رکن الدین پیر کی اجازت سے شیخ عزیز اللہ نے حضرت فرید الحق گنجشکر کے عرس کا ارادہ کیا۔ اور اسواسطے بزرگان شہر کی خدمت مین دعوت کے رقعے بھیجے۔ تمام اکابر نے قبول کیا۔ مگر آپنے قبول نہین فرمایا۔ قبول نہ کرنے کی وجہ مین اپنے چچا کی وصیت کا عذر کیا۔ کان شکر نے فرمایا عزیز اللہ مجلس کا انعقاد کسی فرحت افزا صحرا مین کرنا چاہیے۔ تاکہ آپ کو گنجایش عذر باقی نہ رہے۔ اور نقض وصیت بھی نہ ہونے پاوے۔ آپنے اِس قرارداد پر دعوت قبول کرلی۔ اور جب مجلس عرس مین جانے کا عزم کیا۔ تو سجادہ اپنے چھوٹے بھائی سید یعقوب کے حوالہ فرمایا۔ جو ظاہری اور باطنی کمالات سے آراستہ تھے۔ اِسی سلسلہ مین باہر والون کو یہ بھی فرمایا۔ کہ ہمارے واپسین سفر کا وقت قریب آگیا ہے۔ جب آپ مقام عرس مین پہونچے۔ اور ہر طرح کی معرفت کی باتین۔ دل کو الجھانے لگین۔ تو آپنے حاضرین کو فرمایا عشق و محبت کی کوئی حکایت اگر یاد ہو تو بیان کرو۔ کیونکہ درویش کے کان دوستی کا قصہ سننے کے مشتاق ہین۔ ادب کے لحاظ سے ہر ایک نے عذر کیا۔ آپنے فرمایا نوع ادب مین وہ کامل تعمیل حکم ہے۔ مجبوراً ایک شخص نے قصہ آغاز کیا۔

ایک کلال تھا۔ جس کو اپنی محبوبہ کے ساتھ کمال محبت اور عشق تھا۔ چونکہ وہ عقیمہ تھی۔ اسواسطے اُسنے ایک روز اپنے شوہر سے کہا کہ اگر آپ کسی دوسری عورت سے عقد کرلیوین۔ تو ناموزون نہین ہے۔ کیونکہ آپ کا کوئی جانشین نہین ہے۔ شاید دوسری عورت سے آپکے کوئی لڑکا پیدا ہوجاوے۔ اور میرے عقر کی وجہ سے آپ کی نسل ضائع نہ ہو۔ کلال نے جواب دیا۔ کہ محبت کی غیرت مجھکو اجازت نہین دیتی ہے۔ کہ تمہارے موجود ہوتے ہوئے مین کسی اور سے عقد کرون۔ عورت نے پھر کہا۔ جب محبت حد کمال کو پہونچ جاتی ہے۔ تو اُس مین رشک اور نقصان کا کوئی خوف باقی نہین رہتا ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے۔ کہ میری اور آپ کی محبت کمال کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے اور اِس عمدہ کام کی اجازت مین اپنی خوشی سے دیتی ہون۔ یقین کرکے ماننا۔ کہ بنیاد محبت مین سے ایک اینٹ کا بھی نقصان نہین ہونے پائے گا۔ جب عورت کا اصرار حد سے گزر گیا۔ تو مرد مجبور ہوا۔ ایک نئی عورت بہم پہونچائی۔ جو جمال اور جوانی مین تقویم پارینہ سے احسن تھی۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ خوشخوئی۔ اور دلربائی کے اعتبار سے اس حد بندی

کے ربط و رسم نے اُس قدیمہ کی یاد آہستہ آہستہ بالکل دل سے بہلادی - اور اس کے شربت وصال نے اُس کے خیال کا نقش - مرد کے صفحہ خاطر سے قطعی دہو ڈالا - یہانتک کہ ایک عمر کے بعد بہی قدیمہ کا نام شوہر کی زبان پر نہین آتا تہا - اور وہ بیچاری بہ مجبوری صبر اختیار کرکے - جس گہر مین سواری کا جانور بندہا رہتا تہا - گوشہ گزین ہوگئی تہی - اور فراق کا زمانہ یاد دوست مین گزارتی تہی - ایک رات ایسا اتفاق ہوا - کہ اُس مکان مین - آگ لگی - کلال کو بہی خبر پہونچی - کہ فلان گہر مین آگ لگی ہے - نوکرون کو پکار کر کہا - جلد دوڑو اور جو چیز اور اسباب اس مکان مین ہو نکال لو - اور اُس عورت کا نام لیکر کہا - کہ اُس کو بہی اس ناگہانی آفت سے بچاؤ - جب اُس ناامید نے یہ خوش خبری سنی - کہ اس تقریب سے میرا نام شوہر کی زبان پر آیا ہے - تو اپنے دل مین خیال کیا - کہ میرا نام سالہا سال کی بعد آگ لگنے کے طفیل مین دوست کی زبان پر آیا ہے لہذا یہ مناسب نہین ہے - کہ مین اِس آگ سے جدائی اختیار کرون - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ اپنے تئین پروانہ کی طرح جلا دون ہر چند چارون طرف سے کوشش کی گئی - وہ آتش فراق کی جلی ہوئی تہی - اُس نے مشتعل آگ سے قدم باہر نہ نکالا - اور اپنے تئین خدا کے سپرد کر دیا"

جب حکایت ختم ہوئی - تو جوش و خروش شروع ہوا - آپنے قوالون کو فرمایا - کہ وہ غزل گاؤ - جس کو سنکر قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اس عالم آب و گل سے - جان و دل کی معراج کو کوچ فرما گئے تہے - چنانچہ غزل گائی گئی جب غزل کے اشعار الاپ مین آئے - اور اس شعر پر نوبت پہونچی بیت

کشتگانِ خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جانے دیگر ست

سید کے اشتیاق کا شعلہ بہڑک اٹہا - اور طلب کی آگ زیادہ مشتعل ہوئی - اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی آپ بحضور تمام نماز کی طرف متوجہ ہوے - اور آخرین سجدہ مین جان بسپرد جانان کردی - اور ابدی وصال حاصل ہوگیا - بیت

گر آرزو بقدر گرفتاری دل ست	وصل ابد نمی شکند آرزوے ما

[51] کان ذلک فی السابع من المحرم الحرام من شهور سنہ ثمان مائۃ و نیف[52] و مرقدہ فی روضۃ عمہ الشریف السید حسین قدس سرهما -

یاد مولانا فتح اللہ

آپ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی کے ہم عصر تہے - طریقت اور حقیقت مین آپ کا قدم استحکام کے

[51] یہ واقعہ ہجری سنہ کچہ اُپر آٹہ سو کے محرم مہینے مین ہوا ہے - اور آپ کا مرقد - آپ کے بزرگوار چچا سید حسین کے روضہ مین ہے - قدس سرہما ۱۲ - [52] عقد یہ جس قدر بہی زیادہ ہو - وہ نیّف ہے ۱۲ قاموس -

سلسلہ جما ہوا تھا مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین ہمیشہ دوستی اور نیازداری کی راہ سے آمد و رفت رہتی تھی۔ ایک
روز بسلسلہ اظہار خیالات آپنے بیان فرمایا۔ کہ ظاہری علوم کی تحصیل پر دل کو قناعت نہین ہے۔ اگر اجازت
ہو۔ تو یہ کتابی تحصیل ترک کرکے اپنا زمانہ عمر یاد الٰہی مین گزارون۔ اور درویشانہ رفت و روب (جھاڑ پونچھہ) سے
دل کا ویران مکان پاک صاف کرکے عرفانی شمع اُس مین روشن کرون۔ فرمایا۔ یہ مبارک خیال مولانا جامی
کے حضور مین عرض کرنا چاہئے۔ چنانچہ تعمیل کی گئی۔ جواب ملا۔ جو کتاب تم پڑہ رہے ہو۔ پریشان حالی اور
آشفتگی کے ساتھہ جیسے ہو سکے۔ تمام کرکے اُن مین سے بقدر ضرورت یاد کرلو۔ اس کے بعد خدا کے ہو جاؤ اور خودی
کا گھر بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ پھینکو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ تھوڑا عرصہ گزرنے نہین پایا تھا۔ کہ اپنے وقت کے ارباب
طریقت مین آپ سرگروہ ہو گئے۔ **مصرع** بہرہ مند از علوم ربی گشت۔

یاد شیخ عزیز اللہ

آپ شیخ یحییٰ ابن شیخ لطیف الدین کے بیٹے۔ اور فاروقی نسل ہین۔ فرخ شاہ کابلی سے سلسلہ جا ملتا ہے
خواجہ رکن الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ ہین۔ جن کی قبر نہروالہ مین ہے۔ کہتے ہین۔ آپ اور آپکے بھائی شیخ احمد دونون
خردسال تے۔ کہ باپ کا سایہ سر پر سے اُٹھہ گیا۔ ماں کی ہمت اور اجازت سے نہروالہ مین خواجہ رکن الدین چشتی کے
پاس آئے۔ ماں نے اپنے سر کی چادر بیٹون کو دیدی تہی۔ کہ میری نشانی ساتھہ لیتے جاؤ۔ جب دونون بھائی خواجہ کے
آستانہ پر پہونچے۔ تو خواجہ کی ضمیر مین عکس پڑا۔ کہ شیخ یحییٰ دہلوی کے دو لڑکے دروازہ پر کھڑے ہین۔ خواجہ نے
خادم کو فرمایا۔ اجازت دو۔ تاکہ اندر آجاوین۔ وہ دونون نوجوان ہاتہہ پر چادر رکھے ہوئے اندر آئے۔ خواجہ نے بے
نہایت نوازش اور مہربانی فرمائی۔ چند روز بعد شیخ احمد کو انتظام راہ کرکے دہلی کو واپس کردیا۔ اور فرمایا کہ شیخ احمد
کی ظاہری و باطنی گرہ کشائی۔ ماں کی خدمت اور فرمان برداری مین ہے۔ اور شیخ عزیز اللہ کی کشود کار نہروالہ
درویش کے نام لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ عزیز اللہ کو پاس رکھکر پان کی خدمت سپرد فرمائی۔ آپ کو بھی اس خدمت
مین دل چسپی ہو گئی۔ ایک روز رات کو پان نہین رہے تھے اور رات آدھی سے بھی متجاوز ہو گئی تھی۔ قلعہ کا دروازہ
بند کردیا گیا تھا۔ اس خوف سے کہ خواجہ پان مانگین گے۔ اور نہ پاوینگے۔ تو بدخدمتی کے ساتھہ نامزد ہو جاؤن گا۔ موری
کی راہ سے باہر گئے۔ اور تنبولی کے گھر پہونچکر پان لے آئے۔ جب وقت ضرورت پان مل گیا۔ اور خواجہ کو یہ بھی
معلوم ہوا کہ پان نہین تھے۔ اور فلان شکل سے بہم پہونچائے گئے ہین۔ تو کمال عنایت سے فرمایا۔ کہ الٰہی فیض سے
جو کچھہ آج کی رات مین رکن الدین کو پہونچے گا۔ وہ تمھارے نام کردیا جاوے گا۔ آپ ہی کے حوالہ سے لوگ کہتے ہین

کر بیان کرتے تھے - اُسی شب مین صفاتی اور افعالی توحید کا وجدان ہوا - اور دل مین یہان تک فروغ پیدا ہوا - کہ خود بینی سے نجات مل گئی چند روز بعد آپ پیر کی اجازت سے احمد آباد مین آئے - یہان شیخ احمد کھٹو[۱] سے ملاقات ہوئی ایک روز آپنے شیخ احمد سے پوچھا - اِس صوبہ کا پیر کون ہے شیخ احمد نے کہا - جو شخص جسم کے بار سے جلد سبک دوش ہوجاوے - انہین ایام مین شیخ احمد بیمار ہوئے - اُنہون نے ایک درویش کو دو پارچہ - اور ایک شیشہ گلاب کا دیکر آپکے پاس بھیجا - آپنے قبول نہ فرمایا - اور کہا - درویشون کو دعا ہی کافی ہے - درویش جو کچھ لایا تھا - پھیر گیا - شیخ نے فرمایا - آپ اِس پردہ مین ایسا کہتے ہین - کہ احمد کا کفن اسی پارچہ سے ہوگا - اچھا اس کو حفاظت سے رکھو - یہان تک کہ نتیجہ ظاہر ہو - خلاصہ کلام یہ - کہ جب خیال کے موافق ظہور ہوگیا تو آپنے شیخ احمد کو قبر مین دفن کرکے - دولت آباد دکن کا راستہ لیا - چونکہ وہان پر پیکر پرستی کا رواج تھا - اور لوگون کے کاروبار کا بست وکشاد برہمنون کے ہاتھ نظر آیا - لہذا آپنے ارادہ مالوہ کا کیا - جب آپ دریاے نربدا کے کنارہ پہونچے تو وہان سے سلطان محمود ابن خان جہان کے پاس یہ پیغام بھیجا - مین اس شرط سے شہر مین آتا ہون کہ سلطان استقبال نہ کرے - اور میرے ملنے کے واسطے نہ آوے - اور نہ کچھ ہدیہ بھیجے - سلطان نے یہ حکم سر آنکھون پر لیا - اور آپکے قدم سے شہر مین رونق حاصل ہوئی - چند روز بعد محمود نے اپنی بیتابی اور محرومی کا گلہ - محرمان شیخ کے نزدیک کرنا شروع کیا - آپنے فرمایا اگر صرف ایک دفعہ کے دیکھنے پر سلطان راضی ہو - تو دریغ نہین ہے - اور قسم کا کفارہ سہل ہے - اس کے بعد فرزندون کو گجرات بھیج دیا - اور خود منڈو (مانڈو) مین گوشہ نشین ہوگئے - شیخ صالح ابن رفیع الملک نے مُعَنعَن (اَبًا عَن جدٍّ) اپنے آباو اجداد سے بیان کیا ہے - ایک رات شیخ عزیز اللہ کی طبیعت مین انقباض پیدا ہوا حجرہ سے گھر مین چلے آئے - اور اندر والون سے پوچھا - کیا تم لوگون کے پاس دنیاوی چیزون مین سے کچھ ہے - دایہ نے جواب دیا - کہ آج کل بی بی دُر ملکہ کا دودھ چھوڑایا ہوا ہے - اسواسطے اُس کے لیے - روٹی کا ٹکڑا باریک کرکے ایک پیالہ دودھ مین بھگو رکھا ہے - فرمایا - باہر بھیجاؤ - اگر کوئی درویش نہ ملے - تو کسی جانور کو دیدینا - یہ کہکر پھر حجرہ مین چلے آئے - جب شیر خوار بچی نے بھوک سے رونا شروع کیا - تو دایہ اُس کو آپکے پاس لے آئی - اور مصلے کے پائین مین لٹا دیا - آپنے اپنے پانون کا انگوٹھا بچی کے مُنہ کی طرف بڑھایا - بچی انگوٹھا چوسنے لگی - اور رونے سے چپ ہوگئی - اِس رات کو بحکم خدا ہاتف غیبی کی طرف سے سترہ بار عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کی ندا سنے مین آئی - اُس وقت سے لوگون نے بھی آپ کو اسی خطاب کے ساتھ نامزد کردیا مصرع چون نام خویش ہست عزیز خدا و خلق

---

[۱] - ایک موضع کا نام ہے جو اجمیر اور ناگور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲-

یادشاہ عالم گجراتی

آپ کا نام سید محمد ہے۔ اور آپ قطب عالم کے بیٹے ہین۔ چونکہ منجھلے بیٹے تھے۔ لہذا منجھن بھی نام تھا جس کے معنی متوسط ہین۔ آپ تمام تصوف کے مقامات اور طریقت کی منزلون پر پہونچے ہوئے تھے۔ آپ کے اُستاد شیخ سراج الدین علی چشتی احمد آبادی سے لوگ روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے۔ عنصری جسم مین آپ کے نفس ناطقہ کا نزول تاریخ نوین ذی قعدہ ہجری سنہ آٹھ سو سترہ کی رات مین ہوا۔ اور آغاز زمانہ ہوش سے امیرون اور سردارون کے میل جول سے دور۔ اور دانش و بنیش کی تحصیل مین مصروف رہے۔ عہد کر لیا تھا کہ نوکری نہین کرون گا۔ گو بادشاہ ملک اپنی تمام قلمرو وجہ معاش مین مقرر کر دیوے۔ چونکہ آپنے اِس میدان مین قدم استحکام کے ساتھ جمایا تھا۔ لہذا۔ چندروز بعد اُس سرزمین کے تمام امرا اور سلاطین آپ کی آستانہ بوسی کو وجہ پشت پناہ سمجھنے لگے نیز اپنے مکانون مین آپ کی تشریف آوری کو باعث افتخار جانتے تھے۔ لکھا ہے۔ کہ جب صادق اور با اعتقاد مریدون کی نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑتی تھی۔ تو وہ بالکل بے قابو ہو کر سجدہ مین سر رکھ دیا کرتے تھے۔ جب یہ بات اکثر لوگون کی زبانی سننے مین آئی۔ تو مولانا سراج الدین عالم ملتانی شہزادہ جن کا عمل علم کے مطابق تھا۔ شاہ کی ملازمت مین آئے۔ تاکہ سجدہ کرانے سے روکین۔ کیونکہ شریعت مین یہ امر بالکل ناجائز ہے۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ جب مولانا سراج الدین کی نظر شاہ کے جمال پر پڑی۔ تو مولانا نے بے ارادہ سرزمین پر رکھ دیا۔ اور رسم سجدہ بجالائے۔ شاہ نے فرمایا۔ مخلوق کے سامنے سجدہ کرنا نادرست ہے۔ مولانا نے جواب دیا۔ بیشک یہی ہے۔ لیکن مین کیا کرون۔ مجھ مین ضبط کی طاقت ہی نہ رہی۔ اسکے بعد حقائق بیانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور بہت کچھ اسرار کے معامحل کئے گئے۔ تریسٹھ سال کی عمر پائی۔ اور بیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ آٹھ سو اسی کو روحانی عالم کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر رسول آباد مین ہے۔ جو احمد آباد گجرات کا ایک محلہ ہے۔

یاد قاضی عطاء اللہ چشتی قدس سرہ

بعض روایت سے آپ کی ولادت دہلی کی ہے۔ بیعت طریقت کے آپ کے پیر کون تھے۔ یہ حال کہین لکھا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ آپ اپنے زمانہ مین عالمون اور کامیاب ارباب سعادت کا مرجع تھے۔ کہتے ہین۔ جب آپ سفر حجاز سے ہند مین لوٹ کر آئے۔ تو جو مومنہ آپکے نکاح مین تھی۔ وہ دختر کو چھوڑ کر اِس جہان سے کوچ کر گئی۔ جب وہ لڑکی باپ کی پرورش سے بڑی ہوئی۔ اور اُس کی عمر دس برس سے متجاوز ہوگئی۔ تو حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے خواب مین ارشاد فرمایا عطاء اللہ تمہاری لڑکی شیخ بہاء الدین صدیقی کے نام سے بروز ازل نامزد ہو چکی ہے۔

جو منڈو (امنڈو) مین گوشہ گزین ہین امنڈا منڈو مین جاؤ۔ اور تعمیل کرو۔ ناچار آپ گجرات سے منڈو مین آئے۔ اور شیخ بہاء الدین کو تلاش کیا۔ جب پتہ لگ گیا تو حسب الارشاد نسبت مذکورہ عمل مین لائی گئی خود بھی آپ نے اِسی شہر کی اخیر سرحد کے کنارہ ایک گوشہ اختیار کر لیا تھا۔ اور وہین رہے یہان تک کہ اخروی سفر کا وقت آگیا۔ آپ کی قبر پر سلاطین خلج نے ایک گنبد تعمیر کرا دیا ہے۔ شیخ نجم الدین ابن بہاء الدین جو شاہ میانجی چشتی منڈوی کے باپ ہین آپ ہی کی اولاد سے ہین

یاد مولانا سعد الدین کاشغری

آپ **فنافی اللہ** کے جنگل کی گھاٹیان طے کر چکے تھے۔ اور **بقا باللہ** کے دریا مین تیرا کرتے تھے حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمٰن جامی نے لکھا ہے۔ آپ کے جذبات اور حالات کا یہان تک جوش تھا۔ کہ جن ایام مین آپ کی توجہ عالم اسرار کی طرف ہوئی تھی۔ اُن ایام مین بے خودی اور بیہوشی آپ کو غنودگی کے طور پر ہوا کرتی تھی۔ ایک روز مینے ناواقفیت سے عرض کیا۔ کہ آپ اگر ایک لحظہ کے واسطے تکیہ پر سر رکھکر آرام لے لین۔ تو نا وقت نہین ہے۔ فرمایا۔ جامی یہ گمان نکرنا کہ اس گروہ کو خواب شیرین کے سوا کوئی اور نشہ بھی سرور پیدا کر سکتا ہے۔ یہ ارشاد سرزنش سنکر مین خجالت سے عرق عرق ہو گیا۔

غوثی اِس مین شک نہین۔ کہ تمام آدمی صورت و شکل مین باہم مشترک ہین۔ مگر اس اشتراک سے نتیجہ نہین نکالنا چاہیئے۔ کہ معنی مین بھی باہم شامل ہین۔ بلکہ ایسا حال ہے۔ کہ ایک شخص تو آنکھین بندکر کے الٰہی باغ کی سیر کرتا ہے اور اُسی طرح کا دوسرا آدمی اُن غافلون مین سے ہوتا ہے جو بیہوشی کی بساط پر بیٹھے ہوئے اونگھا کرتے ہین **بیت**

قانون ہم نشینی اہل دیار ماست	پوشیدہ چشم باتو نشستن بہ بزم فکر

یاد شاہ عبد اللہ شطاری

حضرت اعلیٰ آپ کا لقب ہے۔ آپ حسام الدین کے بیٹے ہین۔ جن کا سلسلہ اس طرح پر ہے۔ حسام الدین ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین ابن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ اور شیخ محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ جن کو شیخ محمد عاشق سے خلافت تھی۔ ان کو اپنے باپ شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے ان کو شیخ ابو الحسن عشقی سے۔ اِن کو مولانا ابو المظفر ترک سے۔ اِن کو شیخ ابو یزید اعرابی سے۔ ان کو شیخ محمد مغربی سے۔ اور ان کو سلطان العرفا شیخ ابو یزید بسطامی سے تھی۔ **قدس اسرارہم**۔ اس سبب سے اِس سلسلہ کو ایران اور توران مین عشقیہ۔ اور دار الملک روم مین بسطامیہ کہتے ہین۔ لکھا ہے۔ دعوت کا علم۔ ذکرون کا طریقہ۔ اور شغلون کی روش کہ انہین پر مشہور سلسلون مین سلوک و ہدایت کا دار و مدار ہے۔ یہ سب کچھ آپ عمل مین لائے۔ اور بزرگان طریقت سے حاصل کئے تھے

ایک رسالہ لطائف غیبیہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ کے نام ترتیب دیا تھا۔ اس رسالہ مین آپ لکھتے ہین۔ توحید کے اسرار۔ وجد کے اطوار۔ الہی حقائق۔ اور طریقت وحقیقت کے دقیقے جو صفحہ خاطر کی لوح پر محفوظ تھے۔ یہ یا تو وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کی رہنمائی کی بدولت۔ مبدء فیاض سے بے واسطہ پہونچے تھے یا فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے حکم کے بموجب مشائخ طریقت سے بالواسطہ معلوم ہوئے تھے۔ اِن سب باتون کو قلم کے ذریعہ سے اوراق مین ثبت کیا ہے تاکہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونون کو فیض پہونچے۔ اور رحمتہ للعالمین ہونے کا اطلاق خلافۃ خیر او بر ہی صادق آئے نیز لکھا ہے۔ کہ نفی واثبات کے ذکر کی تلقین بہت سے ہادی اور مقبول اصحاب سے مجکو پہونچی ہے۔ مین جن ایام مین بخارا مین تھا اُس وقت مینے سنا تھا۔ کہ شیخ مظفر کتانی خلوتی۔ جو نیشاپور مین ہین۔ صوفی کو تین روز کی خلوت مین خدا تک پہونچا دیتے ہین۔ فوراً مین شیخ مظفر کی خدمت مین دوڑا گیا جس قدر کانون سے سنا تھا۔ اُس سے ہزار حصہ زیادہ آنکھون سے دیکھا۔ ایک عرصہ تک شیخ مظفر کی ملازمت کرکے نفی واثبات کا ذکر۔ اور اُس کا تصور یاد کرلیا۔ یہ طریقہ شیخ مظفر کو۔ شیخ ابراہیم عشق آبادی سے۔ اِن کو سید نظام الدین حسین سے ان کو شیخ محمد خلوتی سے۔ اور ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل ہوا تھا۔ اسی سلسلہ مین خراسان اور عراق کی سیاحی کرتا ہوا۔ آزربیجان کے ملک مین پہونچا۔ یہان پر سید علی موحد کی ملازمت حاصل کی۔ سید علی موحد کو۔ شریعت۔ طریقت۔ اور حقیقت مین زیور کمالات سے آراستہ پایا اور ان کی صحبت سے مجکو بہت کچھ فائدہ پہونچا۔ سید علی موحد کو شیخ زین الدین خوافی سے اجازت تھی۔ جو چار واسطہ سے شیخ الشیوخ سہروردی کو پہونچتے ہین۔

آپ ہجری سنہ ۹۰۰ میں ترک تعین کرکے خلوتخانہ لاتعین کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ شادی آباد (مانڈو) مین ہے سلاطین خلجی کے مقبرہ کی جنوبی سمت مین۔

شاہ کے جسم پر سلطانی لباس اور ہمراہی صوفیون کے جسم پر فوجی وردی ہوتی تھی۔ اس شان کے ساتھ علم اٹھاتے تھے۔ اور نقارہ بجاتے تھے۔ اسی طمطراق کے ساتھ سیاحی کرتے تھے اہل جہان کا تماشا کرکے فیض پہونچاتے تھے اور فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ اثنائے راہ مین جس زمین اور مکان پر پہونچتے تھے۔ اُس سرزمین کے مشائخ کو پیغام بھیجتے تھے۔ کہ ایک درویش نے اس خیال سے سیاحی اختیار کی ہے۔ کہ اگر کلمۂ توحید کے معنی کوئی شخص اُس سے بہتر جانتا ہو۔ تو وہ مسافر کو تعلیم کردیوے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو مقیم لوگون کا بے منت فائدہ

۱؎ اور ہمنے اپنی طرف سے اُس کو ایک خاص علم سکھا دیا تھا ۱۲ لوگو اگر تم کو معلوم نہین ہے۔ تو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو

اِس مین ہے کہ وہ گنج توحید سافر سے حاصل کرلیوین - کیونکہ ایسی فرصت جس مین اسباب سعادت بہی بہم پہونچین - دشواری سے ہاتہہ آتی ہے - **القصہ** - جب آپ بنگالہ مین پہونچے - تو حسب معمول ہی پیغام شیخ محمد عُلا کے پاس ہی بہیجا - جو آج کے روز شیخ قاضن شطاری کے نام سے نامزد ہین شیخ محمد عُلا نے جواب دیا - کہ ایسے فضول گو اشخاص - خراسان اور پاس سے بہت آتے ہین - پیغام دینے والے شاہ صاحب نے جواب سنکر فرمایا - شیخ محمد عُلا کے کمالات کا ظہور - مجہہ ہی فضول گو کی تلقین پر منحصر ہے - اِن ایام مین سلطان غیاث الدین خلجی نے چیتور کے قلعہ کا محاصرہ کر رکہا تہا - آپ نے بنگالہ سے معاودت فرمائی - تو اُسی راہ سے آکر قلعہ مذکور کے نیچے آٹہیرے سلطان نے حاضر ہوکر آستانہ بوسی کی - اُسی مورچہ سے جو آپ کی خیمگاہ کی برابر مین تہا - آپ کی توجہ کی بدولت اتنے تہوڑے روز کے اندر قلعہ فتح ہو گیا - کہ گمان مین ہی نہین آسکتا ہے - سلطان نے نہایت تعظیم اور اعزاز کے ساتہہ آپ کو اپنی روانگی سے پیشتر دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین روانہ کیا - کہتے ہین - اسی کے قریب قریب شیخ محمد عُلا نے چلہ کیا تہا - ایک رات شیخ محمد عُلا کے پدر بزرگوار نے خواب مین فرمایا - عُلا - تمہاری گرہ کشائی اس قسم کی ریاضت سے تعلق نہین رکہتی ہے - بلکہ اُسی خراسانی فضول گو کے حوالہ ہے - جس سے تم کو انکار ہو چکا ہے مجبوراً دشواری کے ساتہہ اور تن تنہا وطن سے سفر کرنا پڑا - اور منڈو مین حاضر آئے - شاہ کے دروازہ پر تین روز تک کہڑے رہے - اور انتظار کیا - چوتہے روز کی صبح کو شاہ صاحب باہر تشریف لائے - امتحان لیا - اور بہت کچہہ سرزنش کی اور موثر نصیحتین فرماکر معلومات سے گران بار کیا چند روز بعد خلعت خلافت سے سرفراز کرکے وطن کو روانہ فرمایا

اس سلسلہ کے پیرون کو شطاری اس سبب سے کہتے ہین - کہ شطاری مشائخ شاہراہ طریقت کے سلوک مین - دوسرے خانوادون کے مشائخ سے زیادہ تیز - اور تیز رفتار ہوتے ہین - چنانچہ کہتے ہین - جوان کا اول قدم ہوتا ہے - وہ دوسرے درویشون کا اخیر قدم ہوتا ہے - ایک مدت تک اس معما کے حل کرنے مین اندیشہ جولانی کرتا رہا - اور پریشان رہا - جب اس سلسلہ کے اشغال اور اذکار کے اصول پر آگاہی ہوئی - اور دوسرے گروہ کے گروہ صوفیون کا سلوک - ان کے برابر مین لاکر مقابلہ کیا - تو سوائے اِسکے کوئی تفاوت نظر نہین آیا - کہ شطاری مشرب مین صوفی اپنے تئین عین ذات جان کر بڑہی درسیڑہی - عالم التعینات مین مرکز خاک تک نزول کرتا ہے - اور اِسکے بعد جیسے نزول کیا تہا - ویسے ہی عروج مین - ہر منزل کی آئین چہوڑتا ہوا - پہر عالم الٰہ کو پہونچ جاتا ہے - اور جمہور مشائخ کے طریقہ مین یہ بات ہے - کہ طالب اولاً درجہ بدرجہ عالم ناسوت سے صعودی سیر فرماتا ہوا - وحدت وجود کے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے - اور پہر اُس مقام سے تعینات کو قبول کرتا ہوا - اور ہر ایک تعین مین اُس کا

رنگ لیتا ہوا - عالم شہادت کی طرف چلا آتا ہے - ان دو طریقون کے مقابلہ سے یہ بات سمجھہ مین آئی - کہ اول قدم سے عبارت وہی سلوک کا آغاز ہے حضرت ذات سے - اور اخیر قدم سے مراد سیر کا انجام ہے اُسی مرتبہ احدیت کو - اور سوائے اسکے دوسرے معنی جسمین شکل خوبی پیدا ہوتی ہو - غالبًا ہرگز مراد نہ ہونگے - بیت

برق صفت غوشیا گام زدی سال ہا	لیک نہ رفتی ہنوز نیم قدم سوے او

جواہراین گزارش گوشوارہ سامع جویندگان معانی القاب باد

جواصحاب اسرارخانہ تحقیق کے پردہ دار ہین - اور جو ارباب اسرار پردہ توحید کے محرم ہین - ان کا دستور ہے - کہ آداز اور الفاظ کے ذریعہ سے اپنی واردات کا اظہار - اصطلاحات مین کیا کرتے ہین - ان کے اصول اور اوضاع پر نظر اور قیاس کر کے لقب احرار کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان ہوسکتی ہے - کہ سلوک مین ایک مقام ہوتا ہے حفظ العہد کا جس سے مراد صوفیون کی اصطلاح مین یہ ہے - لہ ھُوَالْوُقُوْفُ عِنْدَ مَاحَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ لِعِبَادِہٖ اور حفظ کی دو قسمین ہین (ایک) حِفْظُ عَہْدِ الرُّبُوْبِیَّۃِ (دوسرے) حِفْظُ عَہْدِ الْعُبُوْدِیَّۃِ حفظ عہد الربوبیۃ یہ ہے - کہ جمیع کمالات کی نسبت - رب کی طرف کی جاے - اور حفظ عہد العبودیۃ یہ ہے - کہ تمام نقصانات عبد کی طرف منسوب کیے جائین - ۲ علے مانطق بہ القرآن مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَفْسِکَ پس جس وقت موحد اور باصفا صوفی کو اذکار اور اشغال کی بدولت رعایت حفظ العہد کا حوصلہ پیدا ہوجاتا ہے - اور اس حفظ کے آثار - صوفی مذکور کے تمام اوقات اور حالات کو پکڑ لیتے ہین - تو اُس وقت حکمت اجمالی کا جمال اُس کی چشم بصیرت کو نظر آنے لگتا ہے - اور اجمالی حکمت سے مراد یہ ہے ۳ ھِیَ العلم بحقائق الاشیاء واوصافھا واحکامھا علی ماھی علیہ وارتباط الاسباب بالمسبب واسرار انضباط نظام الموجودات والعمل بمقتضاہ -

اور بحکم ۴ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا حکمت مذکور کی مفصلہ ذیل چارون قسمون پر بھی صوفی کو اطلاع دیدی جاتی ہے یہ چارون قسمین ترتیب وار خیر کثیر مین داخل ہین -

لہ اُس مقام پر - ٹہیرنا جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے بندون کے لئے محدود کر دیا ہے ۱۲ ۲ جیسے کہ قرآن پاک تعلیم فرماتا ہے - اے بندے اگر تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو سمجھہ کہ اللہ کی طرف سے ہے - اور اگر تجھ کو کوئی نقصان پہونچے - تو سمجھہ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲ ۳ اجمالی حکمت کے مفہوم مین چار امور داخل ہین (۱) اشیا کی حقیقت اور اُس کے اوصاف و احکام جیسے اور جو کچھ ہین - اُن پر علم حاصل ہونا (۲) اسباب کا ربط مسبب کے ساتھ جو کچھ ہے - اُس پر علم حاصل ہونا (۳) نظام موجودات کس طرح پر منضبط ہے - اس کے اسرار پر علم حاصل ہونا - (۴) اقتضاے علم کے بموجب عمل کرنا ۱۲

۴ جس شخص کو بات کی سمجھہ دی گئی - اُس نے بیشک بڑی دولت پائی ۱۲

(اول) الحکمۃ المنطوق بھا وھی علوم الشریعۃ والطریقۃ -

جس حکمت کی نسبت کلام کیا جا سکتا ہے - وہ شریعت اور طریقت کے علوم ہین -

(دوسری) الحکمۃ المسکوت عنھا وھی اسرار الحقیقۃ

جس حکمت کی نسبت کلام سے سکوت اولی ہے وہ اسرار حقیقت ہین - جس کو وہ لوگ علی ماینبغی نہین سمجہ سکتے ہین - جو استدلال اور تقلید مین گرفتار ہین

کما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان مجتازا فی بعض سکک المدینۃ ویتبعہ اصحابہ رضی اللہ عنھم فاقسمت علیہ امراۃ ان یدخلوا منزلھا فدخلوا فراوا نارا مضطرمۃ واولاد المراۃ حولھا فقالت یا رسول اللہ ارحم بعبادہ ام انا باولادی فقال بل اللہ ارحم فانہ ھو ارحم الراحمین فقالت اترانی یا رسول اللہ احب ان القی ولدی فی النار فکیف یلقی اللہ عبیدہ وھو ارحم الراحمین قال الراوی فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ھکذا اوحی الیّ

جیسے کہ روایت کی گئی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک راستہ مین چلے جا رہے تہے - اور آپکے ساتہ آپکے بعض اصحاب بہی تہے رضی اللہ عنہم - آپ کو ایک عورت نے قسم دی - کہ میرے مکان مین آپ جملہ اصحاب تشریف لے چلین چنانچہ وہان گئے وہان جا کر دیکہا - کہ ایک آگ مشتعل ہے - اور اُس عورت کی اولاد آگ کے گرد جمع ہے - عورت نے عرض کی یا رسول اللہ - اللہ جل شانہ اپنے بندون پر زیادہ رحیم ہے - یا اپنی اولاد پر مین - آپنے فرمایا نہین اللہ ہی زیادہ رحیم ہے - کہ وہ ارحم الراحمین ہے پہر اُس عورت نے عرض کیا - یا رسول اللہ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ مین اپنے کسی بچہ کو آگ مین ڈالدینا گوارا کرون گی (اگر مین گوارا نہین کرونگی) تو اللہ جل شانہ اپنی غلامون کو کیسے آگ مین ڈالیگا کہ وہ تو ارحم الراحمین ہے راوی کہتا ہے - یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا - میرے پاس بہی وحی اسی مضمون کی آئی ہے -

(تیسری) الحکمۃ المجھولۃ وھی ما خفی علینا وجہ الحکمۃ کایلام بعض العباد وموت الاطفال والخلود فی النار فیجب الایمان بھا والرضا بوقوعہ واعتقاد کونہ عدلا وحقا -

حکمت مجہولہ وہ حکمت ہے جس کی وجہ ہم لوگون سے مخفی ہے جیسے بعض بندون کی تکلیفات اطفال کی موت - اور دوزخ مین ہمیشہ رہنا اس حکمت پر ایمان لانا - اس کے وقوع پر راضی ہونا اور اس کو عدل اور حق کر کے ماننا اور عقیدہ رکہنا واجب ہے

(چوتھی) الحکمۃ الجامعۃ وھی معرفۃ

حکمت جامعہ مین یہ باتین داخل ہین (۱) حق کی

الحق والعمل بہ ومعرفۃ الباطل والاجتناب عنہ کما قال علیہ السلام اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ انک مجیب الدعوات

معرفت اور اوسپر عمل کرنا - (۲) باطل کی معرفت اور اُس سے اجتناب کرنا - جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اے میرے اللہ ہمکو حق دکھا اور اُس کا اتباع نصیب کر اور ہمکو باطل پر علم اور اُس سے اجتناب روزی کر بیشک تو دعاؤں کا قبول فرمانے والا ہے

اب سنئے مطلب اصلی اس تمہید کا یہ ہے - کہ ہر دو مرتبہ کے حفظ کا ملکہ - اور چارون حکمتین حاصل ہونے کی بدولت - صوفی مذکور [۵۱] حجۃ الحق علی الخلق ہوجاتا ہے - جو عبارت انسان کامل سے ہے - اور خلافت کے مرتبہ کو پہونچکر حریت کا خلعت پہن لیتا ہے - حریۃ - اصطلاح صوفیہ مین یہ ہے ھی [۵۲] الانطلاق عن رق الاغیار اور یہ تین قسم پر ہے - (اولاً) حریۃ عامۃ - یہ رہائی پانا ہے زندان شہوت سے (ثانیاً) حریۃ خاصۃ - یہ مرادات کی قید سے آزاد ہونا ہے [۵۳] بفناء ارادۃ العبد فی ارادۃ الحق (ثالثاً) حریۃ خاصۃ الخاصۃ - سالک کو جو نور الانوار کی تجلی مین اپنے تئین ہلاک کردینے کی آرزو - اور آرزو کی رسوم اور آثار کے ساتھہ دبستگی رہتی ہے - اس دبستگی سے نجات پانا - یہ تیسری قسم حریۃ کی ہے - اسکے بعد جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہین - اُس شخص کو جب ان حالات مین دوام اور قیام نصیب ہو - تو اُس کو احرار کہتے ہین -

الحال فی اصطلاحھم ما یرد علی القلب بمحض الموھبۃ من غیر تعمل واجتلاب کالرق والعتق والحزن والطرب والبسط والقبض ویزول بظھور صفات النفس سواء یعقبہ المیل اولا - فاذا دام صار ملکۃ فسمی مقاما -

اب اصطلاح صوفیہ مین یہ بات ہے کہ جو شے محض الٰہی بخشش سے بدون عمل اور کوشش کے قلب پر وارد ہوتی ہے جیسے غلامی - آزادی - غم - خوشی - بسط اور قبض اور وہ شے - نفسانی صفات کے ظہور سے زائل ہوجاتی ہے - خواہ اُس کے عقب مین میلان ہو - یا نہین یہ شے اگر دوام کے ساتھہ قایم رہے - تو اُسکو مقام کہتے ہین

بیان سے معلوم ہوسکتا ہے - کہ اصحاب ولایت کے القاب اُن کے مقامات کے اعتبار سے ہوا کرتے ہین - کیونکہ تعین القاب کی وجوہ مین سے ہ گزشتہ بیان ایک وجہ ہے -

یاد برہان المحققین خواجہ ناصر الدین علیہ الرحمۃ

آپ لفظ خواجہ احرار کے ساتھہ نامزد تھے - خواجہ محمود ابن خواجہ شہاب الدین شاشی کے فرزند ہین خواجہ

[۵۱] خلقت کے اُپر حق کی حجت ۱۲ [۵۲] حریۃ - اغیار کی غلامی سے آزاد ہونا ہے - [۵۳] عبد کا ارادہ حق کے ارادہ مین فانی ہوجانے سے ۱۲

شہاب الدین خواجہ محمد نامی کے پوتے تھے۔ جو عالم متبحر ابوبکر محمد ابن اسمعیل قفال شافعی کے بزرگ دوستون مین سے ابن شیخ ابوبکر کتفی اور کسی علم مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے۔ احرار الاولیا کی والدہ ماجدہ۔ خواجہ داؤد ابن خواجہ خاوند طہور ابن شیخ عمر باغستانی کی بیٹی ہین۔ جن کا سلسلہ سولہ واسطون کے بعد امام عبداللہ ابن عمر ابن خطاب تک پہونچتا ہے رضی اللہ عنہم۔ آپ کے پیرارادت مخدوم العرفا مولانا یعقوب چرخی سنری تھے جو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند کے بزرگ ترین خلفا مین سے ہین۔

ایہا السامعون آپ کے حالات کے بیان مین بہت سے ابواب ہین۔ کتاب رشحات مین آپ کے حالات تھوڑے سے ہی لکھے گئے تھے۔ کہ کتاب مذکور کے تمام صفحے آپ ہی کے حالات سے بھر گئے۔ پھر اس صورت مین کتاب راقم جو محض نمونہ کے طور پر حامل الاختصار ہے سوا ے اجمالی دو تین حرفون اور عنوانی چند کلمون کے کب گنجائش رکہ سکتی ہے۔ لہذا ہر ایک باب کا ایک نکتہ حوالہ قلم کرتا ہون۔

آپ کی ولادت ماہ رمضان ہجری سنہ آٹھ سو چہ مین ہوئی۔ اور آپنے عمر اسی اور نو اسی سال کی پائی چو تھے سال کے آغاز مین تعلیم کا تعلق قدس آلہی کے جناب مین تہا۔ آپ فرماتے تھے۔ بارہ سال کی عمر مین اپنی حالت پر قیاس کرکے مین یہ عقیدہ رکہتا تھا۔ کہ اللہ جل شانہ نے کسی آدم زاد کو اس طور پر پیدا نہین کیا ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے غافل ہو سکے۔ آخرالامر معلوم ہوا۔ کہ یہ میرا عقیدہ ازلی عنایت تھی۔ نیز آپ فرماتے تھے۔ جب مین مرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہری مین تھا۔ تو مجکو ایک کوڑی کے بھی صرف کرنے کی استطاعت نہین تہی ایک روز بازار مین ایک گدانے گدائی کے طور پر سوال کیا۔ اُس وقت میرے پاس ایک پرانی دستار تہی جس مین کبچہ (زتلے) آویزان تھے وہ دستار مینے ایک طباخ کو دی۔ اور کہا۔ یہ پاک ہے۔ اور دیگ دہونے کے واسطے موزون ہے طباخ نے گدا کو ایک پیٹ کے لائق کہانا کہلا کر سیر کیا۔ اور دستار مجکو واپس دیتا تہا مینے نہین لی۔ اور راستہ مین چل نکلا۔

کہتے ہین آپ کی خاطر عاطر کو حمام کی طرف قطعی میلان نہین تہا۔ وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین آغاز سلوک مین عوام کی خدمت کیا کرتا تہا۔ حمام کے اندر ایک روز مین پندرہ سولہ آدمیون کی کیسہ ملی اور مالش جسم کر لیا کرتا تہا۔ ایک دفعہ حمام کی حرارت سے طبیعت بیمار ہو گئی تہی۔ اس سبب سے دل حمام سے گریز کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ فرماتے تھے۔ طریقہ خواجگان مین **قدس اللہ ارواحہم**۔ ہمت اور عادت مقتضاے وقت کے تابع اور اسی مین مصروف ہوتی ہے۔ پس اگر کسی وقت مین کسی خدمت گزاری کے ذریعہ سے کسی مسلمان بہائی کو کوئی راحت پہونچانا ممکن ہو۔ تو اس وقت مین ذکر اور مراقبہ کو۔ کسی دوسرے وقت پر منحصر رکہنا چاہیے۔ کیونکہ

خدمت کا فروغ۔ دلون کے اندر مقبولیت پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ مقبولیت ذکر و مراقبہ کے نتیجہ پر مقدم ہوتی ہے۔ اور وہ جو بعض اصحاب نے نفل عبادتون کو اخوان الصفا کی خدمات سے بہتر سمجھا ہے۔ یہ محض گمان ہی گمان ہے۔ ثمرات مذکورہ کی تفاوت کی نسبت آپ کا فرمانا تھا۔ کہ مینے اس طریق کو کسی کی تلقین یا تحریر سے اخذ نہین کیا ہی بلکہ خدمات کے آثار سے تعلیم پائی ہے۔ کہ خدمت کی خاصیت کیا ہے۔ ہر ایک شخص کو بارگاہ قرب مین جداگانہ دروازہ سے لیجاتے ہین۔ اور مجکو جو اس بارگاہ مین پہنچنا نصیب ہوا ہے تو خدمت کے دروازہ سے ہوا ہے۔ اِس سبب سے محبوب کی خدمت مجھے محبوب ہے۔

مصنف رشحات نے لکھا ہے۔ کہ آپ کا مال۔ منال۔ دیہات۔ اراضی۔ زراعت۔ گلہ مویشی۔ اسپ اور املاک یہ سب سامان شمار کے اندازہ سے باہر تھا۔ چنانچہ ایک روز آپ خود اپنی زبان صادق البیان سے فرماتے تھے۔ سمرقند کے خاص مزرعون کی پیداوار سے سمرقندی سیر کے حساب سے اسّی ہزار من غلہ میرے حاصلات کے عُشر (دسوین حصہ) کا سلطان احمد میرزا کی کچہری مین میرے کارندے داخل کرتے ہین۔ نیز فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی عنایت سے میرے نقد اور جنس مین ایسی برکت اور افزونی دی ہے۔ کبھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ خرچ غلہ کی میزان جمع کی میزان سے زیادہ آتی ہے۔ اور غلہ کے کوٹھون مین ابھی بہت سا غلہ ایسا ہے۔ کہ ترازو کے پلہ پر پہونچا ہی نہین ہے نیز فرماتے تھے۔ کہ مین ایک زمانہ مین شہر ہری مین تھا۔ ایک روز شیخ بہاء الدین عمر کے مکان پر گیا۔ آپنے حسب عادت دریافت کیا۔ کہ شہر مین کیا خبر ہے۔ مینے کہا۔ دو خبرین ہین شیخ زین الدین اور اُنکے یار دوست کہتے ہین ہمہ از دست اور سید قاسم اور اُن کے پیرو کہتے ہین۔ ہمہ اوست۔ فرمایا۔ اولین بات درستی کی کسوٹی پر چڑھی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد چند دلیلین اس راست گفتار کی تائید مین۔ اِس طرح بیان فرمائین۔ کہ اگر اُن کے مقدمات مین غور و تامل سے کام لیا جاوے۔ تو ہر ایک دلیل سے ثانی قول کے مدعا کا ثبوت پیدا ہو جاوے۔ آپنے مضامین دلائل کی حقیقت بھی ظاہر فرمائی۔ کہ اس طرح پر ہے۔ پھر دوسری چند دلیلین بیان کین۔ اُن کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ یہ سب باتین سنکر بے تامل یہ بات ذہن مین آئی۔ کہ اولین قول کا اقرار۔ اور پچھلے قول کا حقیقۃً اعتقاد بہتر ہے۔

نیز فرماتے تھے۔ جب مولانا یعقوب کے دیدار سے میری آنکھین منور ہوئین۔ تو مولانا کے سلوک سے مجکو اپنی نسبت ایسا کوئی خاص التفات معلوم نہین ہوا۔ جس کی وجہ سے دل کے اندر صورت شگفتگی پیدا ہو۔ بلکہ مولانا ترش روئی سے پیش آئے اور اپنا ہاتھ نہین بڑھایا۔ فرمایا۔ ہم سے بیعت نہ کرو۔ اتنے مین مولانا کی

پیشانی پر میری نظر جا پڑی - تو ایک سفید داغ نظر آیا جس سے طبیعت کو خلقتہً تنفر ہوتا ہے - یہ دیکھکر مینے تو ازم بیعت ادا کرنے مین توقف کیا - مولانا نے جب میری صورت حال سے یہ معلوم کیا - کہ مجکو بیعت ہونے مین تامل ہے - تو فوراً خلع لبس کے ذریعہ سے اپنے تئین ایک جمیل صورت مین ظاہر فرمایا جس کے دیکھنے سے بے قابو ہوگیا - اور اپنا ہاتھ آستین کے اندر سے نکال کر مراسم بیعت ادا کئے -

قرآن پاک کی ایک تفسیر ہے (رشحات) نام اُس کے ایک رشحہ مین لکھا ہے - ایک روز آیۃ کریمہ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ کی تاویل مین آپنے (خواجہ سے) فرمایا - مراد یہ ہے - کہ صوفی ہمیشہ ذات مطلق کو واحد تصور کرتا رہے - اور انواع و اقسام کی صفات جو بکثرت دیکھتا ہے - اُن سے گزر جاوے - ثم کلامہ حرف ثم جو تراخی کے واسطے موضوع ہے - اس آیۃ کریمہ مین دیکھکر راقم گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - کہ صوفی تخلق اور تبدیل کے بعد ایک مدت پیچھے - اس توحید کے مرتبہ کو موپہنچتا ہے - اور ایسی تدریج سے مرتبہ توحید کو پہونچنا محقق سالکون کا طریقہ ہے - اور بلا توقف فوراً مرتبہ توحید کو پہونچنا - جذبہ کی علامت - اور مجذوبون کی عادت ہے - لَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ -

احرار الاولیا کی بیماری کا آغاز یکم محرم ہجری سنہ آٹھ سو پچانوے کو ہوا - اور آپ کی رحلت اسی سال کی یکم ربیع الاول کو ہوئی - یہ عجیب لطیفہ اور لطیف نکتہ ہے - کہ جس قدر آپ کی حیات کے سال تھے - یعنی انثی اور نوواسی - شمار مین اُسی قدر آپ کے ایام مرض بھی آئے - یہ جو حدیث سے ہے حُمّٰی یَوْمٍ کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ اس سعادت سے آپ کو شرف حاصل ہوا - آپنے دو خلف اپنے قائم مقام چھوڑے - جو آثار سلف سے آراستہ - خلافت و ہدایت کے واسطے شائستہ - اجازت و خدائی تقرب کے لائق تھے - سب سے بڑے خواجہ محمد عبد اللہ تھے - جو خواجہ کلان - اور خواجگان خواجہ کے نام سے مشہور ہین - دوسرے خواجہ محمد یحیی ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - حضرت حقائق پناہی مولوی سے منقول ہے - کہ فرماتے تھے - جو بڑے ہین - وہ علم و فضیلت مین بہت بڑے ہین - اور جو سجادہ نشین ہین - وہ جذبہ حالت - اور ولایت کے جلال مین سب سے آگے ہین -

راقم رشحات لکھتے ہین جس زمانہ مین خواجہ محمد یحیی ہری مین تشریف لائے تھے - اُس زمانہ کا ذکر ہے - ایک

---

۵۱ - اے پیغمبر کہدو - کہ (وہ کتاب اسمانی) اللہ نے اُتاری تھی) پھر اُن کو بڑے جھک مارنے دو ۱۲ ۵۲ اللہ کے سوا اس کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین ۱۲ ۵۳ ایک یوم کا تپ ایک سال کا کفارہ ہوتی ہے ۱۲ -

خواجہ باتفاق حضرت حقائق پناہی - مولانا محمد روحی کی ملاقات کے واسطے گئے تھے - مین بھی ہمرکاب تھا - صاحب مکان (مولانا محمد روحی) نے نہایت ادب کا برتاؤ مہمان عزیز کے ساتھہ کیا - اور تواضع وتعظیم سے بہت کچھہ گرماگرمی ظاہر فرمائی - لیکن ہم نشینی کا تمام وقت - طرفین کی خاموشی مین گزرا - مین دوسرے روز تنہا مولانا کی خدمت مین گیا - توظاہر وباطن کی آراستگی کے متعلق حضرت خواجہ کی تعریف حد سے زیادہ فرمائی - جب لوٹ کر خواجہ کی خدمت مین آیا - تو سنی ہوئی باتین مجمل طور پر مینے ظاہر کین - خواجہ نے فرمایا کل کے روز مین آپ کی صحبت مین اپنی فنا اور مولانا کے اثبات مین مشغول تھا - میری تعریف جو مولانا فرماتے ہین - یہ درحقیقت مولانا کی ہی تعریف ہے - کیونکہ اُس وقت مجھہ مین مولانا کی ہی حقیقت جلوہ گر تھی -

سجادہ نشین احراریہ کے جملہ واقعات اور حالات کتاب رشحات مین مصنف نے جیسا جیسا موقع اور وقت پایا ہے - تفصیل کے ساتھہ لکھے ہین - یہان پر مین صرف آپ کی شہادت کے متعلق مجملاً لکھتا ہون - احرار الاولیا اکثر خلوتون مین خواجہ محمد یحییٰ سے امیر المومنین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے وقایع کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے - کہ تمھاری روح کو شہید دشت کربلا کی ولایت اور شہادت کے ساتھہ کامل نسبت ہے - کہتے ہین جب آپ کے پدر بزرگوار حقیقی محبوب کے باغ کو چلے گئے - تو چند روز بعد شاہ بیگ خان نے پرگنہ سمرقند ضبط کرلیا اور ہجری سنہ نوسو چھہ کے اولین عشرہ محرم مین جمعہ کے روز حضرت خواجہ محمد یحییٰ سے مواخذہ اور مطالبہ کرکے جو کچھہ نقد وجنس مکانات مین تھا سب سرکار مین خالصہ کیا - اور دیہات - اراضی - اور تمام مزرعے سرکاری نوکردن کے سپرد کئے - اور اُن کا قبضہ ہوگیا - خواجہ کو انتظار تھا - کہ شاید عاشورہ کے روز شہادت کا واقعہ بھی وقوع مین آکر دائمی آرام مل جاویگا - مگر ایسا نہین ہوا - اس درمیان مین خان نے حکم دیا - کہ آپ مع فرزندون - مریدون - اور متعلقین کے خراسان کو چلے جاوین - خلاصہ یہ ہے - کہ آپ اکرمینہ کے راستہ سے خراسان کو روانہ ہوکے - جب آپ تاشقند سے نکل گئے - اور محرم کی تاریخ بھی دسن سے آگے بڑھ گئی - تو خواجہ کو حیرت ہوئی - اور حیرت سے انقباض خاطر پیدا ہوا کہ حضرت والد ماجد کا کلام صادق تو یحییٰ کی شہادت پر دلالت کیا کرتا تھا - اور یہان تعویق نظر آرہی ہے - نہ معلوم - اِس مین کیا حکمت ہے - اللہ اعلم[۵۱] اسی خیال مین تاشقند سے دو تین منزل آگے گئے - ناگاہ صحرا مین اوزبک کی ایک فوج نے آکر ظلم وزیادتی شروع کی تیغ وتبر چارون طرف سے پڑنے لگے - بالآخر فوج مذکور نے خواجہ محمد یحییٰ کو اور اُن کے دونون فرزندون خواجہ محمد زکریا - اور خواجہ عبدالباقی کو اُس صحرا مین شہادت اور مظلومی

---

۵۱ - اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے ۱۲

کے درجہ کو پہونچایا۔ تینون نسبی اوحبی بزرگون کی نعش۔ خواجہ کفشیر کے محلہ مین لاکر ملاّیون کے احاطہ کے اندر خواجہ احرار الاولیا کے جوار مین دفن کی گئی۔۔ اور قبر بنا دی گئی۔ خواجہ شہید کا ایک لڑکا رہا ہے۔ خواجہ محمد امین نام ہے خدا کرے۔ اُس کی بزرگ اولاد جہان مین بہت سی ہو۔

انجمن خلفائے کامگار احراریہ قدست اسرارہم

مولانا سید حسن۔ آپ خلفائے احراریہ مین سب سے زیادہ نیک۔ سب سے زیادہ عالم۔ اور سب سے زیادہ پیش رو ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز زمانہ طفولیت مین۔ آپ کے پدر بزرگوار۔ آپ کو۔ قدم بوسی کے لیے۔ خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت مین لے گئے تھے۔ اتفاقاً مجلس اقدس مین شہد کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ مولانا از روے خواہش جو زمانہ طفولیت کو لازم ہے۔ شہد کی طرف دیکھنے لگے۔ اس درمیان مین حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا۔ صاحب زادہ۔ تمھارا کیا نام ہے۔ جواب دیا۔ شہد۔ خواجہ نے تبسم فرما کر کہا۔ چھوٹے سے عنصر مین کامل قابلیت اور صحیح قبولیت عطا کی گئی ہے۔ صرف اتنی سی بات پر۔ کہ اُس کے دہن نے شہد کا مزہ حاصل کیا ہے۔ ایسا شہد کے خیال مین مشغول ہے۔ کہ اپنا نام شہد مین گم کر کے۔ شہد کے سوا کوئی نام زبان پر نہین لاتا ہے۔ اگر اس کی جان مین شہد سے زیادہ شیرین چیز کی چاشنی پہونچائی جاوے۔ تو ضرور اس کی توجہ اور استغراقی کیفیت اُس مین زیادہ ہوگی۔ لا مرية فيه[^1]۔ خواجہ احرار الاولیا نے اُس وقت آپ کو آپ کے پدر بزرگوار سے لیکر اپنی تربیت اور ہمت سے فیض بخشا۔ اور درسی علوم اور معنوی نور کی تحصیل کے واسطے باعث ہوئے مصنف رشحات نے لکھا ہے۔ خواجہ احرار الاولیا۔ سلاطین زمانہ کے ساتھ اختلاط رکھا کرتے تھے۔ اور اس اختلاط کی وجہ سے درویش لوگ آپ کے فیض صحبت سے محروم رہتے تھے۔ ایک روز اس اختلاط کے بارہ مین اس درویش کے دل پر گرانی کا اثر پیدا ہوا۔ اور قریب انہین ایام مین مولانا کی خدمت مین جانے کا اتفاق پیش آیا۔ آپ چند بزرگون کے ساتھ بیٹھے ہوئے۔ احیاء العلوم کی تصحیح کر رہے تھے اُس کو چھوڑ کر درویش کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تقریباً پیدا کر کے فرمایا۔

"ایک دفعہ ایک عالم خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین حاضر تھے۔ خواجہ نے اُن کا اندرونی خدشہ معلوم کر کے" "دریافت کیا۔ بادشاہون اور حاکمون سے جس شخص کے ملنے مین بہت سے بیکس غریبون کی آرزوئین پوری ہون اور بہت سے" "گرفتار مظلوم رہائی پاوین۔ اُس شخص کا کسی پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھنا اور نفل عبادت مین اور طالبان علم کی" "تربیت مین مشغول ہونا کیسا ہے۔ اور اُس کی حقیقت اور حالات کے اعتبار سے مذکورہ بالا دونون طریقون مین سے"

[^1]: اس مین کوئی شک نہین ہے ۱۲

کونسے طریقہ کا اختیار کرنا اولی اور اہم ہے - جواب دیا - ارباب دولت سے ملنا - اور عاجز غریبون کی حمایت کرنا "

"پر خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا - اگر آپ ظاہر مین ایسا فتویٰ دیتے ہین - تو اس حکم کے عامل کی نسبت باطن مین اعتراض نہین کرنا چاہیئے "

حضرت مولانا نے درویش کے مرکوز خاطر پر اطلاع پاکر صدر الذکر سرگزشت بیان فرمائی - اور پیدا شدہ گرانی دل سے دور کردی -

دیگر مولانا قاسم آپ کو سایہ احرار الاولیا کہا کرتے تے - چونکہ پیر کی پیروی مین اور **فنافی الشیخ** ہونے مین آپ نے کوشش بہت کچھ کی تہی - اسواسطے آپ کی ذات مین مثل سایہ خودداری تہی ہی نہین سلوک کے مقابلہ مین آپ کا توحیدی استغراق غالب تہا - جناب حقائق پناہی - خواجہ احرار الاولیا کے جملہ اصحاب مین سے مولانا قاسم کی برابر کسی کے بہی معتقد نہ تے - اور آپ کی تعریف خلا اور ملا مین بہت کچھ فرمایا کرتے تے - تاریخ چہٹی ذی حجہ ہجری سنہ آٹہہ سو اکیا نوین کو - غروب آفتاب کے وقت - آپ کے عنصری برج کا آفتاب وصال کے افق مین غروب ہوگیا - لفظ **فیاض** تاریخ رحلت ہے -

دیگر میر عبد الاول - آپ نیشاپور سے آکر ماورا النہر مین خواجہ احرار الاولیا کی خدمت سے مشرف ہوئے تے - اور خواجہ کی ملازمت مین رہکر رابطہ اور طریقت اِن دونون کو استوار کیا تہا - مولانا حسین واعظ کاشفی تخلص - جن ایام مین کہ درسی فنون کی تحصیل نیشاپور مین کر رہے تے - میر کے ساتہہ ہم سبق اور ہم حجرہ تے - مولانا حسین کے بیٹے مولانا فخر الدین علی صفی - لکہتے ہین - کہ آپ سابقہ پدری شناسائی کا خیال کرکے میرے ساتہہ کمال توجہ فرمایا کرتے تے - نیز مولانا فخر الدین - میر سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تے - جب مین حضرت خواجہ کی ملازمت سے سرفراز ہوا - تو مینے سات برس کامل ریاضت طریقت مین صرف کیئے - اس مدت مین خواجہ بظاہر مطلق میرے حال پر متوجہ نہین ہوئے - بلکہ دکہہ درد جو صادق دردمندون کا حصہ ہے - مین برداشت کیا کرتا تہا - اور صبر تحمل - اور توکل اختیار کرکے معتقدانہ اپنا اعتقاد درست رکہتا تہا - جب برداشت کی طاقت نہین رہی - تو ایک روز حجرہ مین پاؤن پہیلا کر جا پڑا - سر اور منہ لنگی کے اندر ڈہک لیا - اپنے تیئن لعنت ملامت کرنے لگا - اور ناصحانہ اپنے تیئن تسلی دیکر کہا - عبد الاول - اس دنیا کے اندر بہت آدمی ایسے ہین - جو ولایت اور قرب کی دولت سے بے بہرہ ہین - تو بہی انہین مین شامل ہوجا - جفا اور محنت کے برداشت کرنے مین جس قدر انسانی طاقت تہی وہ تو کام مین لا چکا - مگر کوئی کشود کار نہین

ہوئی - اسی قسم کی پشیمانی کی باتین کرتے ہوئے - ایک لحظہ نہین گزرا تھا - کہ حجرہ مین پانون کی آہٹ معلوم ہوئی چونکہ مین دریائے غم کے اندر ڈوبا ہوا تھا آہٹ کی طرف ملتفت نہ ہوکر بدستور پڑا رہا - اتنے مین یکایک پیر بزرگوار کی یہ آواز آئی - عبدالاول آرام کے ساتھ سوؤ - تمہارے تمام کام کامل طور پر درست ہو گئے ہین - یہ سنکر مین مضطربانہ اٹھ کھڑا ہوا - کیا دیکھتا ہون حضرت خواجہ حجرہ سے باہر تشریف لئے جاتے ہین - مین محروم عاشقون کی طرح بیتاب ہونے لگا - اس کے بعد مجکو راہ طلب مین دوبارہ استقامت اور رسوخ حد سے زیادہ نصیب ہوا - یہان تک کہ ماہ ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پانچ آگیا - اسی مہینے مین آپنے عالم شہادت سے کوچ فرمایا ہے - عالم شہادت سے کوچ - سفر وجود کی آخرین منزل - اور وحدت کے لامکان کا اولین مقام ہے - اور یہی اصلی وطن ہے - اسی کی طرف جانا ہوتا ہے -

دیگر مولانا جعفر - آپ عالم - عامل - عارف - عاشق - اور کامل تھے - بیخودی اور محویت - افاقہ وہوش پر - اور خاموشی - گویائی پر غالب تھی - ایک روز آپ کہتے تھے مین شروع شروع مین - رسمی علم کی تحصیل سے افسردہ خاطر تھا - اور طریقہ فقر کی طرف - طبیعت کی کشش تھی - ایک رات خواب مین خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت حاصل ہوئی - مینے دریافت کیا - کہ بندہ کب خدا کو پہونچتا ہے - فرمایا - جب اپنے تئین فنا کردیوے - جب مین خواب سے جاگا - تو دل پر کمال اثر تھا - علی الصباح حجرہ سے نکلکر آپ کی ملازمت کے ارادہ پر روانہ ہوا - جب قدم بوسی حاصل کی - تو فرمایا مولانا جعفر - بندہ خدا کو کب پہونچتا ہے - جب وہ بندگی مین اپنے تئین فنا کردیوے - اور آپنے مولوی معنوی کی یہ بیت پڑھی - **بیت** -

چون تو بودی کہ بود - جملہ خدا بود و بس	چون تو نماندی کہ ماند جملہ خدا اے گدا

القصہ آپ کا آخرین سفر ہجری سنہ آٹھ سو ترانوین کے کسی مہینے مین ہوا ہے - اُس وقت تک طریقت کے سلوک مین آپنے کوئی دقیقہ نا مرعی نہین چھوڑا - بالآخر فقر و فنا کے عنصری خرقہ کو خلد اور بقا کی خلعت سے تبدیل کرکے عالم علوی کو رحلت فرما گئے -

دیگر مولانا برہان الدین ختلانی آپ عالم متبحر تھے - آغاز جوانی مین مختلف علوم کی تحصیل کمال کو پہونچائی تھی - لوگ سمرقند مین دو شخصون کو مادرزاد عالم کہا کرتے تھے - ایک مولانا زادہ مولانا عثمان - دوسرے برہان الفضلا ختلانی - کہتے ہین - آپ علی الاتصال چالیس سال تک خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت سے خداشناسی کی تحصیل کرتے رہے - اور آپ کو ایک لحظہ بہی جدائی کی طاقت نہین تھی - ہجری سنہ آٹھ سو ترانوے مین مولانا جعفر کی رحلت سے

آٹھ روز پیشتر - آپ کے آخرین سفر کا سامان ہوگیا تھا -

دیگر مولانا لطف اللہ ختلانی - آپ مولانا برہان الملۃ ختلانی کی بہن کے بیٹے ہین - علوم شریعت اور طریقت کے گویا آپ مالک تھے - اور بسط و بشاشت کی اعلیٰ درجہ کی صفات آپ کی ذات مین پائی جاتی تھین آپکے دہان مبارک سے کلام لازمی طور پر تبسم آمیز نکلا کرتا تھا - آپ کہا کرتے تھے - خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین میری بیعت ہونے کا قوی ترین سبب یہ ہے - کہ مینے اپنے وطن مین ایک ذات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دل ربا صورت اور جان بخش ہیئت کے ساتھ عالم مثال مین مشاہدہ کیا تھا - فوراً دل وجان سے اُس نورانی شکل کے جمال پر فریفتہ ہوگیا - چند روز جب مین نے ایزدی مشیت کے بموجب حضرت خواجہ کی ملازمت حاصل کی - تو ایک روز فرمایا - جو سعادت مند لوگ ہین - وہ حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم السلام کو خواب مین مختلف لطیف لطیف صورتون کے ساتھ دیکھتے ہین - اثناے کلام مین نگاہ میری طرف فرمائی جناب سرور عالم علیہ السلام کی اُسی مثالی صورت کا جلوہ میری نظر مین آگیا - جو مجکو عالم خواب مین نظر آیا تھا اور یہ تماشا میری گرفتاری کے لئے زنجیر بنا - اور خواجہ کی دوام حضوری کی بدولت علمی صورتون کے کمال کو پہونچا -

دیگر مولانا شیخ - تزکیہ - تہذیب - تصفیہ - اور ترتیب یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین پیر بزرگوار کی سرکار مین ملکی اور مالی کامون کے انتظام کا بہت کچھ تعلق آپ کی رائے پر منحصر تھا - ایک روز سلسلہ احراریہ کے بہت سے باعتقاد مرید - خواجہ کفشیر کے محلہ مین جمع تھے - اور باہم راز و نیاز کی باتین کر رہے تھے - شدہ شدہ سلسلہ کلام کا خواجہ احرار الاولیا کے عجیب وغریب تصرفات اور کرامات کے بیان مین جا پہونچا - چنانچہ ہر ایک مرید اس بارہ مین کوئی نقل یا کوئی روایت پیش کرتا تھا - مولانا شیخ - اس جلسہ مین خاموش - اور سب کی باتین سننے مین سراپا گوش تھے - جب حاضرین کے دل مین مولانا کے کلام سننے کی بے انتہا آرزو ہوئی - تو آپنے فرمایا - کہ آپ لوگ خواجہ کے عالم اجسام کے تصرفات کا ماجرا بیان کرتے ہین - لیکن عالم ارواح کے تصرفات مین سے ایک حرف بھی زبان پر نہین لائے - جملہ حاضرین نے کہا - ہم لوگون کے کان - اس قسم کا کلام - مولانا کی فصیح ابیان زبان سے ہی سننا چاہتے ہین - مولانا نے فرمایا جب شروع شروع مین کمال کوشش سے کسی قدر مجھ پر ثمرات کوشش کا ظہور ہونے لگا - اور خواجہ کی پرورش سے روز بروز خیر و خوبی اپنا رنگ جمانے لگی - تو خواجہ نے مجکو زراعت کے کامون کا انصرام کرنے کے واسطے مقرر فرما دیا تھا اور یہ ظاہری کامون کی مصروفیت باطنی عمل مین فتور آنے کا باعث ہوئی - اس سبب سے مینے موقع تلاش کرکے - خلوت مین شرف حضوری حاصل کیا - اور حال

ہی تھا۔ کہ اپنی پریشانی اوقات کا حال کچھ عرض کرون۔ کہ حضور نے میرے ضمیر پر علم پاکر ارشاد فرمایا۔ کہ اس خانوادہ کے
کاروبار کی بنیاد اور اصل کلی **خلوت در انجمن** ہے۔ اور نیز غیرون سے طریقہ کو مخفی رکھنا۔ کیونکہ غیرت دار محب
اپنے محبوب کا حجاب پسند کیا کرتا ہے۔ اور ظاہر کامون مین مشغول ہونے کے سوا۔ اخفائے طریقہ کے واسطے
کوئی اور برقع نہین ہے۔ پھر مینے چاہا۔ کہ یہ عرض کرون۔ ان دونون عظیم الشان باتون کے جمع کرنے کا میرا حوصلہ
نہین ہے۔ فرمایا۔ مردانہ قدم رکھو۔ حق تعالیٰ امیدون کا پورا کرنے والا ہے۔ اس اثنا مین حضور نے میری کمزوری
اور نایابی پر نظر عنایت فرمائی۔ ایسی توجہ ڈالی۔ کہ جو شے عمل اور تکلف کے ساتھ گاہے ماہے میسر ہوتی تھی۔ وہ
باطن پر حملہ کرکے آئی۔ اور ہمیشہ بنی رہی۔ چنانچہ اس کے بعد وہ شے کسی مکانی ضروری حالت مین بھی دل
سے زائل نہین ہوئی۔

دیگر مولانا ابو سعید اوبہی۔ آپنے اولیاء اللہ کی طرح۔ علم کی عروس کا عمل کے نوشہ کے ساتھ
عقد کیا تھا۔ اور اس سبب سے آپ بہت ثوابون کے اُمیدوار تھے۔ پینتیس سال کی عمر مین خواجہ احرار الاولیا
کے حضور مین آمد و شد رکھتے تھے۔ کہتے تھے۔ حضور کی باعظمت خدمت مین تعلق پیدا ہونے کا سبب
یہ ہوا۔ کہ مین مرزا الغ بیگ کے مدرسہ مین رسمی علوم کی تحصیل کمال کوشش سے کر رہا تھا۔ یکایک بلا سبب
ظاہر۔ رسمی علوم کی طرف سے میرے دل پر ایک کدورت پیدا ہوئی۔ مینے بے اختیار ہو کر مدرسہ چھوڑنے کا عزم
کر لیا۔ اتنے مین ایک آشنا ملا۔ مینے پوچھا۔ کہان سے آتے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ شیخ الیاس عشقی کی خدمت
سے آتا ہون۔ جو کوہ نور مین رہتے ہین۔ مین اُسی وقت کوہ نور کی طرف سیدھا ہو لیا۔ راستہ مین خواجہ احرار الاولیا
کے مدرسہ پر سے گذر ہوا۔ یہ وہ وقت تھا۔ کہ حضور سواری سے اُتر کر اپنے مدرسہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے
میرے دل مین آیا۔ کہ ان بزرگوار کی ملازمت حاصل کر کے کوہ نور کو چلنا چاہیے۔ جب مین حضور کی خدمت
مین حاضر ہوا۔ تو خواجہ نے فی الفور یہ بیت پڑھی **بیت**

در کوہ چہ میروی بمن باش	امروز معاذ در جبل نیست

مضمون بیت سننے سے مجکو حیرت پر حیرت ہوئی۔ اپنے دل مین کہا۔ اگر اس بیت مین خواجہ نے میرے حسب حال
خیال فرمایا ہے۔ تو ضرور ہے کہ خواجہ یہ بیت بار دیگر بھی پڑھینگے۔ ہنوز میرے دل مین یہ بات پوری آئی بھی نہین
تھی۔ کہ خواجہ کی زبان مبارک پر میرا نام آیا۔ باوصفیکہ خواجہ کو پیشتر معلوم نہ تھا۔ اور فرمایا۔ تمنے یہ بیت جو سنی
شیخ کمال کے اشعار مین سے ہے۔ اور پھر پڑھی۔ پس یہ کرامت میری گرفتاری کا اولین سبب ہے۔

دیگر مولانا سلطان آپ خواجہ احرار الاولیا کے خاص خلیفہ ہیں۔ اور عالم متبحر تھے۔ اہل ظاہر کے علوم اور اہل باطن کی بصیرت پر آپ کو کمال عبور عمل تھا۔ خواجہ احرار الاولیا کی اجازت سے سفر حجاز کا ارادہ فرمایا۔ اور حرمین شریفین زادھما اللہ تکریمًا کے طواف سے آپ مشرف ہو کر پھر اپنے مرشد کی خدمت میں لوٹ آئے۔ اور فیض حاصل کیا آپ کہتے تھے۔ ایک روز پیر کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس واسطے۔ مینے یہ چاہا کہ توجہ۔ یا مراقبہ کے ذریعہ سے جمعیت خاطر حاصل کر کے پیر کے حضور میں حاضر ہوں۔ مگر جمعیت میسر نہیں ہوئی۔ بالآخر نفی و اثبات کے ذریعہ سے کسی قدر حضوری بہم پہونچائی۔ اُس کو محفوظ کر کے حاضر ملازمت ہوا تو تھوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا۔ سلطان کبھی نفی و اثبات کا طریقہ بھی عمل میں لایا کرتے ہو۔ مینے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا اسی وقت ایک نسبت پیدا ہوئی۔ جو نفی و اثبات کا نتیجہ ہے۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اگرچہ حضور مع اللہ ایک ہی شے ہے لیکن جو نسبتیں توجہ یا مراقبہ۔ یا نفی و اثبات کے ذریعے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اُن کا ہر ایک کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے البتہ اس فرق کا پہچاننا اُن بزرگوں کا کام ہے۔ جو علم لدنی کے عالم ہوتے ہیں۔

دیگر مولانا محمد قاضی قدس روحہ۔ آپ علوم شریعت کے عالم۔ اور سلوک طریقت کے واقف تھے چونکہ آپ کی طبیعت بلند فہم ارجمند عقیدت دل پسند۔ اور دل خورسند تھا۔ اسواسطے معرفت اور حقیقت بیان کرنے کے وقت خواجہ احرار الاولیا کے مخاطب آپ ہی ہوا کرتے تھے۔ گو مستعد عالمین کی جماعت کی جماعت اُس محفل میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ آپنے ایک کتاب سلسلۃ العارفین نام تالیف فرمائی ہے جس میں خواجہ احرار کے اوصاف حمیدہ۔ عادات پسندیدہ۔ فضیلتیں اور خصوصیتیں جمع کی ہیں خواجہ احرار الاولیا کی عقیدت اور محبت کے مجال میں آپ کس طرح سے پہنچے تھے۔ یہ سرگزشت بھی تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں لکھی ہے۔ اور مصنف رشحات نے بھی یہیں سے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اب اس بیان کے تکرار کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی سلسلہ احراریہ کے بعض اصحاب حقیقت سے منقول ہے کہ کمان گردن کے موضع میں جس روز خواجہ احرار الاولیا نے آخرین سفر فرمایا ہے اُس روز عمومًا اور خصوصًا فرزندوں کی اور نیز دیگر لوگوں کی جماعت کی جماعت سرہانے حاضر تھی۔ اُس وقت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ حاضرین میں سے جس شخص کے مناسب مزاج فقر یا غنا جو کچھ بھی ہو۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ آج مجھسے مانگ لیوے منجملہ حاضرین کے اولًا مولانا محمد قاضی سے بھی پوچھا۔ تم کو کیا پسند ہے۔ عرض کیا۔ جو کچھ حضور کو پسند ہے۔ جواب ملا میری پسند تو فقر ہے۔ مولانا نے کہا بسر و چشم قبول کر لینا۔ اس کے بعد خواجہ نے ایک کام والے کو حکم دیا۔ کہ چار ہزار تنکہ (سکہ رائج الوقت) زر شاہرخی مولانا محمد قاضی کو دیدو۔ جنہوں نے فقر اختیار کیا ہے۔ تاکہ مولانا اس رقم سے اُن درویشوں کی معاش کا انتظام کر لیویں

جو آپ کے پاس رہتے ہین - مولانا نے بنا بر تعمیل حکم - اُس نقد کو لیکر اپنے اصحاب کی وجہ معاش کے انتظام مین خرچ کیا -

دیگر مولانا خواجہ علی تاشقندی آپ درگاہ احراریہ کے خادمان قدیم اور کار پردازون مین سے ہین جب سلوک کا آغاز ہوا - تو قبول و اقبال کا خلعت تاشقند مین ملا - آپ کہتے تھے جس زمانہ مین پیر بزرگوار نے خراسان سے اپنے وطن مالوف مین آکر زراعت کا کام شروع کیا تہا - اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی - کہ مین حاضر ملازمت ہوا - خواجہ احرار الاولیا میرے حال پر بہت کچھ عنایت اور التفات فرماتے تھے - اُن ایام مین طالبان علم نے جو ہوس مین ڈوبے ہوئے تھے - یہ کہکر مجکو فریفتہ کیا - کہ تحصیل علوم کے اسباب سب مہیا ہین - مناعلوم حاصل کرنا چاہیے - اور اُن کی ترغیب مین سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا - مگر چونکہ آستانہ پیر سے صریح اجازت لیکر روانہ نہین ہوا تہا - پہلی ہی منزل مین ایسا مرض پیش آیا جو مانع سفر ہوا - ایک قدم بہی آگے چلنے کی طاقت میرے پاؤن مین نہین رہی - بالآخر بازگشت کی نیت کی اور نیت بازگشت کے ساتھ عافیت نے بہی بازگشت کی - مین تاشقند سے جس قدر نزدیک ہوتا جاتا تہا اُسی قدر ضعف مجہسے دور بہاگتا جاتا تھا - **القصہ** اپنے معمولی حجرہ مین جب پہونچا ہون تو کمال تندرستی کی حالت مین تہا - نہایت انفعال کے ساتھ قدم بوس ہوا - پیر نے اول اول تو غصہ ہوکر چلے جانے اور لوٹ آنے کے تمام واقعات میرے سامنے بیان فرمائے - اور اظہار عتاب کیا - مگر آخر کار مرحمت اور عاطفت کے سایہ مین دونون جہان کے رنج و غم سے مجکو نجات بخشی -

دیگر شیخ حبیب تاجر تاشقندی - معرفت اور حقیقت بالکل آپ کا شعار تہی - اور آپ سرتاپا شائستہ خدمت - اور پسندیدہ کار تہے - رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[1] کے گروہ کے ساتھ آپ کو نسبت تہی - شہر تاشقند کے لنگر کا کہانا - اور نیز یہان کے مخلصون اور متعلقون کے خوان کی ترتیب ان خدمات کا انصرام - آپ کے سپرد تہا - آپ کی کوشش اور تجربہ سے یہ مہمات انجام پاتے تہے - آخرین دم تک خواجہ احرار الاولیا کے خوان فیض سے معرفت اور قرب کا وظیفہ جاری رہا -

دیگر مولانا نور الدین تاشقندی - آپ آغاز شباب سے - بلکہ خردسالی سے ہی - خواجہ احرار الاولیا کی محبت کا تصور اپنے دل مین رکہا کرتے تہے **شعر**

فصادف قلبی خالیا فتمکنا	اتانی ہوبہا قبل ان اعرف الہوی[2]

[1] ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرنے پاتی ۱۲ -

[2] میرے پاس اُسکی محبت آئی قبل اسکے کہ مین محبت کو پہچانون اور چونکہ میرا قلب خالی تہا - اُس مین گہس گئی - اور قیام اختیار کر لیا ۱۲

بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ وباکے اولین سال مین کہ ہجری سنہ آٹھ سو چالیس تہا۔ نیلے رنگ کا دانہ جو علامت طاعون تہی خواجہ احرار الاولیا کے بائین پہلو پر برآمد ہوا۔ مولانا نورالدین نے اس دانہ کو اپنے اوپر لے لیا۔ اور اپنے تئین خواجہ پر فدا کیا۔ اُسی وقت وہ دانہ مولانا کے پہلو پر منتقل ہوگیا۔ اور خواجہ کی صحت لوٹ آئی۔ تین روز بعد مولانا کوچ فرما گئے۔

دیگر مولانا زادہ اترارى نامی۔ آپ کا نام محمد عبداللہ ہے۔ آپ بیان کرتے تہے۔ بہت مدت تک ملازمت کرنے کے بعد میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواجہ دوسرے لوگون کی طرح مجکو تلقین نہین فرماتے ہین۔ میری نیت پر خواجہ کو اشراف (علم) حاصل ہوگیا۔ تو فرمایا۔ ذکر کا سبق دوسرون کے مناسب ہے۔ اور تمہاری استعداد تو کمال لطافت مین اور نہایت بلندی پر ہے۔ تم تعلیم ذکر کے محتاج نہین ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپنے خواجہ کی خدمت مین ظاہری اور باطنی کمالات حاصل کرکے سفر حجاز کی اجازت لی۔ اور حرمین شریفین **زادھما اللہ شرفًا** کی زیارت کرکے سعادت دارین پائی۔ وہان سے آپ صوبہ شام مین تشریف لائے۔ اور ان اطراف کی سیر کرکے۔ شہر دمشق مین اقامت فرمائی۔ اس ملک مین آپکے پاس جویندگان طریقت اور سالکان سلوک الی اللہ رجوعات رکہتے تہے۔ اور آپ اسی شہر مین عالم علوی کو رخصت ہوئے۔

دیگر مولانا ناصر الدین اترارى۔ آپ مولانا زادہ کے چہوٹے بہائی ہین۔ ولایت احراریہ کا ستارہ طلوع ہوا ہی تہا۔ اور ہنوز اس ستارہ کی عالمگیر شعاعین سمرقند والون کی آنکہون مین پہونچی نہین تہین۔ کہ خواجہ کی عجیب وغریب خبرین اور کرامتین سنکر مین کمال اشتیاق دل کے ساتہہ خواجہ کی طرف متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ وطن مین ایک حسین منظر کے ساتہہ میری آنکہہ لڑی ہوئی تہی۔ اور دل تعلق عشق رکہتا تہا۔ مگر اسپر بہی تاشقند کو روانہ ہو ہی گیا۔ ان ایام مین خواجہ احرار الاولیا باغستان مین تہے۔ جو تاشقند کا پہاڑ ہے۔ چند روز بعد موسم بہار آیا جو عشق ومحبت کے سلسلہ کا محرک ہوتا ہے۔ ایدہر جوان محبت کے شورش وولولہ اور ادہر کے پہاڑ کی شادابی۔ ان باتون نے دل کو پریشان کردیا۔ مینے چاہا۔ کہ رخصت مانگون۔ مگر میسر نہین آئی۔ نہایت تنگ دل ہوا۔ ایک روز خواجہ کے ہمرکاب بادصفیکہ دل ٹہکانے نہ تہا۔ ایک صحرا کی سیر کو چلا گیا۔ وہان پر ہم سب ایک کہیت مین پہونچے۔ جہان لالہ زار کہلا ہوا تہا۔ حضرت نے ایک شاخ سے لالہ کا پہول توڑکر میرے ہاتہہ میں دیا۔ اور جو باتین میرے دل مین مخفی تہین۔ تمام و کمال اپنی زبان مبارک سے میرے سامنے ظاہر فرمادین۔ مین مذکورہ بالا معانی راز سنکر سر سے پائون تک غرق خجالت مین غرق ہوگیا۔ اُسی وقت حضرت نے بنظر التفات میرے اوپر ایسی نوازش فرمائی۔ کہ اسی طرفۃ العین مین جوان منظر کا عشق پیر کی محبت سے تبدیل ہوا۔ اور بہ اطمینان خاطر خواجہ کی خدمت مین حاضر رہ کر دینوی اور اخروی سعادت حاصل کی۔

غوثی جب خواجگان سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص احراریہ کے وجد - معرفت - مقالات - اور کرامات کے
حالات قدس اللہ اسرارہم مصنف رشحات تفصیل کے ساتھہ لکھ چکے ہین - تو پھر اجمالی قلم سے تمہارا دوبارہ
لکھنا بالکل بیکار ہے چونکہ اس اعتراض کا رفع کرنا مجھہ مجمل نویس کی طاقت سے باہر ہے - لہذا عذر و معذرت کے طور پر
اپنی حقیقت حال کے دو تین حرف سامعین کی خدمت مین عرض کرتا ہون اس لکھنے سے مقصود ان اصحاب کے ابرار
کا بیان کرنا نہین ہے - بلکہ اُن کے ذکر شریف کو اپنی کتاب کی مقبولیت کا ذریعہ سمجھکر جرأت کی ہے بیت

شکر وصال و شکوہ ہجران نہ کار ماست	جان را بہ نام دوست سپردن شعار ماست

اس بنیاد پر مینے ان حضرات کے اسماے گرامی کو کتاب کا عنوان - اور اپنے تذکرہ کا طغرا - اور کتاب کو بجاے فہرست
قرار دیا ہے - تاکہ شوقین اصحاب اس جماعت کے مبارک حالات - کتاب رشحات سے جو تفصیل کا سرچشمہ ہے -
دیکھکر سیراب ہون - للہ الحمد دائما -

یاد مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی

آپ امام وقت محمد ابن حسن کے فرزند ہین - جو ہر فرشیبانی کی نسل سے ہین - اور ہر فرشیبانی زمانہ جاہلیت
مین فرمان رواے وقت تھے - اور امیر المومنین عمر ابن الخطاب کے ہاتھہ پر اسلام اور اعتقاد لاے تھے - بنی شیبان - بہت سے
قبائل عرب مین شرافت اور اصالت نسل کے اندر مشہور ہین - بالخصوص مولانا کے دادا - پر دادا - جو متقی اور عالم
بھی تھے - ازلی تقدیر نے آپ کی حقیقت ذاتی کو ہجری سنہ آٹھہ سو اٹھارہ مین پردہ علم سے نکال کر عنصری ترکیب مین
ظاہر فرمایا - اور حاضرین بزم ولادت کو خوشی اور شادکامی کی شراب سے سرمست کیا - ذیل کا دل آویز قصیدہ اس روایت
کی تائید کرتا ہے - قصیدہ -

منم چو گوے بمیدان فسحت سہ و سال	بہ صولجان قضا منتقل زحال بحال
ز اوج قلہ پرواز گاہ لاہوتی	بدین حضیض ہوا ست کردہ ام پر و بال
میان ہشصد و ہژدہ ز ہجرت نبوی	کہ زد زمکہ بہ یثرب سرادقات جلال
بہ ہشصد و نود و سہ کشیدہ ام امروز	زمام عزم درین تنگناے وہم و خیال

جام مین ایک مقام ہے زندہ فیل شیخ احمد - یہان کی زمین آپ کی زاد و بوم ہے -
آپ کے حالات لکھنے والے اس طرح بیان کرتے ہین - ایک روز آپ کی خدمت مین آپ کے اُستادون کی
تحقیق کا ذکر تھا - تو آپنے فرمایا -

"جب تک مجکو عقل و ہوش نہین آیا تھا۔ تب تک اپنے وطن مین ہی پدر بزرگوار کی شاگردی سے زباندانی کا قاعدہ و قانون سیکھتا رہا۔ پھر چند روز بعد وہین کے دوسرے مدرسون سے تحصیل علم کی۔ جب مینے وطن مین کوئی ایسا عالم نپایا جس کے سامنے تعلیم کے واسطے کتاب کھول سکون۔ تب ہرات مین آکر نظامیہ مدرسہ مین اُس حجرہ کے اندر ٹھیرا جس مین مولانا زین الدین تائبادی۔ اور مولانا سعد الدین انصاری رہتے تھے باوجودیکہ تمام عقلی و نقلی علوم۔ اور کل یقینی و کشفی معرفتین وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[سلہ] کے چشمہ سے دل پر فائز ہوتی تہین۔ تاہم فنون عربیہ کی کتابین تھوڑے عرصہ مین مولانا جنید کے درس سے نکال لین۔ جو فن معانی مین اُستاد وقت تھے۔ نیز جامع العلوم مولانا خواجہ سمرقندی کے درس سے چالیس روز مین فارغ ہوکر اُنکے تمام علمی جواہر حاصل کر لئے۔ نیز مولانا محمد جاجرمی کی خدمت مین رہکر علم مناظرہ کے آداب اور طریقہ یاد کئے۔ اور نیز سمرقند مین قاضی زادہ رومی کی صحبت مین پہونچکر علم معقول تحصیل کیا"
خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تھوڑی سی مدت مین اُس ملک کے تمام علما اور سالکون پر آپ کو اور آپ کے علم کو بڑا درجہ اور اونچا پایہ حاصل ہوگیا تھا۔

کہتے ہین۔ اُس زمانہ مین اور اُس وقت مین شیخ بہاء الدین عمر۔ مولانا بایزید پورانی۔ مولانا محمد اسد۔ اور نیز دیگر بزرگ اصحاب ایسے جمع ہوئے تھے۔ جن کی صحبت سے فقر و درویشی۔ اور تلقین و ارشاد کی خوشبو طالبون کے دماغ مین پہونچا کرتی تھی۔ ان اصحاب کی مصاحبت سے بھی آپ کو فیض و فائدہ پہونچا تھا۔ لیکن آغاز زبان دانی سے انجام زندگانی تک نظم اور غزل گوئی کا ذوق آپ کی درویشی اور فقر کے چہرہ پر بدستور نقاب بنا رہا۔ البتہ جیسے جیسے عمر مین تفاوت ہوتا جاتا تھا۔ جیسے جیسے دل ربا مظاہر کا جمال دیکھنے سے نگاہ کی گرمی مین تفاوت ہوتا جاتا تھا۔ اور جیسے جیسے حسینون کے آئینہ صورت سے اسمائی کمالات نظر آنے مین تفاوت ہوتا جاتا تھا۔ ویسے ویسے نظم اور غزل گوئی کے ذوق مین بھی۔ تفاوت ضرور نمایان ہوتا جاتا تھا۔ یعنی آپ شعر و علم۔ خوش باشی۔ اور مردم آمیزی کے لباس مین حق شناسی کے اسرار کو دو وجہ سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ ایک یہ کہ وہ بہائیہ سلسلہ مین تلقین کی لبسم اللہ۔ اخفاء طریقہ ہے دوسرے یہ۔ کہ مبدء فیاض سے انوار قدسی کا فیضان۔ ابتدائے سلوک مین آپ پر عشق مجازی کی صورت مین ہوا کرتا تھا۔ تاکہ یہ ظاہری عشق آپ کی حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنا رہے اور اغیار کی آنکھ سے آپ کے تصوف کے چہرہ کو نظر نہ لگے۔ غالبًا عالم علوی سے آپ کی کامیابی اسی شکل مین معین کی گئی تہی۔

[سلہ] اور ہمنے اپنی طرف سے اُسکو ایک (خاص) علم سکھایا تھا ۱۲

تکملہ کے بیان سے اس مدعا کی تائید ہوتی ہے - کہ ایک روز مولانا فرماتے تھے - مین ایک انسانی منظر کے جمال پر عاشق تھا - ایک دفعہ وضو کرنے مین اپنا ہاتھ مینے بلا کسی تفاوت کے بالکل محبوب کا ہاتھ پایا - فوراً اُسی وقت اصلی حقیقت کے طرف رجوع کیا اور دل مین یہ خیال آیا - کہ یہ حالت بالکل حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کی جیسی ہی - کہ ایک وقت آپنے فرمایا تھا ہٰذہ یداللہ اور مشار الیہ آپ کا دست مبارک تھا مذکورہ بالا حالت اس پردہ مین درویش پر ظہور کرتی ہے القصہ چونکہ کسی باکمال زندہ دل کے ساتھ مراسم بیعت کا ادا کرنا - خدا شناسون کی سنت ہے - لہذا باوجود صدر الذکر کمالات کے مراسم بیعت کا ادا کرنا ضروری سمجھکر قطب طریقت اور غوث حقیقت مولانا سعدالدین کاشغری کی خدمت مین - دلی خواہش سے حاضر ہوا - جو نقشبندیہ خانوادہ مین اُس وقت مسند ہدایت پر صدر نشین تھے - اور علی الاعلان مراسم بیعت ادا کئے -

مصنف تکملہ مولانا عبدالغفور آپکے مرید ہونے کی بنیاد اس طرح پر لکھتے ہین - ایک رات مجازی معشوق کی جدائی مین آپکے اوپر رنج و غم کا کثرت سے ہجوم ہوا - یہان تک - کہ ہوش - خرد - صبر - آرام - معرفت - ادراک - اور تمیز - بلکہ انسانی سرکار کے تمام نفیس نفیس مکانات تاخت و تاراج ہوگئے - ناگاہ غنودگی کی صورت مین بیہوشی پیدا ہوئی - اور بیہوشی نے دل و دماغ پر قبضہ کیا - عالم مثال مین کیا دیکھتے ہین - کہ مولانا سعدالملۃ والدین کے جمال باکمال سے آنکھین روشن ہین - اور مولانا نے اپنی زبان حقائق بیان سے یہ نصیحت فرمائی ہے جامی اپنا رخ ایسے یار کی طرف کر جس کی تم کو لازمی طور پر ضرورت ہے - بیت

رو سحر طائر قدسم ز سر سدرہ صفیر	کہ درین دامگہ حادثہ آرام مگیر

یہ بالکل سچ ہے - جب باری تعالٰی کی پاک ذات چاہتی ہے - کہ کسی منظر کو اُس کے مبدء کی طرف کھینچ لیوے - تو صرف ایک بہانہ سے علائق اور موانع کے تمام حجاب اُس شخص کے رخسارہ پر سے اٹھا دیتی ہے - اور جو کمال اس کے حصہ کا ہوتا ہے - اُس کمال تک پہونچا دیتی ہے - جب آپنے سلوک اختیار کیا - اور ظاہری اصحاب کی روش چھوڑی اور ایک عمر گوشہ نشینی مین بسر کی - تو اس درجہ پر آپکا حال پہونچ گیا تھا - کہ کیا گفتار - کیا رفتار - اور کیا کردار - یہ جملہ امور جو طبیعت کو مانوس تھے - ایک دم آپ کی عقل و شعور سے پریشان ہوکر نکل گئے تھے - اور بیگانہ وار معلوم ہوتے تھے فرماتے تھے - جب ابتداے سلوک مین انوار کا ظہور ہوا کرتا تھا جس سے ستارہ ہستی چھپ جاتا تھا - اُس وقت بارہا یہ فرمایا کرتے تھے - کہ کشف اور کرامات پر کوئی اعتماد نہین کرنا چاہیے - اس سے بہتر کوئی کرامت نہین ہے - کہ کسی صاحب تاثیر کی صحبت مین کسی سعادتمند کو کوئی اثر اور کوئی وجہ حاصل ہو - اور وہ خودی سے تھوڑی دیر کے واسطے رہائی پا لیوے

رباعی

یارے کہ بدیدار وے از دست شوی	آن بہ کہ بزیر پائے او پست شوی
اگر مے نہ خوری زجام وصلش یارے	از شیوہ چشم مست او مست شوی

بیت

زیادہ ہیبت اگر نیست این نہ بس کہ ترا	دمے ز وسوسہ عقل بے خبر دارد

مرزا سلطان حسین وزیر تھے۔ مولانا جامی نے عشقیہ مثنوی یوسف زلیخا۔ انہین کے روشن نام پر مرصع کی ہے۔ اس مین لکھتے ہین۔ ۵

جہان یکسر چہ ارواح و چہ اجسام	بود شخص معین عالمش نام
بود انسان دران شخص معین	چو عین باصرہ بشناس روشن
حان عین آن کہ چون انسان عین ست	جہان مردمی سلطان حسین ست

اس بے نظیر تعریف کے بارہ مین راقم کا خیال یہ ہے۔ کہ آج تاریخ سترہوین رجب ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے ہرچند اکثر علم والون نے اپنے اپنے فرمان رواکی مدح مین ترکی اور تازی سخن آفرینی فرمائی ہی لیکن اجتک اس طرز کی رعنائی کے کوچہ مین کسی شاعر طبع فاضل اور کسی بافضیلت شاعر کا گزر نہین ہوا ہے۔ امیر علیشیر نوائی تخلص نے ایک ترکی رسالہ مولانا کے حالات مین لکھا ہے۔ اس مین لکھتے ہین کہ مولانا نے نفحات الانس۔ شواہد النبوۃ۔ اور لمعات شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی کی شرح یہ کتابین مخلص کی التماس سے تصنیف فرمائی ہین۔

مصنف تکملہ نے لکھا ہے۔ مولانا فرماتے تھے۔ یہ جو بعض اکابر کہتے ہین۔ کہ باطنی شغل کے ساتھہ تکلم جمع نہین ہوتا ہے یہ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ نفحات کی تصنیف کے وقت مین کبھی ایک سے کبھی زیادہ دو صفحہ تک لکھہ لیا کرتا تھا۔ اور دل کو اُس کے لکھنے کی خبر ہی نہین ہوا کرتی تھی۔ اور تکلم عادت کے موافق بدستور جاری رہتا تھا۔

آپ کی تصنیفات کا شمار اس طرح پر ہے۔ نثر۔ فارسی مین شواہد النبوۃ۔ نفحات الانس۔ جو مشائخ طبقات وغیرہم کا تذکرہ ہے۔ لوائح جو مولانا کی ہی رباعیات کی شرح ہے۔ بہارستان جو بلبل شیراز (سعدی) کی گلستان کے رنگ مین ہے۔ دیگر سو رسالے بعض مین چند رسالے تو آیات قرآنی کی تفسیر۔ اور حدیث نبوی علیہ الصلوۃ کے ترجمہ مین ہین۔ بعض تصوف اور سلوک کے علم مین۔ اور بعض معما۔ عروض

انشا کے علم مین مین سترہ نسخہ عربی اور فارسی جو اکابر کی کتب اور ابیات کی شرح مین ہین - نظم کلام آپ کا وہ نامہ ہے جس مین سات تو مثنوی ہین ہفت اورنگ نام ہے - اور تین دیوان غزل اور قصائد ہین - جملہ تینتالیس کتابین مشہور ہین - اِن کے سوا آپ کے قلم تصنیف کے لکھے ہوئے حاشیئے - تعلیقات - رقعات - اور دیگر متفرق ابیات ہر فن کے اندر موجود زمانہ ہین -

کہتے ہین - جب آپ کی عمر عزیز کا شمار عدد کاس کے برابر ہوا تو تاریخ پندرہوین محرم الحرام ہجری سنہ آٹھ سو اٹھانوین کو جب کہ رات اور دن برابر ہونے کا موسم تھا - آپ بزم وصال مین پہونچ گئے - اور محبوب حقیقی کے جمال کا شربت نوش فرمایا - اور اوپر سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ[۵] کا نقل تناول کیا - یہ دردناک واقعہ تجہیز و تکفین نعش - اور نماز کی کیفیت - اور عمارت قبر کا حال مفصل طور پر مولانا عبد الغفور کے تکملہ مین اور امیر علیشیر کے رسالہ تزکیہ مین لکھا ہوا ہے - شوقین صاحب چاہین - تو اُسکو مطالعہ کرکے صدر الذکر حالات پر مطلع ہو سکتے ہین -

صاحب تکملہ لکھتے ہین - کہ آخر زمانہ مین جب کہ یوسف زلیخا کی نظم کا شغل اپنے گرد رکھا تھا - فرماتے تھے - کہ دل کی عظیم کشش ایسی خیالی صورت کی طرف ہے - کہ خارج مین اُسکے وجود کا گمان ہی نہین ہوتا ہے - اور تصنیف کے وقت مین باطنی شورش - اور حرارت کے آثار - آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے - چنانچہ کئی کئی دفعہ حرکت دوریہ کے طور پر آپ سماع فرمانے لگتے تھے - اور اس مین مبالغہ کرتے تھے - یہان تک طول کو نوبت پہونچ جاتی تھی - کہ سازندہ اور مغنی بے طاقت ہو جاتے تھے - اور آپ اُس حال سے باز نہین آتے تھے - بالآخر جب پانون مین درد ہونے لگتا تھا - تو ضرورۃً بیٹھ جاتے تھے - حال آنکہ اس سے پہلے سماع کے بارہ مین آپ کو تردد تھا - اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی شخص اپنے تیئن چھوڑے نہین - اور جو حال اُس کو حاصل ہے - اُس حال سے خالی نہ ہو - تب تک کیونکر سماع کر سکتا ہے - نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے - بیشک اولاً چراغ جلانا چاہیئے - پھر بعد مین مطالعہ کرنا چاہیئے - یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انسانی روح بنی آدم کے عنصری محل کا چراغ ہے - اس چراغ کو نفسانی پریشان خیالات اور آرزؤن کی آندھی سے ریاضت کے فانوس مین محفوظ رکھنا چاہیئے - تاکہ وہ چراغ شمع کی طرح ہدایت کے نور سے روشن رہے - اور دلون کے اندر چھپے ہوئے جن معانی اور جن امور کے چہرہ پر موجودات کے الفاظ کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے - وہ معانی اور امور - اعتباری نظر مین ظاہر ہو جاوین -

یہ گزارش بھی اسی قبیل سے ہے - کہ مولانا عبد الغفور فرماتے ہین - جب مولانا جامی کی خاطر مین یہ خلش

[۵] ہم تو اللہ ہی کے ہین (ہم کو جس حال مین چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۱۲ -

پیدا ہوتی تھی کہ معانی مقصودہ کے ادا سے عبارت قاصر ہے۔ تو لکھنے سے پہلے آپ کی لطیف طبیعت اس خلجان کا اثر مانتی تھی۔ اس کی منشا پر غور کرتے تھے۔ مخاطب کی نورفراست سے بھی کچھ مفہوم معلوم کرتے تھے اور نیز توجہات کے ذریعہ سے دفعتاً اپنے متردد ذہن کا دور فرمایا کرتے تھے نیز اکثر راست کردار اور راست گفتار لوگون کی زبانی سنا ہوا ہے۔ کہ ہم نشینان بزم کے مافی الضمیر پر آپ کو اطلاع ہو جایا کرتی تھی۔ اور بہت سی تصوف کی کتابین جو گزشتہ زمانہ کے مصنفین کی لکھی ہوئی تھین۔ جن کے معانی اور مضامین۔ دقیقہ شناس علم والون کی فہم وفکر مین نہین آتے تھے اُن کتابون کے مقاصد کو آپنے اپنے فارسی رسالون مین اس طرز سے لکھا ہے۔ کہ اُن کتابون کی تمام تعقیدات اور مشکلات حل ہو گئی ہین۔ اب تمام اشخاص متقدمین کی اُن کتابون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین۔ مرزا شاہرخ کا اوسط زمانہ تھا۔ کہ آپ جام سے آئے۔ اور اخیر زمانہ تک شہر ہری مین مقیم رہے جب زمانہ نے دولت اور سلطنت کا پیمانہ سلطان ابو سعید مرزا کے ہاتھ مین دیا۔ تو آپ شہر مذکور سے خیابان کی زمین مین اُٹھ آئے۔ جہان پیر بزرگوار کی خوابگاہ ہے۔ اور وہین قیام فرمایا۔ چند روز بعد ہی آپ کے آستانہ پر ان اطراف کے فاضل۔ فقیر۔ شاعر۔ اور ظریف گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے۔ اور قاضی صدر۔ شاہ اور وزیر تمام آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کو اپنی سعادت کا عمدہ ذریعہ سمجھتے تھے۔ اور آپ کو اپنے راز و نیاز کا قبلہ بنا لیا تھا۔ امیر علی شیر نے اپنی نسبت آپکے التفات اور اتفاق کی بابت اپنے رسالہ مین جس قدر لکھا ہے۔ بہت کچھ ہے۔ مگر چونکہ درویشون کے اس خلوت خانہ (کتاب گلزار) مین بوالہوسون کے ہجوم کی گنجایش نہین ہے۔ لہذا صرف نمونہ کے طور پر کچھ عرض کرکے اسی پر اکتفا کرتا ہون

ایک روز منظر نامی ایک خوش گلو عود نواز نے جو گانا بھی بہت اچھا جانتا تھا۔ خواجہ حسن دہلوی کی ایک غزل گائی۔ جب اس بیت پر نوبت پہونچی **بیت**۔

مثال قطرہ باران سرشک من ہمہ دُر شد
چنین اثر ندہد آری طلوع چون تو سہیلے

تو حاضرین محفل سب غزل شناس اور اہل سخن تھے سب نے جن مین صاحب مجلس امیر بھی شامل تھے مضمون بیت پر غور کرکے اعتراض کیا۔ اور قوال کو کہا "سرشک من ہمہ دُر شد" بے معنی ہے۔ یہ نہ کہو بجائے "ہمہ در شد کے" "دریا شد" کہو۔ چونکہ فقیر کو اس بیت کی نسبت کوئی تردد نہین تھا اسواسطے اعتراض سے باز رہکر خاموش تھا۔ معترضین نے کہا۔ آپکیون کلام نہین کرتے ہین مینے عرض کیا۔ تقریر اعتراض قدر درست نہین ہے

اور حسن دہلوی کا کہنا احسن ہے۔ حاضرین نے یہ بات سنکر نکتہ چینی اُس طرف سے توچھوڑدی۔ بجائے اس کے میرے اوپر حملہ کر بیٹھے۔ اور تشنیع کے تیرون کی بوچھار کرنے لگے۔ مینے التماس کیا جب حال اس طرح سے ہوگا۔ توگفت وگو کا راستہ بند ہوجاویگا۔ البتہ اگر بیغرضی سے گفت وگو کی جاریگی۔ تو بات کی تحقیق ہوسکتی ہے۔ اور مناظرہ خوبصورتی کے ساتھ ختم ہوگا۔ جملہ معترضین نے بالاتفاق حضرت مخدومی حقائق پناہی کو حکم قرار دیا۔ فقیر نے اہل مجلس کے ساتھ مناقشہ ہونے کی کیفیت ادب کے ساتھ لکھکر خدمت مولانا مین بھیجی۔ جو شخص فرستادہ تہا۔ وہ اس کے جواب مین مولانا کا دستخطی رقعہ لایا۔ جس مین اس مصرع کے سوا کوئی حرف نہین تہا۔

مصرع "سخن درست وتعلق بگوش شہ دارد"

اعتراض والون نے اپنی معترض زبانون پر مہر سکوت لگاکر خجالت سے سرجہکالیا۔ اور خود (امیر علی شیر) جواب کے نشہ مین مست ہوکر لکھتے ہین۔ جس روز سے سوال وجواب کی آمد ورفت تحریر وتقریر کے ذریعہ سے شروع ہوئی ہے۔ آج تک کوئی سوال یا کوئی جواب ایسا دل ربا پیش نہین آیا۔ اس دل آویز گفتار کی ہی قسم ہے۔ کہ تعریف نہایت ہی برمحل ہے۔

جو خطوط مولانا حقائق پناہی نے امیر علی شیر کے جواب مین لکھے ہین۔ اُن کا نمونہ یہ ہے رباعی

زان دم کہ ترا واتفاق سفر ست	تا بو کہ کنم گہے بخاطر گزرت
گر مرغ پر و سوے تو یا باد وزد	خواہم کہ وہم بنامہ در دستت

جب مینے قلم اٹھایا اور غور وفکر سے کام لیا۔ تو ایک کے پیچھے دوسرا رقعہ جوان چند روزون مین بھیجنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس کے عذر کے سوا۔ کوئی اور بات ذہن مین نہین آئی۔ نہ کوئی اور صورت معلوم ہوئی۔ اگرچہ یہ بہی تکلیف دہی کے دغدغہ سے اور اوقات شریف کی تضیع سے خالی نہین ہے۔ بیت

گر بنالم پیش تو آن نالہ درد سر بود	ور بجو اہم عذر این ذرد سر دیگر بود

تحتی احوال حلاوت بخش مولانا جامی

حضرت کا شبانہ روزی سلوک اس طرح پر تہا۔ جب آپ نماز عشا پڑہ لیتے تہے۔ تو ایک گھنٹہ بہر مجلس ہوا کرتی تہی۔ جس مین حقائق کا بیان ہوتا تہا۔ اس کے بعد آٹھ گہڑے ہوتے تہے۔ اور پہر خلوت کے اندر ایک گھنٹہ

طریقہ مشائخ مین مشغول رہتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ آرام کرنے سے پہلے اس طریق پر شغل کرنا لازم اور اہم بات ہے
تاکہ اس کا فیضان تمام شب پہونچتا رہے۔ ابتدا ابتدا مین آپ کا زمانہ خواب بہت تھوڑا ہوتا تھا۔ لیکن اخیر مین رات
کا صرف پچھلا تیسرا حصہ بیداری کے واسطے خاص کر دیا تھا۔ اور یہ حصہ نماز اور مراقبہ مین گزرتا تھا۔ اور فرماتے تھے
سحر کے شغل کی برکت تمام دن بہرہتی ہے۔ پھر نماز صبح کے واسطے جدید وضو کرتے تھے۔ اور جب فرض پڑھ چکتے تھے
تو مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ یہان تک کہ آفتاب اشراق کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا اُس وقت نماز اشراق ادا
کر کے۔ تصنیف اور مطالعہ مین مشغول ہو جاتے تھے۔ اس عرصہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آیندگان بزم کی تفریح
خاطر کی لئے تھوڑی دیر کو متوجہ ہو جاتے تھے۔ اور بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا۔ کہ قبلہ کی برابر مین جلسہ تشہد کے طور پر
بیٹھتے تھے **تعظیماً للحق ولخلقہ** اور جو قبا آپ پہنتے تھے وہ اکثر آستین کشادہ ہوتی تھی۔ اور بیشتر
زمین پر بیٹھتے تھے۔ کبھی قبا کو جسم پر سے اُتار کر پانون کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے اور مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ فقیرون
کا جامہ بچھانے کا ٹاٹ بھی ہوتا ہے۔ اور پہننے کا لباس بھی ہوتا ہے۔ لباس کی زیب و زینت سے گریزان رہتے
تھے جیسا بھی مل جاتا تھا۔ اُس کو اچھا جانتے تھے۔ کبھی قبا ہوتی تھی۔ اور کبھی جبہ ہوتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ اس
ذات شریف کی جمیع حرکات اور سکنات کمال خوشنما اور پسندیدہ تہین۔ کلام کی لطافت۔ آپ کی فصیح البیان
زبان کا خاصہ۔ شورش انگیزی آپ کے سخن کا خمیر اور شوق افزائی آپ کے بیان کا سرمایہ تہی۔ جو کوئی شخص شریف
یا غیر شریف۔ آپ کی ملازمت مین پہونچ جاتا تھا۔ آپ اُس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آکر بیٹھتے تھے۔ آنے
والہ کو جو کچھ تکدر یا غم ہوتا تھا۔ وہ رفع ہو جاتا تھا۔ اُس کے بدلہ مین فیض اور خوشی ہمراہ لیجاتا تھا۔ اور پاس بیٹھنے
مین از روے مروت اپنے اوپر جبر یہان تک گوارا کرتے تھے۔ کہ جب تک آنے والا اُٹھ نہین جاتا تھا۔ خود نہین اُٹھتے
تھے۔ چنانچہ اس التزام سے آپ کو بعض امراض بھی پیدا ہو گیے تھے۔ مجلسون مین اس بات کی تلاش رہتی تھی۔
کہ نیچے بیٹھنے کا موقع ملے۔ اور چھوٹے درجہ کے آدمیون کے ساتھ کھانا کھانے مین ہم پیالہ ہونے کی صورت پیش
آوے۔ کھانے کی چیزون مین نہایت بے تکلف تھے۔ اور درویشانہ کھانون کی طرف میلان خاطر زیادہ ہوتا تھا
آپ کے افعال مین کوئی ایسا عمل داخل نہین ہوتا تھا۔ جس مین ریا کا شائبہ پایا جاوے۔ اگر کسی شخص کی نسبت
یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ کسی دنیادی مال کا حاجت مند ہے۔ تو آپ خفیہ طور پر اُس کو پہونچاتے تھے۔ لوگون کے
اعتقاد اور انکار سے آپ کی خاطر بالکل فارغ البال تہی۔ دنیادی چیزین اصل حاجت سے جس قدر زیادہ بچ
جاتی تہین۔ خیر کے کامون اور خیر کی جگہہ مین صرف کیا کرتے تھے۔ شہر ہرات مین مدرسہ تعمیر کرا کر ایا گیا۔ خیابان

مین مدرسہ اور خانقاہ دونون چیزون کا آغاز کیا۔ اور انہین اتمام کو پہونچایا۔ اور شہر جام مین جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور اُس کو مکمل کیا۔ اکثر ملکین مدرسہ ضیابان کے نام سے وقف کین۔ جو آپ کی درگاہ کی اطراف مین ہین۔

صاحب تکملہ نے آپ کے خط مبارک مین سے چند سطرین۔ اور آپکی دلکش باتون مین سے چند باتین نقل کی ہین۔ اور وہ یہ ہین۔

کوئی شخص ایسا نہین ہے۔ جس کی خاطر کبھی حضرت حق سبحانہ کی طرف رجوع نہ ہوتی ہو حضور قلب حضرت باری تعالیٰ کے ساتھ ہوتا۔ ذکر کی حقیقت اور نیز اُس کا مغز ہے۔ اگرکسی دولتمند شخص کو یہ سعادت حاصل ہو۔ کہ حضور قلب دائم رہے۔ اور نیز حضور قلب کا ملکہ دل مین راسخ ہوجاوے۔ تو اس کو اصطلاح صوفیہ مین "مشاہدہ" کہتے ہین۔ اور خواجگان ماورا النہر کے عرف مین اس کو "یادداشت" کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔ اور "یادکرد" جو اسم مبارک یا کلمہ طیبہ کی تکرار سے عبارت ہے اور "نگاہداشت" جو مراقبہ سے مراد ہے (اور یہ اسواسطے ہوتا ہے۔ کہ پراگندگی خاطر برپا نہ ہوے) یہ تمام یادداشت کے حصول کے واسطے ہے۔ وفقنا اللہ[۱] لما یحب ویرضاہ

واضح ہو۔ کہ تمام اشخاص کی پیدایش اصل فطرت کے اعتبار سے چار مقدمات پر مبنی ہے

اوّل۔ یہ کہ انسان کی حقیقت عدم سے وجود مین آئی ہے۔

دوم۔ یہ کہ بقا کا وجود انسان کی قدرت اور اختیار مین نہین ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو انسان اپنے تئین باقی رکھہ سکتا۔ اور فانی ہونے دیتا۔

سوم۔ یہ کہ تمام موجودات ممکنہ کا حال ایسا ہی ہے۔

چہارم۔ یہ کہ جو کچھہ عدم سے وجود مین آتا ہے۔ اُس کے واسطے موجد کا ہونا ضروری بات ہے یہ چارون مقدمات ایسے صانع کے وجود کا اعتقاد پیدا کرنے کی بنیاد ہین جو بالذات موجود ہو۔ اُسکے موجود ہونے مین کسی غیر کو دخل نہ ہو۔

علاوہ ان مقدمات کے انسان جانتا ہے۔ بلکہ مشاہدہ کرتا ہے۔ کہ اللہ پاک کے انعام سے اُس کو عمدہ عمدہ نعمتین ملتی ہین۔ جیسے خود انسان کا وجود نعمت ہاے الٰہی مین سے ہے۔ نیز عقلی قوتین۔ اور ظاہری و باطنی حُسن وغیرہ وغیرہ اللہ جل شانہ کی غیر متناہی نعمتین۔ نعمت وجود

---

[۱] - اللہ تعالیٰ ہم کو اُس شے کی توفیق دیوے۔ جو اُس کو محبوب ہو۔ اور جس سے وہ راضی ہو ۱۲

کے تابع - اور اُس کے علاوہ ہین - اِس مرتبہ مین خاطر انسان کو بحکم الانسان عبید الاحسان
اپنے مسبد رکی طرف طبعًا جذب ہوتا ہے - اور یہ جذب کی ابتدا ہے - بعدہ اگر انسان خیال کرے
کہ نفع یا ضرر جو کچھہ واقع ہوتا ہے - بحکم لا فاعل فی الوجود الا اللہ تمام صانع کی ہی طرف
منسوب ہوتا ہے - تعالیٰ شانہ اور ہمیشہ اس خیال مین رہے - تو اُس کا انجذاب وقتًا فوقتًا
بڑہتا - اور لحظہ بلحظہ قوی ہوتا جاتا ہے - اور ممکنات کے ساتہہ جس قدر اُس کا تعلق ہوتا ہے
اُس مین فتور پڑتا جاتا ہے - پہر پورا انقطاع ہو جاتا ہے -

ایک وجہ تو انجذاب خاطر کی یہ ہوئی - دوسری یہ - کہ انسان جب خیال کرتا ہے - کہ
وہ انسانیت اور آدمیت کے اعتبار سے بے لذت نہین ہو سکتا ہے - اور لذت میلان خاطر
کے تابع ہوتی ہے - اور میلان جس کی طرف ہو - وہ ایک امر کامل اور باقی ہونا چاہیے - کیونکہ
ناقص یا فانی کی طرف میلان خاطر ہوگا - تو چونکہ اُسمین نقصان یا فنا کا عیب لگا ہوا ہے
لہذا نتیجہ میلان غم ہوگا - اور ادہر انسان یہ بہی خیال کرتا ہے - کہ کامل مطلق لم یزل اور لا یزال
ذوالجلال والافضال کی ذات اقدس ہے - کیونکہ حسن و جمال اور احسان و کمال جو کچھہ
ہے - یہ سب فی الحقیقۃ حق کے ہی واسطے ثابت ہے - اور جو حسن و جمال اور احسان و کمال
ممکنات مین پایا جاتا ہے - یہ فی الحقیقۃ حضرت ذوالجلال کے حسن و جمال اور احسان و
کمال کا پرتو ہے جل و علا - اور ممکنات کے پاس مستعار ہے - کیونکہ ممکن خود اپنی ذات سے
معدوم ہے - اور معدوم شے کا وصف کمال نہین ہو سکتا اور ممکن مین جو کچھہ نظر آتا ہے یہ معتد بہ
نہین ہے - اسیواسطے معرض فنا اور محل زوال ہین ہے - جب انسان کا علم ان مقدمات
پر حاوی ہوگا - تو شک نہین ہے - کہ اُس کا انجذاب ایک مرتبہ اور قوت پکڑ جاے گا - کیونکہ محبت
پیدا ہونے کا باعث حسن ہوتا ہے یا احسان اور یہ دونون خوبیان اللہ جل شانہ کو ہی حاصل
ہین - اور جب انسان حق کے کمال و بقا کا - اور خلق کے نقصان و فنا کا خیال مداومت کے
ساتہہ کرے گا - اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا (ترجمہ - مطلوبی اور محبوبی کے لائق کوئی نہین ہے
مگر خدا جو ان مذکورہ بالا دونون خیالون کو لازم کرتا ہے) ورد کریگا - تو حضرت حق سبحانہ کی طرف
اُس کی کشش اور غیر حق سے اُس کی بے تعلقی اس درجہ کو پہونچ جاویگی - کہ ممکنات سے

تعلق بالکل منقطع ہوجاوے گا بلکہ جو کچھہ غیر خدا ہے۔ سب کو بھول جاوے گا۔

اگر کسی کو یہ حال حاصل نہو۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا عقائد مین سے کوئی عقیدہ اُسکو حاصل نہین ہے۔ یا خواہشات طبیعت مین انہماک اس درجہ بڑہا ہوا ہے۔ کہ اُس مین متاثر ہونے کی قابلیت ہی نہین رہی۔ اور وہ شخص گروہ انعام مین شامل ہوگیا اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یہ گروہ باوجودیکہ اہل ایمان ہین۔ مگر اُن حیوانات کی صورتون مین ہین جو اخلاق کے اعتبار سے اس گروہ سے ملتے جلتے ہین۔ جیسے کہ حدیث نبوی علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ مین ناطق ہے۔ ایک شخص مولانا کی مجلس مین علیہ الرحمۃ والرضوان آیا۔ اور کہا۔ مین ہر چند ذکر کرتا ہون۔ متاثر نہین ہوتا ہون۔ فرمایا۔ عقیدہ کو درست کرنا چاہیئے۔ فرماتے تھے۔ بعض مشائخ ذکر مین صرف اسم مبارک اللہ پر اکتفا کرتے ہین۔ لقولہ تعالیٰ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اگرچہ اسم مبارک حق سبحانہ کے کمال پر مشتمل ہے۔ اور اسواسطے یہ حق کے ساتھہ یوتنگی۔ اور خلق کے ساتھہ بے تعلقی کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے لیکن کلمہ متبرکہ کو اس بارہ مین دخل زیادہ ہے اس لیے اکثر مشائخ نے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ اور نص نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ذکر کی افضلیت مین شاہد موجود ہے۔ افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور نیز دیگر بہت سی احادیث اس کے افضل اور ارفع ہونے کے بارہ مین واقع ہین۔ اور مرتبہ کے اعتبار سے بھی اسکو تہلیل کہتے ہین۔ کیونکہ تہلیل کے معنی آواز کا بلند کرنا ہین۔ اللہ جل شانہ کے ساتھہ حضور قلب اُس صفت سے اور اُس طرح پر پیدا کرنا۔ کہ جس صفت سے اور جس طرح پر یہ انسان اللہ جل شانہ کے ساتھہ ایمان رکھتا ہو۔ مثل اس کے ہے۔ کہ جیسے یہ انسان حقیقت ذکر اور اس کی اصلیت کا موجد اور مظہر ہے۔ ذکر کی ایک صورت ہے ایک معنی ہے۔ اور ایک حقیقت ہے۔ صورت ذکر تو عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ خاص کو جو حروف سے مرکب ہے تکلم کے طریق پر آہستہ یا بلند ادا کرے۔ یا تخیل کے طریق پر ذہن مین حاضر لاوے۔ معنی ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ مذکور کے معنی اور مفہوم مین بھی فکر کرے۔ اور حقیقت ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر صرف اس تصوری مفہوم کو شعور مین لاوے۔ جو ذکر کی توجہ کا قبلہ اور تیر کا نشانہ ہے۔ آہستہ طور پر تکلم بعض

۵۱۔ لوگ چارپایون کی مثل ہین۔ بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ ۱۲

مشائخ کا طریقہ ہے۔ انہیں میں شیخ کبیر محی الدین عربی قدس سرہ العزیز ذکر کرنے میں اکثر مشائخ کا طریق۔ بتکلم بالجہر ہے۔ اور تخیل۔ ذکر خفی ہے۔ اور یہ طریق خواجگان ہے قدس اللہ اسرارہم
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً[۱] ط

یاد مولانا علاء الدین محمد مکتب دار

آپ اُس نبی کے علماے اُمت میں سے ہیں جنہوں نے انت منی کے ارشاد کو عام کر دیا ہے۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے۔ لیکن راہ سلوک آپ کو ملے ہوئی ہے شیخ عبد الکبیر یمنی کے فیض ملازمت سے جو ایک واسطہ سے شیخ عبد الرحمن مصری کے خلیفہ ہیں۔ نیز شیخ عبد الکبیر کے فیض ملازمت سے ہی۔ آپ کی ہمت علو مرتبہ کو پہونچی ہے سکتے ہیں۔ ایک روز آپ فرماتے تھے۔ شیخ یمنی نے حدیث قدسی کی تعریف دریافت فرمائی میںنے عرض کیا۔ جو خداوی کلام بے توسل فرشتہ پیغمبر کے نفس ناطقہ پر نزول فرماوے۔ وہ حدیث قدسی ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ اس بنیاد پر تو اس گروہ کے والا دیز اقوال بھی حدیث قدسی ہیں۔ اسپر سامعین میں سے ایک شخص نے کہا۔ اگر آپ ایسا فرماوینگے۔ تو گروہ صوفیہ کی طبقہ انبیا کے ساتھ مساوات لازم آجاویگی۔ جواب دیا۔ مساوات اس سبب سے لازم نہیں آویگی۔ کہ نسبت مذکورہ انبیا میں بالاصالتہ۔ اور اولیا میں بالاتباع ہے راقم کی خاطر فاتر میں یہ بات آتی ہے۔ کہ جس حالت میں نفس الامر ایک جنس سے ہو۔ اور وہ مختلف الکیفتہ افراد سے ظہور پذیر ہو۔ ایسی حالت میں اُس کو ایک نام سے نامزد کرنا ہی۔ دلیری کے میدان میں قدم رکھنا۔ اور ادب کے آباد شہر سے نکل کر گستاخی کے ویران صحرا میں جانا ہے۔ اور نام رکھنے میں۔ درجہ کا لحاظ بھی ضروری بات ہے۔ جیسے خرق عادت کی نمود و نمائش کہ جس شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کے اعتبار سے۔ اُس کا نام ہی جداگانہ ہوتا ہے۔ نبی سے معجزہ۔ ولی سے کرامت۔ مومن سے معونت۔ اور غیر مومن سے استدراج مصرع حفظ مراتب ست ہمین شیوہ در خطاب

یاد مولانا عبد اللہ فرنخووی

آپ عالم۔ عارف۔ کامل۔ عامل۔ اور اندر باہر سے یک رو تھے۔ فرماتے تھے۔ مولانا عبد الرحمن احمد جامی۔ باطنی محل کے کنگرہ پر چڑھتے وقت پر ن کو کھول کر جاتے اور آتے ہیں۔ لیکن مولانا علاء الدین محمد مکتب دار جانے اور آنے میں پر کھولتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں اس بیان سے مراد یہ ہے۔ کہ مولانا عبد الرحمن سلوک طریقت میں اضطراب اور عجلت رکھتے ہیں۔ اور مولانا علاء الدین آرام اور آسائش کے ساتھ چلتے ہیں۔ راقم کے ذہن میں لکھتے وقت

[۱] اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہی (لوگو) اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے (چپکے) دعا کیا کرو ۱۲

ایسا آیا۔ کہ بر کھول کر پرواز کرنا عبارت تعرج کے ظاہر کرنے سے ہے۔ اور بغیر پر کھلے ہوئے اُڑنا سرا دتعرج کے مخفی رکھنے سے ہے۔ بیشک جامی قدس سرہ کے آثار کا ظاہر ہونا۔ اور مکتب دار رحمہ اللہ کی برکات کا مخفی رہنا۔ اِس توجیہ کے صحیح ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔

یاد درویش منصور سبزواری

آپ اندر اور باہر سے اس درجہ دُھلے اور منجھے تھے۔ کہ بیان مین نہین آسکتا ہے۔ مولانا عبدالرحمن جامی کے ہم عصر مین۔ میر علیشیر نوائی کمال عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ نہایت دلبستگی اور محبت تھی۔ اکثر آپ کی عمر روزہ وصال مین ہی گزرتی تھی۔

یاد مولانا محمد روحی

آپ کا لقب شمس الدین۔ اور کنیت ابو المکارم ہے۔ ہرات کے پرگنون مین سے کسی پرگنہ کے رہنے والے ہین استقامت اور کرامت مین آپ کو کمال تھا۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین۔ کہتے ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ۔ نہایت پرہیزگار اور صالحہ تھین۔ ان کا رتبہ ریاضت اور بلند ہمتی مین بہت بڑا تھا۔ یہ فرماتی ہین۔ مجکو امید تھی۔ ایک رات مینے عالم مثال مین نبی مصطفی علیہ السلام کی زبان ؎ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی سے نوید پسر سنی۔ اِس کے بعد اُسی حمل سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس واقعہ کی بنیاد پر محمد نام رکھا گیا۔ کہتے ہین آغاز زمانہ ہوش سے لیکر واپسین نفس تک آپ کے سلوک مین کسی قسم کی لغزش نہین آئی۔ آپنے اپنی تمام عمر راست روی اور اتباع شریعت مین گزاری۔ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

یاد شیخ چھجو اساولی

آپ شیخ نظام عمر اکرم کے مرید ہین۔ جو خلافت مین گیارہ واسطہ کے بعد سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ مستقیم الطریق اور مستوی الحال تھے۔ پچیسوین ذی قعدہ کو عالم روحانی کی طرف کوچ فرماگئے۔ شیخ جمال نوساری کو ذکر کی سند شغل کی تلقین۔ ارشاد کی اجازت۔ اور خلافت کا خرقہ۔ یہ چیزین آپ کی ہی ملازمت سے ملی ہین۔ مصرع جمالِ حق فروغِ چشم او باد۔

یاد شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری

آپ پیر گنجشکر کی نسل سے ہین۔ قدس اللہ سرہما۔ ایزدی اسرار اور آلہی انوار کا آپ خزانہ تھے۔ اور بزرگان

؎ ۔ اپنی خواہش نفسانی سے باتین نہین بناتے ہین ۱۲

زمانہ کو آپ سے فخر تھا - آپ کا دلکش قول ہے - جو کمال مجکو حاصل ہوا - اُس کو مینے دور بین عقل کی بدولت سمجھا کیونکہ کسی شخص کی ہدایت کا احسان - اللہ احسان کا بار - راہ سلوک مین میرے اوپر نہین ہے - اور شیخ نظامی گنجوی قدس سرہ کے یہ اشعار پڑہا کرتے تہے - مثنوی

خرد شیخ الشیوخ راہِ تو بس	از درپرس انچہ می پرسی نہ از کس
بپرس از عقل دور اندیش گستاخ	کہ چون شاید شدن بربام این کاخ
بپاے جان توانی شد بر افلاک	رہا کن شہر بند خاک با خاک
مگو بربام گردون چون توان رفت	توان رفت از زنام خود توان رفت
برین زرین حصار آن شد برومند	اکہ از خود برگرفت این آہنین بند
کہ ملک ومال دفرزند وزر وزور	ہمہ ہستند با تو تا لب گور
ازین مشتِ خیال کاروان زن	عنان لبستان علم برآسمان زن

یہ مثنوی خبر دیتی ہے - کہ نظم کرنے والا اور پڑہنے والا دونون اویسہ گروہ مین سے ہین - القصہ بہت سے خداشناس لوگ آپ کے صادق مرید تہے - اور اُن اطراف کے حکام اعلیٰ بہی نہایت نیازمندی اور اعتقاد کے ساتھہ آپ کی ملازمت کی آرزو رکہا کرتے تہے - اور ادب و اہتمام کے ساتھہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تہے - آپ کی قبر جونپور مین زیارت گاہ ہے - اور مشہور ہے - مصرع گنج اسرار ست خاکِ پاکِ او -

یاد شیخ بہاء الدین گنج روان

آپ اپنے پدر بزرگوار شیخ فخر الدین ثانی کے خلیفہ ہین - کہتے ہین - قادر شاہی عہد تہا - زمین کالپی کی تلائی مین ایک بہیانک جنگل تہا - اُس تلائی مین شیخ نے اور شیخ کے ساتھہ - دہلی کے چند خدا پرستون نے مخدوم جہانیان کی اجازت سے رہنے کو مکان بنالیا تھا - اور وہان پر خدائی پرستش کیا کرتے تہے - اور اس مین خوشوقتی کے ساتھہ زندگی بسر ہوتی تہی - خوراک کا طریقہ یہ تہا - کہ دیگون کو پانی سے بہر کر چولہے پر رکہہ دیا کرتے تہے - اور ایک معتدبہ عرصہ کے بعد اُتار لیا کرتے تہے - گہی سے تر بتر کہچڑی اس قدر تیار ملتی تہی - کہ وہ کہانے والون کو مکتفی ہوا کرتی تہی - اس عجیب وغریب خرق عادت کے ذریعہ سے گنج روان آپ کا نام پڑگیا - کہتے ہین ایک روز شکار کرنے کرتے - حاکم وقت کا گزر شیخ کی عبادت گاہ کی طرف ہوا - وہان پہاڑی بکرہ کو شیر کے پیچہے پیچہے پہرتا ہوا دیکہا - اُسی وقت دل مین ٹہان لی - کہ یہان پر ایک شہر آباد اور قلعہ تعمیر ہونا چاہیے - لیکن جب قلعہ کی

دیوار پوری ہونے کو آتی تھی۔ کالپ نام ایک جن اُس کو گرا دیتا تھا۔ اس کام کے انتظام کے واسطے حاکم مذکور نے شیخ کے دیدار کے لئے نیازمندانہ رجوع کیا۔ آپ اندرونی سبب سمجھ گئے۔ ایک اینٹ اپنے ہاتھ سے دیوار مین لگا دی۔ اور محمد آباد نام رکھا۔ اور ہندیون کے نزدیک یہ بات ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا بیابان کالپ جن کی رہنے کی جگہ ہے۔ لفظ کالپی کے ساتھ مشہور ہو گیا ہے۔ کہتے ہین۔ بادشاہ وقت یا دوسرے ذی استطاعت لوگ نقد۔ جنس۔ دیہ یلیاغ غرض جو کچھ بھی شیخ کے حضور مین پیش کرتے تھے۔ قبول نہین ہوتا تھا۔ اس سبب سے متعلقین تکلیف پاتے تھے۔ ایک روز آپنے متعلقین کو غیر صابر دیکھکر فرمایا۔ کہ تم لوگون کی قوت کے واسطے آب جمنا سے ہم کسی قدر زمین لیتے ہین۔ جو لوگون کا احسان نہ ہوتے ہوئے خاص روزی رسان کے خزانہ سے ملے گی پس جمنا کو ایک دفعہ اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ فرمایا۔ اس کنارہ سے چند جریب زمین ہمارے فرمان برداروں کے لئے چھوڑ دے۔ اور پانی کا راستہ اوپر سے کرے۔ اِن دونون دفعہ حکم کی تعمیل نہین ہوئی۔ تیسری دفعہ عصا ہاتھ مین لیکر غصہ سے پانی پر مارا۔ فوراً پانی نے ہٹ کر موضع بہلا سے کجی کے ساتھ بہنا شروع کیا۔ اور اکم وبیش تین سو جریب زمین پانی مین سے نکل آئی۔ کہتے ہین۔ اُسی زمین مین شیخ کی۔ اور شیخ کی تمام نسل والون کی کھیتی۔ گھر۔ باغ۔ اور خوابگاہ آج تک ہے۔ مصرع بادا نثار در سلامت اردی برو۔

یاد شیخ کمال الدین حسین

آپ خالد کے فرزند ہین۔ جو اجمیری ناگوری تھے قدس سرھما کمال دانش وبینش تھی۔ آپنے شیخ ابراہیم قدس سرہ کی خدمت سے ظاہری اور باطنی کمالات تحصیل کرکے۔ خرقہ خلافت لیا تھا شیخ ابراہیم شیخ عبدالعزیز ناگوری کے خلیفہ ہین شیخ عبدالعزیز شیخ فریدالدین ناگوری کے خلیفہ ہین۔ اور شیخ فریدالدین ناگوری شیخ حمیدالدین سوالی کی بزرگ اولاد اور خلفا مین سے ہین۔ قدس اسرارہم بعض کا کہنا یہ ہے۔ کہ خالد۔ خواجہ بزرگ معین الدین کی نسل سے ہین قدس سرہ۔ تفسیر نور النبی جو بہت سے نکات اور وجوہ تفاسیر کو جامع ہے۔ اور اصول الانوار درباب تذکرہ ابرار یہ دونون کتابین آپ کی ہی تصنیف ہین۔ اصول الانوار مین خانوادہ چشت کے مشائخ کے حالات اور نسبون کا حال اصول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن آپنے اپنے حالات کے بارہ مین صرف اتنا لکھا ہے کہ خالد کا بیٹا۔ مریدان معینیہ مین کمترین مرید ہے۔ اور اپنی نسب کے متعلق قطعی کوئی بات نہین لکھی۔ مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے۔ مینے اجمیر مین شیخ عبدالقادر ابن شیخ ابوالفتح کی ملازمت حاصل کی تھی۔ جو خواجہ معروف ابن شیخ حسین خالد کے پوتے ہین۔ اور نیز مینے آپ سے تحقیق نسب بھی کی تھی۔ فرمایا۔ کہ ہمارے بڑے پانچ پانچ واسطہ

سے شیخ حمید الدین سوالی کو پہونچتے ہیں قدس اسرارہم ۔مصرع ہم نسب وہم حسب ہر دو حجاب دل ست۔

یاد سید حامد حسنی چشتی

آپ سید حسین نہروالہ کے برادرزادہ (بھتیجہ) ہیں محبت ۔معرفت ۔عشق اور آگاہی کے دریا تھے ۔ نوعمر لڑکے آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے ۔اور انہیں سے ایک لڑکے کی طرف میلان خاطر بھی تھا ۔آپنے کبوتر اُس لڑکے کے سپرد کر دیا تھا ۔کہ وہ ہمیشہ ہاتھ میں رکھے ۔غرض اس سے یہ تھی کہ کبوتر کا نظاہر دیکھنا ۔مطلوب کا جمال دیکھنے کے واسطے بہانہ ہو ۔ اور نظر بازی کو علی الاعلان شہرت نہ ہو ۔ ایک روز کسی عرس میں آپ تشریف لئے جاتے تھے منظور نظر کو کہا ۔اگر مجکو ایسی بے ہوشی لاحق ہو ۔جس سے نماز غارت ہوتی ہو ۔تو آگاہ کر دینا ۔جب مجلس سماع میں پہونچے ۔ تو ایک گانون والہ کو فرمایا ۔کہ کوئی قصہ عشق کا بیان کر ۔مجبوراً اُس نے بیان کرنا شروع کیا ۔

ہمارے گانون میں ایک کمہار تھا جس کو اپنی عورت کے ساتھ عشق تھا ۔ اُس کے بدون کسی وقت نہیں رہتا تھا ۔ اور نہ بدون اُس کے کہیں جاتا تھا ۔اتفاقاً وہ عورت ایسی بیمار ہوئی ۔ کہ بہت عرصہ تک بیمار ہی چلی گئی ۔ اُس عورت نے ایک روز از راہ مہربانی اپنے شوہر سے کہا ۔میری خوشی یہ ہے ۔ کہ آپ دوسرا عقد کر لیوین ۔ مرد نے انکار کیا ۔اسی قسم کی گفت وشنید اس درجہ تک بڑہی ۔ کہ آخر کار مرد نے دوسری عورت کر لی ۔ اور شہوت پرستی سے اُسپر عاشق ہو گیا ۔پہر یہان تک نوبت پہونچی ۔ کہ پہلی عورت سے کبھی ہم بستر نہین ہوتا تھا ۔ اس عرصہ مین گہر مین آگ لگی مرد اپنی نئی عورت کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آیا ۔ اور قدیمہ عورت کو بدستور حالت بیماری مین زمین پر پڑا ہوا چہوڑا اور پکار کر کہا ۔گدہا جو گہر مین بندہا ہے ۔ اس کی رسی کہول دے ۔ اور باہر چلی آ ۔ وہ عورت جفائے شوہر کا بہانہ تلاش کرتی ہی تہی ۔ فوراً فرمان شوہر سنتے ہی اُٹھ کہڑی ہوئی ۔ اور افتان خیزان گدہے کے پاس گئی ۔ کہ اُس کی رسی کہولے ۔ یکایک وہان آگ کی لپٹ لگی ۔ اور اُس نے جلا کر راکھ کر دیا ۔

یہ قصہ گانون والہ سے سنکر سید کے دل مین سخت شورش اور سوزش پیدا ہوئی ۔ فرمایا ۔ انسان کو فرمان برداری مین کمہار کی عورت سے کم نہین ہونا چاہیے ۔ اسکے بعد یہ بیت پڑہی ۔بیت

جہان در چشم مجنون بود از ویرانہ ست	درین ویرانہ نتوان بود از دیوانہ یکسترا

وجد کی حالت طاری ہوئی - ملک شیر مشائخ کا بیان ہے - کہ اندرونی حرارت سے سید کے بدن مین ہڈیان پانی ہوگئی تھین - نماز عصر کا وقت ہوا تو اُس منظور نظر نے عرض کیا - کہ نماز کا وقت جاتا ہے - آپ ہوش مین آئے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑہی - اور سلام کے ہمراہ زندگی کا سرمایہ بہی - الٰہی وصال کی بارگاہ مین بہیج دیا -
مصرع جان او مسند نشین پیشگاہ وصل باد -

یاد شیخ نور الدین احمد منڈوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس سرہما سلاطین خلجی کے عہد مین پٹن ملتان سے مالوہ کی طرف آئے تہے - شہر منڈو (مانڈو) کے کوہستان مین ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوئے - اور نا ہنجار نفس کے ساتھ لڑائی ٹہان کر فتح حاصل کی - یہان تک آپ کا استغراق بڑہ گیا تھا - کہ سُکر کی حالت سے ہوش کی حالت مین کمتر آیا کرتے تہے - حتیٰ کہ وحشی اور پرند جانور ہمیشہ آپ کے گرداگرد جمع رہتے تہے - اور آپ کو اِن بیابانی جانورون کے ہونے یا نہونے سے قطعی خبر نہین ہوتی تہی - چونکہ ایزدی نگہبانی آپ کی حافظ تہی - اسواسطے آپ کو درندون سے کچھہ آزار نہین پہونچتا تھا - آپ کے زمانہ ہوش کی باتون مین سے یہ باتین بہی ہین - جس کسی کو حق کے ساتھہ آرام ملتا ہے - تمام وحشی اُس کے رام ہوجاتے ہین مصرع جان او با مہر جانان رام باد - آپ کی خوابگاہ منڈو (ماڈو) مین ہے -

یاد شیخ داؤد اساولی

آپ سید برہان الدین قطب عالم بخاری سے مرید ہین - اللہ جل شانہ کی ہستی - اور مخلوق کی نیستی سے ہمیشہ باخبر تہے - کہتے ہین - ذکر کرنے کے وقت جب آپ لا الہ کہتے تہے - تو دیکھنے والون کو جاسوسی نگاہ کرنے پر بہی آپکے عنصری جسم سے سوا پیراہن کے کچھہ معلوم نہین ہوتا تھا - پہر جب الا اللہ کا نعرہ مارتے تہے تو مکان کا اندرونی حصہ آپ کے عنصری کالبد اور اُسکے اقطار ثلثہ پر تنگ نظر آیا کرتا تھا - آٹھوین ذی حجہ کو دنیا سے کوچ کر کے حقیقی دیدار کا احرام باندہا - اور اپنے پیر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین آرام فرمایا بیت -

اے خوش آن یادت کہ از خویشم فراموشی دہد	دل بدانش پسپر و لب را بہ خاموشی دہد

یاد شاہ ابدال

آپ عرب کے ملک سے دریاے اعظم کی سیر کرتے ہوئے - آچہے بندر کے راستہ سے صوبہ کو بنگالہ مین آئے تہے - وہان کے حاکم حسین شاہ نے اپنی لڑکی کا آپ کے ساتھہ عقد کردیا - اُس لڑکی کے ساتھ ایک

کنیز بھی تھی - جو حسن خدمت کی وجہ سے آپکے دل مین گھر رکھتی تھی - ملکہ کنیز کے ساتھہ اس قسم کی یک جہتی دیکھکر ہمیشہ غیرت کیا کرتی تھی - اور فرصت کی تلاش مین تھی - ایک روز شاہ ابدال بغرض تفریح - اپنے دوستون کے ساتھہ گھر سے صحرا کو گئے تھے - ملکہ نے اِس موقع کو غنیمت جان کر کنیز کو مار ڈالا - اور اُس کی لاش ایک گھڑے مین بھرکر دریا مین بہادی اتفاق سے آپ سیر کنان دریا کے کنارہ جا پہونچے - وہان آپ کی زبان پر یہ بات آئی کہ دریا سے میری ریحانہ کی خوشبو آتی ہے - چارون طرف نگاہ دوڑائی - ایک گھڑا نظر آیا - تیراک لوگ وہ گھڑا نکال لائے دیکھا - تو اُس مین آپ کی منظورہ کا جسم تھا - یہ دل آشوب واقعہ دیکھکر آپ کے دل مین بہت کچھہ شورش اور وجد پیدا ہوا - ناچار مقتولہ کو سپرد خاک کیا - اور خانہ خدا کا عزم مصمم کر کے صحرا کا راستہ لیا - سرگردان اور پریشان رنت ھنبور[1] کی زمین مین پہونچے - یہان پر ایک مستحکم قلعہ اور ایک بلند پہاڑ ہے - دار الخلافۃ آگرہ سے مالوہ کی طرف پانچ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے - آپنے زمانہ جدائی اسی جگہہ بسر کیا - جب فرمان وصال پہونچا - تو یہین خوابگاہ اختیار کی مصرع خدا دارد بہ مطلوبش ہم آغوش -

پادشاہ نعمان

آپ کی قبر قلعہ آسیر کے تخت مین ہے جو خاندیسی سلاطین کا تخت گاہ ہے - آپ حافظ کے بیٹے - حافظ نور الدین کے بیٹے نور الدین شرف الدین کے بیٹے - اور شرف الدین شیخ محمد زاہد کے بیٹے تھے - جنکی قبر دہلی مین ہے - اور زمانہ سابق دشت قبچاق سے ہند مین آئے تھے - شاہ نعمان نے رحلت غرہ ربیع الاول کو فرمائی ہے - لہذا پہلی تاریخ سے لیکر پانچوین تاریخ تک عرس ہوتا ہے اور ملک کے چارون طرف سے ہر ایک قسم کے آدمی اپنے کنبہ وقبیلہ کو ہمراہ لیکر عرس مین آتے ہین - اور برہان پور ایک بڑا شہر یہان سے پانچ کوس پر ہے - برہان پور کے باشندے چھوٹے بڑے - عورت مرد - نیک وبد - بوڑھے اور جوان - مومن اور کافر - غرض کہ سب اپنے گھرون کے دروازون پر قفل لگا دیتے ہین - اور اس مقام مین پہونچکر یہ پانچ روز سیر وسرور مین گزارتے ہین - انواع واقسام کی نذرین اور نیازین چڑہتی ہین - ہزارون مشتاق باہم اپنی دیرینہ آرزوؤن مین کامیاب ہوتے ہین - بہت سے آزاد مزاج - عنبرین جال کے پیچ در پیچ پھندے مین پھنس جاتے ہین - بہت سے لوگ سامان کی خرید وفروخت کر کے اصل سے کئی حصہ زیادہ نفع اُٹھاتے ہین راقم نے دو دفعہ اس تماشا گاہ مین جا کر ہر قسم کے آدمیون مین گھُس

[1] اس نام کے دو مواضع ہین - ایک بضلع شاہجہانپور مالوہ ہے - مگر اس موضع مین قلعہ اور پہاڑ نہین ہے - اور آگرہ سے تقریبا ڈیڑہ سو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - دوسرا موضع آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ہے - یہان البتہ دیکھنے والے قلعہ اور پہاڑ ضرور بیان کرتے ہین - اور یہ موضع آگرہ سے تقریبا پانچ ہی منزل دور بھی ہے ۱۲ -

پوشہ کرکے حظ اٹھایا ہے۔ بیت

ہم ہمان عاشق و معشوق دمکار	زہے سو صد متاع و صد خریدار

کہتے ہین شیخ نعمان شیخ محمد ضیا کے مرید ہین۔ اور شیخ محمد ضیا کے رہنمائے طریقت۔ سید نظام الدین ہین۔ جو شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ تھے۔ اور سید نظام الدین کا مرقد مونگی پٹن دکن مین ہے۔ یہ ایک شہر ہے دریائے بان گنگا کے کنارہ پر۔ جہان مورتی پوجن والون کی بڑی پرستش گاہ (مندر) ہے اور یہان کے کپڑا بننے والے مندیل اور کمربند ایسے عمدہ بنتے ہین۔ جو دوسرے اچھے اچھے شہرون مین بھی یہان کے سوا نایاب ہین۔

یادشاہ عبداللہ

آپ شاہ یوسف بھائی قریشی کے بیٹے تھے۔ قدس سرہما۔ سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین ملتان سے آکر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی۔ سلطان بہلول نے آپ کو اپنا داماد بنالیا۔ بزرگی کے آثار اور ولایت کی علامتین۔ بہت سی آپ کے افعال سے اور آپ کی پیشانی سے عیان تھین۔ بائیسوین صفر کے روز جہان مجازی کو رخصت کیا۔ آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین جو تھے یہ سلطان کی لڑکی سے تھے اور اخیر مین دہلی کے شیخ الاسلام ہوگئے تھے شیخ ابوالفتح جو بمقام دہلی دسوین صدی کے آخر مین نصف حصہ مین مرجع صغیر و کبیر ہوگئے ہین شیخ الاسلام ابن عبداللہ کے فرزند تھے۔

یادشاہ نعمت اللہ چشتی

سلطان سکندر لودہی کی اکثر فوج آپ کی معتقد تھی۔ اور سردار فوج بھی آپ کے ساتھ مریدانہ سلوک کیا کرتا تھا۔ القصہ آپ کی پیری اور بزرگی کا یہان تک شہرہ ہوا تھا۔ کہ سنتے سنتے اہل زمانہ کے کان بھر گئے تھے آپ کی قبر دار السلطنۃ آگرہ مین ہے۔

یادشیخ تاج الدین محمد دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کی اولاد کبار مین سے ہین۔ باطن مین مخدوم۔ ظاہر مین خادم۔ دل سے آزاد۔ اور تن سے بندہ ہونا۔ یہ آپ کی عادت تھی شیخ نظام الاولیا کے روضہ مین اکثر خانقاہ نشین رہتے ہین۔ اُن کی خدمات اور اُن کے کامون کی دیکھ بھال۔ دہلی مین آپکے آباو اجداد کے تعلق تھی۔ آج کل آپکے فرزندون سے ان خدمات کا تعلق ہے۔ اُن کے نام شیخ زکریا۔ اور شیخ علاءالدین ہین۔

یاد میر ابوالنجیب شاہ طیب

آپ کو ظاہری و باطنی روشنی - اور کشف و عرفان کی سعادت حاصل تھی - اور ان امور مین آپ کافی طور پر کامیاب تھے - ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے - دنیا جمع کرنے والون کے سامنے احتیاج نہین لیجاتے تھے - آپکے اقوال اور افعال سے عجیب عجیب چیزین اہل زمانہ دیکھتے تھے - آپ کی طرز معاشرت سے کرامات کی خوشبو لوگون کو آیا کرتی تھی - آپ کے فرزند سلطان موحد نے پدر بزرگوار کی راہ و روش مین - اپنی پسندیدہ رفتار سے اور زیادہ رونق دیدی تھی - اور اہل طریقت کی شاہراہ پر چلتے تھے - کہتے ہین - ایک روز مولانا غیاث الدین احمد سلطان کی ملاقات کو آئے - جب آپ کی صحبت سے باہر نکلے تو فرمایا - لوگو - دیکھو تو سہی - اس خداشناس نے بظاہر اس جہان مین - اور از روے معنی اُس عالم مین کیسا تماشہ کا بازار گرم کر رکھا ہی **مصرع** تن بصحبت دل بخلوت کار ماست

یاد مولانا شمس الدین رحمہ اللہ

آپ اپنے زمانہ کے بزرگون مین سے تھے - روز بلوغ سے لب گور تک اپنی ہمت سے غیر کار آمد وقت کو ہاتھ تک نہین لگایا - اور افعال کے اعتبار سے بیہودگی کے ساتھ آدھا قدم بھی نہین اُٹھایا - ایک روز کا ذکر ہے آپنے ایک مرید کو نصیحت کے طور پر فرمایا تھا - جو دعوت اور جو مجلس تمہارے بدون فراہم ہو سکے - اور شائستگی کے ساتھ انجام کو پہونچ جاوے - وہان تم نہ جانا - کیونکہ ایسے موقع پر جانا بیہودہ بات اور لوگون کے واسطے جگہہ تنگ کرنا ہے **مصرع** انگشت آز در نمک ہیچ خوان مزن -

یاد مولانا زین الدین تائبادی

آپ نے ابواب سلوک کی کشائش - سنت اور کتاب کی پیروی سے کی تھی - اور نیز اس ذریعہ سے طریقت کی گھاٹیان بھی طے فرمائی تھین - آپ بزرگان عہد کے سرگروہ - اور سالکان تحقیق کے سردار تھے - ظاہری بیعت اور عرفی نسبت ذریعہ خلافت کسی سلسلہ کے پیرون سے نہ تھی - خواجہ بزرگ کے روحانی فیض سے اویسی شان آپ کے حالات سے نمایان تھی جب آپنے سفر حجاز کیا تھا - تو بارہا سے اولیا کا ساتھ ہو گیا تھا - جب تقلید پرستون کو نصیحت کرنا منظور ہوتا تھا - تو اس طرح پر راز دار بنایا کرتے تھے - کہ زبان حال سے بیان کیا جاوے - اور خاموشی کا فائدہ اور لسانی کا نقصان جتایا کرتے تھے - **قطعہ**

سر حق آن را سزد آموختن	کو زگفتن لب تواند دوختن
ہر کرا اسرار کار آموختند	مہر کردند و دہانش دوختند

یادھاجی شیخ سلیمان بنی اسرائیل

آپ کو باحقیقت درویشون کے مقامات حاصل تھے - اور طریقیت شناس سالکون کے حالات سے پوری واقفیت تھی - آپ کے زمانہ مین اُس شہر کے اندر کوئی شخص آپ کا مقابل نہ تھا - آپ کی زادبوم لاہور ہے - خانہ کعبہ (خدا کرے خداشناس دِلون کی طرح آباد رہے -) سات بار اس کے طواف کا عزم کر کے لاہور سے کبھی پیادہ اور کبھی سوار روانہ ہوئے - اور ارکان حج بجالائے - گروہ گکھر جس کے آدمی شمار کے اعتبار سے ایک جہان کی برابر ہین آپ کے باعقیدت مرید اور دوست تھے - اور اپنے مال مین سے ہر سال ایک معین حصہ آپ کی نذر کرتے رہتے تھے - آج تک بھی کہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ ہے - اپنے پیر کے فرزندون کو وہ حصہ پہونچاتے رہتے ہین - آپ کو خرقہ خلافت شیخ صدرالدین حلیم کی خدمت سے تھا شیخ صدرالدین کو اپنے پدر بزرگوار شیخ عمادالدین اسمٰعیل سے شیخ عمادالدین اسمٰعیل کو - اپنے والد ماجد شیخ رکن الدین الشہید یہ کلانور سے شیخ رکن الدین کو اپنے عم مکرم شیخ صدرالدین حاجی سے شیخ صدرالدین حاجی کو - اپنے عم مکرم شیخ رکن الدین ابوالفتح فیض اللہ سے - شیخ رکن الدین ابوالفتح کو - اپنے پدر بزرگوار شیخ صدرالدین ابوالمعالم محمد سے - اور شیخ صدرالدین ابوالمعالم کو - اپنے والد عزیز شیخ بہاءالدین زکریا سے تھا - **قدس اللہ ارواحہم و تتمۃ السلسلۃ مذکورۃ فی الکتاب** خلاصہ کلام یہ ہے - جب آپ ظاہری زندگانی چھوڑ کر آنجہانی ملک کو کوچ فرما گئے - تو آپ کے لائق فرزند شیخ عبدالشکور آپ کی جگہہ مسند نشین ہوئے شیخ عبدالشکور خداشناسون کی متعدد نیک خصلتون سے آراستہ تھے - جب شیخ عبدالشکور نے بھی عالم خاک سے جان پاک کی ولایت کو معاودت فرمائی تو ان کے فرزند ارجمند شیخ عبدالمجید نے علم درویشی کھڑا کیا - اور سجادہ ولایت بچھایا - شیخ منور عالم انہین کے بیٹے ہین - باقی حال اِن کا جداگانہ لکھا جاوے گا -

آخرین ساغر دور نہم صدا زراح روح مزاج این فوائد لب ریز باد

سخن کی عروس - جو انسانی حقیقت کی محو ابہے - مناسب نہین ہے - کہ خاموشی کی کھڑکی کا قفل توڑ کر نفس ناطقہ کے پردہ سے باہر نکل آوے - اور لالعنی لوالہوسون کی صحبت کا ارادہ کر کے - بہائم کی کریہ آواز کی ہمشیرہ بنے **بیت** -

دعاب از تو بہ گر نہ گوئی صواب	منطق آدمی بہتر ست از دواب

۵۱ باقی سلسلہ کتابون مین مذکور ہے ۱۲-

پس سب سے زیادہ بہتر یہ ہے - کہ بیان کی پردہ نشین جمیلہ ہمیشہ کے واسطے - آفریدگار ذوالجلال - اور منعم متعال کی یاد اور سپاس مین ہمدم اور محرم بن جاوے - اگر اسقدر پردہ نشینی اور گوشہ گزینی اُس کو میسر نہو - تو اُس وقت بہتر یہ ہے - کہ اصحاب ولایت - اور ارباب ہدایت کے حالات اور اوصاف کا لباس - عبرت کا زیور - اور حکمت کے جواہرات پہنکر معارف کے بیان کرنے مین - اپنے جمال باکمال کی آرایش دکھادے - ان دو امرون کو چھوڑکر مذکورہ بالا جمیلہ کے لیے کوئی مہربان محرم - اور حسن افزا خلعت نہین ہے -

وہ بندہ کمال سعادت مند ہے (۱) جس کی زبان اور لب کو کسی مسخرہ کا پنجہ - اور کسی بیہودہ کا ہاتھ کوئی مضرت نہ پہونچاوے - (۲) نیز جو اپنے قیمتی انفاس کے جواہرات کا پاس کرکے - حق کے ذکر مین - اور اہل حق کی یاد مین - زبان ولب کو مصروف رکھے (۳) نیز جو قوت واہمہ اور قوت متخیلہ کی نگہبانی عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعہ سے اس طرح کرے کہ ناجی مذہب اسلامیہ کے بزرگون پر - اور اُن کے کسی حال پر وسوسہ اور انکار کے لیے - ان دونون محل (واہمہ اور متخیلہ) مین راہ نہ ملے (۴) اور نیز جو اہل باطن کے معاملات کی اودھیڑبُن ظاہر پرست عقل کے آلات سے نہ کرے - کیونکہ یہ مسلک عقول اور نفوس کے مدارج سے پرے ہے -

صحیح بے لوث بات یہ ہے - خدا تعالی ایسا کرے - کہ ظاہر بینی اور نکتہ چینی کا خان ومان ہی تباہ ہوجاوے - جو کوتہ نظر خرد کا آباد کیا ہوا ہے - تاکہ پیر آیندہ ہر خرق عادت کے نقد کو - اپنی مالوفات اور عادات کی کسوٹی پر نہ پرکھنے پاوے - کیونکہ دشوار نما کرامت کی صحت کو عقل کی ترازو سے تولنا - گویا ایسا ہے کہ شباب کو پہونچے ہوئے بالغ کے حال کا قیاس - کوئی نارسا لڑکا - اپنی حالت پر کرے - هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[۱] اور نیز خداوند تعالی ایسا کرے - کہ اعتقاد کا ساز وسامان اور تسلیم کے محلات - خرابی اور تباہی سے محفوظ رہین - جو ایمان بالغیب کے آباد کیے ہوئے ہین -

(۱) کہ جس سے حق شناسون کی عجیب وغریب باتون کی تمیز کرنے مین تامل پاس تک نہ آنے پاوے - تاکہ جو چیز عقل کی تیلیسی ترازو پر کامل الوزن اُترے - اُس کو اعتقاد اور تسلیم - تصدیق کرکے اپنی جیب مین ڈال لیوین (۲) نیز جس سے اولیاء اللہ کی کرامات اور اُن کے تشخیص کرنے مین فکر پاس پھٹکنے نہ پاوے - تاکہ جو شے قوای مدرکہ کے سانچہ مین نہ ڈہل سکے - اُس شے سے اعتقاد اور تسلیم قطعی منکر ہوجاوین اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِينَ[۲] بلکہ اُس سعادت مند بندہ کو چاہیے - کہ جو اصحاب ہوشیاری کے

[۱] کہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوسکتے ہین ۱۲ [۲] مین اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون - کہ نادانون کی سی م

سالتہ بلغ توحید کی گلگشت کر رہے ہین جن کا قدم شریعت کی صراط مستقیم پر مضبوطی کے ساتھ جما ہوا ہے۔ اور نیز جو لوگ شکنجۂ ہوس سے نکل کر مرفوع القلم ہو گئے ہین۔ جن کے حالات کا صفحہ۔ شرعی تکلیفات کی رقم سے بالکل سادہ ہے ان لوگون سے جو عجیب و غریب بات دیکھے یا سنے۔ سب کو راست سمجھکر۔ ایزد مطلق کی قدرتی ترازو مین وزن کرے۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ[۱] کو اپنے عقیدت کے نگینہ پر کندہ کر رکھے۔ فَالْقَلِیْلُ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ[۲] ان اللہ علی کل شیٔ قدیر یعترفون بانہ قادر علی خلق العجائب التی ھی خلاف العادۃ الجاریۃ ویسلمون ما اظھرہ علی ایدی عبادہ من الخوارق ویقولون انہ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔

اللہ جل شانہ کا شکر و احسان ہے۔ اگرچہ مین کوئی کام نہین بنا سکا۔ اور نیز کسی جگہ نہین پہونچ سکا ہون مین۔ بیت

ازچہ کیشم کس نمی داند مرا	آنکہ منم
	ہرچہ ہستم آشکارم ہیچ پنہان نیستم

بلکہ وہم اس درجہ بڑھ گیا ہے۔ کہ اپنے تئین اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا[۳] کے گروہ مین شمار کرتا ہون۔ لیکن شصت سالہ زمانہ زندگی اس طرح سے گذرا ہے۔ اولین پانچ برس نادانی مین نکلے۔ اس کے بعد سات برس مکتب کے اندر قرآن خوانی مین بسر ہوئے۔ اور اسکے بعد کچھ اوپر تیس سال ظاہری و رسمی علوم کی تحصیل مین۔ اور نیز شطاریہ مشرب وغیرہ کے ذی ہمت اصحاب کی ملازمت سے فیض پانے مین صرف ہوئے قدسنا اللہ باسرارہم جب دل مشائخ علیہم الرحمۃ کے اسرار حقائق۔ اطوار۔ اور حالات اچھی طرح سے بھر گئے۔ تو زبان کو میدان جشر بنا کر جو خیالات۔ اندرونی خطیون مین سوئے ہوئے تھے۔ سب کو بیدار کیا۔ اُس وقت کم و بیش سات سال اس طرح گذرے۔ کہ ہر ایک ملک کے مشائخ کے حالات سفر و سیاحت کے ذریعہ سے فراہم کیے۔ اور نیز اہل اسلام با دیانت ثقہ لوگون سے خط و کتابت کر کے بہم پہونچائے۔ تین سال کے اندر عبارت آرائی کی۔ اور اس کی ترتیب دی۔ اور ایک سال مسودہ کے صاف

[۱] اور اللہ اپنے ارادہ پر قادر ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں ۱۲۔ [۲] جو تھوڑے سے لوگ یہ جانتے ہین۔ کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ اعتراف کرتے ہین۔ کہ اللہ اُن عجائبات کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جو عادت جاریہ کے بخلاف ہین۔ اور وہ لوگ یہ بھی تسلیم کرتے ہین۔ کہ اُسنے خرق عادت کی قوت اپنے بندون کے ہاتھون مین رکھی ہے۔ اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہین۔ کہ اے مخاطب یہ خرق عادت تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ بس تم شک کرنے والون مین شامل نہ ہو جانا ۱۲۔ [۳] جن لوگون کی کوشش دنیاوی زندگی کی کوشش گئی گذری ہوئی۔ اور وہ یہی خیال کرتے ہین کہ وہ اچھا کام کر رہے ہین ۱۲

کرنے مین صرف ہوا۔ اور اسی ایک سال کے اندر دو گوہر صدف برخورداری۔ نیرین آسمان سخن گزاری عبدالاول اور حسن محمد کی امداد سے زاد ھما اللہ علماً و عمراً مذکورہ بالا حالات صحت اور ترتیب سے مکمل ہو گئے الحمد للہ۔ کہ اللہ تعالی حضور مشائخ کی برکات سے جنہون نے فقیر کی استدعا قبول فرما کر قیل وقال کے دستارخوان پر ان ادوار اربعہ (چار صدی) کے دائرون مین تشریف ارزانی فرمائی ہے۔ اِن دونون امیدوارون کو اپنے اسم الحفیظ کے سایہ عنایت مین محفوظ رکھکر دونون جہان کے تمتعات سے کامیاب فرماوے۔ آمین اور اس گمنام سرگردان کی باقی ماندہ عمر بھی اپنی یاد مین گزارے۔ بحرمت[۱] المذکورین فی ھذہ النسخۃ المترصدۃ للقبول۔

---

[۱] جن اصحاب کے حالات اِس کتاب مین مذکور ہین جو امیدوار قبول ہے۔ اُن کے طفیل مین ۱۲

ابتدائے چھارمی چمن

اِس چمن مین دسوین صدی کے مفصلۂ ذیل اصحاب کا طریقہ رفتار اور اُن کے حالات کی کیفیت مذکور ہے

(۱) مراتب وجود کی راہ روش پہچاننے والے (۲) آلہی احکام کے پڑہنے والے۔

(۳)۔ رسمی علوم کے عالم۔ (۴) دریائے توحید کے تلاطم مین غوطہ لگانے والے

اے خرد۔ تو یہان سے جا۔ اور غور وخوض کو دریوزہ گرلا۔ دیکھ۔ ہر ایک فرد کی حقیقت حال چشمہ حیات کی بدولت ایسے ثمر کی مانند ہے جس کے اطراف کے نوخیز سبزے ہر ایک کامیاب اور ناکام کی فطرتی نظر مین خدائی اسرار کے ایسے خطوط۔ اور سوٹے موٹے حروف نمودار کرتے ہین۔ جن کے ہر ایک صفحہ کے نیچے سے ایک قرآن[۵۱] لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ کے وصف کو ہمراہ لئے ہوئے نکلتا ہے۔ اور جس کی ہر ایک سطر کے ضمن مین اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ کی باریک حقیقتون سے بہرا ہوا ایک دفتر مخفی ہے۔

یاد شیخ محمد[۵۲] علا بنگالی

آپ شیخ قاضن شطاری کر کے مشہور ہین۔ اور شاہ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہین۔ ریاضت ومجاہدہ اور مراقبہ ومشاہدہ مین آپ کو کمال حاصل تہا۔ انسانی کمالات اور وجدانی حالات آپ کی ذات مین عیان تھے علمائے باللہ مین سرگروہ۔ اور سالکان سیر فی اللہ مین آپ سردار تھے۔ نوین صدی کے اولین نصف حصہ مین جب شاہ عبداللہ شطاری ہندوستان مین آئے۔ تو گزر بنگالہ کی طرف بہی ہوا۔ اور مشائخ بنگالہ کے پاس

---

[۵۱] کوئی رطب اور کوئی یابس ایسا نہین ہے۔ جو واضح کتاب مین نہو [۵۲] مجکو جامع کلمہ عطا کئے گئے ہین ۱۲

کہلا بھیجا- کہ ایران و توران سے ایک درویش آیا ہے- وہ کہتا ہے- خواہ خلوت میں خواہ انجمن میں- جس کسی کو جس صورت میں آسان معلوم ہو ملاقات کرے- اور کلام توحید کی معلومات باہم بیان کی جائے- جس جانب میں کمی ہو- وہ جانب زیادہ والی جانب سے فائدہ اُٹھا کر کمال حاصل کرے- شاید اس طریقہ سے آہستہ آہستہ اُس کمال کے میدان میں پہونچنا نصیب ہو- جو اُس کے نام ہے- جب یہ خبر شیخ محمد علا کو پہونچی- تو اعتراض آمیز جواب دیا- اور مخلصانہ پیش نہین آئے- شاہ نے فرمایا- اخیر مین شیخ محمد علا کی بازگشت اسی فقیر کی طرف ہوگی- یہ بیان کسی قدر شطار اولیا کے ذکر کے سلسلہ مین بھی تحریر ہو چکا ہے-

کہتے ہین- جب شیخ منڈو (ماندو) مین بارادہ ملازمت شاہ آئے- تو شاہ نے التفات نہ فرمایا- ایک تو غربت تھی ہی- یہ شکستہ دل اور اُس سے زیادہ ہوئی- عرض کیا- ہرگاہ کہ پیری- ناتوانی- خواہش- اور غربت اتنی تمام چیزین یکسو ہو کر زبان حال سے رحمت و نوازش کے واسطے گدائی کرین- تو بہر عنایت عامہ کو یہ مناسب نہین ہے- کہ جزا اُس قسم کی دیجاوے- جو جنس عمل مین داخل ہے- بلکہ بہتر یہ ہے- کہ میری گوشۂ تقصیر پر عفو فرمائی جاوے- یہ شکستہ دل کی تقریر سنکر شاہ کے دل سے مہربانی نے جوش کیا- فرمایا- اگر اپنے آبا و اجداد کی رسم- اسم اور سلسلہ چھوڑکر خانوادہ درویش کی آئین اور نام پر اپنے تئین نامزد کرو- تو تمہاری التماس کے ساتھ ساتھ تلقین عمل مین آویگی- بالآخر شیخ نے آپ کا فرمانا قبول کیا- اور بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت باکمال اور تکمیل کے اونچی سیڑھی پر پہونچ گئے- اور باجازت مرشد اپنے وطن کو بازگشت کی-

یاد شیخ رحمتہ اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہٗ کے فرزند- مرید- اور نیز خلیفہ ہین- آپ نہایت عالی مقام پسندیدہ افعال حمیدہ احوال ضمیر شناس- اور باطن سے آگاہ تھے- جب بدر بزرگوار سے گجرات کی اجازت ملی- تو احمد آباد مین جا کر اُس کے ایک کنارہ قیام کیا تھا اور دست دانشمندون نے ہر طرف سے بہ ترک سکونت آکر آپ کی ہمسائی مین حجرہ بنائے- اور صوف پوشون سے خانقاہ آباد ہوئی- اور اس سبب سے وہ کوچہ شیخ پور کے نام سے مشہور ہوا کہتے ہین- جس زمانہ مین فرمان روائی گجرات کی نوبت- سلطان محمد کو پہونچی- تو خطبہ اور سکہ اُس کے نام سے تازہ جاری ہوا- اُسنے بھائیون کا رسم و دفتر ہستی سے مٹانا شروع کیا- زمانہ مدد گار تھا کہ محمود بیچارہ کو دامیسیح[۵۷] (؟)

[۵۷] خانوادۂ قدیم مین سیچوالی نام اُس گاؤن کا ہو جس کو زمانہ حال مین سیچ گاملی کہتے ہین ۱۲- مترجم-

مین ڈالکر دربار سے باہر لے چلے - جلنے کا راستہ شیخ کے ہی کوچہ مین ہوکر تھا - ناگاہ شیخ کی نظر سیجوالی پر پڑی -
ہنس کر فرمایا - آفتاب مٹی سے آلودہ اور آسمان ابر سے پوشیدہ نہین کیا جا سکتا ہے - یہ آواز جو دایہ کے کان مین
پڑی - تو اُس کو خوشی ہوئی - دل مین مضبوطی سے ٹھان لیا - کہ اگر اس شاہزادہ کو تاج شاہنشاہی مل جاویگا - تو
ان بشارت دینے والے درویش کا مرید کرودن گی - آخر کار سلطان محمد کو اجل نے - سلطانی مرتبہ سے اُتار کر نیستی
کے غار مین دھکیل دیا - تو کوس دولت محمود کے نام سے بجنے لگا - اور دایہ نے جو دل مین قرار دیا تھا - وہ بھی ظہور
پذیر ہوا - اب کیا تھا - شیخ کی خانقاہ کو رونق ہی کچھہ اور ہو گئی - یہانتک کہ اس رونق پر بھائی کو رشک آیا آپنے فرمایا
غیرت چھوڑ دو - کیونکہ مین مزدور ہون - اور تم مزدوری لینے والے ہو - چند روز بعد آپنے عنصری صورت ترک کرکے جہان
معنی کو سیرگاہ بنایا - اور کوئی فرزند آپ کا نہین تھا - لہذا ظاہری قبضہ تمام شیخ سعد اللہ - اور شیخ سعد اللہ کے فرزندون
کی طرف منتقل ہوا - اور اس عمل نے آپ کی راست بیانی پر گواہی دی مصرع روح پاکش غریق رحمت باد -

یاد فرزندان شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ

آپکے پانچ بیٹے اور ایک دختر تھی - شیخ سعد اللہ - شیخ رحمۃ اللہ - شیخ حسن سرمست - شیخ نصر اللہ - شیخ شہر اللہ -
بی بی نور ملکہ اولین چار لڑکے پدر بزرگوار کی اجازت سے گجرات کو چلے گئے - پانچوین لڑکے آپ کی ملازمت مین رہے
اولین لڑکے شیخ سعد اللہ کا طریق مثل ولیا تھا - جب انہوں نے اس جہان سے رخصت ہو کر احمد آباد کے شیخ واڑہ
مین ہمیشہ کے واسطے آرام فرمایا - تو ان کے بیٹے شیخ نعمۃ اللہ نے خرقہ خلافت زیب بدن کیا - اور شیخ نعمۃ اللہ
کے بعد - ان کے بیٹے شیخ بدیع اللہ سجادہ نشین ہوئے - جب شیخ بدیع اللہ عالم علوی کو کوچ فرمانے لگے - تو
انہون نے اپنے بیٹے شیخ فرید کو اپنا جانشین کیا - شیخ فرید - نوشتہ تقدیر کے موافق گو ظاہری دولت کے اعتبار سے
رفیع الملکی رتبہ پر پہونچے - لیکن باطنی تجرید یہان تک بڑھی ہوئی تھی - کہ دنیاوی تعلق کو دل مین قطعی راہ نہین ملی
اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہوئی - جب شیخ فرید گزر گئے - تو ایسا کوئی لڑکا نہین تھا - جو آبا سے کرام کی
پیروی ظاہر مین اور باطن مین دونون طرح سے کرتا جو تھے وہ دنیاوی روش تلاش کرنے لگے - پس یہ رونق و شیخی
جاتی رہی - دوسرے لڑکے شیخ رحمۃ اللہ کا حال جداگانہ لکھا جا چکا ہے - تیسرے لڑکے شیخ حسن سرمست دریاے وحدت
مین ڈوبے ہوئے - مجذوب اور محصور تھے - پانچون وقت صرف ہنگام نماز ہوش مین آتے تھے - سلام کے ہمراہ
وہ حالت بیہوشی ہی دعا کہا جاتا تھا - آپ کی قبر بڑودہ مین ہے - اور بڑودہ ایک شہر گجرات کا ہے دریا کے
کنارہ - چوتھے لڑکے شیخ نصر اللہ کا سامان قیام گجرات سے خاندیس مین چلا گیا تھا - جب شیخ نصر اللہ کو آخرین

سفر پیش آیا۔ تو قلعہ آسیر کے تحت مین۔ ان کا جسم گرامی سپرد خاک کر دیا گیا۔ قلعہ آسیر۔ اس صوبہ کے سلاطین کا دار السلطنة ہے۔ شیخ نصر اللہ کے بعد اِن کے بیٹے شیخ عزیز اللہ نے جو ہمنام جد تھے۔ بار خرقہ اپنے کندھے پر اُٹھایا۔ جب شیخ عزیز اللہ نے بھی رحلت فرمائی۔ تو اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ ثانی دنیاوی طلسم مین منہمک ہو گئے تھے۔ لہذا اس ملک مین میر اعظم ہوئے۔ شیخ بدیع اللہ ثانی کے بعد شیخ کریم اللہ نے بڑی دولت کو قایم رکھا۔ شیخ کریم اللہ کے دو بیٹے تھے۔ شیخ رفیع اور شیخ خواجہ۔ دونون کے دونون جوان باپ کی زندگی مین ہی کوچ کر گئے۔ اور ہجری سنہ نوسو ستانوے مین باپ نے بھی عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ اور اپنے سلسلہ کے واسطے آخرین حلقہ یہی ہوئے۔

یاد مولانا محمدؐ تاباد کانی

آپ خوان ادبنی ربی[۱] کے راتبہ خوار۔ اور خرمن وعلمناہ من لدنا علما[۲] کے خوشہ چین تھے شیخ زین الدین محمد خوافی سے بیعت تھے۔ شیخ الاسلام زندہ پیل احمد جام کی تربت سے۔ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی کی خدمت سے۔ اور نیز دیگر مشائخ سلسلہ کی صحبت سے نہایت کامیابی حاصل کی تھی۔ اور بزرگی کے اسباب جس قدر باکمال سالکون کے واسطے درکار ہین۔ یہ سب فراہم کر لئے تھے۔ آپ کے ہی حوالہ سے لوگ کہتے ہین کہ آپ فرماتے تھے۔ پیر کی نسبت ادب ملحوظ رکھتے مین۔ مجھسے دو دفعہ کوتاہی ہوئی ہے۔ اول یہ۔ کہ نماز پڑہنے کے وقت امام کے پانون کے نیچے جانماز نہ تھی۔ اور میرے پانون کے نیچے تھی۔ پیر نے فرمایا۔ اِس جانماز کو ہٹا دو۔ مینے عرض کیا۔ میرے مذہب مین کچھ ہرج نہین ہے مین شافعی المذہب ہون۔ دوسرے یہ۔ کہ ایک روز پیر نے مجکو ایک کام کے واسطے ارشاد فرمایا۔ میرا وضو تھوڑا سا باقی رہا تھا۔ مین اُس کو پورا کر کے تعمیل حکم مین مشغول ہوا۔ اب اس شرمندگی کا علاج مین نہین جانتا۔ کس دروازہ سے تلاش کرون۔ کس سے پوچھون۔ اور کہان پاؤن۔ اس قسم کی حیرت افزا باتین کہہ کر پریشانی اور سرگردانی کے ساتھ زندہ تھے۔ کہتے ہین۔ ایک بار حقائق پناہی (مولانا جامی) آپ کی ملاقات کو گئے۔ حجرہ کے ایک طاق مین دو جلدین رکھی تھین۔ مولانا نے دریافت فرمایا۔ کون کون سی کتابین ہین۔ جواب دیا۔ ایک تو قرآن مجید ہے دوسرا میرا دیوان ہے۔ جو اہل زمانہ کی دست اندازی کے خوف سے بھاگ کر قرآن پاک کی پناہ مین جاگزین ہوا ہے۔ مولانا کی طبیعت یہ دل خوش کن بات سنکر بہت خوش ہوئی۔

---

[۱] مجکو میرے رب نے ادب سکھایا ہے ۱۲ [۲] اللہ ہمنے اُس کو اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ۱۲

یاد شیخ داؤد ابن فیض اللہ قدس سرھما

آپ کی پیدائش شیرگڈہ کی ہے اور شیرگڈہ صوبہ لاہور کا ایک قلعہ ہے - آپنے علمی اور عیانی جملہ کمالات کی تحصیل سید حامد ابن شیخ عبدالرزاق ابن شیخ عبدالقادر حسنی جیلانی سے کی تھی - بعض کہتے ہین ظاہری بیعت سے قبل عمر کا بہت سا حصہ ریاضت مین گزرا تھا - جب مشائخ طریقت کی پیروی پختہ ہوگئی - تو الہام غیبی کے بموجب آپ سید حامد قادری کے مرید ہوئے قدس سرہ اور جب فضیلتین حاصل ہوگئین تو خرقہ خلافت مل گیا - آپ خانوادہ قادریہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین - آپ کا دم موثر تھا - اور نفس مین قوت آئندہ تھی بہت سے قسی القلب سیاہ باطن لوگ آپ کی رہنمائی کی بدولت نفسانیت کے تیرہ و تاریک مکان سے نکل کر روحانی نور آباد مین پہونچ گئے - اور بہت سے سعید استعداد والے اصحاب آپ کی ملازمت مین رہ کر سفلی منازل سے علوی مقامات کو ترقی کر گئے -

ان مین سے ایک آپ کے بھتیجے شیخ ابوالمعالی محمد ابن شیخ رحمۃ اللہ بھی تھے جن کا دل صاف طبیعت موزون - اور فہم رسا تھی شیخ ابوالمعالی کے بہت سے قصیدے اور غزلین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی تعریف مین ہین - رسالہ محمدیہ قادریہ بھی انہین کی تصنیف سے ہے شمائل قادریہ - بہجۃ الاسرار - خلاصۃ المفاخر - اور مفتاح الاخلاص گیلانی - ان کتب سے اقتباس اور انتخاب کرکے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے - اور اس مین اپنے حسن بیان سے سوز و محبت کی چاشنی ملائی ہے جس سے تشنہ کامان صحرائے سلوک مستفید ہوتے ہین -

دوسرے شیخ سیف الدین عبدالوھاب تھے - ان کی عادتین اور ان کے کام جملہ آراستہ اور پیراستہ تھے - واجب اور ممکن کا معاملہ جو مطلق وجود سے تعلق رکھتا ہے - اس کے خیال کے بدون ایک سانس بھی نہین لیتے تھے - اور عدم و وجود سے جس کا سلسلہ ندی کے پانی کی طرح ممکنات پر متواتر پہونچ رہا ہے - ایک لحظہ بھی غفلت نہین کرتے تھے - اور بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ[۵۱] کے گروہ مین سے نہین تھے -

شیخ داؤد ہجری سنہ نوسو بیاسی ہین عنصری خلعت اپنے جسم سے اُتار کر عالم یکتائی کو کوچ فرما گئے - آپ کی قبر آپ کی زاد بوم مین ہے -

---

۵۱ بلکہ یہ جدید پیدائش کے نئے لباس مین ہین ۱۲

یاد شیخ بدھن شطاری جونپوری

آپ شیخ عبداللہ شطاری کی نسل میں سے ہیں شیخ حافظ جونپوری کی خدمت سے جو شیخ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہیں۔ دونوں طرح کے علم حاصل کئے تھے۔ اور دونوں جہان کی سعادت کا سرمایہ تحصیل کر کے بہت کمالات فراہم کئے تھے۔ سلطان سکندر لودہی کے عہد میں رہنمونی۔ حقائق نمائی۔ اور خداشناسی کو فروغ دیا تھا۔ بہت سے طالبوں کو شطاریہ طریقہ تعلیم کیا۔ شیخ عبدالحق دہلوی جو اخبار الاخیار کے مولف۔ اور راقم گلزار کے دوست ہیں۔ ان کے عم مکرم شیخ رزق اللہ نے ذکر کی تلقین آپ سے ہی پائی تھی۔

مصرع
حق رزق اوز مشرب شطار نیز داد

یاد مولانا عبدالرحمن کاردگر

آپ۔ کشف۔ معرفت۔ اور کرامات کے عالم تھے۔ تصوف ناموں کی نکتہ سنجی۔ اور مدارج توحید کی وقیقہ شناسی کو رونق صوفیوں کی محفل میں آپ کے ہی شمول سے ہوا کرتی تھی۔ نیستی کی چھری سے آپ تمام علاقوں کو کاٹ کر حق کے ساتھ مل گئے تھے۔ اور مشائخ وقت کے دریافت سے اور نیز درویشوں کی مصاحبت سے اسباب معرفت اور سرمایہ کمالات بہت کچھ فراہم کرلیا تھا۔

یاد مولانا محمد حرانی[ا]

آپ ایک لا اوبالی درویش۔ اور سرمست فقیر تھے۔ ازلی توفیق کی رہنمائی سے آپ مولانا محمد تاباد کانی کی خدمت میں پہونچے اور مولانا کو اپنا پیر سلوک بنایا جس طرح پر کہ تلقین ہوئی۔ چند چلے کھینچ کر کامیابی حاصل کی اور وطن سے حجاز تک پیادہ پا اور روزہ رکھتے ہوئے جاکر حرمین محترمین کے طواف سے مشرف ہوئے۔

یاد امیر سید علی قوام

آپ۔ سمانہ کے سادات میں سے ہیں۔ خداطلبی کی شورش کا ثمرہ یہ ہوا۔ کہ گھربار سے آوارہ ہو گئے جب شہر جونپور میں پہونچے تو شیخ بہاءالدین جونپوری سے بیعت ہوئے۔ اور ظاہری و باطنی کمالات حاصل کیے۔ آپ کی آمد شد جذبہ اور سلوک کے درمیان میں تھی۔ بعض تذکرہ نویس لکھتے ہیں۔ کہ آپ شطاریہ سلسلہ میں شیخ قاضن شطاری کے مرید ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ آپ کو تمام مشہور خانوادوں سے نسبت صحیح ہے۔ اور تمام بزرگوں سے اپنی استعداد کی بدولت گوناگوں دانش و فیض حاصل کی ہے۔ آپ کسی عین

[ا] حران بجائے محلہ ہے محلہ شہر ہرات العصرون موسوکہ بہ تخت سلیمان ہے ہمانا

لباس کے پابند نہین تے کبھی خرقہ پہنتے تے اور کبھی قبا زیب بدن کرتے تے - آپ کا جذبہ سلوک پر غالب تھا -
زیادہ تر زمانہ سکر مین گزرتا تھا - اور کمتر ہوشیاری مین - مگر ہوشیاری مین بھی عجیب حال ہوتا تھا - جب آپ تجلی کا
تماشا کر کے خوش وقت ہوتے تے - تو اس حالت کے جاتے رہنے سے ندامت ہوتی تی - اور ندامت سے نالۂ حیرت
آسمان تک پہونچاتے تے - القصہ رونے اور سوز وگداز سے ایک لحظہ بھی رہائی نہین ملتی تہی ہجری نو
سو پانچ مین آپ کی جان پاک جسمانی غار سے پانون نکال کر - اعلی عالم ارواح کو کوچ کر گئی - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ سماء الدین دھلوی

آپ شیخ فخر الدین کے بیٹے ہین - بڑے بلند ہمت تے اور ایثار کا درجہ روز افزون ترقی پر تھا - کم کہانے
اور کم بولنے کی - اور سونا قطعی ترک کر دینے کی ہمیشہ کوشش کرتے تے آپکے پدر بزرگوار آپسے بہت خوش تے - اور روزمرہ
علی الصباح آپ کے واسطے برخورداری اور سعادت مندی کی دعا - جناب باری مین کیا کرتے تے - انہین کی دعا کی
برکتون سے شروع آگاہی کے وقت آپ سید راجو کی خدمت مین جا پہونچے - اور سید راجو کی اندرونی و بیرونی توجہ
سے اہل دانش وبینش ہو گئے - جب کاملین ولایت کے کمالات سے آپ سرفراز ہوئے - تو خرقہ خلافت شیخ کبیر الدین
اسمعیل سے ملا - اور جب سفر حجاز کیا - تو احمد آباد مین شیخ احمد کہٹو مغربی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا شیخ
جمالی دہلوی لکہتے ہین جس زمانہ مین شیخ نے رنت ہنبور کے قلعہ کے نیچے گوشہ نشینی اختیار کی تہی - مین آپ کی
خدمت مین کسب سعادت کیا کرتا تھا - ایک روز آپ عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کی مکتوبات پڑہتے تے -
اس درمیان مین فرمایا عین القضاۃ - ایک دفعہ آٹھ جگہہ مدعو کئے گئے تے - چنانچہ ایک ہی وقت مین آپ
آٹھون جگہہ پہونچ گئے - اور اپنے خلوتخانہ کے لوگون کے ساتھہ بھی بدستور حضوری رہی - اس بیان کو
دل کے اندر میری عقل نے بعید سمجھا اُسی روز جب مین اپنے گہر پہونچا - تو شیخ کو اپنی آنکھون سے گہر کے ہر ایک
گوشہ مین کہڑا ہوا دیکھا سمجھہ گیا کہ یہ نمایش شبہ مذکور دور کرنے کے واسطے ہے - فوراً اپنے خیال سے باز آیا - اور
دل مین مضبوطی کے ساتھہ یقین کر لیا - کہ درویشون کو یہ طاقت ہے کہ ایک ہی وقت مین اکتسابی اور مثالی جسمون کے
ساتھہ متعدد مکانون مین نمایان ہو سکتے ہین علماے زمانہ آپکو تمام علوم مین اُستاد وقت شمار کر کے زانوی
استفادہ آپ کے سامنے تہ کرتے تے - اور فرمان روایان عہد جیسے بہلول لودی - اور اُس کے نزدیک والے کیا
خویش و بیگانے - اور کیا امیران اعظم تمام آپ کی آستانہ بوسی کو مریدانہ حاضر آیا کرتے تے - اور جو مال نذر کے
واسطے لاتے تے - قبول نہین ہوتا تہا - اور اسی بے نیازی کے ساتھہ زندگانی آپ کی - خدائی ستایش

اور پرستش مین بسر ہوتی تھی - ہجری سنہ نوسو نوین کوچ فرمایا - قبر دہلی مین ہے -

یاد شیخ جار اللہ مکی

شیخ قطب الدین پنواری[۵] کا بیان ہے - آپ کا حلیہ یہ تھا - ایک پیر تھے نورانی شکل کمر جھکی ہوئی - عمر اسّی سے متجاوز اور ریاضت کی وجہ سے لاغر اور نحیف ہوگئے تھے - حنفی المذہب تھے - اکثر آپ کے درس مین حنفی فقہ پڑہائی جاتی تھی - ایک روز آپ عمرہ لانے کے واسطے پیادہ پا جا رہے تھے - اور رمضان کا مہینا تھا مینے راستہ مین دیکھا - تو کہا - یا شیخ لو تروحت راجلا قال یا اخی ما سمعت ان اجرک علی قدر تعبک

دراح زاد بوم اور خوابگاہ دونون مکہ معظمہ مین ہین - مصرع اجراو باد القائے ذوالجلال -

یاد خواجہ مرتضی تائبادی

آپ ایسے بلند ہمت اور عالی فطرت تھے - کہ نیستی اور بے نوائی مین بھی خوش دل رہتے تھے - مولانا زین الدین تائبادی کی خدمت مین خوشی کا تعلق تھا - کہتے ہین - ایک سال جب کہ آپ کے سلوک کا آغاز ہی تہا - آپنے ملک عراق سے چالیس غلام ترک لیکر مسافرت اختیار کی تھی - تمام غلام خوبی اور عمر کے اعتبار سے زمانہ مین ایک دوسرے کا عکس تھے - جب آپ کی ہمت کو اور زیادہ صعود ہوا - تو تمام کو راہ خدا مین آزاد فرما دیا - اور غلامون کے سوا اور بھی جو کچھ مال تھا - درویشون کے سامنے رکھکر لوٹ کرادی - پھر ایک مدت دراز کے بعد جب تنگی اور سختی نے آگیرا - تو ایک واقفکار شخص نے آپ سے کہا - آپ کا فلان غلام بڑا مالدار ہے - پھر یہ تمام تنگی اور سختی کیون ہے - آپنے اس طور پر جواب دیا - **بیت**

اگر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم	اگرچہ گرد آلود فقرم شرم باد از ہمتم

ہمت کا ہاتھ - قناعت کے دامن سے کبھی پیچھے نہین ہٹایا - اور لالچ کا پنجہ کسی دولتمند کی جیب مین کبھی نہین ڈالا -

یاد بابا حیدر ابدال

آپ تجرید کے میدان مین سبک رفتار - اور تفرید کے گوشہ مین گران بار تھے - یہ چند کلمات - آپ کے متقیانہ اور ناصحانہ بیانات مین سے ہین - یہ کلمات مولانا محمد کنانگر ہبدائی نے آپ کے حوالہ سے بیان کیے ہین (۱) اپنا دہن فرمانبردار کسانون کا پابند کر دینا خواری اور خواہش بڑہاتا ہے - (۲) دل دنیا کی محبت مین پھنسا

[۵] پنواری بیائے فارسی و نون ساکن و واو مفتوح و الف و راء مہملہ مکسورہ و یائے مثناۃ تحتانی ایک قصبہ کا نام ہے سلار کا بیں مین ۱۱ کلا اشیخ

کیونکہ دنیا ایک عروس نما ڈہیا ہے - اُسپر صرف ایک نگاہ کے سوا - دوسری نگاہ ڈالنا مباح نہین ہے - (۳)
جن ضروریات کے سوا چارہ نہین ہے - صرف اُنہین پر اکتفا کرو - کیونکہ جو چیز ایسی ہے - وہ دنیا نہین ہے
(۴) فلک کے سایہ مین مت سوؤ - کیونکہ ایسی خواب دل مین تیرگی پیدا کرتی ہے - (۵) بیہودہ گوئی سے زبان
اور دہن کو قفس بناؤ تاکہ حق کی یاد مین تم اُس کو گلستان بنا سکو - آپ کی باتین اکثر اسی قسم کی ہین - میر فروغی
اشرف نے اپنے تذکرہ کے مسودہ مین لکھی تہین - جب میر فروغی کو ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین عالم علوی سے
فرمان طلب پہونچا - تو بتعمیل فرمان دنیا کے وحشت آباد سے نہایت اشتیاق کے ساتھہ عالم جاوید کو کوچ
کر گئے - اسواسطے مسودہ مذکور بیاض مین نہ آسکا - مین اُس مسودہ کی تلاش مین کوتاہی نہین کرونگا - اور
حاصل ہونا - ثمرہ جست وجو ہی امیدوار ہون کہ بہم پہونچ جاوے گا - اور اصلاح سے درست ہو کر سننے والون
کے واسطے عبرت کا باعث ہوگا -

یاد مولانا روح اللہ

آپ ایسے شیفتہ اور سوختۂ عشق تہے - کہ عرفان اور سنجیدہ اعتقاد آپ کے خمیر مین داخل تہا - آپکے
پیر بیعت اور شیخ ارشاد کا نام کسی بیان کرنے والہ کی زبان سے - اور کسی لکہنے والہ کے قلم کے ذریعہ سے راقم
گلزار کے گوش گزار نہین ہوا ہے - لیکن اس مین شک نہین - کہ آپ کے طبقہ مین جو اصحاب بزرگ نفس
تہے - آپ اُن اصحاب کے بڑے دوستون مین سے تہے - جیسا کہ مولانا زین الدین محمود کمانگر نے فرمایا ہے
ایک روز مینے آپ کی خدمت مین اپنی سیاہی باطن کی شکایت پیش کی - تو آپنے میری دلدہی کے
واسطے دریافت فرمایا محمود - اِس آزاد گروہ کی صحبت مین تم کو ایک تاگہ کی برابر بہی وابستگی ہوتی ہے
یا نہین - مینے کہا جس قدر عبارت مین آسکتا ہے اس سے بہت زیادہ ہے - جواب دیا - تمہاری دائمی
سعادت مندی کا نشان بس اسی قدر کافی ہے - اور ان دو بیتون پر ناصحانہ بیان ختم کیا قطعہ -

مہر پاکان درمیان جان نشان	دل مدہ الا بمہر دل خوشان
کوی نومیدی مرو امیدہاست	سوے تاریکی مشو خورشیدہاست

یاد مولانا معین الدین واعظ ہروی

آپ تصوف اور توحید مین - شاہ قاسم انوار کے قدم پر قدم مارتے تہے - آپ کی پاک طینت مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰ - آپ پیادہ پا کیون جاتے ہین - جواب دیا - بہائی - کیا آپنے یہ نہین سنا - کہ تمہارا اجر تمہاری تکالیف کی مقدار
سے ملیگا - اور چلے گئے ۱۲

حقیقت کی آبدار باتین ضمیر تہین - اور آپ کا باطن فروغ باطن معلوبات کی تجلیات سے منور رہتا - آپ کی نصیحت کی مجلس بیماران شریعت کے واسطے دار الشفا اور آپ کی موحدانہ تقریر طریقت کے مجروح باطنون کے لئے باعث صحت تہی - اولاً آپنے رسمی علم کامل طور پر تحصیل کیا - پہر بہت کچھہ تصنیف اور تالیف بہی فرمایا منجملہ اِن کے سیر النبی تفسیر کامل - اور حدائق الحقائق - سورہ یوسف کی تفسیر - تاویلات کے رنگ مین علمائے زمانہ کے نزدیک مشہور اور معتبر ہے - اور ہر آیۃ کے بیان مین توجیہ اور تاویل کے طور پر - رنگین الفاظ کے ذریعہ سے بہت کچھہ عجیب وغریب معانی ادا کئے ہین - تلک جوذی نگاہ لوگ اہل دل ہین - اُنکا ہوش اور بڑہے - لکہتے ہین - جب مین تفسیر لکہہ رہا تہا - تو بسم اللہ کی بے سے والناس کے سین تک نبی علیہ السلام کا حلیہ اقدس طرفۃ العین کے واسطے بہی ظاہری نگاہ سے دور نہین ہوا - اِس بارہ مین بعض نو آموزانِ علم کا کہنا ہے - کہ ایسا لکہنے سے مراد یہ ہے - کہ لکہنے والا نے سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی اور اُسکے قائم رکہنے مین کمال رعایت مدنظر رکہی ہے - اس تحریر کے بارہ مین راقم کی خاطر فاتر مین - یہ آیا - جس کسی کو یہ بات (اس درجہ پیروی نبوی) حاصل ہوگی - اُس کو وہ حالت فی الحقیقۃ کیون نہ ہوگی - کیونکہ اس کا ثمرہ وہ ہو سکتا ہے -

یاد شیخ بہاء الدین شاہ باجن

آپ ابن حاجی معز الدین ابن علاء الدین - ابن شہاب الدین ابن شیخ ملک - ابن مولانا احمد خطابی مدنی ہین - سہل بن خطاب کی نسل سے - جو امیر المومنین عمر کے بہائی تہے رضی اللہ عنہ آپ کی نشو ونما احمد آباد گجرات اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے - شیخ رحمۃ اللہ ابن شیخ عزیز اللہ متوکل مندوی کے مرید تہے - آپکے جد سادات مولانا احمد مدنی کے حالات لوگ اس طرح بیان کرتے ہین - کہ اولیا مدینہ کے مریدون مین سے تہے - رسمی علوم مین تبحر کامل تہا - علم حدیث کی اکثر مشکلات معاملہ مین صاحب حدیث علیہ السلام سے حل کر لیا کرتے تہے - ہمیشہ آدہی رات کے وقت جب روضہ منورہ کی آستانہ بوسی کے واسطے حاضر ہوا کرتے تہے - تو آپکے واسطے حرم محترم کے دروازے - کشادہ ہو جایا کرتے تہے - یکا یک دل مین سیر و سیاحت کی آرزو پیدا ہوئی - تو اپنے فرزند شیخ ملک کو ہمراہ لیا کچھہ سفر دوست طلبا بہی ساتہہ ہو گئے - اور چل نکلے - عراقین - خراسان - ماوراء النہر - اور سندہ کی سیر کرتے ہوئے - دہلی مین پہونچے - یہان پر آپسے بڑے بڑے لوگ صحبت کرنے لگے - نیز نوشتہ تقدیر دامنگیر ہوا لہذا والی ملک نے کمال عجز و دلداری اور نہایت خواہش کے ساتہہ عروسی جشن ترتیب دیکر شیخ ملک کو اپنا داماد بنایا

چند روز اس شہر مین افادہ واستفادہ کا ہنگامہ - روز افزون ترقی پر رہا - بعدہ بموجب التماس ہمراہیان آپ شیخ ملک کو یہان چھوڑ کر خود مدینہ منورہ کو معاودت فرما گئے - اور وہین کی خاک پاک مین آرام کیا -

اب مین حاجی معزالدین کے کسی قدر حالات بیان کرتا ہون شاہ باجن کے پدر بزرگوار حاجی معزالدین مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے برگزیدہ خلیفہ ہین - ایک سو چالیس سال کی عمر پائی تھی - سات دفعہ حرمین شریفین کی زیارت سے زادھما اللہ شرفاً مشرف ہوئے تھے زاد بوم دہلی ہے - کہتے ہین - آپ کو اپنے بزرگون کا وطن اور دیدار دیکھنے کی تمنا - اور قوم سے ملنے کا شوق بیحد تھا جس نے سفر حجاز پر برانگیختہ کیا چنانچہ انتظام راہ کر کے - جو باتین ضمیر کے اندر مخفی تھین - وہ ظاہر کر دکھائین - سیاحی کے ذریعہ سے خوشی اور فرحت حاصل کر کے پھر اپنے دارالاقامۃ مین چلے آئے - جب گجرات مین پہونچے - تو اس ملک کی خاک نے آپ کے پانون کے ساتھ وَلدَل کا کام کیا - اُس کے ساتھ عیال داری جو ہو گئی - تو یہ کیچ مین پھنسے ہوئے پانون کے واسطے زنجیر بنی -

القصہ ہجری سنہ سات سو نوے مین شاہ باجن کی روح پاک - عنصری مظہر کے ساتھ پیوند پا کر عالم طلسم کی سیر کے واسطے آئی - اور رفتہ رفتہ نوبتاً تھوڑا تھوڑا ہوش بڑھتا رہا - بالآخر ادراک کامل ہو گیا - جب آپ کی عمر چار برس کی ہوئی - تو آپ کے پدر بزرگوار شہید ہوئے - اور جب آپ چودہ سال کی عمر کو پہونچے - تو عقل آئی - دست ارادت سے شیخ رحمۃ اللہ کا دامن پکڑا - اکیس برس تک شیخ کی گرامی صحبت سے فیض حاصل کیا - اور درجہ ولایت کو پہونچے - پھر اجازت لیکر سفر حجاز کو خشکی کے راستہ سے چل نکلے - جب خراسان مین پہونچے تو عالم مثال مین دیکھا - کہ حضور خاتم النبوۃ **علیہ السلام** آپ کے پیر کو ارشاد فرماتے ہین - کہ اپنے مرید سے کہہ دو عنان حج جو کیا تھا قبول ہوا - اب لوٹ جاوے - اور برہان پور خاندیس مین قیام کر کے - وہان کے طالبون کی رہنمائی کرے - اس کی تعبیر آپنے رحلت پیر سے کی چنانچہ نفس الامر مین بھی ایسا ہی ہوا - چونکہ پیر کے کوئی فرزند نہ تھا - لہذا پیر نے اپنے بھتیجے شیخ احمد عطاء اللہ ابن شہر اللہ کو جانشین کیا - اور ایک خاص خرقہ سپرد کر کے فرمایا - شیخ بہاءالدین باجن کو پہونچا دینا - جو خراسان سے لوٹ کر آوینگے - جب آپ اکیس برس بعد سفر سے لوٹ کر گجرات مین آئے - تو بتعمیل ارشاد پیر - امانتی خرقہ لیا - اور دوسرے روز مرقد پیر کی آستانہ بوسی کے واسطے گئے - خوش لہجہ گانے والون کو فرمایا - کہ گاؤ - چنانچہ گانا سنکر خوش ہوئے - خلافت کی مبارکباد غیب کی طرف سے آپ کے کانون مین آئی - اطمینان خاطر روز بروز بڑھنے لگا - چند سال شیخ احمد عطاء اللہ کی

مدت مین گزرے - پھر باطنی اشارہ کے بموجب دکن کی طرف روانہ ہوئے - دولت آباد مین پہونچکر برہان معرفت
سلطان برہان الدین غریب کے مرقد مبارک کا طواف کیا - اور علو ہمت کی درخواست کی - یہان سے شہر بیدر
مین پہونچے - بیدر مین شیخ منجھلے تھے - جو منصور زمان مسعود بک کے خلیفہ تھے - ان کی ملازمت مین آپنے
چلہ کشی کی - ایسی مقبولیت پیدا ہوئی - کہ مسعود بکی خرقہ عنایت ہوگیا - پھر آپ گجرات کو لوٹے - اور یہان پر آٹھ سال
تک پھر حجرہ کے اندر خلوت اور ریاضت مین نفس کے ساتھ لڑائی ٹھانے رکھی - اِس کے بعد دیرینہ فرمان کی تعمیل عمل
مین آئی - جو برہان پور مین رہنے کی نسبت تھا - اور اِس وقت پر منحصر تہا - خانا پور ایک موضع سواد برہان پور مین
ہے - اِس موضع مین آکر ایک مسجد مین چند مدت تک بسر کی - حاکم صوبہ کو اطلاع ہوئی - تو نہایت عذر و
معذرت کے ساتھ آپ کو شہر مین لے آیا - آپ کے واسطے گھر - خانقاہ - جامع مسجد - اور خوابگاہ تعمیر کرائی -
راقم گلزار اس عمارت مین چند بار گیا ہے - صاحب عمارت کے مرقد کا طواف کیا ہے - اور نماز جمعہ بھی پڑھی
ہے - **القصہ** شاہ باجن نے اس عمارت مین رہکر بقیہ عمر تعمیر باطن مین گزاری - ہجری سنہ نوسو بارہ تہا - ایک
رات آپنے شیخ افصح الدین کو جو آپ کے دل سوز دوستون مین سے تھے - اپنے کوچ کی خبر دی - کہ علی الصباح
باجن کے غسل اور نماز جنازہ کے لئے - آنے سے دریغ نہ کیجئے گا - چنانچہ آپ حسب فرمان ایزدی صبح کے
وقت کوچ فرما گئے - اور تعمیل وصیت بھی عمل مین آئی - ایک سو دس سال کی عمر ہوئی **مصرع** زندگی با معرفت ہم در بہشت داشت

یاد مولانا نظام الدین حسین

آپ مولانا علاء الدین محمد مکتب دار کے بیٹے ہین - جوانی مین پیرون کی سی معرفت - اور پیری مین جوانون کی سی
ریاضت تھی - آغاز ہوش سے واپسین نفس تک روز افزون معرفت اور خداشناسی کے نشہ مین مست رہے - کہتے
ہین - جہان گردی - اور بادیہ پیمائی کا شوق آپ کے دل مین حد سے زیادہ تہا - ایک بار روم کے راستہ مین ایک سید
کے گھر مہمان ہوئے - میزبان سید کی لڑکی دائمی صداع مین مبتلا تھی - مگر اُس رات دیرینہ الم سے تسکین رہی
علی الصباح جب مہمان نے سفر کے واسطے کوچ کیا - تو روزمرہ کی تکلیف اور گریہ وزاری پھر پلٹ آئی -
مالک مکان نے راہرو کو ایک بہانہ سے واپس بلوایا - اور اسی طرح دو تین بار رحلت اور معاودت عمل
مین لائی گئی - آخر کار جو پردہ روی راز پر پڑا ہوا تھا - وہ اُٹھ گیا - اور معلوم ہوا - کہ اس دختر کی صحت اس جوان
کے قدوم کی برکت سے ہے - لہذا بے علاج یون ہی اُس لڑکی کا آپ کے ساتھ عقد کر دیا - میر علائی آپ ہی کی
اُسی لڑکی کے پیٹ سے ہین -

یاد مولانا غیاث الدین احمد

آپ تمام عمر بیرونی نشست و شو- اور اندرونی جہاڑ پونچھہ مین مصروف رہے - مولانا محمد مکتب دار کے فرزند اور نیز مرید ہین - اپنے کلام مین آپنے لکہا ہے - مینے مولانا جامی کی خدمت سے چند معرفتین اور آلہی حقیقتین حاصل کی ہین - مولانا محمد روحی از روے محبت چاہتے تہے - کہ مین اپنی طرف سے آپ کے نام اجازت نامہ لکہہ دون - مگر آپنے باظہار شرمندگی یہ کہا - کہ مین اپنے پدر بزرگوار کا خلیفہ ہون - اور مولانا محمد روحی کے خلافت نامہ کے لئے اپنے تئین لائق نہ جانکر عذر کے ساتھہ پیش آئے - مولانا نوراللہ فرماتے تہے - مکتب دار کے صاحب زادہ شیخ روحی سے زیادہ چالاک اور پیش رو ہین - بلکہ سلوک کے راستہ مین اِن کا قدم اپنے باپ سے بہی زیادہ استحکام کے ساتھہ بڑہا ہوا ہے -

یاد میر علائی آبیزی

آپ مولانا نظام الدین حسین کے فرزند ہین - جو مکتب دار کے بیٹے تہے - آپکے دل پسند اقوال اور عجائب افعال - ربانی جلال وجمال کا نسخہ تہے - کہتے ہین جس زمانہ مین ترکمانون کا غلبہ ہوگیا تہا - تو قاضی محسن کے خدمت گزارون مین سے دو سیاہ باطن اشخاص میر کے گہر کا دروازہ کہول کر اندر گہسے - اُس وقت میر گہر پر موجود نہ تہے - میر کے لڑکے بچے - مارے خوف کے پریشان ہوکر بہاگ گئے یہ دونون ظالم لوٹ پر اُتر پڑے - اور جو کچہہ ملا - لوٹ کر واپس چلے گئے - جب صاحب خانہ آئے - اور چہوٹے چہوٹے بچون کو ہراسان دیکہا - تو جس جانب وہ دونون نابکار گئے تہے - اُس جانب خشم آلود نگاہ سے نظر کی - اُسی دم جس نے دروازہ کہولا تہا - گر پڑا - اور اُس کا ہاتہ ٹوٹ گیا - جس کے کئی چہوٹے چہوٹے ٹکڑے ہوئے - اور دوسرا شخص دیوانگی کے ساتہہ ایسا رسوا ہوا - کہ پہر ہوش آیا ہی نہین - قاضی محسن نے جب یہ عجیب کرامات دیکہی - تو سخت تعجب کیا - اور اُسی وقت شرمندگی اور عذر خواہی کے ساتہہ میر کے مکان کی طرف دوڑے - خانہ نشین لوگ پہر آنے والون کا ہجوم دیکہکر مارے ڈر کے کانپنے لگے میر نے فرمایا مت ڈرو - اور مت کانپو - یہ لوگ تمہاری دل جوئی اور عذر خواہی کے واسطے آتے ہین -

یاد شیخ غیاث الدین انکور

آپ بعض روایت کی روسے ہروی ہین - جذبہ اور سلوک دونون ساتہہ ساتہہ رکہتے تہے - بزرگان وقت کی ملازمت سے فیض کے آثار آپ کے حالات مین پائے جاتے تہے - مولانا نظام الدین حسین کی خدمت

مین رازداری کی باتین گرماگرمی کے ساتھ ہوا کرتی تھین - جلونشین دشمن (نفس) پر جو آپ کو فتح حاصل ہوئی
تھی - تو مولانا کی ہی امداد سے ہوئی تھی - آرزومندان طریقت کے حق مین آپ ایسی نصیحت اور تلقین فرمایا
کرتے تھے - جو بالکل آئینہ کی طرح صاف - روشن - اور سراسر فائدہ مند ہوتی تھی - مغاک کی مسجد مین جب
آپ مثنوی پڑھا کرتے تھے - تو اپنی زبان مبارک سے عمدہ عمدہ دلچسپ نکتے اور توجیہات لوگون کے سامنے بیان
فرمایا کرتے تھے جن کو بعض لوگ لکھ ہی رکھتے تھے - جب جذبہ کا جوش سر سے اونچا نکل جاتا تھا - تو ایک شخص
آپکے مرید تھے **حافظ اشتر** اُن کا نام تھا - اُن کے کندھون پر آپ سوار ہو کر چکر لگایا کرتے تھے - آپ کی دعا
کا انجام - آغاز اجابت کے ساتھ ہمیشہ دوش بدوش ہوتا تھا - آپکے لڑکے میر عبید اللہ تھے - ان کو سالک
باجذبہ - یا مجذوب باسلوک کہنا چاہئے - دارالاسلام بلخ مین تلقین فیض کیا کرتے تھے - اور آدمیون کو آدمیون کی
عادت - اور راہ روی اخلاق کے ساتھ موصوف ہونا تعلیم دیتے تھے - جس وقت جذبات کو تموج ہوتا تھا - اُس
وقت **العیاذ باللہ** اگر کوئی شخص گستاخی کا خیال ہی دل مین لے آتا تھا - تو بے تامل ایسے سخت رنج و تکلیف
مین مبتلا ہوتا تھا - کہ گویا اوپر پہاڑ ٹوٹ پڑا -

یاد مولانا محمود کمانگر ہمدانی

آپکا لقب زین الدین ہے - مولانا نظام الدین حسین ابن مکتب دار کے فرزند ہین - آپ عالم - عامل
عارف - عاشق - عالی ہمت - اور والا فطرت تھے - بہت برس خراسان مین رہکر گزارے - جب بدعت
کی اشاعت اور امور ناگوار اسلام کا ظہور اندازہ سے اتنا زیادہ ہوا کہ لوگون کو برداشت کی طاقت نہین رہی
تو تمواس کا ناخوشی ہوا - آپ بے تاب ہو کر قندہار کی طرف چلے آئے - کہتے ہین - جب آپ کا آغاز جوانی تھا
تب رسمی علوم تحصیل کرنے کا خیال آپ کو پیدا ہوا - ایک روز مولانا نور اللہ کی خدمت مین سبق کی اجازت
چاہی - مولانا نے فرمایا - کیا تمہاری یہ آرزو ہے - کہ صدر - مفتی - قاضی - محتسب - مدرس - خطیب - امام بقعہ
یا متولی بنو - اور اس گروہ والون کے افعال - رفتار - احکام - اور آثار جیسے کچھ ہین - وہ کوئی ایسا شخص نہین
ہے - جسپر مخفی ہون - بس بہتر یہ ہے - کہ اِن عالی منصبون کے اسباب فراہم نہ کرو - اور اس جماعت کے
کارنامہ سے عبرت حاصل کر کے خدائے پاک کی یاد سے اپنے دل کو منور کرو - مینے عرض کیا - نہین - بلکہ میری یہ
آرزو ہے - کہ صرف - نحو - منطق - اور معانی کے ذریعہ سے قرآن پاک کے لطیف اور عجیب و غریب رموز - اور
حدیث نبوی **علیہ السلام** کی عمدہ عمدہ نکات - اور اشارات اپنی فطرت کے لائق معلوم کردن - اور پوچھنے

والون کے ادراک - اور حال کے موافق اُن کے معانی جواب مین بیان کیا کرون - مولانا نے فرمایا - تم جس قدر بھی زیادہ پڑھوگے - تم کو مبارک ہوگا - مقاصد کے ادراک مین تمہارا درجہ اونچا رہے گا - مین نے عرض کیا - کن کے درس مین کتاب کھولون - فرمایا - مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین - کہتے ہین - تھوڑے ہی عرصہ کے اندر تمام فنون کی تمام کتابون مین دستگاہ پیدا ہوگئی - اور آپ مقاصد اور مبادی کے بیان کرنے مین گویا زبان وقت ہوئے - آپ کی مجلس مین بزرگان سلف کے سودمند اقوال بیان ہوا کرتے تھے - جس کے سبب سے آپ کی مجلس کیا تھی - ایک عجیب پندنامہ تھی - اور جو شخص آپ کے حلقہ مین داخل ہوگیا - وہ مستفید ہی ہوکر نکلا - مابعد کا فقرہ آپ کے پسندیدہ اقوال مین سے ہے - جس شخص کی مراد - خدا کے سوا ہوگی - وہ کبھی درویشون کی خدمت سے فائدہ نہین اُٹھاوے گا - رباعی

عاشق کہ ز ہجر دوست داد ے خواہد	یا بر در وصلش ایستادے خواہد
ناکس تر از و کس نبود در عالم	کز دوست بجز دوست مرادے خواہد

یاد مولانا نور اللہ

آپ مولانا حسین واعظ کے فرزند اور مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین - آپ کا دل اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] کے فروغ سے روشن - اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ[2] کے خزانہ سے تونگر تھا وہبی اور کسبی علوم مین - اور الٰہی اور دنیاوی مراتب کے شناخت مین آپ یکتا تھے - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آغاز جوانی مین جب آپ داخل درس ہوئے ہین - تو نحو کا ایک رسالہ بھی نہین پڑھنے پائے تھے - کہ خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا جس کی بدولت کتابی نقوش کی تحصیل سے دل افسردہ ہوگیا - آپ لکھتے ہین - شیخ عبدالکریم یمنی میرے بارہ مین فرمایا کرتے تھے - کہ بہت جلد اِس نوجوان کے علم اور صوفی گری کا شہرہ ایک جہان مین ہوجاویگا نیز بہت جلد تمام عقلا اس جوان کی پسندیدہ تقریر سے معلومات حاصل کرکے خوشیان مناوینگے - بالآخر جیسا شیخ نے فرمایا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - مجھکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے سر پر علوم کا مینہ چارون طرف سے پانی کی طرح برستا ہے - اور مجھکو نصف قرآن نظماً اور معنیً ایک رات مین یاد ہوگیا تھا - اِس کے بعد تحصیل علم اور حقائق شناسی کی استعداد دم بدم ترقی کرتی جاتی تھی - یہ بالکل سچ ہے - کہ شیخ یمنی کی موثر دعا - جو نور الٰہی راست روی کے ساتھ ہم آغوش ہوئی - تو اس خیر و خوبی کے ساتھ - الٰہی معرفت کا نتیجہ ظہور پذیر ہوا -

[1] اللہ ہی کے (نور سے) آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲ [2] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے) بھرے پڑے ہین ۱۲

یاد شیخ میر جان

آپ زینیہ خانوادہ مین شیخ علی صوفی کے مرید ہین - دار الاسلام بخارا مین آپ واعظ باعرفان باعلم
باموا عظ تھے جب آپ پند ونصیحت شروع کرتے تھے - تو حسب تقاضاے وقت زبان سے ایسی باتین فرمایا
کرتے تھے - جو دلپسند اور خرد آفرین ہوا کرتی تھین فنا اور آزادی کا نشہ شیخی اور بزرگی کی شان - ضرورت سے
زیادہ آپ مین پائی جاتی تھی - ناموری کی خوشی کو پوچ اور ہیچ سمجھکر اس شعر کے ساتھ ترنم فرمایا کرتے تھے بیت

	نام مشہور کم کہ بیزارم ازان		درمیان خلق آمد میرجان	

یاد شیخ جلال متو

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہین - اور خوابگاہ برہان پور مین ہے - تصوف وتحقیق اور تمکین وتوحید کی
آپ میزان تھے - بہت سے سالکان طریقت - آپ کی ملازمت سے الٰہی معرفت اور بیداردلی کے اعلیٰ درجہ
کو پہونچ گئے - منجملہ ان کے

ایک سراپا محبت ودرد اور مجسم سوز وگداز سید ابراہیم بھکری تھے - جن کی رفتار مین عرفانی جھلک نظر
آیا کرتی تھی - اور اقوال سے حقیقت تراوش کیا کرتی تھی - آپ کی رہنمائی سے بہت سے لوگ - سلوک کے راستہ پر
بڑھکر اصلی مقصد کو پہونچ گئے -

دوسرے شیخ زین الدین شیشہ گر تھے - عرفانی مقامات اور منازل کے گلزار مین بہار آپ
ہی سے تھی استغراق اور توحید کی کیفیت بے انتہا بڑھی ہوئی تھی - عالم علوی اور مکان بہشت کو کُھلی انکھیون
سے دیکھا کرتے تھے - صرف حقیقی جمال کو دل کا قبلہ گاہ بنا رکھا تھا - جس وقت آپ کو یاد حق مین گرمی آجاتی تھی
تو آپ کی زبان سے آگ کے شعلے نکلا کرتے تھے - یہان تک کہ ہمسایون کو خیال ہوتا تھا - کہ آپ کے گھر مین آگ لگ گئی
ہے - اور گھبرا کر بجھانے کے واسطے دوڑے آتے تھے - یہان آکر آگ کا نام ونشان بھی نہین ملتا تھا - اور اصلی
حقیقت پر بھی آگاہی نہین ہوتی تھی - اس سبب سے حیران رہ جاتے تھے -

تیسرے میان پیارجی تھے - آپ حقیقی وصال کی مجلس کے محرم - اور دریاے شہود وکشف
کے تیراک تھے - آپ کے رونے مین یہ اثر تھا - کہ جس سے دوزخ کی آگ بھی بجھ جاوے - اور آپ کے تبسم سے
باغ ارم مین شگفتگی پیدا ہوتی تھی - تمام عمر درود وسلام بھیجنے مین گزار دی اور حضور اقدس سرور انبیا علیہ و
علیہم السلام کا حلیہ مبارک آپنے انہین جسمانی آنکھون سے مشاہدہ کیا تھا - اور سلام اور جواب سلام کے

شرف سے بھی مشرف ہوئے تھے مصرع چشم اور روشن ز نور احمد مختار باد۔

یاد شیخ کبیر

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہین۔ تحقیق۔ توحید۔ مشاہدہ۔ اور معائنہ یہ تمام چیزین آپ کو حاصل تہین۔ عرفان اور وجدان کا فروغ آپ کی پیشانی سے عیان تہا۔ مرشد کے کل اسرار اور حالات۔ آپکے علم مین تہے۔ خوابگاہ برہان پور ہے۔

یاد شاہ میان جی چشتی

آپ شیخ نجم الدین ابن شیخ بہار الدین صدیقی کے صاحبزادہ ہین۔ زاد بوم اور خوابگاہ دونون منڈو مین ہین آپ چہوٹے ہی تہے۔ کہ آپ کی مان نے آپ کا عقد کر دیا تہا۔ آغاز شباب تک آپ سالک رہے۔ ایک لڑکی بہی ہوئی تہی۔ مگر خرد سالی مین ہی مرگئی۔ پہر آلہی جذبات پیدا ہوئے۔ اور شرعی تکلیفات دور ہوگیئن۔ جو کچہہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا۔ یا آپکے دل مین آتا تہا۔ وہ ایزدی مشیت کے موافق ہی ہوا کرتا تہا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک دہی بیچنے والی عورت آپ کے سامنے سے نکلی۔ دہی کا گہڑا اُس کے سر پر تہا آپنے اُس کو پاس بلا کر فرمایا۔ اپنے گہڑے کو اوندہا کردے اور اس مین جو کچہہ ہے۔ گرادے۔ اُسنے ایسا ہی کیا ایک مرا ہوا سانپ دہی مین سے نکلا۔ سلطان غیاث الدین۔ اور غیاث الدین کے بیٹے نصیر الدین خلجی کا زمانہ تہا۔ کہ آپ عنصری جسم مین رہکر حاجتمندون کو کامیابی کی خوش خبری سنایا کرتے تہے۔ سلطان محمود خرد کے عہد مین تیرہوین ذی حجہ اور ہجری سنہ تخمیناً نو سو اٹہارہ تہا۔ کہ آپنے جسمانی مکان سے رخصت ہوکر عالم ربانی کو کوچ فرمایا مصرع نثار روح او نور ازل باد۔

آپ کے ایک بہائی تہے شیخ جمن نام۔ صاحب حالات و مقامات تہے۔ اعتبار اور مقبولیت بہی اچہی تہی شیخ جمن کی قبر۔ ان کے بہائی کے برابر مین ہے شیخ جمن کے ایک لڑکے تہے شیخ نور اللہ نام تہا۔ اپنے عم کرم اور پدر بزرگوار کی جگہہ سجادہ نشین تہے۔ ہجری سنہ نو سو اکتالیس مین جسمانی جہان سے روحانی عالم کو کوچ فرما گئے۔ وارث۔ سوا ایک چار ماہہ دختر کے کوئی نہین چہوڑا۔ دختر کا نام خدیجہ بی بی تہا خدیجہ بی بی کی حقیقت حال بڑی لمبی چوڑی ہے۔ خلاصہ یہہ ہے۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین جب خدیجہ بی بی کے لڑکے شیخ قطب الدین نے عالم فنا سے گلزار بقا کو کوچ کیا۔ تو یہ رابعہ وقت اپنے آبا و اجداد کے روضہ کی یادگار کے شہر منڈو (مانڈو) مین چلی آئین۔ اور روضہ مذکورہ کی خبرگیری بقدر استطاعت کرنے لگین

آپ نے اُس تاریخ سے اس تاریخ تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے۔ اپنی اقامت اور عبادت کی برکات سے راقم کے مکان کو سعادت دارین سے مشرف کر رکھا ہے۔ اِس مین شک نہین۔ کہ عارفات کے گروہ مین اس طرح کی ثابت قدمی۔ جوانمردی۔ ایثار اور قناعت کے ساتھ مثل خدیجہ بی بی کی دسوین صدی مین کوئی نہین ہے۔

یاد شیخ ظہور حاجی حمید حضور گوالیاری

آپ مولانا ظہیر غزنوی کے بیٹے ہین۔ آپ کے عنصری جسم کی اقلیم۔ جو جسمانی اور روحانی حصون کو شامل ہے۔ شہنشاہ عشق کا تخت گاہ تہی۔ اور آپکے امکانی بدن کی کشور۔ جو ظاہری اور باطنی اجزا پر مشتمل ہے محمدیہ شریعت اور طریقت سے **علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام** پر رونق تہی۔ کہتے ہین۔ آپکے پدر بزرگوار غزنین سے سوداگری سلسلہ مین ہند کی طرف آمد و رفت رکہا کرتے تہے۔ ہجری سنہ آٹھ سو نینتیس مین آپ علم آلہی کے باطنی شہر سے۔ عالم وجود کے صحرا مین نزول فرمایا۔ ایک سال بعد نوزاد بچہ کے کرشمے ایسے دل ربا ہوگئے۔ کہ ہم خوابہ کو ہمراہ لانے کا باعث ہوئے۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ اُس صالحہ کے ایام زندگانی پورے ہوئے۔ بمجبوری دودہ نہ پہونچنے کے سبب سے نوزاد کے نازک ہونٹہ خشک شہد کی مانند ہوگئے۔ اور اُس کا ناز کے ساتہہ جو ہنسنا تہا۔ وہ اب گریہ نیاز کی تلخی سے تبدیل ہوا۔ باپنے اُس کی پرورش کے واسطے بہت جلد دودہ پلانے والی دایہ مقرر کر دی۔ دوش عاطفت پر اُٹھا کر سب جگہہ اور سب حال مین ہمراہ لئے پہرتا تھا۔ اور اُس کی جدائی کسی بہانہ سے بہی گوارا نہین کرتا تہا۔ اس اثنا مین ایک رات قافلہ والون پر ڈاکوئون کا گروہ آپڑا۔ اور مولانا ظہیر کو شمشیر کے جان گداز زخم سے شہید کر کے اُس لخت جگر کے دل کو داغ یتیمی دیا۔ ایسا سمجہنا چاہیے۔ کہ مان کی وفات کا رنج۔ باپ کے مقتول ہونے کے درد سے حاملہ تہا۔

القصہ۔ جس قصبہ کے متصل اور اُس کی حدود مین قافلہ اُترا ہوا تہا۔ علی الصباح اُس قصبہ کا مقدم اُس آفت رسیدہ زمین پر پہونچا۔ تاکہ قافلہ سالار کی حقیقت حال معلوم کرے۔ اور لُٹے ہوؤن کے واقعات کی تفتیش و تحقیق عمل مین لاوے۔ وہان جاکر دیکھا۔ ایک بچہ زمین پر پڑا ہوا۔ رو رہا ہے۔ کمال مہربانی اور آرزو کے ساتہہ گود مین اُٹھا لیا۔ اسی درمیان مین ایک گمنامی کے گوشہ سے ایک عورت نکل آئی۔ اُس سے پوچہا۔ تو کون ہی۔ جواب دیا مین اس یتیم کی دایہ ہون۔ مقدم کے دل کو جو یہ فکر تہی۔ کہ اس شیرخوار بچہ کی غمخواری مین کیسے کرون گا۔ اس سے اُسکو نجات ملی۔ اور خوشی پر خوشی ہوئی۔ بچہ اُسی دایہ کے سپرد کر کے اپنے گہر لے گیا

بدرلہٗ پرورش اور روز افزون التفات کرنے لگا۔

اب غوثی تفصیل کا طومار۔ اجمال کے ہاتھ سے تہ کر کے مغر بقفیہ لکھتا ہے۔ جب اُس خرد سال بچہ کو ہوش آنے لگا۔ تو رسمی علم اور درسی فضیلت کی تحصیل شروع کی۔ مقدم کے دل مین بھی آپ کا یہ عمدہ طریقہ کھب گیا۔ اور تحصیل کا بہت سا ضروری سامان ذمہ داری اور اہتمام سے بہم پہونچایا۔ جب تحصیل علم کے ذریعہ سے آپ کے دل مین پوری فراست پیدا ہوگئی۔ اور نیز آپ ماجرائے گزشتہ سے آگاہ ہوئے۔ تو اُس قصبہ کو چھوڑ کر گوالیار مین قیام فرمایا۔ تاکہ جو علوم اور فنون فراہم کیے ہین۔ اُن کا داد و ستد شروع کر دیوین۔ اور علم کے بازار مین صرافی کی دوکان کھولین۔ یہ کاروبار جاری ہی تھا۔ کہ اس درمیان مین ازلی حکم سے آپ کے سینہ مین خدا شناسی کا ولولہ اور طلب کا شعلہ پیدا ہوا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے بھولتے آپ کو شاہ قاضن شطاری کی خدمت مین راہ ملی۔ اور یہان پر اپنے تئین آپنے سلسلہ بیعت مین سلسل کیا۔ تھوڑے عرصہ مین کامگار مرشد کی یا معرفت تلقین سے مرید کو دولت مراد حاصل ہو کر کمال خوشی ہوئی۔ جب پیر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ تو مخدوم زادہ حقیقی شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کی خدمت مین رہ کر توفیق ازلی کا جس قدر فیض شاہ قاضن کی خدمت باقی رہا تھا۔ وہ شاہ سرمست کی خدمت گزاری سے حاصل کیا۔ جب آپ کی عمر مین سے چالیس برس کا چلہ پورا ہو گیا۔ اور ادہر توفیق کی شراب کا دور ختم ہوا۔ تو آپنے سفر حجاز کی اجازت چاہی شاہ ابوالفتح نے نامدار خانوادون کی خلافت کا خرقہ عطا فرما کر سفر مبارک کی اجازت دی۔ یہ واقعہ شاہ ابوالفتح کے ذکر مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہان پر دیکھ لینا چاہیے۔ جب رخصت حاصل ہوئی۔ اور ارادہ بھی مصمم ہو گیا تو آپنے سیاحی کی چادر کندھے پر ڈالی اور ہر سمت اور ہر شہر کے بزرگون اور عارفون سے راہ تصوف مین معنوی سلوک اور منزل شناسی کا توشہ حاصل کیا منجملہ ان سب کے۔

آپ کا اعلیٰ درجہ کا ذخیرہ وہ ہے۔ جو اویسیہ سلسلہ مین شیخ علی شیرازی کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ علی شیرازی کا لقب علی ثانی ہے اور شیخ عزیز الدین عبداللہ مصری کے خاص مریدین۔ جو ایک روایت سے امام زمان ابوالوقت خواجہ اویس قرنی یمنی کے بے واسطہ مرید ہین۔ انواع و اقسام کی اثر بخش دعائین اور طریقہ صوفیہ کے اشغال۔ یہ چیزین امام زمان کی نسبت محکوم کا حکم رکھتی تھین۔ اور علی ثانی کو سلسلہ کے معین طریقہ سے تھوڑی تھوڑی کر کے عنایت ہوئی تھین۔ یہ سب علی ثانی کے ارشاد کی برکت سے حاجی حمید حضور کو بھی پہونچین۔

دوسرے چشتیہ سلسلہ مین شیخ محمد غیاث چشتی کی ملازمت سے سپردگی نامہ۔ اور اجازت کا خرقہ حاصل ہوا شیخ محمد غیاث چشتی۔ خواجہ معین الاسلام کے بزرگ خلیفہ ہین۔ اور خواجہ معین الاسلام۔ شیخ حسام الدین مانک پوری کے خلیفہ تھے۔

خلاصہ اس تمام گزارش کا یہ ہے۔ کہ آپنے حج اور عمرہ کے تمام ارکان ادا کر کے مدینہ معظمہ کے طواف کا عزم فرمایا۔ اور وہان پر چالیس برس کا ایک چلہ نبی علیہ السلام کے روضہ اقدس کی جاروب کشی مین بے انتہا شوق کے ساتھہ پورا کیا جب عمارت بدن مین پیری کی سستی پیدا ہوئی۔ تو ایک روز مواجہ مین ادب کے ساتھہ کھڑے ہو کر عرض کیا۔ حاجی حمید حضور کو پیری کی ناتوانی نے آدبایا۔ اور ظاہری فرزند کوئی ہے نہین۔ پس یہ ابن احمدیہ اور احدیہ اسرار کو کیا کرے۔ جو اس کی قوت ملکہ مین محفوظ ہین۔ اور نیز جو مکاشفہ مین بزرگان امت حضور کی پیروی سے فراہم ہوئے ہین۔ اور یہ اسرار کس کو سپرد کرے۔ جس طرح ارشاد ہو تعمیل کی جاوے کہتے ہین خواب کے پردہ مین دو خرد سال باکمال سعادت مندون کی دو مثالی اور خیالی صورتین آپ کی چشم بصیرت کے سامنے کر دی گئین۔ اور ارشاد ہوا۔ یہ فرشتہ نما صورتین جن اطفال کی ہین۔ وہ تمہارے باطنی خزانون کی خزانچی گری کے واسطے ازل سے نامزد ہین۔ اور ان کا دیدار ہند مین تم کو فکر تلاش سے رہائی بخشے گا۔ اس ارشاد کے مضمون سے آپنے یہ اخذ کیا۔ کہ زمین ہند کو بازگشت کی اجازت ہے۔ جب دریائے اعظم سے گزر کر اپنے مکان مالوف گوالیار مین واپس آئے۔ تو چند روز بعد جو حلیہ خواب مین دیکھا تھا۔ وہ شیخ بہول اور شیخ محمد کی صورتون مین بحالت بیداری جلوہ گر پایا۔ یہ دیکھکر بہت کچھہ شکر الٰہی بجالائے اس وقت مین شیخ محمد کی عمر سات برس سے متجاوز تھی۔ اور خدا شناسی کے کوچہ مین ابھی یہ طفل نوخرام تھے۔ آپنے دونون کو موثر نفس کی امداد سے اپنی طرف کھینچ کر خدمت مین متوجہ کیا۔ اور ناسوت خانوادون کے مشائخ جو کمالات اور حالات رکھتے ہین۔ ان کے اطوار اور اسرار بالخصوص شطاریہ مشرب کی رفتار۔ دعوت کا فن اذکار کی طرز۔ اور اشغال و تصورات کی سندین۔ غرض کہ کل چیزین دو سال کے اندر تعلیم و تلقین فرمادین شیخ بہول کو ہمراہ لیکر صوبہ بہار کی طرف سیر کو چلے۔ اور شیخ محمد کو چنار کے کوہستان مین حجرہ ریاضت کے اندر حصول معرفت کے واسطے مشغول فرمایا۔ پھر چند روز بعد شیخ بہول کی سفارش شیخ محمد سے کر کے حصول فیضان کے واسطے اُن کے پاس روانہ کیا۔ شیخ محمد نے بہائی کی گرہ کشائی۔ پیر کی خدمت سے سمجھکر لوٹا دیا۔ اور اس بات آپکے حضور مین ایک عریضہ لکھا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ماجرا ان دونون بزرگون کے ذکر مین ایک متوسط تفصیل

کے ساتھ لکھا جاوے گا۔

کہتے ہین۔ تیرہ سال اور چند مہینے بعد جناب حاجی صاحب نے معاودت فرمائی۔ مرید کو مراد کے ساتھ کامیاب پایا۔ اور مرید کی مشتاق آنکھین اپنے دیدار سے منور فرمائین۔ مرید نے بھی ایام ریاضت مین یہ کام کیا کہ اپنے اعمال کو پانچ طریقون پر ترتیب دیکر۔ ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی۔ جس کا نام جواہر خمسہ رکھا تھا۔ یہ کتاب شریعت و سلوک کے اطوار۔ اور طریقت و تصوف کے اسرار پر مشتمل ہے۔ اور جمیع خدا شناس سالکون کے واسطے دستور العمل کا حکم رکھتی ہے۔ جب یہ کتاب مرید نے پیر کی خدمت مین پیش کی۔ جو حالات عرفان کو شامل ہے۔ اور اس کا انجام بھی عرفان ہے۔ تو پیر نے خوش ہو کر فرمایا۔ اسرار اور اعمال کے جواہرات۔ جو میرے تصرف اور قدرت مین تھے۔ وہ قبل ازین تم کو حوالہ کر چکا ہون۔ اور مینے اپنے پاس نام کے سوا کچھ نہین رکھا تھا۔ اب نام کو بھی کتاب کے صلہ مین جو معلم افعال ہے۔ تمہارے اوپر تصدق کرتا ہون۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر بجا لا کر فرمایا۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ اس تنگ کوچہ (دنیا) مین آتے وقت جو رنگ رکھتا تھا۔ یہان سے جاتے وقت اُس وقت کے ہم رنگ ہون اس کے چند روز بعد فارغ البالی اور دل آسودگی کے ساتھ تاریخ بائیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو تیس کو فرق کی تفرقہ سرا ے (عالم دنیا) سے مجمع الجمع کی جمعیت آباد (عالم علوی) کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ بہار اور سارن کی زمین پاک مین ہے۔ جس کا طواف چھوٹے بڑے اب بھی کرتے ہین۔

مصرع طواف مرقد مردان نصیب بینان باد

یاد شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست

آپ شیخ قاضن شطاری کے بیٹے ہین۔ **قدس سرہما** آپ کی کرامتین ظاہر اور مقامات عالی تھے بزرگان زمانہ کے تلقین محل مین دانش و بینش کا چراغ جلا رکھا تھا۔ کہتے ہین۔ آغاز جوانی مین آپ پدر بزرگوار کی تلقین سے رہ گئے تھے شیخ ظہور حاجی حضور آپ کے باپ کے خلیفہ ہین۔ اُنھون نے آپ کی رہنمائی مین پرستانہ ہمت اور عزم کو کام فرما کر وجدانی کمالات سے مستفید کیا۔ اور تصوف کی منزلین اور مقامات طے کرا دئے یہان تک کہ آپ مسند پر رونق بخش ہوئے۔ بالآخر جو خلافت کا خرقہ آپ کے پدر بزرگوار سے حاجی حضور کو ملا تھا۔ وہ حاجی حضور نے آپ کو دیا۔ اور کہا شیخ **قدس سرہ** نے یہ خرقہ آپ کے لیے میرے سپرد فرمایا تھا۔ اے آپ اس کو پہنین۔ اور طالبان خدا کی رہنمائی کرین۔ اس کے بعد چند روز اور حاجی حضور نے آپ کی خدمت مین

کوشش کی۔ خرقہ خلافت آپ سے لیا۔ اور اپنے تئین شیخ ابوالفتح کی خلافت سے مشہور کیا۔ کہتے ہین ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین جنت آشیانی نصیرالدین ہمایون شاہ نے جب صوبہ بنگالہ فتح کیا تھا۔ تو شاہ آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ اور جب دارالسلطنۃ آگرہ کو واپس آنے لگا۔ تو نہایت ادب اور آرزو کے ساتھہ آپ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اثناے راہ مین شاہ کو دشمنون کی نظر لگ گئی۔ اور لشکر مین تشویش اور پراگندگی پیدا ہوئی مجبوراً شیخ ابوالفتح نے حاجی پور مین قیام فرمایا۔ اور واپسین نفس تک وہین رہے۔ جب زمانہ زندگی پورا ہوا تو اُسی جگہہ آپ کی قبر بھی بنی۔ آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین تھے۔ صورت و سیرت۔ علم و عمل۔ اور حال و قال مین پدر بزرگوار کی مثل تھے۔ باپ کی جگہہ سجادہ نشین ہوکے۔ شیخ کمال الدین سلیمان قریشی جو راقم کے معلم ہین شیخ رکن الدین کے بڑے خلیفہ ہین۔

یاد مولانا شمس الدین محمد زیرک

شیراز کے بزرگ علما مین آپ کا شمار ہے۔ عبارت آرائی۔ اور استعارات پیدا کرنے مین کمال کا درجہ حاصل تھا۔ سلطان محمود کلان کے عہد مین آپ نے وطن ترک کرکے۔ اپنے قدوم مبارک سے صوبہ گجرات کو رونق بخشی تھی۔ اور آپ کے التفات سے سلطان محمود العاقبۃ نے بہت کچھہ فائدہ اٹھائے **ماثر محمود شاہی** آپ ہی کی تصنیف ہے۔ تشبیہ۔ توجیہ۔ تمثیل۔ اور استعارہ کے ذریعہ سے حکایت لکھنے مین شور انگیز شیرینی عبارت کے اندر بہت کچھہ پیدا کی ہے۔ اس کتاب کے واقعات پڑہنے سے تاریخ پڑہنے والون کا دل خوش۔ اور عبرت و تجربہ اور حیرت و آگاہی سے مالامال ہوتا ہے۔

یاد شیخ بخشو

آپ خداد دست ہین **فرق من اللہ** (ولادت) اور **وصل الی اللہ** (بعد وفات) کا آپ کا مکان دشور (مندسور) مین تھا۔ کہجور کے درخت سے ایک شیرہ (دودہ) نکلتا ہے جس کو ہندی زبان مین تاڑی کہتے ہین اکثر لوگ نشہ اور کیف کے واسطے پیتے ہین۔ چونکہ آپ کا قدم۔ شریعت کے راستہ پر استوار تھا۔ اسواسطے آپنے ایک روز جاگیردار کی امداد سے تاڑی کے گہڑون کو توڑ اگر پینے والون کو پینے سے روکا۔ اس عداوت سے یہ لوگ ایک رات اس بات پر آمادہ ہوئے۔ کہ شیخ کو عالم ہستی سے ہی نیست و نابود کردینا چاہیے۔ جب فراہم ہوکر آپکے حجرہ کے پاس پہونچے۔ یکایک اندہے ہوگئے۔ یہ کرامت دیکھکر ناچار تمام لوگ عذر و معذرت کے واسطے روتے جہینکتے شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ اور سر زمین پر رکھدیا۔ آپنے ازراہ مہربانی اندہون کی طرف نگاہ کی۔ جو رنجیں چشم

جاتی رہی تھی - وہ بہر پلٹ آئی - قصہ کوتاہ یہ ہے - کہ ہجری سنہ نوسو سولہ مین - آپنے مکان ہستی سے کوچ فرمایا -
تین بیٹے چھوڑے - شیخ برہن - شیخ حسن اللہ - شیخ معین الدین - ان مین اولین صاحب زادہ - علوم متداولہ
سے آراستہ اور حسن افعال کے ساتہہ پیراستہ باطن مین فلاغ - اور ظاہر مین پاکیزہ تھے -

یاد شیخ عطن

آپ ترکی النسل سے ہین - آپ کے رسمی اور لدنی علوم کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے تھے - سلطان سکندر
لودہی کا زمانہ تہا - جب آپ ترکستان سے ہند کی طرف آئے - اور ناگور کو اپنا وطن اور ابدی آرام کی جگہہ قرار دیا -
ایک سو بیس[۱۲۰] سال زندگی اور زندہ دلی کے ساتھہ گزارے بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے نور معرفت
حاصل کیا - بالخصوص حقائق آگاہ شیخ مبارک ابن جعفر نے آپ کے موثر اور فیض بخش دم سے تلقین
پائی تہی - یہ حال کچھہ تہوڑا سا شیخ مبارک کی مبارک یادداشت مین بہی انشاء اللہ لکہا جاوے گا -

مصرع عطاہائے الٰہی روز بیش باد -

یاد شیخ عبد اللہ بیابانی

آپ شیخ سماء الدین دہلوی کے بیٹے ہین - علم اور معرفت مین کمال رکہتے تھے - آبادی سے بہاگ کر بیابان مین
بسر کرتے تھے جب بہوک کی آگ بہڑکتی تہی - تو خود رو گہاس کہا لیا کرتے تھے - چارون فصلین آسمان کے نیچے گزارتے
تھے - ربانی کلام حفظ تہا - ایک بار روز مرہ ختم کیا کرتے تھے ہر روز صبح کے وقت صحرائی وحوش اور پرند آپ کے
دیدار کے واسطے آکر چارون طرف گرد جمع ہوا کرتے تھے - جب آپ اشارہ فرماتے تھے - تب اپنا اپنا راستہ
لیتے تھے - فرمان روایان خلجی کا زمانہ تہا - کہ منڈو (مانڈو) مین آئے - قلعہ کے نیچے کا جنگل آپ کو بہلا معلوم
ہوا - ایک مدت تک آپنے وہین بسر کی - لوگون کی صحبت کم رکہتے تھے - جب فرمان طلب پہونچا - تو کشادہ پیشانی
کے ساتہہ نشیمگاہ قرب کو روانہ ہوئے - خوابگاہ موضع چہتری مین ہے قلعہ منڈو سے تین کوس کے فاصلہ پر جنوب
اور مغرب کے گوشہ مین - آپ کے کوئی لڑکا نہ تہا - البتہ آپکے چچازاد بہائیون مین ایک ضعیف العمر شخص تھے
شیخ حسین نام تہا - شیخ حسین کو سوختگی اور افروختگی غایت درجہ تہی - راقم گلزار کے ساتہہ ملا سم یک جہتی
رکہتے تھے - شیخ جمالی کنبو مصنف سیر العارفین کے اشعار جو شیخ سماء الدین کی مدح مین ہین - وہ شیخ حسین
کو یاد تھے - موقع اور محل پر پڑہا کرتے تھے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کوچ فرمایا - ایک لڑکا چہوڑا نا بینا شیخ
گہوڑن نام - بنیاسے علی الاطلاق اُس کو باطنی نور عطا فرماوے -

یاد شیخ چندن قریشی

آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے - دینی علوم - پرہیزگاری - بلند ہمتی - ایثار - توکل - شانِ بزرگ - اور
پسندیدہ یہ صفات آپ کو حاصل تہین - آپ افضل زمان شیخ ابو الفضل مبارک ابن خضر کے جد مادری ہوتے
ہین - ایک روایت سے شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید ہین - جو شیخ جمالی دہلوی کے پیر تہے - آپ فرمایا کرتے تہے
مرد کے واسطے عین عنایت آلہی سے کہ صور علمیہ اُسی سے مراد ہے - چار چیزین کافی ہین - علم و عمل - عمر - اور
عافیت - اور یہ چارون چیزین - طینت بشری کے خمیر مین داخل ہین - اِن کے حصول کے لیئے دعا کے
ذریعہ سے خواہش کرنی چاہیئے - جب عبودیت کا رتبہ کمال کو پہونچے گا -

یاد شیخ ابوبکر قریشی

آپنے سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین - اصلی وطن سے آکر دار السلطنۃ آگرہ مین اقامت اختیار کرلی
تہی - رسمی علوم مین آپ کو تبحر حاصل تہا - اپنے وقت کے پرہیزگار تہے - وصایائے امام محمد رحمہ اللہ پر - اور
اصول بزدوی پر ایک شرح لکہی ہے جو مشکلون کو حل کرنے والی - اور نکتہ آرا ہے - کہتے ہین - ایک رات عالم
مثال مین - خاتم النبوۃ علیہ السلام کی ملازمت حاصل ہوئی - حضور سے ارشاد ہوا - جاؤ - وہ زمین -
جس مین عصا گاڑا گیا ہے - اُس مین ایک کنوان کہدواؤ - علی الصباح اُس زمین کو جاکر جو دیکہا - تو ایک گڑہا
نمناک پایا - جو گاڑے ہوئے عصا کے نوک کی مقدار سے تہا - آپنے حکم کی تعمیل نہایت کوشش کے ساتہہ کی
اب اُس جگہہ ایک کنوان ہے - جو ہمیشہ شیرین پانی سے مالامال رہتا ہے - آخرین سفر کے بعد جوگی پورہ مین
دفن کیئے گئے جو آگرہ کی اطراف مین ہے -

یاد شیخ جلال محمد قادری

آپ کی پیدائش دہلی کی ہے - ظاہری علم کی تحصیل کے واسطے گجرات کی طرف چلے گئے تہے - تمام
فنون متداولہ - اور علوم درسیہ تحصیل کیئے - اِس کے بعد خدا شناسی کا ولولہ دل سے جوش کرتا تہا - رہنما مرشد
کی تلاش ہوئی - اُن ایام مین شیخ بہاء الدین انصاری ملتانی شہر مندو (مانڈو) مین تہے اُن کی - فیض بخشی کا شہرہ
آپنے سنا - کان کہڑے ہوئے - ناچار گجرات سے مندو مین آکر بہائیہ مریدون کے زمرہ مین داخل ہوگئے - اور چند
سال شیخ انصاری کی خدمت مین رہکر دانش و بینش کا حصہ لیا - جب آپکے پیر - حاکم مالوہ سلطان محمود
خلجی سے رنجیدہ ہوئے - تو آپ نے بہی پیر کے ساتہہ دولت آباد دکن کا عزم کیا - یہان پر نا بکار نفس کی

کی لڑائی میں کمال کوشش کر کے فتح حاصل کی۔ بعدہ لوگون کی ہدایت کے واسطے برہان پور مین رہنے کی اجازت مانگی۔ اور ملی۔ جب سفر حجاز کو گئے۔ تو دل مین یہ ٹھانی۔ کہ اگر زندہ واپس آؤن گا۔ تو جس شہر مین رہنے کا حکم ہوا ہے۔ اُسی شہر مین قیام کے واسطے بستر جما دون گا۔ اتفاقاً اثنائے راہ مین دستون کی بیماری لاحق ہوئی جس نے آپ کو ہمراہیون کے ساتھ چلنے سے باز رکھا۔ بے علاج قافلہ سے تنہا۔ اور آبادی سے دور ایک جنگل بیابان مین رہ گئے۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین۔ ایک شتر سوار۔ اوگھٹ راستہ سے آنکلا۔ اور بیمار کا مقصد پوچھنے لگا۔ کیفیت عرض کی گئی۔ پھر آپ نے شتر سوار کے کہنے کے بموجب آنکھین بند کرلین۔ شتر سوار نے ہاتھ پکڑ کر اونٹ پر سوار کرالیا۔ اور جلدی سے اُتار دیا جب آنکھ کھولی۔ تو آپنے اپنے تئین منا کے بازار مین پایا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ اور کمال عجز و نیاز کا اظہار کیا چند روز بعد جو لوگ ہمراہی مین تھے۔ وہ بھی پہونچ گئے اور آپ کے پہونچنے کی سرگزشت سنکر کمال حیرت ہوئی۔ القصہ حج اور عمرہ کے ارکان اداکر کے ہند کی طرف معاودت فرمائی۔ اور برہان پور مین آکر گھر بنایا۔ اور خانقاہ بھی تعمیر کی بہت سے لوگون کو ہدایت کر کے الٰہی معرفت کے درجہ کو پہونچایا۔

کہتے ہین۔ ایک رات پیر نے خواب مین فرمایا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کا خرقہ جو مجکو پہونچا تھا اور وہ اب تمہارے پاس امانت ہے۔ اُس خرقہ کو بیدر مین فلان روز شیخ محمد ملتانی کو پہونچا دو۔ جو ہمارے خاص خلیفہ ہین۔ چونکہ تین شبانہ روز کی مدت مین تین سو کوس کی مسافت طے کرنے کی گنجایش نہین تھی۔ لہٰذا بجائے پالون کے بازوئے ہمت پر پرواز مین ڈالا اور غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ[1] کی طاقت ظاہر فرمائی۔ پالکی والہ کہار کہتے تھے۔ کندھون پر پالکی کو۔ اور زمین پر پاؤن کو مس نہین ہوتا تھا سلیمانی تخت کی طرح ہوا مین نہایت سبک چلی جاتی تھی۔ وقت معینہ سے پہلے جہان پہونچنا تھا۔ جا پہونچے۔ اور تھوڑے عرصہ مین برہان پور کو لوٹ آئے۔

شاہ شہباز کے خلیفہ شیخ جلال متو کو ایک رات ایسا معلوم ہوا۔ جوق جوق فرشتے آسمان سے زمین پر آرہے ہین۔ دریافت کیا۔ کس کام کے واسطے مامور ہوئے ہو۔ فرمایا شیخ جلال کی روح مقدس کے استقبال کے واسطے ہم بھیجے گئے ہین۔ شیخ جلال متو نے اپنے تئین مطلوب سمجھکر علی الصباح واپسین سفر کی تیاریان شروع کردین۔ اس اثنا مین ایک دوست آئے۔ اور بیان کیا۔ آج رات کو عالم قدس کے باشندون نے مجھے

---

[1] اُس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور (اسی طرح) اُس کی شام کی منزل مہینے بھر کی (راہ ہوتی) ۱۲

شیخ جلال محمد قادری کی رحلت کی اطلاع بخشی ہے۔ ہنوز کلام انجام کو نہین پہنچا تہا کہ ایک شخص مجلس مین ایا۔ اور شیخ جلال محمد قادری کے واصل حق ہونے کی خبر بیان کی۔ تاریخ تیئسوین ربیع الاول ماہ ہجری سنہ نوسو اٹہائیس تہا آپ کی قبر برہان پور کے بازار مین مقدر تہی۔ کہ بنائی گئی۔

یاد شیخ احمد نارنولی

آپ شاگرد اور نیز مرید شیخ حسین ناگوری کے۔ اور فرزند قاضی مجد الدین کے ہین۔ جو قاضی شمس الدین کے پوتے تہے۔ نسل مین امام محمد شیبانی کو پہونچتے ہین۔ جو امام اعظم ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے دوست تہے۔ کہتے ہین شیخ احمد سات بہائی تہے۔ جو تمام۔ علم۔ اور پرہیزگاری کا لباس رکہتے تہے۔ لیکن علم عمل۔ عمر۔ اور عبادت کے اعتبار سے سب مین زیادہ بزرگ آپ ہی ہین۔ سولہ برس کی آپ کی عمر تہی۔ کہ زمانہ کے تمام علماء پر علمی بحث مین آپ غالب تہے اور دولت مندون کی محفل مین بالانشین تہے۔ اٹہارہوین سال مین رسمی طور پر بیعت کر کے مجلسون مین بیٹہنا۔ اور سیاحت کرنا ترک کر دیا۔ اور گوشہ نشینی کے ارادہ پر اجمیر مین آ پہونچے۔ روز مرہ آدہی رات کے وقت خواجہ معین الاولیا کے روضہ پر جایا کرتے تہے۔ یوسفی اعجاز سے دروازے کہل جاتے تہے۔ اور اس وقت سے لیکر چاشت کے وقت تک سوائے ورد۔ دعا۔ نماز نفل۔ اور نماز فرض کے کوئی کام نہین کرتے تہے۔ نہ کوئی حرف زبان سے نکالتے تہے۔ اس کے بعد سونے کے وقت تک درس۔ قیلولہ۔ نماز فرض۔ اور مستحب۔ دعا خوانی۔ وعظ گوئی۔ اور تفسیر مین مشغول رہکر ایک پلک مارنے کی فرصت بہی اپنے اوپر جائز نہین سمجہتے تہے۔

القصہ۔ اسی طرح پر ستر برس اُس جگہہ گزارے۔ ہجری سنہ نوسو بالیس مین جب کہ آپ کی عمر نوے کو پہنچی تو خواجہ معین الاولیا کی طرف سے اطلاع ملی۔ کہ اس شہر پر ایک عظیم آفت آنے والی ہے۔ لہذا آپ اپنے مریدون کا گروہ ساتہہ لیکر رانا سانگا کے حادثہ سے سات روز پیشتر بہ ترک سکونت نارنول مین جا پہونچے۔ تین برس بعد الہ دین مجذوب سر راہ آپ سے مقابل ہوئے۔ اور کہا۔ احمد۔ دوڑو۔ عنقریب پیغام طلب آتا ہے۔ ناچار آپ سرگردان اور پریشان ناگور پہونچے۔ دوسرے سال چہبیسوین صفر ہجری سنہ نوسو تالیس مین عالم علوی کو کوچ فرما گئے۔

غوث الاولیا کی تصنیفات سے کچہہ اوراد ہین۔ اُن مین صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہین جس زمانہ مین کوہستان چنار مین رہکر نفس کے ساتہہ مین بہاری لڑائی کر رہا تہا۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ مینے خواب مین دیکہا۔ شیخ شرف احمد یحییٰ منیری۔ بہار اور بنگالہ کے مشایخ کبار کا گروہ ساتہہ لیے ہوئے۔ دریاے گنگا کے کنارہ کہڑے ہوئے ہین۔ اور اس درویش کو بلاتے ہین۔ جب خواب سے بیدار ہوا۔ تو ملازمت مین حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا۔

ناگور تک تمہاری ساتھ چلو مینے بہانہ کیا۔ تو قبول نہین ہوا۔ فرمایا۔ آج قطب زمان شیخ احمد مجد خلیفہ شیخ حسین
ناگوری نے عالم علوی کو کوچ فرمایا ہے۔ اور حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام نماز جنازہ کے واسطے تشریف
لائے ہین۔ مشایخ کے پہونچنے کا انتظار دیکھ رہے ہین۔ یہ تقریر سنکر مزید انکار کی گنجایش نہین رہی۔
شرف الاولیا نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور ہو کہا۔ ہم فوراً دہلی مین پہونچ گئے۔ اس صوبہ کے مشایخ وہان منتظر تھے سب نے
فراہم ہو کر ایک ساتھ ھُوْ جو کہا۔ تو اپنے تئین ناگور کی حدود مین پایا۔ ناگاہ حوض برتلے کے کنارہ ایک تابوت
نظر آیا۔ جس کے نزدیک سرور انبیا علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بزرگان مشرق و مغرب گروہ کے
گروہ کھڑے ہوئے تھے۔ اِس درویش کو اولین صف مین بلایا۔ اور شیخ فریدالدین عطار کی طرف ارشاد ہوا۔
کہ اپنے فرزند سے کہو۔ کہ امام بنے۔ کمال ادب اور ڈر سے بدن پر رعشہ پیدا ہو گیا۔ عرض کیا گیا۔ یہ ڈرتا ہے اور
اس کے سوا کوئی اور ذی جسم اِس جگہہ سے بھی نہین۔ فرمایا۔ کہو۔ امامت کرے۔ مینے عرض کیا۔ نماز جنازہ کی نیت
اور دعا مجکو اچھی طرح معلوم نہین ہے۔ یہ ناواقفیت کا عذر بھی حضور مین پیش کیا گیا۔ فرمایا۔ جنازہ کی نماز مین
کسی خاص نیت اور دعا کی شرط نہین ہے۔ بس توجہ اور تکبیر کافی ہے۔ اس پر درویش نے ترکیب کی تعلیم
کے لئے التماس کیا۔ فرمایا۔ کہو الصلوٰۃ للہ والثواب للمیت اللہ اکبر ۔ اور ہر بار آنکھہ
بندکرو۔ اور کھولو۔ اور اللہ اکبر کہو۔ یہان تک کہ چار تکبیرین پوری ہو جاوین۔ مینے حکم کی تعمیل کی۔ جب
آپ کو سپرد گور کر دیا تو رسول خدا نے تحفہ سلام درویشان حاضر و غائب کو پہونچا کر۔ کوچ فرمایا شرف الاولیا نے
میرا ہاتھ پکڑا۔ اور اپنے تکیہ مین لے آئے۔ جب آنکھہ کھلی تو اپنے تئین معمولی جگہہ پر پایا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بزرگی مین کسی شخص کو کلام نہین ہے۔ آپ اپنے پیر کی طرح خاندان نبوی
علیہ السلام کی محبت مین گویا بہن تھے۔ ربیع الاول مہینے کے اولین بارہ روز مین۔ اور محرم مہینے کے اولین
دس روز مین ماتمین کی طرح نیا اور دُھلا ہوا کپڑا نہین پہنا کرتے تھے۔ اور سوگوارون کی طرح زانو پر سر۔ اور سر پر
ہاتھہ رکھے ہوئے۔ نوحہ اور نالہ کرتے رہتے تھے۔ اور کھانا اور شربت جو کچھ ہاتھہ سے بن پڑتا تھا۔ درویشون کو
اور یتیمون کو دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی سید کے مقابلہ مین شرعی دعویٰ پیش کرتا تھا۔ تو آپ منت اور
سماجت کے ساتھہ ایسی صورت پیدا کرتے تھے جس سے سید کی جانب داری نکلتی ہوتی تھی۔ اور کہا کرتے
تھے۔ سادات کے ساتھہ از رُوئے مروت پیش آنا چاہیے۔ نہ از راہ شریعت۔ آپ کی خوابگاہ سلطان
التارکین حمید الاولیا کے روضہ مین اپنے پیر بزرگوار کے مزار کے تحت مین ہے۔

یاد شیخ عبد الوہاب

آپ بخاری - ملتانی - اور سید جلال سُرخ کی نسل سے ہین - جو مخدوم جہانیان کے جد امجد تھے - کہتے ہین - سید جلال بزرگ کے دو بیٹے تھے - سید احمد - اور سید محمود - مخدوم جہانیان سید محمود کے بیٹے ہین - اور آپ اولین بیٹے (سید احمد) کے پوتون مین سے ہین آپ کو دوبار سفر حجاز کے ذریعہ سے ارکان حج ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا - اولاً ملتان سے - اور دوسری دفعہ دہلی سے - سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر - گھر بنالیا - اور گھر والی بہی بہم پہونچائی - آپ کے ایک لڑکا تہا مجذوب **ابو الغیث** نام - جو کچھ اُس کی زبان سے نکل جاتا تہا - فرمان روائے تقدیر اُسکو راستی کے قالب مین ڈہال دیتا تہا - پدر بزرگوار لودہی کی ترقی اور سلامتی کی خواہش رکھتے تھے - اور اس مین کوشش کیا کرتے تھے - ایک روز مجذوب لڑکے نے باپ سے کہا - بابا بے فائدہ کوشش - اور ناشکور سعی نہ کیجیے - کیونکہ اس سال کیا سلطان - اور کیا مین اور آپ غرض کوئی بہی اس جگہہ رہنے والا نہین ہے - کہتے ہین - اسی سال ظہیر الدین بابر بادشاہ نے دہلی کی طرف چڑہائی کی - لودہی کے لشکر اور چغتائی سپاہ کے درمیان مین بڑی بہاری لڑائی ہوئی - اس مین سلطان سکندر مع بہت سی فوج کے میدان لڑائی مین مارا گیا - اور یہ دونون شخص بہی ایزدی حکم کے بموجب اسی سال مین - کہ ہجری سنہ نو سو تیس تہا - عالم صورت سے رخصت ہوئے اور مجذوب کا قول سچا ہوا - خوابگاہ شیخ عبد اللہ قریشی کے مزار کے برابر مین ہے پرانی دہلی کی حدود مین -

یاد شیخ سالار ناگوری

آپنے بامداد توفیق - تحقیق کے واسطے جہان پیمائی کی - اور اِس ذریعہ سے عبرت اور تجربہ حاصل کیا تھا ایران اور توران مین پہونچکر کتابی فنون - اور ضروری علوم - بزرگان وقت سے تحصیل کئے - لوگون کو بہت کچھ فیض پہونچایا - بالخصوص مخزن جواہر علوم و اسرار شیخ مبارک خفت نے آپکی خدمت سے الٰہی معرفت مین اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا **مصرع** مقام روح قدسی جان او باد ٭ شیخ مبارک نے اپنی بعض تصنیفات مین آپکے حالات موقع موقع سے لکھے ہین - اِن تمام حالات کے واسطے یہ مختصر رسالہ گنجایش نہین رکھتا ہے -

یاد شیخ جمال بہتہری

بہتہری ایک موضع ہے احمد نگر دکن کا - آپ سید حسین حسینی قادری کے فرزند ہین - آپ کے بزرگانِ سلف غوث العرفا شیخ محی الدین جیلانی **قدس سرہ** کو پہونچتے ہین - آپ کے پدر بزرگوار ہرمز کے راستہ سے دکن مین آئے

تھے - اور بھتری کے اندر بیرون کر قیام کیا یہان تک کہ رحلت فرما گئے - اُس وقت شیخ جمال خرد سال تھے - چونکہ اس موضع مین آپ چھوٹے سے بڑے ہوئے تھے - لہذا نام موضع کے ساتھ نامزد ہو گئے - سلطان بہادر گجراتی جس سال دکن مین آیا تھا - اُسی سال مین اُسنے شیخ سے ملاقات کا بھی ارادہ کیا تھا - مگر یہ چاہا - کہ شیخ مجکو تعظیم دین - شیخ کا حال یہ تھا - کہ دنیا کے ساتھ دلبستگی رکھنے والون کے لئے - تعظیم کو جگہہ سے اُٹھا نہین کرتے تھے - لہذا آپنے سلطان کے آنے پر تعظیم نہین دی - بدستور بیٹھے رہے - جب سلطان آپ کی خدمت سے لوٹا - تو ندیمون نے دریافت کیا - کہ خیال تو یہ تھا شیخ - شاہنشاہی تواضع کے واسطے اپنی جگہہ سے اُوٹھین گے - اس اندرونی خیال کا ظہور کیون نہین ہوا سلطان نے جواب دیا - کہ داہنی اور بائین دونون طرف سے دو فقیر میرے اوپر حملہ کے واسطے نظر ڈال رہے تھے - اور نیز آپ کا فروغ دیدار میرے شعلہ غضب کو پست کرتا تھا - اس سبب سے میرے دل مین ایسا ڈر بیٹھا جس کا بیان نہین ہو سکتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے - کہ سلطان واپس ہوتے وقت آپ کو کمال عجز و انکسار کے ساتھ گجرات مین لایا - اور احمد آباد مین گھر اور خانقاہ بنا دی - آپکے پانچ بیٹے مشہور تھے - امین اللہ - یتیم اللہ - صوفی - حسین اور بدر الدین - یتیم اللہ کو سید غیاث الدین کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کر دیا تھا - یتیم اللہ ایک عالم آدمی تھے - درس دیا کرتے تھے - اور باپ کے جانشین بھی ہوئے - راقم بھی ہجری سنہ ایک ہزار تین مین بمقام احمد آباد اُن کے ملازمت سے مشرف ہوا تھا - کم و بیش پانچ برس بعد سنا - کہ وہ عالم علوی کو کوچ فرما گئے

مصرع یاد اجمال دوست ضیا بخش چشم او -

یاد سید حسینی

آپ عرب زادہ ہین - جس زمانہ مین رانا سانگا نے چندیری کی لوٹ مار کی تھی - اُس زمانہ مین اہل اسلام کو آفت کا دن دیکھنا اور تکلیفات کی زمین پر بیٹھنا نصیب ہوا تھا - اور ہر ایک ملک مین دربدر دیوانہ پھرتے تھے - اس زمانہ مین آپ اپنے وطن سے گجرات مین آئے ہوئے تھے - چندیری کا حال سنکر شکستہ دلون کی امداد کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوئے - جب دسور (مندسور) مین پہونچے - تو ایک مقام پر پانی کے کنارہ ایک راجپوت مسواک کر رہا تھا - اس حالت مین راجپوت کی نظر درویش پر پڑی - آپ کے ہمراہ دو شخص اور بھی تھے آپ نے راجپوت کی طرف رخ نہ کیا - پیکر پرست مذکور برہم ہو کر واہی تباہی الفاظ بکنے لگا - آپ کو سننے کی تاب نہین ہوئی اُس راجپوت کے سامنے ایک تلوار رکھی تھی - فوراً آپنے وہ تلوار اُٹھا لی - اور راجپوت کا سر تن سے جدا کر دیا - جب

یہ کیفیت راے گنگو ٹر گوجر کو معلوم ہوئی - جو رانا کا امیر اعظم اور دسور (مندسور) کا جاگیر دار تہا - غضبناک ہوا - اور لوگون کو مامور کیا - ملازمین نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیون کو سنگسار کرکے شہید کردیا - اسی رات کو مذکورہ بالا گوجر کے ساتہہ یہ واقعہ پیش آیا - کہ کئی دفعہ اپنے تخت سے زمین پر اوندہا گرا - جب صبح ہوئی - تو اُس نے چند اشخاص اس غرض سے روانہ کئے - کہ مسلمانون کے آئین و مذہب کے بموجب مقتولون کو دفن کردین - چنانچہ تعمیل کی گئی - آپ کی خوابگاہ اُسی بہشت نما زمین مین ہے -

یاد شیخ علاء الدین عیسیٰ دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس اللہ تعالیٰ سرہما - تمام علوم متداولہ شیخ سماء الدین کنبو کے مدرسہ مین تحصیل کئے تہے - جو علماے وقت مین سب سے زیادہ عالم تہے - اور باطنی علم کی تحصیل شیخ ابو الفتح ہانسوی کی خدمت اور بیعت سے تہی شیخ ابو الفتح ہانسوی شیخ جمال ہانسوی کی نسل سے مشہور ہین - جب آپ بیان فرمایا کرتے تہے - تو مختلف مذاق و مختلف وجوہ کے ساتہہ قرآن پاک کی تفسیر فرمایا کرتے تہے الغرض آپ دو جہانی کمالات کے ساتہہ بغلگیر یا یون کہئے - ہمدوش تہے - آپ کے فرزندون مین سے دو شخص درویشی مین مشہور ہین -

ایک **شیخ کمال الدین عجائب** ہین - انہون نے علم کے کئی عمدہ عمدہ متعارف رسالے تغلق خان کی خدمت مین پڑہے تہے - اور نیز علم باطن سے بہی مستفید تہے - شیخ کمال الدین کے بہی دو بیٹے تہے **شیخ رکن الدین** اور **شیخ حاجی شطاری** دونون خداشناس اور باطناً فارغ البال سے اپنے عم مکرم شیخ زکریا کے ہمراہ شیخ ولی شطاری کی خدمت مین رہ کر اخروی کمالات حاصل کئے تہے -

دوسرے **شیخ بہاء الدین زکریا** - ہین - سلسلہ شطاریہ کے نامور بزرگون مین سے ہین - راہ تحقیق کے سلوک مین بہت کچہہ ریاضت اور مجاہدہ کیا تہا - شیخ عبد القدوس حنفی چشتی کی صحبت سے اور نیز دیگر مشائخ وقت کی صحبت سے فیض و فائدہ حاصل ہوا تہا - شیخ محمد مودود لاری کے درس مین تصوف کی کتابون اور حقائق کے مشہور رسالون کے پڑہنے مین آپ شیخ امان اللہ پانی پتی کے شریک تہے ہجری سنہ نوسو تر مین جہان فانی سے رخصت ہوئے - بیر محمد خان شروانی اُس زمانہ مین بڑے مقرر عالم تہے - عرش آستانی اکبر شاہ کے دربار مین بہی امراے اعظم مین شمار تہا - باوجودیکہ مولوی شروانی فقرا کے گروہ کو بیکار سمجہتے تہے - مگر شیخ زکریا کے ساتہہ مخلصانہ اعتقاد مزور تہا اور ان کے محفلین شیخ زکریا کی تعریف سے خالی نہین ہوا کرتی تہین -

یاد شیخ محمد ابن خواجہ تاج الدین محمد قدس سرہما

آپ علما اور عقلاے زمانہ مین سر برآوردہ تھے۔ طریقت کے سلوک مین بھی ایسا عالی مرتبہ پایا تھا۔ کہ اپنے جد بزرگوار گنجشکر کے زمانہ کی روح روان شمار کیئے جاتے تھے۔ احمد آباد مین سلطان مظفر گجراتی جمیع علوم مین کامل دخل رکھتا تھا۔ اُس کے آپ مصاحب تھے۔ تاج العلما کا لقب ملا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے۔ قبر احمد آباد مین ہے۔

یاد شیخ محمد مودود لاری

آپ بابا نظام ابدال کے مرید۔ اور مولانا عبد الغفور لاری کے شاگرد ہین۔ قبر آپ کی شہر پانی پت مین شیخ امان کی قبر کے متصل ہے۔ شیخ امان علم تصوف مین آپکے شاگرد تھے۔ قدس اسرارہم۔ تجرید اور تفرید کے میدان مین آپ کا پانون استحکام کے ساتھ جما ہوا تھا۔ وحدت اور توحید کے اقسام سے کلی واقفیت تھی۔ وجد اور اسرار وجد کے صحیفے آپکے مطالعہ سے نکل چکے تھے۔ کہتے ہین۔ باطنی پرورش آپ کو مولانا عبدالرحمن جامی سے تھی۔ ظہیر الدین بابر بادشاہ کے زمانہ مین طاب ثراہ آپ ہند مین آئے۔ اور دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ نشینی اختیار کرکے خوشی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ پھر یہان سے آپ پانی پت چلے گئے تھے۔ اِس جنبش کے دو سبب تھے۔ (ایک) شیخ عبد الغفور پانی پتی کے فرزندون کی خواہش (دوسرا سبب) بالخصوص شیخ امان کی قبر کی محبت مخصوص۔ اور فتوحات کا درس بہت کچھ دیا۔ اور اِن کتب کی مشکلات۔ تعلیقات اور حواشی کے ذریعے سے حل فرمائین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام عمر ظاہری اور باطنی علوم کے درس مین گزار دی۔ ہجری سنہ نوسو سینتیس تھا۔ کہ رمضان مہینے مین عالم وحدت کے کوچ کا عزم فرمایا۔ اور کثرت کی کہنہ سراے سے خیمہ اکھاڑ کر باہر جا گاڑا۔

یاد خواجہ خانون علا تاج ناگوری

آپ کی قبر گوالیار مین ہے۔ آپنے ناگور سے نکل کر اِس شہر کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ آپ کی مقدس روح عنصری جسم کے ساتھ شامل ہوکر ہجری سنہ آٹھہ سو تریپن مین عالم دنیا مین آئی تھی۔ اسی اور سات ستاسی برس صورت خانۂ تقدیر کا نظارہ کیا۔ مگر پابندی علاقہ سے آزاد رہے۔ اور ہر ایک کا حفظ مراتب ملحوظ رکھکر۔ دل کو مصور حقیقی کے مشاہدہ سے منور رکھا۔ ہجری سنہ نوسو چالیس مین۔ نقش ہستی۔ چار دیوار عناصر سے مٹا کر سلیم دل اور مطمئن خاطر کے ساتھ حضور قدس کو روانہ ہو گئے۔ آپ شیخ اسمٰعیل کے خلیفہ ہین۔ جنھون نے طریقت کے تمام مقامات

اور سلوک کی کل منزلین طے کر کے - اپنے پدر بزرگوار خواجہ حسن سرست سے خلافت پائی تھی - خواجہ حسن سرست توحید اور تصوف کی مجلس مین پرانے میگسار تھے - اجازت رہنمائی - اپنے والد ماجد شیخ سالار فاروقی سے رکھتے تھے شیخ سالار - کعبۂ تحقیق کے مسافرون مین قافلہ سالار ہین - اجازت ہدایت خواجہ اختیار الدین عمر سے ملی تھی - خواجہ اختیار الدین اپنے زمانہ کے اکثر مشائخ مین برگزیدہ تھے - خرقۂ خلافت - خواجہ محمد سعدی سے پایا تھا - خواجہ محمد سعدی شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ اور نائب اعظم ہین قدس اللہ اسرارہم - شیخ معروف دہاروال نے اپنے شجرہ مین لکھا ہے - کہ خواجہ خانون کو خرقۂ خلافت شیخ حسین ناگوری سے بھی ملا تھا - جو تین واسطہ سے سلطان التارکین شیخ حمید الدین سوالی ناگوری کو پہونچتے ہین -

کہتے ہین ضعیفی نے بہت ہی آدبایا تھا - اسواسطے آنے والون کی تعظیم کے لئے اٹھا نہین کرتے تھے جب وجہ دریافت کی گئی - تو فرمایا ضعیفی کی سستی تعظیم سے باز رکھتی ہے - اور تکلیف کے ساتھ بعض کے لئے تعظیم مخصوص کرنا - درویش کے مناسب حال نہین ہے مصرع فیض الشان بجان ما برسان -

یاد شیخ بہول

آپ کا لقب فرید الدین احمد - اور خطاب جہانگیر ہے غوث الاولیا کے بڑے بھائی - اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ ہین - بے نہایت لوگون کے دل آپ کے پنجہ تصرف مین تھے - شاہ سے درویش تک اور بڑے سے چھوٹے تک ایک زمانہ آپ کی خدمت مین مریدانہ زانو تہ کرتا تھا - اقسام دعوت بہت کچھہ یاد تھین - آپ کی ظاہری خواہشین - اور باطنی قوتین دوئی کے سنگ لاخ سے نکلی ہوئی تھین - اور وحدت کے سبزہ زار پر خرامان خرامان پہرا کرتی تھین - دو جہانی کمالات آپ کو حاصل تھے - اُخروی اعمال اور دنیاوی مآل یہ دونون چیزین آپ کے حصہ مین آئی تھین - جنت آشیانی ہمایون بادشاہ آپ کا مرید تھا - اِن ایام مین مولانا جلال الدین تتوی بڑے صاحب عقل عالم تھے - ہمایون بادشاہ کے اُستاد - اور ہمایونی سلطنت کے صدر الصدور تھے نیز اُن کو سہروردیہ سلسلہ سے کافی حصہ ملا تھا - اور نیز انہین ایام مین ایک بزرگ مولانا محمد فرغلی تھے نقشبندی خانوادہ مین بیعت وتلقین کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا - اِن دونون اصحاب نے مجبورانہ اتباع ہمایون کے سبب سے اور نیز جہانگیری تصرف کا اثر مان کر از سر نو آپ سے بیعت کی تھی - اُس زمانہ مین بہت سے علما اور فضلا آپ کے مرید ہوئے - ہجری سنہ نو سو سینتالیس مین شیر شاہ سور نے فتح پائی - اُس وقت صدر الذکر دونون کامل اور اُستاد وقت نواح قنوج مین گمنام ہو گئے - آپ فرماتے تھے شیخ فضل اللہ بنگالی میرے

بھائی شیخ محمد - اور فقیر بھول - ہم تین آدمی چنار کے کوہستان مین ریاضت کے ارادہ پر آئے تھے - وہان کے باشندون نے بیان کیا - کہ دو سو برس ہوئے ہم اپنے بزرگون سے مسلسل سنتے چلے آتے ہین - اس غار مین ایک درویش گوشہ گزین ہین - اور مشغول بخدا ہین - ہم مین سے کسی کو اندر جانے کی طاقت نہین ہے - جو اُن کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر لاوے - یہ سنکر ہم تینون آدمیون نے تلاش کے واسطے اُس غار مین قدم رکھا - جب ہم دو منزل کی برابر راہ چل لئے - تو وہان پر پہنچے ایک پیر کو مراقب دیکھا - کہ اُسنے اپنی نورانی پیشانی سجادہ پر رکھ چھوڑی ہے وہ پیر ہمارے پہونچنے سے آگاہ ہوا - اُٹھا - اور نہایت ترحم کے ساتھ آگے بڑہا - بہت کچھ مرحبا اور التفات کے ساتھ پیش آیا - اور ہر ایک کو ایک جداگانہ خطاب سے سرفراز کیا - مجکو جہانگیر - بھائی کو غوث اور فضل اللہ کو اہل اللہ کہا - اسرار و حقائق اپنی تقریر مین ظاہر کر کے آنے والون کو آگاہ کیا - اور اصل حقیقت پر اطلاع بخشی - اس کے بعد جلدی سے خلوت مین گھس گیا - تھوڑی دیر بعد ہم لوگون نے واپس آنے کی اجازت مانگی - جواب کہان سے آتا - وہ تو واصل حق ہو چکا تھا - اس سفر کا سامان اُس غار مین مہیا کر رکھا تھا - ہمنے اس سامان کو کام مین لا کر نعش سپرد خاک کی - شیخ بھول کی خوابگاہ - قلعہ بیانہ کی حدود مین ہے - ایک بلند پہاڑ پر - ایک قبر ہے نشاط انگیز اور روح افزا -

یاد سید معظم

آپ ترمیذ کے سادات مین سے ہین - اور خوابگاہ کالپی ہے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - کہ آپ کے بزرگون نے ہند مین آکر کالپی مین بود و باش اختیار کی تھی - آپ کے وقت مین آپ سے زیادہ کوئی بزرگ شہر مین نہ تھا آغاز ہوش سے رسمی علوم پر کبھی دل نہاد نہین ہوئے - البتہ قرآن مجید کی تلاوت سے ضرور لبستگی رہی - آپ کا ظاہر پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ - اور باطن ایزدی تجلیات کے ساتھ منور تھا - آپ کا پانون - تلاش روزی کے راستہ مین کبھی نہین چلا - اور درہم کبھی آپ کے ہاتھ کا ناخن بن کر نہین رہا - اگر احیاناً ہم پہونچ گیا - تو آپنے اُس کو حاجتمندون کے نام زد کر دیا - دل توکل کو - اور تن تسلیم کو حوالہ کر کے - جو کچھ ضرورت ہوئی - وَاِن مِّن شَیۡءٍ[۵] اِلَّا عِندَنَا خَزَآئِنُهٗ کے خزانہ سے لیا - جو کچھ کہا - سوچ کر کہا - اور جو کچھ کہہ دیا - اُس کے بعد کہنے کے برخلاف بہت کم عمل کیا - باوصف اس قدر بے سببی کے دولتمندانہ خرچ تھا - دو بیٹے چھوڑے سید محمد اور سید احمد آخرین جہان کو کوچ کر گئے - اور اولین باپ کے جانشین ہوے مصرع سیادت با تلاوت ہم قرین داشت

---

[۵] اور نہین کوئی چیز مگر ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

یاد شیخ ابراہیم ابن عمر سندھی

آپ کی ابدی آسائش گاہ - برہان پور کی حدود مین قطب شمالی کی طرف بنائی گئی ہے - لوگون کے میل جول سے - اور دل لبھانے والی چیزون سے علیحدہ رہکر زندگی گزارتے تھے - بعض کہتے ہین - قاضی قاضن سندھی کے ہم نشینون مین سے ہین - جنہون نے وحدت وجود کے بیان مین بہت سے بیش بہا جواہر اپنی زبان سے نظم کے تاگے مین پروئے ہین - اور نیز اُس کی دلیلین قایم کی ہین - اور بعض کا یہ قول ہے - کہ سید محمد جونپوری کے معتقدین مین سے ہین قدس سرہ جن کو اُن کے پیروون کا ایک طبقہ مہدی کرکے مانتا ہے - اور کہتا ہے - کہ ختم ولایت اور مہدویت کے دعوی پر سید محمد کافی دلیل رکھتے تھے حاشا کہ اہل شناخت سے ایسا دعوی اور ایسی تصدیق - حالت سکر کے سوا - صادر ہووے - اس قسم کی باتین کافی طور پر سید محمد صاحب کی یادداشت مین لکھی گئی ہین - اور نیز جہان کہین - تقریب آئی ہے - وہان ہر ایک جگہہ از روے عقل و نقل اُن کی بریت کی نسبت اشارہ کیا گیا ہے

یاد شیخ مبارک بالا دست

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون جھنجانہ مین ہین - میر سید علی قوام سمانہ کے مرید ہین - جو شیخ بہاء الدین جونپوری کے خلیفہ تھے قدس اسرارہم - ظاہری کمالات اور معنوی فضائل - آپ کی استعداد کو لازم تھے - آپکی ملازمت سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - جیسے شاہ الہ بخش گڈہ مکتیسری - جو آپ کے بزرگ خلیفہ اور پیشرو ہین - آپ کے خرق عادات کی گرما گرمی کا حال لوگ بہت کچھہ بیان کرتے ہین -

یاد قاضی محمود ابن جایلدہ

دریائی بیرپوری

آپ کا نام شیخ حامد ہے - پیدایش احمد آباد گجرات کی ہے - وجد و عشق - اور سوز و گداز کے آب ملک تھے ہمود و سماع گویا آپ کی زندگی تھا - جس وقت اولیاء اللہ کے نزدیک اظہار کرامت مناسب اور ضروری ہوتا ہے - ایسے وقت مین طلسمی آثار کی نمایش آپ کے اقوال اور افعال سے بہت کچھہ وقوع مین آیا کرتی تھی - غلبہ عشق کے سبب سے ہمیشہ آپ کا یہ حال رہتا تھا - کہ اپنے حسب حال عاشقانہ مضمون باندہا کرتے تھے - ہندی عبارت مین اور ہندی مقامات مین دلپسند طرز ہوتی تھی - قوالون کی ایک جماعت آپ کی روش کو کمائچی کہتی ہے - اور یہ لوگ کمائچہ کی علامت سے اور نیز اپنے گانے کی خاص طرز سے ہند کے جملہ ارباب نشاط مین ممتاز ہین -

کسی قدر حالات آپ کے بیان کرتا ہون - بعض کے نزدیک آپ اپنے باپ کے مرید ہین - اور آپ کے پدر بزرگوار کو خرقہ خلافت شاہ عالم بخاری سے حاصل ہوا تھا - اور بعض اصحاب آپ کو بھی شاہ عالم بخاری کا خلیفہ

سمجھتے ہین۔ اور کہتے ہین۔ آغاز ہوش مین آپ کا قیام۔ شہر احمد آباد مین تھا۔ ہجری سنہ نوسو بیس مین بہ قصبہ بیرپور آئے۔ اور سکونت اختیار کرلی۔ یہ قصبہ مضافات احمد آباد مین ہے۔ مگر اس مین آدمیون کی بساوت کم ہے۔ آپ کی عمر گیارہ برس کی تھی۔ کہ آلہی طلب کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ اپنے پدر بزرگوار سے خلوت نشینی کی اجازت لیکر۔ ایک جنگل تھا عمارت سے دور۔ وہان پر عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کیا۔ ہمیشہ چند روز بعد باپ کی خدمت مین حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اور باپ کی گرامی صحبت سے استفاضہ کرکے پھر اپنے مقررہ حجرہ کو چلے جایا کرتے تھے۔ اسی طریق پر پچاس اور چھہ چھین برس گزار دئے۔ جب عمر سرسٹھہ سال کو پہونچی۔ تو تاریخ تیرہوین ربیع الثانی کو کہ ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو تھے۔ عالم علوی کا عزم کرکے سامان زندگی اس ملک فانی سے باندھ لے گئے۔

روایت ہے۔ آپ کے جدامجد کا نام قاضی محمد تھا۔ جب قاضی جی کی صالحہ بی بی کے علی الاتصال چھہ لڑکیان ہوئین۔ تو قاضی جی کو لڑکے کی خواہش ہوئی۔ تاکہ نسل محفوظ رہے۔ قاضی جی کی بی بی نے قبل اس کے۔ کہ یہ ذکر دوسرے شخص کی زبان سے سنے خود اپنی دلی خوشی کے ساتھہ بالمشافہ شوہر کو اجازت دی۔ کہ دوسری عورت کے ساتھہ نکاح کرلیجئے۔ اور یہ بھی پیغام دیا۔ کہ دوسری عورت بیٹے کی نیت سے۔ کرنا آپ کو ضرور ہے اور مین بھی راضی ہون۔ قاضی جی نے جواب دیا۔ آج رات کو مین اس بات کا استخارہ کرکے خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حضور مین عرض کرون گا۔ اور پھر حضور کا جیسا حکم ہوگا۔ عمل مین لاؤن گا۔ مقدہ کوتاہ یہ ہے کہ حضور خاتم النبیئین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب مین فرمایا۔ محمد۔ تم کو مبارک ہو۔ اسی پاک دامن بی بی سے تمہارے تین صاحب کمال لڑکے ہون گے۔ کسی عورت کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اور حرف (حا) علیحدہ علیحدہ تین جگہہ قاضی جی کے کف دست پر لکھدیا۔ اس بنیاد پر اولین لڑکے کا نام حامد دوسرے کا نام حماد۔ اور تیسرے کا نام حمید رکھا۔ اولین (حامد) قاضی محمود کے باپ ہین۔ رحمۃ اللہ علیہم

یاد مولانا عبدالکریم ابن عطاء اللہ نہم دہی

آپ نامی علماے شیراز مین سے تھے۔ سلطان محمود بزرگ کے زمانہ مین آپنے اپنی تشریف آوری سے احمد آباد مین شیراز کا ڈھنگ پیدا کردیا تھا۔ طبقات محمود شاہی آپ کی ہی فراہم کی ہوئی ہے۔ بہت سی عمدہ عمدہ تاریخون کو جیسے خلکانی اور یافعی ہے۔ نظر مین رکھکر طبقات کو لکھا ہے۔ آغاز کتاب آدم علیہ السلام کی آفرینش سے کیا ہے۔ اور سلطان محمود کے واپسین سفر تک کہ ہجری سنہ نوسو پندرہ ہے۔ انبیا

اولیا۔ علما۔ شعرا۔ سلاطین۔ وزرا۔ اورامرا ان سب کے حالات عمدہ طرز کے ساتھہ لکھے ہین۔ اُمید ہے کہ جو اصحاب عقل وفہم کے ساتھہ واقعات کی تواریخ پڑہنے کے شائق ہین۔ اُن اصحاب کو یہ کتاب عبرت پیدا کریگی۔ آپ کے ایک لڑکا تھا عطاء اللہ نام۔ ماجراے گذشتگان سلف کے تتبع مین اپنے پدر بزرگوار کا پیرو تہا۔ نام اور نامہ نے آپ کو مشہور کردیا۔ **مصرع** بادا مقام او شان للہ ورقائل۔

یاد سید ہبتہ اللہ

آپ از نام شاہ میر مشہور ہین۔ ان بزرگ سادات مین سے ہین۔ جو حسنی حسینی ہین۔ خطہ شیراز کے بڑے علما مین تہے۔ امیر صدر الدین محمد شیرازی کے ہم نشین اور ہم درس۔ اور مولانا جلال الدین محمد دوانی کے ہم عصر تہے۔ سلطان محمود بزرگ کا زمانہ تہا۔ کہ شیراز سے صوبہ گجرات مین آئے۔ اور جانپانیر مین۔ جو یہان کے سلاطین کا پُرانا دار الخلافہ ہے۔ قیام کیا۔ آپ سیادت اور فضیلت کے نیر اعظم تہے۔ اِس نیر اعظم کے طلوع سے زمین گجرات برج شرف بن گئی۔ اور طلبا کے ہاتہون مین علم کے خزانون کی کنجیان آ گئین۔ آپ کے کئی بیٹے تہے۔ جو فاضل اور اوصاف حمیدہ سے موصوف تہے۔ آپ نے علم ہیئت کے اندر ایک فارسی شرح اثناے درس مین بیٹون کے واسطے ہی لکھی تہی۔ اِس کے سوا آپ کی تصنیفات اور بہی ہین جیسے (۲) اسنی الکواشف فی شرح المواقف (۳) لوامع البرہان فی قدم القرآن۔ (۴) محاکمہ شرح شمسیہ (۵) علم حدیث اور اصول حدیث مین ایک رسالہ سودمند لکہا ہے۔ جو مشکل کشا اور جمیع اقسام حدیث کو جامع ہے۔ آپ کی جملہ تصنیفات کو علماے زمانہ نے پسند کیا ہے۔ خدا کرے۔ آپ کی تالیفات کے طفیل مین اِس گلزار کو بہی مقبولیت کی شادابی نصیب ہو۔ آپ کے سب لڑکے سعادت مند تہے۔ اِن سب مین فرزند رشید **شاہ کمال الدین محمد** ہین۔ جن کو دونون جہان کے کمالات حاصل تہے۔ ان کے بہی بیٹے اور بھتیجے ہین۔ سب مین بڑے **شاہ ابو تراب** ہین۔ شاہ ابو تراب کو ہجری سنہ نوسو ںیاسی مین شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے میر حاجی کا خلعت عطا فرمایا تہا۔ اور بہت سا سامان خیرات دیکر حرمین شریفین کو روانہ کیا تہا۔ شاہ ابو تراب اِس اعلی سعادت سے مشرف ہوئے۔ اور بعد زیارت حرمین لوٹ کر ہند مین آئے۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ تک زندہ رہے۔ خوابگاہ احمد آباد مین ہے۔ شاہ ابو تراب کے بہی ایک لڑکے ہین۔ شاہ گدائی نام۔ سپاہیانہ لباس مین سلوات اور مشائخ کے طریقہ کی رعایت۔ بقدر امکان کرتے ہین۔ اور اس کو غنیمت سمجہتے ہین۔ باوجودیکہ اِن تمام سادات کے آبا و اجداد کی سیادت صحیح ہے۔ لیکن یہ تمام

سادات سلسلہ مغربیہ سے تعلق بیعت کا ضرور رکھتے ہین - اور گجرات مین خانوادہ مغربیہ کو رونق دینے والے مخدوم شیخ احمد کھٹو ہین - قدس سرہم -

یاد شیخ عبدالقدوس حنفی

آپ شیخ صفی الدین کی لڑکی کے فرزندون مین سے ہین - جو تمام علوم کے اصول اور فروع مین یکتائے وقت تھے - بعض کی رائے ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی صوفی کی نسل سے ہین - اور بعض کا گمان یہ ہے حنفی اس سبب سے کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے شیخ محمد ابن شیخ عارف - ابن شیخ عبدالحق کے مرید اور خلیفہ ہین - آپ کی تصنیفات مین سے ایک کتاب ہے - انوار العیون جس کی ترتیب کی بنا سات فن پر رکھی ہے - اس کتاب کے اولین فن مین لکھا ہے - کہ ظاہر امیری بیعت مخدومی شیخ محمد سے ہے - لیکن مجکو زیادہ فیض اور ہدایت آپکے جد امجد شیخ احمد قدس سرہ سے پہونچی ہے - ان کی تعریف بھی اس فن مین بہت کچھ کی ہے نیز شیخ عبدالقدوس کو درویش قاسم اودھی سے بھی خلافت اور اجازت تھی - جو چشتیہ اور سہروردیہ خانوادہ مین بزرگ سلسلہ ہین - لوگون کی صحبت سے اپنا دامن کھینچکر بیابانون مین اکثر بسر کیا کرتے تھے - اور غنودگی کو آنکھون مین آنے نہین دیتے تھے کسبی علوم اور رسداول فنون - کہ عبارت کتابی تحصیل سے ہے - مدرسہ مین بہت کم پڑہے تھے - لیکن علم لدنی کے دروازہ آپ پر کھل گئے تھے - کتب صوفیہ کو جیسے فصوص الحکم - عوارف - اور اصطلاحات کاشی ہین - مطالعہ کے زور سے حل کرکے ہر ایک کتاب پر ایک عمدہ شرح لکھی ہے -

کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو چھیالیس مین سلطان نصیر الدین ہمایون شاہ - خراسان اور ہند کے عالمون اور عارفون کی ایک جماعت ساتھ لیکر استفادہ کے ارادہ سے آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا کرتا تھا - اس جماعت مین مولانا محمد فرغلی اور مولانا جلال تتہ جیسے بلند لوگ ہوتے تھے - اُس وقت روحانی اور ربانی انجمن گرم ہوا کرتی تھی - اور جو مشکلات کسی فن مین پیش آیا کرتی تھین - یا سلطان کے سوا جس کسی کو بھی تصوف کے حقائق - اور طریقت کے سلوک مین دشواریان ہوا کرتی تھین وہ سب آپ کی تقریر و تلقین سے صاف ہو جاتی تھین - اس اثنا مین بہت سی خرق عادات بھی ظاہر ہوا کرتی تھین -

آپنے ہجری سنہ نو سو پچاس مین عالم خاک سے عالم تقدس کو کوچ فرمایا خوابگاہ گنگوہ مین ہے - جو سرکار دہلی سے متعلق ہے تین لڑکے چھوڑے - سب سے بڑے شیخ حمید الدین تھے - سب سے چھوٹے شیخ عبدالمجید

عبدالمجید حلم عارف سجادہ نشین - اور رہنما تے - اور منجھلے لڑکے **شیخ رکن الدین محمد** بھی اکابر وقت مین تے - باوجود دیکہ عمر ضعیف ہوگئی تھی - مگر سماع کے بغیر صبر نہین کرسکتے تے - مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - مین ایک روز آپ کی ملازمت مین ایسے وقت پہونچا - کہ ہنگامہ سماع گرمی پر تہا جب وجد کا اضطراب ذرا فرو ہوا - تو مینے سماع کے روا اور ناروا ہونے کی نسبت سوال کیا آپنے یہ بیت پڑہکر جواب دیا بیت

من گم شدہ ام مرا مجوئید		باگم شدگان سخن مگوئید	

تمام سننے والون مین بالخصوص مجہ ناتمام مین ایک عظیم تغیر پیدا ہوا - اور مجلس سماع ازسر نو تازہ ہوگئی شیخ رکن الدین نے ہجری سنہ نوسو تراسی مین جہان فانی کو ترک کیا - اِن کے فرزند **شیخ احمد** تے - ایزد طلب خدا شناس - اور رسمی علوم کے اچھے عالم تے - کہتے ہین - آپ کا قول تہا - ہمارے خانوادہ کا پرانا قاعدہ ہے کہ اولاد لڑکون کو ظاہری کمالات سے آراستہ کرتے ہین - اِس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت کراکر قطبیت اور غوثیت کے درجہ کو پہونچاتے ہین شیخ احمد نے ہجری سنہ نوسو بتہہ مین رحلت فرمائی - اِن کے بیٹے **شیخ عبدالنبی** رسمی علوم سے آراستہ تے - خاص کر علم حدیث مین اُستادان عرب سے سند صحیح حاصل کی تہی - اور عرش آستانی اکبر شاہ کی تمام قلمرو کے صدرالصدور تے - دوبار سفر حجاز کو گئے - اور آئے - پچھلی دفعہ جو لوٹ کر آئے - تو صدارت کے درجہ سے اُتار دئے گئے تے - اور شاہنشاہی عتاب ہوا تہا - اس سبب سے چند روز ان پر تنگی کے ساتہہ گزرے - بالآخر منگل کی رات تاریخ تیرہوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اکیانوین کو بہ تعمیل حکم طلب رحلت فرمائی -

یادِ شیخ فضل اللہ گجراتی

زمانہ سابق مین ترک وطن کر کے سفر کرتے ہوئے - جب رہتک مین آپ کا گزر ہوا - تو اس مقام سے آگے نہ بڑہ سکے - ناچار بود و باش اختیار کرلی - رہتک ایک قصبہ ہے مثل شہر کے - دہلی سے بیس کوس دور - آپ عالم متوکل - اور فانی فی اللہ تے - کسی شخص سے کچہہ نہین لیتے تے - کہتے ہین - ایک سوداگر - آپ کے خاص مریدون مین سے تہا - ایک روز سوداگر مذکور نے اپنا تمام سرمایہ نذر کے طور پر لاکر پیش کیا - آپنے عذر فرما کر اُس کے قبول کرنے سے انکار کردیا - اور لانے والے کو بدستور واپس فرمایا - آپ کی رحلت - دسوین صدی کے اولین نصف حصہ مین ہوئی ہے - رحلت کے پیچھے چند روز تک کارخانہ - جمعہ کی نماز کے بعد آپ کے مزار کے پاس حاضر ہوکر علمی مجلس کیا کرتے تے - اور بہت سے دشوار مسائل آپ کے روحانی فیض سے آسان ہوجاتے تے - اعتقاد صحیح - اس مشکل نما

مسئلہ کا حل کرنے والا ہے مصرع خوابگاہش مخزن اسرار دان۔

یاد شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری

آپ کی زاد بوم ملتان ہے۔ آپ سپاہی درویش۔ یا درویش سپاہی تھے۔ جب اُس ملک مین شورش ہوئی تو مع اہل و عیال آگرہ مین آکر قلعہ مین گھر لیا بہت عرصہ تک سپاہیانہ طور پر رہے۔ لیکن ہمیشہ رات کے وقت نماز تہجد غسل کر کے پڑہا کرتے تھے۔ زیادہ تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ کبھی کسی وقت کوئی دربان یا کوتوال آپ کے باہر جانے سے اور قلعہ کے اندر واپس آنے سے آگاہ نہین ہوا۔ اسی اثنا مین خدائی عنایت آپ کو ہم جنسون کی غلامی سے نکال کر خدا پرستی کے شہرستان مین موکشان لے گئی۔ دنیاوی دولتمندون کی ہم نشینی سے جو نشاط ہوتا تھا۔ وہ جاتا رہا۔ دلگیر ہو گئے۔ اور گوشہ گزینی کا تکدر آپ کے دل پر سیر باغ کی بہار دینے لگا۔ روحانی کمالات تحصیل کرنے کی فرصت حاصل ہوئی۔ طلسمات دکھانے والے نفس کے ساتھ بہت سی لڑائیان کرنے کے بعد۔ ملک معنی مین آنے جانے لگے۔ کہتے ہین۔ ایک روز مراقبہ مین سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اُس وقت یہ آواز آپ کے کان مین آئی کہ اپنے چہرہ پر برقع رکھو۔ آپنے جواب دیا۔ برادران زمانہ سے دوکانداری کی تہمت سننے کی طاقت مجھ مین نہین ہے دوسری بار پھر آواز آئی۔ کہ اگر برقع رکھنا منظور نہین ہے۔ تو گردن ٹوٹنے کی تکلیف گوارا کرو۔ مینے عرض کیا۔ مجکو پچھلی بات منظور ہے۔ اُسی وقت مہرہ گردن کی ایک ہڈی اپنی ترتیب سے ہٹ کر اُبھر آئی۔ اور سر سینہ پر جا پڑا۔ جس وقت دیکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ تو آپ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھکر سر اُٹھایا کرتے تھے۔ تب کہین۔ اُس چیز کو دیکھ سکتے تھے۔ اخیر دم تک یہی حالت رہی جب آپ کی زندگی کا سامان۔ اُس جہان کو روانہ ہوگیا۔ تو آپکے بیٹے **شیخ یعقوب** نے درویشی کے چہرہ پر سپاہیانہ وضع کا پردہ بدستور قایم رکھا۔ اور اُسی روش کے نقاب مین سالکان طریقت کی طرح یہان تک کوشش کی۔ کہ واجب اور ممکن کی شناخت مین ابنا رتبہ اولیاء اللہ کے عالی رتبہ کی برابر کر دیا۔ شیخ یعقوب کے بعد۔ ان کے بیٹے **شیخ عبد اللہ** نے جو شیخ یوسف کے باپ تھے اثنائے چاکری مین بہت کچھ تحصیل علم کی۔ کہتے ہین ہمیشہ بیان کیا کرتے تھے۔ چونکہ سپہگری۔ گوشہ نشینی کے ساتھ ممکن نہین ہے۔ جہان پیمائی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اسواسطے میرے اُستاد سو شخصون سے زیادہ ہون گے۔ جس وقت مین ہمت کر کے تحصیل علم مین استحکام کے ساتھ مشغول ہوا۔ اور عالم جوانی نے کوچ کیا۔ تو لوگون کی خدمت گزاری مجکو تلخ معلوم ہونے لگی چار طرفہ سپہ گری چھوڑ کر گوشہ خاموشی مین بیٹھ گیا۔ واپسین دم تک کسی غلام اور کسی آقا کے سامنے حاجتمندانہ آرزو پیش نہین کی۔ اور متعلقین کے

کھانے پینے کا صرفہ کتابت کی مزدوری سے پہنچتا رہا۔ تاریخ چھٹی شوال ہجری سنہ نوسو تینتالیس کو صحرائے وحدت کی طرف چلے گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد ملک چاند وال میان جموجی

آپ کی زاد بوم احمدآباد ہے۔ تن شریعت کا مظہر۔ دل طریقت کا منبع۔ جان حقیقت کا آئینہ۔ اور سر معرفت کا معدن تھا۔ آپنے وطن سے سفر مجاز کے لئے کوچ کیا تھا۔ مکہ معظمہ کی خاک آپ کی دامنگیر ہوئی القصہ۔ جس رات آپنے جہان فانی کو رخصت کیا ہے۔ اُسی رات۔ احمدآباد کے اندر ایک اور شخص بھی مرا تھا۔ جو ستم اور آزار رسانی کے ساتھ بدنام تھا۔ چند روز بعد بزرگان شہر مین سے ایک شخص نے اُس ستمگار مردم آزار کو مرفہ الحال۔ اور مثل مغفورون کے خواب مین دیکھا متحیر ہوکر سبب دریافت کیا تو جواب ملا۔ جس رات کمترین نافرجام بندہ کے واسطے فرمان طلب پہونچا تھا۔ اتفاق سے وہی رات ملک چاند قدس سرہ کے آخرین سفر کی رات تھی۔ عاملان علوی کو حکم ملا۔ کہ جس کسی کو آج کی رات مین واپسین سفر پیش آوے۔ وہ خواہ فرمان بردار ہو۔ یا نافرمان۔ اُس ناشائستہ افعال کے اعمال نامہ پر۔ اس مقبول بارگاہ کے طفیل مین۔ بخشش کے قلم سے خط نسخ کھینچ دو۔ اس مین شک نہین۔ اس تاریخ کے مرنے والون کو اس سے بہتر نجات کا کوئی ذریعہ نہین تھا۔

صدر الذکر تقریب کے سلسلہ مین ایک اور گزرا ہوا واقعہ حوالہ قلم کرتا ہون۔ ایک روز سلطان محمود بزرگ گجراتی نے بیان کیا۔ ایک شخص داور الملک ہماری فوج مین تھا۔ ایک لڑائی مین وہ شہید ہو گیا۔ بہت سے آدمی اسی طرح دنیا سے چلے جاتے ہین۔ لیکن اہل جہان کی توجہ اور رجوعات چارون طرف سے جس قدر داور الملک کے مزار کی طرف ہے۔ اس قدر کسی شہید کے مزار کی طرف نہین ہے۔ اِس کی وجہ سمجھ مین نہین آتی تھی۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین آئی۔ کہ جس طرح مبارک ساعت مین پیدا ہونا۔ بچہ کے حق مین روز افزون سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح ساعت سعید مین مرنا بھی آخرین سفر کے مسافر کو مفید نتیجہ بخشتا ہے۔

یہان پر راقم کی خاطر فاتر مین یہ بات آئی۔ کہ ساعت سعید ہونے کے اسباب کو اس بات پر منحصر نہین سمجھنا چاہیئے۔ کہ زائچہ کسی طالع کا ایسا تھا۔ یا کواکب کسی مقام کے خوب تھے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی بزرگ کا آنا کسی شخص کے جانے کے ساتھ۔ یا کسی سعادتمند کا جانا کسی شخص کے آنے کے ساتھ موافق آکر نتیجہ سعادت پیدا کرے

اور اس عالی رتبہ شخص کی برکت سے طفیلی کو بہی اس کی شائستگی کا اثر ہوپہنچے۔

مصرع ع با در رفیتم چو او در سفر واپسین۔

یاد شیخ سلیمان ابن عفان حاجی

آپ کی زاد بوم دہلی مین ہے۔آپ کے آباؤ اجداد سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچتے ہین قدس سرہم آپ شیخ محمد عیسیٰ چشتی جونپوری کے مرید ہین۔خلع لبس کی قوت آپ کو خوب حاصل تہی۔ظاہر اور باطن کے مالک تہے۔نقل روح کا شغل اور ذکر قربان جانتے تہے۔پچاس سال برابر مسجد اقصیٰ اور بیت الحرام مین اعتکاف کر کے گذارے تہے۔بڑے بڑے قاریون سے علم تجوید۔بلکہ معاملہ مین حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام سے اور نیز سرچشمہ ولایت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خدمت سے علم قراۃ یاد کیا تہا۔تمام مشائخ زمانہ نے جیسے شیخ عبد القدوس حنفی۔اور شیخ جلال چشتی ہین۔آپ کی تعلیم سے قراۃ کی تصحیح کی ہے۔اپنے ضرورت کے لائق علوم متداولہ تحصیل کر لئے تہے۔تمام مشہور خانوادون کے پیرون سے خرقہ خلافت ملا تہا آپ جناب خضر علیہ السلام کی ملازمت مین بہی پہونچے تہے اور ہر ایک کی روش پر۔اس کثرت سے ریاضت کی تہی۔کہ ولایت کی جہلک آپ کے افعال سے ظاہر ہوتی تہی۔ایک بزرگ کا بیان ہے۔کہ مشائخ کبرویہ مین سے ایک صاحب فرماتے تہے۔مین ہجری سنہ نوسو چہتیس مین۔خداوند تاج بدخشان میرزا سلیمان شاہ ابن میرزا خان۔کے ہم رکاب شیخ سلیمان کی ملازمت مین پہونچا۔ایسی رازداری کی باتین ہوئین۔کہ کان سے لیکر دل تک بلکہ تمام جسم معرفت کے جواہرات سے پُر ہوگیا۔جب نوبت کلام اپنے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو پہونچی۔تو فرمایا۔

ہجری سنہ آٹہ سو ایک مین صاحب قرانی امیر تیمور گورکانی نے دہلی فتح کی تہی۔اُس وقت تمام باشندگان شہر ایک سمت کو جلا وطن ہوئے۔ہم مالوہ کی طرف چلے آئے۔اور منڈو (ماندو) مین قیام کیا۔اس سبب سے ہم کو لوگ منڈووالہ کہتے ہین۔منڈو سے گردش زمانہ ہم کو گجرات کی طرف کہینچ کرلے گئی۔بالآخر وہان سے حسب فرمان تقدیر ملک عرب کی طرف سفر کا اتفاق ہوا۔ملک عرب سے پچاس برس بعد ہند کو معاودت ہوئی۔آہستہ آہستہ اپنی زاد بوم کا رخ کیا۔مگر آج تک اس گرامی مکان کی دلدل مین آب و دانہ نے پاؤن پہنسا رکہا ہے۔

اس بیان سے سمجھا گیا - کہ آپ کی عمر ڈیڑہ سو برس سے زیادہ تھی - اور بعض لوگون کے نزدیک چار سو برس کی عمر ہے - بعض لوگ اسی بنیاد پر آپ کو ابو الرضا حاجی رتن کی عمر کی مسند پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہین - کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو بیناا میس مین جسم کی پرانی سرا سے روح کی نشاۃ آباد کو کوچ فرما گئے - آپ کی قبر - جہان قطب الاولیا قدس سرہ کا مرقد مبارک ہے - اُسی ہمسایہ مین حوض شمسی کے آس پاس بزرگان مسافر و مقیم کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے

آپ کے دو بیٹے تہے - شیخ داؤد اور شیخ محمود - دونین صاحب زادہ کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل تہا - انہون نے عالم شباب مین ہی دنیا سے سفر کیا - پچھلے صاحب زادہ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تہے - اب اُن کے ایک بیٹے ہین شیخ کمال نام - جو ظاہری اور باطنی دونون کمالات سے آراستہ ہین - آغاز جوانی مین گوشہ نشینی کی عادت تہی - چند روز ہوئے - کہ بناچاری سپاہیانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے - لیکن باانہمہ اندرونی صفائی - اور ایثار کی ہمت بدستور اپنی جگہہ قایم ہے - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ؕ

مصرع بیرون منہ ز دائرہ بندگی قدم

یاد شیخ احمد مدنی

ایک موضع نانوتہ ہے میان دو آب - وہان آپ گوشہ گزین تہے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خاص خلیفہ ہین - آپ کو جذبہ و سلوک دونون مرتبہ تہے - مشہور سلسلون کے طریقون پر قدم استحکام کے ساتھہ جما ہوا تہا - اپنے پیر کو خضر علیہ السلام کی طرح زندہ سمجھتے تہے - ہمیشہ اپنے رازدارون سے کہا کرتے تہے - اگرچہ ہمارے شیخ کا عنصری بدن خاک مین چہپا دیا گیا ہے - لیکن خلاصہ (روح) مثالی بدن مین اُسی حالت زندگی کی طرح - طالبون کا رہنما ہے - مصرع دل زندہ کن - کہ مردن تن شادی آورد -

یاد شیخ نصیر الدین ھنڈونی

آپ کی شہرت کیمیاگری کے ساتھہ ہے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خلیفہ ہین - کیمیا بنانے مین اس صنعت کے جاننے والون سے پیش قدم تہے - بہت طرح کی اکسیرین بنانا جانتے تہے - اور بناتے تہے - جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ اس فن مین اپنے تئین آپکا شاگرد سمجہتا تہا - شیخ فرماتے تہے - ایک روز ایک بوڈہا بیمار ایک بیابان مین مجکو ملا - مین اپنے گہر لے آیا اور اُس کے علاج مین اپنے مقدور بہر کوشش کی - اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی - یہ ہنر مینے اُسی سے حاصل کیا ہے - بعض کا کہنا یہ ہے - کہ وہ بیمار جناب خضر علیہ السلام تہے کہتے ہین علم کیمیا

---

۵۱ - ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے - (اے بندے) تجھ کو کوئی فائدہ پہونچے - تو سمجہ کہ اُسکی طرف سے ہے - ۱۲

آسمانی علم ہے۔ توریت مین تہا جناب موسیٰ علیہ السلام ہی جانتے تہے۔ قارون نے آپ سے ہی سیکھ کر عمل اکسیر کے ذریعہ سے کئی گھر خزانہ کے جمع کر لئے تہے۔ **مصرع** کیمیائیست قناعت کہ نظیر زر از دست۔

یاد شیخ امین الدین

آپ بڑے پرہیزگار عالم تہے۔ سماع سے باز رکہنے۔ اور بدعت کے توڑنے مین ہزار ہا آدمیون کی برابر طاقت کام مین لاتے تہے۔ اور سماع وسرود کی ممانعت اور حرمت کے بارہ مین بہت سی روایات فراہم کر رکہی تہین جن کو وہ بیان کیا کرتے تہے۔ جب آپ سلطان سکندر لودہی کی مجلس مین پہونچے۔ تو سلطان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا۔ کہ سرود سماع کی رسم دہلی سے قطعی موقوف ہوجاوے۔ سلطان نے فرمایا۔ آپ ایک دفعہ شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کی ملازمت مین جاکر اپنی روایتین بیان کرین۔ اور اُن کو سماع سے توبہ کرائین۔ پہر بلا کوشش کے شہر سے یہ طریقہ موقوف ہوجاوے گا۔ جب آپ شیخ کی خدمت مین پہونچے مجلس سماع گرم تہی۔ آپ بہی درویشون کے نعرہ کی تاثیر سے بیہوش ہوگئے اور ہاتہ پہینکنے لگے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو شیخ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی حالات غالب آگئے۔ تو ظاہری آئین سے خود بخود فرد گزاشت ہوگئی۔ ایک روز ارادہ کرلیا۔ کہ کتب خانہ مین آگ لگادی جاوے۔ پیر نے فرمایا[۵۱] الحق فی الکتاب والاسلام فی الدفاتر اگر اوراق نہ ہونگے تو نہ ولایت ظہور پذیر ہوگی۔ اور نہ نبوت کا جلوہ ہوگا[۵۲] نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْ نَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ۔

مصرع دانش آمد مایہ بخشش دین و دولت مر ورا

یاد شیخ حسین

آپ ملتان سے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر مین آئے تہے۔ یہان پر آپنے صرف ایک حجرہ کے اندر اپنے جسم کے گہلانے۔ اور جان کی پرورش کرنے مین بارہ سال گزار دیئے۔ فرمانروائے مالوہ خان جہان کے بیٹے سلطان محمود کو آپ کے اجمیر مین ہونے سے آگاہی ہوئی۔ تو چشت خان کو بہیجکر منڈو (مانڈو) مین تشریف لانے کے لئے التماس کیا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو محمود کو صرف ایک دفعہ اتفاق دیدار پیش آیا۔ پہر اس کے بعد اُس کا عہد پورا ایک برس بہی نہین رہا۔ کہ اُس کے بیٹے غیاث الدین کی نوبت آئی۔ اور غیاث الدین کے نام سے کوس سلطنت بجنے لگا۔ سلطان غیاث الدین نے ایک روز چشت خان سے دریافت کیا۔ کہ شیخ کے رہنے سہنے کی کیا کیفیت ہے۔ اور کس طرح گزرتی ہے چشت خان

---

۵۱ حق کتابون مین ہے۔ اور اسلام دفترون مین ۱۲ ۵۲ ہم اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہین اس امر کی کہ نادانون کی باتین کرین۔

نے جواب میں مضمون شکر گزاری عرض کیا۔ اور شیخ کی لاعلمی پر شیخ کی طرف سے پتھر کی ایک تسبیح سلطان کے روبرو پیش کی۔ سلطان وقت نے کچھ مال حشمت خان کے ہاتھ بھیجا۔ آپنے اس مال مین سے کچھ تو لانے والے کو دیا۔ اور جو باقی رہا تھا۔ وہ حاجتمندون کو تقسیم کر دیا۔ دوسری بار پھر سلطان نے ورسیانی شخص سے پوچھا کہ آپکے کمانے پہننے کے اسباب کیا اور کہان سے ہین۔ عرض کیا گیا۔ روزی تو آسمانی ہے۔ اور اسباب نامعلوم کیونکہ سلطان محمود تو عم بہشت جلدی سے زمانے سے گئے۔ اور سلطان وقت نے آج تک شیخ کے حجرہ مین قدم رکھا نہین فرمایا ہے جب سلطان کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ دیدار سے نور باطنی حاصل کیا اور دو آباد گانون آپ کے فرزندون کے نام سے لکھکر سپرد کر دیئے۔

کہتے ہین۔ نصیر الدین کے بیٹے شہاب الدین نے بہت سی فوج فراہم کرکے۔ اپنے باپ سے لڑائی شروع کردی تھی۔ نصیر الدین اپنی فوج کی کمی سے اور بیٹے کی مخالفت سے دور دراز فکر مین تھا۔ اور ہمیشہ یہ راگ گایا کرتا تھا گزشتہ زمانے مین دل کی چھپی ہوئی بات پہچاننے والے درویش بہت تھے۔ جب آسمان کسی کے ساتھ کج ادائی کرتا تھا تو وہ بیچارہ درویشون سے استمداد کرکے اپنے نیک و بد کے انجام پر خبر پالیتا تھا۔ لیکن آج کل ایسے روشن ضمیر لوگ نہایت ہی نایاب ہین۔ یہ سنکر شمشیر خان نے جو شیخ کے عرفان اور وجدان سے باخبر تھا۔ عرض کیا۔ کہ اگر سلطان شیخ حسین کی گرامی صحبت مین پہونچ جاوین۔ تو غالبًا یہ شکایت جو سلطان کو ہے۔ شکر و سپاس کے ساتھ تبدیل ہو جاویگی۔

القصہ سلطان دہی کا پیالہ ہاتھ مین لیکر دیہات کے شحنون کی طرح شیخ کی مجلس مین حاضر ہوا۔ آپ اندرونی راز سمجھ گئے۔ اور آیہ کریمہ [۵] کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ پڑھکر فتح یابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ اسی آسمانی خوشخبری کے بموجب ظہور بھی ہوا۔ چند روز بعد نصیر الدین جہان فانی سے رخصت ہوا۔ اور زمانہ نے ہاتھ پکڑکر محمود کو شاہی تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود بھی شیخ کی خدمت گذاری مین اپنا بھلی طرح گذارا۔ یہان تک کہ اُس کا عہد پورا ہوا۔ کہتے ہین سلطان بہادر مالوہ گجرات کو بھاگا۔ اور جنت آشیانی ہمایون شاہ تعاقب سے آ پہونچا جب ہمایون شاہ نے قلعہ منڈو (مانڈو) فتح کر لیا۔ تو شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ شیخ نے شاہی ابریق (چھاگل) طلا اور جواہرات مین ملمع کی ہوئی دیکھی۔ تو آبدار کے ہاتھ سے لیکر اُس سے طلا جدا کیا۔ اور کہا۔ کہ ایسے سنتی بادشاہ کے واسطے آبخورہ شروع جائیے۔ ملا محمد فرغلی عذر خواہی کے واسطے اُٹھے اور حسب حکم شاہنشاہی ابریق شیخ کے سامنے رکھدی۔ شیخ نے کمال آزادی سے اس کے دام کرکے۔ حاجتمندون کو تقسیم کر دیئے

[۵] اکثر اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ۱۲

دوسرے روز علی الصباح جنت آشیانی اور میر فرغلی - امتحانی مضمون دل مین قرار دیکر شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوئے شیخ کو ہرایک کے اندرونی قرارداد پر علم ہوگیا - اتفاقاً آدہی رات کے وقت شاہ تاجو مجذوب نے اپنے بیٹے قطب الدین بکاری کے ہاتہہ دوسیخ کباب - شیخ کے واسطے بہیجے تہے - اُن کبابون مین سے شیخ نے تین بوٹیان اُٹہاکر میر فرغلی کو کہانے کے واسطے دین چنانچہ واقعہ کا ظہور ضمیر کے موافق ہوا - اس کے بعد شیخ نے جنت آشیانی سے فرمایا - کہ درویشون کو بازیگرون کی مثل قرار دینا - آئین دوستی کے خلاف ہے - اگرچہ آم اس غیر فصل مین پیدا ہوسکتا ہے - لیکن قابل پسند نہین ہوتا -

آپ بارہون مہینے نماز طہارت کبریٰ (غسل) کے ساتہہ پڑہا کرتے تہے - ایک روز غسل کے ارادہ پر باہر گئے تہے - چورون کی ایک جماعت ملی - وہ جماعت آپ کو تونگر سمجہکر اپنی مخفی جگہہ مین لے گئی - اور پاؤن مین زنجیر ڈالکر ایک دروازہ کے گوشہ مین بٹہادیا - آپنے فرمایا گرفتار دل داؤن کی پابندی زنجیر سے ہوتی ہے اور جو لوگ آزاد ہین - اُن کو پابند صرف محبت اکرسکتی ہے - سارقون نے اس بات کو بادہوائی سے زیادہ وقعت نہین دی - اور زنجیر پر بہروسہ کرکے ، ہرایک اپنے کام مین لگ گیا - شیخ اُس جگہہ سے ایک پلک مارنے مین سلیمانی رفتار سے اپنے حجرہ کے اندر چلے آئے - کہتے ہین شیخ کی عمر ایک سو اُنیس سال کی تہی - خوابگاہ اوسین ہے - یہ ایک دیہہ ہے منڈو (مانڈو) سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہجری سنہ نوسو بنیتالیس مین دنیا کے عدم آباد سے عقبیٰ کے شہرستان کو رحلت فرمائی مصرع آفرین خدائے بروے باد -

یاد شیخ علاء الدین دہلوی

آپ شیخ نورالدین المعروف بہ فیل مست کے بیٹے - اور گنجشکر کی نسل سے ہین - قدس اسرارہم اپنے دادا شیخ تاج الدین محمد ابن شیخ عبدالصمد ابن شیخ منور اجودہنی کے مرید تہے شیخ منور اجودہنی کو اہل زمانہ گنجشکر - اور شیخ فرید ثانی کہا کرتے تہے - اور رہا اعتقاد مریدون کے خواب مین حضرت گنجشکر شیخ منور اجودہنی کی شکل مین نظر آیا کرتے تہے - صاحب کشف علیسلی خان کہتے ہین - جب میرے سلوک کا آغاز تہا - تو مین اس ارادہ پر کہ مجکو کلاہ خلافت خواجہ قطب الاولیا سے مل جاوے - خواجہ قطب الاولیا کے روضہ پر معتکف ہوا - خواجہ قطب الاولیا نے مراقبہ مین مجکو شیخ علاء الدین کی خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی - مینے گستاخی کی - جو اس امر کو قبول نہین کیا - اسی طرح چند بار مینے اعتکاف کیا - اور چند بار یہی اشارہ ہوا - بالآخر میرے کان مین آواز آئی " علاء الدین قطب الدین ہین " ناچار مجبور رہا - اور بے تامل آپ کے پاس حلقہ

مسکراتے ہوئے کلاہ میرے سر پر رکھی - اور فرمایا "یہ کلاہ قطب الاولیا کی طرف سے ہی ہے" خوش وقت رہو -

پندرہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین فرمان وصال صادر ہوا - خوابگاہ قلعہ دہلی -

مصرع کلاہ عفو توجوید سر برہنہ من -

یاد شیخ علاء الدین ابن شیخ بدر الدین سلیمان

آپ کے پدر بزرگوار حضرت گنجشکر کے فرزند ہین - قدس اسرارہم کہتے ہین - آپکے نفس ناطقہ کا کالبد کے ساتھہ پیوند ہجری سنہ آٹھہ سوبتر مین ہوا تہا - زمانہ طفلی سے ہی - ولی ہونے کے آثار - آپ کی پیشانی سے عیان تہے جب آپ کا دل وحدت کی روشنی سے منور ہوا - تو ساٹھہ برس تک آپنے ہدایت فرمائی - چونکہ آپ کی ذات مین بخشش اور بخشایش کی صفت بکمال درجہ تہی اسواسطے لوگ آپ کو علاء الدین جوانمرد کہا کرتے تہے ہجری سنہ نوسواڑتالیس ہین دامن ہستی گرد علائق سے جہاڑ دیا - اور کوچ فرما گئے - اجودہن مین اپنے جد بزرگوار حظیرہ مین دفن کیے گئے - آپ کے دو بیٹے تہے - جن سے چاند سورج کی طرح - نسب وحسب کا زمین وآسمان منور تہا - ممکن اور واجب مین انہین دونون صاحبزادون کی خاص روش سے انتظام تہا - **القصہ** - سلطان محمد تغلق نے بہت سی تدبیرات کرکے دونون صاحبزادون کو اپنے سے مانوس کیا بڑے صاحبزادہ شیخ معز الدین کو معز الملکی کا خطاب دیکر ملکی اور مالی کاروبار اُن سے لیا اور بالآخر اُن کو صوبہ گجرات کا حاکم بنایا - ان کی ہستی کی کشتی اسی جگہہ دریاے نیستی مین غرق ہوئی - دوسرے شیخ علم الدین تہے اِن کو شیخ الاسلامی کا منصب دیا - شیخ علم الدین دنیا اور عقبیٰ دونون جہان کا کام بنانے مین مصروف رہتے تہے - ان سے بہت سے لوگون کو فیض پہونچا تہا - **مصرع** ساغر اسرار او پُر از مے توحید باد -

یاد شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی

آپ خانوادہ قادریہ کے سربرآوردون مین سے ہین - پیر مشائخ حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت کی تہی - اور خدمت سے فائدہ بہی اُٹہایا تہا - لیکن دوام مشاہدہ کے مقام پر شیخ شاہ محمد حسن قادری کی ملازمت سے پہونچے تہے - اور محمدی ہدایت کے طریقہ پر ہمت کے ساتھہ قدم رکھکر دانش وبینش حاصل کی تہی آغاز سے انجام تک جسم کے گھلانے - اور روحانی جوہر کے بڑہانے مین مصروف رہے - آخرکار یہ نتیجہ ہوا - کہ عالم ارواح کے چلنے پہرنے والون مین شامل ہوگئے - اور ہمیشہ نافرمان نفس کے ساتھہ لڑائی لڑکر بالآخر فتح پائی - آپ ہمیشہ آرزومندان کے ساتھہ مروت سے پیش آیا کرتے تہے - اور ناتوانون کی خدمت کیا کرتے تہے - رسمی علم کی تحصیل کمال کے درجہ کو پہونچائی

تہی - یہان تک کہ سخن گوئی کا ملکہ حاصل تھا - کلام پسندیدہ ہوتا تہا سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مکتوبات پر ایک عمدہ شرح - اور سنجیدہ اور مفید حاشیئے لکھے ہین - ہجری سنہ نو سو اونچاس مین عالم دنیا سے رحلت فرمائی - اکثر سرکار دہلی کے بڑے بڑے لوگ آپ سے حسن عقیدت رکہتے ہین - منجملہ اِن کے یہ اصحاب ہوئے ہین شیخ احمد مفتی اسفیدونی - شیخ حسین پانی پتی - شیخ عمر سوانی - میر سید علی لودیانی - اور یہ چار شخص - شیخ احمد شیخ صفی الدین شیخ طیب اور شیخ صابر - قصبات میان دوآب کے باشندہ ہین - شیخ یوسف دہلوی جنہون نے اپنے پیر کے کلام کو فراہم کرکے - ایک مفید جلد بنائی تہی - شیخ حاجی جو شیخ یوسف کے پیرزادہ تہے - اور شیخ چاند مجذوب جو ہفتہ ہفتہ بہر روزہ رکہتے تہے - یہ اصحاب جس قدر شمار کرائے گئے ہین - سب کے سب طریقہ ولایت کے رازدار - اسرار طریقت کے مشکل کشا - خداشناسی کی انجمن کو رونق دینے والے - اور طالبان ہدایت کے رہنما تہے - قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم - مصرع رہنمایان جہان را سند عالی بود -

بادشاہ تاجو ابن شیخ کمال قدس سرہ

آپ قرشی الاصل ہین - آپ کے پدر بزرگوار ملک عرب سے آکر ہند کی سیر سے عبرت حاصل کرتے پہرتے تہے اتفاقاً - قلعہ رنت بہنور[۱] کے آس پاس کدخدا ہوئے - ہجری سنہ آٹہ سو پچاسی مین شاہ تاجو کی روحانی صورت شکم والدہ سے باہر آئی - اور اُس کے واسطے پشت زمین گہوارہ بنی - جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوئی - تو یتیم ہو گئے - اور آپ کی مان نے آپ کی دیوانگی مادرزاد سمجہکر خبر گیری چہوڑدی - سونے کی جگہہ اور کہانے پینے کے انتظام مین دوسری ہی شکل پیدا ہو گئی - آپ ایک دم - شیشہ فروشون کی ہمراہی مین - تن تنہا منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر چند روز بعد وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے مکتب مین تقدیری تختی یاد کی - اور آپ کے سینہ پر خدائی علم تحریر ہو گیا - سلطان وقت ناصر الدین خلجی تہا - اُسنے آپ کی خدمت اپنے ذمہ لی تہی - ایک روز تنہائی کے متعلق ذری سی شکایت آپ کی زبان پر آئی - اس کا انتظام سلطان نے اس طرح کیا - کہ ایک ضعیفہ تہی جو حرم سلطانی مین پردہ نشینون کو شرعی یجوز و لا یجوز تعلیم کیا کرتی تہی - اُس ضعیفہ کی ایک حسین و جمیل لڑکی تہی - راحتہ الحیات نام تہا - سلطان نے اُس لڑکی کے ساتہہ آپ کا عقد کر دیا - شادی کے مراسم - عروسی لوازم - اور خانہ داری کے ساز و سامان کا کافی طور پر انتظام کر دیا گیا - اسی اثنا مین سلطان ناصر الدین خلجی کا زمانہ حیات پورا ہوا - اور اب فرمان روائی کی نوبت سلطان ناصر الدین

[۱] آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ایک قصبہ ہے ۱۲ جسے آج کل رنتہمبور کہتے ہین

کے بیٹے۔ سلطان محمود کو پہونچی - پیکر پرستون کی ایک جماعت تھی- جس کا مذہب راجپوتون کا سا تھا - یہ لوگ پوربیہ کر کے مشہور تھے - اِس جماعت نے سلطان کو قید کیا - اہلِ خلجی حرم نشینون مین عام پراگندگی پیدا ہونی شروع ہوئی - اسی اثنا مین کہ دسوین صدی کا آغاز تھا - راحۃ الحیات کے بطن سے اس ازلی مجذوب کے گھر مہمانِ نو کی آمد ہوئی **قطب الدین بہکاری** نام رکہا - اِس کے بعد راحۃ الحیات کو مرض الموت ہوا - کہ وہ مرگئی - اور باپ چونکہ **فنافی اللہ** کے دریا مین غرق تھے - ہوش مین آکر بیٹے کی پرورش نہین کر سکتے تھے - دربانانِ شہر آپ کے ہمسایہ تھے - کارکنانِ قضا وقدر نے قطب الدین بہکاری کی تربیت - اُن کے محلہ پر لکہدی - جب زمانہ ہوش آیا - تو خدمت والدین مین مشغول ہوئے - باپ کے خرق عادات - اہل زمانہ کے نزدیک شمار سے زیادہ ہین - ہجری سنہ نوسو پچاس تہا - کہ شاہ تاجو اپنے عنصری لباس سے جو عاریۃً تھا نکل کر شیخ بہکاری کو اپنا جانشین چہوڑ گئے -

شیخ بہکاری - اپنے حسن خدمات اور باپ کی موثر دعاؤن کی بدولت - صاحب ولایت ہوئے آپ کا خلیلی دسترخوان مہمانون کے آگے سے کسی وقت ایک طلوع سے دوسرے طلوع تک تہ ہوتا ہی نہین تہا - تونگرون کو اور درویشون کو یکسان طرح طرح کے کہانے کہلائے جاتے تھے - اور کہانا چننے کے اندر شاہ اور گدا کے درمیان کچہہ فرق نہین کیا جاتا تہا - بعض لوگ جو اصلی حقیقت سے ناواقف ہین ایسا کہتے ہین کہ شاہ تاجو **قدس سرہٗ** شیشہ فروش کے لڑکے ہین - مجذوب اور حضور تھے - اِن کے کوئی لڑکا نہین ہے - شیخ بہکاری دربان کے لڑکے ہین - جو خوش قسمتی سے ایسے بزرگ کی خدمت مین پہونچکر عالی مرتبہ ہوگئے - یہ کہنا صرف گمان ہے - جو راستی اور درستی سے بعید ہے - **قطعہ**

شیخ بہکاری کہ جہان را یکے ست	نیست درین عصر یکے ہم چو او
نہصد و دو آمد و رفت از جہان ۹۰۲	سوئے ارم نہصد و ہفتاد و دو ۹۷۲

شیخ بہکاری نے پانچ لڑکے یادگار چہوڑے - سب سے بڑے **شیخ سعدی** تھے - جن کا ظاہر اور باطن سیدہے اور سچے لوگون کی طرح سنجیدہ افعال کے ساتہہ آراستہ تہا - باپ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن کیا تہا - چند روز بزرگوار آبا و اجداد کے طریقہ پر اپنا سلسلۂ رفتار رکہا - بعدہ ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین معنوی ملک کا عزم فرمایا -

دوسرے فرزند کے **شیخ کمال** تھے - جنہون نے دل کی سلامتی - شکستگی کے ساتہہ جمع کی تھی

اور مولا کے دیدار کا شوق کمال درجہ رکھتے تھے۔ اُنہون نے ہجری سنہ ایک ہزار دوئین عاریتی سراے چھوڑدی۔ جو تھے لڑکے **شیخ جمال** تھے۔ جو اصحاب حضور الٰہی مین باریاب ہین۔ وہ آپ کو نظر قبول سے دیکھا کرتے تھے خاصۂ شہسوار میدان وحدت وحقیقت شیخ ضیاء اللہ ابن شیخ محمد غوث **قدس سرہما** سے پیرہن خلافت آپنے ہجری سنہ نوسوپچاسی مین زیب بدن کیا تھا۔ اور سالک شاہراہ تجرید وتفرید شیخ محمود ابن شیخ جلال شطاری عشقی کی ملازمت مین چندسال رہکر خدمت کی بدولت فیض پایا تھا۔ اور اجازت نامہ لیا تھا۔ راقم گلزار کے پُرانے یک دل دوستون مین آزاد مزاج کشادہ پیشانی۔ خلوت پسند۔ اور تپاک سے ملنے والا۔ آپ کے مانند کوئی نہین تھا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک لڑکا دوازدہ سالہ چھوڑا ہے۔ **شیخ شریف** نام ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اُس کو شرف کمالات عطا فرماوے۔

یاد سید نظام منڈوی

آپ سید شرف کے فرزند ہین۔ جو سید غیاث کے بیٹے تھے۔ اور سید غیاث۔ سید محمد گیسودراز کے پوتون مین سے ہین آپ جسم کو گھلاتے۔ اور روح کی پرورش کرتے تھے۔ اور نفس پر فتحیاب تھے۔ کہتے ہین آپکے پدر بزرگوار بہ ترک سکونت گلبرگہ دکن سے سلطان غیاث الدین خلجی کے عہد مین مالوہ کی طرف آئے تھے۔ اور قیام کے واسطے یہ مقام پسند کیا تھا جب سید شرف نے عالم علوی کو کوچ فرمایا۔ تو اُس وقت سید نظام چھوٹے تھے جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو شیخ برہان چشتی کے مرید ہوئے۔ وجہ معاش پیشیہ بیلداری سے بہم پہونچاتے تھے۔ ایک روز زرنقد سے بھرا ہوا ایک برتن۔ ایک دیوار کی جڑ مین سے نکلا۔ آپنے اُس کو مٹی مین چھپا کر گھر کے مالک کو آواز دی۔ کہ مال زمین مین دبا ہوا ہے۔ اُٹھائے جائیے۔ تاکہ کھدائی کا کام جاری کیا جاوے۔ مالک مکان نے جواب دیا۔ جو شے نکلی ہے۔ اُس کا مستحق نکالنے والا ہی ہے۔ کیونکہ اُسی کی تقدیر سے اور اُسی کی سعی بازو سے نکلی ہے۔ ایک گھنٹہ بھر اسی طریق سے باہم گفت وگو رہی۔ آخر کار جب سید نے اس کشاکش سے نجات پائی تو اس اندیشہ سے۔ کہ مبادا آیندہ پھر ایسا ہی موقع پیش آوے۔ حرص کو حرکت۔ اور دل کو میلان ہو۔ اور ہاتھ اُس کی طرف بڑھے۔ اس پیشہ سے ہی درگزر کی۔ اور اس کے بعد اینڈہن اور آٹا بیچنے کو اپنی قوت بہم پہونچانے کا ذریعہ بنایا۔

اس عرصہ مین ایک رہنما بزرگ آپ کے پاس آ پہونچے۔ کئی سیر آٹا لیا۔ اور اُسی اینڈہن سے جو دوکان مین تھا روٹی پکاکر صرف اپنی ایک چاشت کی خوراک بنائی۔ آپ کو ذکر قربان کا طریقہ یاد کرایا۔ اور فرمایا۔ زاہدان خشک کی

رفتار چھوڑ دو اور عاشقان عارف کے خوان کی چاشنی چکھو۔ کہتے ہین۔ اِس ذکر کی مشق آپنے یہان تک بڑہائی۔ کہ شغل کرتے وقت بدن کے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جایا کرتے تھے اور جب آپ فارغ ہوتے تھے۔ تو وہ اعضا پہر مل جاتے تھے۔

سلطان بہادر گجراتی نے جب منڈو (مانڈو) کو فتح کیا تہا۔ تو سید کی ملازمت مین بہی گیا تہا۔ اور نذر مین بہت سامان پیش کیا تہا۔ آپنے قبول فرما کر سب کو عمارت کے کام مین لگا دیا۔ اور ایک بہت بڑا گنبد پدر بزرگوار کی قبر پر تعمیر کرایا۔ اور پہر بعد مین جب جنت آشیانی کا ورود منڈو (مانڈو) مین ہوا۔ تو اُس نے بہی عزم دیدار کیا مجلس گرم ہوئی اور رازداری کی باتین ہونے لگین۔ بہت سی عمدہ عمدہ اور دلچسپ باتین ہوئین۔

کہتے ہین۔ آپ کے چوبیس بیٹے تہے۔ اِن سب مین سات بیٹے گویا پیش بہا موتی تہے۔ سید داؤد سید حمید۔ سید حسن۔ سید برہان الدین۔ سید کمال۔ سید سالار۔ اور سید فرید چند فرزندون کو رسمی علم حاصل تہا۔ اور چند الٰہی معرفت کے عالی مرتبہ کو پہونچ کر بہت سے لوگون کے پیشوا ہوگئے تہے۔ اور دامادون مین سے یہ چار شخص ممتاز تہے۔ اولاً آپ کے پیر کے پوتے شیخ نصیر الدین ابن شیخ جلال بن شیخ برہان چشتی۔ دوسرے شیخ جمال تیسرے شیخ چاند چوتہے شیخ شرف الدین۔ اِن چارون مین سے ہر ایک اہل عرفان۔ اہل ذوق۔ اور اہل وجد تہے۔

سید نظام نے تاریخ انیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پچاس کو جج دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ خوابگاہ باپ کا گنبد جو سلگر تال سے نزدیک ہے۔ مصرع صفا دمر دہ او کوی حق شناسی بود۔

یاد سید حسین

آپ سید محمد کے بیٹے تہے۔ جو جلال ابن زہ سید کے فرزند تہے۔ آپ اصل مین سادات ترمذ سے ہین۔ آپ کے آٹھوین دادا سید جلال الدین ہند کی طرف ترمذ سے آئے تہے۔ اس وقت آٹھوین صدی کا آغاز تہا اور قصبہ سارن مین جو سرکار جونپور کی مضافات مین سے ہے گوشہ گزین ہوئے۔ اِن کے دو بیٹے تہے۔ سید علما۔ اور سید جلال۔ یہ سید حسین جو ہین۔ دوسرے بیٹے کے پوتون مین سے ہین۔ سید حسین کی زاد بوم گوالیار ہے آپ کے والد ماجد سید محمد۔ سلطان ابراہیم لودہی کے عہد مین قصبہ سارن سے جو آپ کے آبائے کرام کا وطن تہا۔ گوالیار مین آئے تہے۔ اُنہین ایام مین حاکم قلعہ تتار خان سارنی تہا۔ اُس نے کمال محبت اور تعظیم کے ساتھہ آپ کا استقبال کر کے ضروری مزدیات نہایت عجلت کے ساتھہ بہم پہونچائین۔ اِسی عرصہ مین چند روز بعد

قطب الاولیا غوث العرفا شیخ محمد غوث قدس سرہٗ بھی شرقی ملک سے جو ان کا قیام گاہ تھا۔ گوالیار مین آئے۔ القصہ جب جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے صوبہ بنگالہ کی فتح کے واسطے کوچ فرمایا۔ تو دارالخلافہ آگرہ میرزا ہندال کے سپرد کیا۔ ناتجربہ کار ندیمون نے یہ صدا متواتر میرزا کو سنائی حافظ۔

شہر خالیست ز عشاق بود کز طرفے	مردے از غیب برون آید و کارے بکند

میرزا کو تو اندیشہ تھا۔ کہ ہوائے فرمان روائی اُس کے کانون مین بھر گئی۔ اس بارہ مین دولت دوست نالائقون کے مشورہ سے یہ بات قرار پائی کہ شیخ بہول۔ ہمارے بادشاہ کے پیر ہین۔ اور شیخ محمد غوث پیر کے بھائی ہین۔ جب تک یہ دونون بزرگوار عالم ملکوت کو روانہ نہین کر دئے جائینگے۔ میرزا کی آرزو پوری نہین ہوگی۔ شیخ بہول۔ دارالخلافہ آگرہ مین موجود تھے۔ ان کو وہین شہید کر دیا۔ اور غوث زمان گوالیار مین تشریف رکھتے تھے۔ اسواسطے گوالیار کے حوالدار سلطان میرک کے نام حکم جاری کیا گیا۔ کہ جس طریق سے ممکن ہو شیخ محمد غوث کو دارالخلافہ مین روانہ کر دو۔ اتفاق سے شیخ محمد غوث کو اس معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ لہذا راتون رات آفتاب کی طرح لوگون سے مخفی اور تن تنہا گوالیار سے نکل گئے۔ اور زمین مشرق مین جا پہونچے جہان ہمایون لشکر رہتا۔ لیکن گھر اور ما فیہا لٹ گیا۔ اور بال بچون کو نہایت تنگی کی نوبت پہونچی۔ جب ہمایونی علم واپس ہوئے۔ اور وہ شورش فرو ہوئی۔ اور شیخ محمد غوث بھی اپنے وطن مین آ پہونچے۔ تو یہ بات ذہن نشین کی گئی۔ کہ جو کچھ آفت اور مصیبت گھر بار اور بال بچون پر پہونچی تھی۔ یہ سب سید محمد سارنی کے کہنے سننے سے پہونچی تھی۔ اور پھر جن لوگون نے یہ چھچوندر چھوڑی تھی۔ اُنہین لوگون نے محض گمان ہی گمان پر سید محمد کے گھر والون سے مکر رسہ کر یہ جا کر جتایا کہ تمہاری اولاد کے واسطے شیخ محمد غوث جلالی نقش جلاتے ہین یہ متوحش خبر سنکر بچون کی مان نے اس طریق کے سوا نجات کی کوئی صورت نہین دیکھی۔ کہ اپنے بڑے بیٹے سید حسین کو جس کی حسین صورت دیکھکر یوسفی حسن یاد آتا ہے خدمت مین بھیجے۔ اور تو بھی تقصیر کی عذر و معذرت کرکے معافی کے لئے التماس کرے۔

جب یہ نوجوان سعادت مند قدم بوس ہوئے۔ تو شیخ محمد غوث نے نظر مہربانی سے دیکھا جس کی وجہ سے اِن کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ اور روز بروز گنجایش اور رسوخ کا درجہ بڑھتا چلا گیا۔ جب سترہ سال کی عمر ہوئی۔ تو مرید ہو گئے۔ اور سلوک کے طریقہ پر مقامات طے کرکے خداشناسی۔ حق دانی۔ اور حقیقت پرستی سے ممتاز ہوئے۔ اخیر مین وحدت وجود کے آثار زور و شور کے ساتھ غالب آئے۔ یہان تک کہ

سلوک سے باز رکہکر تیس سال کی عمر مین جذبہ کو نوبت پہونچی - جس زمانہ مین قطب الاولیا غوث زمان نے شیرخان سور کی شورش کے سبب سے گجرات کو ہجرت فرمائی ہے - اُس زمانہ مین آپ ہمرکاب تہے - ایک روز ایک جگہہ چند بوالہوسون کی مجلس ہو رہی تہی - چلتے چلتے ان مجذوب صاحب کا بہی گزر وہان سے ہوا سرد کر مجلس مین گہس گئے - اور پانی کا ایک برتن اُٹہا یا مجلس والون نے مجذوب تو جانا نہین - چور خیال کیا سمجہ کو کچہہ کام مین نہین لائے - غصہ سے کام لیا - اِس درمیان مین انجمن مین سے ایک ناعاقبت اندیش اُٹہا - اور تلوار کا ہاتہہ مار کر آپ کو شہید کر دیا - خوابگاہ محمود آباد ہے جو احمد آباد سے دس کوس ہے -

مصرع بود سالے نہصد و پنجاہ و دو

یاد سید علاء الدین مجذوب المشہور بہ علاول بلاول

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید سلیمان ہے - آپ کے جد امجد سید حسن حسینی ایام سابق مین - رسول علیہ السلام کے مدینہ سے ہند مین آئے تہے - جب ہند کی شرقی زمین مین پہونچے - تو قصبہ ردولی مین ایزدی مشیت کے بموجب سیاحی کی مسافت انجام کو پہونچی اور اسی قصبہ کے ایک گوشہ مین قیام کا بستر ابچہا دیا - اور خدا سے لو لگائی - چند روز بعد آپکے دادا کی بیویان بہی ہوگئین مکان بہی بن گیا - خاندان بہی ہوگیا - فرزند - خویش متعلقین - درویش بہت سے فراہم ہوگئے - جب سید سلیمان کی زندگانی کا تخت برباد ہوا - تو اُنہون نے اپنا متروکہ نقد - کپڑا - دیہات - اور زراعتی زمین بہت کچہہ چہوڑا تہا - اس سبب سے فرزندون مین باہم جہگڑا تنازعہ پیدا ہوا شیخ علاول سب مین چہوٹے تہے - اور کریم الطرفین تہے - اِس سبب سے چند بہائیون نے اِن کے مار ڈالنے کا قصد کر کے - آپ کے واسطے ولایت یوسفی ثابت کی - ان کی مان ان پر محبت کی نظر رکہتی ہی تہی جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا - تو وہ سفر حجاز کا عزم کر کے آپ کو ہمراہ لیکر اُس قصبہ سے مخفی طور پر نکل آئی دن مین گرگ طینت بہائیون کے تعاقب کے خوف سے گوشہ تاریک مین چہپے رہتے تہے - اور رات مین جتنی طاقت کام دیتی تہی - راستہ چلتے تہے - **القصہ** - جب تک اس خوف سے امن حاصل نہین ہوا - اسی طرح جنگل بیابان قطع کرتے چلے گئے - چونکہ صادق نیت کا درخت - ہمیشہ مرادون کے پہل دیتا ہے اسواسطے حرمین شریفین کی زیارت سے شرف سعادت حاصل ہوا - ہر چند سال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی زندگی کی امانت موکل تقدیر کے سپرد کر دی - ایک تو غربت کی محنت تہی اسپر درد فرقت اور بڑہ گیا بیت

برد در عشق داغ جدائی فزودہ اند	مرہم بود ام نیست میسر علاج چیست

ناچار شغل خاطر کے واسطے آپنے اُن اطراف مین ایک مدت تک رہکر رسمی علوم تحصیل کیئے - اور شاگرد کتاب
ہوگئے - پرکار کی طرح جہان کا گشت لگایا - اور چونکہ سفر کا آغاز نقطۂ ہند سے ہوا تھا - اخیر مین پھر اُسی نقطہ پر آگر ٹھیر گئے
مدت تک دہلی مین افادت دستگاہ شیخ لادن مفتی کے درس مین بیٹھکر تفسیرون کا مطالعہ کیا - اور اس درمیان
مین ہمیشہ خواجہ بختیار کاکی کے مزار قطب مدار پر حاضر ہوکر آستانہ مین فروغ معنوی کی استدعا کیا کرتے تھے
جب وقت آگیا - تو آپ کو جذبۂ مطلق نے اُچک لیا - جو حقیقی وحدت سے مقید تھا - اور دار الخلافہ آگرہ کے
قیام کا حکم ہوا - آپنے شہر مذکور مین دریاے جمنا کے کنارہ حجرہ تجویز کرلیا تھا - اور اُس مین قرآن شریف کی تلاوت
اور تفسیر قرآن کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے - اِن ایام مین فردوس مکانی بابر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ
تھا - برد مضجعہ

آپ کے کشف وکرامات کے متعلق کسی قدر حالات ذیل مین بیان کرتا ہون -

شیخ منور چشتی لکھتے ہین - آپ مٹی گارہ کے کام مین پھنسے رہتے تھے - اور اس سبب سے مجکو حیرت دامنگیر
ہوتی تھی - ایک روز آپنے فرمایا - منور - علاء الدین کا تو گل کاری کا شغل چندروزہ ہے - اِس سے زیادہ نہین
ہے - لیکن تم اسی کام مین واپسین دم تک ہمیشہ مقید رہوگے - آخرکار جیسا آپنے فرمایا تھا - ویسا ہی
وقوع مین بھی آیا -

شیخ حاتم سنبھلی اُس زمانہ کے باعمل علماے تھے - ایک دفعہ ایسا سننے مین آیا - کہ ایک درویش شرعی
احکام کے دائرہ سے قدم باہر رکھکر کرامات اور مقامات کا دعوی کرتا ہے جب مین شہر آگرہ مین آپ کے حضور
مین گیا - تو تمام شرعی تانے بانے جو آپ کے متنبہ کرنے کے واسطے مینے اپنی قوت متخیلہ مین تن رکھے تھے -
عقیدت اور اخلاص کے لباس سے تبدیل ہوگئے - اور اعتراضی مسائل کو مین عرض نہین کرنے پایا تھا - کہ شافی
بیان کے ساتھ آپنے جواب دیدیا -

دانا ے وقت شیخ مبارک خضر فرماتے تھے - جب مین گجرات سے دار الخلافہ آگرہ مین آیا - اور آپ
کی ملازمت مین حاضر ہوکر - امیدوار بشارت ہوا - تو آپنے اس دلکش تقریر سے مجکو خوش خبری سنائی - کہ اسی
سعید شہر مین تم کو قیام کرنا چاہیے - تمہاری خاندان مین عالی درجہ فرزند - وافر علم - اور کثیر دولت - یہ نعمتین بہت جلد
نصیب ہونے والی ہین - لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے - کہ تمہارے سلسلہ مین ایک جان گزا آفت - اور مہلک
فتنہ پیدا ہوگا - جو تہمت اور بدنامی کا باعث ہونے والا ہے - اندیشہ نہ کرنا کیونکہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰے [1]

[1] تمہارا پروردگار نہ تو تم سے دست بردار ہوا - اور نہ [illegible] اور تمہارا انجام آغاز سے بہتر ہے [illegible]

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی انجام کار خیر ہے۔ شیخ مبارک نے فرمایا۔ آپکے دل خوش کن فرمانے کے بموجب آخر کار روز افزون آثار نظر آنے لگے۔

کہتے ہین شیخ نظام نارنولی۔ اپنے وقت کے قطب تھے۔ ان کو اِن کے پیر نے ان مجذوب الہی کی خدمت مین بہیجا تہا۔ اور فرمایا تہا۔ جس مقام مین قیام کے واسطے آپ اشارہ فرما دین۔ اسی مقام کو اپنا وطن سمجہنا چاہئے جب نظام العالم آپ کی خدمت مین پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ثانی نظام تمہارے ظہور کی جگہہ نارنول ہی ہے۔ اور تمہارے کام کی رونق۔ اور اُس کا اجرا۔ اُسی مقام کے ساتھہ وابستہ ہے۔ جو اپنے وقت پر وقوع مین آویگا۔ آخر کار وقوع مین بھی۔ اُسی مطابق آیا۔ کہ جس طرح آپ نے ظاہر فرمایا تہا۔

شیخ عبد اللہ بخاری آپکے ہم عصر درویش تھے۔ چونکہ آپ دریاے وحدت مین نہایت مستغرق رہتے تھے۔ ربودگی کی موجین کی موجین آیا کرتی تہین۔ اور حالت سکر بالکل غالب رہتی تہی۔ اسواسطے ایک روز شیخ عبد اللہ بخاری آپ کی ملازمت مین حاضر ہوئے تاکہ آپ کو ان حالات جذب سے ہوش مین لا دین۔ اس عرصہ مین ایک کوزہ قند کا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے بخاری کے ہاتہہ مین دیدیا۔ بخاری نے دو ٹکڑے کر کے یہ کہا۔ کہ جو لذت دوئی مین ہے۔ وحدت مین نہین ہے۔ آپنے جواب مین معرفت توحید۔ اور ذوق فنا کے متعلق چند باتین اپنی زبان سے اِس طرح بیان کین۔ کہ ناصح کا دل قابو مین نہین رہا۔ دیوانگی اور ربودگی نے بخاری کی حالت مین وحدت کا مزہ پیدا کیا۔ اور جان لیا جو کچہہ نہین جانتے تھے۔

ایک شخص شیخ علاء الدین دہلوی کے خلیفہ کے بیٹے تھے۔ اِن کو اِن کے پیر نے دار الخلافۃ آگرہ مین اِس غرض سے بہیجا تہا۔ کہ ہمارا سلسلہ جاری کرو۔ اور وہان کے لوگون کو ہدایت دو۔ جب ابن خلیفہ۔ سید علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین بمقام آگرہ آئے۔ تو آپنے فرمایا تمہارے پیر نے تم کو اس شہر کی شیخی کے واسطے بہیجا ہے۔ یہ عمۃ کا کوچہ۔ اور خالہ کا گہر نہین ہے۔ اِس جگہہ رہنا شیرون کے ساتھہ پنجہ کرنا ہے۔ تم جیسی بکری سے یہ کام کیونکر ہو سکیگا کہتے ہین۔ دو تین روز نہین ہوئے تھے۔ کہ دستون کی بیماری ہو گئی۔ جتنا زیادہ علاج کیا گیا۔ اُتنی ہی زیادہ بیماری بڑہتی گئی۔ بالآخر۔ علاج چہوڑ کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ غم نہ کرو صحت ہو جاویگی اور تمہارے اجراے کار کی جگہہ قصبہ امروہہ ہے۔ ایک کمل پر آپ بیٹھے تھے۔ وہ ابن خلیفہ کو دیا۔ ابن خلیفہ نے اپنے سر پر باندہ کر وہیں کی اجازت لی۔ وہان پر اُن کو رونق حاصل ہوئی۔

شیخ راجو نام ایک جوان۔ بنی اسرائیل گروہ مین سے تہا۔ اُسنے آپ کی حضوری کو اپنے اوپر لازم کر رکہا

تھا - رفتہ رفتہ بیان تک نوبت پہونچی - کہ آپ کے حالات اور عادات پر شیدا ہو گیا - آپ کی ایک لحظہ کی جدائی بھی
اُس کو دشوار تھی - ایک روز آپ اوسپر مہربان ہوئے اُس کے واسطے ایک لقمہ زمین پر ڈال دیا - اُسنے کمال تواضع
سے اور نہایت ادب کے ساتھہ ہونٹوں سے اُٹھالیا - اور نگل گیا - جو نعمت وہ چاہتا تھا حاصل ہوئی آپنے اُس کو
قصبہ آہار مین بھیجا - وہان پر اُس کی شیخوخت رونق پکڑ گئی - اُس مقام پر ایک جادوگر جوگی تھا - وہ مباحثہ کرنے لگا -
شیخ راجو نے موسوی ولایت کے ذریعہ سے اُس کا جادو باطل کر کے - اپنا گرویدہ بنالیا -

اس قسم کی عمدہ عمدہ کراماتین اور خرق عادات آپ کی بہت کچھہ بیان کی گئی ہین - لیکن چونکہ یہ مختصر کتاب اس
قسم کی گفت وگو کے لئے کمتر گنجایش رکھتی ہے - لہذا حوالہ قلم نہین کی گئین - سید زین العابدین نام ایک عالم آپکے
معتقدین مین سے ہین - اُنہون نے ہجری سنہ ایک ہزار نو مین ایک رسالہ لکھا ہے - جس مین آپ کے حالات تفصیل
کے ساتھہ تحریر کئے ہین - خدا کرے - وہ شائقین کے مطالعہ مین آوے - اور جوئندہ یا بندہ بنے - **بیت**

من طلب کردم وصالش روز و شب		یا فتم اینک بحکم من طلب

علاؤ الدین مجذوب آپ کی تاریخ رحلت ہے -
سنہ ۹۰۵ھ

یاد شیخ کمال الدین قریشی

آپ شاہ عبد الرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین - گجرات کے بنادر اعظم مین سے ایک بندر کو کہ نام بھی ہے
اس بندر مین آپنے پیر کی اجازت سے قیام اختیار کیا تھا - اور طریقت کے اندر اہل حقیقت کے مقامات کو پہونچکر
سلسلہ رہنمائی جاری کر رکھا تھا - بہت سے لوگون نے آپ کی ہدایت کی بدولت کمالات اور حالات کا فرہ پایا ہے

مصرع ؏ تا مستی شراب محبت نصیب کیست

یاد شیخ احمد لور نعمت اللہ

آپ کی زاد بوم چندیری ہے - قادر شاہ کے عہد مین مالوہ کے شیخ الاسلام تھے - آپ کے چوتھے دادا شیخ
علاء الدین مقتول ملتان سے آئے تھے - اور مشیت ایزدی سے گوالیار مین قیام فرمایا - لیکن فرزندون کو ہمیشہ یہ خوف
دلاتے رہتے تھے - کہ بت پرستون کا ایک غلبہ ہونے والا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب فتنہ مذکور کا آغاز ہوا
تو باشندگان گوالیار کے سر آفت آئی - شیخ الاسلام کے تیسرے دادا شیخ اسمعیل تھے - شیخ اسمعیل اہل تجرد کی جماعت
ساتھہ لیکر چندیری کو گئے - اور وہین مکان بھی بنالیا - اسی جگہہ شیخ نصیر الدین ابن شیخ اسمعیل - اور شیخ نعمۃ اللہ
ابن شیخ نصیر الدین کی علمی صورتین اُن شرائط کے ساتھہ جو وجود خارجی کو لازم ہین - ظاہر وجود مین ظہور پذیر ہوئین

اور اسی جگہ کمال استعداد کو پہونچکر عین (وجود) سے علم (عدم) کو روانہ ہو گئین - صوفیون کی اصطلاح
مین اولین حالت کا نام وجود ممکن اور پچھلی حالت کا نام عدم اضافی ہے - اِن حالتون کو مبدء اور معاد
بھی کہتے ہین - ان کے بعد شیخ الاسلام اپنے باپ کے جانشین ہوئے جب رانای چیتور نے چندیری کو
شکست دی - تو آپ فرزندون اور عزیزون کو ساتھ لیکر دوسے لوگون کے ہمراہ چھترہ مین چلے آئے چھترہ
ایک قصبہ ہے سرکار کالپی کا - یہان کا حاکم احمد خان فیروز یہ نیک شخص تھا - اسنے آنے والون کو عزت اور
تعظیم کے ساتھہ لیا - اور حکم دیا - کہ یہان کے باشندون کو چاہیے - چندیری کے آفت زدون کے ساتھہ برادرانہ
سلوک کرین - اور اپنا سامان اور سرمایہ آدھون آدھ تقسیم کردین تاکہ اِن لوگون نے جو تکلیف اُٹھائی ہے -
اُس کو بھول جائین القصہ اہل اسلام کی خرابی جب سلطان بہادر گجراتی کے گوش گزار ہوئی - تو
اُس کو غیرت آئی وہ بہت سی سپاہ لیکر روانہ ہوا - اور قلعہ چیتور کا محاصرہ کیا - جو رانا کا پرانا وطن ہے - اور بڑی
بھاری لڑائی ہوئی - چونکہ لڑائی کے ذریعہ سے قلعہ کی فتح دشوار معلوم ہوئی - لہٰذا علما نے جمع ہو کر فتویٰ لکھدیا - کہ
اسلام کا بول بالا ہونے کے لئے - سپہ سالار کو عقلاً اور شرعاً جائز ہے - کہ جو غیر مطیع اسلام ہین - اُن کو قسم اور صلح
کے ساتھہ قبضہ مین لا کر مار ڈالے - اور فریب بہانہ کے ذریعہ سے اُنپر فتح یاب ہووے - چنانچہ رانا کو صلح کے
بہانہ سے پکڑ کر تلوار سے مار دیا - اِس کے بعد سلطان شکار کھیلتا ہوا - رائسین کے قلعہ مین پہونچا - جو لوگ چندیری
سے جلا وطن ہو کر چھترہ مین آئے ہوئے تھے - اُن کے بلانے کے واسطے حکم جاری فرمایا - وہ لوگ بتعمیل حکم
رائسین مین آئے - سلطان اُس وقت میدان چوگان بازی مین تھا - فرمایا جلد پیش کئے جاوین - اور جلد ان
کے اندرونی زخمون کا علاج کیا جاوے - چنانچہ کچھہ لوگون کو تو اُن کا گیا ہوا دنیاوی اسباب جس کے مقدر مین
جتنا لکھا تھا - مل گیا - اور کچھہ لوگ جہان اُترے ہوئے تھے - وہین پڑے رہے - اور قناعت پر دل نہادہ ہو - انہین
ایام کے قریب قریب سلطان تو گجرات کو روانہ ہوا - اور ملو خان کو جو قادر شاہ کے نام سے مشہور تھا - خبر پہونچی - کہ
شیخ احمد اور نیز دیگر چند متوکل تنہائی پسند لوگ رائسین مین ہین - جن کی روزی آسمان پر ہے - یہ سنکر محبت اسلام
جوش مین آئی - ایک دلسوز دانشمند کو بھیجا - اور وہ ان لوگون کو نہایت عزت اور حرمت کے ساتھہ اُجین مین لے آیا
آپنے بقیۃ العمر شیخ الاسلامی کی مسند پر بیٹھکر ہدایت جاری رکھی - اور جو لوگ سالک تھے اُن کو تیز روی سکھائی
دسوین صدی کا آغاز تھا - کہ قلعہ اُجین مین خوابگاہ اختیار کی - دو لڑکے چھوڑے - شیخ جمال - اور شیخ عبدالقادر

مصرع باد اول سلیم نصیبش ز کردگار ہا

یاد مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد

آپ جلال الدین کے بیٹے ہیں - جو دوست محمد کاشانی تلیبچی کے بیٹے تھے - اور دوست محمد کاشانی شیخ برہان الدین قلیچ کے پوتوں میں سے ہیں - جو صدیقی النسب حنفی مذہب تھے - اور کاشان فرغانہ مولد تھا - آپ کی تلقین سے عقل کے آئینہ کو صیقل ہوتا تھا - اور نیز تلقین کے آئینہ میں شاہی حقیقتیں نظر آتی تھیں مولانا محمد قاضی کے مرید تھے - جو خواجہ احرار خواجہ عبید اللہ باغستانی کے بزرگ خلفا میں سے ہیں - آپ کے وصال کی تاریخ جس کو عوام وفات کہتے ہیں - ہجری سنہ نوسو انچاس تھا - اور ہجران کا زمانہ جس کو لوگ زندگانی سے تعبیر کرتے ہیں - اٹہتر سال بتاتے ہیں - جن ایام میں والی ملک ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ گرگانی تیموری نے ہندوستان فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا - اُن ایام میں سلطان ابراہیم لودہی ملک دہلی کا بادشاہ تھا - اُس کے ساتھہ بڑی بھاری لڑائی ٹھنی - چونکہ گرگانی فوج نے لڑائی کی طاقت اپنے میں نہ دیکھی تو سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے حلیہ احراریہ کا تصور کیا - ایک سوار نظر آیا - جس کا گھوڑا اور لباس دونوں سفید تھے - اور اُس نے فوج دشمن کے ساتھہ تلوار سے مار دہاڑ شروع کردی - تھوڑے عرصہ میں وہ لڑائی فتح ہوگئی اور لودہی کی فوج نے بھاگنے کو غنیمت بلکہ باعث زندگانی سمجھا - سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے اُس حلیہ کو عبارت میں لکھہ لیا - جب لڑائی کا شور و غوغا فرو ہوا - تو مینے یہ واقعہ دانشمندوں کے روبرو بیان کیا - جو میرے پاس تھے - اُس مجلس میں اس خانوادہ کے بزرگوں میں سے بھی ایک صاحب تھے - اُنہوں نے فرمایا - کہ یہ حلیہ مولانا خواجگی احمد کا ہے - مینے اُسی روز میر قوزی کو جو میرے امیران اعظم میں سے تھے وہ حلیہ کا ورق اور اُس کے ساتھہ بہت کچھہ تحفے اور ہدیے دیکر آپ کی خدمت میں روانہ کیا - اور یہ چند بیت نیاز نامہ میں لکھکر اپنا ضمیر آپ پر ظاہر کیا - **قطعہ**

در ہوائے نفس گم رہ عمر ضائع کردہ ایم ایک نظر بر مخلصانِ خستہ دل فرما - کہ ما	پیش اہل اللہ از اطوار خود شرمندہ ایم خواجگی را ماندہ اکنون خواجگی را بندہ ایم

رباعی

درویشان را اگرچہ نہ خویشانیم ؟ در دست نگوی شاہی از درویشی	لیک از دل و جان معتقد ایشانیم شاہیم و لے بندہ درویشانیم

بہت سے بیدار مغز لوگ آپ سے بیعت تھے - کسی قدر آپ کی معرفت اور ہدایت کے حالات آپ کے بزرگوار

خلفا - اور فرزندون کی یادداشتون سے معلوم ہون گے۔ انشاء اللہ العزیز - خدا کرے - یہ حالات شائقین حکایات سے مخفی نہ رہین -

چونکہ راقم تعریف اور پسندیدہ عادات کے لکھنے مین شبدیز قلم کی باگ کھینچی ہوئی رکھتا ہے - لہذا اُس کو جولانی مین سرپٹ نہ کر کے - تمام تعریفات اور پسندیدہ عادات کو نہایت تنگی کے ساتھ ظاہر کرتا ہے - ورنہ اس صاحب ذکر کی سرشت مین بہت کچھ بزرگیان - اور بزرگیون کی استعداد موجود ہے - راقم اس صاحب ذکر کی تعریف مین نثر اور نظم کے بے انتہا پھول نثار کرتا - بلکہ ہر ایک کی یادداشت مین فصیح البیانی کام مین لا کر تحفہ پذیر آنے والون کے سرمایہ کے واسطے ایک عمدہ یادگار چھوڑتا - لیکن پھر بھی بحکم مصرع

باب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روے زیبارا

تحریر سے کام معلومات کی ضروری باتین ضبط مین لانے کے علاوہ نہین لیا ہی مصرع مدح او از شمار بیرون ست

یاد مولانا محمد مجد

تمام علوم مین آپ کی طبیعت رسا تھی - سلطان محمود ابن مظفر ابن محمود کا زمانہ تھا - کہ آپ حجاز سے گجرات مین آئے تھے - سلطان آپ کا شاگرد ہوا - اور خدا کا شکر ادا کیا - اور آپ کا رتبہ بلند کرنے مین کوشش بیان تک کی - کہ آپ کی ٹال ٹول چنیاں نہ کر کے - جملۃ الملکی کا منصب اور خداوندخانی کا لقب عطا فرمایا - اسی طرح پر سلطان محمود کے بیٹے سلطان بہادر نے بھی آپ کی تعظیم مین باپ کے مراسم پر کچھ زیادہ ہی کیا - جن ایام مین جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ نے بزد مضجعہ صوبہ گجرات فتح کیا - اور سلطان بہادر اپنی قلمرو کو فوج سے خالی چھوڑکر دریا پار کے جزائر مین بھاگ گیا - تو اُس وقت آپ گجرات مین ہی تھے - جنت آشیانی سے ملاقات کی - تعظیم وتکریم کے مدارج ادا ہوئے - شاہی عنایت کی کشش آپ کو لشکر کے ہمراہ دہلی مین لے آئی - یہ دلکش مقام آپ کے دل کا دامن پکڑ بیٹھا - ناچار قیام کرنا پڑا - شیر شاہ سور کا زمانہ تھا - کہ آپ دار السرور کو روانہ ہو گئے - آپ طبقہ مغربیہ احمدیہ مین بیعت تھے - اور اُسی سلسلہ کے پیرون کی روش پر طریقت کا سلوک بھی رکھتے تھے -

یاد شیخ چندن دِسوری (مندسوری)

آپ شیخ بدہا کے بیٹے تھے - اور شیخ بدہا کے باپ کا نام شیخ جیجو تھا شیخ صدر الدین خاموش چشتی کے مرید مین - موشوم مسیحائی انفاس - اور ظاہر و باطن کی شست وشو کمال درجہ پر رکھتے تھے - ایزدی جذبات اور سلوک کے مقامات بھی آپ کو حاصل تھے - آسمانی خزانون کے دروازے آپ کے ہاتھ پر کھلے ہوئے تھے - ہمیشہ کیا نقد اور

کیا جنس بقدر احتیاج - اور بقدر خواہش - خواستگارون کو بے تامل دیا کرتے تھے - ہر ایک فن کی کتابین فراہم کر کے - غیر ذی استطاعت علما اور طلبا کو پہونچایا کرتے تھے **القصہ** سائل کا محروم رہنا اپنے اوپر حرام جانتے تھے سلطان بہادر گجراتی - آپ کا معتقد با ارادت تھا - اس سلطان کے زمانہ مین ہوپت راے رائیسینی کے ساتھ آپ کے اعزہ اور درویشون کی لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - آپنے اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے اِن لوگون کی امداد مین بڑی بھاری لڑائی کی - آپ کے قبیلہ کے بہت سے لوگ درجہ شہادت کو پہونچے -

کہتے ہین شیخ منجھو اجمیری - سفر حجاز سے ہند کی طرف واپس آئے - تو ایک بھاری زنجیر اپنے پانون مین اس شرط پر ڈال لی تھی کہ مشائخ مین سے جس کسی کے دیدار سے یہ بھاری زنجیر اُن کے پانون سے بآسانی نکل جاویگی اُسی کی بیعت کا طوق اپنی گردن مین پہن لون گا - اسی طریق پر منزل در منزل طے کرتے ہوئے - دسور (مندسور) مین آئے - شیخ دان - اور شیخ سلطان شیخ چندن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - اور شیخ منجھو نے اِن بزرگوان کی ملازمت حاصل کی - اور زنجیر ڈالنے - اور کھولنے کی شرط بھی بیان کی - اِن بزرگون نے فرمایا - بیشک پیر بزرگوار کے مشکل کشا جمال سے یہ عقدہ حل ہو جاوے گا - جب عہد پورا ہوا - اور جیسا کہا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - تو اُسی دم مرید ہو گئے - **بیت**

زبار ہستی خود گر کسے جریدہ شود	ببارگاہ وصالش سبک رسیدہ شود

اس قسم کی آپ کی باتین جو خارق عادات ہین - لوگ بہت کچھ بیان کرتے ہین - تیئیسوین رمضان ہجری سنہ نو سو ترپین مین آپ عالم علوی کو کوچ فرما گئے - خوابگاہ ٹوڈی جو ایک پشتہ ہے دسور (مندسور) کے کنارہ - کہتے ہین - آپ کے جد امجد شیخ جھجو - راؤ کے سکندرہ مین قیام رکھتے تھے - تقدیر سے ترک وطن کر کے سیاحی کا ارادہ کیا تھا لیکن آخر کار آب و دانہ کی زنجیر آپ کے سیاح پانون مین پڑی - اور مندسور کے اطراف مین مقیم کیا - شیخ موسی اُجینی - شیخ لال گجراتی - اور شجاعت خان بدر باز بہادر خان افغان - جو چند سال حاکم مالوہ بھی رہ چکے ہین - آپ کے مریدون مین سے تھے - **رحمھم اللہ**

شیخ چندن کے بیٹے شیخ محمد ہین - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین اسی برس کی عمر ہے - یہی سجادہ نشین ہین - صورت بالکل درویشون کی - تن صوفیون کا - دل سادہ - اور خدا دوست پیر ہین - اللہ تعالی انجام بخیر کرے - جو کچھ لکھا گیا ہے - یہ سب اُنہین کے بیانات پر سے لکھا گیا ہے -

یاد سید زاہد

آپ شاہ بدہا کے بیٹے تہے۔ شاہ بدہا کے باپ کا نام حمزہ ابن قطب ابن عمر ابن جلال تہا۔ قدس اللہ اسرارہم آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون قصبہ سیارن ہین شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ ہین۔ جو دو واسطہ سے نصیر الاولیا چراغ دہلی کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین۔ آپ کا سر زانوے مراقبہ کے سوا۔ کچہہ جانتا ہی نہین تہا۔ اور آپ کی آنکہین گریہ شوق کے سوا۔ کوئی چیز پسند ہی نہین کرتی تہین۔ آپ کے سینہ مین شورش عشق کی سوا کسی قسم کا خیال نہین تہا اور آپ کے ضمیر مین یاد مولیٰ کے علاوہ کوئی بات نہین آتی تہی۔ آپنے زندگی کا تمام زمانہ۔ مراقبہ اور انتظار مین ہی گزار دیا شیخ قاضن شطاری۔ جو شاہ عبداللہ شطاری کے بڑے خلیفہ تہے۔ آپ کے داماد ہین۔ اور شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ پسر شیخ قاضن شطاری دربیر بابا حاجی حمید الدین حصور آپ کی دختر سے ہین مصرع دفتر اخلاص با دانا مہٗ اعمال او

یاد مولانا قاضی خان

آپ یوسف ناصحی کے بیٹے ہین۔ جلال الحق آپ کا لقب ہے۔ زاد بوم ظفر آباد جونپور ہے۔ بیعت کا شجرہ اور خلافت کا خرقہ شیخ حسن طاہر کی خدمت سے پایا تہا۔ قدس سرہما کشفی اور لدنی علوم سے کافی طور پر حصہ آپ کو ملا تہا۔ والافطرت اصحاب جو دوئی سے بالکل علیحدہ ہین۔ ان کی اصطلاحات سمجہنے مین آپ یکتاے زمانہ تہے۔ آپ کے پیر اپنی حیات مین سالکان طریقت کو آپ کے حوالہ کر دیا کرتے تہے۔ بلکہ اپنے فرزند شیخ عبدالعزیز کو بہی آپ کے سپرد کر دیا تہا۔ تاکہ آپ اُن کو خداشناسون کے پسندیدہ افعال تعلیم کردین۔ اس قدر زیبایش جو پیرزادہ کے حالات مین پائی جاتی ہے۔ آپ کی ہی پرورش کی بدولت ہے۔ آپ کی رحلت کا سال دسوین صدی کا دوسرا نصف حصہ ہے۔

یاد شیخ محمد عینی

آپ کے بزرگ اسوۃ الاولیا عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ ہمدان سے آپ ہرمز ہوتے ہوئے گجرات مین آئے۔ اور احمد آباد مین بود و باش اختیار کی۔ یہان آپ کے فرزند ہوئے۔ جو دانش مند اور خداشناس تہے سب مین بڑے شیخ شہاب الدین تہے۔ جو دینداری۔ طلب علم۔ اور تعلیم علم مین پوری دستگاہ رکہتے تہے۔ یہی باپ کے بعد جانشین بہی ہوئے۔ اور شیخ شہاب الدین کے بہی کئی بیٹے تہے۔ جن مین سے ایک شیخ حسن کو سجادہ نشینی کا درجہ ملا تہا۔ دو جہانی کمالات اِن کے گرد اگرد گشت کرتے رہتے تہے۔ ان کے بعد اِن کے لڑکے شیخ خان نے خاندان کی رونق بڑہائی۔ ان کا جمال اور حال۔ صلاحیت۔ اور پرہیزگاری کے ساتہہ

آراستہ تہا۔ ان مذکورہ بالا چارون شخصون کی خوابگاہ احمدآباد ہے مصرع بادا لبالب از مے دیدار جام شان

یادشاہ منصور

آپ شاہ بہکاری کے مرید ہین۔ جن کی خوابگاہ برہان پور متعلقہ دارالخلافہ صوبہ خاندیس مین ہے
الٰہی جذبات مین بیخود تہے۔ اور دریاے توحید مین ڈوبے ہوئے تہے۔ عالم جوانی مین سپاہیانہ رنگ اختیار کر رکہا
تہا۔ اور وجہ معاش راہزنی کے ذریعہ سے تہی۔ ایک روز پیر کی خانقاہ مین عام دعوت تہی۔ آپ کندہے پر
تلوار لٹکائے ہوئے پہونچے۔ اور زور کے ساتہہ کہانا مانگا۔ پیر نے فرمایا۔ کیا درویشون کا سکبا کہانے کی تم کو طاقت
ہے۔ جواب دیا۔ ہان۔ یہ سنکر پیر نے اپنے ہاتہہ سے ایک لقمہ آپ کے منہ مین دیا۔ لقمہ ہنوز حلق مین اُترنے
نہین پایا تہا۔ کہ بیہوش ہو گئے۔ بہت دیر تک یون ہی خاک پر پڑے رہے۔ اس کے بعد چند روز تک کوچہ
و بازار مین مجنونانہ برہنہ پہرتے رہے۔ جب کسی قدر سکون ہوا۔ تو قلعہ کے دربار کے سامنے بیٹہہ گئے۔ صبح سے
لیکر شام تک آپ کے گرد آدمیون کا ہجوم بنا رہتا تہا۔ آپ جو کچہہ کہہ دیتے تہے۔ آخر مین ویسا ہی ہو جاتا تہا
گجرات سے معاودت کے وقت جنت آشیانی ہمایون بادشاہ بہی آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا تہا اور
آپکے ارشاد کے بموجب صوبہ خاندیس سابقہ والی اور حکام کو سپرد کرکے کوچ کر گیا شیخ عثمان ابن لادن جو
راقم کے ہمسایہ ہین۔ اُس مجمع مین حاضر تہے۔ فرماتے تہے۔ اولاً آپ نے جنت آشیانی کے ترکش سے ایک تیر نکالا
اور اُس کے تین پر اکہاڑ کر جب ایک پر باقی رہ گیا۔ تو اُس تیر کو پہر ترکش مین رکہہ دیا۔ اور ابریق خاص کو آبدار کے ہاتہہ
سے غصب کر لیا۔ اور اُس کا پانی زمین پر گرا دیا جب اُس مین تہوڑا سا پانی رہا۔ تو ابریق پہر آبدار کے سپرد کردی۔ اُس وقت
چند رمز شناس بزرگ حاضر تہے۔ اُنہون نے فرمایا۔ تیر کا ایک پر باقی رکہنا۔ علامت اس بات کی ہے۔ کہ فرزندان
بادشاہ مین سے ایک فرزند عالمگیر ہوگا۔ اور ابریق مین تہوڑا سا پانی باقی رکہنا۔ خبر دیتا ہے۔ کہ بادشاہ کی عمر کم رہ گئی
ہے۔ بالآخر جو تعبیر دی گئی تہی۔ وہی موافق تقدیر ہوئی۔

ملک زین الدین جنابذی فرمانروائے گجرات کے وزیر تہے۔ ان کے علم کی عروس عمل کے زیور سے آراستہ تہی
بیان کرتے تہے۔ کہ بابا منصور ایک روز فرماتے تہے۔ آغاز جوانی مین میرے یہان دنیاوی زروزیور اور سامان سلطنت بہت
کچہہ تہا۔ ایک رات ایک مجذوب کی نظر میرے اوپر پڑی جو تاثیر کر گئی۔ یعنی اُس نظر سے سر مین شورش پیدا ہوئی۔
جب مین اپنے گہر آیا۔ تو مینے اپنی رازدار بیوی سے کہا۔ میرا دل دنیاوی خیالات سے سرد ہو گیا ہے۔ مین چاہتا
ہون کہ کل کے روز جو کچہہ میری ملک مین ہے سب حاجتمندون کو اور فقرا سے ہمسایہ کو دیدون۔ اور جس قدر

خوراک اور لباس کے واسطے کفایت کرے۔ صرف اسی پر قناعت کرون۔ بیوی بڑی بلند ہمت اور رابعہ وقت تھی۔ جواب دیا۔ کہ ایسے عزیز مہمان (خیال نیک) کی ضیافت صبح پر موقوف رکھنا جوانمردی اور مروت کی بات نہین ہے۔ یہ پاک خیال جو دل مین پیدا ہوا ہے۔ اس کو اسی وقت عمل مین لانا چاہیے۔ اور بے تامل اپنا زیور۔ بدن پر سے اُتار کر اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر کر محتاج ہمسایون کو تقسیم کر دیا۔ سوائے اس قدر کے جو ستر عورت کو کافی ہو۔ گھر مین کچھہ نہین رکھا۔ رفتہ رفتہ میری دیوانگی بڑہنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ مجکو لنگی کی بھی خبر نہ رہی۔

ملک زین الدین یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ ایک روز چند بزرگان دین نماز کے واسطے تیار تھے۔ اتنے مین بابا منصور دور سے آتے ہوئے نظر آئے۔ اور آکر امام کی جگہہ جا کھڑے ہوئے۔ اور الفاظ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ بتکرار کہنا شروع کئے۔ میری عجیب حالت ہوئی یعنی الاحسان ان تعبد کانک تراہ[۵۱] کی تجلی مینے مشاہدہ کر لی۔ ایسا اثر ہوا۔ کہ میرے دل کی آنکھین روشن ہوگئین۔ اس درمیان مین بابا نے پھر کر میری طرف دیکھا۔ اور فرمایا ہان ایسا ہی چاہیے۔ اور نہایت عجلت کے ساتھہ صف مین سے نکل کر چلے گئے اس وقت تک اس ایک لحظہ اقتدا کی۔ اور ایک رکعت نماز کی لذت دل سے نہین جاتی ہے۔ اور مینے اپنی عبادت مین ویسی ربودگی پھر کبھی نہین دیکھی۔

یاد شیخ عبدالملک قاری

آپ کے باپ شیخ عبداللہ ابن شیخ صالح ابن محمود غزنوی خالدی تھے۔ آغاز ہوش مین تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا جس نے آپ کو مسافر بنایا۔ آپ اپنے شہر سے چل کر ہری مین پہونچے۔ اور جہان اب زیارت گاہ ہے۔ وہان بود و باش اختیار کی۔ سب سے اول یہ کام کیا۔ کہ حافظ محمود تابادگانی کی خدمت مین کلام ربانی حفظ کیا۔ ایک صاحب حافظ عثمان ہروی صاحب ولایت اور جامع انواع علوم تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مینے عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ **علیہ افضل التحیۃ** کی تعلیم سے کسبی و وہبی علوم کی مشکلات حل کی ہین۔ اور چالیس برس کامل خواجہ خضر **علیہ السلام** کی صحبت سے اکتساب کمالات کیا ہے۔ آپ نے کلام مجید حفظ کرنے کے بعد ان حافظ صاحب کی ملازمت مین شاگردی کی۔ اور عثمانیہ نفضیلتون سے مشرف ہوئے۔ آپ شیخ زین الدین خوافی کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپکے اس قسم کے اسباب بزرگی بہت سے ہین۔ جب سلطان سکندر لودہی نے متواتر مشتاقانہ بھیجین۔ اور ان مین آپ کی تشریف آوری کی خواہش ظاہر کی۔ تو چونکہ التماس کا قبول نہ کرنا۔ خانہ مروت کی عمارت

---

[۵۱] ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین ۲ [۵۲] خوبی کی بات یہی کہ اے مخاطب تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے۔ کہ گویا تو اس کو دیکھتا ہے ۲

دکھا دینا ہے - لہٰذا آپنے التماس سلطانی قبول فرماکر دار الخلافہ آگرہ میں تشریف شریف ارزانی فرمائی - اور یہاں بے شمار لوگوں نے آپ کی خدمت سے بے انتہا فیض پایا - ایکسو تیس سال کی آپ کی عمر ہوئی - اِس تمام مدۃ العمر میں زندگی آسمانی ہی رہی - کسی فرمان روا یا کسی حاکم سے معین طور پر کچھ نہیں لیا - ماہ رجب ہجری سنہ نو سو چھبیس میں ملک معنوی کو رخصت ہو گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن

آپ اپنے باپ کے مرید بھی ہیں - اور خلیفہ بھی ہیں - اور آپکی خوابگاہ بھی اُنہیں کے روضہ میں ہے - قدس سرہما شیخ احمد رئیس - اور ملک شیر خلوتی پسر ملک شائع - یہ دونوں شخص آپکے بزرگ خلفا میں سے ہیں ان دونوں بزرگواروں کا بیان ہے - ایک روز آپ کی ملازمت میں اِس قسم کی بات نکلی - کہ باوجودیکہ ضعیفی - لاغری - اور ریاضت - حد درجہ کی بڑھی ہوئی ہے - مگر مخدوم کا جوش و خروش - سماع کے وقت اِس قدر دیکھنے میں آتا ہے - کہ کسی دوسرے شخص کو آغاز شباب میں بھی میسر نہوگا - فرمایا - کم و بیش سات برس کی عمر تھی کہ مرض چیچک میں مبتلا ہو گیا تھا - اور اُس بیماری میں بدن سے جان نکل گئی تھی - پدر بزرگوار کی خدمت میں خبر پہونچی - کہ عبد الحکیم گزر گیا - فرمایا - جس طرح سے ممکن ہو - یہاں تک لاؤ - جب میں حاضر کیا گیا تو آپنے رحمۃ اللہی گودڑی اور مسعودی خرقہ میں مجکو لپیٹ دیا - اور یہ بات زبان پر لائے - کہ اِس بیمار کی موت اور زندگی دونوں میںنے اِن دونوں بزرگواروں کے باطن کو سپرد کردی ہیں - اور خود بھی از راہِ عجز و نیاز اپنا سر مراقبہ میں جھکا لیا ایک گھنٹہ بعد میرے بدن میں حس و حرکت پیدا ہوئی - اور صحت و تندرستی کا چشمہ اُبل نکلا - آج کے روز جو طاقت آپ لوگ درویش کے سماع میں دیکھتے ہیں اس کو بالکل اُسی تفویض کا پرتو جاننا چاہیئے ورنہ مجکو عجز اور کمزوری نے بالکل توڑ مروڑ کر رکھ دیا ہے -

آپ یہ بھی فرماتے تھے - شاہ باجن نے رحلت فرمائی کے روز مسعودی جبہ درویش کو عنایت فرمایا تھا اور تھوڑا سا پرہیزی شوربا میں سے بھی دیا تھا - اور انواع و اقسام کی مہربانیاں فرماکر یہ خوشخبری سنائی تھی کہ جس قدر فیض و فضیلت بزرگانِ دین سے باجن کو ملی تھی - آج کے روز عبد الحکیم کے حوالہ کی گئی -

مصرع
یاد دل گنجِ الٰہی حکمتش

یاد شیخ حسن خطاط

آپ شیخ محمود انصاری شیرازی کے فرزند ہیں - درسی کتابوں کی تحصیل آپنے اپنی زاد بوم میں کر کے خوشنویسی

مین بھی ناموری حاصل کی تھی - کہتے ہین جن ایام مین ملک فارس - شاہ طہماسپ ابن شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ خراسان کی قلمرو مین شامل ہوا - اُس نے شاعرون کے گروہ کو قبول شیعی مذہب پر لوگون کو برانگیختہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا شروع کیا - آپنے تمام خانہ نشینون سے علیحدہ اپنی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لیکر خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا - اور ان دونون مقدس بافیض مقامات مین ایک عمر تک رہ کر حدیث کی سند وہان کے علماے صحت کے ساتھ حاصل کی - اور پھر دریا پار کے راستہ سے گجرات مین آئے - اُس وقت سلطان مظفر گجراتی بزرگ کا عہد تھا - یہان پر چند روز بزرگون کی بلازمت مین رہ کر افاضہ و استفاضہ کا بازار گرم رکھا - جب سلطان سکندر لودھی کا زمانہ شروع ہوا - تو آپ گجرات سے آگرہ کی طرف رحانہ ہوئے - لودھی نے آپ کی خدمت گذاری - دل جوئی - اور تعظیم کی - اور قیام آگرہ کے واسطے التماس کیا - چونکہ التماس کا قبول کرنا عمدہ عادات کی خصوصیات مین داخل ہے - لہذا آپنے کندھے سے کمل اُتار کر مکان بنانے کے ارادہ سے زمین پر بچھا دیا - اور سلطان کی خواہش کو قبول فرمایا - اس کے بعد لودھی اور نیز جو کوئی وہان کا فرمان روا ہوا - وہ آپ کی خدمت ضرور کرتا رہا - وہ ہمیشہ آپ کی خلوت اور انجمن کی حاضری کا طالب ہی رہتا تھا - روایت ہے کہ اکثر پرستاران خانہ - خوش خطی صحیفون کے سرورق کی صفائی - اور طلائی رنگ آمیزی کے کام مین کامل مہارت رکھتی تھین - اور لوگ اس پیشہ کا اس درجہ پر ہونا - آپ کی خرق عادات مین سے سمجھتے تھے - شیخ زین نے جو جنت آشیانی ہمایون شاہ کے صدر تھے - اپنے اشعار مین آپ کی فضیلت کی تعریف فرمائی ہے

مصرع ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم بشنود ؎ جامع المعقول و المنقول مولانا حسن نے تاریخ جو تھی - تو جب ہجری سنہ نو سو چھپن کو صفحۂ دنیا سے رقم ہستی مٹائی - اور قلم سے آخرین نامہ کا لکھنا شروع کر کے خط نسخ ختم کیا

مصرع نام او بر لوحِ دل مرقوم باد ؎ آپ آگرہ مین دفن ہین -

یادِ شیخ امان اللہ پانی پتی

آپ کا نام عبد الملک ابن عبد الغفور ہے - قدس سرہما - شیخ محمد حسین قادری سے آپ بیعت بھی ہین - اور خلافت بھی رکھتے ہین - اور رسمی علم بالخصوص علم تصوف کی تحصیل مین شیخ محمود موددلاری کے شاگرد ہین جنکے کسی قدر حالات لکھے جا چکے ہین - وحدت وجود کے بارہ مین آپ کی تحقیقات سے شیخ محی الدین عربی کا زمانہ یاد آتا تھا - فصوص اور فتوحات وغیرہ کتب صوفیہ کی تمام مشکلات بآسانی بیان فرمایا کرتے تھے - ہمیشہ ہم رازون سے کہا کرتے تھے - اگر اہل زمانہ - خودداری کی عادت چھوڑ کر انصاف سے کام لیوین - تو وحدت وجود کے

مقدمات عقلی ونقلی دلائل سے ادنیٰ واعلیٰ کے ذہن نشین کردئے جاوین - اور نیز فرمایا کرتے تھے - مینے
سلوک کی بدولت رسمی علم کے تنگ وتاریک کوچہ سے نکل کر الٰہی معرفت کے میدان مین قدم رکھا ہے -
اور کشف وکرامات کے بارہ مین دو تین میدان سب سے آگے ہی بڑھا رہا ہون - وحدت وجود کے مقام کو اہل تصوف
طاقت عقل سے باہر سمجھکر کشف صحیح کے حوالہ کردیا کرتے ہین - آپنے عنایت ایزدی کی مدد سے عقل کو اس عالی
مقام کی سرحد تک پہونچاکر سولہ معقول دلیلین باسپر قایم کی ہین - سولانا جامی قدس سرہ کی کتاب لوائح پر ایک
شرح لکھی ہے - جو علم تصوف کی تمام ضروریات کو حاوی ہے - اور مذکورہ بالا سولہ معقول دلیلون مین سے بعض دلیلین
اس شرح مین بھی لکھی ہین - جو شخص تلاش کرے گا - وہ اِن کلیات تصوف کے مطالعہ سے اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا
تاریخ بارہوین ربیع الآخر ہجری سنہ نوسوستاون کو عنصری عالم سے رخصت ہو کر دائمی خوابگاہ اُسی شہر مین ختیار
کی جس مین بزمانہ حیات قیام تھا - مصرع باد کشف اہل دل مقبول او -

یاد قاضی مینا

آپ کے پدر بزرگوار کا نام یوسف ابن حامد ابن ابو المفاخر ابن یسین منڈو (مانڈو) والا تھا - آپ نقلی اور عقلی
دونون علمون مین یکتائے زمانہ تھے - آپ کے حالات کسی قدر اس طرح پر ہین - الٰہی مشیت سے بھائیون کی مخالفت
نے آپ کو صغر سنی مین ہی - وطن سے نکال کر چندیری کا مسافر بنایا - یہ سرگردانی اور پریشانی آپ کے کسب
کمالات کا باعث ہوئی - یہ بالکل سچ ہے - جو یوسف منش ہوتے ہین - وہ قعر چاہ سے ہی مصر جاہ کو
پہونچا کرتے ہین - **القصہ** - جس سال رانا سے چیتور نے فتح پاکر چندیری کو شکست دی - تو چندیری کے
باشندے آوارہ ہوئے - آپنے بھی اسی حادثہ مین دوسرے بزرگون کے ساتھ ہجرت کرکے ایک مدت تک جتھرہ
مین بسر اوقات کی - جب آپنے ملوخان کی درویش دوستی اور آنے والون کے ساتھ عزت اور حرمت سے پیش
آنے کا شہرہ سنا - تو جتھرہ سے دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے - ایک مدت تک ملوخان کے وزیر سیف خان نے
جس کو آپ کے ساتھ نسبت خوشی ہی تھی - ضروریات وقت مین آپ کی مدد کی - اور آپ کے آنے سے ملوخان کو
آگاہی نہین دی - اِس سبب سے آپ بہت پریشان خاطر اور غمگین رہا کرتے تھے - اتفاقاً کسی تقریب سے ایک دوسرے
وزیر نے ملوخان کے حضور مین آپ کی تشریف آوری کا حال عرض کردیا - کہ ایسا عالم شخص جتھرہ سے آیا ہے - اور
سیف خان نے حضور سے چھپا کر اُس کو اپنے واسطے پسند کیا ہے - شاہ نے یہ خبر پاکر دونون کو مجلس خاص مین
بلایا - اور آپکی مصاحبت سے بہت خوش ہوا - آپ کے خاندان اور آپ کے بزرگون کے حالات دریافت

کرنے شروع کئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے تیسرے دادا شیخ لیسین سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین منڈو (مانڈو) کے قاضی تھے۔ یہ سنکر شاہ نے منصب قضا کا خلعت ارث اور استحقاق کے طور پر آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنا ہم نشین کیا۔ مصرع یاد روزی اور ضا بہ قضا ؎

یاد شیخ چکن کھندوتی

آپ کا باطن اخلاص و اخلاق کے ساتھ آراستہ۔ اور آپ کا ظاہر زہد اور صلاح کے ساتھ پیراستہ تھا۔ قصبہ کھندوت جلال پور سرکار کالپی مین ہے۔ یہی آپ کا وطن۔ مولد۔ اور مرقد ہے۔ آپ اہل دول کے ساتھ تونگرانہ پیش آیا کرتے تھے۔ ملوک زمانہ کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر نہین کرتے تھے۔ یوسفی ولایت بھی رکھتے تھے آنے والے واقعات مثالی صورت مین آپ کو ظاہر ہوجایا کرتے تھے جس سال مین جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے شیرخان سور پر چڑہائی کی ہے۔ چونکہ کتابت کے ذریعہ سے شیخ کی بادشاہ سے ملاقات تھی۔ اسواسطے رقعہ لکھا۔ کہ ان ایام مین درویش کو عالم مثال مین ظاہر ہوا ہے۔ کہ ایک پرند کا بچہ۔ ایک باز کے بازو پر بیٹھا ہوا باز کے سر پر ٹھونگین مار رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے۔ کہ لشکرکشی کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھی جائے۔ اس پیغام کو درجہ قبولیت نہین ملا۔ اور جو نامناسب حالت آسمانی کاغذ مین لکھی ہوئی تھی۔ اُس کا ظہور ہوگیا ہجری سنہ نوسو اکسٹھہ مین عنصری جسم چھوڑ کر مثالی عالم کو روانہ ہوئے۔ مصرع یاد وحدت سیرگاہ جان او۔

یاد شیخ جلال

آپ شیخ عبداللہ کے بیٹے۔ اور شیخ یوسف کے بھائی ہین قدس سرہم۔ عبارت آرائی۔ ادائے معانی۔ اور کاغذی حروف کے سمجھنے مین اپنے وقت کے ایک ہی تھے۔ آپنے ہجری سنہ نوسو تیئس مین عالم غیب سے عالم دنیا مین ظہور فرمایا۔ سات برس کی عمر تھی۔ کہ کلام ربانی حفظ کرلیا جب بارہ برس کے ہوئے تو کتب متداولہ کی تحصیل پوری کرکے بیسوین سال مین اپنی درس دینے سے پدر بزرگوار کے مدرسہ مین ایک تازہ رونق پیدا کی اور مختلف خطوط مین خوش نویسان زمانہ کے اندر سرگروہ ہوئے۔ اٹھائیس سال نشاط زندگی حاصل کیا۔ پھر ہجری سنہ نوسو اکسٹھہ مین اسی عمدہ آراستگی و پیراستگی کے ساتھ جیسی بیان کی گئی ہے۔ الٰہی دیدار کی جلوہ گاہ کو چلے گئے۔ اس حیرت افزا واقعہ کا مجمل بیان اس طرح پر ہے۔ کہ صدر الذکر سال مین جب سلیم خان پسر شیر خان سور آنجہانی ہوا۔ جو فرمان روائے وقت تھا۔ تو تاریخ چودھوین ماہ ذی قعدہ کو دولت خان پسر غازی خان بیانہ سے دو ڈیش ملاکر دارالخلافہ آگرہ مین آپہونچا۔ پندرہوین تاریخ گوشہ نشین محلات کی سیر کے واسطے قلعہ مین گیا۔ بن

کوٹھون کے دروازے بند تھے۔ اُن کو خزانہ کے مکانات سمجھا۔ قفل توڑے گئے۔ یہ توپخانہ تھا بارود سے بھرا ہوا۔ اتفاقاً یا ہمراہی توپچیون مین سے کسی توپچی نے جس کے توڑہ مین تارہ کی طرح آگ چمکتی تھی۔ ایک چنگاری گرادی۔ چنگاری کا گرنا تھا کہ وہ بہشت نما عمارتین دوزخ کی طرح بھڑک اُٹھین۔ یہانتک کہ سنگین دیوارین ہوائی پرندون کی طرح اُڑ گئین۔ اِن اُڑنے والی چیزون مین سے ایک پتھر کا ریزہ چنے کی برابر آسمان سے شیخ جلال کے سر مین آکر لگا۔ اِس کے بعد ایک رات دن زندہ رہے۔ لیکن زبان بات کرنے پر قادر نہ تھی۔ بعدہ سولھوین تاریخ کو پچھلے دن مین اعلیٰ علیین کو جانے کے واسطے کجاوہ باندہ کر چلے گئے۔

یاد مبارک خان ہروی

آپ ہندمین ہرات سے آئے تھے۔ اور مہوبہ قصبہ مین جو سرکار کالپی مین ہے۔ بموجب حکم الٰہی۔ گوشہ گزین ہوئے گھر بنالیا۔ اور خانقاہ بھی بنالی۔ ہمیشہ حجرہ مین رہا کرتے تھے۔ اور قرآن پڑھتے رہتے تھے۔ لیکن نماز جماعت سے نہین پڑہا کرتے تھے۔ اور کسی شخص کے آنے پر تعظیم کے واسطے نہین اُٹھا کرتے تھے۔ اِس سببسے قاضی ابراہیم ابن محمد منواری آپ کو بدی کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے۔ ایک اور شخص تھے آزاد مزاج۔ قاضی حسین نام تھا۔ اتفاقاً اِن کے ہمراہ قاضی ابراہیم مہوبہ مین آنکلے۔ اور ہمراہی کے سببسے خان کے پاس بھی گئے۔ آپنے فرمایا بعض لوگ مجکو دو باتون مین معیوب جانتے ہین۔ اور چونکہ بُرائی اُن کے دل مین ہے۔ اِس سببسے خود جواب اپنے دل مین سوچ کر مجکو معذور نہین سمجھتے۔ پہر فرمایا۔ درویش مثل میت ہوتا ہے۔ اُس کا دیکھنا۔ زیارت گور کی مانند ہے۔ اور خاکی تودہ کے نہ اُٹھنے سے کوئی عیب پیدا نہین ہوتا اور نیز جس شخص نے اپنے تمام اوقات قرآن کے پڑھنے مین لگا دئے ہون۔ اُس کو تلاوت کے درمیان مین کسی غیر کی تعظیم روا نہین ہے۔ اِس کے بعد آپنے فرمایا۔“

”مینے سنا ہے۔ کہ خداوند عرفان و وجدان شیخ شرف یحیٰی منیری جماعت مین نہین آیا کرتے تھے۔ ایک روز قاضی شہر کی کوشش سے مسجد مین گئے۔ امام کے گھر کے صحن مین ایک کنوان تھا۔ اور ایک گھوڑی کا بچہ بھی پال رکھا تھا جو کھلا رہتا تھا۔ اِس خوف سے کہ کہین کنوئین مین نہ جا پڑے۔ نماز کے اندر دل بچھیرو کے باندہنے کی طرف گیا۔ یہ حالت دیکھکر شرف اولیا نے نیت نماز توڑ دی۔ اور کہا۔ امام تو بچھیرہ کے انتظام کے واسطے چلا گیا۔ مجھہ مین اُس کی ہمراہی کی طاقت نہین ہے۔ سوائے اس کے جو غائب ہے وہ خود اقتدا کے لائق نہین ہے

ناچار نماز از سر نو پڑہی - امام نے بہی اُن کی اندرونی آگاہی پر اقرار کیا ہے

پہر فرمایا - اگرچہ عروس کا ناز - مان کے حسن پر زیب نہین دیتا ہے - لیکن پہر بہی اُسی کی لڑکی ہے اور اکثر امام خانۂ خدا (دل) کو تو بیل اور گدہے کی چراگاہ بناتے ہین - اور روے توجہ خانہ خلیل (خانہ مکہ) کی طرف کرتے ہین بیت

دہ بُود نے دل ست آنکہ درد	گاو وخر باشد و ضیاع وعقار

کہتے ہین ہر روز آپ کے دروازہ پر نقارہ بغرض اعلان وطلب بجایا جاتا تہا - اور آواز نقارہ سنکر کیا غریب اور کیا مقیم ساکین فراہم ہوا کرتے تہے - اور آپ ہر ایک کو نقدی روزینہ دیا کرتے تہے - اِسی طرح جب کہ واپسین سفر کا وقت آیا - یعنی ہجری سنہ نوسو تریسٹہہ تہا - تو ہر دم بیخود ہو جاتے تہے - اور نقارہ بجانے - فقرا کے جمع ہونے - اور معمولی روزینہ تقسیم کرنے کا حال دریافت فرماتے تہے - دریا نام ایک خادم تہا - وہ جواب دیدیا کرتا تہا - جب خادم نے کہا - ہنوز مینے کچہہ نہین دیا ہے - تو فرمایا - اُس ظرف مین سے دیدو جو تخت کے نیچے ہے - چونکہ ظرف مین پیسہ بہت کم - اور حاجتمند بہت زیادہ تہے - تو خادم متحیر ہوا - کہ اب کیا کرون - پہر آپنے دریافت فرمایا - تو خادم نے عرض کیا - ہر ایک شخص کو کتنا کتنا دون - فرمایا پانچ پانچ رائج الوقت قرص دیدو خادم دیکہا کہ پیسے اتنے کم ہین کہ چار آدمیون کو بہی کفایت نہین کرینگے - لہذا اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا - پہر آپنے فرمایا جلدی کر - دیدو - خادم نے پہر عرض کیا کتنا دون - فرمایا - ہر ایک شخص کو ایک مٹہی - یہ سنکر اور بہی زیادہ حیران ہوا - فرمایا - سنو دریا - دینے والا معمار کی مثال ہوتا ہے - جو دیوار مین اینٹون سے چنائی کرتا ہے معمار جتنا زیادہ سبک دست ہوگا - صاحب عمارت اہتمام مین اُتنا ہی زیادہ سرگرم ہوگا - اور مزدور بہی گارا اور اینٹین پہونچانے مین اُتنے ہی زیادہ چالاک ہون گے - جب خادم کو یہ تازیانہ لگا - تو دلیر ہوا - اور پیر کے موثر دم کی برکت سے سب کو ایک ایک مٹہی پہونچ گیا - اور ابہی ظرف خالی نہین ہوا - جب آپ کو معلوم ہوا - کہ سبنے پا لیا ہے - تب مُنہ کے اوپر چادر کہینچ لی - اور عالم علوی کو روانہ ہوئے - آپ کے بعد دریا جانشین ہوا بتیس برس تک اُسنے پیر کا طریقہ قایم رکہا - اور جب وقت آیا - تو پیر کی خوابگاہ کے تحت مین زیر خاک سو رہا مصرع مبارک باد وصل دوست اورا -

یاد سید محمدؐ ابن سید معظم

آپ اپنے باپ کے مرید - اور قاضی محمد ابن کدن کے شاگرد تہے - خوابگاہ کالپی ہے - آپ کی عادت ایسی خوب تہی - جیسا آپ کا چہرہ - اور آپ کی طبیعت ایسی زیرک اور عمدہ تہی - جیسی آپ کی حسن تقریر - خط ثلث

عمدہ لکھا کرتے تھے - فنا کی چادر کندھے پر تھی اور اُستاد کے ساتھ اعتقاد حلقہ بگوشانہ رکھتے تھے - کہتے تھے
اگر بالفرض قاضی پیراہن کے نیچے مخفی طور پر زنار باندھ لیوین - تو محمد طاہر ظہور زنار باندھ لیوے گا - زنار
کے ساتھ پیشانی پر قشقہ بھی لگادے گا - اور برہمنانہ ناقوس بھونکے گا - اگر ایسا نہ کرے تو معظم کا بیٹا نہ ہوگا
باپ اور اُستاد کے طریقہ کی پیروی مین گانٹھ ٹھوڑ تھے - **بیت**

نہصد و شصت و سہ ز عالم رفت	عالمے در لباس ماتم رفت

یاد شیخ دانشمند

آپ کا نام بیارہ - اور باپ کا نام کبیر ابن محمود چشتی ہے - شاہ فخر الدین ابن حامد چشتی کے مرید ہین - زاد بوم
لکھنؤ اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے آپ رسمی علم کا خزانہ - اور صلاح و راست کرداری کی کان تھے - زمانہ کے لوگون
کو آپ کی ذات سے رونق تھی سات بار سفر حجاز سے مشرف ہوئے تھے - ساتوین دفعہ اپنی والدہ ماجدہ کو کندھے
پر اُٹھا کر ہمراہ لے گئے تھے - پھر مکہ معظمہ سے گجرات ہو کر معاودت فرمائی - اگرچہ نہروالہ مین جو آج پٹن کے نام سے
نام زد ہے - وطن بنانے کی پیر سے اجازت لے لی تھی - لیکن منڈو کی خاک دامنگیر ہوئی - اور یہان کے لوگون
کی محبت اور ربط ضبط نے بھی جنبش نہین کرنے دی - لہذا یہان پر گھر بنالیا - اور کدخدا بھی ہوئے سلطان
ناصر الدین خلجی کے زمانہ سے سجاول خان افغان کے عہد تک تقریبًا پچاس سال منڈو مین رہکر ہر ایک قسم
کے علوم پڑھائے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - ایک سو بیس سال کی عمر پائی - بغیر عصا کے رات مین
راستہ چل سکتے تھے - اور ہم نشینون مین کہا کرتے تھے مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَلَمْ یَاْخُذْ عَصًا فَقَدْ عَصٰی
اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے - کہ چالیس سے متجاوز ہونے کے ساتھ اکثر ضعف آتا ہے - یعنی تجاوز کو ناتوانی لازم
ہے - اور بیارہ کو ایزدی عنایت طاقتور رکھتی ہے - اگر عصا ہاتھ مین نہ لیوے - تو تعجب نہین کرنا چاہیے
ہجری سنہ نو سو ترسیٹھہ کے رمضان مہینے مین واپسین دم آگاہی کے ساتھ بسر کردیا - اور عنصری چادر جو
جان کے کندھے پر پڑی ہوئی تھی - خاک پر جھٹکادی - آپ کے ایک لڑکا تھا شیخ عثمان نام کسی قدر تحصیل
کمالات باپ کے درس سے کی تھی - آپ کی رحلت فرمائی کے بعد شیخ عثمان جانشین ہوئے راقم گلزار کے
مصاحب یک رنگ اور محرم با اخلاص تھے - کہتے تھے - کہ شیخ فرمایا کرتے تھے - مینے سید محمد جونپوری کو جو بعض کے
زعم مین مہدی ہین - منڈو مین دیکھا ہے - مہدویت کے بارہ مین دریافت کیا تھا - تو سید محمد نے جواب دیا - کہ یہ بات

۵ل جس شخص نے چالیس سے متجاوز ہو کر عصا نہین تھاما - گویا اُس نے گناہ کیا ۱۲ -

مینے نہین کہی ہے۔ اور نہ مین کہتا ہون۔ یہ جاہل معتقدین کا بہتان ہے مصرع از خدا آفرین خطا بخش باد۔

یاد شیخ آدہو حصاری

آپ پیران سہروردا اور چشت کے سلسلہ کا دم بہرتے تہے۔ ذکر و شغل توکل و تسلیم۔ ہمت و ایثار۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین۔ کہتے ہین دعوت اور تسخیر کے بدون ایک جن۔ آپ کی فرمان برداری اور خدمت گزاری مین رہتا تہا۔ جب آپ کسی کام کے بنانے کے واسطے اُس کو لاتے تہے۔ تو دو تین شخص کا کام دو تین روز کا وہ جن تنہا تہوڑی دیر مین پورا کر دیتا تہا۔ لوگ جن کی محنت دیکھکر متعجب ہوا کرتے تہے۔ اور جن کو دیکھکر شیخ کی سلیمانی ولایت کی قائل ہوتے تہے۔ آپ کا سال وفات دسوین صدی کا آخرین نصف حصہ ہے۔ خوابگاہ قلعہ فیروزہ مصرع حصار نفس شکستن کمال فیروزی ست۔

یاد شیخ ابراہیم کلہورا سندہی

آپ حضور تہے۔ شاہ منصور مجذوب کے ہم عصر ہین۔ تصرفات اور کرامات بہی رکہتے تہے۔ ہر روز پانسو مظفری سکہ (فی السماء رزقکم)[۵۷] کے خزانہ سے آپ کو پہنچ جایا کرتے تہے اور آپ اُن کو محتاجون پر تقسیم کر دیا کرتے تہے ایک روز فرمان روائے وقت میران شاہ مبارک ایک بڑی بہاری نذر آپ کی خدمت مین لایا۔ آپنے قبول نہین فرمائی۔ اور کہا۔ یہ مال مخلوق کا ہے۔ ہماری تقدیر کا نہین ہے۔ چندروز بعد جنت آشیانی کے لشکر نے گجرات سے خاندیس کی طرف رخ کیا۔ کہتے ہین۔ اُس وقت کا ذکر ہے۔ کچہہ لوگ اہل زمانہ کی شکایت آپ کے سامنے لیکر آئے۔ کہ ہمارے زمانہ سے پہلے ایسے بزرگ تہے۔ جن کا کہنا گویا الٰہی تقدیر کا نوشتہ ہوتا تہا۔ اُن کا کہنا بے کم و کاست واقعات کے موافق ہوجایا کرتا تہا۔ آپنے فرمایا۔ اگر زمانہ سلف کے بزرگ اس پتہر سے کہدیتے کہ زر ہوجا۔ تو کیا اُسی وقت یہ پتہر زر ہوجاتا بات ابہی تمام نہین ہوئی تہی کہ پتہر نے طلا کا رنگ بکڑنا شروع کیا۔ آپنے تبسم فرمایا۔ اور کہا۔ اے سنگ مین تجہہ سے طلا ہونے کو نہین کہتا ہون۔ مین تو اپنے ہم نشینون سے بات کہتا ہون۔ مصرع بادا کشادہ بروے رہائے آسمانی۔

یاد سید ابو سعید ابن سید راجو

آپ متوکل۔ عالم۔ عارف۔ عاشق۔ اور شاعر تہے۔ جب رانا کا واقعہ پیش آیا تہا۔ اُس وقت آپکے پدر بزرگوار چندیری سے کالپی کو چلے گئے تہے۔ اور وہین مکان بنایا تہا۔ قدما کی غزلون کے دیوان کے دیوان آپ مخمس کیا کرتے تہے۔ کبہی کبہی قصیدہ بہی کہا کرتے تہے۔ آپ آزاد تہے مگر ساتہہ ہی عیال داری کا بار بہی

[۵۷] تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲۔

کندھے پر رکھا ہوا تھا - باایں ہمہ کبھی تنگ دل نہین ہوئے - پچاس برس تک فرمان روا ے وقت کی طرف احتیاج نہین لے گئے اور اپنے دل کو دفع الوقتی کے حوالہ کر رکھا تھا - جب آغاز شباب تھا - تو علاقہ خاطر سید جلال نامی ایک شخص کے یوسفی جمال سے پیدا ہو گیا تھا - مگر محبوب حقیقی کی غیرت نے اُس عنصری آئینہ کو توڑ کر نیست ونابود کر دیا ایک روز ایک نوجوان غلام ہاتھہ پر پانی ڈال رہا تھا - کہ بجلی اُسپر گری - حال آنکہ بجلی گرنے کا کوئی سامان نہ تھا - سید بھی بجلی کی چمک سے تین روز تک بیجان جسم کی طرح پڑے رہے - بس ہاتھہ کی ایک اُنگلی مین کسی قدر جنبش تھی - اس کے بعد زندگی از سر نو ہوئی - پھر آپ نے رسمی علم کا درس شروع کر دیا تھا ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھہ مین حقیقی معشوق کے یہان حاضر ہونے کے واسطے چلے گئے - آپ کی خوابگاہ اور زاد بوم دونون کالپی ہین مصرع باد چشمش روشن از دیدار حق

یاد خطیب ابوالفضل شیرازی

آپ معقول اور منقول علوم بہت طرح کے جانتے تھے - اور فروع واصول کی بہت سی کتابین - پڑھی ہوئی تھیں - سلطان محمود کے عہد مین شیراز سے گجرات مین آئے تھے تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک حاشیہ ہے جس مین شان نزول کے متعلق انواع واقسام کے لطیفے - اور تفسیر کے متعلق بہت سے دقیقے لکھے ہین جو اصحاب علم دقیقہ شناس ہین - وہ اسکی خوبی کو پہچانتے ہین - جب تک زندہ رہے - تب تک دولتمندون کے ساتھہ اس طرح سلوک اور برتاو رکھا - کہ دوسرے علم والون کی عظمت اور آبرو مین افزونی ہی ہوتی رہی - ا د آ ماد [illegible]

مصرع فضل او شیراز معنی ساختہ گجرات را ؎

یاد مولانا لطف اللہ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - ریاضت اور مجاہدہ کی منزلین - اور مراقبہ کے مرحلے اچھے کر چکے تھے - ملا محمد قاضی کی تلقین اور خدمت سے بہت کچھہ کمال اور تکمیل کا حصہ آپ کو ملا تھا - کہتے ہین - جب زمانہ سعید خان کا تھا - تو دار الاسلام سمرقند مین آپکے اور شیخ حسین خوارزمی کے درمیان مین کچھہ عرصہ تک مناظرہ جاری رہا - اور یہ مناظرہ سلسلہ کے تعصب (حمایت) مین تھا - چونکہ مولانا نہایت شیرین زبان اور فصیح البیان تھے - لہذا مناظرہ مین کامیابی آپ کو ہی ہوئی - مگر فرمان روائے وقت کو حسن عقیدت شیخ خوارزمی سے تھی اس سبب سے نہایت غصہ آیا - جس سے اُس کی آنکھین بند ہوگئین - اور اندھیرا چھا گیا - اس اشتعال مین آکر مولانا کی زبان کاٹ لینے کا حکم دیا - اللہ تعالی اُن لوگون کو جو بظاہر اسباب ناتوان ہین - ناگہانی آفت سے اور اُن لوگون کو جو توانا ہین نشہ دنیا کی لغزش سے محفوظ رکھے -

یاد خواجہ بہاء الدین محمدؒ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے بیٹے ہین - چونکہ اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی کچہری مین فہرست ایجاد کی اندر آپ کے نام سے ولایت اور عنایت کا ایک خاص حصہ لکھا ہوا تھا - لہذا جس وقت آپ کو اس عالم مین آنے کی اجازت ہوئی - اُس وقت اُس تحریر کے بموجب فرمان تقدیر آفرینش کی قلم سے پیشانی کی تختی پر لکھا گیا - اور توحید کے طغریٰ اور تحقیق کی مہر سے مزین کیا گیا - اور پھر یہ فرمان آپ کے سپرد ہوا تاکہ اس فرمان کے مطابق عالم شہادت (دنیا) مین تقدیر کا شحنہ - کرامات کا نقد - اور مقامات کی جنس - آپ کے اقوال اور افعال کے کارخانہ مین جو کارپرداز ہین - اُن کو سپرد کر دیوے - کہتے ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید تھے - اور ہدایت بھی اُنہین سے پائی تھی - اور نیز اپنے بڑے بھائی - خواجہ کلان سے بھی کچھ حصہ کمالات کا پایا تھا -

یاد مولانا ولی میان کابلی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - بخارا مین ایک مقام پر کسی قدر زمین نشیب مین واقع ہوئی ہے اور وہان پر ایک مسجد بھی ہے - جو مسجد مغاک کے نام سے نامزد ہے - اُس مسجد کے ایک گوشہ مین آپ کا قیام تھا - پاس انفاس اور شناخت ضمائر مین آپ مستغرق رہتے تھے - جس وقت آپ نفس ناطقہ کو کام مین لاتے تے اور کلام کا دروازہ کہولتے تے - تو ہم نشینون سے عقل و ہوش اور خودداری ہوا ہو جاتی تھی - اور مولوی معنوی کی مثنوی مین عارفانہ توجیہات بیان کیا کرتے تھے - کرامت اور تمکین (مقامی از سلوک) کا مقام آپ کو حاصل تھا -

یاد مولانا عماد طارمی

آپ - سماعی - (منقولی) علوم مین اہل زمانہ کے اُستاد اور علماے زمانہ مین سب سے زیادہ عالم تے - جب سلطان محمود اور سلطان مظفر کا زمانہ تھا - تو گجرات مین آپ کا درس کمال رونق پر تھا شیخ وجیہ الدین علوی اور قاضی علاء الدین عیسیٰ احمد آبادی جیسے باعلم اصحاب نے بھی آپ کے روبرو کتاب کہولی تھی - اور آپ کے درس سے استفادہ کر کے مدرسی اور اعلم العلمائی کے درجہ کو پہونچے تھے قدس اسرارہم

مصرع ؏ طارم دانش فزائی راستون آمد عماد

یاد مولانا یونس لاکہ

لاکہ ایک قبیلہ کا نام ہے - آپ کو علم کی تعلیم دینے مین اور بصیرت کے حاصل کرنے مین شیخ وجیہ الدین علوی

اورقاضی عیسیٰ احمد آبادی کی برابر دستگاہ تھی - قاضی عبدالغنی - سید ابراہیم بھکری - شیخ نظام الدین ابن میر ملا طیب سندہی - اورقاضی اسحق آسیری جن کے کسی قدر حالات ہرایک کی یادداشت مین لکھے گئے ہین آپکے شاگرد ہین - رحمہم اللہ مصرع باد انیس جانش شوق خداشناسی -

یاد قاضی قاضن سندھی رحمہ اللہ

آپ تحصیل سے فراغت پانے کے بعد - رسمی علوم سے برداشتہ خاطر ہو گئے تھے - اور تبدیل اخلاق کے ذریعہ سے عالم اجسام کا (دنیاوی) معما حل کرنے کی تلاش ہوئی - نفس کی لڑائی کے ذریعے سے اس معما کے حل کرنے مین کامیاب ہوئے - اور اشیا کی حقیقتنین آپ کی چشم شہود مین نظر آگئین یہ چند کلمہ آپ کی باتون کا ماحصل ہین جن کو سندہی زبان مین آپنے اپنے ملک کی طرز پر نظم کیا تھا - (۱) آپنے فرمایا ہے - کہ کنز - اور قدوری پڑہنے سے معرفت کی مہک ذرہ برابر بھی میرے دماغ مین نہین آئی - اور حصول مطلب جو ہوا - تو اس عالم کے پرے ہوا (۲) تمام زبانون مین کلمہ لا سے تیری نفی کی گئی ہے - اور تو ہنوز اپنے اثبات کے درپے ہے (۳) لا کس کی نفی کرتا ہے جب ماسوائے حق ہستی ہی نہین رکہتا ہے (۴) ہم جس کے مشتاق ہین - اگر غور سے دیکھا جاوے - تو وہ ہم ہی ہین - اس قسم کی آپ کی باتین اُس سے زیادہ ہین - کہ لکہنے سے ختم ہون - اشعار کی لطافت - اُسی زبان کی طرز کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے - کہ جس زبان کی وہ بات ہوتی ہے - ترجمہ کے قالب مین وہ لطافت قائم نہین رہ سکتی ہے - شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی - جن کی قبر کا قبہ برہان پور کے قطب شمالی کی طرف ہے - آپکے باعقیدت دوستون مین سے تھے مصرع ذات حق باد گلشن روحش

یاد سید عبدالاول دولت آبادی

آپ - بڑے علم والے - اور بڑے باطن والے تھے - تمام فنون مین سب سے زیادہ عالم ہونے کا دعوی تھا شیخ محی الدین عربی کی فتوحات مین خطبہ سے لیکر خاتمہ تک جو دشواریان تہین - اُن کو مطالعہ کے زور سے حل کیا تھا - اور حاشیے اور تعلیقات لگا کر صاحبان استعداد کے واسطے آسان کر دیا تھا صحیح بخاری پر ایک بسیط شرح لکھکر - فیض الباری نام رکہا ہے - یہ نام گویا آسمان سے نازل ہوا ہے - محقق تفتازانی کی مطول معانی پر ایک بڑا لمبا حاشیہ لکہا ہے - علی ہذا القیاس منطق اور حکمت کلام کی اکثر کتب متداول پر مفید حاشیے تحریر کئے ہین - طریقت مین قادریہ اور مغربیہ سلسلہ کے ساتھ تعلق رکہتے تھے - بلکہ متعدد طبقات کے اکثر مشائخ کی تلقین سے مستفید اور روشن ضمیر تھے - ہجری

سنہ نوسو سینتالیس تہا کہ غوث الاولیانے گوالیار سے گجرات کو ہجرت فرمائی تھی۔ اُن ایام مین میر جی گجرات مین ہی تشریف رکھتے تہے۔ غوث الاولیا نے کلید مخازن۔ جو انہین کی تصنیفات سے ہے۔ میر کی خدمت مین اصلاح کے بہانہ سے پیش کی۔ شیخ صدرالدین ذاکر فرماتے تہے۔ کہ جناب میر نے ایک روز غوث الاولیا کی مجلس اقدس مین ایک تقریب سے ذکر کیا۔ کہ حیئۃ اور حکمت کے جو مشکل مسائل۔ سلف کے کئی علما اور حکما اپنی تقریرون اور تحریرون سے حل نہین کر سکے تہے۔ کلید مخازن کے مطالعہ سے اُن مغلقات کے حل کرنے کے واسطے ایک کنجی ہاتہ آگئی عجیب ایک نادرہ ہے۔ جس سے حقیقتین نظر آتی ہین خدا کرے۔ اس نادرہ کا سمجہنا۔ دوستون کو روزی ہو۔ کہتے ہین۔ چند سال بعد دکن کی طرف چلے گئے تہے۔ خوابگاہ دولت آباد دکن ہے۔ جس کا پرانا نام دیوگڈہ تہا۔

مصرع خانمان دولت آباد از طفیل دین اوست

یاد شیخ شاہ محمدؒ

آپ حسن طاہر قادری کے بیٹے ہین۔ جو عالی سلسلہ کے بزرگون مین سے ہین۔ صاحب کشف والہام تہے۔ اور ہر اقسام کے علوم وفنون جانتے تہے۔ آپ کے اشعار کا ایک دیوان بہی ہے۔ بہت برسون تک حرمین شریفین مین مجاور رہے تہے۔ اسی اثنا مین ایک روز سید عبدالوہاب بخاری نے جو حضرت مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین قدس سرہما۔ آپ کو خوشخبری سنائی۔ کہ حضرت خاتم النبوۃ صلعم نے مجکو معاملہ مین ایسا فرمایا ہے کہ اس ہندی شیخ زادہ نے مسافرت کی تکلیفات مین بہت کچہ صبر کیا ہے۔ لہذا اپنے ہمراہ ہند کی طرف لے جاؤ۔ آپنے جواب دیا۔ کہ جب تک مین اپنے کان سے یہ پیغام خاص حضور کی زبانی نہین سن لونگا۔ تب تک ملک ہند کو نہین جاؤنگا۔ جب آپ اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ تو جو کچہ آپنے فرمایا تہا تعمیل کرنی پڑی۔ اور ہند مین ہی اخروی سفر بہی اختیار کیا۔ کہتے ہین آپکے پدر بزرگوار سلسلہ چشتیہ کے مرید تہے۔ جب آپ خانوادہ قادریہ مین گہسے۔ تو امان اللہ بن شیخ عبدالغفور پانی پتی نے اور نیز اُس صوبہ کے دیگر بہت سے مشایخ نے آپ کی پیروی کی۔ شیخ امان اللہ ہندوستان کے صوفی عالمون مین پیشوا ہین۔ مصرع سالار کاروان ولایت متاع بود

یاد پیر باجر مست دودالہ مجذوب

آپ کو الٰہی کشش نے اپنی طرف کہینچ لیا تہا۔ اور عمدہ عمدہ خارق عادات آپ سے صادر ہوا کرتی تہین اکثر برہنہ رہا کرتے تہے۔ ایک روز راقم گلزار کے ماموں صاحب سے ایک راستہ مین اُلجہ گئے۔ تاکہ کچہ ماموں صاحب سے لیوین۔ ماموں صاحب نے کہا۔ میرے پاس کچہ نہین ہے۔ مجذوب نے ماموں صاحب کی کمر مین ہاتہ ڈالا۔

ادکمین سے ہمیانی کھولی - اور اس مین سے دو مظفری سکے لیئے - ہر ایک مظفری ماموں صاحب کو واپس کر دیا کہ ہمیانی مین ڈال لو - ماموں صاحب کہتے تھے - کہ داد ستد کے وقت مینے اُن کو شمار کیا - تو بے کم و کاست اولین شمار کی برابر ہوئے -

ایک ٹاٹ بیچنے والا ہندو تھا - جو آپ کے ساتھ انس رکھتا تھا - وہ ایسا بیمار ہوا - کہ طبیبوں کو علاج سے اور اعزہ کو زندگی سے مایوسی ہوگئی - ناچار کوچ کے ارادہ پر آمادہ ہوا - باجرہ کو خبر گئی - تو آپ چلاتے ہوئے اُس بیمار کے پاس آئے - جو دم پسین سفر پر مستعد بیٹھا ہوا تھا - اور کہا - کہ تمھاری بیٹھ مین پانچ فرزند ہین - جو سلامتی کے ساتھ پیدا ہونگے - لہذا ابھی مرنا موقوف رکھو - کہتے ہین - اُسی دم تندرستی کی علامت پیدا ہوگئی - اور وہ شخص نہین مرا جب تک پانچ بیٹے پیدا نہین ہوئے -

علی ہذا القیاس یہ واقعہ بھی ہے - باز بہادر پسر سجاول خان - شیر خان کے بیٹے سلیم خان کا سپہ سالار تھا - ہجری سنہ کم و بیش نوسو چھیاسٹھ مین اُس کے سر کے اندر سیا لیخولیا پیدا ہوا - کہ خطبہ اور سکہ میرے نام سے جاری کیا جاوے - اسی خیال مین پیر باجرہ کے پاس آیا - اور خوشخبری سننے کا منتظر ہوا - آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا - اور کہا - تاگا دوہرا نہین ہے - اس کو ہاتھ مت لگاؤ جلد ٹوٹ جاوے گا - چنانچہ آپ کے فرمانے کے بموجب ہی آسمانی گردش بھی ہوئی -

اس قسم کی عجیب عجیب باتین آپکی بہت کچھ لوگوں کی زبان زد ہین - اس مختصر رسالہ مین اُن کی گنجائش نہین ہے - مسندہ مین جو شمالی دروازہ ہے - اُس کے پائین مین آپ کی خوابگاہ ہے - نعلچہ کے راستہ پر اُس دالان سے ملی ہوئی جو بہ زمان حیات آپ کا قرارگاہ تھا - اور قطب رویہ ہے - اس مقام پر زمزم کی طرح ایک گڑھا سرد پانی سے بارہ مہینے بھرا رہتا ہے - آپ کی قبر کا مجاور آنے جانے والوں کو اس پانی سے سیراب کرتا ہے -

مصرع - بادا غریق قلزم وحدت مثال او -

یاد شیخ حسن بدلہ ؒ

آپ دہلی کے بزرگ زادون مین سے ہین - اور ماں کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے - ہمیشہ ننگے بدن رہتے تھے - اور اگر کوئی شخص مجبور کر کے کپڑے پہنا دیتا تھا - تو جلدی سے اُتار کر قوالوں کو دیدیا کرتے تھے - حُسن صورت پر - اور حسن صوت پر فریفتہ اور ٹکٹکی باندھے رہتے تھے - بعض بزرگوں نے آپ کو خواب مین اس طرح پر دیکھا ہے - کہ حضور ختم پیغمبران علیہ السلام کی خدمت مین آپ کھڑے ہوئے دستِ مبارک

برپانی ڈال رہے ہین - اور بعض نے آپ کو حرم کعبہ مین طواف کرتے ہوئے پایا ہے - ایک روز سلیم خان سور نے
یہ آرزو پیش کی - کہ آپ میری تخت نشین بساط پر اپنا قدم رکھہ دین - مگر آپنے سر ہلایا - اور پکار کر کہا - بہت جلد یہ
تمہارا قالین نشلاط تہ ہو جاوے گا - آخر کار بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوا - کہتے ہین - آپ جس
طرف جانے کا عزم فرمایا کرتے تھے اُس طرف والون کا دماغ پہلے سے معطر ہو جاتا تھا - اور اسی خوشبو کی علامت
سے آپ کی تشریف آوری کی لوگون کو خبر مل جایا کرتی تھی - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے بول و براز
مین بھی بدبو نہ تھی - ہجری سنہ کچھہ اوپر نو سو ساٹھہ تھے - کہ آپنے عنصری لباس اُتار کر مثالی خلعت زیب بدن
کیا - خوابگاہ دہلی کے بازار مین خواص خان کی قبر کے پاس ہے - خواص خان - شیر خان سور کے پرستارون مین
سے اور اُس زمانہ کے عطیات لینے والون مین سے تھا - شیرشاہ کے بیٹے سلیم خان نے اُس کو ہجری سنہ نو سو ساٹھ
مین شہید کیا تھا -

یاد شیخ جلال ابن طیب چانپانیری

آپکے اتقا کا پلہ سلوک سے زیادہ وزنی تھا - آپ کے دور مین خدا شناسی کا پیمانہ بھرا ہوا تھا - آپ کی روزی
حریر فروشی پر مقدر تھی - جس سال اور مہینے مین غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت کی ہے - اُنہین
ایام مین آپ نے اپنے بیٹے شیخ محمود کو آغاز ہوش ہی مین غوث الاولیا کا مرید کرا دیا تھا - خود بھی حاضر باش خدمت
رہے - اور بہت کچھہ سعادت اور عرفان کا حصہ لیا - کہتے ہین - کئی برس آپ نے ایک ہی پیراہن مین اس طرح
گذار دیے کہ اگر آستین پھٹ گئی - تو نئی آستین اُس مین لگا دی - اور اگر پیراہن - سینہ یا بغل پر سے بوسیدہ
ہوگیا - تو نئے کپڑے کا پیوند لگا دیا - غرض جو قطعہ بیکار رہا - اُسی جگہہ دوسرا قطعہ لگا کر نیا کر لیا - القصہ جب
تک زندہ رہے - اُسی پرانی دارجامہ مین بسر کی - کوئی ثابت نیا جامہ نہین سلوایا -

یاد شیخ محمود چشتی رنتبھوری

آپ مراتب وجود کے حافظ - اور کشف و شہود کے مالک تھے - اپنے پدر بزرگوار شیخ الہداد چشتی کے
خلیفہ ہین - شیخ الہداد کو خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ سدہ وہ گنج روان سے ملا تھا - شیخ سدہ وہ معرفت
اور خدا شناسی کے جواہر پر کامل تعرف رکھتے تھے - ان کا سلسلہ شیخ محمد سعدی کو پہونچتا ہے - جو چراغ دہلی کے
بزرگ خلیفہ ہین - آپ حکومت نادر شاہ کے زمانہ مین جس کا نام ملو خان تھا - اپنے وطن سے دارالاسلام
منڈو (مانڈو) مین آئے تھے - اور دریاے نربدا کے کنارہ موضع کہباون مین قیام فرمایا تھا - موضع کہباون منڈو سے

جنوبی سمت مین تین کوس پر ہے - اور وہان پر زمین خالہ کے وسط مین ایک پشتہ واقع ہے - اُسی پشتہ پر ایک مدت دراز تک آپ ایک حجرہ کے اندر رہے - جو آپ نے خلوت اور ریاضت کے واسطے تجویز کیا تھا - اور ہمیشہ اپنی نفس کے ساتھ لڑائی رکھی - آخر کار فتح پائی - برسون تک توکل تسلیم گوشہ نشینی اور خاموشی کے ساتھ اُسی جھونپڑہ مین بسر کی - جہانتک ممکن ہوا روزینہ خرچہ کے واسطے وجہ معاش اور اوقاف کے طور پر کچھ قبول نہین کیا جب عیال داری کے تعلقات بڑھ گئے - تو اُس زمانہ کے حکام نے اراضی اور مواضع پیش کش کر دیئے تھے اور اس خدمت پذیری سے اپنے اوپر احسان مانا تھا - اس کے بعد آپنے کچھاون مین گھر بنا لیا مسجد بھی بنائی اور وضو بھی بنایا مسجد کے صحن مین اپنے ہمراہی فقرا اور آنے جانے والے درویشون کے ساتھ خدائی صحبت رکھا کرتے تھے - اور درویشانہ خوان بچھا کر - دعوت خلیلی کے رسم ادا کیا کرتے تھے - اور حاضرین کے ساتھ خود بھی کھایا کرتے تھے - جب آپنے ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ساٹھ کے بعد عالم دنیا کو رخصت کیا - تو اپنے فرزند رشید شیخ میان کو اپنا جانشین چھوڑا - شیخ میان بھی فقر کے طریقہ پر درویشی کے ساتھ مین گھر رہے اپنے والد ماجد کی رسمین جاری رکھین - اور ہجری سنہ نو سو پچاسی مین عالم صورت سے جہان معنی کو کوچ فرمایا - خوابگاہ کچھاون مین پدر بزرگوار کی تربت کے پہلو مین ہے - شیخ میان نے تین لڑکے چھوڑے ایک شیخ میران جی - دوسرے شیخ منجھن تیسرے شیخ مبارک - پہلے لڑکے باپ کے مقام سے ترک سکونت کر کے - پرگنہ حاصل پور مین جا رہے ہین یہ پرگنہ سرکار منڈو مین ہی ہے - فقر و فاقہ کے عادی - اور خدا کے ساتھ لو لگائے ہوئے ہین - دوسرے لڑکے اپنے باپ کی عبادت گاہ مین مشغول بحق ہین - القصہ خدا کرے - عبادت کے ثمرے معرفت سب کو نصیب ہون - آمین -

یاد امیر سید جلال

آپ سید صدرالدین حسنی متوکل کے فرزند ہین - برسون اسباب شکنی - اور حصول فقر کی مشق کر کے یہ بات حاصل کی تھی - کہ تہی دستی مین آرام پاتے تھے - آپ کے بزرگ گرد سے ہند مین آئے تھے - چونکہ قصبہ اودہ کی آب و ہوا موافق آئی - اسواسطے اسی قصبہ کو وطن بھی کر لیا تھا ہجری سنہ آٹھ سو ستانوے مین جب کہ سلطان سکندر لودی کا زمانہ تھا - آپ نے عالم غیب سے عالم شہادت مین نزول فرمایا - جس وقت ہوش کا زمانہ آیا تو آتہی معرفت کی ہوا لگی - شیخ راجے سیہ نور کے مرید ہو گئے - لیکن پدر بزرگوار کی پیروی مد نظر تھی - اسواسطے سپاہیانہ بسر کیا کرتے تھے اتنے مین وہ وقت آیا - کہ سلطان ابراہیم لودہی - قصبہ پانی پت کی حدود مین - فردوس مکانی بابر بادشاہ

کی جنگ مین مارا گیا۔ اسی جنگ مین آپ کے پدر بزرگوار نے بھی۔ سامان ہستی۔ عالم ناسوت سے۔ باندہ کر عالم لاہوت مین جا کھولا۔ زخم ہائے کاری آپ کے بھی آئے تھے۔ مگر مرہم پٹی سے اچھے ہوگئے۔ اِس کے بعد آپ قصبہ سرہرپور مین آئے۔ جو جونپور کی مضافات مین ہے۔ اور شیخ الہداد احمد شریف جونپوری کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ الہدا او شیخ ودّہن کے نام سے مشہور تھے۔ چار سال تک ایزدی کمالات اور الٰہی معرفت تحصیل کرتے رہے۔ چونکہ آپ کے بال بچہ دار الخلافہ آگرہ مین تھے۔ لہذا شیخ الہداد نے آپ کو فرمایا۔ کہ اگرچہ صوبہ آگرہ کی ولایت سید معین الدین کے تصرف مین ہے۔ جو بیانہ مین خوابگاہ رکھتے ہین۔ لیکن ہمنے التماس کر کے دسوان حصہ تمہارے نام سے لیا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ تم اپنے گھر کی طرف چلے جاؤ۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ چونکہ درویشی اور بھوکا رہنے کی عادت تھی۔ اسواسطے کسی فرمان روا سے زندگی کی خاطر۔ وجہ معاش ملکیت کے طور پر قبول نہین کی۔ اس بنیاد پر آپ نے متوکل خطاب پایا ہے۔

کہتے ہین۔ ایک روز خانقاہ کے دروازہ پر دو قلندر آئے۔ اور زنجیر ہلائی۔ خادم باہر آیا۔ قلندرون نے کہا۔ ہمارا سلام صاحب خانہ سے کہدو۔ نام پوچھا۔ تو جواب دیا۔ خود جانتے ہین۔ خادم نے جو گزری ہوئی کیفیت بیان کی۔ آپنے تھوڑی دیر سر جھکا کر تامل فرمایا۔ اور پھر کہا۔ کہ جاؤ جمال۔ اور حسین کہ کر بلالو۔ قلندر اپنا نام سنکر متحیر ہوئے۔ جب حاضر ہو کر ہاتھ چوم چکے۔ تو بیعت کے واسطے التماس کیا۔ آپنے التماس قبول کر کے فرمایا۔ درویشون کی آزمایش کا کبھی خیال بھی دل مین نہ آنے دینا۔ کیونکہ ہر وقت اور ہر جگہ یکسان حال نہین رہتا ہے۔ لہذا اس گروہ کے ساتھ حسن عقیدت کو آزمایش پر منحصر نہین رکھنا چاہیئے۔

کہتے ہین۔ جب آخرین سفر کا وقت نزدیک آیا۔ تو ہجری سنہ نوسو انہتر کے ربیع الاول مہینے مین بڑے بیٹے سید بدر الدین کو پیرون کی خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اِس درمیان مین چند خادمون نے کھڑے ہو کر دوسرے فرزندون کی بھی یاد دلائی۔ آپنے فرمایا میرے پاس ایک خرقہ تھا۔ سو ایک کو دیدیا۔ دوسرون کو اللہ تعالیٰ بھیجواوے گا اور اُسی سال مین نماز عید الضحیٰ سے پیشتر عیدگاہ وصال کو روانہ ہوئے۔ ایک فاضل نے آپ کی تاریخ رحلت شیخ جہان یافی ہے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد سید شاہ میر

آپ سید شریف جرجانی کی نسل سے ہین قدس سرہما طریقت کا حصہ آپ کو شیخ امان پانی پتی کی طرف سے ملا تھا۔ رسمی۔ اور ذوقی علوم کے ساتھ آراستہ تھے۔ دسوین صدی کے اواخر مین عاریتی جہان کو رخصت

کرکے۔ شہر آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد شیخ فخر الدین

آپ کے پدر بزرگوار شیخ داؤد ابن شیخ شاہ صدیقی ہین۔ آگرہ خوابگاہ ہے۔ اگرچہ شیخ الہداد صالح سرہندی کے مرید ہین۔ لیکن اکثر علوم متداولہ حسام الاولیا شیخ حسام الدین متقی کے درس سے تحصیل کیے تھے۔ کہتے ہین جس زمانہ مین آپ بشکل سپاہیان رہتے تھے۔ اُس زمانہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز آپ ملک پورب مین ایک حوض کے کنارہ وضو کرتے تھے۔ اتنے مین سیاہ نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ایک سوار دوڑتا ہوا آیا جس کا گھوڑا مشکی تھا۔ اور آپ کی پشت پر ایک تازیانہ مارا۔ اور سامنے اردلی مین رکھ لیا چند قدم چلے تھے۔ کہ سوار تو نظر سے غائب ہوگیا۔ اور آپ کو ایسا جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر ہوش معاش بہ گیا۔ اور ایسی حیرت پیدا ہوئی جس نے زبان بند کردی۔ یہان تک کہ کامل بارہ سال آپ کی زبان ادائے حروف پر قادر نہین ہوئی۔ ایک روز پھر وہی سوار راستہ مین مل گیا اور تازیانہ دکھا کر ڈرایا۔ کہا۔ بات کیا کرو۔ یہ سنکر اسی دم بولنے کی طاقت اور بات کرنے کا خیال اپنے جی مین پایا۔ لیکن زبان مین کسی قدر گرفتگی باقی تھی۔ اِس کے بعد آپ قصبہ چندوس مین جو سرکار بہار مین ہے۔ شیخ الہداد ابن ضیاء الدین کی خدمت مین گئے۔ اِن دونون بزرگوارون کی صحبت گرم ہونے لگی۔ کیونکہ دونون سہروردیہ سلسلہ مین تھے۔ کم و بیش نو سال ایک دوسرے کے رازدار رہے۔ اور آپ درس علوم بھی دیتے رہتے تھے۔

اِس اثنا مین سید آدم پسر سید جمن۔ باجازت پدر بزرگوار سہیلہ سے فاتحہ کے واسطے شیخ الہداد کے پاس آئے تھے سید آدم ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ جس کے سبب سے ان کا رخسارہ صاف رہتا تھا۔ آپ نے سید آدم سے فرمایا۔ سادات کو ترک سنت نہایت نامناسب ہے۔ سید آدم کو غرور جوانی تھا۔ جس کے سبب سے غصہ آیا۔ اور سہیلہ جاکر پدر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا کہ ایک درویش۔ شیخ الہداد کے ساتھ ہم راز ہے۔ میرے ساتھ اِس طرح سختی سے پیش آیا۔ اور خانوادہ مداریہ کے معتقدین کی نسبت نامناسب اندیشہ ظاہر کیا۔ شیخ جمن نے فرمایا۔ صاحب زادہ۔ اُس درویش کا کتنا صحیح اور سچی نصیحت ہے۔ اور عمل کرنے کے لائق ہے۔ نوجوان سید آدم باپ کے تصدیق کرنے سے۔ آپ کی ہدایت کا گرویدہ ہوا۔ اِس کے بعد سید جمن نے ایک خادم کو چند لونگین اور کسی قدر تبرک دیکر آپ کے پاس بھیجا اور آرزوے ملاقات ظاہر کرکے یہ عذر کیا۔ کہ مجھکو آنے سے پیری مانع ہے۔ خادم جس وقت پہونچا۔ درس جاری تھا۔ تبرک اور پیغام دونون پیش کیے۔ آپ نے طرز بیان سے حسن طلب سمجھا۔ اور بے درنگ بارادہ ملازمت اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ جب سید جمن کو اطلاع ہوئی۔ کہ قصبہ کے

کنارہ آپ پہونچ گئے ہین - تو اُسی اپنے لڑکے کو استقبال کے واسطے بھیجکر اپنی ملازمت مین کھینچ بلایا - اولین دیدار کا تعرف یہ تھا - کہ کاغذی نقوش آپ کے صفحہ خاطر سے بالکل صاف ہو گئے - پھر سید حمن نے فرمایا خانقاہ کے اندر ایک حجرہ آپ کو دیدو - چنانچہ دیدیا گیا - چند روز آپ وہان رہے - اور پھر التماس کیا - مین چاہتا ہون کہ باعقیدت غلامون مین شامل ہو جاؤن - سید حمن نے فرمایا - فخر عالم حمن جاہل کے مرید ہو جاوین یہ بات زیبا نہین ہے - جب آپنے مکرر التماس بہت کچھ عجز و نیاز کے ساتھ پیش کی - تو سید حمن نے اپنے منہ مین کا پان آپ کو دیا - علمی چراغ جو گل ہو گیا تھا - وہ از سر نو روشن ہوا - اس کے بعد فرمایا - کہ بہار مین شیخ شرف الدین کے روضہ پر چند روز اعتکاف کرو - اور اُن کی روح سے ہدایت چاہو - چنانچہ اپنی تعمیل کی - خواب مین صاف روضہ سے سنا - کہ تمھاری ہدایت سید حمن کی رہنمائی پر موقوف ہے - اُنہین کی خانقاہ مین لوٹ جاؤ - چنانچہ آپ لوٹ کر سید حمن کی خدمت مین آئے - اور عالم مثال کا گزرا ہوا ماجرا عرض کیا - سید حمن نے سنی ہوئی بات تو قبول کی مگر آپ کا رخ آگرہ کی طرف پھیر دیا - ساتھ ہی یہ ہدایت بھی دی - کہ خواہ کسی قسم کی بات سننے مین آوے - راستہ سے مت لوٹ آنا - اور جب خوابگاہ بدیع الدین شاہ مدار کے آستانہ پر پہونچو - تو آگرہ کی اجازت مانگنا - سید حمن یہ بات راستہ مین کہکر بمقام جونپور چلے گئے - شیخ فخر الدین کو خبر لگی - کہ سید نے تماشا گاہ دنیا کو جو نمود بے بود ہے رخصت فرمایا - چونکہ پیشتر نصیحت آپ کو ہو چکی تھی - اسواسطے واپسی کا خیال خاطر مین آنے نہین دیا -

جب آپ قصبہ بانگرمئو مین حوض کے کنارہ پہونچکر رات کو رہے - تو خواب مین مدار الاقطاب نے آگرہ رہنے کی اجازت دی - اور فرمایا - سیورغال (معین وجہ معاش) کے طریقہ پر کچھہ نہ لینا - اور جو درویش اُس جگہہ کا بزرگ ہو - اُس کی رضامندی لیکر مکان بنانا بالآخر آپ آگرہ مین آئے - اور اُس وقت مین شیخ جلیل زاہد زمانہ تھے - اُن کے دیدار کے واسطے گئے - اِس جگہہ آپ کا دل گرویدہ نہین ہوا - اِس کے بعد آپ شیخ علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین حاضر ہوئے - شیخ مجذوب نے فرمایا - تم سلسلہ سے آتے ہو - لیکن تمھاری جگہہ تو سرہند ہے آپ نے جواب مین لا یا نعم کچھہ نہین کہا - پھر شیخ مجذوب نے ایک روٹی کا ٹکڑا - کچکول سے نکال کر آپ کو دیا - اور فرمایا - پنجاب کو چلے جاؤ - وہان گیہون ارزان ہین - اس دفعہ بھی آپ جواب دینے سے خاموش رہے پھر شیخ مجذوب نے تیسری بار فرمایا - ایک سیر ہے آدھا تمھارا اور آدھا میرا - اس دفعہ بھی آپنے کچھہ نہین کہا - پھر شیخ مجذوب نے چوتھی دفعہ خطاب کیا - اس وقت تک یہان مین تھا - اب تم رہو - آپنے جواب دیا - اگر آپ کی یہ رائے ہے - تو آپ جگہہ میرے واسطے چھوڑ دین - اور خود دوسری جگہہ تجویز فرماوین - شیخ مجذوب نے ایسا ہی کیا

اور اب جس جگہہ اُن کی قبر ہے - وہان اپنا حجرہ بنالیا -

کہتے ہین شیخ فخر الدین کو جب بیماری پیش آتی تھی - تو خوش گلو قوالون کو بلاکر سرود و سماع کی مجلس کیا کرتے تھے - اور اسی سماع کے اندر بدمزگی مزاج کی تندرستی سے بدل جایا کرتی تھی - مگر جب مرض الموت عارض ہوا - تو سماع کی مجلس آپ نے نہین کی - ایک روز شیخ یوسف انصاری سید جلال قادری شیخ عبدالمومن چشتی - اور نیز دیگر چند اصحاب عیادت کے واسطے آئے تھے - سب اِس بات پر جمے ہوئے تھے کہ اس بیماری مین سرود نہ سننے کا سبب دریافت کرین - لیکن قبل اس کے کہ لب ہلاوین - آپ نے رامی نام مطربہ کو بلوایا - اور فرمایا - یہ غزل گاؤ - بیت

ما قصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند	جان ساختہ کردیم بہ جانان کہ رساند

جب غزل تخلص تک پہونچ گئی تو فرمایا - فرصت کم - اور شرع شریف کی رعایت واجب - گانے والی کو جانے کی اجازت دی - اور تین روز بعد جمعہ تاریخ انیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ نوسوستر کو ایک سو چالیس سال زندہ رہکر - اپنی عمر دائمی خواب کے حوالہ کی - اور اپنا تن خاک قبر کے سپرد کیا - اور جان خلوتگاہ قدس کو چلی گئی قاسم ہندی نے آپ کی تاریخ رحلت الفاظ کو فخر دین مین پائی ہے -

یاد شیخ سعد ابن بدھن خیرآبادی ۹۷۰ھ

آپ صاحب دانش و بنیش تھے - طریقت مین شیخ محمد قطب المعروف شیخ مینا لکھنوی کی ملازمت سے عقیدت اور خلافت رکھتے تھے - اور ظاہری علوم مین مولانا اعظم کے شاگرد تھے قدس سرہم کہتے ہین - آپ کے پیر کتاب عوارف آپ کے اُستاد سے پڑھتے تھے - ایک روز آپ نے پیر کی خدمت مین عرض کیا - اِس کتاب کی عبارت صحیح کرنے کے واسطے تو میری طبیعت کافی ہے - اور اس کے معانی اور لطائف کا ادراک جناب مخدوم کے ضمیر سے ممکن جو ذی کشف ہے - پھر معلوم نہین - کہ دوسرے کسی کے درس کی ملازمت کیون گوارا کی جاتی ہے - پیر نے فرمایا - سعد - تمنے جو کچھہ کہا - بجا ہے - لیکن عالمون کے ہوتے ہوئے - تعلیم کے راستہ سے پانون کھینچ لینا - اور اپنے ادراک اور عرفان پر بہروسہ کرنا ارباب دیانت اور اصحاب ہوش کا شیوہ - اور خوبان معنوی کی عادت نہین ہے - بیت

بخیر آباد شد سعد آنجہانی	سعادت خیر باد این جہان کرد

یاد شیخ بدھا

آپکا نام عبدالوہاب تھا۔ شیخ ابوالفتح کی کے بڑے بیٹے ہین۔ عمدہ صورت اور سیرت سے آراستہ اور دانش و بینش سے پیراستہ تھے درسی فنون کی تحصیل کمال کے درجہ پر پہونچادی تھی۔ بالخصوص حدیث اور تفسیر کامل طور پر یاد تھی۔ وعظ اور تلقین سے اس طرح گریزان رہتے تھے۔ کہ جس طرح درس سے۔ آپ کی مجلس مین خدا کی یاد۔ اور فرستادگان خدا کے حالات کے سوا **صلوات اللہ علیہم** دوسری باتین بہت ہی کم ہوا کرتی تہین علم سیر اور تاریخ کے بہت کچھہ عبرت افزا واقعات یاد تھے۔ جوانمردی اور سخاوت آپ کے خمیر مین داخل تھی۔ اگرچہ کچھہ پاس نہین ہوتا تہا۔ اور ایسے وقت مین احیاناً کوئی حاجتمند آجاتا تہا۔ تو گھر کے اسباب مین سے جو کچھہ ہاتھہ پڑجاتا تہا۔ اہل خانہ سے چھپاکر اُس کو دیدیتے تھے۔ کہتے ہین۔ ایک سال آپ کی ہمت کا امتحان کرنے کے واسطے حاکم شہر نے لوگون کو روک دیا تہا۔ کہ اِس درویش کو کوئی شخص ایک کوڑی بھی قرض نہ دیوے مگر باینہمہ آپ کے مہمان خانہ کا خوان روزمرہ پہلے سے زیادہ اور بہتر بچھایا جاتا تہا۔ اور کوئی سائل اپنے مطلب سے ناکام آپ کی خدمت سے نہین لوٹا۔ شاہ محمد خیالی نے آپ کی دوستی کے سبب سے آپ کے محلہ مین ایک حجرہ بنالیا تہا۔ اور اسی مین واپسین دم تک رہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ تک وہ مکان قایم تہا شیخ عبداللہ کو ذکر و شغل کی تلقین۔ اور حقائق و تصوف کی تعلیم۔ انہین شاہ صاحب سے حاصل ہوئی ہے۔ شعبان کی چاندرات کا دن اور ہجری سنہ کم و بیش نوسوستر تہا۔ کہ دوئی کی سرا سے وحدت کے دارالسرور کو آپ روانہ ہوئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

انجمن اصحاب شہود و ارباب حضور سلسلہ عشقیہ شطاریہ

تاریخ نگار پیرون اور ذی معرفت ہادیون نے ایسا لکھا ہے۔ کہ اِس خانوادہ کے سرِدفتر راس الواصلین رئیس المحققین۔ شیخ عہد۔ قطب عصر مرشد زمان۔ عارف جہان۔ ابویزید طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سروشان بسطامی ہین۔ اور جو اصحاب مشرب عشقیہ رکھتے ہین۔ یہ دوسرے مشہور مشربون کی بہ نسبت فنا اور بقا کے درجات۔ صدق اور صفا کی منازل۔ مبدء اور معاد کے ابتدائی مقامات پر نظر کرکے اَلسَّابِقُوْنَ[۵۱] السَّابِقُوْنَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے زمرہ مین داخل ہین چنانچہ تلوین[۵۲] و تمکین۔ حجاب مانکشف

---

۵۱ جو اسبق آگے (سامنے بٹھائے گئے) ہین (سو) یہ آگے ہی (بٹھانے کے قابل) ہین (کہ) یہ درگاہ خداوندی کے مقرب ہین ۱۲

۵۲ تلوین و تمکین وغیرہ تمام الفاظ۔ مقامات سلوک کے اسما ہین ۱۲

قبض وبسط منع وعطا ہست ونیست - تنہائی وہمراہی کنج ومیدان خموشی وگویائی - غرض کہ تمام حالات اور اوصاف جو باہم متقابل اور ضد یکدیگر ہین - ان کو پہونچنا داخل کمال اسمائی ہے جس کو کمال ذاتی کہنا ناموزون نہین ہے - یہ حالات اور اوصاف اس گروہ کی موحدانہ نظر مین یکسان معلوم ہوتے ہین اور اس طریق کے سالک اور وابستگان حلقہ شمار سے زیادہ ہیں - کسی حال مین اور کسی مقام مین وہ آن بھی علی الاتصال پابند ہو کر نہین رہتے ہین - بلکہ ہر لحظہ اور ہر دم جدید شان کے ساتھ اوقات کا زندہ رکھنا - اور اوس کے ذریعہ سے شہر زندگی کو آرایش دینا - یہ خاصہ اس طریقہ کے پیرون کا ہے - عراق - عرب - عجم - ایران - اور توران مین جو فروغ محمدی پہونچا ہوا ہے - یہ اسی سلسلہ کے مشائخ کی برکات سے پہونچا ہے علی الخصوص ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو تیس مین اس گروہ کے سرآوردہ - محمد صادق شیخ نے - ماوراء النہر کے شہرون مین علم ہدایت نصب کیا تھا - اور اس نواح مین تمام مشائخ اور فضلا کے قبلہ گاہ بن گئے تھے - تمام ذی استعداد معتقدین ان کی ملازمت سے ولایت اور کمال حاصل کرتے تھے - ان بزرگوار عزیزون مین سے جس شخص نے اپنی ہدایت سے ہندوستان کے تیرہ و تاریک مکان کو اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نور آباد بنایا - وہ شاہ عبداللہ شطاری پسر حسام الدین عبداللہ ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین عماد ابن عمر المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی کے ذات خورشید صفات ہے جنہے نوین صدی کے اخیر مین ایران سے ہندوستان کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نزول فرمایا - اور عالم قدس کو روانہ ہونے کے وقت تک ہر ایک طرح کے اذکار و اشغال - اعمال ابرار و اخیار - اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی دعوت کے طریقہ سے عموماً اور نیز خصوصاً طالبون کو اون کی استعداد کے موافق تلقین فرمائی -

شطار کی وجہ تسمیہ کے متعلق کسی قلم نے کوئی صریح حرف اور رقم نہین لکھی ہے - لیکن ایک رسالہ ہے لطیفہ غیبیہ نام - جو آپ کے قلم تصنیف کا نتیجہ ہے - اس رسالہ کی فصل ثانی مین کسی قدر وجہ تسمیہ کی نسبت آگاہی دی گئی ہے - خلاصہ اُس کا یہ ہے - کہ خداشناسان اُمت محمدی اور پیروان مذہب احمدی علیٰ صاحبہا من الصلوٰۃ افضلہا ومن التحیات اکملہا سلوک مین تین مشرب پر منقسم ہین - (۱) اخیار (۲) ابرار (۳) اور شطار - اور ان تینون گروہون مین سے ہر ایک گروہ ورد - ذکر - شغل - فکر - کشف

---

۵ اللہ زمین کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲

اور قرب جدا جدا رکھتا ہے - اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے بموجب - صاحب استعداد کامل ہے - لہذا مناسب یہ ہے - کہ[۱] عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کے مضمون پر نظر کرکے فرق اور عدم فرق کی رعایت اس گروہ کے بارہ مین بھی اسی موافق کیجاوے کہ جس موافق انبیا علیہم السلام کے بارہ مین فرق وعدم فرق کی نسبت قرآن شریف کے اندر ارشاد ہے یعنی اُن کی نسبت اعتقاد اور ولایت کے اقرار مین تفاوت اور اختلاف کو دخل نہ دیا جاوے - اور جو حکم رسولون کے ایمان کی نسبت [۲] لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِه ہے اس پر قیاس کیا جاوے - تاکہ شریعت کا ایسا ایمان حاصل ہو جو طریقت کے وصف کے ساتھ موصوف ہو - اور جس طرح کہ انبیا علیہم السلام کے زمرہ مین قرب - وحی کتاب - معجزات نسخ - عدم نسخ - اولوالعزمی - اُمت کی کثرت وقلت اور نیز ان امور کے سوا - دیگر امور کے اعتبار سے فرق سمجھا جاتا ہے - اسی طرح چونکہ یہ گروہ مشابہ بانبیاے بنی اسرائیل ہے - لہذا اسی طرح اس گروہ کے اندر بھی افضلیت - سرعت سیر - بطوء سیر - ریاضت اور عبادت کے اعتبار سے سلوک مین عالم آخرت کی طرف سے سمجھی جاوے - اور احوال - درجات - مقامات - اور خطابات کے اعتبار سے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کے بموجب منجانب مبدء سمجھی جاوے - آیہ کریمہ [۳] تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے اشارہ سے جو معنی ذہن مین آتے ہین - اس موافق اس مقام سے یہ بات خیال مین آتی ہے - کہ اس لقب کی خصوصیت - منازل طریقت کے طے کرنے مین تیز روی کے اعتبار سے ہے اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور اس سلسلہ کے بعض اصحاب اور نیز دوسرے لوگ - نعت کی ومنع پر نظر کرکے - مذکورہ بالا طریقہ سے جو اس لقب کی وجہ پیدا کرتے ہین - بیا قرب بصواب ہے - نیز اس مشرب کے بعض اکابر یہ بھی فرماتے ہین - کہ جو اولیا اللہ بارجسم سے سبکدوش ہو چکے ہین - ان کی ارواح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے - اور پرورش پاتا ہے بدون اس کے کہ جسمانی ملازمت اور مصاحبت کرے - پس چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کرکے مجردات کے عالم مین معنوی سرعت کے ساتھ جاتا ہے - اِس سبب سے اس گروہ کو شطار لقب دیا گیا ہے - یہ بھی ایک وجہ ہے -

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ تمام مشایخ شطار کو ہند مین شاہ عبداللہ شطاری کی خدمت سے اس مشرب کا

[۱] میری اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہین ۱۲ [۲] ہم خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہین سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہین) ۱۲ [۳] پیغمبر جو بھیجے ہین - ان مین سے بعض کو بعض پر برتری دی ۱۲ -

حصہ ملا ہے منجملہ اِن کے شیخ حافظ جونپوری ہین - جو سلوک اور تصوف کے مراتب طے کرنے مین مثل قمر سریع السیر تھے - اور اِن کے نامور خلفا ہر ملک مین ہین - جونپور مین شیخ بدہن ہین - اِن کی قبر بانی پت مین ہے شیخ بدہن کے بھی ایک خلیفہ تھے قصبہ بدولی مین شیخ ولی شطاری - ظاہری اور باطنی کل فضیلتین - امکانی اور آلہی جملہ معرفتین - اِن کی ذات مین جمع تھین - اُنھون نے ہجری سنہ نوسو چھبین مین عالم بقا کو کوچ کیا - اور خلفاے کامگار دنیا مین چھوڑے - اِن مین سے ایک شیخ فدن تھے - بڑے پرہیزگار تھے - اور حقائق و معارف بیان کیا کرتے تھے - اپنے زمانہ مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے - امیر سید علی قوام کے بھی پیر ہین - شیخ ولی شطاری کے دوسرے خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا تھے - جو خواجہ گنجشکر کی نسل سے ہین - اور تیسرے خلیفہ شیخ حاجی ابن شیخ علم الدین عجائب برادر زادہ شیخ زکریا تھے یہ سلسلہ شیخ حافظ تک منتہی ہوتا ہے -

جب شاہ عبد اللہ شطاری نے عالم قدس کو کوچ فرمایا - تو چند سال اور چند واسطے کے بعد خرقہ خلافت درجہ بدرجہ شیخ محمد غوث کو پہونچا - اگرچہ واسطین کی ترتیب اس خانوادہ کے شجرہ مین بالتفصیل مذکور ہے - اور شجرہ کا وصف خاص یہ ہے [1] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ لیکن مختصر طور پر بیان بھی تحریر کرتا ہون - یعنی شاہ عبد اللہ شطاری سے اولاً خرقہ خلافت شیخ محمد علا کو عنایت ہوا - جو شیخ قاضن کرکے مشہور ہین شیخ محمد علا سے اُن کے بیٹے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کو پہونچا - شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی خدمت مین منتقل ہو کر آیا - چنانچہ اس کی تفصیل ہر ایک صاحب کی یادداشت مین حسب مقتضاے وقت لکھی گئی ہے - اور نیز لکھی جاوے گی - اور ملازمان حاجی حضور کی خدمت سے منصب ہدایت و اجازت اور فردہ قطب الاقطابی - وحدت مآب حضرت شیخ محمد غوث کو پہونچا - جنھون نے اِس بہشت نما انجمن کو طرح طرح کی معرفتین اور حقیقتین بیان کر کے نئی وضع کی انجمن بنایا - شطاری شیر خوار بچون کو نوزادگی کی پستی سے اُبھار کر مشایخ کی باطنی پرورش کے ذریعہ سے نوجوان کیا - اور توحید و ایمان کے درخت کو تقلید اور استدلال کی خزان سے بذریعہ نو بہار تحقیق رہائی دیکر دائمی سرسبزی بخشی - تاکہ درخت مذکور افراد انسانی کے باغ مین ازلی توفیق کا بانی پیکر باردار ہو - اس مین شک نہین - جس نے آپ کی خدمت مین چند روز منافقانہ بھی عمر گزاری - وہ بھی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ مین پہونچ گیا پھر مخلص کا تو ذکر ہی کیا ہے

[1] - اُس کی جڑ مضبوط ہے - اور اُس کی ٹہنیان آسمان مین ہین ۱۲ -

یہ مدعا تحت الذکر کرامت کی شہادت سے پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے -

چونکہ گجرات کے کوتہ نظر لوگ اپنے اعتباری حسن پر عاشق تھے - اسواسطے حسد اور ناتوان مینی کی راہ سے غوث الاولیا کے ساتھ دشمنی کرنے لگے - منجملہ اُن کے شیخ عبد المقتدر منیانی نے اپنے چھوٹے بھائی کو - خوشیہ خانقاہ مین معتقدانہ طور پر اس غرض سے بھیجا - کہ ہمیشہ حاضر حضور رہ کر غوث الاولیا کے اقوال اور افعال سے ایسے معاملات اخذ کرے - جن پر انگشت اعتراض رکھی جا سکے - اور وہ معاملات اپنے بزرگون کو پہونچا دے تاکہ اس جماعت کو نکتہ چینی کا سرمایہ فراہم ہو - کہتے ہین - اُس متجسس نے ایک روز عرض کیا - کہ یہ کمترین مریدان چند مدت سے تلقین کا امیدوار ہے - جواب ملا - کہ مقصود سلوک کی ترقی ہے - انشاء اللہ جو سکبا[۱] نقرا کے لنگر سے تم کھاتے ہو - یہی تلقین کا اثر پیدا کرے گا - بالآخر چند روز بعد اُس کو قوی جذبہ پیدا ہوا - اور اس کی آنکھہ حقیقت بین ہوگئی - چنانچہ تمام حالات مین اور تمام مقامات مین یہ بات اُس کے ورد زبان تھی - کہ جب منافق کا یہ حال ہے تو اُس شخص کا کیا کہنا ہے جو اخلاص کے ساتھہ اپنا سر اُس کامل بزرگوار کے آستانہ پر رکھے - بیت

دعوی زہد تو آن رند مسلم دارم کہ	کہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

آپ نے جس کسی کو قبول کر لیا - اُس کے سر کی - اور نیز دل کی آنکھون کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہوگیا - اور اُن مین حقیقت بینی کی قوت آگئی - یہان تک آپ کا بے انتہا فیض پہونچا - کہ کیا ہند اور کیا سندہ سب شہرون مین آپ کی عارف اور فاضل اولاد - اور رہنما خلفا جا بجا ہو بیٹھے - اور اُن کے قدوم کی برکات سے خلا محال ہوگیا - جن کی فہرست یہ ہے -

گوالیار مین جہان آپ کا مرقد مبارک ہے - جانشینی اور سجادگی کے مراسم آپ کے مسند نشین صاحبزادہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ بدھا - عمدہ طور پر انجام دیتے ہین - نیز شیخ مبارک عالم جو اطراف بانگرمو کے باشندہ ہین - یہ بھی یہین تھے - جامع علوم تھے اور ظاہری و باطنی صفائی بھی رکھتے تھے - کم و بیش چالیس سال اصحاب خانقاہ کو کتابی علوم کا درس دیا - نیز شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی غوث الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - یہ بھی گوالیار مین ہی تھے - اُنھون نے کلید مخازن - اور کنز الوحدۃ پر جو غوث الرحمن کی مصنفہ کتب ہین عمدہ اور سود مند حاشیے لکھے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین -

دار السلطنۃ آگرہ مین شیخ نور الدین ضیاء اللہ زندگی بخش نے اپنے پدر بزرگوار کے رہنے سہنے کی جگہہ

[۱] کھانے کی ایک قسم ہے ۱۲

سنبھالی تھی - اور شیخ عبداللہ صوفی مرید غوث الاولیا بھی یہین تھے - روشن ضمیر پیر سے کامل طور پر عرفانی اور وجدانی مقامات حاصل کیے تھے -

برھان پور خاندیس مین شیخ اکمل الدین برہان تھے - ان کے پدر بزرگوار کے ظاہری اور معنوی فرزند اور بھی تھے - لیکن پدر بزرگوار کی ہدایت سے اقتباس نور کرنے مین - یہ معنوی فرزند سب مین پیش دست اور مقدم تھے - اور اخیر عمر مین بالکل استغراق ہوگیا تھا - اور ان کی زبان مین موحدانہ کلام اور تقریر کے سوا - کوئی گویائی باقی نہین رہی تھی - نیز شیخ لشکر محمد نے بھی یہین برہان پور مین سلسلہ ہدایت جاری کر رکھا تھا - نیز اسی شہر مین قاضی سراج محمد بنیانی تھے - معرفت کا چراغ - اور علمی وعینی جزئیات کی شمع انہین کی ذات سے روشن تھی - شیخ نظامی گنجوی کی ایک کتاب مخزن اسرار ہے - اُس کی مشکل عبارتین اور مضامین آپنے حل کر کے - اہل جہان کو فیض پہونچایا ہے

برودرہ (بڑودہ) گجرات مین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر تھے - آفتاب تلقین سمت الراس پر انہین بزرگوار کی بدولت پہونچا تھا - اور شیخ حبیب شطاری بھی اسی شہر مین سلوک کے اندر اپنے مریدون کو تیز روی تعلیم کیا کرتے تھے -

احمد آباد گجرات مین آپ کے فرزندون مین سے شیخ اویس اور شیخ اسمٰعیل ہین **مدظلہما** ان کے نانا - سلامی سادات مین سے ہین - اور میر ابوتراب کے عم مکرم ہین - ان دونون عالی مقدار گوہرون مین سے اولین (شیخ اویس) اوراد - دعوات - اذکار - اشغال - اور جواہر خمسہ کے رموز - ان علوم کے عامل ہین - **کما ہو الحق** - اور دوسرے بھی مشائخ طریقت کے عادات اور صفات سے ظاہر اور باطن دونون مین آراستہ - اور پیراستہ ہین - خدا کرے حال مین - کمال مین - اور آل مین روز افزون ترقی ہو - یہان احمد آباد مین آپ کے خلفا مین سے دو صاحب ہین (ایک) شیخ وجیہ الدین احمد علوی - جن کے فیضان سے طالبان علم و عرفان کے دل زندہ - اور زبانین گویا ہوئی ہین (دوسرے) شیخ علی شیر بنگالی ہین - اُنھون نے جواہر خمسہ کا انتخاب کیا - اور عمل مین لائے - اکثر علوم مین بڑے صاحب دستگاہ تھے - خاصکر علم ہیئۃ - نجوم - حکمت - اور ہندسہ اچھی طرح جانتے تھے - اور مسائل علوم کے مغز کو پہونچتے تھے - آپنے جام جہان نما کی ایک شرح مفید اور مبسوط لکھکر اُس کو شرب معارف سے لبالب کیا ہے سوانح امام احمد غزالی پر بھی حسب ارشاد غوث الاولیا - ایک محققانہ شرح لکھی ہے -

سنبھل مین شیخ محمد عاشق - طالبان حق کا کام انجام دیتے ہین -

اجمیر - مین مولانا عبدالفتاح ناگوری - لوگون کی حل مشکلات کیا کرتے تھے -

سرھند مین شیخ محمد جمالی نے مسند ارشاد کو حُسن دے رکھا تھا۔

کالپی مین شیخ جلال واصل۔ سالکان راہ کو منزل مقصود پر پہونچا دیتے تھے۔

بدولی مین شیخ جیو اعبدالحی نام تھے۔ یہ ایک مدت تک گوالیار مین بھی خدا پرستی کا طریقہ عمل مین لا چکے ہین۔

بیجاپور دکن مین شیخ شمس الدین شیرازی نے دانش و بینش کو رونق دی تھی۔

اجین مالوہ مین شیخ احمد متوکل۔ اور شیخ عالم نے اپنے تئین سپرد خدا کر رکھا تھا۔ اور رضا بہ قضا کا راستہ ہمت اور اخلاص کے قدم سے طے کرتے تھے۔

سارنگپور مالوہ مین شیخ منجھن تھے۔ کتابی علم اور قلبی وجدان کی بنیاد شہر والون کے دل مین اول انہین نے رکھی تھی۔ دوسرے شیخ عمر ہین۔ علوم۔ عرفان۔ طریقت۔ اور توحید کے جواہرات کی آپ کو کان سمجھنا چاہیے۔ اپنے وقت کے اُستاد۔ اور مرشد تھے سلمہ اللہ تعالیٰ

یاد شیخ ابو المؤید محمد الملقب من عند اللہ بالغوث

آپ خطیر الدین کے فرزند ہین۔ جو شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری کی نسل سے ہین۔ اس ترتیب کے ساتھ خطیر الدین ابن عبد اللطیف ابن معین الدین قتال ابن خطیر الدین ابن بایزید۔ اور بایزید شیخ عطار کے فرزند ارجمند ہین **قدسنا اللہ باسرارہم**۔ آپ ولایت محمدی کے جانشین تھے۔ انوار صمدی کا نزول اور اسرار ربانی کا ظہور۔ آپ کی بابرکات ذات پر تھا۔ دونون قسم کے یزدانی کمال آپ مین پائے جاتے تھے۔ ظاہری و باطنی ہر دو نون سلسلہ کے پیرون کی خلافت۔ اور شہادت و غیب دونون عالم کے مشایخ کی اجازت آپ کو حاصل تھی۔ ایک رسالہ جواہر خمسہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اُس کے دیباچہ مین آپ نے اپنے کسی قدر حالات اور گزرے ہوئے واقعات بمضمون ذیل درج کیے ہین۔

زمانہ ہوش کا آغاز ہی تھا۔ کہ مجکو درد خداطلبی پیدا ہوا۔ اور وہ میرے تمام دل پر حاوی ہو گیا۔ اس آیۂ کریمہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ کے مفہوم نے اُمید بندھائی۔ پس اسی پر دل نہاد ہو کر مینے ریاضت کرنی شروع کر دی۔ اس ریاضت کی بدولت جواہر کائنات کی شناخت اگرچہ ہوئی۔ مگر اُس قدر نہین ہوئی۔ کہ جس قدر خواہش تھی

ٰ اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین۔ ہم (بھی) اُن کو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے۔

سعی کسی کی بیکار نہین جاتی ہے - بحکم آیۃ کریمہ ۵ل اِنَّ سَعْیَکُمْ سَوْفَ یُرٰی کئی دفعہ عالم خواب مین مجکو آگاہی دی گئی - کہ تم کو سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی ملازمت سے اپنی کامیابی چاہنی چاہیئے - کیونکہ تمہارے مقاصد کے دروازے - حاجی حمید کی تلقین کی کنجی سے ہی کہلین گے - اِس غیبی خوشخبری پر بہروسہ کر کے - مینے اپنا تمام ملک وملکوت (جسم وجان) حقیقی رہنما حاجی حمید کی تلاش مین وقف کر دیا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر اور احسان ہے - کہ مجکو نگرانی کا رنج نہین اُٹھانا پڑا - اور میری مشکور سعی کا درخت وجدان مطلوب کے ثمر سے بارور ہوا - اور حاجی حمید کے سایۂ تکمیل مین - حرمان اور نقصان کے اثرات سے رہائی مل گئی - اُسی دم خواجہ احمد کی خدمت مین - جو حاجی صاحب کے محرم خاص - اور رفیق با اخلاص تہے - حاجی صاحب نے فرمایا - کہ یہ شخص جو ہشیاری کے بلوغ کا - نیا سیاح - طلب کے باغچہ کا نونہال - اور شوق کے جنگل کا نیا مسافر ہے - وہ باکمال نوجوان ہے - جس کی نسبت حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام والصلوٰۃ نے حسب ارشاد ملک علام اِس حضور کا فرزند بنا کر احسان کیا ہے - اور اس تقریر کے اخیر مین ۵۲ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ پڑہ کر اپنی بیعت اور عقیدت کے شرف سے مجکو سرفراز فرمایا - چند روز بعد باطنی علوم کے جواہر ۵۳ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ کے دریا سے میرے منتظر دل مین انڈیل دئے - اور ظاہری عنایات کے موتی ۵۴ یُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ ط کی کان سے میرے حوصلہ پر اِیثار کئے - تیرہ سال اور چند مہینے - کوہستان جنار مین گوشہ گزینی اور چلہ کشی کرنے کے واسطے اجازت دی - مینے - قبول کر کے - ازلی توفیق کی مدد سے مقررہ مدت کو اُس طریقہ پر جو جواہر پنجگانہ مین مذکور ہے - عمل کر کے پورا کیا - اکثر باطنی اسرار اور ظاہری اطوار کو تحریر مین لا کر مسودہ سے صاف کر لیا - اور اُس کا نام جواہر خمسہ رکہکر فہرست اور فوائد کے ساتھ سب طرح سے مرتب اور مکمل بنایا - اب اس وقت مین فقیر کی عمر بائیس سال کی تہی - کہ ظاہری مرشد اور معنوی باپ کا سایۂ عاطفت مجھ سوختہ آتش ریاضت پر پڑا - مینے اُسی پانچ گوہر کے کاغذی ڈبہ کو دستاویز

۵ل بیشک تمہاری کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی ۱۲ ۵۲ جو لوگ تمہارے ہاتہ پر بیعت کرتے ہین - وہ تم سے نہین بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہین ۱۲ ۵۳ اور لوگ اُس کی معلومات مین سے کسی چیز پر دسترس نہین رکہتے مگر جتنی وہ چاہے ۱۲ ۵۴ اور جس نے قدر واجب سے زیادہ کام کیا ہے - اُس کو اُس کا زیادہ ثواب دے گا ۱۲ -

بنا کر اپنے نماد خلوت کی کیفیت عرض کی۔ پیر نے حد سے زیادہ عنایت اور التفات فرما کر اپنے پیرہن
خاص کو درویش کا خلعت خلافت بنایا۔ اور بیان کیا۔ یہ رسالہ ایسا مخزن ہے۔ کہ جس روز
لہ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ کی ندا ہوگی۔ اُس روز تک تمام اہل ولایت کو وجدان اور عرفان کا سرمایہ حاصل
کرنے کے واسطے دستور العمل بن کر مددگار رہے گا۔

کہتے ہیں۔ ہجری سنہ نو سو سینتالیس میں افغانان سور کا غلبہ ہوگیا تھا۔ جو شیر خان سور کے سرداروں
میں سے تھے۔ اور اس سبب سے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایوں شاہ تیموری نے صوبہ دہلی سے یکسوئی اختیار
کرلی تھی۔ اُس وقت میں غوث الاولیا بھی گجرات کی طرف ہجرت فرما گئے تھے۔ یہاں پر بہت کچھ صاحبان استعداد
آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہونچ گئے۔ جو **فنا فی اللہ** اور **بقا باللہ** ہیں۔ بڑا مکان۔ اور بڑی خانقاہ
تیار ہوگئی۔ یہ مقام آج کل دولت خانہ کے نام سے مشہور ہے۔ **بیت۔**

دولتے راکہ نباشد غم از آسیب زوال	بے تکلف بشنو دولت درویشان ست

مسعود الآثار شیخ محمود جلال فرماتے تھے۔ جب غوث الاولیا گجرات میں آ پہونچے تو جنت آشیانی کی طرف سے
اس مضمون کا صحیفہ پہونچا۔

(اصل خط)

بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت قدیر
لم یزل از کلوہ دشواری تقدیر بہ بدرقہ توجہ و دعاے ایشان و
جمیع درویشان بآسانی برآوردہ۔ و از سوانح روزگار فتنہ انگیز
آنچہ پیش آمد۔ بجز محرومی ملازمت باعث آزار خاطر و سبب
تیرگی دل نہ گردید۔ و در ہر نفس و ہر گام خیال در گرد این اندیشہ
بود۔ کہ آن دیو سرشت مردم بآن ذات ملکوت صفات چہ سلوک
کردہ باشند۔ چون شنید۔ کہ در ہمان نزدیکی ایشان نیز ہجرت
بدیار گجرات فرمودند۔ دل از آن اندوہ گرفتاری بقدرے
رہائی یافت۔ و پیوستہ از صدق عقیدت امیدوار است
کہ بفیض فضل کردگار بہمان کہ از تنگناے آفت بیرون آوردہ

(ترجمہ)

آداب دستبوسی کے بعد عرض یہ ہے۔ کہ قدیر لایزال کی
عنایت نے تقدیری دشواریوں سے حضور کی اور جمیع درویشوں
کی توجہ اور دعا کی بدولت بآسانی نکال لیا۔ اور فتنہ انگیز زمانہ
کے واقعات سے جو کچھ پیش آیا۔ وہ کوئی بھی آزار خاطر کا باعث
اور تیرگی دل کا سبب نہیں ہوا۔ بجز محرومی ملازمت کے۔ اور ہر دم
اور ہر قدم پر یہ اندیشہ تھا۔ کہ دیکھا چاہیے وہ دیوزاد لوگ حضور
کی ذات ملکوت صفات کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ سے
پیش آئے ہوں گے۔ جب سنا۔ کہ اُسی اثنا میں حضور بھی
ملک گجرات کو ہجرت فرما گئے۔ تو اُس فکر سے دل نے کسی قدر
رہائی پائی۔ اور ہمیشہ از راہ صدق اعتقاد امیدوار ہوں۔ کہ جس طرح

لہ آج کس کی حکومت ہے ۱۲

(اصل خط)

از بنما ندہتا کی مذکور آباد ساخت - از محنت مفارقت صوری نیز خلاص بخشد -

سبحان اللہ چہ گونہ سپاس وشکر گزاری تلقین باطن نشین آن رہنماے حقیقی بتقدیم رساند - کہ باکثرت اسباب پریشانی کہ بظاہر قالب فرو پیچیدہ ست در جمعیت ووحدت سرید اے قلب باندازہ یک ذرہ قصورے وفتورے راہ نیافتہ - راہ آمد ورفت قافلہ دعاے خیر پیوستہ مسلوک باد -

(ترجمہ)

خلاق نفس کے فیض نے آفت کے تنگ تاریک کوچے سے نکال کر اندہ ذکا سے آزاد کیا ہے - اسی طرح ظاہری مفارقت سے بھی نجات بخشیگا -

سبحان اللہ - اُس حقیقی رہنما کی دلنشین تلقین کا شکر کس طرح ادا کرون - باوجودیکہ اسباب پریشانی بہی کثرت کے ساتھ ہین - کہ ظاہر جسم کو چارون طرف سے جکڑ لیا ہے مگر سویداے قلب کی جمعیت اور وحدت مین - ایک ذرہ برابر قصور اور فتور پیدا نہین ہوا ہے - قافلہ دعاے خیر کی آمد ورفت اور راہ آمد ورفت ہمیشہ جاری رہنی چاہیے -

نیز فرماتے تہے - اس خط خوشی کے آنے سے آپنے آشناؤن کے غمگین دلون مین ایسا ایک حال پیدا کر دیا کہ ارباب تصوف کسی مشترک اسم کے آثار تجلی ظاہر ہونے سے اس حال کو تعبیر نہین کر سکتی ہین - اور خط کا جواب تلقین اور تسلی کی شان مین تحریر فرما کر حوالۂ قاصد کیا - اُس کا مضمون یہ تہا -

(اصل جواب)

وصول نامہ نامی سلطانی ومطالعہ صحیفہ گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان این حدود رسانید ونوید سعادت صحت وعافیت ملازمان رکاب دولت برداد - انچہ بکلک وقایع نگار قلمی بود مطابق نفس الامر ست - ہیچ گونہ تکلفی دران واقع نیست

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل ؎ المرام سر خداوند افسر از اندوہ ہا کی سرگشت شوریدہ مباد -

مصرع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ؎ ہرگاہ حق سبحانہ وتعالی بندہ سعادت مند خود را میخواہد بدرجۂ کمال رساند - پرورش باسماے جمال وجلال ہر دو میفرماید -

(ترجمہ)

سلطانی نامہ نامی اور ہمایونی صحیفہ گرامی پہونچا - یہان کے مخلصون کو زندگانی کی مبارکبادی - اور جو اصحاب ملازم رکاب دولت ہین اُن کی خیر وعافیت بہی معلوم ہوئی - جو کچھ اخبار نویس قلم سے لکہا ہے - فی نفسہ ایسا ہی ہے - اس مین کسی طرح کا تکلف نہین -

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل ؎ خلاصۂ کلام یہ ہیر کہ خداوند افسر کو واقعات کے غم واندوہ سے خدا کرے پریشانی نہ ہو مصرع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست جب اللہ تعالی کو یہ منظور ہوتا ہے - کہ کسی اپنے سعادت مند بندہ کو درجہ کمال پر پہونچاوے - تو جمالی اور جلالی دونون قسم کے اسماء سے

ایک دور جمالی گزشت - اکنون چند روز نوبت جلالی ست بحکم [۵] فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا بزودی باز نوبت جمال خواہد رسید زیرا کہ بقانون عربیہ یک عسر میان دو یسر واقع شدہ - وز وجہت آنکہ سطح محاط بحسب مسافت کمتر از دائرہ محیط ست پس عنقریب ہمچو مراد بر منصۂ ظہور جلوہ گر خواہد شد انشاء اللہ تعالے

لله الحمد من قبل ومن بعد -

اُس کی پرورش فرماتا ہے - یہ ایک دور جو گزر گیا جمالی تھا - اب چند روز دور جلالی کی باری ہے بحکم [۵] فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا بہت جلد پھر جمال کی نوبت آئی جاتی ہے - کیونکہ قاعدہ عربی سے ایک عسر دو یسر کے درمیان واقع ہوا ہے - اور چونکہ محاط کا سطح مسافت کے اعتبار سے محیط کے دائرہ سے کمتر ہوتا ہی - لہذا عنقریب شکل مراد ظہور پذیر ہوگی انشاء اللہ تعالی - اللہ تعالی کا شکر ہو اول بھی اور آخر بھی

ہجری سنہ نو سو چھپن تھا - چند بہجہ چار خلفا اور با اخلاص اصحاب سنجواہر خمسہ کے اُن بعض مقامات کے متعلق جو تفصیل اور تنقیح کے محتاج تھے - عرض کیا - اگر اس عبارت کو اجمال سے نکال کر واضح اور بسیط کر دیا جاوے تو ضرور ارباب استفادہ کو - حصول مراد میں سہولت ہو جاوے گی - آپنے التماس کرنے والون کی درخواست قبول فرماکر - جس طریقہ سے وہ چاہتے تھے - اُس سے زیادہ واضح اور روشن طور پر عبارت کے لباس مین کر دیا - اس ترتیب سے کہ

پہلا جوہر - اقسام عبادت کے بیان مین ہے - نماز - روزہ - دعائین - نیز سوائے اِس کے اور جو کچھ بھی ہر مہینے - اور ہر ہفتہ کے روز سے اور اُس کی راتون سے تعلق رکھتا ہے - یہ سب اِس جوہر مین مذکور ہین - ان کا عمل مین لانا - تمام طالبون کو اولیائے کرام کے مرتبہ پر پہونچا کر ظاہر مین آراستگی اور صفائی بخشتا ہے - اور باطن کو فیض طریقت کے واسطے مہیا کرتا ہے - اِن چیزون کے عاملون کو ابرار کہتے ہین -

دوسرا جوہر - زہد اور پرہیز گاری کے اطوار کے بیان مین ہے - ان پر عمل کرنے سے عابد کامل کو بیگانہ خطرات کی پہچان اور خطرات کے دور ہونے کی پہچان پیدا ہو جاتی ہے - خطرات کا پہچاننا مرشد کے بتانے سے تعلق رکھتا ہے - نیز اِس جوہر پر عمل کرنے سے بھی خطرات کی پہچان ہو جاتی ہے - لیکن خطرات کے رفع ہونے کی علامت یہ ہے - کہ خطرات

اگر شیطانی ہین - تو کلمہ تمجید بکثرت پڑھنے سے زائل ہو جاتے ہین -

اگر نفسانی ہین - تو بہت استغفار پڑھنے سے دور ہو جاتے ہین -

[۵] بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے ۱۲

اگر نفسی ہیں۔ تو تسبیح **سبحان ذی الملک والملکوت** الخ گیارہ بار بتکرار پڑھنے سے دفع ہوجاتے ہیں۔

اگر روحی ہیں۔ تو کلمہ طیب بہت پڑھنے سے دفع ہوجاتے ہیں۔

اگر دفع نہ ہوں۔ تو جاننا چاہیے۔ کہ خطرات رحمانی ہیں۔ پس خدا کا فکر بہت زیادہ کرنا چاہیے۔ تاکہ خطرات مذکورہ سالک کے دل میں ثابت اور قایم ہوجاویں[1] یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗۤ اُمُّ الْکِتٰبِ

جن صاحب کو یہ حالت پیش آتی ہے۔ ان کو **اخیار** کہتے ہیں۔

تیسرے جوہر میں۔ اسماء اعظم۔ ادعیہ ماثورہ۔ اور احزاب مشہورہ کی دعوت کے اعمال اور ان کی شرطیں لکھی ہیں۔ جب سالک اپنے اشغال کو مذکورہ بالا دو جوہروں سے مزین کرلیتا ہے۔ تو یہ تیسرا جوہر بھی اُس پر اضافہ کرتا ہے۔ تاکہ عالم الٰہی کے۔ اور نیز دیگر عظیم الشان حالات۔ سالک پر منکشف ہوں۔ اس کے دل کی آنکھ میں نور بصیرت پیدا کریں۔ اور تاکہ صوری اور معنوی تصرف کی قوت اور ظاہری و باطنی دولت اُس کو حاصل ہو۔ یہ جوہر پندرہ فصلوں پر مشتمل ہے۔

اولین چودہ فصلوں میں۔ بتفصیل مابعد۔ چودہ قسم کی دعوت کا بیان ہے۔ (۱) دعوت حروف تہجی۔ (۲) مقطعات (۳) حرفی (۴) لفظی (۵) کلیات جزئیات۔ (۶) سفر الادم (۷) صراط مستقیم (۸) حقی (۹) اسماء (۱۰) مجموعہ (۱۱) خمس (۱۲) کبیرہ (۱۳) صغیرہ (۱۴) دعوت سیفی اور نیز دیگر احزاب

چودھویں فصل میں ردِ دعوت اور دفع سحر کا بیان ہے۔ اور

پندرھویں فصل میں چلہ کشی کے آداب اور طریق کا ذکر ہے۔

دنیا اور آخرت کے اعتبار سے ان دعوتوں کے فوائد اور ثمرے ہر ایک فصل میں لکھے گئے ہیں۔ اس فن کا جو شخص طالب ہو وہ وہاں سے معلوم کرسکتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ جوہر طالب حقیقت صوفی کے حالات کی تکمیل کے واسطے بہت بڑی بے بہا چیز ہے۔ اکثر الٰہی حقائق کے اسرار اس جوہر کے ضمن میں اس طرح پنہاں ہیں کہ جس طرح جرم آفتاب ابر میں پنہاں ہوتا ہے۔ یعنی دعوت کا شغل کرنا۔ کثرت امکانی کے بادل کو ہوا سے فضائی کے گرد سے بالکل دور کردیتا ہے۔ اور وحدت وجود کا علم الیقین۔ عین الیقین کے درجہ کو پہنچا دیتا ہے

چوتھے جوہر میں۔ مشرب شطار کا بیان ہے۔ جب صوفی ان مذکورہ بالا تین جوہروں کے عمل اور کسب

---

[1] خدا جس کو چاہتا ہے منسوخ کردیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے قایم کرتا ہے۔ اور اس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود۔ ۲۴

پر قادر ہوجاتا ہے۔ تو اس وقت میں اس کو مشرب شطار کی چاشنی چکھنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور نیز اس سلسلہ خاص کی محرمیت کے واسطے مہیا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مشرب دوسرے مشربوں کی بہ نسبت دو ممتاز وجوہ کے اعتبار سے اعلیٰ اور اخص ہے۔ (اولاً) یہ کہ اس طریقہ والوں کے واسطے نہ فنا ہے۔ نہ فنا والفنا۔ بلکہ یہ لوگ ہر ایک مرتبہ میں غیر سے مفقود (گم) اپنی ذات کے ساتھ مشہود۔ اور بقاء البقا کے ساتھ باقی ہوتے ہیں (ثانیاً) یہ کہ اس مشرب کی تلقین اولاد نبوی علیہ السلام والصلوٰۃ کے واسطے خاص ہے۔ جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نوبت پہونچی۔ تو جب تک آپ جسمانی ترکیب میں رہے۔ تب تک اپنے عالی شان فرزندوں کے سوا۔ اور کسی کو تلقین نہیں فرماتے تھے۔ لیکن جب آپ ناسوتی سرا سے انتقال فرما گئے۔ تو سلطان العارفین ابو یزید بسطامی کے ساتھ فرزندی روحانیت کی مناسبت تھی ہی۔ اسواسطے آپنے عالم روحانی میں اس مشرب شطار کا افاضہ سلطان العارفین کو فرمایا اس کے بعد پیر بسطام سے اس مشرب کا ارشاد مشائخ طریقت کے سلسلہ میں آیا۔

واضح ہو کہ اس جوہر کا مقدمہ اذکار ہیں۔ اور اذکار کی دو جنسیں اعلیٰ ہیں۔ جہر اور خفی۔ اول جنس ذکر جہر کی چند نوعیں ہیں (۱) نفی اور اثبات کا ذکر ہے اور نفی و اثبات کے افراد جو دو ہیں (۲) تنہا اثبات کا ذکر ہے۔ اس کی دس قسمیں ہیں۔ (۳) اسم ذات کا ذکر ہے۔ اس کے دس افراد ہیں (۴) اسم ہو کا ذکر ہے۔ یہ سات افراد میں منحصر ہے (۵) کچھ اذکار ہیں۔ جن کے نام مرشدان کامگار نے ان کے آثار اور نتائج کی مناسبت دیکھکر رکھی ہیں جیسے ذکر لاہوتی۔ ذکر ملکوتی۔ ذکر جبروتی۔ اور ذکر ناسوتی۔ جس کے قرات اسی عالم کے حقائق کا کشف ہے وقس علی ہذا ما بقی من افراد ہذا النوع کہ وہ بیس ہیں۔ اور یہ چار مل کر تیس فرد ہو جاتے ہیں (۶) وہ اذکار ہیں۔ جن کو مشائخ نے بزور کشف پرندوں کی آواز سے معلوم کیا ہے۔ یہ چار فرد ہیں۔ اور ان کے اسماء ان پرندوں کی طرف منسوب ہیں جن کی وہ آوازیں ہیں۔ ذکر عنقا۔ ذکر جغد۔ ذکر فاختہ۔ اور ذکر شکر خوارہ۔

دوسری جنس ذکر خفی کی تین نوعیں ہیں (۱) پاس انفاس۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔ (۲) ذکر قلب۔ اس کے تین افراد ہیں (۳) ذکر استیلا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اگر یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہے۔ تو اس کو استیلائے عشقیہ کہتے ہیں۔ اور اگر بے ضرب ہے تو اس کا نام استیلائے نقشبندیہ ہے۔

ذکر کی دو جنسیں جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں۔ جلسہ۔ ضرب۔ کشش۔ کوب۔ تصور۔ الفاظ۔ اور ثمرات کے

اعتبار سے ان مضمون کی دو قسمین ہوتی ہیں - ان کو مشرب شطاریہ کے جواہر سے مطالعہ کر کے یاد کر لینا چاہیئے - جہان ایک مضمون تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں - اس مختصر رسالہ میں تو صرف ان دونون کے ظاہری حالات اور ماجرا کا بیان نمونہ کے طور پر کیا گیا ہے - دوسرے علوم اور فنون کے مقاصد اور مسائل کا جہان کہین تقریباً ذکر آجاتا ہے - وہان فقط مقدار ضروری پر اکتفا کیا جاتا ہے -

جب تحصیل اذکار کی بدولت صوفی کا قلب کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے - نیز صوفی اشغال اور مراقبون کی ریاضت میں کوشش کر کے کمالات اسمائی کا مظہر ہو جاتا ہے - اور تمام کو اپنی ذات میں اور اپنی ذات کو تمام میں مشاہدہ فرماتا ہے - تو پھر پانچوین جوہر کا عمل آغاز کرتا ہے -

پانچوین جوہر میں اشغال ورثۃ الحق کا بیان ہے - واضح ہو کہ سالک کس وقت ارث کو پہونچتا ہے اور کونسی وجوہ ہیں - جن کی بنیاد پر سالک وارث حق ہو سکتا ہے - تاکہ ۵ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ کی خوش خبری وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ کی بشارت فرما رہا ہے اُس سالک کے بارہ میں بالخصوص سمجھی جاوے اب معلوم کرنا چاہیئے - وارث کی دو قسمین ہیں - صوری اور معنوی - صوری وارث کو ارث کا پہونچنا مورث کی موت کے ساتھ شروط اور موقوف ہے - اور معنوی ارث میں یہ صورت محال ہے - پس دونون قسم کی ارثون میں جو مناسبت ہے - وہ یہ ہے - بدون محنت اور بدون کسب کے شئے کا حاصل ہونا اور آثار میں تصرف کرنا - صوری ارث کے واسطے ظاہری قبضہ اور استفادہ ہونا لازم ہے - اور معنوی ارث منجملہ عطیات باطن کے ایک عطیہ ہے جس کا ادراک سوائے ارباب دانش و عرفان کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا ہے ۱۵۲ اَعْطٰی كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ اور ۵۳ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِيْهِ ایسے ہی وقت میں اور ایسے ہی مقام پر ظہور پذیر ہوتا ہے - اشغال ورثۃ الحق کی شمار اس طرح پر ہے (۱) صورت بند کے بیان میں (۲) مشاہدہ کے بیان میں (۳) دل کو مدور تصور کرنے کے بیان میں (۴) روحانی تصور کرنے کے بیان میں (۵) حقائق اشیا کی معرفت کے بیان میں (۶) فنائے شہود کے بیان میں (۷) صفات سبعہ کے بیان میں (۸) وحدانیت ذات کے بیان میں (۹) تصور عالم خفی کے بیان میں (۱۰) سبیل مسواد کے بیان میں (۱۱) حضرات خمس کے بیان میں - اشغال کا بیان تمام کرنے کے بعد آپنے اس جوہر کو ایک موحدانہ - محققانہ - عارفانہ - اور عاشقانہ مناجات پر ختم فرمایا ہے اُس کے چند

---

۵۱ وہی لوگ اصلی وارث ہیں ۱۲ ۵۲ اور اے پیغمبر ایمان والون کو خوش خبری سنادو ۱۲ ۵۳ ہر ایک حقدار کو اُس کا حق عطا فرمایا ۵۴ بیٹا اپنے باپ کا راز ہے -

چند فقرے بطور نمونہ بیان لکھتا ہون۔

احدا۔ توحید صرف وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ما بصورت ما و من بامنا۔ کہ تجلیات صفات تست این ہمہ نشو و نما۔

احدا۔ صرف ۱ؐ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ کی توحید کو ما اور من کی صورت مین ہم پڑھا ہے کہ کیونکہ یہ تمام نشو و نما جو کچھ بھی ہے۔ تیری ہی صفات کی تجلیات ہین۔

صمدا۔ انچہ از غفلت بر سر گرشت۔ بہشیاری نگیر ازخود مقدر فَهُمْ الْغَافِلُوْنَ بپذیر۔ و بتائید وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ دست گیر۔

صمدا۔ غفلت کے سبب سے جو کچھ ہمارے سر پر گزر گیا۔ اُس کو ہوشیاری مین قرار دیکر گرفت نہ کر خود ہی ۲ؐ فَهُمْ الْغَافِلُوْنَ کو مقدر قبول کر اور ۳ؐ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ فرماکر ہماری دستگیری کر۔

علیما۔ ہشیاری وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وا بفراموشی نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ مبدل مساز۔

علیما۔ جب ہم بھول جاوین تو بحکم ۴ؐ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ہوشیاری مین آنے کی توفیق دے۔ اور ہوشیاری کو بفحوائے ۵ؐ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ فراموشی سے تبدیل کرکے ہم کو بھول نہ جا۔

قدیرا۔ انچہ در نہاد ما نہادہ ازان اندیشہ ما باز دار وانچہ در استعداد ماست کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ بہ شگفتاری برآر۔

قدیرا۔ تونے جو چیز ہماری سرشت مین رکھی ہے اُس چیز تک ہماری اندیشہ کو پہنچنے ہی نہ دے اور جو چیز ہماری استعداد مین ہے ۶ؐ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ کو ظہور مین لا۔

ز لطف انچہ مطلوب است و مقصود ٭ مہیا کن بوجہ احسنش زود

ز لطف انچہ مطلوب ہے و مقصود ٭ مہیا کن بوجہ احسنش زود

القصہ جب بڑے بڑے لوگون کی التماس کے بموجب دوسرا نسخہ تیار ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلا نسخہ جہان کہین بھی ہو۔ اس نسخہ ثانی سے تصحیح کرکے مطابق کر لیا جاوے۔ کہتے ہین۔ اس کے بعد کم و بیش چھ برس احمد آباد گجرات مین قیام فرما کر فیض ہدایت عام طور پر جاری رکھا جب ہجری سنہ نوسو تریسٹھ آیا۔ اور جلال الدین علم ملک ہندمین بیرا انصب ہوئے۔ اور ہمایون کے فرزند رشید ابوالفتح اکبر شاہ نے شاہی تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ تو غوث الاولیا نے بھی اللہ جل شانہ کا شکر بجالا کر ملک گجرات سے گوالیار اور گوالیار سے دہلی کی طرف معاودت فرمائی۔ بادشاہ نے بہت کچھ مراسم تعظیم ادا کرکے استقبال کیا۔ اس کے

۱ؐ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہین ۱۲ ۲ؐ یہ لوگ غافل ہین ۱۲ ۳ؐ تم غافل نہ بنو ۱۲ ۴ؐ اگر کبھی بھول جایا کرو تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کرو ۱۲ ۵ؐ جنہون نے خدا کو بھلایا۔ اُن کی ایسی مت خدا نے ماری۔ کہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے ۱۲ ۶ؐ کوئی شخص بھی نہین جانتا۔ کہ کیسی کیسی آنکھون کی ٹھنڈک اُن کے لیے پردہ غیب مین موجود ہے ۱۲۔

بعد آپنے سات سال اور بھی جسم کے ساتھ تعلق رکھا - پھر ہجری سنہ نو سو ستر مین - حیات کی کشتی - کثرت کی امواج سے اور نفسانی ہوا کے طوفان سے صحیح وسالم لیجاکر وحدت کے جزیرہ مین لنگر کردیا - اور عالم قیود کی سیروسیاحت سے فارغ ہوکر عالم اطلاق کی جنت کو روانہ ہوئے -

اور اوغوث الاولیا مین لکھا ہے - جب حضرت شیخ ظہور حاجی حضور نے تلقین اور تعلیم کے واسطے اس درویش کو قبول فرماکر خلعت خلافت عطا فرمایا - اور کوہستان چنار مین رہکر چلہ کشی کرنے کی اجازت دی - گنگا کے کنارہ ایک درہ مین حسب الارشاد مینے ایک سالہ چلہ کی نیت کی - جب سال پورا ہونے کو ہوا - تو ایک شخص میرے پاس آیا - اور اُس نے بہت کچھ منت وسماجت کی - کہ مجکو اپنا مرید فرما لیجے - مینے ہرچند ممانعت کی اور انکار کیا - لیکن میرا انکار اُس کے مستحکم خیال اور اصرار کو روک نہ سکا مجبوراً مرید کیا - اس کا نتیجہ ہوا کہ کامل تین مہینے مہلک بیماری مین مبتلا رہا - جس کی وجہ سے بہت سے اعمال اور اشغال انجام نہ دے سکا اسی طرح تین بار گرفتار بلا ہوا - یہ حال دیکھکر یقین ہوگیا - کہ ابھی مین حقیقی خلافت کے تخت پر بیٹھنے کے لائق نہین ہوا ہون کہ کسی کو مرید نہین کرنا چاہیے - مگر یہ خلش دل مین ضرور رہتی تھی - کہ دنیا کے اندر بے شمار مشائخ - سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہین - مگر کسی قسم کا آزار اُن کو نہین پہونچتا ہے - مجھ کو جو یہ تمام آزار بیعت کے سبب سے پہونچا ہے اس کا کیا سبب ہے - جب یہ خلجان حد سے زیادہ بڑھا - تو ایک ہاتف نے مجکو مطلع کیا - کہ تم رسمی پیر نہین ہو اس عمل سے چندروز صبر کرو - تاکہ حقیقۃً پیر طریقت ہوجاؤ - بیشک جب مین سب طرح کی ریاضتین کرچکا - اور عالم باطن مین مشائخ سلف کی ارواح سے **قدسنا اللہ باسرارہم** بشیر حقیقی اور ہی آخرالزمان **صلی اللہ علیہ** وسلم کے اشارہ سے غرقہ ___ اجازت پہن چکا - اور مرید کرنے سے جو آزار اور آفت پاتا تھا - اُس سے رہائی مل گئی - تو اب یہ بات سمجھ مین آئی - کہ رسمی اور معمولی اصحاب کے علاوہ جو لوگ اہل حقیقت ہوتے ہین - اُن کو تاوقتیکہ پیران ظاہر وباطن سے اجازت نہین ملتی ہے - اُس وقت تک وہ حقیقی بیعت لینے کے قابل نہین ہوتے ہین - اس خلافت کی تفصیل شایقین اُن چند مکاشفون سے معلوم کرسکتے ہین - جو نسخہ مذکورہ کے خاتمہ مین لکھے گئے ہین -

مذکورہ بالا دونسخون کے سلاوہ آپ کے حالات اور مقامات کے متعلق چند کتابین اور بھی آپ کے قلم کی لکھی ہوئی ہین - جن کے نام یہ ہین -

(۳) کلید مخازن عجیب وغریب رسالہ ہے مبدء ومعاد کے متعلق - اس مین علوی اور سفلی اشیا کی

حقیقتین - توحید صوفیہ کے مشرب اور کشفی تحقیق کے اصول پر بتائی گئی ہین - اور نیز ارباب فنا و بقا کے مذاق کے لئے - عینی اور علمی موجودات کی شناخت - کشف اور معائنہ کے ذریعہ سے ظاہر کی گئی ہے - کہتے ہین احمد آباد گجرات مین یہ کتاب میر عبدالاول کے ہاتھ آگئی تھی - میر عبدالاول بڑے ذی معرفت عالم تھے جب میرے اس رسالہ کو صفحہ صفحہ کر کے دیکھا - اور رسالہ کے مغز کا اور خلاصہ ما فیہا کا مزہ لیا - تو رسالہ کی سنجیدگی کی نسبت اس طرح بغوث الاولیا کی خدمت مین عرض کیا کہ حکمت اور ہیئت کے چند مسئلے جن کی دشواریان عدم دسترسی ذہن کے سبب سے بآسانی حل نہین ہوتی تھین - اس مشکل کشا رسالہ کی بدولت آسان ہوگئین -

(۴ و ۵) دو صحیفے ضمائر اور بصائر بھی آپ کے قلم تحقیق کے لکھے ہوئے ہین - ان مین علم تصوف کے موضوع مبادی - مسائل - اور مقاصد کا بیان ہے - اور نیز اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کئے گئے ہین -

(۶) ایک کتاب بحر الحیوۃ - جریدہ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ - اس مین باطنی اعمال - تصوری اشغال پاس انفاس کا ذکر - اور نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہین - جن کی بدولت روحی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے - جوگیون اور سناسیون کی دو جماعتین - ہنود کے ریاضت مندون - گوشہ نشینون - اور رہبانون کی سرگروہ ہین - اور انہین اشغال و اذکار کے برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہونچکر - سالکون کے ضمیرون کی چیستان پر اطلاع حاصل کرتی ہین - آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے - اخذ کر کے - فارسی لباس پہنایا ہے - اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجائے اس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن مین ڈال دی ہے - نیز حقیقی ایمان کی قوت سے ان مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیون کے اذکار اور اشغال سے تطبیق دی ہے یہ بالکل سچ ہے - کہ بیش بہا شاہوار جواہرات - بڑی بہایم کے تاجون مین لگے ہوئے تھے - جو[1] اولئک کالانعام بل ہم اضل کے مصداق ہین - وہ جواہرات آپ نے اکھاڑ لئے اور ان کو گچھا بنا کر - اون خداوندان عزت و تکریم - کے تاجون مین ٹکایا - جو[2] ان الدین عند اللہ الاسلام مین داخل ہین للہ الحمد دائما امید ہے کہ اس کتاب کے حالات سننے والون کو جو گمان - اس کا وصف سننے سے پیدا ہوگا - اس کے شکنجہ سے کتاب مذکور کا دیکھنا - اور غور کرنا - جلد اور خوبی کے ساتھ رہائی دیکر یقین کے

---

[1] یہ لوگ چارپایون کے مثل ہین بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ۱۲ [2] دین (حق) تو خدا کے نزدیک ہی اسلام ہے اور بس ۱۲

درجہ کو پہونچا دیوے گا -

(۷) ایک کتاب کنز الوحدۃ ہے - اور یہ کتاب غوث الاولیا کی آخرین تصنیف ہے اس کتاب کے ضمن مین توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا یہ بیان ہے -

قیل اقسام الایمان عند اہل الذوق خمسۃ

کہتے ہین - ایمان کے اقسام اہل ذوق کے نزدیک پانچ ہین -

الاول تکلیفی اعم من الکل ویشتمل کل فرد من نوع الانسان مومنًا کان او کافرًا

اول - ایمان تکلیفی ہے - جو کل کو عام ہوتا ہے اور جو نوع انسان کے جمیع افراد کو شامل ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر -

والثانی - تقلیدی عام یعم کل مومن مقلدًا کان او محققًا -

دوسری - ایمان تقلیدی عام ہے - جو ہر مومن کو شامل ہے خواہ وہ مقلد ہو یا محقق -

والثالث - استدلالی خاص یختص بہ العلماء من المومنین -

تیسری - ایمان استدلالی خاص ہے جس کے ساتھ علمائے مومنین خصوصیت رکھتے ہین -

والرابع - حقیقی اخص منہ ویتصف بہ الاولیاء منہم -

چوتھی - ایمان حقیقی ہے - جس مین تیسری قسم کے ایمان سے زیادہ خصوصیت ہے - اور اس ایمان کے ساتھ اولیا ء مومنین متصف ہین -

والخامس عینی ذاتی صاحبہ مختص بالولایۃ المحمدیۃ وجالس علی سریرۃ الخلافۃ الحقیقیۃ ناظر بعین البصیرۃ الی الاحدیۃ المطلقۃ وبعین الباصرۃ الی الکثرۃ بملاحظۃ الوحدانیۃ المختصۃ

پانچوین - ایمان عینی ذاتی ہے اس قسم کا صاحب ایمان ولایت محمدیہ کے ساتھ خاص اور خلافت حقیقیۃ کے تخت پر جلیس ہوتا ہے - بصیرت کی آنکھ سے احدیۃ مطلقہ کو اور سر کی آنکھ سے وحدانیۃ خاصہ کا لحاظ رکھکر کثرت کو دیکھتا ہے -

فاعلم ان صاحب ہذہ المنزلۃ الجامعۃ کان فی کل قرن علی بسیط الارض واحدًا ففی القرون التی صرفت عنا کان سلطان

واضح ہو - کہ یہ جامع مقام جس شخص کو حاصل ہوتا ہے - وہ شخص ہر ایک قرن مین تمام روے زمین پر ایک ہی ہوتا ہے - پس جو قرون ہم سے چلے گزر گئے اُن

المحققين وبرهان العارفين الشيخ محمد
المخاطب بالغوث العطاري نسباً والشطاري
مشرباً قدس الله اسرارهم وهو كان رئيس
المحدثين الشيخ محمد ابن ابي الحسن البكري
الشافعي المصري قدس الله روحهما وافاض
علينا بركات انفاسهما۔ وفي القرن الذي
كنا فيه هو عين الزمان مسيح العاشقين
الشيخ عيسى ابن قاسم مد الله ظلال
ارشاده على رؤس المشتاقين الى
جمال هذه الولاية المذكورة والى
صاحبها عليه التحية والسلام وعلى
تابعيه بالكشف في ادراك
عالم الجمع والفرق على
حكم الفرقان المجيد المحفوظ المحيط
بماله وعليه۔

قرنون مین سلطان المحققین برہان العارفین شیخ محمد
المخاطب بغوث تھے جو عطاری نسب اور شطاری مشرب تھے
اللہ تعالی آپکے اسرار مین تقدس عطا فرماوے۔ پہر آپکے
بعد رئیس المحدثین شیخ محمد ابن ابی الحسن بکری شافعی
مصری ہوئے۔ اللہ تعالی ان دونون باپ بیٹے کی روحون کو
مقدس فرماوے اور ان دونون اصحاب کے انفاسہا کی برکات
کو ہمارے اوپر ابنڈیل دیوے۔ اور جس قرن مین ہم ہین۔
اس مین عین الزمان مسیح العاشقین شیخ عیسی ابن قاسم
ہین۔ اللہ تعالی جل شانہ ان کی ہدایت کا سایہ ان
اصحاب کے سرون پر مبسوط رکھے۔ جو اس مذکورہ بالا
ولایت جامع اور صاحب ولایت جامع (محمد مصطفی)
کے جمال کے مشتاق ہین۔ آپ پر۔ اور نیز ان صاحبان
پر درود وسلام الٰہی نازل ہو جنہون نے مع متعلقات
قرآن کے حکم کے بموجب عالم جمع اور عالم فرق کے ادراک
مین کشف کے ذریعہ سے آپ کا اتباع کیا ہے۔

یاد شیخ عبد المومن

آپ شیخ محمد ابن شیخ خلیل چشتی کے فرزند ہین۔ ظاہری اور معنوی دونون ملکون کی سیر آپ نے کی تھی
خانہ خلیل۔ اور خانہ جلیل دونون گہرون کے آپ حاجی تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کے جد امجد نے شہر مسند مد
[illegible]شم سے دہلی مین جاکر وطن اختیار کیا تہا۔ شیخ عبد المومن کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے ملا تہا۔ آپ
کو بارہ سال کی عمر مین خدا شناسی اور خدا پرستون کے دیدار کی آرزو۔ گہر سے نکال کر اجمیر کی طرف لے گئی
تہی یہان سے آپ مکہ معظمہ کے طواف کا احرام باندہ کر حج کو چلے گئے۔ اور ارکان حج ادا کئے۔ اس کے
بعد بارہ سال تک جا بجا ملکون کی سیر و سیاحت کرکے پہر اجمیر مین لوٹ آئے۔ اور قمری چھ مہینے۔ خواجہ معین الدین
کے روضہ کے آستانہ مین اعتکاف کے طریقہ پر گذارے۔ اور اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ یہان سے آگرہ مین

رہنے کی ہدایت ہوئی - چنانچہ اس بنیاد پر آپنے اُسی فرمائی ہوئی جگہہ (آگرہ) میں قیام کی بنیاد قایم کی اُس
اس وقت سلطان سکندر لودی کی سلطنت کا زمانہ تھا - آپ کی عمر بھی نوسے سال کی ہو ئی ہے اس نوّے
سال میں جس قدر حصہ عمر کا باقی رہا تھا - وہ کل حصہ اگرہ مین رہکر درویشی - تن گدازی اور ہمہ دانی پرستش
مین گزارا - دوسری شوال ہجری سنہ نوسو ستر کو عنصری ویران سرائے سے نورانی آبادبستی کی طرف
کوچ فرمایا -

یاد شیخ سراج

آپ شیخ عبد الملک کے بڑے بیٹے تھے - علم - عرفان - اور معانی آپ کی ذات مین کوٹ کوٹ کر بھرے
تھے - جوان موت مرے - جب سپرد خاک کیے گئے - تو آپ کے باپ نے فرمایا - آج علمی ہیکر خاک مین مل گئی -

مصرع ازوصل دوست خاطر او بادشاہ مان

یاد قاضی قطب مجذوب

آپ قاضی کسن ابن قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے قرشی الفسل بیٹے ہین - آپ کی پیدائش
کی جگہہ چندیری ہے - عیسوی ملک اور اویسی ولایت پر آپ کا قبضہ تھا - جس سال چتور کے رانا نے چندیری
فتح کی تھی - اُسی سال آپنے کالپی مین آکر مکان بنالیا تھا - آغاز شباب مین تمام اوقات مصروف نماز
رہتے تھے - ہمیشہ نصیحت کرنے - اور حق کہنے مین سخت اور تلخ بات کہا کرتے تھے اور اُن کے منانے
کے واسطے پتھر اور لکڑی سے کام لیا کرتے تھے - آپ کی اس قسم کی روش و رفتار سے لوگون کی طبیعتون
مین نفرت پیدا ہو گئی تھی - ایک روز آپنے کچھ حلوا باہر سے گھر کے اندر بھیجا - جب گھر مین جا کر اپنا حصہ مانگا -
تو جواب ملا - کہ وہ تو کھا لیا گیا - آپنے فرمایا - جس نے کھایا ہے - وہ مر جاوے - تین روز کے اندر تمام گھر والے
مر گئے - اخیر مین آپ کا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہوش جذبہ کو - اور شباب پیری کو سپرد کر دیا تھا - اور خاموشی
کے عوض مین گویائی بیچ دی تھی - لیکن - نماز پڑھنے کی آپ کی عادت نہین گئی تھی - اگرچہ وقت کا
اور شمار رکعات کا ہوش نہین رہا تھا - روزمرہ صبح کے وقت گھر سے نکل کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے
اور پانی گرم کرنے کے واسطے لکڑیان لایا کرتے تھے - ایک روز صبح کو دربان نے قفل نہین کھولا - تو
آپنے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر - اپنے تئین نیچے گرا دیا - دہان خیال کیا - کہ ایسا کم زور بڈھا ایسے
اونچے قلعہ سے ایسی عمیق خندق مین گرے گا - تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے - خیر - اوپر چڑھ کر دیکھا

تو آپ آرام کے خیال سے - اور روزون سے زیادہ تیز راستہ چل رہے ہین - کہتے ہین - ایک بار بہت کچھ جستجو
سے تین روز بعد ایک جنگل مین ملے - کیا دیکھتے ہین - آپ ایک پتھر کے بالے پر نماز پڑھ رہے ہین دریافت کیا گیا
کہ آپ کہان سے کہاتے تہے - جواب دیا - وہی کنیز کہانا دیا کرتی تہی - جو روزانہ دیا کرتی ہے - ایک دن مین اگر کئی دفعہ
کہانا دیا جاتا تہا - تو کہا لیتے تہے - اور اگر بہت روز تک کہانا نہین ملتا تہا - تو خواہش نہین کرتے تہے - صاحب تجرید
حقیقی مبارک خان ہردمی کے مصاحب تہے - ہجری سنہ نو سو ستر مین لوگون کی نظر سے خضر کی طرح مخفی ہوگئے - ہر چند
تلاش کی گئی - پتہ نہین لگا مصرع یاد رفیق عیسی ہمنشین باد -

یاد قاضی قطب مجرد

آپ کو زمان و مکان طے کرنے کی قدرت حاصل تہی - قصبہ مہوبہ آپ کی دائمی آرامگاہ ہے - قاضی مہلی مجرد
چشتی کے مرید - اور قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے پیر ہین - ایک روز قاضی قطب کے پیر نے - مرید کا لنگی باندھنا
دور سے دیکھ لیا - فرمایا بہت مضبوط باندھنا چاہیئے - آپ نے جواب دیا - اگر پیر کا حکم ہو - تو دونون جہان کے
واسطے باندہ لون - پیر نے فرمایا - نہین - صرف اسی عالم مین جس مین ہم اور تم دونون وصف تجرد کے ساتھ
مشہور ہین - بہتر یہ ہے کہ عیسوی تجرد کی ردا کو مجرد کے کندھے پر ناز ہو اور احمدی ولایت کا نگینہ اُس کی اونگلی مین
درخشان ہو سکتے ہین - ہر روز پنجگانہ نماز - کعبہ معظمہ کے حرم مین ادا کیا کرتے تہے بہت لوگون کی یہ خواہش رہتی تہی
کہ آپ کے ساتھ نماز پڑہین - جب مقام معین کا نام پوچھا جاتا تہا - تو فرما دیتے تہے مجکو معذور رکہئے - مین بہی دعا دو نگا
سے جس مسجد مین کثیر جماعت ہوتی ہے - وہین جا تا ہون - ایک بڑہیا قصبہ مہوبہ کی تہی حج کرنے کو گئی تہی - مکہ
سے قافلہ چلا آیا - اور موسم گذر گیا - اِس سبب سے مکہ مین رہ گئی - ایک روز بہت تنگ دل ہوئی - اور چیخنے
پکارنے لگی - کہ کیونکر اپنے وطن کو پہونچون گی - ایک بزرگ نے ازراہ مہربانی اُس سے کہا - غم نہ کر - مہوبہ
کے قاضی پانچون وقت حرم محترم مین آتے ہین - تم کو پہنچا دین گا - جب بڑہیا کی نظر قاضی جی پر پڑی - تو اُس نے
قاضی جی کا دامن پکڑ لیا - اور طرح طرح سے آنکہون سے آنسو بہانا - اور لبون سے فریاد کرنا شروع کیا - یہان تک
کہ قاضی جی کو انکار اور رہانہ کی گنجائش نہین رہی - کہا - آنکہ بند کر - آنکہ بند کرنا مکہ مین تہا - اور کہولنا اپنے گہر مین -
القصہ - یہ گزری ہوئی کیفیت بڑہیا ضبط نہ کر سکی - اور لوگون نے زبان زد ہو گئی -
ایک بزرگ سید مینا تہے - رتبہ فنا فی اللہ حاصل تہا - اُنہون نے جب جسمانی حرکت روحانی آرام کے
سپرد کی - تو عام لوگون کی زبان مین کچھ کا کچھ کہنے لگین - کہ ایسا بزرگ ہو کر اپنا جا بسین نفس کلمہ طیبہ پر سپرد کرے -

سید مینا کے بھائی کو لوگوں کا ملامت کرنا سخت ناگوار گذرا لہٰذا دل میں استحکام کے ساتھ ٹھان لیا۔ کہ ایسے بھائی کو جلا دوں گا۔ لوگوں نے منع بھی کیا۔ مگر اسپر کچھ خیال نہ کر کے۔ جلانے کا سامان فراہم کیا۔ اس اثنا میں سید مینا نے کفن سے سر نکالا۔ اور بلند آواز سے کلمہ پڑھا۔ ملامت کرنے والے حیرت میں رہ گئے۔ اور خجالت میں ڈوب گئے۔ سید مینا نے یہ بھی کہا تھا کہ زمانہ بلوغ سے نماز عصر کی سنتیں پڑھنے کی جس شخص نے مداومت رکھی ہو۔ اُس شخص کو مینا کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے۔ مجبوراً قاضی قطب نے اور ایک اور شخص نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد قاضی نے کہا۔ اب کہ راز بازاروں میں اور گھروں میں عام طور پر مشتہر ہو گیا۔ لہٰذا لوگوں کی نظر سے پنہاں ہو جانا ہی اولیٰ ہے۔ ابھی عرصہ میں آپ عالم خاک سے روضۂ قدس کو روانہ ہوئے **مصرع** بادہ عالم دست درآغوش باد۔

یاد شیخ برہان انصاری

آپ کالپی کے رہنے والے ہیں۔ آغاز شباب میں ہمیشہ شیخ عبدالملک کی شاگردی میں حاضر رہا کرتے تھے۔ اس غرض سے۔ کہ اُستاد دوسروں کی بہ نسبت آپ کو زیادہ پسند کریں۔ ایک روز صبح کو اُٹھکر۔ مدرسہ کی طرف جاتے تھے۔ راستہ میں ایک پیر مرد سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ کہا۔ برہان۔ کہاں جاتے ہو۔ تمہارا نہ یہ کام ہے۔ اور نہ یہ راستہ ہے۔ لوٹو۔ گوشہ نشین ہو جاؤ۔ اور زانو پر سر رکھو۔ کیونکہ جو لوگ کشائش چاہتے ہیں۔ وہ گریبان کے راستہ سے جاتے ہیں آپ پیر مرد کے کہنے پر دل شاد نہیں ہوئے۔ اور چلے گئے۔ دوسری بار پھر اسی طرح پیر مرد نے آپ کو روکا۔ یہ بھی کارگر نہیں ہوا۔ تیسری بار جب دہلیز سے قدم باہر رکھا۔ تو اُس پیر مرد نے آپ کا گریبان پکڑ کر زمین پر دے پٹکا۔ کہ آپ کا پانوں ٹوٹ گیا۔ اور کہا۔ جب تک اس طرح نہ توڑینگے۔ پانوں جانے سے باز نہیں رہیگا اس کے بعد ہوش پیدا ہوا۔ اور ایسے تنگ حجرہ میں گھس بیٹھے۔ جس میں پانوں پھیلانے کی بھی گنجایش نہیں تھی۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنے میں بہت کچھ کوشش کی۔ پکا ہوا کھانا بالکل ترک کر دیا۔ کسی قدر دودھ۔ اور کسی قدر دہی پر گذر تھی۔ آپ کے بدن کی رگیں اور ہڈیاں ایک ایک شمار میں آتی تھیں۔ چونکہ سجدہ میں سر بہت پڑا رہتا تھا۔ تو آپ کی پیشانی کے داغ کو [1] سِیمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کا درجہ حاصل ہو گیا تھا۔ رحلت کے بعد وہی حجرہ آپ کی گور بنا۔ دل آویز تقریر اور شور انگیز کلام کے دوست تھے لیکن اکثر اشعار ہندی زبان میں کہا کرتے تھے۔ آپ کے فراق نامہ میں ایک ایک حرف درد اور سوز سے بھرا ہوا ہے۔ بعض لوگ آپ کو مہدویہ جانتے ہیں۔ لیکن یہ بات تحقیق نہیں ہوئی **مصرع** بادھم فیض نمک جان تو

---

[1] اُنکی شناخت یہ ہے۔ کہ سجدے کے گٹّے اُن کی پیشانیوں پر ہیں ۱۲

یاد مخدوم عباس

آپ جلال سندہی کے بیٹے ہین۔ آپنے بلند ہمتی کی طاقت سے شیوہ بیخودی کو کرسی پر۔ اور سالنہ سلطان خواہشات کو خاک پر بٹہایا تھا۔ آپ کی ولادت اور نشو و نما دونون موضع پاتر مین ہین۔ جب زمانہ شورش کی پریشانی نے آپکو زاد بوم سے دور نکال پہینکا۔ تو تقدیری زمان کے بموجب آپنے موضع ہنکوجہ مین اقامت اختیار کی۔ جو مضافات بہکر مین سے ہے۔ بہت برسون تک ہنگامۂ درس گرم رکہا۔ اور آپ کی ہدایت کے خوان پر اذن عام تہا۔ قاضی عبد السلام سندہی۔ دار الاسلام برہانپور مین۔ فرمان رواے خاندیس علی عادل شاہ فاروقی کے حکم سے قضا کے عالی منصب پر سرفراز تہے۔ قاضی صاحب حکیم عثمان بوبکانی کے شاگردون مین سے ہین۔ جب قاضی جی سند بار مین تہے۔ تب تحصیل علوم مخدوم کی خدمت سے کیا کرتے تہے۔ قاضی جی کا بیان ہے دین۔ دیانت۔ دانش۔ بینش۔ طبیعت مین نرمی۔ اور اختلاط مین گرمی یہ اوصاف یقیناً مخدوم کی سرشت مین داخل تہے۔ آغاز ہوش سے واپسین دم تک طلب کے واسطے کسی کے گہر۔ اور کسی کے سامنے امید خدمت مین آپنے قدم کو گرد آلود نہین کیا۔ اب باستحقاق جانشین اُس مسجد مین اور نعال کے مدرسہ مین مسیح القلوب شیخ حبیب اللہ ہین جو ظاہری فضیلت مین سب سے زیادہ کامیاب اور سرسبز۔ اور پرہیزگاری مین وہان کے جملہ فضلا سے زیادہ مشہور اور با استحکام ہین۔ مصرع دیدہ او منظر دیدار باد۔

یاد شیخ شاہ علی احمد آبادی عاشق معنی

آپ کی زبان سے حرف توحید کے سوا۔ اور آپ کی قلم سے موحدانہ اشعار کے سوا۔ کوئی حرف نہین نکلتا تہا آپ کا ایک دیوان ہے ہندی زبان مین۔ روش اور معنی کے اعتبار سے شیخ محمد مغربی کے دیوان کا بہائی ہے آپ سیدی احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین۔ قدس سرہما۔ ملک محمود بیارا۔ جن کے عرفانی حالات اُن کی یادداشت مین لکہے گئے ہین۔ اور ملک الشرق گجراتی جنہون نے اس جہان کی دولت کے سرمایہ کو اپنی جزائی اعمال کی کہیتی کا تخم بنایا تہا۔ ان دونون اصحاب نے عالم علوی کو آپ کے کوچ فرما جانے کے بعد آپ کو قطب عالم بتوہ کے پائین مزار دیکہا ہے۔ اور نیز احمد آباد اور بتوہ کے دو ایک بزرگون نے بہی اس خرق عادت کے متعلق گواہی دی ہے۔ ہجری سنہ نوسو ستر مین روحانی گلشن کی سیر کا عزم فرما کر جسمانی مسکن کو رخصت کیا تہا کبیر خانی بڑے بزرگ شخص تہے۔ شافعی مذہب ہین۔ ہجری سنہ پانسو اٹہاسی مین آپ کا وصال ہے۔ اور خوابگاہ معمورہ یمن مین ہے۔ اُن کے کوئی فرزند نہ تہا۔ اور جو فرزند آپ کی طرف منسوب ہے آپ کے بہائی کی

اولاد میں سے ہے۔

یاد شیخ شکر

آپ نائتہ قوم میں سے ہیں۔ نادبوم اور خوابگاہ دونوں بیمبری میں ہیں۔ داہبول بندر کی طرف احمد نگر دکن سے تین منزل دور۔ جو نظام الملک کا دار السلطنة تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ بہت برسوں تک دوسروں کے درس میں بیٹھے۔ اور تحصیل فضائل کی۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی آپ کے مدرسہ میں گئے۔ اور آپنے تعلیم دیکر فیض پہونچایا۔ اخیر میں تمام قیل وقال۔ اور حد اطلبی کی عوض۔ رخصت کر کے پیر طریقت کی رہنمائی کی بدولت سلوک میں آگئے۔ چند روز بعد وحدت الہی کے جذبہ کی آگ۔ ایسی بھڑک اٹھی۔ کہ جس نے وجود میں عقل کا خرمن جلاکر راکھ کر دیا۔ اور اسی سوختگی اور بیخودی کے عالم میں ہجری سنہ کچھ اوپر نوسوستر تھا۔ کہ اس عالم نیستی کو خیر باد کہا۔

یاد شیخ وہبان سندہی

آپ شیخ ابراہیم کلہوڑا کے مرید ہیں۔ حقیقی وحدت اور ایزدی غیرت کا بہت بڑا جلوہ اور بہت بڑا ظہور۔ آپ کی ذات میں تھا۔ ایک روز چلتے چلتے سرراہ ایک حور سرشت کے چہرہ پر نظر جا پڑی۔ فوراً گوش دل میں ندا آئی۔ ابھی آنکھ غیر کے حسن پر نظر ڈالنے کی طرف مائل ہے۔ اُسی دم آنکھوں سے قوت بینائی زائل ہوگئی۔ اسی طرح آپ دل کو محنت وسوز سے۔ اور جان کو شوق وغیرت سے مالامال لئے ہوئے گھوتے پھرا کرتے تھے یہ عادت ہے۔ کہ چلنے میں ہاتھوں کو آمد رفت رہتی ہے۔ آپ کا ہاتھ زیادہ ہلتا تھا۔ فرمایا۔ اے ہاتھ۔ تو ہم سے پیشتر پہونچنے کا خیال بھی نہیں کرسکتا ہے یہ کہنا تھا کہ اُسی وقت ہاتھ خشک ہوگیا اور جنبش بھی جاتی رہی۔ خوابگاہ برہان پور مصرع سینہ اش مخزن حقائق باد۔

یاد شیخ کمال الدین

آپ سلیمان ترخینی کے فرزند تھے۔ اور زادبوم کالپی تھی۔ تقوی۔ توکل۔ تسلیم۔ اور رضا کا مقام آپ کے حالات کی چہل قدمی کا میدان تھا۔ آپ شاہ ارغون ماری کے مرید ہیں۔ آپ کو اسماے الہی اور اذکار کی اجازت شیخ ابو الفتح ہدیتہ اللہ سرمست کے فرزند اور خلیفہ شیخ رکن الدین شطاری سے تھی باز بہادر افغان پسر سجاول خان کا زمانہ تھا جب آپ منڈو (مانڈو) میں آئے تھے۔ راقم کے پدر بزرگوار سے دوستی ہوگئی۔ دور شہر سے ہوئے تھے ہمسایہ میں لے آئے۔ پانچ سال کی عمر تھی۔ کہ راقم۔ تعلیم قرآن

کے واسطے آپ کی خدمت مین بسر کیا گیا - دو سال کے عرصہ مین آپ کی توجہ سے قرآن مجید ختم کر لیا - خلاصہ
کلام یہ ہے - کہ سو برس کی عمر توکل مین گزاری - کسی شخص کے ساتھ اپنا راز و نیاز نہین کہا - کسی آشنا یا بیگانہ
کے روبرو حرص اور خواہش پیش نہین کی - ہجری سنہ نوسو تہتر تہا - کہ واپسین سفر اختیار کیا - خوابگاہ منڈو (مانڈو)
ہے پدر راقم کے مزار کے آس پاس دونون جہان کے رفیق مل گئے -

یاد شیخ فضل اللہ

آپ شیخ حسین چشتی ملتانی کے صاحب زادہ ہین - باوجودیکہ آپ صاحب تعلقات تہے - آزادون ہی
سے تہے اور اپنی ہمت سے - تونگری کو درویشی کے ساتھ دست بہ دست رکہتے تہے - تمام چیزون کو وقتی ضرورت
کے موافق ہی اپنے قبضہ مین نہ رکہکر اہل احتیاج پر نثار کرنے کے واسطے ہاتہ کے سامنے لے آتے تہے -
بقدر ضرورت رسمی علم حاصل کر کے ہوش کے ذریعہ سے عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان موافقت پیدا کی
تہی - جب آپ کے پدر بزرگوار نے ہجری سنہ نوسو پینتالیس مین معنوی سفر اختیار کیا - تو سنہ چہیالیس مین
آپ کو شوق حج - راہ حجاز کی طرف لے گیا - وہان حج اکبر کیا اور مدینہ نبی صلعم کا طواف کر کے اس شرف سے
بہی مشرف ہوئے - پہر مدینہ منورہ سے لوٹ کر مقدس خانہ خلیل کی خاک بوسی - اور اوس کی بدولت بیدار
دلی حاصل کی ہجری سنہ نوسو پچاس تہا - کہ ہند مین معاودت ہوئی - اور اپنے مکان پر پہونچکر کم و بیش بیس سال
اپنے بزرگون کے طریقہ پر رفتار رکہی - ہجری سنہ نوسو بہتر مین الہی وصال کا پیغام آ پہونچا ظاہری دوری سے
رہائی پا کر تعلیہ مین جو منڈو (مانڈو) کے پائین مین ہے - خوابگاہ قبول کی مصرع فضل بیچون قرین جانش باد -

یاد شیخ علی شیر بنگالی

آپ - تمام رسمی علوم سے مستفید - اور کل عقلی فنون سے صاحب سرمایہ تہے - نور الہدیٰ ابوالکرامات کی
نسل سے ہین - جو شیخ جلال الدین مجرد کے بزرگ خلیفہ تہے - اور شیخ جلال الدین مجرد وہ ہین - جو حریون کا
ملک فتح کرنے کے واسطے ترکستان سے ہند مین آئے تہے - اور جنہون نے راجا گڑہ گونڈ کے مار ڈالنے
بعد قصبہ سرہیت جو صوبہ بنگالہ مین ہے - نور الہدیٰ کے حوالہ کیا تہا - یہ حالات کسی قدر شیخ مجرد کی یادداشت
مین بہی لکہے گئے ہین ایک کتاب شرح نزہۃ الارواح شیخ علی شیر کی تصنیف ہے - راقم شیخ علی شیر کے کسی قدر
حالات اس کتاب کے خطبہ سے اخذ کر کے لکہتا ہے -

یہ درویش جب آغاز شباب کو پہونچا - تو خدا طلبی - حق پرستی - اور خدا شناسی کے درونے دل کا

گریبان ہاتھ سے پکڑ کر ایسے دانائی جست وجو مین وطن سے آوارہ کیا - جو رہنمائی کے ذریعہ سے
علاج کرے - اتفاق کی بات ہے - جس شناسا کے سامنے اندرونی درد بیان کیا - اُس کی تلقین
نے کوئی درستی دل کی نہین کی - القصہ - ایک رات قصبہ اودہ مین اسی اندیشے کے اندر غنودگا
پیدا ہوئی - اور اس حالت مین غوث الاولیا قدس سرہ کی مثال صورت - مشاہدہ کی - اس
مشاہدہ نے مجکو فریفتہ کر دیا - اب ان آرزوؤن کا ہجوم ہوا - کہ بیداری مین دولت ملازمت حاصل
کی جاوے - اسی اثنا مین خبر ملی - کہ غوث الاولیا آسودگان دہلی کی زیارت کے واسطے تشریف
لائے ہین - مین بے تامل - شہر دہلی کی طرف روانہ ہوا - جب موضع کیلوکہری مین پہونچا - تو یہان
پر عالم بیداری مین - وہی صورت نظر آئی - جو مین عالم مثال مین دیکھ چکا تھا - جب مدارج بیعت
طے ہوئے - تو مل گیا جس کی تلاش تھی - اور دیکھ لیا جو ملتا نہ تھا - اس کے بعد مینے چند سال
آپکے خدمت گزارون مین کھڑا ہو کر بہت کچھہ فیض حاصل کیا - اتنے مین پیر بزرگوار نے - افغانان
سور کی بدباطنی دیکھکر گجرات کی طرف ہجرت فرمائی - درویش بھی آپ کے ہمرکاب بھڑوچ تک
گیا تھا - چند روز بعد احمد آباد رہنے کی اجازت ہوئی - چنانچہ مین اُس شہر اسلام مین پہونچا -
اور ملک عماد الملک رومی کی مسجد مین ایک گوشہ اختیار کیا - چونکہ عالم باطن سے سفر
مجاز کا اجازت نامہ نہین ملا - لہذا چند روز بعد پیر بزرگوار بھی بھڑوچ سے واپس ہو کر احمد آباد
مین تشریف لے آئے - یہان پر بعض کوتہ اندیش عالم - اور چھوٹی نظر والے خرقہ پوش - آپ
کے ساتھہ دشمنی کا بہانہ ڈھونڈنے لگے - اور ناشائستہ اور نافہمیدہ باتین آپ کی نسبت کہہ کر
اس ذریعہ سے آپ کے صاف اور شفاف دل کو اور زیادہ روشن کیا - اُس جگہہ کا رہنا آپ
کو ناگوار ہوا - ایکبارگی آسمان سے خوشخبری آئی - کہ ہجرت کا جو سبب تھا - وہ دور ہوا اور سعادت
کا باعث پیدا ہو گیا - یہ سنکر آپنے گوالیار کی طرف کوچ فرمایا مگر درویش کو اُسی جگہہ چھوڑا
اور آپ کے ارشاد کے موجب شرح نزہتہ کا تتمہ قلم تصنیف سے مرتب کیا گیا"

کہتے ہین - ہجری سنہ کچھہ اوپر نو سو ستر مین شیخ علی شیر ناسوتی تنگ و تاریک کوچہ سے لاہوتی
نزہت آباد کو روانہ ہوئے - خوابگاہ احمد آباد -

یادشیخ حسین پور ملک محمدؒ

جب آپ کا آغاز سلوک تھا- تو بہت برسوں تک بیخودی رہی - اور پرندون کی طرح ایک درخت پر رات دن چڑھے رہتے تھے - اسی جذبہ کی حالت مین خشکی کے راستہ سے حجاز کی طرف گئے - ایک رات کا ذکر ہے - حرم محترم مین خواب کے اندر خاتم پیغمبران علیہ الصلوٰۃ نے جانب ہندجانے کی اجازت دی - اور فرمایا سرکار قنوج مین جو سائی پور مقام ہے - وہان جاکر شیخ زمان صفی الدین چشتی سے بیعت ہوجاؤ- آپ کہتے تھے- جب مین سائی پور مین پہونچا- تو میرے جی مین یہ بات آئی -جب مین خانقاہ مین پہونچون گا- تو شیخ مجکو خلوت کے اندر بلالین گے - اور جو کلاہ آپ کے سر پر ہوگی - بغیر میری التماس کے مجکو اوڑھا وینگے - اور میری عبادت کے واسطے حجرہ عنایت فرماوینگے - خلاصہ کلام یہ ہے -کہ جب مین خانقاہ کے دروازہ پر آیا- تو شیخ نے خادم کو فرمایا- کہ شیخ حسین جو دروازہ پر کھڑا ہے - اُس کو اندر آنے کی اجازت ہے - خادم چلایا-شیخ حسین کون ہین - اندر آوین - مین نے چونکہ قلندرانہ پوست باندہ رکھا تھا - اسواسطے کہا- مین شیخ نہین ہون - لیکن نام میرا حسین ضرور ہے - خادم لوٹ گیا - اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا- عرض کیا- ارشاد ہوا یہی شخص مطلوب ہے - اندر آجاوے - چنانچہ مین اندر چلا گیا - اور جو باتیں میرے ضمیر کے اندر تھین - وہ سب کی سب ظہور مین آئین - مینے اُس خانقاہ مین دو چلے کھینچے - اس کے بعد اجازت ہوئی - کہ عماد الملک کا سکندرہ دہلی سے دو روزہ راہ کے فاصلہ پر ہے - اُس مین جاکر رہنا چاہیے - اور طالبان خدا کی ہدایت کرنا چاہیے چنانچہ تعمیل حکم کی گئی -

کہتے ہین شیخ عبد العزیز یحییٰ مندری نے جب ظاہری عالم سے سفر کرکے معنوی ملک کا راستہ اختیار کیا- تو آپ شیخ عبد العزیز کی فاتحہ کے واسطے دہلی گئے - اور شیخ علیہ الرحمۃ کے فرزندون کی طرف متوجہ ہو کر صبر کی تلقین فرمائی - چونکہ نوحہ اور نالہ کرنا - شان درویشی سے بعید ہے - اسواسطے آپ کے کلام سے سوائے تسلیم اور سکون کے کوئی بات نظر نہین آئی - جو لوگ گرفتاران رسوم تھے - وہ بڑبڑا کر باتین مارنے لگے آپنے جواب دیا- رونا اُن لوگون کو زیب دیتا ہے - جو دور رہین - اور مجکو تو بہت جلد شیخ علیہ الرحمۃ سے ملنے کا موقع درپیش ہے - دوروز کے اندر آسودگان دہلی کی زیارت سے فراغت ہوئی - اس کے بعد آپنے سکندرہ کا راستہ لیا- جب سکندرہ مین پہونچے - تو ایک گلکار کو بلایا - اور اپنی مسجد کے صحن مین جگہ تجویز کرکے - اُس سے کہا- کہ ایک بڑی لمبی چوڑی گور کھود دو اور اُس کے واسطے صندوق

عمارت لازم ہے - وہ بھی تیار کردو - گورکن کو اس کام پر مامور کر کے اپنے دوستون سے اور عزیزون سے آخرین الوداع کرنے لگے - سب کو حیرت ہوئی - جب گور تیار ہو چکی - اور وداع سے بھی فراغت ہوئی - تو فراغ خاطر اور کشادہ پیشانی کے ساتھ ہجری سنہ نوسو چھبیز مین وصال دوست کا راستہ لیا - ایک شخص مین آزادون کے عاشق شیخ محمد یوسف کاتب باشندہ کول جو خداشناس بھی ہین - اور شیخ حسین کی خدمت مین پہونچ چکے ہین - انہون نے صدر الذکر کیفیت - راقم یادگار کے نزدیک لکھکر بھیجی ہے

یاد شیخ عبد الملک بنبانی عباسی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - اپنے بڑے بھائی شیخ قطب الدین کے شاگرد ہین جنہون نے حدیث کی سند شیخ سخاوی مصری شاگرد شیخ ابن حجر عسقلانی سے لی تہی - علم حدیث اور تفسیر مین ترقی پاکر عام اہل زمانہ کے اُستاد ہو گئے تھے - صحیح بخاری اور قرآن مجید - لفظاً اور معنیً حفظ تھے - ہمیشہ حجرہ اور مسجد کے اندر درود اور نماز مین مشغول رہتے تھے - گھر مین کمتر جایا کرتے تھے - ضعیفی کے سبب سے آنکھون کی روشنی جاتی رہی تہی - اور بجاے اس کے دل مین روشنی بڑھ گئی تہی - تمام علوم کا درس دیا کرتے تھے توکل اور تجرید مین آپ کی مثل اُس زمانہ مین کوئی نہ تہا - مولانا کمال محمد عباسی گجراتی جو اوجین مالوہ کے مفتی تھے - حدیث مین آپ کے شاگرد ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ستر تہا - کہ ملک تقدس کو کوچ فرمایا - **مصرع** مرقدش از نور مالا مال باد -

یاد شیخ عبد العزیز

آپ کا لقب عزیز الحق - اور پدر بزرگوار کا نام شیخ کمال الحق حسن ابن طاہر تہا - آپ جونپوری ہین **قدس سرہم** ہجری سنہ آٹھ سو چھیانوے کا آغاز تہا کہ آپ کا قدسی نفس - عنصری جسم کے ساتھ وابستہ ہوکر - انجام سال مین بعالم ظہور آیا - دو سال بعد آپکے پدر بزرگوار زاد بوم سے بترک سکونت دہلی کو روانہ ہوئے وہان پر چند روز زندہ رہے - پہر اخروی سفر پیش آیا - اسواسطے انہون نے اپنے لڑکے کو مرید رشید مولانا قاضی خان یوسف ناصحی ظفر آبادی کے سپرد کیا - ظاہری اور باطنی پرورش کی بدولت وہ کمالات پیدا ہو گئے - جو آپ کی استعداد مین نہان تھے - ستر اور سات - ستتر سال تخمیناً آپ رہنمائی کی کرسی پر بیٹھے رہے - ذوق - وجد - اخلاق - اور اشراف - یہ صفات آپ مین موجود تہین - فصوص الحکم اور نیز دیگر کتب حقیقت اچہی طرح جانتے تہے - اور عمدہ درس دیتے تہے - ہجری سنہ نوسو چھتر مین - اور

ایک بیان کے بموجب جیتیر میں عالم قدس کو روانہ ہوئے - خوابگاہ دہلی میں ہے - آپ کے خلیفہ شیخ محمود حمیدی نے رحلت پیر کی تاریخ میں ایک قطعہ لکھا ہے - **قطعہ**

عزیز الحق کہ چون عزم سفر کرد	منازل در مقام لامکان یافت
چو تاریخ وفاتش باز جستند	خرد گفتا حیاتِ جاودان یافت

زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ خطوط میں اپنا نام ذرہ ناچیز عبد العزیز لکھا کرتے تھے - تقدیر سے **ذرہ ناچیز** کی اعداد آپ کی تاریخ وصال کے برابر ہوئے - ایک روز حسین ابن خانون دہلوی نے جن کی پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایاں ہیں - بیان فرمایا -

"ایک بزرگ نے عالم مثال میں شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی خدمت میں التماس کیا - کہ عرس گاہ میں جو کثرت کے ساتھ ہجوم ہوتا ہے - اس سے مخدوم کو کوئی حظ اور حضوری نہیں ہے جواب ملا - البتہ جس عرس میں عزیز آتے ہیں - ہم بھی آجاتے ہیں - اور ان کی صحبت سے خوش ہوتے ہیں"

یاد مولانا پاینده قلتی

ہیں نا پایندگی کو حقیقی پایندگی سے ہار کر ایسے زندہ ہوئے - کہ پایندہ رہے - عقیدت میں نسبت مولانا خواجگی کی خدمت سے رکھتے تھے - نقشی اور نفسی تمام علوم آپ کے حالات سے عیاں تھے - بہت طرح کے فن فراہم کئے تھے - اور کاغذی نقوش کو نفوس قدسی کے فیض کا پردہ بنایا تھا - ظاہری درس دینے کی شان میں - آپ باطنی ہنر فیتین لوگوں کو تعلیم کیا کرتے تھے - اور دنیا کے گرداب سے صحیح وسالم نکل کر سلوک کی آفات سے آسودہ زندگی بسر کرتے تھے - اس شکل کے ساتھ لوگوں کو آپ کی فیض رسانی عام ہوگئی تھی - سخاوت اور ایثار کا پسندیدہ شیوہ آپ کے خمیر میں داخل تھا - کہتے ہیں - آپ کی روح کرامات کی منزل سے نہایت سبکی کے ساتھ اوپر کی طرف خراماں چلی گئی -

یاد شیخ ادھن

آپ شیخ بہاء الدین جونپوری کے بیٹے ہیں - مِنَ اللّٰہ آپ کا خطاب ہے - اپنے پدر بزرگوار کے مرید اور تلقین یافتہ ہیں - بہت سے چشتیہ - سہروردیہ - اور قادریہ مشائخ کی ملازمت سے فائدہ حاصل کیا تھا آپ کے دل کو انواع واقسام کے کسبی علوم سے فروغ تھا - یکبارگی الٰہی محبت کے جذبات ایسے پیدا ہوئے

کہ علمی گھر بار سب لُٹ گیا۔ اور اخیر مین ہواے نفسانی کی مخالفت اور دیو غرت نفس کی لڑائی کی بدولت بصیرت کے حضور مین باریابی ہوئی۔ گفتار کی قسم مین سے یاد مولیٰ کے سوا۔ اور خاموشی کی قسم مین سے عالم اسرار کے اندر استغراق کے سوا۔ کچھ باقی نہین رہا۔ ضعیفی کے زمانہ مین سماع کا ولولہ پیدا ہو گیا تھا باوجودیکہ ظاہری پیری عارض حال تھی۔ مگر رقص طاقتور جوانون سے زیادہ طاقت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور بہت سے لوگون کو رولایا کرتے تھے۔ ہجری سنہ نو سو میں عالم قدس کو کوچ فرمایا۔ خانقاہ جونپور۔

مصرع سیمیاے عشق پیران را جوانی میدہد

یاد شیخ حسین بغدادی

آپ امام ابوحنیفہ کوفی کی نسل سے ہین رحمہما اللہ بہت طرح کے عقلی اور نقلی علوم مین اجتہاد اور یکتا سخن کا رتبہ حاصل تھا۔ نیک عادت منکسر المزاج۔ بردبار۔ اور ذی محبت تھے۔ جب آپ کی تحصیل تمام ہوئی تو افضل روزگار میر غیاث الدین منصور کی ملازمت کا خیال پیدا ہوا۔ اور یہ خیال آپ کو بغداد سے شیراز مین کھینچ لایا۔ ایک روز شیراز کے حاکم ابراہیم خان نے مقیم اور مسافر جملہ علما کو بلا کر ایک بڑی مجلس کی۔ میر قوی کو تجرید کی شرح پر علت و معلول کی بحث مین ایک اعتراض تھا جس کے حل کرنے مین تمام اہل سخن عاجز تھے۔ اور اس سبب سے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ سوائے شیخ حسین کے جو نووارد تھے آپ نے فرمایا۔ دو روز کے واسطے شرح تجرید مجکو دیدی جائے۔ تاکہ اس بحث کے اندر تامل کرون۔ اور پھر جو کچھ خیال مین آوے۔ گزارش کرون۔ خیر خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپنے چند طرح سے اس مسئلہ کی اُلجھنون کو کھولا۔ صاحب اعتراض کو یہ بات ناگوار گزری۔ اس سبب سے مشکل کشا نووارد کو خارجیت کے ساتھ متہم کر کے حاکم سے عرض کیا۔ کہ ایسی فتنہ روزگار کا اس شہر مین رہنا مناسب نہین ہے۔ حاکم نے دل مین انصاف کر کے جواب دیا کہ جو شخص حصول سعادت کی نیت ہمارے افادت دستگاہی کی ملازمت مین آیا ہو۔ اُس کو شہر بدر کرنا۔ بہتر معلوم نہین ہوتا ہے اور اس مشکل کے حل کرنے کی تعریف تو مخدوم کی ہی ہے۔ اس طریقہ سے حاکم نے رنج خاطر دور کیا۔ چند روز بعد دونون بزرگون کی صحبت مین ایسی گرماگرمی پیدا ہوئی۔ کہ بغدادی کا سینہ۔ معلومات شیرازی کے جواہر سے لبالب ہو گیا اور سیر و سفر کی باتین موقوف ہوئین۔ اخیر مین آپ کو سفر حجاز کا سودا ہوا۔ اور اس شورش نے دوستی کا اور بود و باش شیراز کا پیوند توڑ دیا۔ جب طواف حرمین شریفین سے فراغت حاصل ہوئی۔ تو سیاحت ہند کا خیال آیا۔ جب دہلی اور دیگر بلاد ہند کی سیر فرماتے ہوئے آپ احمد آباد مین پہونچے۔ تو اسا دل کی گلی محلہ

شاہ ابو تراب مسلامی مین اُترے۔ اس شہر کی محبت انگیز خاک دامن گیر ہوئی۔ جس کے سبب سے پیمائش زمین کی ہوس دل سے نکل گئی۔ نیز یہان کے بزرگون کی خواہش۔ آپ کے مقید کرنے کے واسطے کمند تھی بمجبوری آپ اقامت فرماکر درس دینے لگے۔ بہت سے طالبون کا سینہ۔ آپ کے انفاس کی برکات سے علوم کا گھر بنا۔ بالخصوص حکیم عثمان بوبکانی سندھی۔ اور مولانا عبد القادر بغدادی کو حکمت اور ریاضی کے فنون مین۔ آپ کی شاگردی سے۔ استادی کی سند ملی۔ جب آپ کی عمر حیبتیر کے میزان مین آئی۔ تو ہجری سنہ نوسو ستتر مین آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی اور اس بیماری مین زمانہ زندگانی انجام کو پہونچا۔ رسول آباد مین دفن کیے گئے تقدیر کے طلسمات اور قضا کی گلکاریان عجیب ہین۔ اولاً سیر حجاز کا خیال ضمیر مین پیدا کیا۔ بعدہ سیاحی کی شورش سر مین بھری۔ اس کے بعد جب شہر خوابگاہ مین پہونچایا۔ تو جہان گردی کی ہوس دل سے دور کردی لہ حَتّٰی یَاتِیَہُ الیَقِینُ ۵ مصرع علم ار اسباب بزم وصل باد۔

یاد شیخ بہاءالدین مفتی

آپ شیخ شمس الدین محبوب ملتانی۔ قریشی۔ اسدی۔ ہاشمی کے بیٹے ہین قدس سرہ آپ رسمی علم سے ظاہر کی آراستگی اور حقیقی وجدان سے باطن کا فروغ بڑہاتے تھے۔ غوث العرفا شیخ بہاءالدین کی نسل سے ہین۔ سعادت۔ عقیدت۔ اور خلافت اپنے پدر بزرگوار سے پائی تھی۔ اور انہین کے جانشین تھے۔ اپنی بزرگی کا لحاظ نظر انداز کرکے۔ بیچارون کا کام بنانے کے واسطے اہل دنیا کے دولت خانون پر چلے جایا کرتے تھے۔ جس زمانہ مین سلطان حسین نے بکر سے ملتان کی زمین مین آکر فتنہ وفساد برپا کیا ہے۔ تو اُس ملک کے بڑے بڑے لوگون مین جلا وطنی کا خیال پیدا ہوگیا تھا۔ آپنے بھی اپنا وطن چھوڑ دیا۔ اور ظہیر الدین بابر بادشاہ کا زمانہ تھا۔ کہ شہر آگرہ مین آکر بود وباش اختیار کی۔ بہت سی چھپی ہوئی ضمیر کی باتین۔ آپ کے آئینۂ ممادل کو ظاہر ہوجایا کرتی تھین۔

کہتے ہین۔ اسحق نامی ایک حافظ تھا۔ آپ کا سفارش نامہ سلیمان کررانی کے نام لے گیا۔ جو مشرقی ملک کا فرمان روا تھا۔ اس سادہ لوح کی زبان پر یہ بات آئی۔ کہ تورانی اور ایرانی قلمرو کے باشندون کو ہمارے نام رقعہ لکھنے کا کوئی حق نہین ہے حافظ کا دل یہ تقریر سنکر ناامیدی سے مکدر ہوا۔ رات کے وقت سفارش لکھنے والے شیخ کی مثالی صورت نے عالم خواب مین زبان نصیحت سے اُس طعنہ زن شخص کو

لہ یہان تک کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئی ۱۲

متنبہ کیا - چنانچہ اُس نے صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے ہی اپنے نوکرون کو حکم دیا - کہ جو حافظ رقعہ لایا ہے - اُس کی اچھی طرح سے دل جوئی کی جاوے - اور بے تامل اُس کو دربار مین لاکر کامیاب کیا جاوے چنانچہ تعمیلِ حکم کی گئی -

کہتے ہین - عبدالرزاق نامی ایک سوداگر ملتان کا تہا - اُس کا بیان ہے - شیخ کی رحلت گیارہوین شوال ہجری سنہ نوسو اٹھتر مین ہوئی ہے - آپ کی رحلت کے بعد مین ہندوستان مین بذریعہ خرید و فروخت آتا جاتا تہا - ایک بار ایسا ہوا - کہ تمام سامان فروخت کر کے مینے نقد روپیہ کر لیا تہا - اور سامان سفر باندہ رہا تہا - کہ ایک بدنیت غلام جو خدمت مین تھا - تمام نقد جو سامان کی بکری کا جمع شدہ رکہا تہا - اُٹھا کر فرار ہو گیا - ایک تو دل کے اندر نقصان کا غم تہا - دوسرے ہوشیاری اور احتیاط کام مین نہ لانے سے طعن و تشنیع کے تیر اوپر سے پڑنے لگے - اسواسطے ہمت اور عاطفت فرمانے کی غرض سے شیخ کی روح پاک کی طرف متوجہ ہوا - رات کو خواب مین دیکہا - کہ آپ سجادہ کندہے پر ڈالے ہوئے مسجد کی طرف جارہے ہین مینے جلدی سے دوڑ کر اپنا سر گستاخانہ آپ کے پائے مبارک پر رکہہ دیا - فرمایا - اتنی خوشامد نہ کرو - اطمینان رکہو - کہ بہاگے ہوئے شخص اور بے گئی ہوئی شے - دونون کا پانون تمہاری روزی کی زنجیر مین پہنسا ہوا ہے - لہذا جلد پہونچا ہوا سمجہنا - عبدالرزاق کا بیان ہے - کہ دو روز بعد اس خوشخبری کا ظہور ہو گیا - آدہی کوڑی کی برابر بہی اُس مال مین خیانت نہین ہوئی -

آپ کی خوابگاہ آگرہ کی شمالی سمت کے حدود مین ہے -

یادِ شیخ مبارک سندہی

آپ کی زاد بوم موضع پاتر ہے - جس کی آبادی کی بنیاد قایم کرنے مین آپ کے جدامجد مسیح القلوب کے آبائے کرام - اور شیخ طاہر کے پدر بزرگوار کے ساتہہ متفق تہے - آپ رسمی علم مین مخدوم عباس ابن جلال کے شاگرد ہین - نوشتۂ تقدیر نے آپ کو وطن سے احمد آباد مین لا ڈالا - اور چند سال آپ اس شہر مین ناصر الملک کی مسجد مین مسند درس پر بیٹھے رہے - اخیر مین سیاحی کا کام پیش آگیا جو سفر کا باعث ہوا - جب برہان پور پہونچے تو اُس صوبہ کے حاکم نے قصبہ جوبرہ کے منصب قضا پر آپ کو مامور کیا - ناچار آپنے قبول فرما کر قضا کی چادر سے اپنی اندرونی حالت کو چہپایا اُس وقت مین فرمان روائے صوبہ بہار کا وزیر اعظم تفاول خان تہا - اُس کی التماس قبول فرما کر چند روز

بعد آپ روانہ ایلچپور ہوئے - وزیراعظم نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھہ استقبال کیا - اور شہر مین لاکر اُسی پایہ تخت کا مدرس کردیا گئے ہین - آپ کانی گانے پر - اور شیخ لادجی سندہی کی نغمہ پردازی پر بہت خوش ہوا کرتے تھے - ہمیشہ آنکھون مین پانی بھرا رہتا تھا - بیداری آپ کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ رات دن کے ساتھہ ہمرنگ رہتی تہی - بالآخر آپ وہان سے شیخ طاہر یوسف کی دوستی کے خیال سے برہان پور کو پہر لوٹ آئے اور تمام چیزون سے دل ہٹاکر شیخ لشکر محمد عارف کی ملازمت مین لگایا شرح قیصری کا مقدمہ پڑہنا شروع کیا - اور انجام کو پہونچایا اس فرصت کے اندر مسیح القلوب نے چند علوم متداولہ آپ سے حاصل کئے - القصہ روز جمعہ ہجری سنہ نوسو اٹہتر کو ملک تقدس کی طرف روانہ ہوئے - خوابگاہ برہان پور شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی کے حظیرہ مقدس مین قدس سرہم -

مصرع مبارک برمبارک باد دیدار :

یاد سید مرشد الدین ولد میر رفیع الدین محدث صفوی

آپ کو عقلی و نقلی علوم - اور ظاہری و باطنی تصرفات کمال کے درجہ پر حاصل تہے - تمام صوفیانہ اوصاف و اخلاق کے ساتھہ بالخصوص سیرت - سخاوت - اور ایثار کے ساتھہ موصوف تھے - ایک روز کا ذکر ہے ایک اہل ضرورت کو اس قدر نقد دیا - کہ ایسے آدمی کو اس قدر مال دینا عقل ہرگز تجویز نہین کرتی تہی - اس سبب سے خزانچی اور دیگر کارپردازون نے اُس بخشش کی رقم کو مکان کے صحن مین سید کی آمد و رفت کے راستہ پر لاکر انبار کیا - جب آپ کی نگاہ اُس ڈہیر پر پڑی - دریافت فرمایا - یہ مال کس غرض سے اس طرح ڈال رکہا ہے - عرض کیا گیا - کہ یہ بخشش کا زر ہے - جس کی نسبت فلان شخص کے لئے حکم ہوا ہے میان - اس خیال سے فراہم کیا گیا ہے - کہ ملاحظہ سے گزر جاوے - فرمایا - ہم تو سمجھتے تے - کہ جو کچھہ ہمنے دیا ہے کافی ہوگا - مگر یہ تو بہت کم ہے - اسی قدر - اور اس پر زیادہ کردیا جاوے - تاکہ ہمت اور بیخودی کے ناموس ہاتہہ بہ رہے - بیت .

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود	ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد ست

آپ کی خوابگاہ اپنے بزرگوار باپ کے مرقد کی برابر آگرہ مین ہے -

یاد مولانا ناصر مفتی

آپ جمال سادات ہروی مین سے ہین - آپ کا مرتبہ عشق اور عرفان مین اونچا تہا - اور آپ کی سنہ

حدیث اور فقہ مین بلند تھی - ایک روز مشکوٰۃ کے اندر ایک حدیث نظر سے گزری - جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اولاً اپنا بے مثل دیدار - قیامت کے روز اُس شخص کو دکھاوے گا جس کی ظاہری آنکھہ بُری اور ناجائز چیز کے دیکھنے سے آلودہ نہ ہوئی ہوگی - پاک ہوگی - آپنے اُسی مجلس مین دعا کے لئے ہاتھہ اُٹھایا - کہ آنکھہ کی ضرورت نہین ہے - فوراً نابینا ہو گئے - اِس کے بعد تیس سال تک درس دینے سے طلبا کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نو سو اسی مین آپ کی تدریس آسمانی ہوئی - آپکے فرزند رشید مولانا میر آپ کے جانشین ہوئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین جس وقت مین ہدایہ فقہ آپ کی خدمت مین پڑھا کرتا تھا - تو آپنے فرمایا تھا - اگر معاملات فقہ پڑھنے کی غایت فتویٰ - قضا - نذرستانی ہے - تو تم کو اِس سے کوئی نتیجہ نہین ملے گا - اور میری تعلیم توکل پر نہین ہوگی - ہجری سنہ کچھہ اوپر نو سو نوے تھا کہ وصال کی نوید آئی - چنانچہ بے تامل حقیقی محبوب کے حضور مین روانہ ہو گئے -

مصرع ناصر میرا دنصرت حق -

یاد شیخ عبد الحکیم گوشہ نشین کالپی

اولاً آپ سپاہیانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے - جب حاجی عبد الوہاب کی خدمت مین بیعت ہوئے - تو چند روز بعد خلعت خلافت سے بھی سرفرازی ہوئی - شمسی تین دور تک ستارہ کی طرح آپ کی موہوم ہستی - آفتاب احدیت کی تجلیات مین منتشر رہی - اور مجذوبون کا سا حال رہا - اخیر مین ایک گنبد تھا - محمود خان کی مسجد کی برابر تالاب مین - وہان کے حاکم نے اپنے آباے کرام کے واسطے تعمیر کرایا تھا - مگر اُن کو نصیب نہین ہوا - اِس گنبد مین آپ چالیس برس تک گوشہ نشین رہے - اسی مسجد مین خواجہ خضر **علیہ السلام** کی ملازمت سے فیض پایا - جب آپنے رحلت فرمائی تو لفظ **حکم خدا شدہ** جس کے اعداد نو سو بیاسی ہوتے ہین - تاریخ ہوئی - آپ کے ایک لڑکا ہے - شیخ عبد الشکور نام - فضیلت اور پرہیزگاری مین مشہور اور گوشہ نشینی مین باپ کی طرح نامور - کسی حاکم اور کسی مالدار سے نذر کے طریقہ پر کبھی کچھہ نہین لیا - اور محض توکل اور آسمانی روزی پر گزر اوقات رکھی - اللہ تعالیٰ **جل شانہ** شیخ عبد الشکور کی توفیق مین ددام اور عمر مین درازی بخشے **بیت** -

ہر چہ بر من میرسد از نیک و بد	حکمت بے علت او باعث است

یاد شیخ قصاب

آپ میرزا شاہ کے باکمال مرید اور صاحب حال خلیفہ ہین۔ شہر بخارا مین صاحب خانقاہ اور صاحب خانوادہ تھے۔ آپ کا اکثر زمانہ جذبہ اور جلال مین گزرتا تھا۔ آپ کی عجیب عجیب خوارق عادات بہت سی تہین۔ رفتار مین اور نیز قیام مین تنہائی کو پسند کیا کرتے تھے۔ اگرچند دوست اور مرید۔ سیر کے واسطے آپ کے جانے کے وقت پیچھے سے ہوپنچ جاتے تھے۔ تو دور سے ہی لوٹ کر غصہ سے پکارتے تھے ''تم لوگ واہی تباہی آوارہ گرد ہو۔ اس شکل رفتار سے تم یہ بات جتاتے ہو۔ کہ جو کچھہ تمہاری آرزو ہے۔ وہ مجھہ مین نہین ہے۔ اور جو کچھہ تم چاہتے ہو۔ وہ مجکو نہین ملا ہے'' کہتے ہین ہجری سنہ نوسواسی مین نمود کا حرف موہوم ہستی کی تختی سے دہوڈالا **بیت**

اگرچہ او در مقصد وہشتاد رفت	لیکن از قید جہان آزاد رفت

یاد شیخ راجی محمد عینی

آپ شیخ خان کے بیٹے تھے۔ جو دو پشت سے شیخ محمد ہمدانی کو ہوپنچتے ہین۔ رسمی اور حقیقی دونون طرح کے علوم آپ مین جمع تھے۔ اندرونی فروغ۔ آزادگی۔ بیخودی۔ فیض رسانی۔ سلامت روی۔ بردباری نہان دانی۔ اور مشکل کشائی۔ یہ صفات حد بیان سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہین۔ کہتے ہین۔ گیارہ سال کی آپ کی عمر تہی۔ کہ وطن سے پیر اور اُستاد کی تلاش مین حیران اور سرگردان نکل بہاگے۔ تلاش کرتے کرتے برہان پور خاندیس مین آپہونچے۔ دو سال تک رسمی علم کی تحصیل مین مشغول رہے۔ اندرونی جوش فرو نہین ہوا۔ لہذا وہان سے دکن کی جانب سفر اختیار کرکے شہر بیدر مین ہوپنچے اور یہان شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین شرف یاب اور مرید ہو گئے۔ بارہ سال ایک حجرہ مین اپنے مخدوم زادہ شیخ مخدوم کے ساتھہ۔ اشغال صوفیہ مین گزارے اور پیر کی پرورش اور حضوری سے۔ کسبی دانش۔ اور وہبی بنیش مین کمال اور تکمیل کے درجہ کو ہوپنچے **مصرع** خوب رو را گر بیارایند زیباتر شود۔

آپ فرماتے تھے۔ ایک رات مجکو مکاشفہ مین معلوم ہوا۔ کہ اکمل الاولیا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ مصلی پر بیٹھے ہوئے ہین اور بے انتہا آدمی اور بے شمار وحوش وطیور آپ کے گرد محو جمال ہین۔ ان سب مین سے آپنے میرا نام لیکر بلایا۔ اور مصلے کے نیچے جو خس وخاشاک تھا اُس کو اپنے دست مبارک

سے جھاڑ دیا - اور فرمایا جو دوئی کی زنگ - عنصری آثار سے تمہارے آئینہ دل پر تھی وہ صاف ہوگئی اب مصلے پر بیٹھو - اور یکتائے بے نیاز کی نماز پڑھو - اور قطبی ولایت کی خوشخبری بے منت اُس ہجوم مین مجکو دی - اس کے بعد پیر نے بہی خرقہ خلافت عطا فرماکر اُجین مین رہنے - اور لوگون کی رہنمائی اور تعلیم کرنے کی اجازت فرمائی -

ہجری سنہ نو سو تیس تہا - کہ آپ اُجین مین آئے - چندروز چہرہ پر برقع رکہا - اِس خیال سے کہ کسی جگہہ چشم ہوس نہ جا پڑے اور کسی جال مین نہ پہنسا دیوے - اخیر مین ایک صاحب سید صفی سلاطین خلج کے امرائے اعظم مین سے تہے - اور اُن کو شریف خانی خطاب بہی تہا - سید صاحب نے دانشمند لوگون کو درمیان مین ڈال کر اپنی لڑکی کا نکاح شیخ سے کر دیا - اِس کے بعد خانہ داری کے ساز و سامان کی فکر کا آغاز ہوا - خانقاہ - جامع مسجد - اور مقبرہ تینون چیزین تیار ہوگئین - پچاس برس تک درس دیا - اور طریقت کی تلقین کر کے بہت سے درویشون کو - رسیدہ لوگون کے عالی درجہ پر پہونچایا اور پہر ستائیسوین رمضان ہجری سنہ نو سو بیاسی کو ملکوتی ملک کی فتح کے واسطے عنصری ملک سے کوچ کا نقارہ بجا دیا - قطعہ -

شیخ رامی از محمد آنکہ بود	شاہد شہود در چشم شہود
رفت از کوے ہوا در ملک ہو	در شمار مقصد و ہشتاد و دو
	۹۸۲ھ

آپ کے چھ بیٹے تہے - عبد الرحمن - عبد الرحیم - عبد الکریم - یہ تین ایک مان سے - اور عبد الحلیم - عبد المجید - عبد المجید - یہ تین دوسری منکوحہ سے تہے -

عبد الرحمن باپ سے پہلے ہی کوچ کر گئے - ان کے دو بیٹے رہے - محمد - اور محمود - پچہلے بیٹے محمود کو ہجری سنہ ایکہزار دس مین جذبہ ہوگیا - اور مفقود الخبر ہوگئے - بہائیون کو دہوکہ دیکر ایک روز رات کو نکل گئے مصرع یوسف از برادران گم شدہ آنے والے حجاز مین بتلاتے ہین -

شیخ عبد الکریم پدر بزرگوار کے بعد اُن کی جگہہ سجادہ نشین ہوئے - اپنے صاحب ولایت بزرگون کی روش کو زندہ کیا - اخلاق مین پسندیدگی اور اوصاف مین سنجیدگی بہت تہی - جوان مرد - پرہیزگار حق شناس صفا پرست - پاکیزہ باطن - مہمان دوست - زندہ دل - اور فارغ البال یہ جملہ صفات آپ مین موجود تہین - ہجری سنہ ایکہزار پانچ مین عالم دنیا کو رخصت کیا - پدر بزرگوار کے گنبد کے

باہر جنوبی سمت مین دفن کئے گئے - دو فرزند چھوڑے - ایک شیخ عبد العزیز - جو علوم متداولہ سے آراستہ ہین -
انہون نے اولاً رسمی علوم کا اکتساب شیخ عبد الکریم نہروالہ کی خدمت سے کیا تھا - پھر بعد مین وجیہ الملۃ والدین
علوی احمد آبادی کے درس مین بالالتزام بیٹھکر کتب مبسوطہ کی تصحیح کی - آپ بحکم لہ کو مَنْ نَبِیٍّ تخدمہ الملوک
اس غرض سے کہ مستحق بیکسون کی مہمات باسانی انجام پا دین - بظاہر نواب کامگار سپہ سالار عبد الرحیم خان
خانخانان ابن بیرم خان خانخانان کے جاگیری ملک کی صدارت کا منصب - اور نیز نواب کی مجلس کی
مصاحبت قبول کر لی ہے - مگر باطن مین سرمو وابستگی خاطر کو پاس پھٹکنے نہین دیا ہے - راقم زمانہ ہوش سے
ان کے حالات کا محرم ہے - شیخ عبد الکریم کے دوسرے فرزند عبد القادر ہین - جو اپنے آبائے کرام کے وطن
مین خانہ اور خانقاہ کا چراغ جلاتے ہین سلمہما اللہ

یاد حافظ عبد الکریم بصیر

آپ شیخ عبد الملک قاری کے شاگرد ہین - قدس سرہما ساتون قرأۃ مع چودہ روایتون کے ازبر تھین
اور قصیدہ شاطبیہ مع معنی اور اُس اشکال کے جو اُس پر وارد ہے - بالکل حفظ تھا - آپ کی قرآن خوانی مین بہت
کچھ تاثیر اور دل ربائی پائی جاتی تھی - آپ کی بینائی - آنکھون کی سیاہی سے کم کر کے سویداے دل مین زیادہ کر دی
گئی تھی - آپ کا باطن - قرآنی نور سے ایسا منور تھا کہ ہمیشہ ہم نشینون کے ضمیر کی باتین آیات کے پردہ مین ظاہر
کر دیا کرتے تھے - آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے -

حافظ جی کے حالات کا بیان کرتے ہوئے - یہ خرق عادت یاد آ گئی - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ
تھا شاہزادہ شاہ مراد اکبر شاہ نے دکن فتح کرنے کے واسطے چڑھائی کی تھی - راقم کو بھی اس یورش کی سیر کا
خیال ہوا - جب قلعہ احمد نگر کا محاصرہ ہو گیا - تو معلوم ہوا - کہ اُس زمین مین شریف نامی ایک مجذوب اس طرح
پر مشہور ہین - کہ زائرین کے حالات - آیات قرآن کے مضامین مین ظاہر کرتے ہین - ایک روز فقیر - مولانا محمد رضا
شکیبی تخلص - اور فصیح البیان انیسی جن کا نام یولقلی بیگ تھا - ہم تینون شخص ملکر مجذوب صاحب کی
خدمت مین گئے - جواب سلام کے بعد آپنے آیہ اِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا پڑھی - جب آپ کے
نزدیک سے ہم لوگ اُٹھ آئے تو یولقلی بیگ نے فرمایا - کہ مجکو احتیاج غسل تھی آپ لوگون کے مضطربانہ آنے سے
فرصت نہ ملی - ورنہ غسل کے واسطے تیار تھا -

لہ اکثر نبی ایسے ہین جنکی بادشاہ خدمت کرتے ہین ۱۲ ؎ اگر تم ناپاک ہو - تو پاک ہو جاؤ ۱۲

یاد میرزا شاہ نقشبندی

آپ کے پیر بیعت مولانا خواجگی ہین - آپ اپنی بخشش سے مال کی گوشمالی کرتے تھے - اور دل ریش درویش کے ریش پر مرہم رکھتے تھے - سخاوت کو فقر کا سرمایہ کیا تہا - اور **الفقر فخری** کی سیڑھی سے وحدت کے عالی شان محل پر چڑھ گئے تھے - آپ فرماتے تھے - مین پانچوین پشت مین حضرت خواجہ بزرگ سے جا ملتا ہون اور اُن کے باطن سے مینے فیض و کمال پایا ہے - البتہ ظاہر مین ارادت مولانا سے ضرور رکھتا ہون - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو اسی تہا - کہ منزل خاک کے سقیمون کو خیرباد کہکر روحانیون کے پاک مقام کو روانہ ہوگئے -

یاد شیخ حسن محمد ؒ

آپ میاںجی احمد کے بیٹے ہین - عالم - عارف - عاشق - عابد - اور اپنے عم مکرم شیخ جمال چشتی کے مرید تھے - شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی **قدس سرہ** کی نسل سے ہین - زادبوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - آپ کے حالات کے روزنامچہ کی فہرست اس طور پر ہے - اولاً نماز صبح کے فرض پڑہنے کے بعد سے بلا فصل دوپہر تک تلاوت اور سبق درس مین مشغول رہتے تھے - اس کے بعد درویشان خانقاہ کے ساتھ کسی قدر کہانا کہاتے تھے قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تھے - اس کے بعد وعظ و نصیحت کی مجلس شروع ہوجاتی تہی - تو وہ عصر تک رہتی تہی - عصر کے بعد درد اور دعا مین شام تک مشغول رہتے تھے - پہر نماز مغرب پڑہتے تھے - ذکر جہر شروع کرکے وقت عشا تک جاری رکھتے تھے پہر نماز عشا ادا کرکے - حجرہ کے اندر چلے جاتے تھے - نماز کمال نیاز کے ساتھ ادا کرتے تھے - رات بھر تنہا بیدار رہتے تھے - جب صبح کی سفیدی نمودار ہوجاتی تہی - تو پہر وہی معمولی کام از سر نو شروع کردیتے تھے - **القصہ** ایک پلک مارنے کی برابر بھی زندگی کو بیکار نہین جانے دیتے تھے ہجری سنہ نوسو بیاسی کے شوال مہینے مین رحلت کے وقت وصیت کی - کہ عبادت کی زمین درویش کے کالبد سے آشنا ہے - مجکو اسی خاک کے سپرد کردینا - آپ کے بڑے بیٹے شیخ محمد - جن مین زیادہ تر بزرگوار باپ کی خوبو پائی جاتی ہے - آج کے روز آپ کے جانشین ہین **مصرع** نور ایمان باد شمع تربتش ؎

یاد شیخ جوئباری

خواجہ جوئباری جوئبار وحدت کے سرو تھے - اور خضر صورت تشنہ لبون کے واسطے حکم چشمہ کا رکھتے تھے - کان مین حلقہ مولانا خواجگی کی بیعت کا تہا - قاسم شیخ کے ہم عصر ہین - کہتے ہین - جو شخص قاسم شیخ کی ملازمت مین جاتا تہا - تو قاسم شیخ اولاً اُس کی ازلی استعداد پر نظر ڈالتے تھے - اگر وہ شخص سعادتمند ہون

مین ست ہوتا تھا - تو خواجہ جوئباری کی خدمت کی طرف متوجہ کر دیتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - طالبانِ خدا کی کشایش کی کنجی - خواجہ جوئباری کے ہاتھ مین دیدی گئی ہے - اور اگر طالب ایسا نہین ہوتا تھا - تو دعا دیکر رخصت کر دیتے تھے - ایک ناظم نے یہ بیت لکھی ہے جو آپ کے ہم عہد تھا -

مرید خواجہ جوبار باش و شاہی کن	بر دولت شہر بخارا و ہر چہ خواہی کن

ہجری سنہ نوسواسی مین ناسوتی سرا سے ملکوتی گلشن آباد کو کوچ فرما گئے -

یاد شیخ لھرہ

آپ کا نام عبدالرزاق تھا - شیخ عبدالفتح مکی کے چھوٹے بیٹے ہین - صاحب کمالات اور بخشایش شعار تھے - نان دہی - آپ کے ہاتھ مین تھی - کہتے ہین - ایک شخص سے ایک کام مین ایک خیانت ہو گئی تھی - آپنے از روے نصیحت خائن سے کہا - ایسے نالائق کام کی تہمت تمنے کیون گوارا کی - اُس نے آپ کے بابرکت سر پر جھوٹا ہاتھ رکھکر قسم کھائی - کہ اگر مینے یہ کام کیا ہو - تو کرنے والہ کی آنکھین کور ہو جاوین دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ نہین گزرا تھا - کہ بدون بہانہ کسی تکلیف کے آفت نابینائی اُس کی آنکھون کو پہونچ گئی - شب جمعہ بیسوین جمادی الاخری ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منزل فنا سے مقام بقا کو رحلت فرمائی - ایک اہل سخن نے یہ قطعہ آپ کی وفات کی تاریخ مین لکھا ہے **قطعہ**

بزرگ دین و دنیا شیخ لھرہ	کہ سوے جنۃ الماوی گزر کرد
شب جمعہ سفر چون کرد تاریخ	ازان روشد شب جمعہ سفر کرد

سنہ ۹۸۴ھ

یاد شیخ محمد ابن طاہر نہروالہ

آپ کی ذات سے ورع اور تقوی کی محفلون کی مسند کو زینت تھی - اور کتاب و سنت کے نقد کا امتحان ہو جاتا تھا - حدیث مین شیخ علی متقی کے شاگرد ہین - اس فن مین ایک بے نظیر کمال حاصل کیا تھا - مجمع البحار نام ایک مشکل کشا شرح - احادیث کی صحاح ستہ پر جو ہے - وہ آپ ہی کے قلم تالیف کی لکھی ہوئی ہے - کہتے ہین - آپ فرمایا کرتے تھے - میرے اُستاد اپنے وقت کے افضل البشر - اور خداوند ولایت صدیق اکبر تھے - وہ فرماتے تھے - میرے بعد تم ہی اس رفیع الشان درجہ کو پہونچو گے - مہدویہ گروہ جو سید محمد جونپوری کا پیرو ہے - اس گروہ کی شکست دینے مین آپ اپنے اُستاد کی طرح ہمیشہ کوشش کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین اُجین اور سارنگ پور مالوہ کے درمیان ایک جماعت

اثنائے راہ مین آپ پر آگری - اور شہید کر دیا۔

اِس واقعہ کا آغاز اور انجام اِس طور پر ہے - بوہرون کا گروہ آپ کے ہم قوم تھا - آپ نے عہد کیا تھا - کہ جب تک بوہرہ قوم کی پیشانی اور دل سے تشیع اور بدعت کی سیاہی - تلقین سنت کے آب زمزم سے دہونہ ڈالون گا - سر پر دستار نہین باندہون گا - جب ہجری سنہ نوسو اسی مین بادشاہ زمانہ اکبر شاہ نے ملک گجرات فتح کیا - اور نہروالہ مین شیخ سے ملاقات ہوئی - تو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے آپ کے سر پر پگڑی باندہی - اور کہا - مینے آپ کے پگڑی چہوڑ دینے کا سبب سُن لیا ہے - اور اِس ذہنی صورت کا خارج مین ظہور - والی زمانہ کی امداد اور دستگیری پر موقوف ہے - اب اس سراپا خیر نیت پر عمل کرنا - میرے ذمہ لازم ہے - چونکہ صوبہ گجرات اور دار الخلافہ احمد آباد کی حکومت - اُن ایام مین نواب مستطاب خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے نام نامی پر نامزد تہی - اِس سبب سے نواب صاحب کی امداد کی بدولت - اِس قوم کی گمراہی اور کج رفتاری کی بہت سی رسمین بیخ و بنیاد سے اُکہڑ گیئن - لیکن صاحب تاج کو اپنی محفل سے خان اعظم کی جدائی بہت کم پسند تہی - لہذا شہنشاہ نے نواب صاحب کو اپنے حضور مین طلب فرما لیا اور امرائے اعظم مین سے ایک اور صاحب ایران زمین کے باشندہ تہے صوبہ مذ کور ان کی جاگیر مین دیدیا - بس اب کیا تہا - اِس جماعت نے بے تامل - جدید جاگیردار کے ساتہہ مخفی طور پر موافقت پیدا کر کے - سنت کی راہ راست سے انحراف کیا - یہ حالت دیکہکر شیخ نے سر سے دستار کہول دی - اور دار السلطنت آگرہ کو جانے کا عزم کیا - اِس خیال سے کہ بیشگاہ حضور مین جا کر پیش آمدہ واقعات عرض کرون گا - اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کی ملازمت مین پہونچکر - وداعی مراسم ادا کئے اُستادی شیخ وجیہ الدین اِس عزم سے مانع تہے اور فسخ عزم کے واسطے تحریک فرماتے تہے - مگر جو شخص سفر کے واسطے بالکل مہیا ہو - چونکہ اس کو صریح طور پر باز رکہنا عوام کے نزدیک مبارک نہین ہوتا ہے - لہذا اس قاعدہ کے موافق اُنہون نے اس طرح پر یہ بات کان مین ڈالی -

"گرامی برادر کے حقیقت شناس ضمیر کو اچہی طرح معلوم ہے - کہ اِس نظم و نسق کے ساتہہ جو کارخانہ عالم کی آفرینش ہوئی ہے - اِس کا باعث یہ ہے - کہ اسمائی کمالات کہلا رہو - اور یہ اظہار جمالی اور جلالی مظاہر کے ساتہہ وابستہ ہے - اور اپنے عربی کے آثار و احکام کی طرز پر ہر ایک اسم کے مظہر کی جو کچھہ رفتار ہے - یہی

رفتار اس کے واسطے صراط مستقیم ہے۔ گو اس کے تقابل پر نظر کر کے وہ رفتار مخالف اور منحرف معلوم ہوتی ہو۔ اور اس مقام پر ہر مومن کو اپنے فرعون کے ساتھ آشتی رکھنی چاہیے۔

واضح ہو۔ کہ صراط مستقیم حقیقت شناس مفسرین کے نزدیک دو طرح پر ہے۔ (ایک سلم ایجابی (دوسرے) ایجادی۔ قرآن مجید مین صراط مستقیم کا ذکر جہان کہین یہ لفظ نکرہ نازل ہوا ہے۔ وہان پر اکثر لو ایجادی ہے۔ اور جس آیۃ مین یہ لفظ معرفہ وارد ہوا ہے۔ وہان پر زیادہ تر مقصود ایجابی ہے۔ فافہم۔

دوسری یہ بات ہے کہ انسان جو عالم کبیر کا منونہ ہے اس کی عنصری پیکر ہے۔ دقیقہ شناس شخص یہ عبرت کیون حاصل نہین کرتا ہے۔ کہ اس کی ہستی۔ اس بندوبست اور ستعارف اعتدال کے ساتھ چند لطیف اور کثیف اعضا پر موقوف ہے۔ چنانچہ اگر اعصاب جیسے کثیف عضو کو بھی کوئی تکلیف پہونچ جاوے تو باغچہ بدن کی شگفتگی مین سراسر آشفتگی اور پژمردگی نمایان ہو جاوے

اب برادر من۔ سیاست فراست کی بات نہین ہے۔ اور مشغول حق کے ساتھ ہی ہونا زیبا ہے نہ خلق کے ساتھ[۱] هٰذِهٖ اٰدَابُ السُّكُوْتِ وَ اِلْتِزَامِ الْبُيُوْتِ۔

اُستادی شیخ وجیہ الدین نے گو آپ کو فہمائش کی۔ لیکن بنیاد تعصب بہت استحکام کے ساتھ قایم تھی۔ اسواسطے اس نصیحت کو آپ کے گوش قبول مین جگہ نہین ملی۔ اور جو سفر دل مین قرار دے رکھا تھا۔ اُس کے راستہ پر چل نکلے۔ پھر راستہ مین پیش آیا جو کچھ پیش آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بہن کے بیٹے شیخ نور محمد آپ کے تابوت کو مالوہ سے نہروالہ مین لے گئے۔ اور آباے کرام کے تکیہ مین سپرد زمین کر دیا۔

یاد سید عبد اللہ اندی ملتانی

آپ کو ایزدی توفیق کی بدولت۔ تعلقات کے بار سے سبک دوشی ہو کر آزادی اور فارغ البالی کے حضور مین باریابی حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے۔ کہ آپ کو آب و خورش کی کشش سلطان محمود خرد کے زمانہ مین زاد بوم سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ چند روز بعد آپنے مناسب سمجھکر سید مبارک بخاری کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور نوکری کے طور پر بسر کرنے لگے۔ سید مبارک بخاری جلال الاولیا مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین۔ جو حاکم صوبہ مالوہ کے امراے اعظم مین سے تھے جب آپ کے مخدوم سید مبارک

[۱] یہ زمانہ سکوت اور مکانون مین بیٹھنے کا ہے ۱۲

کی عمر کا زمانہ آخر ہوا - تو نوکری اور سپاہگری کا خیال - آپنے خاطر عاطر سے قطعی باہر نکال پھینکا - اور آپ کی چشم اعتبار میں - دوسرے امیروں کی ملازمت پوچ اور بے حقیقت معلوم ہوئی - ایک روز آپ ایک وردو دراز غم میں پڑے ہوئے تھے اپنی مزاج دان ہمخوابہ سے بطریق استصواب دریافت کیا - کہ معاش کی ضروریات اب کون سے سبب اور کون سے حیلہ سے ہم بہونچائی جائیں - ہمخوابہ نے یہ رائے دی - کہ سپاہیانہ وضع ترک کر کے - جنو اور درویشوں کے حلقہ میں شامل ہو جانا چاہیئے - اس کو دوسرے الفاظ میں اس طرح کہہ سکتے ہیں - کہ ہمت کے ہاتھ سے فقر اختیار کرنے کا ٹپکا (دوپٹہ) سید کی کمر میں باندھ دیا - اور آپ کے بیقرار دل کو تسلی دیکر شاد کام کیا - اس کے بعد دونوں کی رائے یہ ہوئی - کہ اس ملک سے کسی دوسرے ملک کو چل دینا چاہیئے - کہیں ایسا نہ ہو - کہ اس جگہ کا رہنا دل میں ننگ و ناموس کا خیال پیدا کرے - اور فقر کی نئی قایم کی ہوئی بنیاد کو جڑ سے کھود بیٹھے - پس جرات سے مالوہ کی طرف روانہ ہوئے - اور ایک موضع بنہریہ نام ہے جس کو مقامات مالوہ کا بہشت کہنا زیبا ہے - اس موضع کے تالاب کے کنارہ بود و باش کے واسطے ایک گوشہ اختیار کیا - اور توکل و تسلیم کا عادی ہو کر بہت برسوں تک خوش وقتی کے ساتھ زندگی بسر کی - چونکہ موضع مذکور آنے جانے والوں کے عین راستہ پر واقع ہے - اسواسطے آپ کا گھر بدون مہمان کے نہیں رہتا تھا - راقم حروف جب کبھی منڈو (مانڈو) سے عزیزان اُجین کے دیدار کے واسطے جایا کرتا تھا - تو ایک روز آپ کی بافیض صحبت میں بھی قیام کیا کرتا تھا - بہت کچھ محبت اور مہمان دوستی کے مراسم ادا ہوا کرتے تھے - اور ایزدی معرفت کی صفائی اور وجدان حقیقت کی روشنی سے معنوی ضیافت بھی فرمایا کرتے تھے - **القصہ** جبتک آپ کی زندگی رہی - تب تک جاگیرداروں سے وظیفہ کے طور پر کبھی ایک درم بھی قبول نہیں کیا - اور آسمانی روزی پر شاکر و قانع رہے آپ کو **آنندی** اس بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ ہمیشہ شگفتہ رو - اور خوش دل رہتے تھے **آننہ** ہندی زبان میں خوشی کو کہتے ہیں - ہجری سنہ نوسو نوے میں عالم قدس کو رحلت فرما کر اسی مقام میں خوابگاہ اختیار کی جہاں زندگی میں رہتے تھے -

یاد فقیہ علی

آپ کی زاد بوم - ملہم کیلی - اور خوابگاہ بندر سورت ہے - جو گجرات کے پرگنات میں سے ہے - کہتے ہیں درسی کتابیں کما ینبغی تحصیل کی تھیں - اور کما حقہ پڑھاتے تھے - اکثر کنارہ ہائے دریا کے رہنے والے آپ کی شاگردی سے علمی حصہ رکھتے ہیں - دسویں صدی کے چوتھے ربع میں عالم صورت سے جہان معنی کو روانہ ہو گئے

یاد قاضی عبد القادر بن علی

آپ میاں بجی چشتی منڈوی کے روضہ مین مجاور تھے - رسمی علوم سے کسی قدر آشنا تھے - قرءۃ کو اچھا جانتے تھے - اور تلاوت بہت کیا کرتے تھے چند جریب کی کھیتی - موضع کاتھا مین کررکھی تھی - جو مضافات دیپال پور مین ہے - اور دیپال پور منڈو (مانڈو) سے اُجین کے عین راستہ پر واقع ہے - مکان بھی اُس موضع مین بنالیا تھا - کھیتی سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا - اُس کو آنے جانے والون کی میزبانی مین صرف کیا کرتے تھے واپسین سفر کے وقت سے چودہ روز پیشتر آگاہ ہو گئے تھے - کوچ کا سامان کرلیا - اور کہا - بس اسی قدر زندگی اب باقی رہی ہے - آٹھوین شعبان ہجری سنہ نو سو چوراسی کو گزر گئے - آپ کے پانچ بیٹے - اور ایک لڑکی رہی - قطب الدین - عزیز اللہ - موسیٰ - حسن - عائشہ - اور شرف جہان - اولین صاحب زادہ اپنا دل لوگون سے توڑکر اور خدا سے جوڑکر درویشی مین پدر بزرگوار کے جانشین تھے - اور دوسرے صاحبزادہ قضا کے کام مین باپ کی طرح مشہور تھے - وہ جوان مرے - اور انھون نے کچھ اوپر تیس سال منصب قضا کی نگہداشت اچھی کی - تاریخ بیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار نو کو اجل کی گہری نیند مین سو رہے - اب موسیٰ ہاتھہ پاؤن مارتے ہین - اور حسن حسرت کرتے ہین - عائشہ جوانی مین بیوہ ہو گیئن - بیوہ ہونے کے بعد انھون نے اپنی زندگی مین شوہر کی خدمت کو آفریدگار کی بندگی کے ساتھہ شریک نہین کیا - اور مردانہ زندگانی گزارتی ہین **مصرع** دلاور دانگی زین زن بیاموز - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین ہمساہی اجہانی ہو گئے

یاد شیخ نجم الحق

آپ کا نام جایلدہ ہے - عزیز الحق کے بڑے خلیفہ ہین - قصبہ سہنہ مین جو مضافات دہلی مین سے ہے - مکان تھا - آپ - ریاضت کے دریا مین ڈوبے ہوئے - اور مجاہدہ کی آگ مین پکھلے ہوئے تھے -

بہت سے ریاضت والون نے آپ کی خدمت سے فائدہ اٹھایا تھا -

یاد خواجہ محمد عبد اللہ

آپ - خواجہ کا خواجہ کرکے مشہور ہین - آپ کے بزرگوار باپ کا نام خواجہ ناصر الدین علیہ الرحمہ ہے جو خواجہ احرار کے لقب سے مشہور ہین - ظاہری علم اور معنوی کشف سے آپ کا ظاہر و باطن دونون آراستہ اور پیراستہ تھے - باوجود کمالات کے جو آپ کو حاصل تھے - اپنی حقیقت شناس نظر سے - آداب شریعت و طریقت کے ہر ایک دقیقہ کا لحاظ مدنظر رکھتے تھے - اور اپنے جسم و جان کو فروگذاشت کی اجازت

نہین دیتے تھے - آپ کے دادا چار واسطے سے حضرت باباماچین کو پہونچتے ہین - کہتے ہین - خواجہ احرار الاولیا کے ساتھ سلطان ابوسعید مرزا کو حسن عقیدت تھی - لہذا اُس نے ان کو نہایت خواہش - آداب - اور خدمت گزاری کے ساتھ تاشقند سے باستدعاے اقامت سمرقند طلب کیا تھا - خواجہ احرار الاولیا نے قبول التماس کو داخل مروت سمجھکر - ۸۷۱ سنہ۵ ما سمرقند مین آکر بساط اقامت بچھادی - اِس قصہ کی تفصیل مع تقریبات کے کتاب رشحات مین لکھی ہوئی ہے - خدا کرے - شایقین کو دیکھنا نصیب ہو -

کہتے ہین - اِس عرصہ مین سیادت و نقابت دستگاہ میر تقی الدین محمد کے ساتھ خسر اور داماد ہونے کی نسبت طرفین سے ہوگئی - یعنی خواجہ احرار الاولیا نے اپنی صبیہ عزیزہ کی نسبت میر کے فرزند کلان امیر عبداللہ امام کے ساتھ کی - اور میر کی صبیہ کا عقد اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ کیا - کہتے ہین - میر کی لڑکی سے تین لڑکے اور دو لڑکیان ہوئین - جن کے نامی نام یہ ہین - خواجہ عبدالہادی - خواجہ خاوند محمود خواجہ عبدالحق - محبوبہ سلطان بیگم - زینت سلطان بیگم - جب دختر میر کی ہستی کے چہرہ کو فنا کے برقع نے چھپا لیا - تو خواجہ احرار الاولیا نے اپنے پسر کلان کا عقد خواجہ نظام الدین کی لڑکی کے ساتھ کیا خواجہ نظام الدین - خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام کے بھائی - اور صاحب ہدایہ فقہ کی اولاد سے ہین ان کا کرسی نامہ اس طرح پر ہے - نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک - ابن خواجہ عماد الدین - ابن خواجہ جلال الدین محمد - ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن مولانا برہان الدین علی مصنف ہدایہ - اس دختر سے بھی تین فرزند اور دو لڑکیان پیدا ہوئین - خواجہ عبدالعلیم - خواجہ عبدالشہید - خواجہ ابوالفیض مہہ کلان بیگم - خانزادہ بیگم - سواے اس کے ایک اور ہمخوابہ تھی - جس سے ایک لڑکا تھا خواجہ محمد یوسف -

چونکہ خواجہ کے خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد پدر بزرگوار کی اجازت اور خوشی سے محلہ درسین مین عبادت خانہ اور بود و باش کا مکان تجویز کرلیا تھا - لہذا خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین وہان سے مقررہ اوقات مین ہی آنا ہوتا تھا - خواجہ احرار الاولیا آپ کے ساتھ کمال مہربانی کے ساتھ بلکہ اعزاز کے طریقہ پر سلوک فرماتے تھے - باپ بیٹے کے برتاؤ کی طرح پیش نہین آتے تھے یعنی بیٹے کی عزت بہت زیادہ کرتے تھے - مولانا علی صفی مصنف رشحات لکھتے ہین -

"ایک روز مین آپ کی خدمت مین بمحلہ درسین بیٹھا تھا - ایک تقریب سے آیۃ کریمہ

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کی تفسیر کا ذکر نکلا- تو آپ نے علماے ظاہر
و باطن کے بہت سے اقوال عمدہ تقریرین بیان کئے- اور حکما نے جو یہ تاویل کی ہے- کہ نار سے
مراد- نمرود کی آتش غضب- اور برد سے مراد شعلۂ غضب کا فرو ہونا ہے- اس تاویل کے رد مین
معقول اور حکمی دلائل سے ثابت کر دیا- کہ وہ نار عنصری نار تھی- اور برودت اُس کی ماہیت
پر عارض ہوئی"

ایک ہدایتی فرمان جس مین یہ بزرگوار نے آپ کو تلقین فرمائی ہے- یہ ہے-
"فرزند نور چشم- تم کو ایسی ہمت رکھنی چاہیئے- کہ جن باتون کا جاننا تمھارے اوپر
فرض ہے- اور جن کے بدون قطعاً ممکن ہی نہین ہے- جیسے اعتقاد صحیح رکھنا- اور علم کا اور
احکام آلہی کا جاننا- ان باتون سے تم جلد اپنے تئین فارغ کر لو اور ظاہری و باطنی دائمی عبادت
مین مشغول ہو جاؤ- اس امید پر- کہ حق سبحانہ و تعالی تمھارے دل سے اپنے غیر کا اعتبار تعظیم
اور دید دور کر کے- تم کو ہمہ تن اُنہین تمام امور مین مشغول کر دیوے- جو تم سے مقصود ہین خداوندا
جن اصحاب کو تو نے محض اپنی عنایت سے اپنی غیر کے اعتبار- تعظیم- اور دید سے نجات
دی ہے- اُن اصحاب کے قرب کے طفیل مین- حقیر اور ضعیف بندہ زادہ کو- جس کے لیے
تیری عنایت- رافت- اور رحمت کے سوا- کوئی امید کی جگہہ نہین ہے- تمام گرفتاریون سے
رہائی عطا فرما- بمنہ و کرمہ- بیت-

تیغ لا برکش کہ آن معبود تست"	غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست

آپ کے حالات کا بیان مجملاً اس طرح پر ہے- جب شاہ بیگ خان کا تسلط اور ظہور ہو گیا تھا- تو
آپ لوگون کے آثار اور اطوار سے زمانہ کی تباہی معلوم کر کے- اپنے وطن سے بحکم لہ الفرار مما لا یطاق من
سنن المرسلین اندجان کی طرف ہجرت فرما گئے- اور اُس جگہہ کو بھی آپ کی طبیعت نے پسند نہین کیا- اسواسطے
جلدی سے عالم فردوس کو جانے کے لئے- آخرین سفر کا سامان باندھ لیا- آپ کی نعش کو لوگون نے اوس ملک
سے شہر تاشقند مین لا کر- آپ کی والدہ ماجدہ کے مرقد کے پہلو مین دفن کیا-

لہ- جن تکالیف کی برداشت کی طاقت نہ ہو- اون سے بھاگنا- رسولون کی سنت ہے- ۱۲

انجمن فرزندان خواجہ محمد عبداللہ

خواجہ عبد الہادی آپ ہمت اور فطرت مین دریا کی طرح فیاض - اور بخشش و بخشائش مین ابر کی طرح باہمت تنے - فقر و تجرید مین خزان دیدہ شاخ کی شکل - اور حقائق و معارف کا بیان کرنے مین پر بہار نوجوان درخت کی صورت رکھتے تنے - جد امجد یعنی خواجہ احرار الاولیا کی زندگی مین ہی - آپ کو سفر حجاز کی توفیق ہوئی تہی - حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد روم اور شام کی زمین مین بحکم سِیْرُوا فِی الاَرْضِ چلے گئے - جو قدم رکہا - آگاہی اور عبرت کے ساتھ رکہا - اور اُن اطراف کے سلاطین اور حکام کے ساتھ صحبت اور مجالست کا کئی دفعہ اتفاق ہوا - ہمیشہ خواجہ کی طرف سے برتاو مین اور کلام کرنے مین بہت کچھ بے نیازی اور وقار پایا گیا - اور کسی بڑے دولت والہ کی طرف سے تہوڑا سا نقد و جنس ہی نذر اور سوغات کے طور پر آپنے قبول نہین کیا - بلکہ جو لوگ ملازمت مین آتے جاتے تہے - ہر ایک کے ساتھ طرفین کی مناسبت دیکھکر مردمی کا برتاؤ فرمایا - روم کی قلمرو کا ٹیکس تمام تاجرون پر معاف کرا دیا - اور بزرگانِ دین اور امتیان ملت اسلامیہ سے ملاقات کرکے فیض باطنی کے بوجہ سے گران بار ہوئے ۔ کہتے ہین - حقائق پناہی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نے آپ کی سیر و سلوک کی روش اور سفر و حضر کا طریق بہت پسند کیا تہا - اور جب تقریب ہوتی تہی - تو تعریف کیا کرتے تنے - جب آپنے سفر مذکور سے بازگشت فرماکر اپنے وطن مین خواجہ احرار الاولیا کی قدم بوسی کی - تو خواجہ احرار الاولیا نے کار پردازون کو حکم دیا - کہ دو لاکہ اسی ہزار مثقال جو مدت سفر مین خواجہ عبد الہادی نے لوگون سے بطور قرض لیکر ضروری اور شرعی مصارف مین صرف کر دئیے ہین - قرض خواہون کو فوراً ادا کر دئے جاوین - کیونکہ اِس فرزند نے دور و دراز ملکون مین ہماری درویشی اور خواجگی کی ننگ و ناموس کی نگہبانی کامل طور پر کی ہے - خواجہ عبد الہادی کے دو بیٹے تنے - خواجہ عبد الکافی اور خواجہ قاسم اولین فرزند عالی ہمت - بلند فطرت - صاحب شجاعت - اور اہل کرم تنے - جنت آشیانی ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین تنے - جنگ خوشاب مین تیر کہا کر پانی مین ڈوب گئے - دوسرے فرزند کو زیارت حرمین کی توفیق ہوئی - جس قدر عمر باقی رہی تہی - اوسی جگہہ ریاضت اور عبادت مین گزار دی - اور یمن اور روم کی زمین مین چل پہر کر ان شہرون مین جو اولیا اللہ زندہ یا آسودہ تنے - ان کے قلوب کی اور قبور کی زیارت سے مشرف ہوئے - مولوی اسمٰعیل شروانی - خواجہ احرار الاولیا کے بزرگ - خلیفہ صاحب کرامات و مقامات - اور اہل علم و معاملات تنے - ان کی خدمت مین آپنے رسم بیعت ادا کرکے طریقہ رابطہ

کی تلقین سے اپنے باطن مین صفائی بہم پہونچائی لیکن اپنی نسبت اور نسل کی حقیقت مولانا کی ملازمت مین مخفی رکھی - مدت کے بعد اور مبالغہ کرنے سے آپ نے فرمایا - مین خواجہ عبیداللہ ہادی کا فرزند ہون - جب مولانا اسمعیل عالم ارواح کو کوچ فرما گئے - اور مخدوم خواجہ محی الدین عبدالحق - مکہ معظمہ مین تشریف لائے - تو خواجہ قاسم نے اپنے عم مکرم کی خدمت مین تجدید بیعت کی - ان کی اولاد کرام مکہ معظمہ مین تہی -

خواجہ خاوند محمود - آپ خواجہ محمد عبداللہ کے دوسرے صاحبزادہ تھے - شہاب الدین آپکا لقب ہے ظاہری علم اور معنوی بصیرت سے آراستہ اور صاحب منازل ومقامات تھے - آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھ ملا ہوا تہا - آپ کو طریقت کی تلقین سے - اور نیز اپنے جد بزرگوار کی دعا سے بہت کچھ فیض حاصل ہوا تہا - سفر حجاز کی سعادت - اور حج وعمرہ کی دولت سے دو دفعہ مشرف ہوئے تھے - اصحاب حجاز کی قبور کی زیارت سے - اور اُن کے قلوب کے قبول سے اپنا باطن منور کیا تہا - حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی اور جلال وقائق وکشاف حقائق - مولانا جلال دوانی کی خدمت سے درسی علوم تحصیل کئے تھے - علم طب کے اندر رئیس الاطبا مولانا عمادالدین محمود کے شاگرد ہین - اس باب مین مسیحائی اعجاز - آپ کی حذاقت سے نمایان تہا - اہل تصوف کے اقوال کی شرح کرنے مین - آپ کی زبان - اہل زمانہ کے نفس ناطقہ کو حقیقت گوئی سکہاتی تہی - ہند کی فتح کے بعد - آپ دہلی مین تشریف لائے - جنت آشیانی نے لائق وفائق ارادت اور عزت کے ساتھ پیش آکر اظہار اخلاص کیا - آپ کے تین فرزند تھے خواجہ نورالدین - خواجہ جلال الدین قاسم - خواجہ معین الدین - اولین فرزند درویش سیرت - فقیر دوست - غریب پرور - اور شکستہ نواز تھے - دوسرے فرزند کو جذبہ - استغراق - خرق عادات اور سنجیدہ حالات حاصل تھے - اس گروہ کے باعرفان اقوال کی حقیقت کو اچھی طرح پہونچتے تھے - جب آپ کے بیان سے گوہر فشانی ہوتی تہی - تو اہل زمانہ کے کان - حقائق اور معارف کے موتیون سے بہرجاتے تھے - گو آپنے عالم قدس کو رحلت ہندوستان مین فرمائی تہی - مگر آپ کی نعش مبارک آباے کرام کے مزار مین سمرقند کو پہونچائی گئی - تیسرے فرزند کو جاہ وجلال - مال وحال - اور بخشش وبخشائش یہ سب کچھ حاصل تہا - باپ اور بیٹے کے درمیان مین یعقوبی اور یوسفی معاملہ رہتا تہا - ہمیشہ سفر وحضر مین باہم شریک رہتے تھے - آپ کو تلقین طریقت باپ سے ہی تہی - میرزا شرف الدین حسین آپ کے ہی بیٹے ہین - ہند کے اندر خلافت پناہی اکبر شاہ ابن ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین میرزا کے طالع کا ستارہ - شہنشاہی عنایت کے آفتاب سے شرف

سعادت کو پہونچا تھا - اِن کے حق مین رعایت کی گئی - کہ دولت کے بڑے درجہ کو پہونچے - ان ایام مین میرزا کے پدر بزرگوار نے کاشغر سے خانۂ مبارک کے طواف کا ارادہ کرکے - عبدالرشید خان والی نواح کاشغر سے رخصت لی تہی - رخصت لیکر ہند مین تشریف لائے - خلافت دستگاہ - خلائق پناہ نوش آستانی نے پدر میرزا کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا - اس عرصہ مین حاسد کوتاہ نظرون کی افترا پردازی سے سلطان کے دل مین میرزا کی طرف سے غبار کدورت پیدا ہوگیا - جب میرزا کو اس کارسازی پر آگاہی ہوئی - تو پانون اُکھڑ گئے - اور راے مین استحکام نہین رہا - اپنی جاگیر کو جانے کے نام سے رخصت لی - اور یہ بہانہ کرکے دارالسلطنۃ سے علیحدگی اختیار کی - میرزا کی جاگیر کا محال گجرات کے آس پاس تہا - لہذا گجرات کی سرحد مین آپہونچے - با اینہمہ خلافت پناہ نے خواجہ کے ادب اور رعایت سے اپنے تئین باز نہین رکہا - خواجہ نے چندروز تو خجالت دالفعال کے ساتہہ اوقات گزاری کی - لیکن بعد مین سفر حجاز کے لئے رخصت سے لی جب خواجہ بندر کنبایت کے نزدیک پہونچے - تو فرمان طلب حضرت رب العزۃ سے صادر ہوا - خواجہ قبول کرکے اخروی سفر کا سامان باندہ روانہ ہوگئے - لوگون نے آپ کی نعش کو انواع و اقسام کے بیش بہا عطرون سے معطر کرکے ایک صندوق مین رکہا اور صندوق کو کشتی جہاز مین روانہ کیا - جہاز ندکور ہنوز تہوڑا سا راستہ بہی طے کرنے نہین پایا تہا کہ ڈوب گیا - فَوَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یہ بالکل سچ ہے - مصرع بحر معنی را بود دریاے صورت خوابگاہ -

خواجہ عبدالحق - آپ کا لقب محی الدین ہے - آپ خواجہ محمد عبد اللہ کے تیسرے فرزند ہین قدس اللہ اسرارہما - آپ کا ظاہر بہت سے کمالی اطوار اور پسندیدہ آثار کے ساتہہ آراستہ - اور آپ کا باطن معرفت اور الٰہی تجلیات کے انوار سے پیراستہ تہا - آپ نے خواجہ احرار الاولیا سے بلاتوسط احدے باطنی سبق لیا تہا - اور طریقت کی تلقین پائی تہی - اور اس ذریعہ سے کمال و تکمیل کے درجہ کو پہونچے تہے - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ایک روز خواجہ احرار الاولیا نے سمرقند سے باغ بایزید کی سیر کا عزم فرمایا - آپ سے کہا - تم ہمارے ہمراہ باغ مین چلو - آپ نے عرض کیا کہ مینے ہنوز سبق نہین پڑہا ہے - خواجہ نے فرمایا - آج سبق ہم تم کو پڑہا وینگے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ اُس روز سبق کے عوض - اس مضمون کا تفویض نامہ لکہکر حوالہ کردیا -

فرزند نورچشم - (۱) اپنی تمام ہمت اس طرح پر رکہنا - کہ تمہارے دل مین حق سبحانہ کے سوا دوسری کوئی خواہش نہ ہو - (۲) حق سبحانہ کے سوا جو چیز تمہارے دل کو اپنی طرف متوجہ کرے لا الٰہ الا اللہ کہنے سے اُس چیز کو دل سے دور کردینا - اور ایسا کرنا - کہ تم اُس چیز کو

اپنا دشمن جانو (۳) ہمیشہ حق سبحانہ سے نہایت نیاز اور انکسار کے ساتھ یہ طلب کرنا - کہ وہ اپنے سوا - کسی چیز مین تم کو نہ پہنسا دے (۴) پاکی کے ساتھ طہارت کرنا - اور خلوت مین نماز پڑہنا - زمین پر سر رکہکر حق سبحانہ سے یہ دعا مانگنا - کہ وہ اپنے خاص بندون کے دل مین تمہاری محبت پیدا کرے - اور اس کے سوا کسی اور چیز مین سعادت نہ سمجہنا - کہ حق سبحانہ کے خاص بندے اپنے دل مین تمہاری جگہہ دیکر حق سبحانہ سے یہ چاہین - کہ اُس کی محبت تمہارے دل مین جگہہ کرے **قطعہ**

تزا یک بند بس در ہر دو عالم	کہ بر ناید ز جانت بے خدا دم
اگر تو پاس داری پاسِ انفاس	بسلطانی رسانندت ازین پاس

آپ بہی فتح ہند کے بعد جنت آشیانی کی ملازمت مین تشریف لائے تہے - میرزا کامران آپ کے ہی مریدین - خطوط کے اندر جو سوال و جواب جنت آشیانی سے ہوا ہے - یہ کسی قدر میر عبدالحی کی کتاب حمیع مین لکہا ہوا ہے - اکثر آپ کی عمر کا حصہ ضعف - رمد - دردسر اور کہانسی کے مرض مین گزرا ہے - باوجود اس قدر ناتوانی کے جمیع عبادات نفل کے ادا کرنے مین خواہ سفر ہو - یا حضر ہو - کمال چستی - چالاکی اور توانائی کام مین لاتے تہے حتیٰ کہ آپ کے افعال مین - کسی مستحب کا بہی ترک نظر نہین آیا - کہتے ہین - جس وقت آپ کو واپسین غسل دیا جاتا تہا اُس وقت مولانا اسمعٰیل اردمی فرماتے تہے - کہ اس سے زیادہ بزرگ اور کونسی کرامت ہوگی - کہ جسم کی ایسی لاغری اور کمزوری پر بہی آخرین سفر کے وقت تک اپنی کسی عبادت اور ریاضت مین مسامحت نہین کی - حرمین شریفین کی زیارت کی توفیق ہوئی - اور از راہ مردمی دونون شریف مقامات کے اکابر موالی - اور فقرا کی عمدہ خدمت اور نذر و نیاز کا انتظام کیا - فرماتے تہے - جب مین مکہ کے اندر طواف کے واسطے حرم شریف مین جایا کرتا تہا جس کو آٹہون بہشت کی صورتون کا ہیولیٰ کہنا زیبا ہے - تو وہان کے خادمون کی طرف سے ناہمواریان اور بے ادبیان دیکہنے مین آیا کرتی تہین - یہ دیکہکر دل مین خلش ہوتی تہی - کہ ایسے مقدس مکانون کے اہل - ان خادمون سے زیادہ شائستہ ہونے چاہئین - اور یہ کانٹے کی سی کہٹک ہمیشہ دل کے پائون کو زخمی رکہتی تہی - ایک روز رات کے وقت طواف مین کسی قدر خلوت اور فرصت نصیب ہو گئی - تو یکایک کان مین ایک آواز آئی - اور کندہے پر ہاتہ کے رکہے جانے کا احساس ہوا - آواز کا مضمون یہ تہا - کہ اس جماعت کے لوگ ہماری درگاہ کے خانداد مین - اعتراض کرنے سے احتراز کرنا بہتر ہے - یہ مضمون سنتے ہی خاطر فاتر کی تشویش بالکل رفع ہو گئی - اور تمام

اعضا اور حواس۔ تواضع اور فرمان برداری کی طرف متوجہ ہو گئے۔

غوثی ۔اس واقعہ سے یہ سند ہاتھ آئی۔ کہ خوبان روزگار کی بارگاہ مین جو خدام حاضر رہتے ہین۔ اُن کے ساتھ اپنے معاملات اور حقوق مین۔ مروت کو کام مین لانا چاہیے۔ قاضی کے حکم اور مفتی کے فتوی پر نظر نہین ڈالنی چاہیے۔ کیونکہ جرم معاف۔ اور اپنا حق ساقط کر دینا جائز ہے۔

خواجہ عبدالعلیم ۔آپ خواجہ محمد عبداللہ کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ کی صورت اور سیرت بالکل اپنی بزرگ باپ کی مانند تھی۔ والدین شریفین اور برادران مکرم کی خدمت گزاری مین اور ذوی الارحام کے حقوق ادا کرنے مین بہت کچھ کوشش اور اہتمام رکھتے تھے۔ ضرور اپنے کامون کو پس انداز کر کے دوسرون کی مہمات انجام دینے مین مصروف ہو جایا کرتے تھے۔ بیکسون کی حاجتین پوری کرنے مین جاتا۔ گرمی سفر۔ اور حضر کو خیال مین نہ لاکر رات دن مشغول رہتے تھے۔ خواجہ محی الدین عبدالحق فرمایا کرتے تھے۔ برادر عبدالعلیم خواجون کے خاندان مین راسخ پہاڑ اور ثابت قطب کی مثل ہین اِن کے کامون مین تردد اور تزلزل کو دخل نہین ہے۔ اور ان کی صلفات حمیدہ۔ شمار حساب سے زیادہ ہین۔ جب شاہ بیگ خان کی لڑائی کے سبب سے اس خانوادہ کے درویشون اور فقرا کو فقر اور درماندگی کی تکالیف اُٹھانی پڑین۔ تو آپ کو آشناؤن کے حالات دیکھنے کی برداشت نہین ہوئی۔ ناچار سفر کاشغر کا ارادہ کیا۔ جو دو تین سال عمر کے باقی تھے۔ وہ وہان بسر کر کے۔ عالم ملکوت کی منزل کو روانہ ہوئے۔

یاد خواجہ عبدالشہید

آپ خواجہ محمد عبداللہ کے بیٹے ہین۔ جو خواجہ کے خواجہ کر کے مشہور تھے۔ اخلاق آلہی کے ساتھ آراستگی اور حقائق اشیا کی تحقیق جیسی چاہیے۔ رکھتے تھے۔ کسبی اور لدنی علم حقیقی اور ظاہری بصیرت سلوک مین یہ دونون آپ کے رفیق تھے۔ جب آپ کی ولادت سے محلہ درسین ہی نہین بلکہ تمام سمرقند مین خوشی مانی گئی۔ تو خواجہ احرار الاولیا نے بھی یہ خوشخبری سنی۔ اور اُس محلہ مین تشریف لے گئے۔ پدر بزرگوار نے نوزاد بچہ کو اپنے والد ماجد (خواجہ احرار الاولیا) کی خدمت مین پیش کیا۔ دین اور دُنیا کی دولت خواجہ احرار الاولیا کی آستین مین تھی انھون نے اُس بلغ ولایت کے پودہ کو اپنے دونون ہاتھون سے از روئے محبت اُٹھا لیا۔ اور اُس گوہر عرفان کے کان مین اذان کہی۔ اور منہ مین شہد چٹایا اور نام رکھا۔ جب دوسری بار خواجہ کی نظر اُس عالی فطرت لڑکے کے چہرہ پر پڑی۔ تو فرمایا۔ اِس فرزند کے گوشہ چشم مین عرفان کا فیض اور حضور آلہی کا نور عیان ہے

لوگون کا بیان ہے - کہ حضرت خواجہ عبد الشہید کے کمالات جب ترقی پر تھے - تو یہ فرمایا کرتے تھے - کہ جس حضور اور شہود کی خوشخبری جد بزرگوار نے دی تھی - اُس کا کچھہ اثر ابھی تک تو فقیر کے ادراک مین آیا نہین ہے - لیکن چونکہ خواجہ احرار الاولیا کی بشارت ہے - اسواسطے واپسین سفر تک بھی اُس کی امیدواری ضرور باقی رہے گی - لراسمہ

ہر آرزو کہ دلم داشت خیمہ بیرون زد	جز آرزوے وصالت کہ پائے او لنگ ست

بیشک یہی امیدواری تو ہے - جس سے بہت کچھہ کشایش اور کامگاری ہوتی ہے - کہتے ہین - آپ کے اوقات چار قسمون پر تقسیم تھے (ایک حصہ) قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث نبوی **علیہ السلام** کے ذکر مین گزرتا تھا (دوسرا حصہ) کتب فنون کے مطالعہ مین (تیسرا حصہ) فوائد اور رسالون کی کتابت مین (اور چوتھا حصہ) شب کی نماز اور شغل باطنی مین - اور باقی وقت اگر کچھہ رہ جاتا تھا - تو وہ مراقبہ مین گزرتا تھا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھہ مین تقدیری کرشمہ - اور ہندوالے ارباب سعادت کا جذبہ - آپ کو ہندوستان کی طرف کھینچ لایا - اُن ایام مین فرمان روائے زمانہ اکبر شاہ دار السلطنتہ آگرہ مین سلطنت اور کامرانی کا حظ اُٹھا رہا تھا - بہت کچھہ عجز و نیاز اور کمال تعظیم و تکریم کا اظہار آپ کے استقبال مین کیا - اور اس طریقہ سے سلوک کے ساتھہ پیش آیا - کہ با اعتقاد مرید بھی اپنے روشن ضمیر پیر کے ساتھہ اس طرح پیش نہین آسکتا ہے - آپنے کم و بیش پندرہ سال تک اپنی نکیس سے اِس ملک کے لوگون کو رہنمائی کا فیض بخشا - کہتے ہین - ایک رات آپ کے جد بزرگوار نے معاملہ کی حالت مین ایک جزوان آپ کے سپرد کیا - جو رقعون سے بھرا ہوا تھا - تعبیر اس واقعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوئی - کہ اخیر مین صاحب قیاس اور خداشناس لوگون نے جو تعداد مین دس ہزار سے زیادہ تھے - بیعت کے ذریعہ سے آپ کی کلاہ قبول اپنے سرون پر رکھی - اور توبہ و دعا کی توفیق پاکر سلوک مین داخل ہوئے - معلوم ہوا - کہ وہ پرچہائے کاغذ اس جماعت کے نامہائے طریق تھے - قصہ کوتاہ چونکہ پیری عالم روحانی کی بازگشت کا مقدمہ ہے - لہذا پیری نے آکر آبائے کرام کا اُخروی وطن یاد دلایا ہجری سنہ نوسو بیاسی مین واپسی کا عزم - اور سفر کی تیاری کرکے ہند سے روانہ سمرقند ہوئے - منزلون پر قیام کرنے - اور سامان و اسباب کھولنے مین دیر پر دیر پیدا ہوتی تھی - اور سواری اور سفر کا اہتمام فرمانے مین - آپ رفتار اور گفتار سے نہایت عجلت ظاہر فرماتے تھے - خاصکر جب قافلہ دریائے آمو کے کنارہ پہونچا - تو آپ خلاف عادت سب لوگون سے پہلے اُتر گئے - جس سے پایا گیا کہ کوئی اندرونی

سرعت باعث اس کا ہے - جو خادم اور ہمراہی محرم خاص تھے - انہون نے بیتابانہ کئی دفعہ اس صورت کا باعث دریافت کیا - اور اصلی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے آپ کا جواب چاہا - لیکن آپنے سوائے اس کے کوئی جواب نہین دیا - کہ مجکو ان ایام مین ہر لحظہ شوق کے سبب سے ایسی حالت پیش آتی ہے - جس کا مخاطب کو سمجھانا ناطقہ اور زبان کے امکان مین نہین ہے - اور منجملہ اُس کے جو کچھ بیان کیا جا سکتا ہے - یہ بھی سنکر سننے والون کو حیرت ہوگی - لراسمہ

زبانِ حال وا رو نالہ ام سن فہم سے باید	چہ شد گر آرزو ہا راز بان گفتن نمی داند

اور نیز فرمایا - کہ واپسین سفر کا آغاز اس ظاہری سفر کے انجام کے ساتھہ مجکو ملا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور غالب گمان یہ ہے کہ ان دونون سفرون کے درمیان مین مدت اقامت سے تخلل پیدا نہین ہوگا - اور با اینہمہ چند روز سے میرے کان مین طلب کا مضمون میرے بزرگون کی طرف سے پہونچ رہا ہے - بلکہ ابھی انہین ایام مین حضرت قطب الواصلین خواجہ بزرگ نے ایک شب عالم مثال مین صریح طور پر فرمایا ہے - صاحب زادہ - اب آیندہ سستی اور درنگ نہ کرو - اور اپنے تیئن نہایت تیزی کے ساتھہ ہمارے مقام مین پہونچاؤ - اس سبب سے مین چاہتا ہون - کہ جہان تک ہو سکے - اپنے تیئن بہت ہی جلد اپنے آبائے کرام کے بافیض مزار کے قدمون مین پہونچا دون - اور ان اصحاب کی ہمسائگی مین اُخروی آسائش گاہ اختیار کرون - کہتے ہین - جب سمرقند کی سرحد مین پہونچے - تو فرمایا - اسی جگہہ اپنے سر کے بال دور کردینے چاہین - شاید سمرقند مین سر منڈوانے کی بلکہ سر کہجانے کی بھی فرصت نہ ملے - القصہ اپنے وطن مین پہونچنے کے بعد ایک مہینے سے کچھہ کم زندہ رہے - اور یہ وقت کوچ کے انتظام مین گزرا - میر عبدالحی اپنی کتاب جمیع مین لکھتے ہین - جمعہ کا دن تاریخ ساتوین رمضان کی تھی جامع مسجد سے لوٹ کر لوگ حضرت خواجہ کی خدمت مین آئے - تمام فرزند - خویش - متعلقین اور اندرونی و بیرونی خدام باری باری سے رخصت ہوکر آپ کی خوشنودی طلب کرتے تھے - یہان تک کہ شام کا وقت آیا - آپنے تیمم فرماکر - مغرب کی نماز اشارون سے ادا کی - اور مجکو اپنے نزدیک بلاکر اپنا دست مبارک کامل مہربانی کے ساتھہ میرے سر منہ - اور کندھے پر پھیرا - اسی اثنا مین طبیعت شریف پر ضعف غالب ہوا - خواجہ ہاشم سرہانے کی طرف تشریف رکھتے تھے - حافظون کو فرمایا - یٰسین ختم کیجیے - آپ نے آنکھین کھول کر فرمایا - جب وقت آجاوے گا - تو اُس کی طرف اشارہ کردیا جاوے گا - اس پر ایک لحظہ نہین گزرا تھا - کہ فرمایا - وقت ہوگیا ہے - خواجہ ہاشم سمجھے - کہ نماز عشا کا وقت دریافت فرماتے ہین - جواب دیا - کہ ہنوز شام ہے

پھر فرمایا نہین - وقت ہوگیا - اُس وقت ذہن مین آیا - کہ آپ کیا فرماتے ہین - حافظون نے تلاوت لیٰسین شروع کی - اور حاضرین اللہ اللہ کے ذکر مین مشغول ہوئے - تھوڑی دیر اس حالت پر گزری تھی - کہ احساس حرکت موقوف ہوا - مینے خواجہ ہاشم سے عرض کیا کہ شاید حضرت نے جہان فانی کو رخصت فرمایا - جب ہمنے تحقیق کیا - تو ایسا ہی تھا - یعنی سنیچر کی رات تاریخ آٹھوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپنے اپنا ظاہری نقش - زمانہ کے نمائشی صفحہ سے مٹاکر - علم الٰہی کے صورت خانہ مین باطنی نقش جاجمایا - کماکان قبل ذلک کہتے ہین - جمعہ کے روز صبح کے وقت آپنے خواجہ ہاشم کو فرمایا - قلمدان منگاکر میری چند باتین لکھ لو - جو وصیت کے طور پر ہین -

(اول یہ) کہ جو میرا جانشین میری پیروی کرنا چاہے - اُس کو چاہیئے - کہ میرے طریقہ کو اپنا پیشوا بنادے - اور لوگون کو چاہیئے - کہ وہ بھی اُس کے ساتھ اُسی طرح آداب اور خدمت سے پیش آوین - کہ جس طرح بالخصوص میرے ساتھ پیش آتے ہین - (دوسرے یہ) کہ تجہیز و تکفین مین تکلف نہ کیا جاوے - اُس پوست کو جو حرم شریف مین سند بچھایا جاچکا ہے - تہ مین بچھادین - اور اگر کسی جگہ سے کملارہ جاوے - تو اُس کو کسی ہم رنگ کپڑے سے ڈھک دین - اور میزان کے دالان مین مجھکو دفن کرین - تاکہ روضہ احرار الاولیا کے زائرین کا پہلا قدم فقیر کی خاک پر پڑے میری یاد اُن کے دل مین آوے - اور میری روح پر فاتحہ پڑھکر آگے بڑھین - (تیسرے یہ) کہ دل کتابخانہ کے وقف کرنے مین لگا ہوا ہے - مناسب ہے - کہ بلاتامل کتاب خانہ وقف کردین (چوتھے یہ) کہ حفاظ کو تین دفعہ ختم قرآن کرنا چاہیئے (پانچوین یہ) کہ فرزندون - دوستون - اور آشناؤن کو چاہیئے - کہ صبر اور رضا کو پیشوا بناکر قطعاً نوحہ اور نالہ نہ کرین - جو ماتم داری کی بنیاد ہے کیونکہ اس سفر مین بہت سے مطالب اور مرادین میری رفیق ہین "

جس وقت آپنے یہ فرمایا - کہ دالان میزان کے پائین مین درویش کی جگہہ ہے - تو فرزندون اور دوسرے دوستون نے عرض کیا - کہ خواجہ احرار الاولیا کے دالان مین ایک قبر کی جگہہ اور خالی ہے - جس بزرگ کی اس جگہہ قبر بن سکتی ہے - حضور کی بابرکات ذات کے سوا ایسا اور کوئی نہین ہے - چونکہ التماس کا قبول کرنا - مروت کا جزو ہے لہذا آپنے قبول کرکے فرمایا - کہ دالان کے اوپر کے حصہ مین قبر اس طریق سے رکھنا - کہ اس خاکسار کا سر بڑے بھائی خواجہ عبدالحق کے قدمون کی برابر مین آجاوے - چنانچہ اس طرز کے ساتھ آپ کی قبر کا صندوق تیار کیا گیا - اس

درمیان مین بڑے بہائی کی لحد کی دیوار مین سے ایک اینٹ جدا ہوگئی - حاضرین نے ماہوالمطلوب کا تماشا کرکے اینٹ کو پہر اپنی جگہہ پر استوار کردیا -

جناب خواجہ عبدالشہید کے دو فرزند تہے - ایک تو خرد سالی مین ہی رضوانی بارگاہ کو رخصت ہوئے دوسرے فرزند سعید خواجہ عبدالرشید تہے - جنہون نے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد خاندان کا چراغ جلایا تہا - خواجہ عبدالرحمن عرف بادشاہ خواجہ - خواجہ عبدالرشید کے ہی فرزند رشید ہین - بہت کچہہ آرام واطمینان کی علامتین، اور درویشانہ اخلاق آپ کی عادات مین نمایان ہین - امید ہے - کہ اپنے آباواجداد کے درجات پر پہونچکر دونون جہان کی سرفرازی حاصل کرینگے -

یاد شیخ محمد بن شیخ عبدالملک قاری خالدی

کہتے ہین - کتب متداولہ آپنے عبور اپنے بزرگوار باپ کے درس مین کیا تھا - اور علم قرأۃ مین اُستاد زمانہ تہے - آپ فرماتے تہے مین اپنے پدر بزرگوار کے خرقہ خلافت پر دل شاد ہوکر نہین رہا - اور ہمیشہ غوث العرفا جیلانی قدس سرہ کے باطن سے پرورش کی تلاش رکہی - خانوادہ قادریہ کے ساتہہ بہت کچہہ دلبستگی پیدا ہوگئی تہی - اپنے پیر باطن کا نام مینے کبہی بے وضو نہین لیا - جب غوث العرفا کی روح مبارک کی طرف مین نصف توجہ بہی کرتا تھا - تو تمام دشواریان آسان ہوجایا کرتی تہین - ہمیشہ پاس انفاس مین دل بہنسا ہوا رہتا تہا - اپنی تمام عمر مین کسی قسم کی کشود کار - اہل دنیا سے نہین چاہی - مولانا محمد بیان کرتے ہین - جو کوتوال کی مسجد مین گوشہ نشین تہے - مینے ایک روز نماز کے اندر آپ کو شاہباز کی طرح اڑتا ہوا - اور سلام کے بعد بدستور صف مین بیٹہا ہوا پایا - باوجودیکہ نو - نو روز کا علی الاتصال روزہ ہوتا تہا - مگر عبادت گزاری کی طاقت مین کمی نہین آتی تہی - اور تیر اندازی کے بغیر ایک روز بہی نہین گزرتا تہا - چادر اور تہمد کے سوا - دوخت کئے ہوئے لباس کی طرف کبہی ہوس نہین ہوتی تہی - کہانا کہانے مین آپ کا ہاتہہ اپنے سامنے سے آگے نہین بڑہتا تہا - گو دسترخوان پر طرح طرح کے کہانے برابر والون کے سامنے ہوتے تہے - اگر گہر والون مین سے کوئی پوچہتا تہا آپنے آج کیا کہایا - تو جواب یاتا تہا جو کچہہ تم لوگون نے دیدیا - ایک روز آپ کی ہمخوابہ نے کہا - وظیفہ بادشاہ سے آپ لیتے نہین ہین - اور جو کچہہ فتوح کے طور پر آتا ہے - وہ تقسیم ہوجاتا ہے - پہر ضرورت کے وقت سوائے تکلیفات کے اور کیا پیش آویگا - آپ نے تبسم کرکے فرمایا - اس وقت مین کیا ضرورت ہے - جواب مین کسی قدر روپیہ کی ضرورت ظاہر کی گئی - ہنوز بات ختم نہین ہونے پائی تہی کہ دستک کی آواز

کان مین آئی ایک خرد سال لڑکا دروازہ پر گیا - ایک شخص کھڑا ہوا تھا جس مقدار کی ضرورت ظاہر کی تھی - وہی مقدار لڑکے کے ہاتھ مین دیکر خود جلدی سے چلا گیا - جب مطلوبہ شے بی بی کے سامنے آئی تو آپنے فرمایا - تونگری سے درویشی زیادہ نشاط افزا ہے - خدا کی آمرزش کی طرف بازگشت کرنی چاہیئے - جب واپسین سفر کا وقت نزدیک ہوا - تو کہا کہ مجھ کو ایک جگہہ مقرر کر دیا تھا - لیکن اب کہان جاؤن گا - یہ اطلاع نہین ہے - آٹھہ روز بعد - کہ چودھوین ماہ رجب کی اور ہجری سنہ نوسو چھ اسی تھا - رحلت فرمائی - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ محمد ابن ابی اللطف

آپ - شافعی المذہب - قدس خلیل کے شیخ الاسلام - اور جامع علوم عقلی و نقلی ہین - انوار شافعی پر ایک مبسوط شرح لکھی ہے شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین - مین نے ایک روز شیخ کے نزدیک درد دل کی شکایت کی - کہ مین نے ہرچند دعا کی - وظیفہ پڑھا - طومار اور تعویذ لکھے اس امید پر - کہ صاحب ختم نبوت علیہ السلام کو ایک بار خواب مین دیکھون - مگر نصیب نہین ہوا - جواب ملا کہ یہ سعادت اُس جانب کی عنایت سے وابستہ ہے - نہ اِس جانب کی افسون پردازی سے - **بیت**

چو سر نوشت نباشد وصال دوست چہ سود	اگر دل ہزار دعا خواند و صد نوشتہ بسوخت

پہر مین نے دریافت کیا - کہ یا شیخ کیا آپ اس دولت سے مشرف ہوئے ہین - فرمایا - کئی دفعہ - اور بیان کیا - ایک رات خواب مین مجکو خبر ملی - کہ نورانی شکل پیغمبر علیہ السلام نے مسجد اقصی کو اپنے قدمون سے منور فرمایا ہے - مین دوڑ کر حاضر ہوا - تو بیٹھے ہوئے دیکھا - صلوٰۃ و سلام کا مجکو جواب ملا - فرمایا[ا] یا شیخ محمد طبت قلت الان بر ویتك جب مین نے حضور کے ہاتھہ کا بوسہ لیا تو حضور نے دعا کی[۲] بارك الله في علمك واولادك اور دوسری دفعہ جو مینے دیکھا - تو حضور نے شناسا جان کر فرمایا[۳] یا شیخ محمد حملني الى هناك فحملته عليه السلام الى تلك الموضع فقمت بين يديه فقال سئل ماشئت فتاملت لحظة وقلت

[ا] شیخ محمد تم خوش ہو؟ مینے عرض کیا - ہان اب جو حضور کا دیدار دیکھ لیا - ۱۲ [۲] اللہ تعالیٰ تمہارے علم اور اولاد مین برکت دیوے ۱۲

[۳] اے شیخ محمد ہم کو اُس مقام پر اُٹھا لے چلو - چنانچہ مین آنحضرت صلعم کو اُس مقام پر اُٹھا لیگیا - اور اُن کے سامنے باادب کھڑا ہوا حضور نے ارشاد فرمایا - تم جو چاہو - دریافت کرو - مینے ایک لحظہ تامل کیا - اور کہا یا رسول اللہ - قیامت کب آویگی - حضور نے فرمایا میرے نزدیک آؤ - چنانچہ مین حضور کے قریب گیا - آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دہن مبارک میرے کان کے قریب کیا - اور کہا جو کچھ کہا ۱۲

یا رسول اللہ متی تقوم الساعۃ فقال تعال فقربتہ فوضع فمہ علیہ السلام الی اذنی فقال ماقال آپ کی زادبوم اور خوابگاہ قدس خلیل ہین۔

مصرع حذایش بانبی مشتاق دارد

یاد شیخ ابوالنصر طبلاوی مصری

آپ شافعی المذہب۔ اور اپنے وقت کے دانشمند تہے۔ آپ کی ذات سے علما کو جمال حاصل تہا۔ ازلی علم کی جہلک آپ مین پائی جاتی تہی۔ مہذب الاخلاق۔ خندہ رو۔ کشادہ پیشانی تہے۔ اور نیز دیگر بہت سے آثار بزرگی آپ مین موجود تہے۔ شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین۔ تاریخ ستائیسوین رجب شب معراج کو۔ مصر کی جامع الازہر مین شمالی حصہ کے اندر جہان آپ کی درگاہ ہے۔ آیۃ معراج کا بیان۔ نماز عشا کے بعد سے صبح تک طرح طرح کے معانی۔ اور عمدہ عمدہ تفسیر کے ساتہ کیا۔ اور ہر ایک سننے والے کو اُس کی سمجہہ کے موافق تعلیم دی۔ اور بیان مذکور تمام کرنے کا وعدہ دوسرے وقت پر موقوف رکہا۔ عجب علمی تبحر تہا۔ آپ کی خوابگاہ مصر مین ہے۔

مصرع بمعراج معانی جاے اوباد

یاد شیخ علی مقدسی

آپ حنفی المذہب تہے۔ مقدس سے مصر مین جاکر وطن کرلیا تہا۔ آپ کا درس کتب متداولہ کا بہت رونق پر تہا۔ علم سیمیا کا قانون بہی جانتے تہے۔ شیخ محمد ابن ابی اللطف مقدسی نے شیخ قطب الدین بنواری سے روایت کی۔ میرے بہائی ابوالبرکات آپ کے درس مین جایا کرتے تہے۔ اُس درمیان مین آپ کی کسی قدر سیمیائی نمایش دیکہی تہی۔ شیخ قطب الدین نے اس قسم کی ایک بات لکہکر شیخ علی کے سامنے پیش کی آپ نے قسم کہائی۔ اور کہا جس روز سیمیا کی مذمت میں امام ابویوسف رح کی ایک روایت میری نظر سے گزری۔ اُسی روز اوراق نیرنجات آگ مین جلادے۔ اور اُس کی یاد بالکل بہول گیا۔ ورنہ آج اُس کے بتلانے سے کوئی امر مانع نہین ہے۔

اس علم کے جاننے والون کو واضح ہو۔ علم سیمیا دو طرح پر ہوتا ہے۔ (ایک مجازی ہے) یعنی ایک ممکن کی صورت۔ دوسرے ممکن کی شکل مین نمایان کی جادے۔ اور یہ بات عزیمتون اور افسونون کے ذریعہ سے پیدا ہوجاتی ہے۔ (دوسرے حقیقی) یعنی ممکنات کی صورت مین ایزدی صفات کا جلوہ دکہایا جاوے۔ اور یہ بات اشغال۔ اذکار۔ اور تصورات کے ذریعہ سے جو علم طریقت کے مبادی ہین۔ ہاتہ آتی ہے۔ القصہ عالم جو

جوہر واحد مین چند فراہم آمدہ اعراض سے عبارت ہے ایک سیمیائی صورت ہے اُس شخص کی نظر مین جو اہل بصیرت

ہے - مصرع نیش اہل دل نصیبش باد -

یاد شیخ معروف و شیخ عثمان

یہ دونون اصحاب ذوق و وجدان کے خزانہ اور علوم و عرفان کے جواہر کی کان تھے - نیز دونون مسیح القلوب

کی مان کے چچا اور شیخ طاہر یوسف کے چچازاد بھائی ہین - ان کی زاد بوم موضع باتر ہے - لیکن کرشمہ تقدیر ان کو

وطن سے نکال لایا - اور ایک مقام صیت پور ملتان اور بھکر کی سرحد پر واقع ہے - اُس سرزمین کے درویشون کی رہنمائی

کے واسطے وہان پر ان دونون کو لے گیا - اُس مقام کے باشندون نے ان دونون بزرگ اشخاص کی تشریف آوری

کو گنج باد آورد سمجھکر بہت غنیمت جانا - اور نیک اعتقادی کے ساتھ پیش آئے - یہ دونون بزرگ سب چھوٹون

بڑون کے پشت پناہ اور مرشد ہو گئے - قاضی قاضن سندھی کے مصاحبون مین سے تھے - شیخ طاہر یوسف

فرمایا کرتے تھے مین ان دونون صاحبون سے سندھ مین وحدت وجود کی باتین سنا کرتا تھا - اور مرصاد العباد بڑھا کرتا

تھا اور نہین سمجھتا تھا - جب تک غوث الاولیا کی ملازمت مین بمقام گجرات نہ پہونچ گیا - دونون بزرگون کی خوابگاہ

صیت پور مین ہے - جہان نیازمند اور صاحب ارادت لوگون کی بازگشت ہے -

مصرع سواد باغ رضوان خاک شان باد -

یاد شیخ محمد فقیہ تصغیہ

فقیہ - تعز کہ مین ایک قصبہ ہے - جو دار الملک یمن مین داخل ہے - صلاحیت - صدق - صفا - بذل

او ضیافت یہ جملہ صفات حمیدہ آپ کامل درجہ رکھتے تھے - باوجودیکہ تنگی مین والون سے کبھی جدا نہین ہوتی ہے

مگر آپ - ہر روز دوپہر کو اور شام کو طرح طرح کے کھانے کھلواتے تھے - اور ایک معلم کو کچھ حق دیتے تھے - تاکہ وہ لوگون

کے لڑکون کو قرآن اور نماز یاد کراوے - دیکھنے والون کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوا کرتی تھی - ایک بزرگ نے دریافت

کیا - ایسی دستگاہ اس پُرانے گانون مین کس طرح حاصل ہوئی - آپ نے فرمایا - ایک ہندی النسل آدمی یہان

آپہونچا - اور مجھکو علم تکسیر سکھایا - اُس بزرگ نے پھر پوچھا - کونسا اسم - کس شکل مین - اور کس طرح ثبت کرتے ہو - بیت

صبا از سینکے مرا بیاسوز	دولت بکدام دام گیرند

آپ نے فرمایا - بیت

لیس تکسیری مثل ما عرفہ	بل ھو کسر الاشکال و محو الاشیاء

ے میرا تکسیر ویسا نہین ہے - جیسا تم سمجھے ہو - بلکہ میرا تکسیر - کسر اشکال اور محو اشیا ہے -

مصرع محو با دانام او درنام حق :

یاد شیخ زائر اللہ

آپ شیخ عمر منڈو (مانڈو) والہ کے بیٹے ہین - آپکے دادا کے یہان قالین بننے کی کارگاہ تہی - سلاطین خلج کا زمانہ تہا - کہ منڈو مین آملے تہے - القصہ شیخ عمر نے بزرگوں کا پیشہ ترک کرکے درویشی لباس اختیار کرلیا - بہت کچہہ کمالات حاصل کرکے - عالم دنیا سے رحلت فرمائی - شیخ عمر کے فرزند (آپ) نے بہی باپ کے مراسم باپ سے زیادہ ادا کئے - پرہیز - توکل - خوشنودی - کوشش - سپاس - ادا استغنا یہ صفات آپکے خمیر مین داخل تہین - اسی رفتار سے اپنی عمر اسی سال تک پہونچائی - ماہ رمضان ہجری سنہ نوسو پچاسی مین لفافہ رات کو رام کی مسجد مین قرآن سننے - اور تراویح پڑہنے کے واسطے آیا کرتے تہے - چونکہ آپ کا گہر دور فاصلہ پر تہا - اسواسطے رات اسی جگہہ بسر کیا کرتے تہے - اور فرمایا کرتے تہے - کہ یہ ہماری آخرین تراویح ہین - اگلے سال ماہ رمضان سے پہلے عید وصال نصیب ہوگئی - خوابگاہ منڈو (مانڈو)

یاد میان سیانجی بن داؤد

آپ راقم گلزار کے ماموں ہین - آپ کی زاد بوم منڈو ہے - آپ کے پدر بزرگوار - سلطان ناصرالدین خلج کے زمانہ مین نہروالہ سے منڈو مین آئے تہے - جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی - تو باپ عالم دنیا سے کوچ کرگئے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ بہت سے مشائخ کے مقبول ہوئے - خاص کر کلاہ ارادت سید جلال ابن سید محمد جعفر سے حاصل تہی - جو سید احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین - آپ کی قبر احمد آباد مین ہے - اور خلعت خلافت شیخ سعدالدین ذاکر سے ملا تہا - جن کی خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مین ہے - ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے قوت حلال کیا کرتے تہے اور ہمسایہ درویشون کو تقسیم کرکے - اُس کو مقبولیت کے درجہ پر پہونچاتے تہے - اسّی سال کی عمر ہوئی منجملہ اس کے تیس سال سے زیادہ آپ کی نیم شبی نماز اور سحری نالہ مین فروگذاشت نہین ہوئی ہجری سنہ نوسو پچاسی مین خاکی کالبد کا بے اعتبار سرمایہ - منزل گور کے سپرد کرکے - امر ربانی کی لطیف جنس - دارالملک علیین مین پہونچائی - آپ کے دو فرزند ہین - بڑے شیخ محمد - اُنہون نے تو عروس عدم کے مہر معجل مین اپنے تئین دیدیا تہا - اور سپاہگری اختیار کرلی تہی بہت کچہہ ثروت حاصل ہوئی چہوٹے شیخ حسین - صاحب حال وقال اہل رضا و تسلیم ہین - تصوف اور وحدت کی شان آپ کی ذات سے عیان ہے - نیاز و شکستگی - اور بردباری و فروتنی یہ اوصاف سرتاپا آپ مین بہرے ہوئے ہین - باپ کی

طرح رہتے ہین - اور مکان کو ظاہری و باطنی چراغ سے روشن رکھتے ہین - خدا کرے - عمر مین ترقی ہو -

یادشیخ برھان

آپکی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اپنے وطن سے شیخ صدر الدین محمد ذاکر کی ملازمت
مین بمقام گوالیار گئے تھے - اور واپسی کے وقت شیخ ذاکر کے ہمراہ منڈو مین آئے - تصوف کا طریقہ اور ذکر و شغل
کی سند شیخ ذاکر کی تلقین سے حاصل کی تھی - عقلی اور نقلی علوم مین قوت استعداد روان تھی - راقم کی دوستی
کے سبب سے کہ نجو مین آپ کا شاگرد ہے - مرشد کی اجازت سے اور شیخ محمود جلال کی مصاحبت کے خیال
سے منڈو مین اقامت اختیار کرلی تھی - جب مالک ملک اکبر شاہ - سیر و شکار کے طریقہ پر رعایا اور سپاہ کے حالات
کو مخفی تلاش کرتا ہوا ہجری سنہ نوسو بچاسی مین بطرف مالوہ آیا - تو قطب الاقطاب غوث الاولیا کے فرزند
مخدوم زادہ گرامی دانائے رموز آفرینش شیخ ضیاء اللہ بھی شاہی لشکر مین تھے - شیخ محمود جلال - شیخ برہان
حافظ صالح - اور فقیر غوثی حسن یہ چار اشخاص مخدوم زادہ کی ملازمت کا ارادہ کر کے منڈو سے دیپال پور کو روانہ ہوئے
جہان شاہی خیمے نصب کئے گئے تھے - **القصہ** جب لشکر بہر دار السلطنۃ آگرہ کو لوٹا - تو شیخ برہان اور
حافظ صالح - مخدوم زادہ کے ہم رکاب چلے گئے - راستہ اجمیر پر جا نکلا - وہان پر شیخ برہان نے جہان
صورت کو رخصت کیا رحمہ اللہ آپ کی خوابگاہ اسی مقام بزرگ مین ہے -

مصرع باہم آغوش با برہان وحدت جان او

یادشیخ الوجیو

آپ مخضر کے بیٹے ہین - **قدس سرھما** زاد بوم گجرات اور خوابگاہ آسیر جو برہان پور کا قلعہ ہے
صاحب توکل اور صاحب ہمت تھے - پسندیدہ اخلاق کے ساتھ آپکی زندگی گزرتی تھی - جو اصحاب گونا گون
موجودات مین وحدت وجود کے ماننے والے اور بے شمار مظاہر مین واحد مطلق کے دیکھنے والے ہین - ان احاطہ
مین آپ بھی داخل تھے - شیخ فضل اللہ گجراتی کے مرید ہین - اور شیخ نعمان آسیری کے ساتھ خویشی کا بھی
پیوند تھا - کلام کی بندش مین صوفیون کی طرز پر چلتے تھے - اور غزل قدما کی روش پر کہتے تھے - جیسے پیر عراقی
شیخ مغربی - اور شاہ انوار ہین - آپ کی نظم اکثر دردمندون کے حق مین حکم علاج رکھتی تھی -

مصرع زیور گوش دل او حلقۂ اسلام باد

یاد شیخ ناہر بیابانی

آپ کی زاد بوم دھار ہے - جو منڈو (مانڈو) سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے - آپ کے بزرگ سہروردی
کے ہیں - اس قصبہ میں آکر گوشہ گزین ہو گئے تھے - آپ کی چند کرسیاں اسی جگہ ہوئیں - کہتے ہیں -
خردسالی میں آپ کو آلہی جذبہ ہو گیا تھا - لیکن بعینہ فرائض اور نوافل کے آپ کے اوقات محفوظ تھے - بالآخر
سترہ سال کی عمر میں آپ وطن سے پیر طریقت کی جستجو میں اجمیر کی طرف روانہ ہوئے - اور وہاں جا کر خواجہ
حسین کی خدمت میں مرید ہو گئے - جن کو لوگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی نسل سے سمجھتے ہیں قدس سرہما
پ ــــــسر کی خدمت میں ایک چلہ کھینچا - اور دشور (مندسور) میں رہنے کی اجازت حاصل کی -
قصہ کوتاہ دشور کے کنارہ ایک بہت بڑا درخت ہے - اُس کا تنہ اندر سے خالی کر کے مکان بنا لیا - درخت
کا خشک نہ ہونا - آپ کی کرامت ہے -

القصہ گیارہ چلے اُسی حجرہ میں پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھ لڑائی کرنے میں کھینچ کر فتح حاصل
کی متواتر سترہ سال ریاضت مند درویشوں کی طرح وہاں گزارے - چونتیس سال کی عمر میں ہجری سنہ نو سو چھپن
تھا - کہ جہان فانی سے بوریا بہ بنا باندھ گئے - اور اُسی درخت کے تحت میں خوابگاہ اختیار کی - ہجری سنہ ایکہزار چودہ
کے ختم پر شیخ ابوالخیر مبارک **بارک اللہ فی علمہ وعملہ** مالک اقلیم خداوند نعمان نور الدین جہانگیر شاہ
ابن اکبر شاہ کے حکم سے سلطان بدخشان میرزا شاہرخ کے پاس مالوہ میں آئے تھے - تاکہ میرزا شاہرخ کو
حسب الارشاد چیتور کے قلعہ کی طرف رانا پر سنراول بنا کر بھیجا دیں - جب لشکر تیار ہو کر دشور میں پہونچا - تو ایک روز
شیخ نے بیابانی کی قبر پر بھی جا کر زیارت کی تھی - اور درخت کے مکان میں بھی گھسے تھے - شیخ کے فرمانے
سے اُس مکان کو اندر سے اور باہر سے پیمائش کیا - تو باہر سے تنہ کا دور شرعی چونتیس گز - اور اندر سے اِس
مقدار کا نصف ہوا - بیس آدمی اس کے اندر بآسودگی بیٹھ سکتے تھے -

یاد شیخ فتح اللہ راج گڈھی

آپ - یگانہ وقت شیخ نظام امیٹھی کے مرید ہیں - جب سماع میں آپ گرم ہو جاتے تھے تو
حیرت اس قدر غالب ہوتی تھی - کہ زمین پر گر پڑتے تھے - یہاں تک کہ ہاتھ پاؤں مارنے کی بھی طاقت
نہیں رہتی تھی - ایک بار راج گڈھ سے سیر کے واسطے فتح پور کو آئے تھے - جو آگرہ سے بارہ کوس فاصلہ پر ہے
اور انہیں ایام میں قاضی ابراہیم بھی بخاری سے وہاں جا پہونچے - اور آپ کے دیدار کے واسطے بھی

گئے کہ اندر گھسنے سے پہلے ہی گانے والون کو شیخ نے گانے سے روک دیا خود زنگار جامہ پہنا جس پر بہت سا عطر چھڑکا تہا۔ اور کہا۔ اے جمال شریعت اپنی خواہشین چھوڑ دینا۔ اور بیخودانہ مشیت آلہی مین رہنا یہ بندگی ہے کبھی خسروانہ لباس سے آراستہ کرکے عزت کے صدر مقام پر بیٹھلاتا ہے۔ اور کبھی پرانے بالون کی میلی کچیلی۔ بے آستین وگریبان کی کفنی۔ گردن مین ڈالکر خاک ذلت پر لٹاتا ہے۔ ہم تماشائی ہونے اور حیرت کرنے کے سوا کیا فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ اِس کے بعد آیۂ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ[1] پڑہی۔ اور آنکھون سے آنسو نکالے۔ اِسی دفعہ آپ شیخ عبد النبی صدر کی ملاقات کے واسطے بہی گئے تہے شیخ عبد النبی درس حدیث مین مشغول تہے آپکی طرف متوجہ نہین ہوئے۔ فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ درس نے رسمی تواضع سے مجکو باز رکہا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ درویش مخدوم سے باعتبار حالات چہوٹا ہے مخدوم کی طرف سے بس مہربانی ہی کافی ہے۔ اور یہ حدیث پڑہی۔ من[2] لم یرحم صغیرنا صدر الصدور یہ سنکر خوش ہوئے۔ اور دعا کی۔

مصرع خداے مہربانش مہربان باد؛

یاد شیخ موسیٰ

آپ باشندہ اُجین ہین شیخ چندن مندسوری کے مرید اور بڑے خلیفہ ہین۔ ریاضت۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنے مین۔ تمام اہل زمانہ مین فرد تہے۔ کم کہاتے کہاتے یہ حال ہوگیا تہا۔ کہ آپ کے بدن کا پوست رگون اور ہڈیون کے شمار کرنے اور دیکھنے سے پردہ داری نہین کرتا تہا۔ سانس لیتے وقت آپ کی پسلیون کی ہڈیان۔ دو چہریون کی رگڑ کی طرح آواز دیتی تہین۔ جس سال دار السلطنت آگرہ سے مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کو کوچ فرمایا تہا۔ اور دیپالپور سے ہی واپسی ہوگئی۔ اُس وقت مین خدا شناسان لشکر کی ملاقات کا خیال آپ کو سیر وسیاحت مین کہینچ لایا۔ شیخ ضیاء اللہ غوثی۔ قاضی صدر الدین لاہوری۔ قاضی جلال الدین۔ اور صدر الصدور شیخ عبد النبی ان اصحاب کی ملاقات سے نشاط اخلاص حاصل ہوا۔ صدر الصدور نے آپکو متوکل اور مستحق سمجھکر۔ ایک مناسب وظیفہ مقرر کیا۔ لیکن آپنے اُسکو عذر کرکے قبول نہین فرمایا۔ اور واپسین نفس تک کہ ہجری سنہ نو سو چیاسی تہا۔ زمانہ زندگی۔ مولی کے کام مین گذارا۔ بیت

---

[1] اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے۔ اُسکی بابت وہ پوچھا نہین جاسکتا ہے ۱۲

[2] یہ اختصار حدیث ہے۔ پوری حدیث یہ ہے۔ من لم یرحم صغیرنا۔ ولم یوقر کبیرنا۔ فلیس منا۔ ترجمہ جس شخص نے ہمارے چہوٹون پر رحم نہین کہایا اور ہمارے بڑون کا وقار نہین کیا۔ وہ ہم مین سے نہین ہے ۱۲۔

ہست با محبوب زبان بسان نسبت موسیٰ من	رب ارنی گر بگوید۔ لن ترانی بشنود

یاد شیخ ولی محمدؒ

آپ شیخ لشکر محمد عارف کے ماموں تھے۔ نادبوم قلعہ جانپانیر تھا۔ جو سابق فرمان روایان گجرات کا دارالخلافہ ہے۔ وحدت وجود کا جوش بہت کچھ تھا جس کے سبب سے آپ کائنات کے تمام ذرون مین۔ ذات کا مشاہدہ۔ صفات کے نقاب مین کیا کرتے تھے۔ آپ کے اولین پیر طریقت شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ مین بعد مین آپنے قطب الاولیا شیخ محمد غوث قدس اسرارہم کی خدمت سے ظاہری وباطنی کمالات کا حصہ لیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو بیاسی تھا۔ کہ احمد آباد سے برہان پور مین آئے۔ کم وبیش پانچ برس اجل نے لوگون کی رہنمائی کی فرصت دی۔ پہر ہجری سنہ ستاسی مین فرمان طلب صادر ہوا۔ نہایت تازگی چہرہ کے ساتھ قبول فرماکر حضور قرب کو روانہ ہوگئے۔ سید حسین قدس سرہ کی نزہتالارواح پر آپنے ایک شرح لکھی ہے جس مین متن کی تمام عبارتون کو توجیہ اور تاویل کے ذریعہ سے وحدت وجود کی طرف پہیر دیا ہے۔ شرح نہایت دقیق لکھی ہے۔ حقیقت دان عالم کی نگاہ نہایت غور اور خوض کے ساتھ اس کے مقاصد کی تہ کو شاید دور سے پہونچیگی۔ شیخ لشکر محمد عارف کہتے ہین۔ آپنے ایک دفعہ رات کو مجہے اپنے مجازی معشوق کے بلانے کے لئے بہیجا۔ اُس نے آنے سے انکار کیا۔ مینے واپس آکر خدمت مین اطلاع کی۔ آپ رو پڑے۔ مین اپنی دستار کے کونہ سے آپ کے رخسارہ پر جو آنسو بہ رہے تھے۔ پونچہنے لگا۔ یکایک میری نظر جو گوشہ دستار پر جاپڑی۔ تو کیا دیکہتا ہون۔ سب جگہہ خون کے داغ لگے ہوئے ہین۔ شیخ ابراہیم قاری جو غوث الاولیا کے امام تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کے بارہ مین مجکو کمال حیرت تہی۔ کہ مظاہر جمیلہ کے ساتھہ اس قدر تعلق خاطر ہوتے ہوئے۔ آپکا ایک مستحب بہی ضائع نہین ہوتا تہا۔ مصرع ہمیشہ حفظ ایزد روزیش باد۔

یاد شیخ حمید لار

جو شخص بہ زمانہ خردسالی مکتب مین۔ بہ زمانہ جوانی مدرسہ مین۔ اور بہ زمانہ پیری خانقاہ مین عمر گزاری کرکے مالک ہردوجہان ہوگیا۔ وہ غوث الاولیا کے خلیفہ ہین۔ جن کے باپ کا نام لار ہے۔ جن ایام مین علماے احمد آباد نے غوث الاولیا کی وجدانی باتون پر زبان اعتراض کہولی تہی۔ تو آپ نے اور شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی نے۔ اعتراضون کے رو مین منقولی اور معقولی جوابات دیکر ظاہر بینون کی دراز لفیان روکی تہین۔ آپ کی زاد بوم گجرات ہے۔ لیکن تقدیری کرشمہ گجرات سے آپ کو برہان پور مین

کھینچ لایا۔ حاکم برہان پور نے آپ کو عزت و توقیر کے ساتھ لیکر ضروریات کے بہم پہونچانے مین بہت عجلت کی۔ آپ کی عمر اسّی سے متجاوز ہو گئی تھی۔ بے سہارہ عصا کے آپ چلتے پھرتے تھے۔ شیخ القلوب کہتے ہین۔ ایک عرس مین اپنے پیر کے ہمراہ مین شیخ حمید کی ملازمت مین گیا تھا۔ مجلس سماع ختم ہونے کے بعد رخصت کے وقت میرے پیر نے شیخ کے قدمون پر سر رکھکر بہت کچھ عجز و نیاز کا اظہار کیا۔ مریدان ہمراہ نے بھی پیر کی پیروی کی۔ مگر عرض کیا۔ کہ اتنی زیادہ تواضع کا کیا سبب ہے۔ پیر نے فرمایا۔ ایسا درویش جس نے طفولیت سے لیکر زمانہ پیری تک حقیقی محبوب کے خیال مین دل۔ اور اُس کی یاد مین زبان مصروف رکھی ہو۔ اور اُس کے سوا کسی کے طرف متوجہ نہ ہوا ہو۔ آپ کی مانند نایاب ہے جواب سننے والون کو ایک بڑا وجد ہوا۔ اور رقت پیدا ہوئی۔ آپ کی خوابگاہ۔ اسی اسلامی شہر مین ہے۔ مصرع ع عاقبۃ محمود باد شہ بود چون اول حمید۔

یادِ شیخ جمال ابن شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم چندیری ہے۔ باپ کے ہمراہ رائسین سے اُجین آئے تھے۔ تصوف کے فارسی رسالون کا درس محققانہ دیتے تھے بالخصوص سید حسین کی نزہۃ الارواح پر شیرین اور تازہ تاویلات سے بہت کچھ لطیفے۔ اور رموز بیان کیا کرتے تھے۔ آپ کا باطن گوناگون الٰہی معرفتون سے آراستہ۔ اور ظاہر بالکلیہ جسمانی کاروبار سے معطل تھا۔ یہان تک کہ سوئی کے اندھا گا۔ بدون کسی بتانے والے کے آپ کے ہاتھ سے پڑ نہین سکتا تھا۔ سائل آپ کے سامنے سے خالی ہاتھ نہین پھرتا تھا۔ اور مہمانون کے ساتھ دوستی کرنے مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت کام مین لاتے تھے۔ ایک روز گھر کی خادمہ کچھ کھانا آپ کے پاس لائی۔ آپنے بھول سے چند لقمہ کھا لئے۔ خوش مزہ کھانا تنہا کھایا۔ اس خیال نے آپ کے دل مین تکدر پیدا کیا۔ ناچار باقی ماندہ کھانا۔ ہاتھ پر رکھکر۔ باہر آئے۔ اور باہر والون سے کہا۔ اس کھانے مین ایسی نعمت معلوم ہوئی ہے۔ کہ قیامت کے روز اُس کی شکر گزاری یا عذر سوائے اسکے خیال مین نہین آتا ہے۔ کہ وہ کھانا آپ لوگون کے ساتھ کھایا جاوے۔ بیت

مرا مگو کہ حرام از حلال نشناسم	شراب با تو حلال ست و آب بے تو حرام

شیخ تقی الدین محمد۔ آپ کی بہن کے بیٹے تھے۔ کہتے تھے۔ کہ ہجری سنہ نو سو چھیاسی مین شہنشاہ مان کی طرف سے شیخ منور صدر مالوہ تھے۔ ان کی خواہش پر اور عزیزان کی رفاقت مین شیخ جمال مندو (مانڈو) کی سیر کے واسطے گئے تھے۔ وہان پر ایک روز صبح کے وقت آپنے فرمایا۔ تھی۔ انسان کو بیمار کی طرح صحت کا عاشق نہین

ہونا چاہیئے۔ تاکہ واپسین نفس کے وقت ناروا علاج اور کام میں لائی ہوئی تلخ دوا۔ بیمار کے حق میں زہر ہلاہل کا حکم نہ رکھے۔ بلکہ تسلیم کی عادت اچھی ہے۔ کہ ایزدی ثنا اور دعا کو توشہ اور تعویذ جانے اور کسی علاج کو صحت کی دست آویز نہ سمجھے۔ اس نصیحت کے ذریعہ سے آپنے اپنے جلد جانے کی خبر دی۔ اور نیز یہ طریقہ بھی بتلایا۔ کہ بیمارداری کس طرح کی جاوے۔

نیز شیخ تقی الدین محمد کہتے تھے۔ کہ جب آپ منڈوسے پھر اُجین میں آئے۔ تو غرہ رمضان کی صبح کو خانقاہ کے صحن میں سر زانو پر رکھے ہوئے۔ عالم استغراق میں تھے۔ میرے پانوں کی آہٹ پاکر آگاہ ہوئے فرمایا۔ تم کون ہو۔ مینے عرض کیا۔ آپ کا فرزند تقی ارشاد فرمایا۔ باباتقی۔ اس کہنے میں بھی میری جانشینی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے بعد وہان سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک پتھر کا پاٹ پڑا ہوا تھا۔ وہ مجکو دکھایا کہ اس پتھر کا نصف حصہ پیشتر چھوٹے بھائی عبد القادر کی قبر کی لوح ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا نصف حصہ منتظر ہے کہ مزار جمال کی لوح بنے۔ اور قبر کی جگہہ بھی تجویز کی۔ اُس جگہہ انار کا ایک درخت تھا۔ اس کے سینچنے مین اہتمام فرمایا۔ اور اُسی روز مزاج مین دوسرا رنگ ہو گیا۔ شیخ منور صدر نے مژدہ سمجھکر پیغام دیا۔ مینے ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ شیخ کا مزاج بہت جلد مائل بہ تن درستی ہو جاوے گا۔ آپنے سنا متعجب ہوے۔ اور فرمایا۔ بیشک۔ صدر کی خبر درگاہ کی ہے۔ اور درویش کی بات بازاری ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ صوفی۔ اُخروی سفر کے وقت کو نہ پہچانے۔ اور اس سے بھی زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ آگاہ ہو جاوے۔ اور خوشحالی کے ساتھہ آمادہ نہ ہو۔ اور اس کو وصال نہ سمجھے۔ تاریخ ستائیسوین رمضان کی صبح کو ہجری سنہ نوسو ستاسی مین یہ مصرع پڑہا۔ مصرع پردہ بردار۔ کہ من عارض زیبا نگرم ؎ اور فرمایا۔ کہ دوسرے مصرع کی گنجایش کیونکر ہو سکتی ہے۔ کہ وقت مین ہی گنجایش باقی نہین رہی جلدی سے دوسرا مصرع بھی پڑہا۔ مصرع ورنہ از آہ جگر پردۂ عالم بدرم ؎ حسرت کا ہاتھہ زمین پر دے پٹکا۔ اور آنکھہ جہان سے بند کرلی۔

مصرع گوارا باد جام وصل اورا۔

یاد شیخ اولیا

آپ شیخ سراج کے بیٹے ہین۔ دنیا سے محجوبیت۔ آپ کی عادت تھی۔ مالی فربہی کو ورم سمجھتے تھے۔ اور سخاوت کے سبب سے مال ومنال کو لاغر رکھتے تھے۔ اور جو شے ہاتھہ پڑجاتی تھی۔ وہ حاجتمندون کو دیدیا کرتے تھے۔ گردش زمانہ آپ کو کالپی سے اُجین مین لے آئی۔ خاندان اور فرزند پیدا ہو گئے۔ ستر سال کی عمر مین

سفر حجاز کی توفیق ہوئی۔ اور آسودگانِ خاک مکہ کے ساتھ ہم خواب ہوئے۔ آپ نے تین لڑکے چھوڑے۔ شیخ قطب الدین
شیخ مودود۔ اور شیخ نظام۔ درمیانی صاحب زادہ کو ظاہری فضیلت اور معنوی سعادت حاصل ہے
حاجی الحرمین ہین۔ شیخ علی متقی کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت مین التزام کرکے۔ حدیث کی تصحیح کی۔
اور تلقین پائی۔ خدا کرے عمر دراز ہو۔ مصرع باد اشمار وصف گرامی بنام او۔ رحمہ اللہ

ہرونڈ یاد شیخ احمد ابن شیخ جلال جانپانیری

آپ شیخ محمود کے بڑے بھائی۔ اور شیخ صدرالدین ذاکر کے مرید ہین۔ کلام ربانی مسلسل مع معانی حفظ تھا
جب آپ تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو سننے والون کو ہوش نہین رہتا تھا۔ اور مستانہ سماع کرنے لگتے تھے۔ آپکے
چھوٹے بھائی (شیخ محمود) منڈو (مانڈو) مین تھے۔ اتفاقاً دونون طرف شوق دیدار کا ہجوم ہوا۔ اور دونون طرف
طاقتِ ضبط نہین رہی۔ ایکبارگی منڈوی بھائی بعزم گجرات اور گجراتی بھائی بارادہ منڈو سفر کو نکل کھڑے ہوئے
چونکہ آنے والا اور جانے والا کا راستہ جداگانہ واقع ہوا۔ اِس وجہ سے اس جگہہ والا اُس جگہہ جا پہونچے۔ اور
اُس جگہہ والا اِس جگہہ آپہونچے۔ کمال منت اور خدمت کرکے گجراتی بھائی کو جلدی لوٹ جانے سے ایک مہینے
تک باز رکھا غوثی اِس لطیفہ کو اپنی ازلی سعادت کا تم کرشمہ جانو۔ اور سمجھو۔ کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے
تمھارا خالی رہنا پسند نہین کیا۔ ایک کو یہان سے روانہ کردیا۔ تو دوسرے کو یہان بھیج دیا۔ تاکہ کمالات کی تحصیل
مین تم بیکار نہ رہو۔ القصہ ایک ہلالی دور کے بعد محمود العاقبۃ گجرات سے لوٹ کر آئے۔ اور دونون بھائیون
نے ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر۔ ایزدی شکر ادا کیا۔ چندروز بعد شیخ احمد کو اسہال کی بیماری ہوئی۔ حتیٰ کہ
زیست کی اُمید کو موت کا ڈر پامال کئے دیتا تھا۔ اِس اثنا مین شیخ شمس الدین زندہ دل شیرازی گوالیار سے
مراجعت کرکے منڈو مین آپہونچے۔ یہ شیخ شمس الدین غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین۔ اور بیجاپور دکن
مین مکان بنالیا ہے۔ اِن کے قدوم کی برکت سے بیمار کو کسی قدر افاقہ ہوا شیخ شمس الدین نے فرمایا۔ محمود۔
اب بھائی احمد کو اُن کے فرزندون مین پہونچا دینا چاہیے۔ مین بھی اپنی راہ مقصد چھوڑ کر ان کا راہبر۔ اور تمھارا
سفر کا رفیق ہون۔ چونکہ امسال مینے غوث الاولیا کے باطن سے اجازت لے لی ہے۔ کہ اب تم اور جاؤ۔
مجکو پیری بانڈکتی ہے۔ یہ زیارت۔ درویش کی آخرین زیارت ہے۔ اور بہت روز ہوئے ہین کہ بھائی شیخ
صدرالدین ذاکر سے نہین ملا ہون۔ اور شیخ وجیہ الدین علوی کو بھی نہین دیکھا ہے۔ عمر پوری ہوئے کو آئی
لہذا اس بہانہ سے گجرات جانا چاہتا ہون۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کو باہم وداع کرین۔ تینون عزیز بالاتفاق

گجرات ہوئے۔ لیکن شیخ احمد کو کامل تندرستی کی صورت پیدا نہین ہوئی۔ دو سال کے اندر کسی قدر بیماری جسم مین باقی رہ ہی گئی۔ یہانتک کہ آپ موت کی خطرناک منزل سے۔ دائمی زندگی کے ایمن آباد شہر کو ہجری سنہ نوسو اٹھاسی مین روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ برودرہ (بڑودہ)

یاد شیخ زکریا

آپ شیخ عبدالرزاق جہنجھانوی کے مرید ہین۔ نورانی باطن۔ اور روحانی شکل تہی۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین دہلی سے صوبہ مالوہ کا عزم کر کے چلے۔ جب قصبہ دہار مین ورود ہوا۔ تو یہان کی ہوا کی لطافت۔ لوگون کی ملنساری۔ اور عارف وقت شیخ معروف سعد اللہ کی صحبت آپ کی دامنگیر ہوئی۔ شیخ صدر جہان کہتے ہین جب آغاز سلوک مین مجکو صرف ایک کرشمہ دکہا کر فیض کا دروازہ بند کر لیا۔ تو مجکو ایک عجب انقباض پیدا ہو گیا۔ جس کے بعد انبساط کی کوئی صورت تہی ہی نہین۔ **القصہ** جمعہ کے روز جامع مسجد مین آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ آپنے میری فردبستگی معلوم کر لی۔ ازراہ مہربانی۔ انقباض طبیعت مین کسی قدر کشایش فرمائی۔ اور کہا غمگین نہین ہونا چاہیے۔ کیونکہ معشوق مذہب کا ڈہنگ اس طرح پر ہے۔ کہ اولاً ایک جہلک دکہا کر کسی مبتلا کو مزہ چکہا دیتے ہین۔ اور پہر بے نیازی کر کے اُس کے سینہ مین شوق کی پرورش کرتے ہین۔ اس وقت مین عاشق زبان حال سے یہ گاتا ہے **بیت**۔

بیک کرشمہ دلم را شکار خود کردی	اکنون کنارہ گرفتی چہ کار خود کردی	

آپ کی اس ہنرمندانی اور دلدہی پر مین سلوک سے باز نہین رہا۔ اور پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ کہتے ہین تمام عمر مجرد رہے۔ البتہ پیری کے زمانہ مین ایک مرید نے ایک کنیز پیش کی تہی۔ اُس کو چند روز خدمت مین رکہا تہا ہجری سنہ نوسو اٹہاسی مین آپ بہشت نشینون کے ہمنشین ہوئے۔ خوابگاہ دہار ہے مولانا غیاث کی تربت کے پہلو مین۔ **مصرع** بہشت جاودان ماوائے او باد۔

یاد شیخ صدرالدین ذاکر

آپ شیخ شمس کے بیٹے ہین۔ اور نام محمد ہے۔ زاد بوم جانپانیر۔ اور خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) آپ کے آبائے کرام سوداگری کے ذریعے سے گزراوقات کیا کرتے تہے پچیس سال کی عمر تہی۔ کہ آپ کو ترک اور تجرید کی توفیق ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو باون تہا۔ کہ قطب الاقطاب غوث الاولیا کی خدمت مین پہنچکر مرید ہو کے ہمیشہ ملازمت مین رہنا اختیار کیا۔ جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار کو معاودت فرمائی

تو آپ ہمراہ گئے۔ اور وہان پر جو اہر خمسہ کو تمام و کمال عمل مین لائے۔ نفس کے ساتھ جنگ کر کے۔ تقویٰ کو لڑائی مین غلبہ دیا۔ اور نفس نافرجام کو ہموار اور فرمان بردار بنایا۔ بعدہٗ خلافت کا خرقہ۔ اور تمام مشہور سلسلون کا اجازت نامہ حاصل کر کے اپنے وطن مین رہنے کی اجازت لی۔ علی ہذا القیاس تین دفعہ گجرات سے گوالیا کو گئے اور آئے۔ ایک بار پیر کی حیات مین اور دو بار پیر کی رحلت کے بعد **قدس سرہ** ہر دفعہ کی بازگشت مین منڈو (مانڈو) پر ہو کر گزر ہوا کرتا تھا۔ پچھلی مرتبہ کم و بیش ایک سال رہکر چلے **کینچھے** تھے۔ اور بہت سے صاحب استعداد منڈو والون کو اپنی بیعت اور تلقین کے حلقہ مین لا کر عرفانی اور وجدانی کمالات کو پہونچایا تھا منجملہ اُن کے شیخ امان اللہ ابن شیخ کمال الدین کاپوی ہین۔ جو پرہیزگاران جہان کے سرگروہ تھے۔ نیز شیخ عثمان ابن لادن قریشی۔ نیز سر دفتر متوکلان زمانہ شیخ کمنہ مجرو۔ جو بہت مدت تک شاہ میان جی مجذوب کے روضہ مین حجرہ کے اندر رہے۔ نیز شیخ جمال ابن شیخ بہکماری۔ اور راقم گلزار کی عمر بہی اُس وقت مین پندرہ سال تہی۔ مینے آپ کی ملازمت مین اہل زمانہ کے اسباب متعارفہ سے ہاتھ دہو کر بالکل بیکارون کا سا طریقہ اختیار کر لیا تھا جب آپ اپنے وطن کو تشریف لے گئے۔ تو خلفا مین سے شیخ محمود ابن جلال کو یہان والون کی پرورش اور رہنمائی کے واسطے قیام کی اجازت ہوئی۔ شیخ محمود سلوک اور تصوف کی منزلین طے کرنے مین یگانہ روزگار رہتے۔ تمام گجرات آپ کے خلفا اور مریدون سے بہرا ہوا ہے۔ چند اشخاص کے حالات یادداشت مین لکہونگا۔ جو صحیح صحیح معلوم ہوئے ہین۔ **انشاء اللہ العزیز**۔

القصہ آپ کی نظر مین کیمیائی اثر۔ اور بات مین مقبولیت کی تاثیر تہی۔ آپ کا باطن شوق اور ولولے سے لبریز اور ظاہر اتقا اور پرستش سے آراستہ تہا۔ آپ کے کرنے کے کام اتنے زیادہ تھے کہ رات دن مین بیکار ایک سانس بہی نہین گزرتا تہا آپ کی ریاضت داخل سلسلہ ہونے کے اولین روز سے واپسین نفس تک دم بدم زیادہ ہی ہوتی جاتی تہی۔ وجدان آپ کا جس قدر زیادہ ہوا۔ اُسی قدر خاموشی بڑہتی چلی گئی۔ **غوثی** خاموش ہو آپ کی تعریف انجام پذیر نہین ہے۔ آگے چلو۔ تاکہ بات ختم ہو۔ بالآخر جانپانیر کے ویران ہونے کے بعد آپنے گھر اور خانقاہ۔ بردورہ (بڑودہ) مین بنالی۔ جو جانپانیر سے تین منزل دور ہے۔ آپ بہت سے ارباب بصیرت کے پیشوا ہوئے ہین۔ ہجری سنہ نو سو نواسی مین حقیقی وصال کی تماشاگاہ کو رخصت ہو گئے۔

مصرع درجہان بے او نماند صدر شیخی رونقے۔

یاد شیخ چاون ابن عمر چشتی

آپ کی زاد بوم اجمیر ہے۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو پچاس میں اپنے وطن سے مالوہ کی سیر کے واسطے آئے تھے۔ چند روز قصبہ بغلی میں قلعہ منڈو (مانڈو) کے نیچے بسر اوقات کی۔ پھر منڈو کی بڑی جامع مسجد میں جو ایک طاق ہے۔ اُس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک ٹوکرہ بھر ریتی زمین پر پھیلائے رکھا کرتے تھے۔ اسی پر دن میں بیٹھتے تھے۔ اور اسی پر رات میں سویا کرتے تھے۔ ایک پرانی گدڑی پیوندوں سے بھری ہوئی ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ موسم سرما کے سوا اُس کو کبھی نہیں اوڑھتے تھے۔ نہ کسی کے گھر جایا کرتے تھے۔ نہ کسی سے کچھ مانگا کرتے تھے۔ اسی طریقہ پر تقریباً تیس سال اُس جگہ توکل میں زندگانی گزاری۔ ہجری سنہ نو سو اڑسٹھ میں جب کہ صوبہ مالوہ باز بہادر پسر سجاول خان افغان کے قبضہ سے نکل کر فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ کے قبضہ میں آیا۔ اور وہ بدنصیب کوہستان بگلانہ میں بھاگ کر جا چھپا۔ تو بخشیان صوبہ نے سرکار منڈو کو پیر محمد خان کے نام سے جاگیر میں دیدیا۔ اور اس کے متعلق تین ہزار سوار کی تنخواہ کر دی۔ اس کے دوسرے سال صاحب جاگیر شیخ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور یہ کہ ملک خاندیس۔ ساتویں صدی کے نصف سے فاروقی طبقہ کے قبضہ میں ہے۔ اس کی فتح کے ارادہ کے متعلق کچھ گزارش حال کیا۔ آپنے اجازت نہیں دی۔ بلکہ فسخ ارادہ کے لئے اشارہ فرمایا۔ اُس نے گوش قبول سے نہیں سنا۔ اور لشکر کشی کا اہتمام کیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ شکست کھا کر لوٹا۔ خاندیس کی فوج نے تعاقب کنان اس طرح آملایا۔ کہ اتنی گنجائش اور فرصت بھی نہیں رہی۔ کہ کشتی کو طلاح لوگ اُس کنارہ سے اس کنارے لے آویں ناچار گھوڑا دریائے نربدا میں ڈال دیا۔ پانی ڈباؤ تھا بہت سے سواروں کے ساتھ ڈوب گیا ۱۵؎

فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔

مذکورہ بالا خرق عادت دیکھنے کے بعد۔ اکبر شاہی اولیائے دولت۔ جو ملک مالوہ میں جاگیر دار ہوئے آپ کے ساتھ نہایت نیک اعتقادی سے پیش آتے تھے اور آپ کی باتوں سے انجام حالات کا تفاول کیا کرتے تھے۔ ہجری سنہ نو سو نوسی تھا۔ کہ آپنے دریدہ اور بوسیدہ ناسوتی چادر جس کو کون و مکان کے نساجوں نے ۱۶؎ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ کے عنصری تانے بانے سے بنا تھا جان کے کاندھے پر سے اُتار دی۔ اور بجائے اسکے بیش بہا لاہوتی چادر جس کو اسماء و صفات کے ریشم بافوں نے ۱۷؎ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ

۱۵؎ - پھر ان کو جیسا کچھ (ریلا) ان پر آیا سو آیا ۱۲ ۱۶؎ وہ پیدا کیا گیا ہے پانی (یعنی قطرہ منی) سے جو اُچھل کر نکلتا ہے ۱۲ ۱۷؎ پھر جب ان کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا ۱۲۔

کی تجلیات کے زرین تارون سے بُنا ہے۔ بغل مین داب لی۔ اور حضور وحدت کو روانہ ہو گئے۔ سلطان ہوشنگ غوری کے گنبد کے باہر جو صحن ہے۔ اس مین آپ کی قبر تیار ہوئی۔ مصرع سیرگاہش گلشن دیدار باد۔

یاد مولانا روح الدین

آپ کی زاد بوم لار۔ اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے۔ مولانا عماد طارمی کی بہن کے بیٹے ہین۔ لار سے براہ ہرمز آئے۔ اور دکن کے بندرون مین سے کسی ایک بندر مین ظہور فرمایا۔ احمدنگر کا فرمان روا برہان نظام الملک تھا۔ اُس نے شائستگی کے ساتھ آپ کو نہین لیا۔ لہذا آپ نے وہان سے برہان پور کا عزم کیا۔ یہان کے سپالار نے نہایت دل توجہ سے آپ کی آؤبھگت کی۔ اولاً آپ کے واسطے گھر اور مدرسہ قرار دیا۔ پھر چند روز بعد حاکم صوبہ نے کمال آرزو۔ اور عاجزی کے ساتھ آپ کو اپنے علاقہ کا قاضی القضاۃ بنایا۔ آپ کئی برس تک عقلی و نقلی علوم کا درس دیتے رہے۔ بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے فضیلتین حاصل کین۔

مصرع اوج روحش ذروۂ اعلیٰ بیان

یاد شیخ حسن محمد

آپ شیخ صدرالدین محمد فکری کی بہن کے بیٹے ہین۔ زاد بوم اور خوابگاہ دونون جانپانیر مین ہین۔ توکل اور تسلیم نے آپ کے باطن مین گھر بنالیا تھا۔ گدڑی اور پیراہن کو اپنی درویشی کا نشان نہین سمجھا۔ آپ قبا وغیرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ جس سے فقر کا چہرہ چھپ جاتا تھا۔ احوال کے چھپانے مین آپ اس قدر کوشش کرتے تھے کہ برسون تک دوستان محرم کو آپ کی تہی دستی اور فاقہ کشی پر اطلاع نہین ہوتی تھی۔ جب آپ کے قطع اسباب کی حقیقت ظاہر ہو گئی تو ایک روز آپ کے ماموں نے آپ سے کہا۔ کہ ظاہری اسباب کو ہاتھ لگانا۔ کچھ حقیقی توکل کے منافی نہین ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اسباب متعارفہ سے جو توسل قطع کیا گیا ہے۔ یہ توکل کی راہ سے نہین ہے۔ بلکہ ہمت کے سامنے دنیا اور ما فیہا کی حیثیت دور بین نظر مین ایک رائی کے دانہ سے بھی کم معلوم ہوتی ہے۔ اور بے شمار شرکا اس مین دل الجھا کر تلاش مین پڑے ہوئے ہین۔ ناچار غیرت اور شرم نے مجکو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے تئین چند فرمان برداران ہوس کا شریک نہ بناؤن۔ اور ممتاز حیثیت سے زندگی بسر کرون بیت

با لشکرے شریک شدن ہست خردی	در خردے کہ نیستی و ہمنشیں یکے ست

مصرع دوستان را باد روزی شمۂ از ہمتش

یاد مولانا عبدالجلیل جونپوری

آپ عزیز الحق کے خلیفہ ہین۔ صاحب فضیلت اہل کمال۔ ریاضت شعار۔ اور با عرفان تھے۔ کتب متداولہ کا محققانہ درس دیا کرتے تھے۔ اکثر گرسنگی کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب وجد ہوتا تھا۔ یا رقت ہوتی تھی تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے او پر علیہ سالک کی صورت مین تجلی فرماتا ہے۔ ہجری سنہ نو سو نواسی مین حجاز کے مبارک سفر کا عزم کیا تھا۔ ناگاہ آپ کے پیر کی خانقاہ مین بے باک بد معاشون کی ایک جماعت گھس آئی۔ اور آپ کو شہید کر دیا۔ اُسی جگہ قبر بنائی گئی۔ مصرع

شہید خنجر تسلیم ما بادو دان دارد

یاد شیخ حسن پور شیخ عبد اللہ قریشی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون کالپی مین ہین۔ شیخ برہان انصاری کے مریدین فارسی شعر کا مذاق اور نظم کا رنگ قدیمانہ تہا۔ رسمی علوم سنجیدگی کے ساتھ تحصیل کئے تھے۔ گروہ وحدت کی اصطلاح پر عاقلانہ گفت و گو کیا کرتے تھے۔ اور سنا کرتے تھے۔ سماع کی مجلس مین کم ترجایا کرتے تھے۔ اور جو بطور استفادہ ہوتی تھی اُس مین ہمیشہ بیٹھا کرتے تھے۔ ملک الشعرا شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی نے آپ کی رحلت کا سال کان فضایل پناہی سے نکالا ہے۔ جو ہجری سنہ نو سو نواسی ہے مصرع باد از نزول او بمقام ہمدان ✝

یاد راجی سید مصطفیٰ

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید مبارک ابن سید محمود ابن سید نور ابن سید حامد شاہ ہے۔ اور سید حامد شاہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپ کے درویشانہ اخلاق اور صوفیانہ اطوار تھے۔ آپ کی طبیعت۔ ناموافق چیزون کی برداشت نہین کر سکتی تھی۔ زندگی کمال ظریفانہ طور پر بسر کیا کرتے تھے۔ بیرونی پاکیزگی۔ اور اندرونی صفائی۔ آپ کے خمیر مین داخل تھی۔ سرود اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ لیکن ہر ایک نغمہ پر آپ کا دل بے قابو نہین ہوتا تھا۔ جب تک گانے والا۔ اور بجانے والا۔ ایسے کامل نہرے آراستہ نہین ہوتا تھا۔ جو علم موسیقی مین رکا رہے۔ تب تک آپ کو نہ وجد اور رقت کی حالت پیدا ہوتی تھی۔ اور نہ تقیید کی پستی سے اطلاق کے اوج کو پہونچتے تھے۔ اس صورت مین آپ کا معنوی سکر طول کھینچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت مین دامادی کی نسبت تھی۔ اور قطب الاقطاب کی لڑکی سے کئی فرزند ہین۔ منجملہ اُن کے ایک راجے سید محمد ہین۔ جو اپنے بزرگوار باپ کے جانشین ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کی

اجداد کے کمالات پر پہونچاوے - جب ہجری سنہ نو سو چوراسی مین عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر دار الخلافہ آگرہ سے مالوہ کی طرف کوچ کر کے آیا - تو تمام مشائخ - فقرا - فضلا - قضات - اور شعرا لشکر کے ہمراہ تھے - راقم بزرگون کی ملازمت کا تشنہ ہی ہے - جب یہ خبر سنی - تو بیتاب ہو کر گھر مین نہ بیٹھ سکا - جو بزرگانِ شہر - سیر لشکر کے واسطے روانہ ہوئے تھے - اُن کے ہمراہ مینے بھی عزم کیا - اِس سلسلہ مین راجہ سید مصطفیٰ کے دیدار سے ظاہری اور باطنی آنکھین منور ہوئین - اور الٰہیات والون کی بزرگ انجمن مین - بارہا شامل ہوا یہ انجمنین ایسی بافیض تھین - کہ ایک چلہ ریاضت کا فیضان ہر ایک مجلس مین شرکاے مجلس پر نثار ہوتا تہا - بالخصوص اُس مجمع مین جو شیخ ضیاء اللہ ابن غوث الاولیا **قدس اللہ اسرارہم** کے خیمہ مین فراہم ہوتا تہا - ہر ایک طرف سے **الحوصلہ الحوصلہ** کی آواز اور **الاستعداد - الاستعداد** کی فریاد - بلند ہوتی تھی - وہ شخص عجب سعادت مند مدہوش ہے - جس کی طلب کا پیالہ اس وحدت کی شراب سے مالامال ہو جاوے -

یاد شیخ شمس الدین

آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تھا - اور آپ خیرازی ہین - مرقد آپ کا بیجاپور دکن مین ہے - کسی قدر حالات آپ کے اس طرح پر ہین - چودہ سال کی عمر تہی - کہ آپنے علوم متداولہ تحصیل کر کے تفسیر بیضاوی شریف پر حاشیہ لکھا تہا - نرماں روایان پارس کی نسل سے ہین - جب سلطنت بنی اعمام (چچا زاد بھائیون) کے ہاتہ مین پہونچی - تو آپ کے ساتہ بد اخلاقی اور کوتہ نظری کا برتاؤ ہوا آپ کی والدہ ماجدہ نے فرزند کی سلامتی کے واسطے یہ رائے قائم کی - کہ تم کو اس ملک سے سفر کر جانے کے سوا - چارہ نہین ہے - جب حکومت زمین ہی نہین رہی - تو دوسرے بیٹون کے ساتہ توسل اختیار کرنے سے درویشی اچھی ہے - آپ نے مان کا فرمانا قبول کیا - مادر مہربان نے وقت روانگی دو نصیحتون کو آپ کی راہ کا توشہ بنا لیا (اول یہ) کہ اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا جو زمانہ کا قطب اور نیز غوث ہو (دوسرے یہ) کہ جب تک زندہ رہو - اِس ملک مین واپس آنے کی خواہش نہ کرنا آپنے والدہ کی رائے کے بموجب قلندری لباس مین آکر - عراق عرب کے راستہ سے ہر ایک شہر مین گذر کیا - اِس سیر و سیاحت کے سلسلہ مین جہان کہین پہونچے - پیر کی تلاش نہین چھوڑی - لیکن تقدیر نے آپ کی خلاف مین یہ بات نہین آنے دی - کہ کسی بزرگ کے آمنے سامنے ہو کر بیعت ہو جاوین - یہان سے آپ جزیرہ دیو مین آئے - وہان پر ایک درویش صاحب سے ملاقات ہوئی - جن کا دیدار دیکھکر ایک قسم کا انجذاب پیدا ہوا - لہٰذا

آپ چندے وزنان کی صحبت مین رہکر آزمایش دل کے درپے رہے - اس اثنامین خبر ملی - کہ شیخ محمد غوث قدس سرہ جوان درویش صاحب کے پیر ہین - گوالیار کی طرف سے ہجرت فرماکر احمد آباد مین آئے ہین اور میدان مین سب سے سبقت لے گئے ہین - آپنے یہ الہامی پیام سنکر خوشی کے ساتھ آنکھون سے احمد آباد کا راستہ طے کیا - اور خانقاہ کا پتہ لگاکر حاضر دربار ہوئے - ایک اخروٹ ہاتھ مین لیکر قلندرانہ سامنے گئے عقل اور خواہش جس قدر بھی تھی - تمام وکمال ایک ہی دیدار کے نذر ہو گئی - خیالات اور سوالات جو ضمیر مین بھر رہے تھے سب فراموش ہو گئے - اس عالم بیہوشی مین قطب الاقطاب نے آپ کا ہاتھ مع اخروٹ کے پکڑ لیا - اور فرمایا - تم میرے مرید ہوئے - آپنے جواب دیا - ہان بالآخر - چند سال خدمت اور ریاضت کی بدولت اپنے اخلاق اور اوصاف کی تہذیب و تبدیل کرکے مالک ہر دو عالم ہو گئے - باشندگان صوبہ دکن کی رہنمائی کی اجازت ملی - آپ فرمایا کرتے تھے - جب مین مالوہ سے چلا تھا - تو کئی سیر گیہون نوشیں مین رہ گئے تھے - جب بیجاپور مین پہونچا - تو آبادی سے پانچ کوس دور ایک خوش ہوا ٹیلہ تھا - وہان پر رہنے کا ٹھکانا کر لیا - اور وہ باقی ماندہ گیہون بلندی کے دامن مین بکھیر دئے - ہر سال اُگ آتے تھے - مین بقدر صرفہ اُٹھا لیا کرتا تھا - اور باقی ماندہ زمین پر گر پڑتے تھے - پھر فصل پر اُگ آتے تھے - اُسی طرح ھلم جرا جب گزرا وقات کے لائق قوت اس طور پر مقرر ہو گئی - تو مین کسی سے کچھ نہین لیتا تھا - اور باوجودیکہ تمام مشہور خانوادون مین مجکو اجازت تھی - لیکن جب تک پیر نے اپنی صورت ظاہر بینون کی آنکھ سے نہین چھپائی - کبھی مرید کرنے کا خیال بھی نہین ہوا - بعد مین شیخ عبد الغفور نام ایک جوان صاحب استعداد تھے - ان کو اپنی خدمت مین قبول کیا - اور نیز ان کی تربیت مین ہمت بھی کام مین لائے - شیخ عبد الغفور کو اپنے مکان مین چھوڑ کر - ایک سال درمیان آپ اپنے پیر کے روضہ کی زیارت کو گوالیار - جایا کرتے تھے - اور جانے مین اور آنے مین دونون دفعہ منڈو (مانڈو) پر سے گزرا کرتے تھے اور راقم کے محلہ مین اُترا کرتے تھے - راقم علم تکسیر اور جفر جامع مین آپ کا شاگرد ہے - خلاصہ کلام یہ - کہ ایزدی اسرار کے ہنگامہ مین عجب رونق آئی تھی - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین زیارت کرنا چھوڑ کر تین سال تک اپنے مکان مین حق پرستی کرتے رہے - پھر ہجری سنہ نوسو نوے مین اخروی سفر پیش آگیا - وہی مرید شیخ عبد الغفور تکیہ مین پیر بزرگوار کا طریقہ جاری رکھتے ہین - خدا اور زیادہ توفیق دیوے - مصرع

زندہ دل رفت و بود زندہ دلی؟

یاد شیخ عبدالوھاب افغان

آپ شیخ فضل احمد - ابن حسین ملتانی چشتی کے مرید ہین - خوانگاہ اور زاد بوم دونون منڈو مین ہین
جوان سپاہی تھے - یکایک آلہی جذبہ پیدا ہوگیا - اور اُس کی جولانی نے آپ کے باطن کو انانیت کے خس وخاشاک
سے جھاڑ بہار کر پاک و صاف کر دیا - اپنی وضع اور طرز چھوڑ دی اس خیال سے کہ مرد مین معنی مردانگی نہین ہے
اور بظاہر عورت بھی نہین ہون - پس بہتر ہے کہ اپنے تئین عورت اور مرد دونون کی لباس اور زیور مین تقسیم کردن
اس بنیاد پر آپ اپنے نصف حصہ جسم کو زنانہ لباس اور زیور سے آراستہ رکھتے تھے - اور دوسرے نصف
حصہ کو مردانہ لباس اور روش مین رکھتے تھے - مدتون تک اسی طرز کے ساتھ بسر کی - بالآخر جب جذبہ کا
جوش فرو ہوا - گدڑی پہن کر سیر و سلوک مین داخل ہوئے - کشور کار کی شعاعین آپ کی پیشانی سے نمایان
تہین - کسی آدمی سے تمام فقر کے اوقات مین فتوحات کے طور پر کچھ نہین لیا - لیکن لکڑیون کا گٹھہ
جنگل سے لا کر بازار مین بیچ آیا کرتے تھے - اُس کی قیمت کے تین حصہ کرتے تھے - ایک حصہ عیال پر صرف
کیا کرتے تھے - دوسرا حصہ اپنی خوراک کے خرچ مین رکہا کرتے تھے - اور تیسرا حصہ بیچارون اور یتیمون کو تقسیم کر دیا
کرتے تھے - اس طریقہ سے وجہ معاش بہم پہونچایا کرتے تھے - اور کمایا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو نوے مین اپنا
ظاہری چہرہ عالم خاکی سے چھپا کر روحانیون کی بزم مین جا کہولا -

یاد شیخ منور

آپ شیخ نور اللہ ابن قاضی معز الدین ابن قاضی اللہ داد - ابن قاضی محمد شرعی کے فرزند ہین - قرنغ
گروہ مین سے ہین - آپ کے چوتھے باپ کا وطن زمین توران مین تھا - اُن کو حادثات زمانہ سے ویرانی
نے آگھیرا - ناچار ہند کی طرف آنے کا اتفاق ہوا - سرکار میوات مین ایک قصبہ جھرادت نامی ہے - صاحب
موصوف سیر کنان - اس قصبہ مین آپہونچے - اور رسمی علم کی تحصیل پر دل نہاد ہوئے - بالآخر انہین اطراف
کے کوہستان مین کمین گوشہ اختیار کرلیا - اور اندرونی آلائش اور بیرونی لوث کی شست و شو مین مصروف
ہوئے - چند روز نہین گذرنے پائے تھے - کہ اُس ملک کے چھوٹون بڑون کی اُنگلیان قاضی محمد کی طرف
اُٹھنے لگین - اور نیک کرداری مین نامور ہوئے - اتنے مین قاضی قصبہ کی قضا آگئی - گاؤن کے مقدم اور
نیز دیگر بڑے بڑے لوگون کے ذہن نشین یہ بات ہوئی - کہ قصبہ کے قضیون کے تصفیہ کا اختیار قاضی محمد
کے قبضہ اقتدار مین دیا جاوے - اس تجویز پر سب کا قرارداد ہو کر قاضی محمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور

اس قرارداد کے متعلق گزارش کامنت اور سماجت کے ساتھ شامل کر کے بہت کچھ کوشش کی۔ مگر قبولیت کا جواب نہین ملا۔ بااینہمہ بہت مدت تک اس گفت وگو کا سلسلہ منقطع نہین ہوا۔ یہان تک کہ ایک رات عالم مثال مین حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ محمد۔ تمہاری نشست شریعت کی مسند پر ازل مین پسند کی گئی۔ اور فرعی لقب عنایت ہوا ہے۔ اس سبب سے قاضی محمد فرعی کر کے شہرت ہوئی۔ جب ایسا واقعہ پیش آیا۔ تو مجبور ہو کر اس بزرگ منصب کا بار اٹھانا قبول کیا۔ وہ فرزندون تک یکے بعد دیگرے اس مبارک مسند پر جانشین ہوتے رہے۔

جب شیخ منور کی باری آئی۔ تو منصب قضا اختیار کرنے سے پہلے۔ آلہی جذبہ نے آپ کی ہستی کو سر سے بالون تک ایسا جکڑ بند کیا۔ کہ وطن سے نکلکر۔ رہنما پیر کی جستجو مین پاے تلاش آبلہ ناک ہوا۔ جہان کہین کسی درویش کا نام سنا۔ ضرور ملازمت مین پہونچکر فیض حاصل کیا۔ کہتے ہین۔ ایک رات عالم خواب مین ایک دلکشا میدان کے اندر ایک مزار نظر آیا۔ چاہتے تھے۔ کہ اُس عنبرین خاک کو بوسہ دین۔ یکایک اُس قبر کے اندر سے ایک ہاتھ نکلا۔ آپنے مریدون کے طریقہ پر مصافحہ کیا۔ اور مجاورون سے دریافت کیا کہ یہ قبر کن خداشناس بزرگ کی ہے۔ جواب پایا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی۔ یہ خوشخبری پاکر دل باغ باغ ہوا۔ صبح ہوتے ہی شادان اور فرحان ناگور کی طرف چل نکلے۔ یہان پر خواجہ خانون کی خدمت مین آپ کو فیض ہدایت حاصل ہوا۔ پہلا ہی دیدار کرنے پائے تھے۔ کہ تن تمام و کمال دل ہو کر گرویدہ اعتقاد ہوا اور ارادہ بیعت خاطر مین استحکام کے ساتھ جما۔ ہنوز اس مصمم عزم کو خانہ خیال سے میدان گفتار مین نہین لائے تھے۔ کہ ضمیر شناس خواجہ نے فرمایا۔ منور۔ ہمنے تم کو اپنی بیعت کے فروغ سے درجہ سعادت دیا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ صرف اسی قدر بیان پر اکتفا کر کے بیعت کے طور پر خواجہ نے ہاتھ نہین پکڑا۔ اور فرمایا۔ تم پیشتر ہی۔ دست بوسی کی دولت سے کامیاب ہو چکے ہو۔ عالم خواب کا واقعہ یاد کر کے۔ اور زیادہ اعتقاد بڑھا۔ کیا سفر مین اور کیا حضر مین آپنے بہت مدت پیر کی ملازمت مین گذرانی اور ناگور سے ساتھ ہو کر جنیدیری مین۔ اور جنیدیری سے گوالیار مین آئے۔ پیر نے چند روز بعد گوالیار مین خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنے ہمراہ آپ کو آگرہ میں لے گئے۔ اور جگہہ دکھلائی۔ کہ اس جگہ اپنا تکیہ بنالو چنانچہ حسب ارشاد مرشد۔ واپسین سفر تک کہ تاریخ ستائیسوین ذی قعدہ ہجری سنہ نوسو نوے تھا۔ اُسی قیام کی زمین مین رہے جب تک جیے۔ اور اسی مین مر گئے۔

کہتے ہین شیخ جنید ابن شیخ بہاء الدین مفتی - ایک روز ادہم خان کو شیخ منور کی خدمت مین لے کر آئے - ادہم خان دیر تک کھڑا رہا - جب عرض کیا گیا - کہ فلان خان کھڑا ہے - فرمایا - کیون نہین بیٹھتا ہے - اُسنے نذر پیش کی - آپنے قبول نہین فرمائی - اور فرمایا - شہر مین جو لوگ اس کی خواہش رکھتے ہین - ان کو تقسیم کر دو - اس کے بعد ادہم خان نے دعا کے واسطے عرض کیا - تو آپ خاموش ہو رہے - آنے والا پریشان حالی کے ساتھ خدمت سے اُٹھا - جب ہم نشینون نے دعا نہ کرنے کا سبب دریافت کیا - تو آپنے جواب دیا کہ اس کے سر مین فرمان روائی کی آرزو بھری ہوئی ہے - حالانکہ اس کے تن پر سر نہین ہے - پھر ہمت کیون کر امداد کرے - کہتے ہین انہین ایام مین اتکہ خان نے اُس کو قلعہ آگرہ کے اوپر سے ڈال کر نیستی کے مکان کو روانہ کر دیا -

یاد شیخ یوسف بنگالی رحمہ اللہ

قرطاسی علوم کے واسطے آپ کا دل - کتابون کا صندوق تہا - اور آپ کی زبان مجلد کتابون کی دوکان تہی - آپ نے آغاز جوانی مین عرفی علم کی تحصیل کے واسطے اپنی ناد بوم سے غربت اختیار کی تہی - مہربان تعلیم دہندہ اُستاد کی تلاش مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو - اور ایک دیہ سے دوسرے دیہ کو چلے پہرے - بالآخر ازلی ہدایت نے آپ کو احمد آباد گجرات مین خدیو نشاتین قطب مدار علمین شیخ وجیہ الدین احمد علوی کی ملازمت مین پہونچایا - جب تمام نقلی اور عقلی فنون کو تحصیل کر لیا - تو شیخ علوی کی خدمت سے برہان پور کی اجازت ملی - آپنے اُس جگہہ پہونچکر - شیخ سالم کی ہمسائگی مین گوشہ اختیار کیا - علم طب مین شیخ سالم کے بیان کو جالینوسی حکم اور نفس کو مسیحائی حکم حاصل تہا - چند روز بعد شیخ سالم نے اپنی لڑکی آپ کو دیدی - گہر اور سامان دونون ہم پہونچ گئے - بہت مدت تک آپنے درس دیا - لیکن تصوف کی تعلیم سے ہمیشہ احتراز کیا کرتے تہے اور اگر کوئی آرزو مند صند کر بیٹھتا تہا - تو آپ اُسکو حقیقت آگاہ شیخ طاہر یوسف سندہی کے درس مین بہیج دیا کرتے تہے مسیح القلوب - لبعض علوم مین - اور دریائے فضیلت و کمال شیخ پیر محمد حلیم - اکثر علوم مین آپ کے شاگرد ہین شیخ پیر محمد حلیم - آج کے روز اس درجہ کے آدمی ہین - کہ چہوٹے بڑے - اور مسافر و مقیم ان کے درس سے فیض حاصل کرتے ہین - ایک روز شیخ یوسف کے داماد شیخ سکہچی نے جو حکیم عثمان بوبکان کے شاگرد ہین - مسیح القلوب کی خدمت مین عرض کیا - میرے خسر نے والپسین سفر کے وقت وصیت کی تہی - کہ میرے فرزندون کو حقائق نثار حقیقت آگاہ شیخ طاہر ابن یوسف کے درس مین تبرکاً جا کر دو تین حرف پڑھ لینا چاہیے - اس پڑہنے کی برکت کا اثر آخر مین ظاہر ہوگا - اب آپ کے دو فرزند عبد اللہ اور عبد الرحمن نے چونکہ پدر بزرگوار کی وصیت پر عمل کیا -

اسواسطے اُن کو علم - فضیلت - حق شناسی - اور خدا پرستی یہ جملہ صفات حاصل ہو گئے ہین - یوسفی خوابگاہ
مصر برہانپور مین ہے - **مصرع** علوش رہنمائے مین حق باد -

یاد شیخ ابراہیم قاری شطاری

آپ کی زاد بوم سندہی شیخ لشکر محمد عارف کے مرید ہین - آپ کے افعال کا دامن رعونت کی گرد سے
غبار آلودہ نہین ہوا تہا - اور آپ کے مراقبہ کا گریبان خود فروشی کے تکمہ سے خالی تہا - آپ کئی نوع کے
خطوط اُستادانہ لکہنا جانتے تہے - علم قرۃ مین اہل زمانہ کو جبرئیلی لہجہ سکہایا کرتے تہے - چنانچہ آپ کے پیر - اور
مسیح الانقلوب دونون تجوید قرآنی مین آپ کے شاگرد ہین - آپ کے پیر نے چند روز فتوحات کی آمد اپنے اوپر
حرام کر لی تہی - آپ پچیس سال تک لکڑیان جنگل سے لاکر فروخت کرتے رہے - اور اُس کی قیمت جو کچہہ آتی تہی
وہ خوراک پیر مین صرف ہوا کرتی تہی - **القصہ** جب آپنے اپنے پیر کے ہمراہ احمد آباد مین غوث الاولیا
قدس سرہ کی ملازمت کی - تو غوث الاولیا نے بہت کچہہ توجہ فرما کر آپکو نماز مین اپنا امام بنایا - اس
کے بعد آپنے گیارہ سال تک خاص غوث الاولیا کی امامت کی - اور لاہوتی فرغ لقب پایا - مسیح الانقلوب کے
بحوالہ بیان پیر روایت ہے - کہ فرماتے تہے - آپ فرض عشا سے فارغ ہونے کے بعد آٹہہ رکن کا شغل شروع
کر دیا کرتے تہے اور صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک جاری رکہتے تہے - اور استیلاء عشقیہ کے شغل کو ایک
سانس مین چوبیس بار پورا کرتے تہے - لیکن آزادگی اور بیخودی کو زمانہ کی نیرنگیون کے ہاتہہ بیچتے نہین تہے - اس
قول کی تصدیق اس طرح پر ہے - کہ ایک روز مولانا حافظ صدر سندی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - ہمارے
حاکم محمد شاہ فاروقی نے فرمایا ہے - ایک دیرینہ سال ضعیف شخص قرآن پڑہانے والا جو اصول قرۃ جانتا ہو -
پیدا کرو - تاکہ ہم اُس کو پردہ نشینان حرم کی تعلیم پر مقرر کرین - اب بہت کچہہ تلاش کے بعد مذکورہ بالا صفات کے
ساتہہ موصوف آپ کو پایا ہے - اگر اجازت ہو - تو اس کی تجویز عمدگی کے ساتہہ کیجاوے - آپنے فرمایا مین
نظرباز پیر ہون - میری سال خوردہ صورت پر نگاہ نہین کرنی چاہیئے - لراقمہ

ہر ظاہر من نگہ روا نیست	گاہے کف پا و گہ عذاریم
بگمار نظر اگر توانی	بر باطن ما کہ حسن ساریم

کیونکہ میری آنکہہ اور میرا دل ہنوز میرے قابو مین نہین ہین - لہذا بہتر یہی ہے - کہ اس خیال کو ہی چہوڑدو
مجکو اور نیز خود کو خطرناک گرداب مین نہ ڈالو - تاکہ مین ہم عمرون کی تخجالت کا باعث نہ بنون - اس طرح کی بے قید

گفت وگو سے اپنی وضع داری کو آپنے تبدیل نہین فرمایا - اور آزادی کا دامن سبز باغ دکھانے والے ہاتھ میں جانے نہین دیا - توکل اور تواضع مین استحکام کے ساتھ قدم جمائے رکھا لباس درویش نما رکھتے تھے - ہر ایک طرز کے ساتھ خواہ سلا ہوا ہوتا - یا بے سلا ہوا ہوتا - برہنگی کا علاج کر لیتے تھے - ایک روز آپنے سنا کہ ایک شخص ایسا کہتا ہے - کھانا کھانے کے وقت - روزی دینے والے خدا کا نام یاد کرنا چاہیئے - اس کا جواب آپنے دیا - آفرین ہے - تم کو - لیکن ابراہیم کے نزدیک توصوفی وہ ہے - جو حقیقی رازق کے مشاہدہ کے بدون کھانے پر ہاتھ ہی نہ بڑہاوے - ہجری سنہ نوسو اکیانوین مین آپ کی زندگی کی صبح - کوچ کی شام سے جا ملی - خوابگاہ برہان پور - مصرع صبح وشامش باد لطف ودودی حور -

یاد شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ قدس سرہٗ

آپ نے تجرید کا پانون ہمت کے کاندہے پر رکھہ چھوڑا تھا - اور تعلقات کی پابندی اور خود اجنبات کی دوستی سے انکاری سرہلاتے تھے - ایسی حالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ اجل شانہٗ کی یاد - اور بندگی مین آپ کا ظاہر وباطن آراستہ تہا - آپ - کے فرزند شیخ عابد کہتے ہین - میرے بزرگوار باپ کے گہر مین - پرانی چٹائی کے سوا - دیگر اساس البیت مین سے کچہ نہین تہا - مگر ہمیشہ دہلیز کے کواڑون مین زنجیر لگی رہتی تہی - جب کوئی شخص آپ کی ملاقات کے واسطے دروازہ پر آتا تھا - اور آپ چاہتے - کہ اندر بلایا جاوے - تو خود باہر نکلکر دروازہ کہول دیا کرتے تہے - اور حجرہ تک ہمراہ آتے تہے - جب وہ شخص لوٹ کر جاتا تہا - تو مشایعت کے واسطے دروازہ تک جاتے تہے اور پہر بدستور زنجیر لگا کر خلوت خانہ مین چلے آتے تہے - الغرض ہمیشہ اسی طرح سے لوگون کے ساتھ سلوک کیا کرتے تہے شیخ احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ کے مکتوبات کے مقابلہ مین آپ نے مکتوبات لکہے ہین - جداگانہ ہر ایک مکتوب کے اندر الٰہی اسرار اور معرفتین بہت کچھ بہری ہین اُن کے دیکہنے سے اُن کی حقیقت معلوم ہوتی ہے - ورنہ بیان کے ذریعہ سے کوئی ہاتھ اُن کے کمال کے چہرہ سے نقاب کا ایک کونہ بہی نہین ہٹا سکتا ہے شیخ لشکر محمد عارف - اور اُن کے ماموں شیخ ولی محمد نے اولاً تلقین ذکر انہین موصوف بزرگوار کی ملازمت سے لی تہی - پہر اسکے بعد ان اصحاب نے قطب الاولیا شیخ محمد غوث کی خدمت مین اپنی استعداد کو ترقی دیکر - گروہ کے گروہ لوگون کو ہدایت اور ولایت کے درجہ پر پہونچایا -

مصرع کمل ہیشش راحت دیدار باد ۔

یاد شیخ بایزید شروانی

آپ سید علی چرتہا دلی کے مرید ہین۔ آزادہ دلی کے ساتھہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے شور و فغان سے مجلس سماع مین نمکینی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور آپ کے رونے سے ہم نفس اور نظارہ کرنے والے اصحاب رقت دگریہ مین آکر اس طرح کا نغمہ گایا کرتے تھے۔ **بیت**۔

کاش غوثی رامی دیدم درین آزردگی	رفتم از آسودگی تا دیدم این ازرده را

دسوین صدی کے اخیر مین دار الحضور کو روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ پایہ تخت آگرہ۔

یاد شیخ لشکر محمدؐ عارف قدس سرہ

آپ ملک راجن۔ ابن ملک بیر۔ ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید ہین۔ زمانہ معنی کے اعتبار سے آپ کی نظیر آلہی علم کے عالم مین بتلاتا تھا۔ اور نظارہ کرنے والا۔ صورت کے اعتبار سے۔ آپ کی شبیہ۔ آئینہ فروش کی دوکان مین ظاہر کرتا تھا۔ چونکہ عبارت کا گھوڑا حقیقت گزاری کے میدان مین بالکل لنگڑا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی قدر آپ کے پسندیدہ حالات بیان کر کے سرمایہ سعادت حاصل کرون۔ مضافات گجرات مین ایک قصبہ مہلاسہ نام ہے۔ اس قصبہ مین آپ کا قدسی نفس۔ دسوین صدی کے آغاز مین علم (عدم) سے عیان (وجود) مین بھیجا گیا۔ آپ کی والدہ نے تیرہ روز بعد۔ اور پدر بزرگوار نے چھہ برس بعد فرمان طلب قبول کیا۔ لہذا آپ کی پرورش کی نوبت آپ کے دادا کو پہونچی۔ آپ کے آباے کرام سپاہی شعار تھے آپنے ابتداے زمانہ ہوش مین قاضی محمود بیرپوری کا دامن رہنمائی۔ اپنے دست ارادت سے پکڑا تھا۔

ایک روز آپنے فرمایا۔ قاضی محمود کو پیٹ کی بیماری تھی۔ ایک میدان مین پردہ کی ضرورت پیش آئی اسی اثنا مین میرے دادا کا اونٹ آپہونچا۔ مینے اُس کو بٹھایا۔ اور اسباب مین سے خیمہ نکال کر کھڑا کر دیا۔ میرے اس عمل سے پیر بہت خوش ہوئے اور اُن کی خوشی سے میرے حالات کی بہت کچھہ درستی ہوئی۔ اور نیز یہی خوشی۔ میری صلاحیت۔ اور راست کرداری کی بنیاد ہوئی۔ شیوہ سپاہ گری۔ آبا و اجداد کا طریقہ تھا یہ طریقہ مینے سولہ برس کی عمر مین توفیق کی بدولت ترک کر دیا۔ اور حقیقی رہنمائی کی تلاش کرنے لگا۔ طلب صادق تھی۔ اِس نے مجکو بحر المعارف شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ کی خدمت مین پہونچایا۔ شیخ نے اولاً مجکو ذکر کا شغل تلقین فرمایا۔ تلقین کے بعد میرے باطن پر وہ ذکر کامل طرح سے غالب ہو گیا۔ یہان تک کہ دو سال تک میرے دل پر تمام اشیا کی آمد و رفت کا راستہ ہی بند رہا۔ مین رسالہ منہاج العابدین

پڑھا کرتا تھا۔ جب تک پڑھے ہوئے سبق کے مفہوم کے ساتھ متصف نہین ہو جاتا تھا سبق آگے نہین پڑھتا تھا۔ اس کے بعد ہجری سنہ نوسو اکیاون تھا۔ کہ احمد آباد گجرات مین غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت مین پہونچکر حق شناسی کے پسندیدہ اسباب بہم پہونچائے۔ جب غوث الاولیا نے گوالیار کو معاودت فرمائی تو مینے بھی ہمراہی کا عزم کیا۔ ارشاد ہوا۔ عارف۔ ہم تم کو اپنی جگہہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اسی صوبہ مین چھوڑتے ہین۔ چنانچہ بتعمیل حکم مرشد کم وبیش تیس سال تک احمد آباد مین رہنے کی توفیق ہوئی۔ آخر کار ہجری سنہ نوسو بیاسی مین برہان پور خاندیس کی طرف ارادہ کرکے روانہ ہو گیا۔

ہجری سنہ نوسو ترانوین تک طالبان خدا کے چہرہ پر آپ کی ہدایت کا دروازہ کھلا رہا۔ بہت سے لوگون نے آپ کے موفور انفاس کے فیض سے امکان کے تیرہ وتاریک گھر کو۔ شہود کے فروغ سے الٰہی نور کا محل بنایا۔ اور حقیقت کے ستارہ کو قید کے حضیض سے نکال کر اطلاق کے اوج پر پہونچایا۔ جو اصحاب آپ کے ساتھ نسبت رکھتے ہین۔ اُن کے اذکار سے یہ حالات ناظرین کو معلوم ہونگے۔ **انشاء اللہ العزیز**۔ دوسری شوال سال مذکور کو عالم شہادت کے تنگ کوچہ سے چل کر عالم غیب کی وسیع آبادی مین جا پہونچے۔ آپ کا اسم شریف جو لشکر محمد عارف ہے۔ یہ سال رحلت بتاتا ہے۔

سنہ ۹۹۳ھ

مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز آپنے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اب کثرت اعتباری نے حقیقی لباس پہن لیا ہے اور حقیقی وحدت پردۂ اعتبار مین چھپ گئی ہے۔ کیونکہ عالم (بحیثیت موجودہ) ظاہر ہونے سے پہلے۔ عین حق تھا۔ اور ظاہر ہونے کے بعد حق عین عالم ہو گیا ہے۔ اور جب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ تو یہ جنیدی زمزمہ گایا کرتے تھے ؎

وَغَنّٰی لِیْ مُنیٰ قَلْبِیْ ۔۔۔ وَغَنَّیْتُ کَمَا غَنّٰا

وَکُنَّا حَیْثُمَا کَانُوْا ۔۔۔ وَکَانُوْا حَیْثُمَا کُنَّا

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ خدا کو پہونچنا آسان ہے۔ لیکن حضور خاتم النبوۃ **علیہ السلام** کو پہونچنا دشوار بلکہ سخت دشوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام اشیا پر جداگانہ خاص خاص طریقون کے ساتھ متجلّی ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہر ایک کا راستہ لگا ہوا ہے۔ پس اُس خاص طریقہ کے ساتھ وجود مطلق کے تعین اور تشخص کا ادراک یہی خدا کا پالینا ہے۔ اور محمد رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** کی حقیقت جمیع الٰہی اور امکانی کمالات کی جامع ہے۔ اس

حقیقت کی شناخت تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے ساتھ متصف ہونے پر موقوف ہے۔ متفرق تعینات
کے ساتھ جو طریقے مخصوص ہین۔ جب تک اُن تمام طریقون کے ساتھ۔ وجود کی معرفت اجمالاً اور تفصیلاً
حاصل نہ ہو۔ تب تک طالب ذات با برکات احمدی علیہ السلام کا عارف نہین ہو سکتا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ سید عبد الغفور سندھی نے۔ جب آپ کے حضور مین رسم بیعت
ادا کی۔ تو آپنے فرمایا۔ عیسیٰ شیخ ابو العباس قصاب کہتے تھے۔ میرے باپ مجکو بزکشی کے سوا دوسرا کام سکھاتے
ہی نہ تھے۔ اور استعداد کی تعلیم نے ولایت کے اس عالی مرتبہ کو پہونچایا۔ اور خود میرے آباو اجداد کا شعار
مردم کشی و سپاہیانہ نوکری اختیار تھا۔ دیکھو۔ استعداد نے مجکو کسلان سے نمان لاکر اکابر اولیا کی رہنمائی کے واسطے مامور کیا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز رابعہ وقت بو بو راستی فرماتی تہین۔ ایک روز صبح کے وقت
پدر بزرگوار نے مجھسے اور برادرم ملک محمد سے اول راز مخفی رکھنے کا عہد لیا۔ اور اس کے بعد یہ الہامی لطیفہ
بیان کیا۔ کہ آج کی رات تاریک مکان مین مراقبہ کے واسطے مینے سر جھکا رکہا تہا۔ یاعبد الرحمن کی آواز
تین دفعہ مینے سنی۔ تیسری دفعہ مینے لبیک کہا۔ آواز آئی۔ تم تاریکی مین بیٹھے ہوئے ہو۔ مین چراغ بھیجتا ہون
ایکایک ایسی روشنی پہیلی۔ کہ اُس کی کیفیت کے خطا سے سر پاتے تہے۔ اور بو بو راستی نے یہ بہی کہا۔ کہ تیس
سال بعد آپ کے دریافت کرنے پر مینے اس راز کی مہر کہولی ہے۔ اور نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔ ہماری قطبیت
کا خطاب مین بہت برسون تک پوشیدہ رکہتا رہا۔ ایک روز قوال آیا۔ اور اُس نے وہ غزل گائی۔ جو درجۂ قطبیت
کی خبر دیتی تہی۔ مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اس قوال کو میرے راز کی آگاہی کس نے دیدی۔ بیت۔

سر خدا کہ سالک عارف بہ کس نہ گفت	درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ شعبان کا مہینا اور ہلالی سنہ ایک ہزار تیرہ تہا۔ کہ ضیاء ثلاثہ تن۔ خداوند
دولت دارین خانخانان سپہ سالار اکبر شاہ۔ والشمند سنجیدہ اطوار۔ پسندیدہ اخلاق شیخ الہ مخیر مبارک۔ رکن
فضیلت و عرفان مولانا صالح سندہی۔ اور صدر آرائے شریعت و عدالت قاضی عبد العزیز عیسیٰ قادری
احمدی۔ یہ چارون اصحاب اس درویش کے مکان مین راز کی باتین کر رہے تہے۔ اسی اثنا مین بحر العلوم
قاضی نصیر ابن شیخ سرج محمد مبنانی دروازہ کے باہر سے جہومتے ہوئے آ پہونچے۔ اور چند۔ باتین بیان
کین۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بہی ہے۔ کہ رابعہ وقت بو بو راستی دختر شیخ لشکر محمد عارف ایک روز فرماتی
تہین۔ بابا کے اوپر ایک عجیب حالت طاری تہی۔ جو تعبیر اور تحریر مین نہین آسکتی ہے۔ جب وہ

حالت موقوف ہوئی - تو اُس کی کیفیت دریافت کی گئی - فرمایا - بایزیدی مقام پر پہونچگئے تھے - اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان ہے - کہ میری زبان سبحانی کہنے سے محفوظ رہی - اس کے بعد مسیح الاولیا سے روایت ہے - کہ اس مین شک نہین ایسا ہی ہے - مجکو بھی اُس وقت مین بلایا تھا - اور فرمایا - عیسیٰ **سبحان ربی الاعلیٰ** بہتر ہے یا **سبحانی الاعلیٰ** اور **سبحانہ** کہنا اچھا ہے - یا **سبحانی** کہنا مینے عرض کیا - نہین - سبحانہ ہی کہنا اچھا ہے -

راقم - گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - جب صوفی فنا کی امداد سے - عروجی سیر مین - امکانی خلعت جسم سے اُتار کر الٰہی لباس مین آگیا - اور اُسکی مراد اپنی تنزیہ ہوئی - تو اُس وقت مین **سبحانہ** کی آواز کا منہ سے نکلنا تاویل اور توجیہ کا محتاج ہے - اور **سبحانی** کی آواز اگر نکلے - تو بے محل نہین - کیونکہ یہی اُسکی مراد ہے - اِس بنیاد پر **سبحانہ** کے بہتر ہونے کے واسطے دو توجیہین درکار ہونگی - البتہ اُس وقت مین توجیہ کی ضرورت نہین ہے - جب مراد یہ ہو - کہ بایزیدی مرتبہ کو پہونچنے والا شخص اگر سبحانہ کہے گا - تو ظاہر ہوگا - کہ امکان اور وجوب کے دونون دریاؤن کو جذبات کی موجون نے درہم برہم نہین کردیا ہے - اور شریعت کا برزخ کہ اسی کی رعایت کے اندر حفظ مراتب ہے - درمیان مین حائل ہے اور اس مقام کا کمال بھی اس کے سوا نہین ہے - یعنی بایزیدی مرتبہ کو پہونچکر **سبحانی** نہ کہے - بلکہ سبحانہ کہے - جیسے کہ نزولی سیر مین جب ذات مطلق - انسانی مظہر سے ظہور کرتی ہے - تو سبحانہ کہتی ہے نہ **سبحانی** -

جو اصحاب مبدء اور معاد کا راستہ چلنے والے ہین - اور نیز جن صاحبون پر عروج اور نزول کی منزلون کے حالات منکشف ہین - اُن روشن ضمیر اصحاب کو اچھی طرح معلوم ہے - کہ عنوان سوال یہ ہے - سبحانی کہنا بہتر ہے - یا سبحانہ - اس عنوان سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے - کہ جب سالک امکانی مراتب طے کرکے وجوب کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - تو اُس وقت اِن دونون صیغون مین سے کون سے صیغہ کا کہنا بہتر ہے - ظاہر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سبحانی کہنا مناسب ہے نہ سبحانہ - پس اس حالت پر نظر کرلے اس اعتراض کو گنجایش ہے - کہ مجیب نے کس اعتبار سے سبحانہ کو اولیٰ کہا - لیکن جب سوال وجواب کی عبارت سے مراد یہ مفہوم نہ ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا - بلکہ مراد یہ ہو - کہ مقام سبحانی مقام سبحانہ سے بہتر ہے - یا سبحانی کہنے والا سبحانہ کہنے والے سے افضل ہے - یا اس کے خلاف ہے - تو اس صورت

مین جواب بہر گز اعتراض وارد نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر جواب کے معنی یہ ہو جاتے ہین۔ کہ سبحانہ کا مقام۔ اور سبحانہ کہنے والا۔ افضل اور اعلیٰ ہے۔

ولا ریب فیہ خصوصًا لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید لان القائل بقولہ سبحانہ متصف بالکون بعد الاتصاف بالالوھیۃ کما اتصف الحق بہ بعد ما کان واجبًا والقائل بکلمۃ سبحانی ھو المتصف بالوجوب بلا اعتبار اتصافہ بالکون فالاول محقق والثانی مجذوب ومقام التحقیق اسنی من مقام الجذبۃ

اس مین کچھ شک نہین ہے بالخصوص اُس شخص کے واسطے جو صاحب دل ہے یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے۔ کیونکہ سبحانہ کہنے والا الوہیت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد امکان کے ساتھ متصف ہے جیسے کہ حق بعد اسکے کہ واجب تھا اب امکان کے ساتھ متصف ہو گیا۔ اور کلمہ سبحانی کہنے والا۔ وجوب کے ساتھ متصف ہوتا ہے جس کے اندر امکان کے ساتھ متصف ہونے کے اعتبار کو دخل نہین۔ پس سبحانہ کہنے والا محقق ہے۔ اور سبحانی کہنے والا مجذوب ہے اور مقام تحقیق مقام جذبہ سے روشن تر ہوتا ہے۔

اور اسی توجیہ پر مسیح الاولیا کے خط کی بہی نظر ہو تی ہے۔ جو راقم کے عریضہ کے جواب مین صادر ہوا ہے۔ راقم کے عریضہ مین اسی قسم کا اعتراض تہا۔ حاصل خط یہ ہے۔ کہ جب سلطان العارفین ابو یزید بسطامی نے مقام سبحانی سے ترقی فرمائی۔ اور اپنے تئین۔ جس طرح الٰہیات کے ساتھ متجلی پایا تہا اُسی طرح امکانات کے ساتھ متلبس پایا۔ تو بول اُٹھے۔

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی وانا کافر واقطع زناری واقول اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ

اگر مینے کسی روز سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ تو مین مجوسی اور کافر ہو گیا۔ اور اب مین زنار قطع کر کے کہتا ہون۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ

کیونکہ انسان وجود مطلق کا خلیفہ ہے مرتبہ واحدیۃ کے اعتبار سے۔ اسواسطے کہ اُسنے مرتبہ واحدیۃ کے اندر ظاہر وجود مین بہی ظہور کیا ہے۔ جس کا خاص وصف وجوب ہے اور ظاہر علم مین بہی ظہور کیا ہے جس کے لوازم مین امکان داخل ہے۔

ولذلک یقال فی حق ابن منصور لو کان

اسی واسطے ابن منصور کے حق کہا جاتا ہے۔ اگر حارے

فی زماننا لرقینا ہ عما کان علیہ و ما ذلك الترقی الا الاتصاف بالکائنات بعد الاتصاف بالالھیات کما اتصف الحق بالکون بعد ما کان واجبا۔

زمانہ میں ہوتے تو ہم اُن کو اُس حالت سے ترقی دیدیتے جو اُن کو حاصل تھی۔ اور یہ ترقی سوا اسکے نہیں ہے کہ کائنات کے ساتھ اتصاف پیدا کیا جاوے۔ بعد اسکے کہ الٰہیات کے ساتھ اتصاف پیدا ہوچکا ہے۔ جیسے کہ حق۔ امکان کے ساتھ متصف ہوا ہے۔ بعد اسکے کہ واجب تھا۔

پس سبحانہ۔ عبارت ترقی مراتب سے ہے۔ نہ سبحانی۔ پس اسی کو سمجھ لینا چاہیے۔

واضح ہو۔ کہ اس مقدمہ کا قائل۔ صاحب فصوص الحکم کا کلام ہے۔ جس کو مصنف نے فص نوحی میں وارد فرمایا ہے۔ یعنی یہ کہ قوم کا نوح علیہ السلام سے بھاگنا اسواسطے تھا۔ کہ آپ کی دعوت میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں جامعیت نہیں تھی۔

قال دعوت قومی لیلا من حیث حقایقھم الباطنۃ الی التنزیہ و نھارًا من حیث حقایقھم الظاھرۃ الی التشبیہ۔ فلم یزدھم دعائی الا فرارًا۔ ای نفورًا۔ مما دعوتھم الیہ

نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ میں نے اپنی قوم کو بلایا رات میں اُن کی باطنی حقیقتوں کے اعتبار سے تنزیہ کی طرف اور دنوں میں اُن کی ظاہری حقیقتوں کے اعتبار سے تشبیہ کی طرف۔ مگر میری دعا نے فرار کے سوا کوئی فر نہیں کیا یعنی قوم کو جس امر کی طرف میں بلاتا تھا اُس سے نفرت ہوئی۔

ثم قال انما لم یجیبوا دعوتہ لما فیہ من الفرقان بین التنزیہ والتشبیہ و فی الامر ای فی نفسہ قرآن و جمع بینھما لا فرقان وتمیز بینھما۔

پھر مصنف نصوص لکھتے ہیں۔ قوم نے جو نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تو اس کا سبب سوا اس کے نہیں ہے کہ اس دعوت کے اندر تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان میں۔ فرقان (افتراق) ہے اور نفس الامر میں تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان قرآن (قرب) اور جمع چاہیے۔ نہ کہ ان دونوں کے درمیان فرقان (افتراق) اور امتیاز۔

ثم قال فان القران یتضمن الفرقان تضمن الکل لاجزائه والفرقان لایتضمن القرآن فان الجزء لایتضمن الکل فالقران اکمل من الفرقان۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہین۔ کہ قرآن شامل ہے فرقان کو جیسے کہ کل اپنی اجزا کو شامل ہوتا ہے۔ اور فرقان قرآن کو شامل نہین ہے۔ کیونکہ جزء کل کو شامل نہین ہوتا ہے لہذا قرآن بہ نسبت فرقان کے زیادہ کامل ہے۔

ثم قال وھذا ای لکون القران اکمل من الفرقان ما اختص بالقران الا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاصالۃ وھذہ الامۃ التی ھی خیر امۃ اخرجت للناس بالمتابعۃ والمراد بالقران الذی اختص بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وامتہ انما ھو بالحقیقۃ السوائیۃ الاعتدالیۃ الجامعۃ بین التنزیہ والتشبیہ وسائر المتقابلات بحیث لایغلب احد المتقابلین علی الاخر فی مرتبۃ من المراتب فلیس کمثلہ شیء ای فقولہ تعالی لیس کمثلہ شیء فجمع الامرین امر التنزیہ والتشبیہ فی امر واحد ای آیۃ واحدۃ وھی مجموع تلک الایۃ او کلام واحد وھو کل من نصفیھا۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہین چونکہ قرآن۔ فرقان کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے۔ لہذا قرآن کے ساتھ جس کو خصوصیت دی گئی۔ وہ اصالۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ اور اتباعاً یا امت ہے جو بہترین امم ہے۔ وہ امم جو لوگون کی رہنمائی کے لئے پیدا کی گئی ہین اور جس قرآن کے ساتھ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور آپ کی امت خاص کی گئی ہے۔ اُس سے مراد وہ قرآن ہے۔ جو ایسی حقیقت کو شامل ہے۔ جو مساوات اور اعتدال کا درجہ رکھتی ہے۔ اور نیز تنزیہ وتشبیہ اور تمام متقابلات کو اس طور پر جامع ہے۔ کہ دونون متقابلون مین سے کوئی کسی پر کسی مرتبہ مین غالب نہ ہو۔ لہذا مثل اس قرآن کے کوئی شے نہین ہے یعنی خود قول اللہ تعالے جل شانہ کا ہے **لیس کمثلہ شیء** پس تنزیہ وتشبیہ دونون آیۃ واحدہ مین جمع ہین۔ اور آیۃ سے مراد ساری یہ آیۃ ہے۔ یا تنزیہ وتشبیہ دونون کلام واحد مین جمع ہین اور کلام سے عبارت منجملہ آیۃ کے دو نصفون کے کوئی سا بھی ایک نصف ہے۔

ثم قال فلو ان نوحا اتی بمثل ھذہ الایۃ اجابوہ۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہین۔ اگر نوح علیہ السلام اس آیۃ کی ہدایت کے بموجب تعلیم فرماتے۔ تو قوم اُس کو

ضرور قبول کرتی۔

اور اسی طرز پر مسیح الاولیا کا بھی بیان ہے۔ جس کو صاحب موصوف انوار الاسرار کے دیباچہ مین جہان اقسام تفسیر لکھے ہین۔ لکھتے ہین۔

قوله ومن فسره واوله علی الباطن ولو یلتفت الی ظاهره اصلا کا ذهب الی فرعون انه طغی یراد بهاان موسی روحه وفرعون نفسه من غیر ملاحظه معنی الاصلی الذی نزل لاجله فهو باطنی البطونة فی احد معانیه ومن فسره علی الظاهر الصرف من غیر ایمان واقرار بالاشارات والنکت التی هی عین البلاغة الی ربه ومحض الفصاحة من نفسه فهو حشوی خارجی ما رای من جلال قرائته الا سوا اوقات عزته ولم یظفر بدخوله فی مجلس وقوف علی جماله المندرج فیه والمندمج تحته ومن جمع بینهما فهو العارف الکامل الواقف بالکتاب وبمراد نزوله۔

مسیح الاولیا کا بیان ہے۔ جس شخص نے قرآن کی تفسیر کی اور صرف باطن کی طرف تاویل کرکے کھینچ لے گیا۔ اور ظاہر کی طرف قطعی ملتفت نہین ہوا۔ جیسے اذهب الی فرعون انه طغی سے یہ ارادہ کیا کہ موسٰی اُسکی روح ہے اور فرعون اُس کا نفس ہے۔ بغیر اُن اصلی معنی کے لحاظ کے۔ جن کے واسطے خاص کر قرآن نازل ہوا ہے وہ شخص باطنی ہے۔ کیونکہ قرآن کے دونون معانی مین سے ایک کو چھوڑ کر ایک کے اندر گھس گیا ہے۔ اور جس شخص نے قرآن کی تفسیر صرف ظاہر پر کی۔ اور جو اشارات اور نکات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت کر کے عین بلاغت ہین۔ اور تفسیر کنندہ کی نسبت کر کے محض فصاحت ہین ان اشارات اور نکات کا یہ مفسر نہ ایمان رکھتا ہے۔ اور نہ اقرار کرتا ہے۔ وہ شخص حشوی خارجی ہے جس کو جلال قرأۃ مین سے بیرونی پردہای عزت کے سوا۔ کچھہ نظر نہین آیا۔ اور اُسکو محل قیام مین داخل ہوکر اوس جمال کا دیکھنا نصیب نہین ہوا جو اس کے اندر مندرج اور پوشیدہ ہے۔ اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی کو جمع کیا۔ وہ شخص عارف کامل ہے اور کتاب سے اور مراد نزول سے واقف ہے۔

اور انہین ظاہری باتون کے طور پر وہ تحقیق بھی ہے۔ جو لفظ النفس کے متعلق مسیح الاولیا نے لکھی ہے

یعنی انسان کی عنصری ترکیب مین روح واجب کے مرتبہ مین ہے - کالبد ممکن کے درجہ مین ہے - اور دنی اُس مقام پر ہے جو دونون کو جامع ہے [۱] عِبَارَاتُنَا شَتّیٰ وَحُسْنُكَ وَاحِدٌ بیت -

یک نکتہ بیش نیست غم عشق وین عجب	از ہر کسے کہ مے شنوم نامکرر است

خلاصہ اس طول وطویل منقولات کا سوا اس کے نہین ہے - کہ جامعیتہ کا مرتبہ افضل ہے سجانہ تنزیہ جامع ہے - اور سبحانی صرف تنزیہ واجب ہے [۲] فظہر المراد وزال الاعتراض :

یاد قاضی محمود موربی

موربی ایک موضع ہے مضافات گجرات مین - آپ شیخ لشکر محمد عارف قدس سرہ کے مرید مین - رسمی علوم کی تحصیل نے آپ کو فضیلت کے درجہ پر پہونچایا تھا - حکیم عثمان بوبکانی اور مولانا موسیٰ بوبکانی جو عادل پور برہان پور کے مدرس تھے - بعض علوم مین مثل عربی اور نحو کے آپ کے شاگرد مین آپ کے پیر سے روایت ہے - جن ایام مین راوی (مین) ہدایہ فقہ قاضی محمود سے اور قاضی محمود نقد نصوص اند مراۃ العارفین - اس درویش سے پڑھتے تھے - تو آپ کو ایک مسئلہ کلام مین سخت دشواری پیش آئی - کہ یہ جلیل القدر صفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت اس طرح کیون کر ثابت کی جاوے جو اعتراض سے سالم رہے - القصہ مسئلہ مذکور اس طرز سے دلنشین کیا گیا - کہ تردد کی خلش آپ کے ذہن مین باقی نہین رہی - اور عبارت والون کے جھگڑے سے آپ کے ضمیر کو نجات مل کر سکون حاصل ہوا - اُس وقت آپنے کہا - مردون کے واسطے یہ بڑی لغزش گاہ ہے - اس موقع کے واسطے ایک عصا ہاتھ آیا - اور نیز آپ فرماتے تھے - جس روز سے شیخ عارف کے ہاتھ پر مینے بیعت کی ہے - اُس روز سے علوم اور فنون کی بہت سی مشکل اور مخفی باتین میری طبیعت پر ملازمت پیر کے فیض سے بآسانی حل ہو جاتی ہین - اور بہت مدت سے ایسا ہوتا ہے - کہ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ عالم خواب مین میری دشواریان حل کر دیتے ہین -

مصرع با د آسان در طریقت انچہ دشوارش بود -

یاد شیخ اولیا

آپ نے قدم فرسائی کی - تو صدق وصفا کے میدان مین - اور خانہ نشین ہوئے - تو فقر وفنا

[۱] ہماری عبارتین متعدد مین اور تیرا حسن صرف ایک ہے ۱۲ [۲] مراد ظاہر ہو گئی اور اعتراض رفع ہو گیا - ۱۲ -

کے کوچہ مین شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ تھے - اور شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری سے نسبت تھی - قدس اسرارہم - ایک روز آپ کے پاس خبر آئی - کہ آپ کا بیٹا اور داماد دونون - جان فرسا لڑائی کے معرکہ مین مارے گئے اس خبر کو آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ سنا - ماتم اور تعزیت کا رنگ ڈھنگ آپ کے اوضاع اور اطوار سے قطعی پیدا نہین ہوا - اور اِن دونون عزیزون کی خبر کا جان گزا خط اپنی بیوی کے پاس لیجا کر اس عنوان سے سنایا - کہ تمہارے واسطے ایزدی بارگاہ کا ہدیہ لایا ہون مصرع خدا بر صبر او پاداش بخشاد -

یاد شیخ رکن الدین ابن محمود

آپ کی زاد بوم بیانہ ہے - جو دار السلطنتہ آگرہ سے دو منزل دور ہے - یہان کا نیل اور مہندی دونون چیزین بے مثل ہوتی ہین - اہل جہان سوغات سمجھکر ہر ایک ملک کو لیجاتے ہین - آپ فرماتے تھے - ہم تین شخص جو باہم برادر تھے - مراغہ تبریز سے ہند کی طرف آئے تھے - شرف الدین - داؤد - اور عبد المجید - پہلے بھائی نے بیانہ مین عقد کر لیا - اور دوسرے ڈ جور ہے - یہ مجرد اور حصور ہی مرے - شیخ رکن الدین چودھوین پشت مین شرف الدین کو پہونچتے ہین - جس سال ہیمو نام بیکر پرست - جنت آشیانی کے لشکر سے بھڑ گیا تھا - آپ بیانہ سے چل کر دار الامان منڈو مالوہ مین چلے آئے تھے - صناعت خان کی بے ستون مسجد بادشاہان خلج کا جہان گنبد ہے - اوسکی جنوبی سمت مین واقع ہے - اسی مسجد مین آپ نے قیام فرمایا - اور خدا پرستی - اور بیدار دلی کے ساتھہ متوکلون کی طرح گزران کی - نحو اور فقہ کی کتابون سے آگاہ تھے - پرہیزگاری اور کم آزاری مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے ہوئے تھے کامل بائیس سال تک درویش زادون کو - بدون اجرت لینے اور احسان رکھنے کے قرآن پڑھایا - اور عربی زبان مین استعداد پیدا کراتے رہے - اپنے حجرہ سے جامع مسجد اور جنازہ کی نماز کے سوا - کہین نہین گئے - تاریخ چوبیسوین جمادی الاول ہجری سنہ نوسو بانوین کو رانہ مکان قدس ہوئے - ایک لڑکے کو بیانہ سے ہمراہ لائے تھے - جس کا نام عبد الغفار ہے - یہ آج تک اُسی مسجد مین زندگی گزار رہے ہین - خوابگاہ منڈو - سید محمود کی مسجد کے صحن مین مصرع بادر کنی ازارم ماواے او -

یاد شیخ یوسف قادری

آپ سید اسمعیل کے مرید ہین - جو شیخ کمال الدین قریشی کے خلفا مین سے ہین - آگرہ کے نئے قلعہ مین سکونت رکھتے تھے - سرگشتہ طالبان خدا کی رہنمائی کے بارہ مین بہت کچھہ دلسوزی اور کوشش سے کام لیتے تھے - بالآخر پیر بزرگوار نے اپنی دامادی سے آپ کو سرفراز فرمایا - اس ظاہری رشتہ کے ساتھہ معنوی نسبت کا رشتہ

اور پیدا ہوگیا - ان دونون صدفون کے شاہوار موتی دار السلطنت مین موجود ہین - خدا کرے - خدا شناسی کا شرف نصیب ہو مصرع کو درخت سعی تا از وصل جانان برخوریم ؏

یاد شیخ حسن چشتی

آپ کی زاد بوم قصبہ تھانیسر ہے - جو سلطان پور نذربار کے پرگنات مین سے ہے - آپ بہت پرانے ضعیف العمر مگر زندہ دل شخص تھے - ہمیشہ نم ناک آنکھون کے ساتھہ زانو پر سر کیے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تھے آپ کی صحبت مین دل ربائی کی صفت تھی جو شخص ایکبار آپ کو دیکھہ لیتا تھا - اُس کو پہر دوبارہ آپ کے دیکھے بدون آرام پانا ممکن نہین ہوتا تھا مسیح القلوب سے روایت ہے باوجودیکہ آپ کے پانچ لڑکے تھے - جو دینداری اور علم سے آراستہ تھے - اور با ارادت معتقدین کی ایک جماعت کی جماعت تھی - لیکن درویشون اور عالمون کی ملازمت مین جب جایا کرتے تھے - تو تنہا جایا کرتے تھے - جب اس بارہ مین آپ سے دریافت کیا گیا - تو فرمایا کہ مجکو یہ خیال ہوتا ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ بزرگان دین کی ملاقات کے وقت ہمراہیون کے دل - کسی اندیشہ باطل مین مبتلا ہو جاوین - یا میرے دل مین اپنے ہمراہی فرزندون اور مریدون کے واسطے کوئی ایسی خواہش پیدا ہووے جس مین مشائخ طریقت کی خوشنودی نہ ہو - اس سبب سے خدا شناس گروہ کی خدمت مین تنہا جانا بہتر معلوم ہوا **بیت**

چراغ مہر و خورشید محبت	شب تنہائیش را در کمین باد

یاد شیخ محمد

آپ علوم غریبہ بالخصوص اقسام جفر اور دفق اعداد اچھی طرح جانتے تھے - علم کو عمل کے ساتھہ رفیق بناکر اپنی مصاحبت سے لوگون کو فیض پہونچاتے تھے - قرآنی تلاوت کے وقت بہت کچھہ تاثیر اور ترتیل کام مین لاکر سننے والون کو خدائی پیغام پہونچایا کرتے تھے - ہمیشہ مہمان خانہ مین مقیم اور مسافر ہم نشینون کے ساتھہ کہانا کہایا کرتے تھے - محبت کا دلولہ - اور عشق کا شعشعہ - ہمیشہ اور ہر وقت آپ کا حریف تھا - اور دائمی شگفتگی آپ کے مزاج کا جزو تھی - امام فضلا آپ کی رحلت کی تاریخ ہے - سنہ ۹۹۳ھ

یاد شاہ منجھن

آپ عبد اللہ ابن قاضی خیر الدین کے فرزند ہین - شریف اور نجیب الطرفین تھے - آپ کے پدری دادا - خلاصۃ العلما قاضی تاج الدین نحوی - اور مادری دادا - زبدۃ السادات قاضی سما ء الدین دہلوی ہین - جو

فتوی نویسی کے عالی منصب پر سرفراز اور قتلغ خانی کے پاک خطاب کے ساتھہ مشہور تھے - آپ کے پیر بیعت
تاج العرفا سید تاج الدین بخاری ہین - یہ سید صاحب - بہت کچھہ معرفت اور سیاحی کے ساتھہ روشناس
ہین - اور ہر ایک ملک کے مشائخ سے ان کو خلافت حاصل ہے - جب سید صاحب ہند مین آئے - تو غوث الاولیا
کی ملازمت حاصل کر کے خلعت اجازت پایا - پہر اس کے بعد - اسی شطاریہ سلسلہ مین اپنے تیئن مشہور کیا -
اپنے مرید شاہ منجہن کی سفارش - حضور غوث الاولیا مین کر کے - خدمت مین چہوڑا - آپ اُس فرصت مین
مرشد کی جملہ تصانیف مین سے جواہر خمسہ کو پیر کی خدمت مین پڑہ کر - اپنے عمل مین لائے - جواہر خمسہ ایک
کتاب ہے - جو زاہد کے اعمال - سالک کی رفتار - اور صوفی کے اعتقاد پر شامل ہے - خرقہ خاص جو کوہستان
چنار کی ریاضت کے وقت غوث الاولیا پہنے رہتے تہے - آپ کو عطا ہوا ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین
آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتہون - راقم نے بہی اُس خرقہ کی زیارت کی تہی -

اب مین کسی قدر حالات لکہتا ہون - شاہ منجہن - خلاصہ علماے زمانہ شیخ احمدی کے ہمدرس تہے - تمام
علوم متداولہ کا محققانہ درس فرمایا کرتے تہے - شرعی حدود اور اُس کے آداب کا لحاظ رکہنے مین - بہت کچھہ کوشش
اور اہتمام کام مین لاتے تہے - آپ کے ایام زندگانی - درس - مطالعہ - مراقبہ - اور محاسبہ مین وقف تہی جس سال
مین شیر خان سور نے قلعہ راے سین فتح کر کے اسلام آباد نام رکہا - اس سال مین آپ اپنے وطن لکہنوتی سے چل کر
اُس قلعہ مین آئے تہے - ایک عمر تک اُس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کا منصب آپ کے نام سے
رہا - جب قلعہ مذکور کی سرداری کی نوبت ہنود کو پہونچی - تو آپ وہان سے بہ ترک سکونت سارنگ پور مالوہ مین
چلے آئے - اور یہین مکان بنا لیا - ایسا عالم جو علوم کی فیض رسانی کا دروازہ لوگون پر کشادہ کرے -
اُس زمانہ مین اور اُن اطراف مین نہین تہا - اور کتابین بہی حادثہ کے سبب لوٹ مین جاتی رہین تہین - ناچار
آپ نے ہر ایک فن مین اپنی یاد سے ایک ایک رسالہ مرتب اور تحریر کر لیا - اور طالبان علم کو اُس وقت تک کہ
معتبر مبسوط کتابین ہاتہہ آوین - اُن مرتبہ رسالون کے ذریعہ سے فیض بخشی فرماتے رہے - بعدہ آپ
کے گرامی قدوم کی برکت سے سارنگ پور شہر - شیراز کی طرح دار العلوم بن گیا - اور بہت سے اہل کمال آدمیون
کے واسطے وہان کی دامنگیر خاک سکونت کا باعث ہوئی -

جب آپ کا وقت پیری آ پہونچا - تو آپ نے دل کو فرزندون اور عزیزون کی محبت سے پاک کیا اور قصبہ
اشٹہ مین جو سارنگ پور سے دو منزل دور ہے - گوشہ نشینی کے واسطے مکان اختیار فرمایا - پہر چند سال بعد ہجری

سنہ ایک ہزار ایک کے ماہ ربیع الاول مین آپ بمقام سارنگ پور گئے - اور تمام چھوٹون بڑون سے خوشنودی حاصل کی - اور رخصت ہوکر وہان سے پھر اپنے گوشہ نشینی کے حجرہ مین واپس چلے آئے - اب اس وقت مین عمر شریف کا سال اسّی کے خانہ مین آگیا تھا - اس مہینے مین آپنے ایک روز اُن اصحاب کے ساتھ جو ذکر جہر کے ہنگامہ مین حاضر تھے - جہان فانی کے وداعی مراسم ادا کئے -

آپ کے جد بزرگوار قاضی تاج الدین نحوی شیخ محمود زندہ پوش قرشی عشقی کی نسل سے ہین جن کی خانقاہ اسلامی شہر بلخ مین تہی - جس زمانہ مین اشرف دانشوران قاضی شہاب الدین صاحب بحر مواج اور قاضی فخر الدین کی ذات مبارک سے ہند مین مجلس فیض عین رونق پر تہی - اُس زمانہ مین قاضی تاج الدین نحوی بلخ سے ہندوستان مین آئے تہے - اور شہر لکھنوتی مین قیام کی تجویز کی تہی - بہت سے طالبان علوم کو علوم اور فضیلت سے آشنا کردیا - جب ہجری سنہ نوسو چہیاسی مین مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا - تو صوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر مین فراہم کئے گئے - اِس مجمع مین راقم کو شاہ جی کی خدمت مین حاضری کا موقع ملا تہا - دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تہا - خدا کرے - آپ کی برکات دوام کے ساتھ ہم آغوش رہین -

یاد خواجہ کلان پور خواجہ جوباری

آپ - دینی سعادت مین - موحدان سابق کے ہم پایہ - اور دنیاوی تصرفات مین فرمان روایان زمانہ کے ہمسر تہے - باینہمہ طریقت - آزادگی بے تعلقی - اور درویشی کے قانون اور آئین مین ایک شمہ بہی فروگزاشت نہین کرتے تہے - کہتے ہین - حاجتمندون کی معروضات اور ارباب ہوس کی خواہشات سننے کے بعد - اُسی حجرہ مین گُس جایا کرتے تہے - جو بنا رکہا تہا اور تن گدازی - اور روح پروری کے کام مین مشغول ہوجاتے تہے - اسی طریقہ سے تمام عمر گزاردی - جب ہجری سنہ نوسو بانوین مین - اپنے اعضا و جوارح ملک عدم کے سپرد کرکے عنصری مکان سے اصلی مقام کو کوچ فرمایا - تو گہر مین سے سوائے ایک شکستہ خشت اور ایک پرانی چٹائی کے کچھ نہین نکلا -

یاد شیخ یوسف بن شیخ عبداللہ تمیمی انصاری

آپ نے کتابی علم کی تحصیل - اپنے پدر بزرگوار کی تعلیم سے کی تہی - جب آپ امیر سید اسمعیل ابن سید ابدال تاذری کی صحبت مین پہونچے - تو یہان نسبت دامادی پیدا ہوگئی - اور نیز ان کا دامن پکڑ کر آلہی

معرفت کا سامان فراہم کیا۔ چند روز بعد سید اسمٰعیل نے خرقہ خلافت عطا فرماکر اپنا جانشین بنایا۔ دنیاوی داد ستد۔ ہر ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت کے اعتبار سے لازمہ بشریت ہے۔ اس داد وستد کے اندر مکروفریب کو آپ کے افعال مین اور ناراستی کو آپ کے اقوال مین دخل نہ تہا۔ ہجری سنہ نوسو چورانوین مین شوال مہینا گزر کر چاند رات کے دن نماز عصر مسجد مین پڑہنے کے بعد معمولی وظیفہ مین مشغول تہے۔ آفتاب ڈوب جانے کے بعد بعض مسجد نشینون نے ہلال ذی قعدہ کی رویت کے واسطے اٹہکر باہم مبارک بادکہی آپ کی آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور رو رو کر کہا۔ اگر چاند نظر آگیا ہے۔ تو درویش کو عنصری تعلقات کے بار سے سبک دوش کر کے۔ اپنے حضور مین کیون طلب نہین فرمالیا۔ شاید خداوندی بارگاہ کے لائق نہین جانا ہوگا۔ اسی قسم کی باتین کر رہے تہے کہ اتنے مین نماز مغرب کی تکبیر ہوئی۔ آپ نماز پڑہکر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔ اُسی دم۔ تکیہ پر سر رکہکر۔ اپنی جان کو کلمہ شہادت کے ساتہہ۔ اصلی وطن مین پہونچا دیا۔ خوابگاہ اگرہ

یاد مولانا کا سکرانی ابن امیر امین الدین خراسانی

آپ اپنے ماموں مولانا فخرالدین علی واعظ کے مرید ہین۔ آپ کے دل مین عشق اور عرفان کے جواہرات بہرے ہوے تہے۔ اور آپ کی زبان کی کنجی سے عقل ونقل کے خزانے کہلتے تہے۔ کسی مقام مین بلکہ اپنے مکان کرامات مین بہی رہنا پسند نہین تہا۔ ہمیشہ آزروے فقار رہتی تہی۔ کہتے ہین۔ بہت سے لوگ آپ کے درس سے اُستادی اور مدرسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ نیز آپ فرماتے تہے۔ میرے ماموں ہمیشہ باغ مین تنہا جایا کرتے تہے۔ ایک روز مین نے عرض کیا۔ مجکو بہی اپنے ہمرکاب لے چلیے۔ فرمایا۔ تم کو باغ دیکہنے کی تاب نہین ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مین دل شکستہ نہ ہوُن مجکو ہمراہ لے گئے۔ جب باغ کے اندر قدم رکہا۔ تو اُس کے درخت تمام دکمال قیام سے رکوع مین جہک گئے۔ مجکو حیرت اور حیرت کی وجہ سے بیہوشی ہونے لگی۔ آپ نے میری پیٹہہ پر ہاتہہ پہیرا۔ تب میرے دل مین اِس حالت کے دیکہنے اور برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو چورانوین مین جہان فانی کو وداع کیا۔

یاد مخدوم جعفر

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ سدوئون بوبک گانون مین ہین۔ جو سیہوان کے نزدیک ہے۔ سیہوان کو سیستان سندہ بہی کہتے ہین۔ زبان کو رسمی فضیلت اور دل کو حقیقی معرفت حاصل تہی۔ آپ ضمیر کی باتون سے آگاہ۔ عموماً دلون کے دوست۔ اور نیز رموز انفس و آفاق سے واقف تہے۔ شیخ طاہر ابن یوسف سندہی

کے اُستادزادہ ہین - جو مجمع البحار طاہری - اور ریاض الصالحین کے مصنف تھے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مظلہ
سے روایت ہے - حکیم عثمان بوبکانی سے مینے سنا ہے - اُنہون نے فرمایا - مخدوم نے آخر عمر مین منطق کی کتابین
دریا مین بہادی تہین - اور احیاء العلوم - عوارف - فصل الخطاب - اور نیز ان کتابون کی مثل جو دیگر کتب ہوتی
تہین - اُن کے مطالعہ کے سوا کوئی شغل نہین تہا مصرع بادبروحش مقام جنت فصل الخطاب -

یاد مخدوم بایزید لاکھہ

لاکہ - ایک قبیلہ ہے سندمین - عزت آمائے دارین - بہرہ مند نشاتین - مرزا عبدالرحیم خانخانان - ابد دولتہ
نے مسیح زمان کی خدمت مین بیان کیا تہا - کہ جب مین صوبہ تتہ فتح کرنے کے زمانہ مین - مخدوم کی خانقاہ مین
پہونچا - تو صوفیون کی ایک جماعت دیکہنے مین آئی - کہ اُن کے ہاتہ تو لازمی ضروریات بہم پہونچانے کے کام مین
معروف تہے - اُن کی زبانین تلاوت قرآن کے ساتہہ - ذکر الٰہی مین لگی ہوئی تہین - اور اُن کے قلوب - نفسانی
خطرات دور کرنے کی فکر مین مشغول تہے - آپ کی گرامی صحبت سے بہت کچھ باطنی فروغ حاصل ہوا -

مصرع آیۂ نور باد شمع شبش ؏

یاد مخدوم بلال سندھی

آپ - حق کے عارف - اور خلق کے معروف تہے - ہدایت سندہی سے روایت ہے - ایک رات
کا ذکر ہے - مخدوم خلوتخانہ کے اندر - مطالعہ اور مشاہدہ مین مشغول تہے - پیاس کا زور یہان تک ہوا - کہ پانی کے
واسطے باہر آنا پڑا - ناگاہ خواجہ خضر علیہ السلام موجود ملے - دیا - جو کچھ دیا - اور پایا جو کچھ پایا بیت

آنچہ حق بہر بندگان آراست	آرزو آنچنان ندانند خواست

یاد مولانا خرد دیوانہ

آپ کے ہاتہ نے دامن مولانا خواجگی کاشانی کے ارشاد کا پکڑا تھا - آپ آگاہ دل - خداشناسون
مین سے تہے ہمیشہ فیض رسانی کی مسند پر معرفت الٰہی کا بیان کرنے کے وقت جذبہ کی وجہ سے چہرہ
سرخ ہو جایا کرتا تھا - اور معانی کا نشہ سر سے جوش مارا کرتا تھا - ایسی اونچی اونچی باتین بیان کیا کرتے تہے -
کہ اندیشہ بہی اُن کے ادراک سے قاصر رہتا تہا - اور کوئی دانشمند - آپ کے بیان کی توجیہ نہین کر سکتا تھا -
کہتے ہین - دارالاسلام بلخ کے فرمان روا پیر محمد خان اوزبک نے اپنے زمانہ حکمرانی مین ایسے خلیفہ کی درخواست
کی تہی - جو نقشبندیہ سلسلہ پر لوگون کو تالیف قلوب کرکے کہینچ لاوے - چنانچہ مولانا نے اپنے

یارون سے استفسار فرمایا - ہریک نے اس کام کے لئے - اپنے تئین تجویز کیا - اُس وقت مجلس مین مولانا خرد موجود نہین تھے - پیر بزرگوار نے سب کی راے کو نظر سے گرادیا - کیونکہ وہ پسند آتی تھی - اور قلبی توجہ سے مولانا خرد کو مجمع کی طرف کھینچ بلایا - اور فرمایا - دلجانہ تم درویشان بلخ کے پیشوا کئے گئے ہو - اُٹھو - اور روانگی کا سامان کرو - جب وہان پہونچ جاؤ تو طریقہ رہنمائی اختیار کرنا - اور طالبون کو اپنے مطلوب مین کامیاب کرنا - آپنے تعمیل حکم کی - اور رہنمائی کا کام سنجیدہ روش کے ساتھہ انجام دیا - ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تہا - کہ آپ کی طلب - روحانی عالم مین ہوئی - آپ نے قبول فرماکر بلخ مین خوابگاہ اختیار کی -

یاد شیخ صدیق برودرہ (بڑودہ)

آپ عطار کے راہ کے تھے - جب توفیق کی بزم سے آپ کو کیف حاصل ہوا - تو باپ کی عطاری کی دوکان چھوڑکر - پیر کا شطاری طریقہ اختیار کیا - تھوڑے عرصہ مین ذاکر - شاغل - عابد - عارف - فانی - متوکل - اور نیز گوشہ نشین ہوگئے - خلافت کا خرقہ - اور بیعت کی کلاہ شیخ صدرالدین ذاکر سے ملی تھی - ہمیشہ جان توڑ کوشش کیا کرتے تھے - کہ پیر کی ہی ملازمت مین رہین - پیر کی اُخروی رحلت کے بعد ناچار ہوکر ایک مسجد کا گوشہ اختیار کرلیا تہا - اور اُسی مین رہے - جب تک کہ ناسوتی تلچھٹ کا پیالہ توڑ کر لاہوتی شراباً طہوراً کا پیمانہ منہ سے نہین لگالیا - اور بزم وحدت مین صاحب دور نہین ہوگئے - ہجری سنہ نوسو بانوین مین جو مظفر گجراتی کے خارج ہونے کا اور خانخانان کی فتح کا سال ہے - راقم رسمی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر اپنے وطن سے احمدآباد گجرات کو جارہا تہا - جب شہر برودرہ (بڑودہ) ہوکر گزرہوا تو اپنے مرشد شیخ صدرالدین ذاکر کے روضہ کی زیارت کے واسطے - اور نیز اُس شہر کے مشایخ کی ملازمت کے قصد سے دو تین روز وہان پر مقام کیا - اور اپنی مشتاق آنکھین ان اصحاب کے دیدار سے منور کین - اس درمیان مین شیخ صدیق کی خدمت مین کئی دفعہ رازداری کی باتین ہوئین - پہر جب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین استادی شیخ وجیہ الدین علوی کے روضہ مقدس کی خاک بوسی کے واسطے گجرات کو گیا - تو اس دفعہ آپ کو بر ودرہ (بڑودہ) کی اُس مسجد مین نہ پایا - مسجد کے ہمسایون سے آپ کے حالات تحقیق کئے - تو انہون نے بیان کیا - کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین آپ آنجہانی ہوگئے - بعض نے سنہ چہیانوین بیان کیا - العلم عند اللہ الملک العلام

یاد شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی

آپ ترین گروہ مین سے ہین - عاشق منش - مبتلا سرشت - سوختہ دل - حسن پرست - فراخ مشرب

بہر وجو بلند ہمت - ستودہ خو - گوشہ نشین - گرسنگی پرور - نیاز گزار - آرزو دشمن - قناعت دوست
اور اہل کشف تھے - آپ کو سید بدہا بلگرامی کی خدمت مین ارادت تھی - جب اپنی زاد بوم سے آپ دار السلطنت
آگرہ مین آئے - تو غوث الاولیا کے صاحب نادہ مخدومی شیخ ضیاء اللہ کی خانقاہ مین حجرہ تجویز کر لیا قدس سرہم
اور چند روز مین ضیائی صحبتون نے زندگانی کا باغ پُر بہار کر دیا عایشہ نامی ایک عورت حسینہ اور جمیلہ تھی
یکایک آپ اُسپر عاشق ہوئے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ عورت مذکورہ نے بھی - درویش اور نیز
درویشی پر دل دیدیا تھا - **القصہ** دونون طرف کی اجازت - اور خوشنودی سے عقد کی رسم ادا ہوئی - بہت
برسون تک دونون ہم راز رہے - سید احمد قادری آپ کے ہم رازون مین سے ہین - ہمیشہ کہا کرتے تھے - کہ
شیخ اس عورت کے ساتھ ایسا گہرا مراقبہ کیا کرتے تھے - کہ رات کو صبح کر دیا کرتے تھے - اور ۵۱ زُیِّنَ لِلنَّاسِ
حُبُّ الشَّهَوَاتِ کے گزیدہ لوگون سے مستثنیٰ تھے - کیونکہ آپ کی نظر بساط زمانہ کی رنگ آمیزی کو دیکھکر کبھی اپنی
جگہہ سے نہین سرکتی تھی - اور آپ کا دل - روزگار کے طلسمی ہنگامہ سے کبھی دہوکہ نہین کہاتا تہا - بلکہ نہایت
کم درجہ کی خورش اور پوشش سے بہوک کی دفع الوقتی - اور برہنگی کی دلاسا کشادہ پیشانی کے ساتھہ فرمایا
کرتے تھے - ہجری سنہ نو سو پچانوین مین اپنی عنصری صورت - سپرد خاک کر کے - اصلی وطن کو
رخصت ہوئے -

یاد شیخ طیب طاب ثراہ

آپ - حافظ - عالم - قاری - بے تکلف - شکستہ دل - اور نمناک چشم تھے - اپنے گہر کی ضروریات
خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - ایک روز آپنے ایک حسین کو جو معشوقی کے ساتھ اُس ملک مین مشہور
تہا مسیح القلوب کے ہمراہ دیکہا ہے - اور مذاق کے طور پر کہا ۵۲ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِهَتَكُمْ اور یہ کہکر چل
دئے - مخدوم ہارون ایک بزرگ تھے - سندہ کی تمام زمین ان کے وجود سے روشن تھی - اور تتہ کی تمام اطراف
ان کی باعلم اولاد اور شاگردون سے منور ہین کہتے ہین شیخ طیب انہین مخدوم کے فرزندون مین سے ہین
ظاہری علم مین آپ کے اُستاد - ملا یونس مفتی سندہی ہین - تقدیر کے کرشمہ سے ناچار ہوکر آپ اپنے وطن
سے دل برداشتہ ہوئے - اور ایلچ پور برار کی طرف سفر اختیار کیا - اس زمانہ مین شیخ طاہر یوسف بیان

---

۵۱ لوگون کو (دنیا کی) مرغوب چیزون کے ساتھہ دل لستگی بہلی معلوم ہوتی ہے ۵۲ کیا یہی ہین - جو تمہارے معبودون کو
(بُری طرح) یاد کرتے ہین ۱۲ -

تشریف رکھتے تھے - ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر خوش ہوئے - اور شکر الٰہی بجلائے - ان دونون صاحبون کے درمیان مین یہان تک محبت ٹھہری - کہ شہر کے لوگ دونون بزرگوارون کو باہم بھائی بھائی سمجھتے تھے لیکن یہ شیخ طیب - وہ شیخ طیب نہین ہین جو اُن کے بھائی تھے - اُن کا پیمانہ زندگی ہجری سنہ نوسو پچاس مین لبریز ہوچکا ہے - القصہ - آپنے ایک مفید شرح رسالہ غوثیہ پر لکھی ہے - اور آپ کے عمدہ عمدہ حاشیہ مشکوٰۃ حدیث پر بھی ہین - مسیح القلوب اصول فقہ اور کلام مین آپ کے شاگرد ہین - برار کے حادثہ معلوم مین شیخ طاہر کے ہمراہ آپ بھی حاکم کی التماس قبول کرکے برہانپور مین آگئے تھے - بہت کچھ فیض بیان کے لوگون کو پہونچایا اور دسوین صدی کے دسوین حصہ مین آپ نے اُس جہان کا عزم فرمایا - خوابگاہ - شیخ ابراہیم عمر سندھی کے حظیرہ مین ہے - مصرع باد طیب ہمچو نامش خاک او -

یاد شیخ عربی دریانہ سندھی

آپ کی ایسی عجیب وغریب ہوش رُبا خارق عادات - زمانہ کے لوگ بیان کرتے ہین - کہ اُن کو تحریر اپنے آغوش مین نہین لاسکتی ہے - منجملہ خارق عادات کے ذکر قربان کو کمال کے درجہ پر پہونچایا تھا جب آپ اُس کا شغل کیا کرتے تھے - تو تمام جسمانی اعضا بند بند کرکے جدا ہوجایا کرتے تھے - اور پھر مل جایا کرتے تھے - بعض کا یہ گمان ہے - کہ مخدوم نوح آپ کے مریدون مین سے ہین واللہ اعلم -

مصرع مظہر معجزات احمد بود ؎

یاد شیخ سعد اللہ دھلوی چشتی

آپکا روزمرہ کا خرچ - دھقانی - سوداگری - یا سپاہگری پر منحصر نہین تھا - بلکہ [له] فی السماء رزقکم کے جاگیر دارون کے نام دیوان ازل سے فرمان وظیفہ جاری ہوگیا تھا - اس سبب سے آپنے زندگی - اُسی آسمانی روزی پر بسر کی - کسی متعارف سبب کو ہاتھ نہین لگایا - اور آزادگی اور گوشہ نشینی کا دامن ہمت کے ہاتھ سے پکڑکر واصلان حق کی ملازمت سے فیض اُٹھایا - آپ اپنے تئین شیخ جلال الدین دہلوی قدس سرہ کے خانقاہ نشینون مین سے بیان فرمایا کرتے تھے شیخ عبد العزیز یحییٰ مندری دہلوی کے ساتھ نسبت خویشی رکھتے تھے - شیخ محی الدین ملیح الملک کو - عادل شاہ برہانپوری کے حضور مین عرض بیگی کا منصب حاصل تھا - یہ آپ کے ہی فرزند مین - اور عادل شاہ کی التماس پر آپ براہ مہربانی - دہلی سے بہ ترک سکونت برہانپور چلے آئے تھے - چند سال بعد - اسی شہر کی

[له] تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲

صدر درمین شمالی سمت پر شیخ ابراہیم سنبھی کی تربت کی ہمسائگی مین خوابگاہ اختیار کی -

مصرع ہمسایہ اش رسول خدا باد و بہشت ہو

یاد سید حمید قدس سرہ

آپ کا آغاز سلوک تھا - کہ شیخ بلال کی ملازمت مین پہونچے - اور ان کے موثر انفاس سے تلقین چاہی
شیخ بلال نے فرمایا - سیادت خود فی نفسہ بڑا عالی شان درجہ ہے - وہ آپ کو حاصل ہے - آپکا رہنا مجھ جیسا گوڈریا فقیر
جو کچھہ نہین سمجھتا ہے - زیبا نہین ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ کسی ایسے بزرگ کی تلاش مین ہمت کا پانون غبار آلود کر کے
اپنی مرادمین کامیابی حاصل کیجئے - جو آپ کی نسبت کے ہم پلہ ہو - قصہ کوتاہ آپ نے جہان پیما قدم سے قید
اُٹھائی - اور سیاحی شروع کی - آپ فرماتے تے - ایام سیاحی مین - جس صاحب کی خدمت مین پہونچتا تھا
اُمید پوری نہین ہوتی تھی - جواب ملتا تھا - کہ تمہاری ہدایت شیخ بلال کے حصہ مین آچکی ہے - ناچار پھر پھرا کر
شیخ بلال کے آستانہ پر حاضر آیا - اور بیعت ہو گیا - نیز فرمایا کرتے تے - جب مین چھہ روز کا تھا اُس وقت کے
حالات مجھے یاد ہین - کہ مین کس طرح اور کہان تھا مصرع بصارت با بصیرت روزیش باد -

یاد شیخ کتین لاکہ

آپ کے پیر طریقت شیخ بلال ہین - کہتے ہین - آپ صاحب دولت اور صاحب سامان تے حتی کہ
چند گروہ آپ کے زیر فرمان رہتے تے - یکایک اس ساز وسامان کے ترک کا خیال آپ کے دل مین پیدا ہوا سب
کو چھوڑ چھاڑ کر کمبل کی کفنی گلے مین ڈال لی - اور پیر کی خدمت کا شغل اختیار کیا - ایک روز آپ سے دریافت کیا
گیا - عز و جاہ کو چھوڑ کر - فقر و نیاز کی دوستی اور سوختگی کے ساتھہ آشنائی کس حد تک پہونچ گئی ہے - آپنے
فرمایا - گدائی - اور ظاہری خواری کے ساتھہ مجکو اس قدر آرام معلوم ہوتا ہے - کہ اگر مین فرمان بردار ون کے
مکانون پر جا کر روٹی کا ٹکڑا بھیک مانگون - تو میری طبیعت پر گرانی پیدا نہ ہو - بلکہ آسودگی بڑہے - جب آپ
قبر مین رکھے جاتے تے - تب ذکر کی آواز سننے مین آئی تھی - مصرع جز بہ ذکر حق زبان گویا مباد

یاد شیخ محسن کھانہ

کہانہ ایک قصبہ ہے دہلی سے شرقی سمت مین چالیس کوس دور - توکل اور خاموشی یہ دو گواہ آپ
کی ولایت کے تے - ایک بزرگ روہتک سے لکھتے ہین - آپ اپنے گانون سے کہین نہین جایا کرتے تے
البتہ چند در چند درویشون کے دیدار کے واسطے ہمارے قصبہ مین آیا کرتے تے - یہان کے باشندے

چھوٹے سے لیکر بڑے تک تمام آپ کی پیشوائی کے واسطے جاتے تھے - اور عمدہ طرح سے آپ کو شہر مین لاکر ہر ایک شخص اپنے گھر مین اترنے کی التماس کیا کرتا تھا - آپ سب سے عذر معذرت کر کے - جہان آپ کا دل چاہتا تھا وہان اُتر پڑتے تھے - سوائے ضروری بات کے زبان نہین کھولتے تھے - اور ایک شکم کی مقدار کے سوا کسی روپیہ پیسہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے - اسی طرز کے ساتھ ایک دو ہفتہ وہان رہکر اپنے وطن کو لوٹ جایا کرتے تھے - بہت برسون تک اسی طرح گزاری - خوابگاہ کہانہ -

یاد شیخ ظہور الدین محمود بن جلال

آپ - گجرات کے فرزند - قطب الاقطاب غوث الاولیا کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ راقم گلزار کے مربی - ربانی کلام کے حافظ - بے یارون کے یار - اور کم زورون کے قوت بازو تھے - ہر ایک خانوادہ کے بیرون مین دعوت کا علم - اور اذکار کا طریقہ مختلف ہوتا ہے - اور علیٰ ہذا مشہور سلسلون کے مشائخ مین اشغال اور اسرار کی طرزین گوناگون ہوتی ہین - ان سب امور مین آپ کو کمال فیض حاصل تھا مرشد کے ساتھ بہت مدت تک سیر و سفر مین ہم قدم - اور خلا و ملا مین ہمدم رہے تھے - خلاصہ یہ ہے کہ پیر کے اسرار اور افعال کا آپ آئینہ تھے - یعنی پیر کی صورت سے رنگ اور پیر کے معنی سے بو بہم پہونچائی تھی جب مرشد کو گجرات جانے کا خیال پیدا ہوا - تو آپ کو اُنہون نے منڈو (مانڈو) والون کی ہدایت کے واسطے مین چھوڑا - کم و بیش دس برس باشندگان شہر کی فیض رسانی کی بعدہٗ تاریخ اٹھارہوین شعبان کو ہجری سنہ نو سو چھیانوین مین منزل قدس کی طرف روانہ ہوگئے - خانقاہ مین ہی قبر بنائی گئی - شہر والے آپ کی عمر جو کو تمام بتاتے تھے - اس کی وجہ اپنی کم واقفیت سمجھتے تھے - رنج و افسوس کی زیادتی کا حال کیا لکھون - کہ اس علامہ دہر کے نہ لکھے ہوئے واقعات کا ایک انبار ایسا ہے جسکا علم حاصل نہین ہے - رحلت کے وقت آپ کے چند کامگار خلفا حاضر تھے - آپ نے حاضرین مین سے شیخ داود کو منتخب کر کے اپنی جانشینی کے واسطے اجازت فرمائی - شیخ داود جیسے ظاہر مین برگزیدہ تھے ویسے ہی معنی مین بھی برگزیدہ تھے انہون نے شیخ عبداللہ اور شیخ ضیا اللہ مخدوم زادون کی خدمت مین رہ کر فضیلتین اور صفائی وقت حاصل کی - اب اُن دونون صاحب زادون کے بجانب گوالیار چلے جانے کے بعد - آپ ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین منڈو کی طرف لوٹ آئے ہین - اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کو قیام اور راستہ روی کی توفیق عطا فرماوے - مصرع ؏ ہمچنان انجام کار داد تو محمود باد ؛

یاد شیخ محبت

آپ نبی اسرائیل گروہ مین سے ہین - زاد بوم دہلی - اور خوابگاہ سارنگ پور مالوہ ہے - سپاہیانہ روش تہی نستعلیق خط اُستادانہ لکہتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچاسی تہا - کہ قصبہ دہار مالوہ مین ایک حسین منظر پر عاشق ہوگئے - خلعت کو گدڑی کی عوض - اور عقل کو دیوانگی کی عوض فروخت کردیا - اِس درمیان مین سفر حجاز کا ولولہ اندرون باطن سے جوش کر اُٹہا - تو حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کے طواف سے سرفراز ہوئے - بحر اعظم کے کنارون کی سیر کرتے ہوئے - مالوہ کو لوٹ آئے - ایک مدت دراز تک راقم گلزار کے ساتہہ مصاحبت رہی - انہین ایام مین ایک دوست کے گہر خوشی کا جلسہ تہا دو قوال آپس مین بگڑ گئے آپ نے صفائی کرانی چاہی - تقدیر ناموافق تہی - آپ کی صلح کنان باتین - اُن دونون مین سے ایک کو ناگوار گذرین - اُس نے کمر مین سے خنجر نکال کر آپ کے پہلو مین مارا - حاضرین محفل کو انصاف اور حمایت حق نے اُس بدکردار کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا - مگر آپ نے پکار کر کہا - کہ درویش کا خون سلسبیل ہے - دیت اور قصاص لئے جانے کے لائق نہین ہے - جو اصحاب میری خوشنودی چاہتے ہین - اُن کو چاہیئے - کہ اپنی تکلیف اور دشمن کا آزار گوارا نہ کرین - کیونکہ ازلی دفتر مین خنجر مارنے والا - اور زخم کہانے والا دونون ایک ہی اصل کی فرع ہین - اور کسی کو تقدیر کا لکہا ہوا دگرگون کرنے کی طاقت نہین ہے - **القصہ** ہجوم غوغا کو شگفتگی کے ساتہہ منتشر کیا - چند روز بعد زخم اچہا ہوگیا - تو آپ اُجین سے سارنگ پور ہن چلے گئے اس جگہہ ایک سانپ کے کاٹنے سے آپ کی عنصری عمارت کے اندر - ہجری سنہ نوسو چہیانوے مین خرابی پیدا ہوگئی - عارف وقت محی قلوب سید محی الدین پسر سید چاند سارنگ پوری - جن کا ظاہر اور باطن دونون آراستہ ہین - بیان کرتے ہین ایک روز مین امیر سید علاء الدین کے روضہ مین شیخ محبت سے رازداری کی باتین کر رہا تہا - اتنے مین ایک طرف سے ایک نعش آتی ہوئی معلوم ہوئی - اور دوسری طرف ایک جمیل منظر نمایان ہوا - میری نظر تابوت پر پڑی جس سے مجکو حیرت اور عبرت زیادہ ہوئی - اور آپ کی نگاہ اُس محبوب کے چہرہ پر پڑی - جس سے آپ مشاہدہ مین مستغرق ہوگئے - مین نے کہا - تابوت کی طرف نگاہ کرنا عبرت پیدا کرتا ہے - اور جمیل صورت پر نظر ڈالنا - نفسانی خواہش بڑہاتا ہے - آپ نے فرمایا - درویش کی نظر مین یہ دونون باتین ہم پلہ ہین - اور جو شخص فنا ہوگیا ہو - موت اور زیست اُس کے اختیار مین ہے - چنانچہ اُسی شب کو آپنے ہم نشینون کو یہ دہوکہ دیا - کہ مجہکو

سانپ نے کاٹا ہے - جب علاج اور جنتر منتر کرنا شروع ہوا - تو آپنے مسکرا کر فرمایا - درویش کو اس عمل کی ضرورت نہین ہے - پس یہی بہتر ہے کہ اپنے تئین خدا کے سپرد کر کے بالکل خواب راحت مین سو جاؤن - صبح کے وقت لوگون نے آپ کو رحمت حق مین آسودہ پایا - اور آپ کے کسی عضو پر سانپ کے کاٹنے کا نشان نہین تھا - اور آپ کے مراقبہ کے مکان مین ایک شرعی تہمد کے سوا - کوئی روپیہ پیسہ نہین نکلا - اس بیان سے معلوم ہوا - کہ سانپ کاٹنے کی روایت عام خلائق کی شہرت ہے درحاصل آپ کی رحلت فرمائی کی حقیقت اس طرح پر ہے - کہ جیسے بیان کی گئی - اس کے بعد آپ کے دیرینہ رازدار اور غمگسار شیخ صدر جہان نے آپ کو خواب مین دیکھا - تو آپ سے آپکی عالم کا ماجرا دریافت کیا - آپ ہنسے - اور فرمایا - **المومن مرآۃ المومن** اور منہ بند کر لیا - **مصرع** آئینۂ خدا اے نما با و جان او -

یاد سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل

آپ کی تمام وکمال ہمت - حدود شریعت کی نگاہبانی مین - اور تمام وکمال نیت - اسرار حقیقت کی پاسبانی مین مصروف تھی - آپ ہمیشہ رہنمائی اور نصیحت کے وقت - معرفت - اور کشف کے انوار - شریعت کے لباس مین - پوشیدہ عبارت کے ذریعہ سے بیان کیا کرتے تھے - تصوف کی برہنہ باتین - بہت کم کیا کرتے تھے حقائق اور اسرار بیان کرتے وقت - دلچسپ اشارون - اور دل آویز نکتون کے جواہرات - نظم اور نثر کے تاگے مین پرو کر - سننے والون کے کان اور گردن کا ہار بناتے تھے - ظاہری علم کی تحصیل - شیخ ابوالفتح تھانیسری - اور شیخ جلال انصاری کی فیض بخشی سے - اور باطن کی پرورش - اپنے پدر بزرگوار کی توجہ سے کر کے ان کمالات اور حالات کو پہونچے تھے - آپ کی ولادت کا سال نو سو تینتالیس ہے - آغاز جوانی کے بعد فرائض سنن - اور نوافل کے ادا کرنے مین جان توڑ کر کوشش کرتے تھے - شیخ محمد صوفی سے روایت ہے - ایک روز مین جنگل مین جا رہا تھا - دو مرد عرب سامنے آئے - اور سلام کیا - مینے سلام کا جواب دیا - اُنہون نے دریافت کیا - سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل کو آپ جانتے ہین - مینے کہا - مین آپ کے خانوادہ کا غلام ہون - اُنہون نے کہا - ہم کو اُن سے ملنا ہے - مین اُن دونون شخصون کو سید کے نزدیک لے گیا - اُنہون نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا - فرزند رسول اللہ **علیہ الصلوۃ والسلام** سے بیعت ہونے کی آرزو ہمارے دل مین تھی - معاملہ مین حضور نبوی نے ہم کو اجازت دی ہے - کہ ہندوستان مین جا کر آگرہ مین سید بدرالدین کے مرید ہو جاؤ - اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک مین بھی ہین - لیکن - تمہارا حصہ ازل مین اُنہین کی تحویل سے ملنا

معین ہے - آپ نے ارشاد فرمایا - اس شہر مین اہس تمہارے مطلوب نام کا شخص شاید کوئی اور ہو تشخیص وتحقیق کے بعد بیعت کرنا - اُنہون نے عرض کیا - جن دل ربا خصلتون کے ذریعہ سے علامتین ہم کو بتائی گئی ہین - وہ تو آپ مین ہی پائی جاتی ہین - خیر - رسم بیعت بجالاکر - اُسی رات کو اجازت معاودت حاصل کی - راوی بہی دہلیز کے باہر تک اُنہون کی متابعت مین گیا تہا - اُنہون نے فرمایا جس سال مین کہ لمعان الشیب فی الاسلام نوری سید کی ڈاڑہی مین فروغ پیدا کرے گا - وہی سال سید کے کمال کا ہوگا - کہتے ہین - جب آپ کی عمر پچپن کو پہونچی - تو پیری کی سفیدی نمودار ہوئی - اور اسی سال کی پہلی ماہ صفر کو استسقا کی بیماری آپ کو عارض ہوکر - کامل دو مہینے لگاتار رہی - لیکن عبادات کے وظیفون مین کسی قسم کا فتور واقع نہین ہوا - تاریخ چہبیسوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹہانوین کو آپ - نے بزرگان شہر کو بلا کر اُن کے روبرو خرقہ اور سجادہ اپنے فرزند سید بہاری کے حوالہ کیا - حاضرین نے دعا کے واسطے ہاتہہ اُٹہا کر کہا - اللہ تعالیٰ جل شانہ اس وصیت کو مبارک کرے - آپنے فرمایا ہر ایک طریق سے مبارک ہے - بالآخر - اسی ربیع کی چاندرات کے دن دنیا کی ویرانہ جگہہ کو رخصت فرما کر عالم غیب کی آباد عمارت کی طرف سفر کر گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ راجی محمد برودرہ (بڑودہ)

آپ رند تہے - مگر سادہ نما - آزاد تہے - مگر سو زنجیرین پانون مین پڑی ہوئین دیوانہ تہے - مگر کام سب عاقلانہ فنافی الشیخ کو فنافی اللہ سے زیادہ دوست رکہتے تہے - اور ترجیح کی وجوہ بیان کیا کرتے تہے - تمام کردار گفتار - اور رفتار مین اپنا نقش خاکی لوح سے مٹا کر تمام کو شیخ کی طرف منسوب پاتے تہے اسی اندیشہ مین اُنکی آمدورفت رہتی تہی - اور بدون مستانہ نعرہ مارنے کے کوئی قدم راستہ مین نہین رکہتے تہے ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو نوے تہا - کہ آپ کے نام آلہی طلب کا پیغام پہونچا - آپ قبول کر کے - عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ کے حضور مین روانہ ہو گئے - آپ نے ایک بیٹا چہوڑا - شیخ ولی محمد نام تہا ان کو سلوک سے پہلے آغاز ہوش مین ہی - توحید کے قوی جذبہ نے آلیا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ توحید کی بات کے سوا - آپ کی زبان - دوسرے حرف کے واسطے حقیقۃً گونگی تہی - ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین احمد نگر دکن کے مقام پر نظر آئے تہے - پہر آپ کی کوئی خبر نہین آئی - آپ کے برگزیدہ مریدون مین سے شیخ صدرالدین ذاکر ہین - یہ اپنے پیر کے ساتہہ ہمیشہ واپسین نفس تک سفر اور

حضر مین رفیق رہے۔

یاد شیخ میان آبا

آپ کا نام ابراہیم ہے۔ صاحب حال و قال۔ اور اہل مقامات و کرامات تھے۔ زاد بوم قلعہ بھروچ گجرات اور خوابگاہ برہان پور محمد شاہ فاروقی کے حظیرہ مین۔ کہتے ہین۔ یون تو آپنے بہت سے مشایخ زمانہ کی نظر دیکھی اور ملازمت کرکے فیض پایا تھا۔ لیکن خرقہ خلافت آپ کو غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت عالی سے ہی حاصل ہوا ہے۔ القصہ جب گجرات سے برہانپور مین آئے۔ اُس وقت مین محمد شاہ وہان کا حاکم تھا۔ اور سید زین الدین اُس کا وزیر اعظم تھا۔ جس نے غوث الاولیا کی خانقاہ مین ایک مدت تک رہ کر کام کیا تھا۔ یہ دونون اصحاب صفائی قلب سے آپ کے مرید ہوئے۔ جب حاکم اور وزیر مرید ہو گئے۔ تو آپ نے مرید کرنا ترک کر دیا۔ اِس کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہین ایسا نہ ہو۔ کہ اب جو لوگ میری طرف اظہار ارادت کرتے ہین۔ اس مین لوگون کا خیال یہ ہو۔ کہ اِس صوبہ کے حاکم کا مین پیر ہون پس یہی بہتر ہے کہ مین اپنے تئین اس خطرناک شیوہ سے باز رکھون۔ تاکہ جو لوگ ارادت کی استعداد رکھتے ہین مین اُن کی گمراہی کا سبب نہ بنون اور کسی کے خالص عمل کو ریا کی آلائش سے آلودہ نہ کرون۔ ہجری سنہ نوسو اٹھانوین یا ننیانوین مین اعلیٰ عالم ارواح کو رحلت فرمائی۔ خلیل الرحمن ۹۹۹ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مصرع ملا را علے یاد جاے یا داو ؎

یاد حاجی ابراہیم سرہندی

آپ کی رنگین طبیعت کا شاہد۔ علوم اور معرفتون کے زیور سے آراستہ تھا۔ شیخ المحدثین شیخ ابن حجر نیمی کی خدمت مین آپنے حرم محترم مین رہکر احادیث کی تصحیح کی تھی۔ حدیث اور تفسیر کی سند مین آپ کو نسبت عالی حاصل تھی۔ آپ کی قوت ناطقہ موثر اور واعظانہ اشعار کی زبان سے آشنا تھی۔ جس زمانہ مین تمام ملک ہندوستان کو شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے فتح کر لیا تھا۔ تو اُس کے دل مین یہ خواہش پیدا ہوئی کہ یہ تمام علما۔ جو گروہ کے گروہ پایہ تخت کے شہر مین فراہم ہین۔ ایک ایک کر کے تمام قلمرو کے ایک ایک حصہ مین مقرر کئے جاوین جس طرح ظاہری فوج اور امرا سے ملک مین امن و امان اور آرایش ہے۔ اسی طرح اس باطنی گروہ کے بابرکت انفاس کی برکات سے بھی۔ ہر ایک ملک کے باشندون کو اپنی اپنی استعداد کے موافق فیض پہونچے اور نیز ہر ایک شخص بقدر حوصلہ۔ اِس جماعت کی ملازمت سے فروغ معرفت حاصل کرے۔ اِس

خیال کی بنیاد پر ایک شخص۔ ایک جداگانہ سمت مین نامزد کیا گیا جس ملک مین آپ مامور تھے وہان سے آپ بدون حصول اجازت۔ دارالسلطنۃ مین لوٹ آئے۔ یہ بات شہنشاہ کو ناگوار گزری۔ اس ناخوشی کے سبب سے آپ کو قلعہ رنتھبور[۵۱] مین بھیج دیا۔ یہان پر تنہائی اور اپنی حالت مین سختی دیکھکر بہت پریشان ہوے۔ ایک مدت تک تو یہ انتظار کیا۔ کہ کوئی سبب رہائی کا پیدا ہو۔ مگر پیدا نہین ہوا۔ پھر ایک رات رسّی بہم پہونچا کر دیوار قلعہ پر لٹکائی۔ تاکہ اُس عالی شان قلعہ سے نیچے اُتر جاوین۔ اور فرار ہو کر چند روز گمنامی کے طریقہ پر بسر کرین آدھی دور تک اُتر آئے تھے۔ کہ یکایک رسی ٹوٹی۔ جس نے عمر کا بھی پیوند قطع کیا۔ جو ایک بال کے تار سے بندھا ہوا ہے۔ آپ کی روح نے درمیان مین سے ہی آسمان کا راستہ لیا۔ اور کالبد نے اپنا اسباب زمین کے حوالہ کیا۔ **بیت**

غم خوار خویش باش غم روزگار چیست		پیوند عمر بستہ بہ موئے ست ہوش دار

یہ واقعہ پیش آنے سے خردشناس حقیقت بین نظر کے سامنے آیۃ کریمہ[۵۲] اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی حکمت ظاہر ہوئی اور سرکش طبیعتون کو اوامر و نواہی کے بارہ مین یقین پیدا ہو گیا۔

یاد شیخ ودود اللہ شطاری

آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ہین۔ اور نام شیخ لاد ہے۔ ہمیشہ درویشی اور فقر مین زمانہ گزارا۔ آپ کے آباے کرام مُعنعن شیخ عبدالرحمن کو پہونچتے ہین۔ جو حضرت صدیق اکبر کے پوتے ہین رضی اللہ عنہ غوث الاولیا کے مرید اور نیز خلیفہ ہین۔ کم و بیش بارہ سال برابر اپنے پیر بزرگوار کی خدمت مین رہ کر شطاری مشرب کے اشغال اور اذکار کا طریقہ اور دعوت کی سند حاصل کی۔ اور سب کو عمل مین بھی لائے۔ حضرت غوث الاولیا نے جب گوالیار سے گجرات کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ اور اس کا سبب ابھی ابھی اوپر گزارش ہو چکا ہے۔ تو آپ کو ایک مانع نے ہمراہی سے باز رکھا۔ اور آیۃ کریمہ[۵۳] وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اِذَا مَا اَتَوْکَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُکُمْ عَلَیْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ

---

[۵۱] رنتھبور مقام۔ آگرہ اور جیپور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲ [۵۲] اللہ کا حکم مانو۔ اور رسول کا حکم مانو۔ اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین اُنکا بھی ۱۲ [۵۳] ان لوگون پر کسی طرح کا الزام ہے) کہ جس وقت تمہارے پاس آئے۔ کہ تم اُن کے لئے سواری بہم پہونچاؤ۔ تو تم نے جواب دیا۔ کہ میرے پاس تو کوئی سواری موجود نہین۔ کہ تم کو اوس پر سوار کردون۔ وہ لوگ لوٹ گئے۔ اور خرچ میسر آنے کے غم کے مارے ان کی انکھون سے آنسو جاری تھے۔

کے مصداق معذورون مین سے ہوئے۔ ناچار آپ چندسال تک قصبہ آشٹہ مین گوشہ نشین رہے۔ یہ قصبہ
مضافات مالوہ مین ہے۔ پھر جب باز بہادر افغان۔ اکبر شاہ کی افواج سے بہاگ کر بگلانہ کے اطراف مین
آیا۔ اور ملک مالوہ کو دولت اکبری نے فتح کیا۔ اور افغانون کی جو جماعت ازراہ اعتقاد آپ کی خدمت
مین آمد و رفت رکہتی تہی۔ موقوف ہوئی۔ تو آپ ہجری سنہ نوسو چوہتر مین۔ اس قصبہ سے بترک سکونت
ملک خاندیس کو چلے گئے۔ اور قصبہ جامود مین اقامت کا سامان کیا اُس زمانہ مین یہ قصبہ اُس صوبہ کے حاکم
میران محمد شاہ فاروقی کے حکم سے سید میران شکر کوہی کی جاگیر مین تہا۔ اس سال مین شیخ وددواللہ کی عمر شریف
نئو سے تجاوز کر گئی تہی۔ مسیح الاولیا فرماتے ہین۔ ایک دفعہ مجکو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ لشکر محمد عارف
کے ہمرکاب جامود کے میدان مین جانے کا اتفاق ہوا تہا۔ وہان پر شیخ ددواللہ کی ملازمت بہی میسر
ہوئی تہی۔ ہمنے ایک نورانی پیر دیکہا۔ جس کی پیشانی سے ولایت اور کرامت کے انوار دیکہنے والون کی نظر
کے سامنے عیان تہے۔ ہجری سنہ نوسو ترانوین مین عالم خاک سے ملک پاک کو کوچ فرمایا۔ خوابگاہ جامود۔
آپنے ایک لڑکا چہوڑا ہے شیخ اسمٰعیل نام۔ اُنہون نے بیس سال تک مسیح الاولیا کی خدمت مین رہ کر اندرونی اور
بیرونی شست و شو کی تہی۔ اور فقر و فاقہ کے ساتہ اس طرح یگانگت پیدا کی تہی۔ کہ اگر تمام اہل جہان کی دولت
مندیان ان کی بے نیازی کے سر پر قربان ہو جاوین۔ تو زیبا ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین مرشد کی اجازت
سے پدر بزرگوار کے پرانے مقام کو جارہے تہے جو قصبہ آشٹہ ہے۔ چونکہ آشٹہ جانے والا کا گذر منڈو (مانڈو)
مین ہونا ضرور ہے۔ لہذا شیخ اسمٰعیل کو منڈو مین آنا پڑا۔ اور راقم گلزار کے غریب خانہ پر چند روز مہمان رہے
بہت کچہہ تسلی دلاسا دی گئی۔ کہ فقرائے باب اللہ کی گوشہ گزینی کے واسطے آشٹہ سے منڈو بہتر ہے۔
تو آپنے یہ عذر کیا۔ کہ مرشد کی اجازت آشٹہ مین ہی رہنے کے واسطے ہوئی ہے۔ اور راقم کی التماس
کو قبول نہین فرمایا۔ تاریخ بیندرہوین ربیع الثانی سنہ صدر کو روانہ آشٹہ ہوئے۔ مصرع

ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش ؎

یاد میان وجیہ سندہی

آپ کی ولادت ایک گانون مین ہے تتہ سے نزدیک۔ ایک روز مسیح زمان کہتے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار
سات مین برگزیدہ صاحب دلان۔ مردم چشم کیمیا نظران۔ خانخانان ایدہ دولتہ نے جب برہانپور خاندیس
مین نزول فرمایا تو اولاً خانخانان خیمہ گاہ مین نہ اُترے۔ براہ راست جلو کے ساز و سامان کے ساتہ فقیر

کی مسجد مین چلے آئے - سب سے پہلے آپ کی بات یہ تھی - کہ جب میان وجیہ کے گانون کی حدود مین لشکر کے خیمے نصب ہوئے - تو باوجودیکہ میان کے ساتھہ میرا اعتقاد درست تھا - مگر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ نا وقت غنودگی پیدا ہوئی - اس عرصہ مین میان کا گانون لوٹ مین آگیا - اِس سبب سے میرا دل ہر وقت ایک عجیب انقباض مین ہے - اور اسی خیال اور خوف سے خیمہ گاہ مین نہ اُتر کر آپ کے دیدار کے واسطے آیا ہون - اور میان وجیہ کے کچھہ حالات بیان کیے - جس کا اجمال یہ ہے - بیان کیا کہ ایک شخص تھے جن کا دل ہمیشہ دردِ طلب سے مالامال تھا - آنکھین اشک پشیمانی سے بھری ہوئی تھین - اور زبان یادِ حق سے لبالب تھی - مصرع چشم و زبان و دل شد باد پراز معرفت ؎

یاد شیخ احمد متوکل اُجینی

اُجین - صوبہ مالوہ کا ایک شہر ہے - آپ کو خرقۂ خلافت غوث الاولیا سے حاصل ہے قدس سرہما آپ ہمیشہ زبانی اور نہانی ذکر کے ساتھہ پاس انفاس رکھتے تھے - امور کی باریک باریک تدابیر کو آپنے کبھی ایک جو کی برابر بھی نہین سمجھا - پیدائش ہندمین کسی مشرقی شہر کی ہے - شیر شاہ سور کا زمانہ تھا - کہ آپ وطن سے چل کر اجین مین آئے - اور سامان قیام کیا - کسی شخص سے روپیہ پیسہ - ایک روز کے خرچ سے زیادہ کبھی نہین لیا - ہمیشہ واپسین نفس تک آپ کی روزی آسمان پر رہی - اہل روزگار کی دانائی پر نادانی کو ترجیح دیتے رہے - **راقم** کو آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھہ نہایت محرمیت اور دلبستگی تھی اور وہ بھی استمرار کے ساتھہ - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کی نوبت زندگانی انجام کو پہونچی - خوابگاہ اُس حوض کے کنارہ ہے - جو قلعہ اجین کے باہر کی طرف سے ملا ہوا ہے - ایک جانشین چھوڑا تھا شیخ عبد اللطیف نام تھا - انہون نے ریاضت کے ذریعہ سے خلافت کے چراغ مین بہت کچھہ روشنی بڑھائی تھی اور مسیح القلوب کی خدمت مین برہان پور جاکر حقیقت اور معرفت کا سرمایہ بہم پہونچایا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین عارضی عالم کو ترک کیا - مصرع شد وزش اللّٰہُ لَطِیفٌ بِعِبَادِہٖ

یاد شیخ معروف ابن قاضی سعد اللہ

آپ صدیقی النسل ہین - شیخ نظام نارنولی کے خلیفہ تھے - زاد بوم دہار - خوابگاہ خاک مدینہ - آپکے اجداد بغداد سے آئے تھے اور شرقی دیارِ ہند مین صوبہ جونپور کے متعلق ایک شہر بہار نام ہے - اُس کو اپنا وطن بنالیا تھا بہار سے آپ کے دادا شیخ محمود سلاطین خلجیہ کے عہد مین منڈو (ماندو) مین آئے - اور یہین سامان

اقامت کیا چند روز بعد قصبہ انجیرہ کے قاضی ہو گئے - جو مندو سے بارہ کوس - اور دہار سے پانچ کوس ہے
اس قصبہ کے پان ایسے خوشبو - اور عمدہ مزہ دار ہوتے ہین - کہ دوسرے صوبون مین لوگ سوغات
لیجاتے ہین - جب شیخ محمود کو اسمانی قضا آئی - تو اُن کے بیٹے شیخ سعد اللہ مسند شریعت پر بیٹھے جب
اُنھون نے بھی عالم دنیا کو چھوڑا - تو اُس وقت مین شیخ معروف چھوٹے تھے - جب شیخ معروف کا
زمانہ ہوش آیا - تو پیر طریقت کی جست وجو مین بھاگ دوڑ کرنے لگے - اس اثنا مین شیخ نظام نارنولی کی فیض رسانی
کا شہرہ سنا - دل سے صبر جاتا رہا - ناچار نارنول جاکر مرید ہوئے - اور چند سال خدمت حضور سے فیض پایا
فرماتے تھے - پیر کے ہم رکاب نارنول سے دہلی کو جاتا تھا - ایک سیاح شیخ عبد اللہ تھے - ان کو عالم
ارواح کی رموز اور عالم شہود کے حقائق مین اچھی واقفیت تھی - اثنائے راہ مین ایک گانون کے نزد
ان کی ملازمت ہمنے حاصل کی - ہر ایک قسم کی باتین کین - بالآخر مین اور دو دونون ایک دوسرے کے بنی عم
نکلے - بہت کچھ دلجوئی اور نوازش عمل مین آئی - اور مجکو ہر ایک خانوادہ کے پیرون کی خلافت کا خرقہ مرحمت
فرمایا - سوائے اجازت سلسلہ چشتیہ قدسیہ کے - جو مجکو پیر سے حاصل تھی - چند سال بعد قصبہ دہار
مین لوٹ آئے - اور اُسی قصبہ کی حدود مین ایک کوٹھری پسند کی - جہان پر نفس کے ساتھ لڑائی مین
مشغول ہوئے - اور اس خانگی چور اور ہم نشین قزاق کی در آمد بر آمد کے راستون پر چوکیدار مامور کئے -
تھوڑی تھوڑی غذا گھٹانے سے - نفس فربہ ہونے سے باز رہا اور اس طریقہ پر سونے اور کھانے کی
پابندیون سے رہائی پائی - سبحان اللہ اگر پانی یا شربت آپ پیتے نہ ہوتے تو لہ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ کی نفی مین شامل ہونے سے - آپ مستثنیٰ ہو جاتے - با این ہمہ
آہنی خار - ایک پرانی گودڑی کے اندر لپیٹا ہوا - پیراہن کے اندر ہمیشہ رکھتے تھے - اور تمام عمر نماز
معکوس مین راتون کو دن کرتے رہے -

ہجری سنہ نو سو ہیانوین مین صوبہ مالوہ کے حاکم نواب خان اعظم میرزا عزیز بزرگ کوکہ اکبر شاہ تھے
ایدہ دولتہ اس سال مین شیخ نے اجین سے احرام عمرہ باندھا - اور راہ حجاز اس شکل کے ساتھ طے
کرنے کا عزم دل مین مصمم کیا - کہ سر کو نیچے لٹکائے ہوئے جاؤن گا - لیکن نواب سے دوستی تھی - نواب
نے آپ کو روکا - اور نیز دوستون اور عقیدت مندون نے بھی اسی طرح پر التماس کیا - لہذا آپ نے
مہربانی فرما کر اس سال مین توقف کیا - جب زیارت کعبہ کے شوق کا غلبہ ہوا - تو آپنے آنکھون پر

پٹی باندھ لی تاکہ دوسری دیکھنے کی چیزین دیکھنے مین نہ آوین - اور اپنے اوپر لازم کیا - کہ جب تک جمال کعبہ نہین دیکھ لون گا - پٹی نہین کھولون گا دوسرے سال قرارداد کے موافق زادراہ اور سفرخرچ کے واسطے جس قدر ضرورت تھی - اور وہ بھی صرف اس قدر - کہ درویشی مین بھی خلل انداز نہ ہو - نواب عزیز کے خزانہ سے لیکر انتظام سفر کیا - ایک آدمی کے قد کی برابر ایک حجرہ تیار کرا کر دو اونٹون پر بندھوایا - اور اُس حجرہ کے اندر آپنے اپنے تئین اولٹا لٹکایا - اسی طریقہ سے سمندر کے کنارے پہونچے - بعدہ حجرہ کو جہاز مین کھڑا کردیا - اور آپ اُس مین بدستور آویزان تھے - کہتے ہین - کہ راستہ کے اندر آپ بہت روئے - آنسوؤن کی حرارت سے پٹی کے اوپر جلنے کا داغ لوگون نے دیکھا ہے - المقصہ بیت الحرام کا دیدار آپ کو ہوا - جس کے سبب سے آپ کی آنکھون پرلذت نظارہ حلال ہوئی - عمرہ اور حج کے ارکان ادا کئے - اور مدینہ مقدسہ کا طواف کرکے روشن ضمیری حاصل کی پانچ مہینے کی فرصت ملی - جب تاریخ تیسری ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو فرمان طلب صادر ہوا - تو کمال آرزو شگفتگی خاطر - اور خندہ پیشانی کے ساتھ عالم قدس کو روانہ ہوئے -

مصرع پیشگاہ قرب باد اجاے او -

یاد مولانا اسمٰعیل سومرہ

سومرہ - سندھ مین ایک گروہ کا نام ہے - آپ اُس ملک کے نامور مشائخ مین سے ہین - آپ کی خانقاہ کیا تھی - ایک زاہدستان تھا - کئی ہزار گون غلہ - زراعتی تخم کا ہوتا تھا - جس کا حاصل خانقاہ نشینون کے مایحتاج مین صرف ہوا کرتا تھا - آپ کا خاص طریقہ - درویشون کی خدمتگاری کرنا تھا - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین یا ننیانوین مین رحمت حق سے جا ملے - مصرع باد دش غنچہ باغ صفا -

یاد شیخ عبداللہ کتھواسن

آپ کے پیربیعت اور مرشد طریقت کہین بیان مین نہین آئے ہین - غالبًا آپ کا مشرب اویسیہ تھا - آپنے - توکل اور آزادگی کے محل کی بنیاد نہایت گہری اور مستحکم رکھی تھی - کبھی اہل زمانہ کے روبرو احتیاج کا منہ لیکر نہین گئے خوابگاہ دارالخلافہ آگرہ -

یاد ملا دوست صحاف

جو محرم ہم نشین تھے - وہ آپ کو کاکا کہا کرتے تھے - آپ مولانا خواجگی کاشانی کے خاص عقیدت مندون مین سے ہین - آپ کے دریا جیسے ضمیر کے عرفانی ڈبہ مین الٰہی اسرار اور تصوف کے بے شمار جواہرات اور

سوتی بھرے ہوئے تھے - ایک مدت تک بلخ مین لوگون کی رہنمائی کی - بہت سے طالب آپ کی ملازمت سے اپنے مطلوب کو پہونچے - ایک روز پرانے رازدار صوفی شادی آپکے عبادت خانہ مین آئے - اور کہا - کا کا - آپ کو یاد ہوگا - جب تلاش مقصود مین آپ کی کوشش بڑہی ہوئی تہی - اور جلد سازی کی دوکان کیا کرتے تھے - اُن ایام مین آپ کیسے خوش وقت اور خوش دل رہا کرتے تھے - اب مجھے معلوم ہوگیا - کہ جو لوگ خانقاہ مین رہتے ہین - اُنہون نے آپ کو خلوت قرب سے دور پھینک دیا ہے - اور آپ کو پریشان خاطر رکھتے ہین آپ نے یہ بات سنی - آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور جواب دیا - بیشک ایسا ہی ہے - جیسا آپنے فرمایا - کہتے ہین ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے مین عنصری منزل چھوڑکر علوی وطن کا عزم کیا - خوابگاہ بلخ -

یاد شیخ جنید مفتی

آپ شیخ بہار الدین قریشی اسدی ہاشمی کے فرزند ہین - صاحب علم - درست احوال - پاکیزہ اخلاق ستودہ صفات اور زاہدانہ افعال تھے - علم کی تحصیل اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی تہی - بے مہانون کے کہانا نہین کہایا کرتے تھے - اس طریقہ سے آپ نے خلیلی رسم زندہ کر رکہی تہی - صاحبان احتیاج کے حق مین آپ کی سفارش موثر ہوا کرتی تہی - اہل ضرورت کا تعلق جہان ہوتا تہا وہ خواہ کتنا ہی نامہربان اور سیہ دل ہوتا تہا مگر کام بے تامل حسب دلخواہ انجام کو پہونچ جاتا تھا - علی ہذا القیاس آپ کی دعاؤن کا حال تہا - کہ آشنا اور بیگانہ کی مشکلات مین مقبول ہوا کرتی تہین - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپ کی گفتار کی پیشانی ناکامی کے داغ دہبے سے پاک صاف تہی - تاریخ چوتہی شعبان ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ روحانی باغ کی سیر کو چلے گئے آگرہ مین مدفون ہین -

یاد شیخ نظام ابن عبدالکریم نارنولی

آپ - حضرت فاروق اعظم کی نسل سے ہین - اور الہداد نام ہے - مولد اور مرقد دونون نارنول مین ہین آغاز شباب مین آپ محقق رہنما کی تلاش کے واسطے وطن سے غربت مین نکل کہڑے ہوئے - اور ہمدرد یار سید فیروز کی ہمراہی مین بہت کچھہ نشیب و فراز طے کیا - بہت سی آبادیان اور جنگل دیکھہ ڈالے - اور بہت سے سالکون اور مجذوبون کی ملازمت کی لیکن قفل کشا کنجی کوئی ہاتھہ نہین لگی - اس اثنا مین آپ گوالیار پہونچے اور چند روز غوث الاولیا قدس سرہ کی خانقاہ مین دیگر خانقاہ نشین صوفیون کے ساتہہ رہے - تقدیر مین لکہا تھا جس کے بموجب خواجہ خانون علاتاج ناگوری کی ملازمت سے

اپنی مراد مین کامیاب ہوئے - اور نور خلافت سے - روشنی قلب حاصل کی - خواجہ کی صحبت اور خدمت کی برکات سے کمال اور تکمیل کے درجہ پر پہونچے - اور پیر کی اجازت سے اپنے وطن مین آکر رہنمائی کی مسند پر جلوس فرمایا - پاک ذات اور صاحب استعداد لوگ گروہ کے گروہ آپ کی پرورش اور فیض سے الہی معرفت کے عالی درجہ پر سرفراز ہوئے - اور ہر ایک صوبہ اور سرکار مین بڑے چہوٹے کی ہدایت کے واسطے آپ کے فیض یافتہ باخبر اصحاب مین سے ایک ایک صاحب نامزد کیے گئے - آپ کے صاحب ولایت خلفا کی فہرست بڑی لنبی چوڑی ہے اس کتاب مین نہین آسکتی ہے -

القصہ آپ کی فیض رسانی - نور پاشی - رہبری - اور رہنمائی کا شہرہ اس قدر ہوا کہ تمام اطراف ہندوستان مین پہیل گیا - آپ کے زمانہ مین بالکل سلطان مشائخ نظام الاولیا قدس سرہ کا عہد مبارک حاصل ہوگیا تھا - اور نارنول کی زمین سے مثل دہلی اشاعت فیض ہوئی تھی - تاریخ اٹھائیسوین صفر ہجری سنہ نوسو ستانوین کو عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی سیر کو روانہ ہوگئے **مصرع**

سیر گاہش منزل لاہوت باد

یاد شیخ بیارہ نور ظہور رحمہ اللہ

آپ ایک مجذوب تھے جمالی مظاہر سے عشق رکھتے تھے چند سال دیوانگی کا عیش اُٹھایا - اندرونی بے آرامی بہت کچھ رہتی تھی - اس سبب سے ایک ساعت بھی ایک جگہہ نہین بیٹھتے تھے - اور زبان حال سے لوگون کو سناتے تھے - **بیت** -

بحسن از بس کہ بسیاریم مائل	بانگ حسن از جا میرود دل

اس مین شک نہین - کہ عشق اور دیوانگی یہ دونون جب دل مین جمع ہوجاتے ہین تو نظربازی کا شوق ابہر آتا ہے - اور دور اندیشی اور عقل وفہم - ملک باطن سے کوچ کرجاتے ہین - اس سبب سے آپ کا پردہ فاش ہوا - اور آپ ہر ایک شمع پر - پروانہ کی طرح گرکر - تکلیف اور مصیبت جھیلا کرتے تھے - ایک روز راقم گلزار آپ کے ساتھ ایک راستہ مین کہڑا ہوا باتین کررہا تہا - اتنے مین عماری دار ہاتھی آپہونچا - آپ نے اچہل کر ہاتھی کے دانت پر قدم جاجمایا - اور عماری کے پردہ سے لٹک کر ایک پردہ کشا نغمہ کی تان لی - عماری کے اندر جو عورتین بیٹھی ہوئی تہین - اُنہون نے بیتاب ہوکر پردہ اُٹھادیا - اور دیوانہ کو اپنے ناز وکرشمہ کا نشانہ بناکر خود بھی اُس کے راز ونیاز پر فریفتہ ہوئین - **القصہ** طرفین کی حیرت یہان تک بڑھی - کہ

اُس حیرت کی بیہوشی نے ہاتھی مین بھی سرایت کی۔ بے اختیار ہوکر فیلبان نے پردہ عماری کا چھوڑا۔ اور غصہ سے آنکس مار کر ہاتھی کو راستہ پر لایا۔

مختصر یہ ہے۔ کہ چند روز بعد آپ لوگون کی نظر سے مخفی ہو گئے۔ **مصرع** نمی یابم نشانِ او کجا رفت یہان تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین شیخ دولت کی زبانی جو نہٹر یہ دیپالپور کے تالاب کے کنارہ ایک کوٹھری مین رہتے ہین۔ کچھ حال سننے مین آیا۔ اُنھون نے بیان کیا۔ کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا۔ فقیر اُس وقت اُجین مین شیخ عبد الغفور داؤد کی مسجد نور نام کے اندر رہتا تھا۔ شیخ بیارہ بھی اُس مسجد مین آکر گوشہ نشین ہوئے۔ چند روز بعد آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی۔ یہی بیماری اِس عالم سے آپ کے چلے جانے کا سبب ہوئی۔ اور اُسی مسجد کے صحن مین دفن کیئے گئے۔

یاد سید ابراہیم بھکری

آپ شیخ جلال متو کے خلیفہ ہین۔ جو شاہ شاہباز کے بزرگ جانشین تے۔ **قدس سرہم** پیر کی دوستی اور مہربانی۔ اور حاکم وقت کا آرزو اور نیاز کے ساتھہ پیش آنا۔ آپ کے برہان پور رہنے کا سبب ہوا بہت برسون تک اس دار الاسلام مین آپنے قیام فرمایا۔ اور بہت سے لوگ جو صحراے تلاش مین بھٹکتے پھرتے تے۔ عرفان اور وجدان کی آبادی مین ہو پہنچ گئے۔ بسیح القلوب سے روایت ہے۔ ایکدن مین سید کی ملازمت مین بیٹہا تھا۔ آپنے فرمایا۔ شیخ شکر محمد عارف **قدس سرہ** سے مینے سنا ہے جس وقت دوام ایجادی کا تماشا کر کے زبان حال سے یہ ترانہ گایا کرتے تے [۱] اطاعلک العاصی فی عصیانک وذکرک الناسی فی نسیانک حال آنکہ اس بات کے سننے کو ایک زمانہ گزر گیا۔ لیکن ابھی تک دل کے اندر۔ اُس بات کا جو ذوق باقی ہے۔ یہ ذوق شکل فوارگی نہین چھوڑتا ہے۔ ایک روز ایک سپاہیانہ وضع کا آدمی عرس کی مجلس مین ایک گوشہ سے اُٹھا۔ اور دونون ہاتھہ ادب کے ساتھہ باندہ کر سامنے آکھڑا ہوا۔ اور رو کر فاتحہ اور دعاے خیر کی التماس کی۔ جواب پایا۔ ابراہیم کا باطن آتش نمرود سے بھی زیادہ پردود ہے۔ اگر تم کو اسپر اطلاع ہو جاوے۔ تو سو دفعہ لاحول پڑھکر۔ اس کی صحبت سے گریز کرو۔ اور ہزارون مہربانی اور دلسوزی کے ساتھہ۔ اُس کی بخشش کے واسطے دعا مانگو۔ یہ جواب سنکر انجمن مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تے اُن مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ شمشش جہتی

---

[۱] نافرمان نے تیری نافرمانی مین گویا فرمان برداری کی۔ اور بھولنے والے نے تیری نسیان مین گویا تجھکو یاد کیا ۱۲

قید خانہ سے رہا ہوکر ہشت بہشت کی سیر کے واسطے ناز کے ساتھ چلے گئے۔ خوابگاہ برہان پور۔ تین لڑکے خلف۔ اور بہت سے خلفا چھوڑے جو روش سلف کے ساتھ متصف ہیں۔

یادِ شیخ عبد اللہ

آپ کا قدیمی نام بیکہ جی ہے۔ آپ کے باپ قطب خان ضراب خانہ کے داروغہ اور سکہ کن تھے۔ آپ بھی باپ کے کارخانہ کا پیشہ کرتے تھے۔ شروع جوانی میں کدخدا ہو گئے۔ عروس کے ساتھ کمال وابستگی ہوئی۔ جب ناز و نیاز نے ایک دوسرے سے باہم کیف پایا۔ تو شوق اور کرشمہ ایک دوسرے کی مصاحبت سے کامیاب ہوئے۔ یہان تک کہ اجل کی جان گزا تلخی۔ نوعروس کے سلونے مین ملا کر پلادی گئی۔ فراق کے داغ نے آپ کے شکستہ دل پر دیوانگی کا سکہ جمایا۔ پریشان ہوکر اپنا کام چھوڑ دیا۔ اہل زمانہ کا لباس اُتار کر کمل کی کفنی پہن لی۔ چند روز بعد پیر طریقت کی ہدایت سے آپ کی مجازی محبت حقیقی عشق کے لباس مین نمایان ہوئی۔ بہت برسون تک گھر کے اندر رہبنوایانہ تنہائی مین بسر کی۔ اور خدا شناسی کا راستہ سلوک کی بامردی سے طے کیا۔ آپ ایک خزانہ تھے۔ جس مین دل آویز گفتار کے جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ ہجری سنہ نوسونناوے مین آپنے چشم عبرت کو نمایش گاہ دنیا کے تماشا سے بندکرلیا خوابگاہ شہر مندو **مصرع**

باما نزول او بمقام موحدان

یادِ شیخ ابو یزید

آپ شیخ لشکر محمد عارف کے فرزند ہین۔ **قدس سرہما**۔ جو اصحاب آپ کے پدر بزرگوار کی دعوت ہستی کو قبول کر کے آئے ہوئے تھے۔ جب وہ ضیافت زندگانی ختم ہوجانیکے سبب سے ایک ایک کرکے اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ اور باپ کی جگہہ آپ جانشین ہوئے۔ تو حاکم نے نوجوان بیٹے کا استحقاق مسافر باپ سے کمتر سمجھکر وظیفون کے مواضعات کو ضبط کرلیا۔ چونکہ تسلیم اور توکل آپ کی سرشت مین داخل تھے۔ تو آپنے پیشانی پر چین تک نہین آنے دی۔ اور خانگی روزی کمانے والون کے واسطے آپ کے دل پر مطلق فکر کا غبار پیدا نہین ہوا۔ باوجودیکہ ایک ایک ہفتہ تک بدل ما یتحلل نہین پہنچتا تھا۔ مگر عبادت کی طاقت زائل نہین ہوتی تھی۔ اور آپ کے خاندان پر ہر طرف سے فقر خواہ کتنی ہی چڑھائی کرکے آیا۔ لیکن آپنے پائے تردد خلوتخانہ کی دہلیز سے باہر نہین نکالا۔ البتہ آپ وصیت کے بموجب مسیح القلوب کے درس مین آفتاب طلوع ہونے سے پہلے روزانہ پہونچکر عیسوی فیض حاصل کیا

کرتے تھے۔ **القصہ** راستی اور سلامت روی آپ کا حصہ تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ مسیح القلوب کے ہمراہ سید ابراہیم بھکری قدس سرہ کی ملازمت کے ارادہ پر جا رہے تھے۔ اثنائے راہ مین ایک خدمتگار نے یکایک گھر سے ایک دل آزار خبر لاکر آپ کو دی۔ اور بازگشت کے واسطے جلدی کی۔ آپنے فرمایا۔ ایک بزرگ کی ملاقات کے ارادہ پر۔ درست نیت کے ساتھ چلا ہون۔ لہذا معاودت نہین کرون گا۔ کیونکہ شروع کیا ہوا کام۔ انجام کو نہ پہونچا کر۔ نفس کے بہکانے سے کسی دوسرے کام مین مشغول ہو جانا صوفی کے واسطے زیبا نہین ہے۔ تھوڑی سی زندگی مین بہت سا ربانی عرفان آپ نے حاصل کر لیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو ننانوین مین آپنے اہل جہان سے دل اٹھا لیا۔

یاد مخدوم نوح مالاکندی

آپ۔ سندہ کے بزرگ مشائخ مین سے ہین مسیح القلوب سے روایت ہے شیخ یوسف۔ رسمی علوم کے آغاز تحصیل مین آپ کے ہم درس تھے۔ یہ کہتے تھے۔ آپ کو جذبہ نے ایک بارگی آلیا تھا۔ ہر چند روز بعد آپ کی زبان مین قوت بیانیہ پیدا ہو گئی۔ باوجودیکہ علم نحو کی استعداد نہین تھی۔ مگر قرآن کی تفسیر آپ کئی کئی طرح سے بیان کیا کرتے تھے۔ کیا سندہ کے۔ اور کیا ٹھٹہ کے اکثر اہل علم لوگ امتحان کے واسطے آکر ہر ایک فن کی مشکلات آپ کے سامنے پیش کیا کرتے تھے۔ آپ بے تامل ایک روشن جواب کے ساتھ خدشات کی شورش دبا دیتے تھے۔ اور معترضون کو معتقد کر لیا کرتے تھے حکیم عثمان بوبکانی سے روایت ہے۔ مین ایک روز مخدوم کی خدمت مین گیا۔ اور چاہا کہ علمی کمالات حاصل ہونے کے واسطے دعا کے لئے التماس کرون۔ ہنوز ضمیر کی مخفی بات عبارت مین نہین آنے پائی تھی۔ کہ آپنے فرمایا[۱] واتقوا اللہ یعلمکم اُس وقت سے میرا اتقا اور علم روز افزون ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ قرآن کے معانی کی تعلیم آپ کو من عند اللہ ہے۔ اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خضر علیہ السلام سے ہے۔ اور بعض روایت کرتے ہین ایک بزرگ خراسان سے اس قصبہ مین آئے تھے۔ اُن کی تلقین سے پہونچا جو کچھ پہونچا۔

یاد شیخ مبارک مجذوب

آپ کی حالت دل فریب۔ اور صحبت خوش گوار تھی۔ آگرہ مین ڈھولی کھال دروازہ۔ خس پوش گھر کے اندر مدتون تک جگر گدازی کے ساتھ بسر کی۔ چونکہ دل کی تعمیر کا کام درپیش تھا۔ اسواسطے آپ

---

[۱] اتقا کرو۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ تم کو علم نصیب کریگا۔ ۱۲

لگی بنیاد کی طرف متوجہ نہین ہوئے۔ واپسین سفر کے بعد۔ اس زمانہ مین آپ کی قبر پر پختہ اینٹون کی ایک عمارت بنادی گئی ہے۔ لراسمہ

چرا بکار رو گرد دل بند بہشت طلب		بناے قصر بہشت ست بر عمارت دل

یاد سید حبیب رحمہ اللہ

آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھ شامل تھا۔ اور مستی ہوشیاری کے ساتھ ملی جلی تھی۔ پوشیدہ واقعات اور پنہانی حالات کا آپ کی بصیرت کے آئینہ مین عکس پڑتا تھا دارالسلطنۃ آگرہ مین شاہ قلی خان محرم کا ایک باغ ہے۔ جو دولت۔ اور فقرا کی صحبت مین مشہور ہین۔ اس باغ کے پہلو مین آپ کا گھر تھا۔ لراسمہ

ذرۂ از منی بمن نہ گذاشت		اندکے سکر برد و نیستی صحو

یاد شیخ نظام مجذوب

آپ نے اہل زمانہ کی طرح لکڑی اور رسی سے ایک لمبا چوڑا مچان بنا رکھا تھا۔ جس پر دس آدمی آسودگی کے ساتھ لیٹ سکتے تھے۔ آپ ہمیشہ اُسی پر بیٹھے رہا کرتے تھے۔ اور اُس پر سے بہت کم نیچے اُترتے تھے۔ جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا دیر سے یا جلدی سے۔ وہی وقوع مین بھی آجاتا تھا کہتے ہین۔ جس زمانہ مین شیخ ابوالفضل مبارک کے ہوش اور عقل کو روز افزون ترقی ہوتی جاتی تھی۔ عقلی و نقلی علوم کی تحصیل مین نمایان افزایش تھی۔ اور خلوت نشینان صورۃ و معنی کے آستانہ کی حاضر باشی مین۔ کمال کوشش تھی۔ اُس زمانہ مین جب مشارالیہ شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوتا تھا۔ تو آپ بلند آواز کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ آؤ۔ وزیر چغتائی آؤ۔ بالآخر شیخ ابوالفضل مبارک تھوڑے ہی عرصہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کی خدمت سے بڑی دولت پر سرفراز ہوئے۔ اور سلطان کی مصاحبت اور ہمدمی کا خلعت پایا۔ نیز کئی صوبون کی جاگیر دار ہوئے۔ شیخ ابوالفضل مبارک کے چھوٹے بھائی شیخ ابوالبرکات مبارک نے آگرہ مین آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرا دیا ہے۔ خداے تعالیٰ اُسکو جزاے خیر عطا فرماوے۔

مصرع
از جیب نیستی طلبان دوست سرکشد

یاد شیخ عبدالجلیل ناگوری

آپ کو ارادت اور نیز خلافت چشتیہ معینیہ سلسلہ سے تھی۔ آپ کا سکر۔ آپ کے ہوش پر غالب تھا جب آپ ہوش مین آتے تھے تو اپنے ہمدمون کو قیل و قال کے گرفتار علما۔ اور دانش کے

خریدار طلبا کی ہم نشینی اور ہمدمی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ جب حالت ہوش کے بعد پھر استغراقی حالت کا عود کر آنا۔ دوسری قسم کی باتون کی گنجایش نہین دیتا تھا۔ تو سوا اسکے۔ کہ آپ سب کو دعا دیکر بیخودی مین محو ہو جاوین اور اپنے تئین حوالہ مستی کر دین۔ کوئی چارہ کار نہ تھا۔

یاد ملک محمود بیارہ

آپ ملک خاندیس کے وزیرزادہ تھے۔ اور آپ کے سبب سے فضلاے زمانہ کو اعتبار حاصل تھا ربانی کلام کا حفظ۔ عربی زبان اور فارسی عبارت کا علم۔ اسماے رجال کی یادداشت طبیعت کی موزونی سنجیدہ کاری۔ انفاس کی پاسبانی۔ جوہر شناسی۔ اور اندرونی صفائی۔ یہ تمام صفات۔ آپ کی ذات مین کمال کے درجہ پر حاصل تھین۔ فرماتے تھے۔ جب پدر بزرگوار کو واپسین سفر کی اجازت آئی۔ تو نوبت وزارت میرے نام پر پہونچی۔ یہ کام شروع سے ہی مجکو دشوار معلوم ہوا۔ اور ترک کا خیال بالکل دل مین سمایا۔ اس اثنا مین ایک روز شاہ منصور مجذوب کی خدمت مین گیا۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا۔ محمود فارسی قرآن جو تمنے ان ایام مین بہم پہونچایا ہے لاؤ۔ آپ کہتے تھے۔ مینے مولوی کی مثنوی خریدی تھی وہ شاہ صاحب کی خدمت مین لے گیا۔ فرمایا کھولو۔ اور پڑھو۔ جب چند بیتین پڑھی گئین۔ تو فرمایا کہ ہمیشہ اسی کتاب کے مصاحب رہنا۔ بہت سہل طریقہ کے ساتھ آزادی منصب گرفتاری سے حاصل ہو جاویگی۔ مینے شاہ صاحب کے فرمانے پر کمال کوشش کے ساتھ عمل کیا۔ اور عجلت کے ساتھ ظاہری منصب سے دل ہٹا کر بیکاری اختیار کر لی۔ اس کے بعد مین شاہ صاحب کے ارشاد سے سید عربشاہ بخاری کی خدمت مین احمد آباد گیا اور ان کی ملازمت سے بہت کچھ فیض حاصل کیا۔ سید عربشاہ تعلق سید عالم بخاری کے پوتے۔ اور سجادہ نشین ہین۔ انہین ایام مین سفر حجاز کی بھی توفیق ہوئی۔ اور حرمین شریفین زادهما اللہ شرفًا کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس مبارک سفر سے سعادت کرنے کے بعد چند روز اجمیر مین مقیم رہا۔ اور نیز اُس وقت مین روضہ معین الاولیا کا متولی بھی ہو گیا۔ یہان سے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین احمد آباد کی طرف منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گیا۔ اس وقت مین راقم نے بھی آپ کی دست بوسی سے برکت حاصل کی تھی۔ کہتے ہین۔ آپ کو جملہ نامور خانوادون سے خلافت اور نسبت تھی بالخصوص مغربی مشائخ اور بخاری سادات کے سلسلہ سے استحکام کے ساتھ وابستگی رکہتے تھے۔ ہجری سنہ ایکہزار مین سامان زندگی۔ آلہی عالم کی سیر کے واسطے باندہ گئے۔ خوابگاہ احمد آباد

مصرع جملہ کارش رابنا بر عاقبت محمود باد۔

یاد سید مصطفی محبوب اللہ

آپ سید حسین چشتی کے پوتون مین سے ہین - ہمیشہ بیش بہا خلعت پہنا کرتے تہے - اور معشوقانہ وضع رکہا کرتے تہے شیخ مشائخ کے بیٹے ملک شیر کہتے ہین - ایک رات عرس تہا - اُس رات مین سید حسین نے مجہ کو قطب زمان شیخ عبد الملک کے بلانے کے واسطے بہیجا تہا چونکہ شیخ عبد الملک سلس البول کے مرض مین گرفتار تہے - اور رات تہی - اسواسطے نہین آئے - کہ معلوم العذر بیمارون کا بلانا دن مین بہتر ہے اور اگر رات مین بلانے کا موقع آوے - تو بلانے والے مین مردانگی چاہیئے - ملک نے پیغام سید کے نزدیک پیش کیا - تو سید - تامل کے بعد فرمایا - ملک شیر جاؤ - اور کہو جس طرح اشارہ فرمایا گیا ہے اُسی طرح بلانا چاہتا ہون جب شیخ عبد الملک - نے یہ جواب سنا - تو بے تامل مجلس عرس مین چلے آئے صبح تک وجد اور سماع مین مصروف رہے - اور استنجا کی ضرورت نہیں ہوئی - اور سید کو فقیر نے کچھ اوپر ایک سو کلاہ رخ دیے - اور جب مین نہین ہوتا تہا - تو دوسرے خادم پہونچاتے تہے **القصہ** آپنے مذکورہ بالا بیماری شیخ عبد الملک سے سلب کرلی - اور اپنے اوپر لے لی - مسیحائی تصرف کو آپنے ابدی ولایت کے ساتہہ ملا دیا - آپ کی خوابگاہ احمد آباد گجرات مین ہے - **مصرع** وصل حق تا ابد بکامش باد ؛

یاد شیخ محمد نابلوسی

نابلوس - شام کا ایک قصبہ ہے - یہان کی آب و ہوا خوش گوار ہے - سیاح لوگ اس کی زمین کو بہشت کی زمین بتلاتے ہین - اس قصبہ کے باشندے - نقد بہشت سمجہتے ہین - آفاق کے مسافر عاریتی بہشت جانتے ہین - اور جو لوگ دور ہونے کے سبب سے محروم ہین - وہ بہشت موعود کی طرح ادہار کرکے ملتے ہین آپ اپنی زاد بوم سے چل کر مصر مین آئے - اور یہان پر سعادت مند اولیاء اللہ کی دوستی اور کشش کے سبب سے وطن اختیار کرلیا آپ اپنی زندگی کے ہر سال کو اندروی عبادت تین حصون پر تقسیم کرتے تہے - چار مہینے درس مین صرف کیا کرتے تہے دوسرے چار مہینے سفر حجاز مین گزارتے تہے - اور تیسرے چار مہینے جہاد کے واسطے اسکندریہ مین جاکر رہا کرتے تہے اس طور پر آپ زمانہ ہوش ہی وا پسین نفس تک اپنے اعمال کے روزنامچہ کی خانہ پری کرتے رہے - خوابگاہ مصر **مصرع** روح او در کنار راحت باد ؛

یاد شیخ قاسم

آپ شیخ یوسف سندہی کے صاحبزادہ شیخ طاہر محدث کے چہوٹے بہائی - اور شیخ الغلوب کے باپ ہین - تقویٰ - توکل - اور تصرف یہ جملہ اوصاف حمیدہ آپ کی ذات مین موجود تہے - آپ کے پیر بیعت

شیخ بہاء الدین پدر شیخ کبیر ہین - جو دسوین صدی کے اخیر مین شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے جانشین تھے -

مسیح القلوب بیان کرتے ہین - ہنوز میرا زمانہ ہوش نہین آیا تھا - کہ آپ کا سایہ عاطفت میرے سر پر سے اُٹھا لیا گیا - اُس وقت مین پدر بزرگوار کے بعض ہم نشینون سے مینے سنا ہے - کہ توحید دانی - خدا شناسی - اور وحدت وجود کے اعتراف کے بارہ مین لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے - اور آپ کی بہت کچھ خارق عادات - اور بے تعینی و آزادی کی باتین - بیان کیا کرتے تھے - منجملہ اون کے ایک واقعہ مجھے یاد ہے -

"ایک روز میری ماں بچون کو ہمراہ لیکر میرے عم مکرم شیخ طاہر رحمۃ اللہ کے گھر گئی تھین - عم مکرم کا گھر دو - تین گلی کے فاصلہ پر تہا - پدر بزرگوار کا ارادہ ہوا - کہ آپ بھی وہان جاوین - لہذا اپنے جاہا کہ مکان کو مقفل کردون - مگر آپنے اجازت نہین دی - اور فرمایا - اہل حقیقت کا یہ شیوہ نہین ہے - یہ سنکر مین اسی طرح غیر مقفل دروازہ چھوڑ کر چلا گیا - راقمہ

در این خانہ بے لوح ست غوثی از خرد نبود		بپے پاس متاعش رخنۂ دیوار بر بستن	

اللہ تعالی جل شانہ کا احسان ہے - کہ واپس آکر تمام چیزون کو اپنی مقامات پر بدستور پایا - اور آپ کے توکل کی بدولت کسی چور کا ہاتھ کسی شے کو نہ لگا"

"اور اب اس زمانہ مین اپنے عم اُستاد سے مینے سنا - کہ فرماتے تھے - میرے چھوٹے بھائی شیخ قاسم کا مشرب صوفیہ تہا - اور اُن کی دل آویز گفتار - اور پسندیدہ افعال سے اخیار اور ابرار کی علامتین ظاہر تھین"

نیز مسیح القلوب کہتے تھے - جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ مجھکو بدون میری خواہش کے - ازلی مشیت کے بموجب برہان پور سے دار السلطنۃ آگرہ کو لے گئے - تو چند روز بعد مینے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین دیکھا آپنے ایک سندھی زبان کی بیت اس مضمون کی پڑھی - اے فرزند - بجھ کو ہر چند لفظا لا کے ساتھ درمیان مین سے ہٹا کر نیست کر دیا - مگر تو ابھی تک اپنی ذات مین زعم ہستی رکھتا ہی ہے کہ جب مین بیدار رہا - تو اس اشارہ سے دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ اپنی رہائی کے واسطے تفکر کے ذریعہ سے تدابیر نکال کر زبان سے بیان کرنا - اس سے مطلب فنا حاصل نہین ہوتا ہے - بلکہ ایسا کرنا دراصل اپنے تئین تسلیم اور رضا کے مرتبہ سے شکوہ اور فکر کی پستی مین ڈالنا ہے - لہذا یہ شیوہ چھوڑ دینا چاہیے - اس خیال کی بنیاد پر انواع و اقسام

کے تخیلات کا تموج دل سے دور کر دیا - اور آسودگی حاصل ہوئی - اور ایک ہفتہ سے کم مدت میں وطن آنے کی اجازت مل گئی - یہ بیشک سچ ہے - حضرت یوسف علیہ السلام نے جو غیر سے استمداد کی تھی - تو یہ استمداد زندان میں بِضعَ سِنِین[1] تک قیام کرنے کا باعث ہوئی تھی -

یاد شیخ بہول مجذوب

آپ کی ذات سے خرابات کا مکان زیادہ رونق پاتا تھا - خرق عادات کی قوت حاصل تھی - اور الٰہی جذبات بھی آپ میں موجود تھے - چند سال تک ٹنیا محل میں زیر زمین غار کھود کر اور اوپر سے خس پوش کر کے بسر کی (ٹنیا محل دار السلطنۃ آگرہ میں ایک مشہور جگہ ہے) اس وقت میں خس پوش مکان کی جگہ ایک بڑا عالی شان محل ہے - بیت

جاے دیدار دلبر دو جہان	قصر فردوس و کاخ دل باشد

یاد سید جمال

آپ شیخ ابراہیم میان آبا کی مسجد میں مدرس تھے - نیز عابد وقت - اور زاہد زمانہ تھے - احیاء العلوم اور عین العلم کے مطالعہ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے شیخ محی الدین عربی کی تصنیفات پر آپ کا دل مائل نہیں ہوتا تھا - لیکن انصاف کو کام میں لا کر باطن سے انکار نہیں کرتے تھے - علم حدیث پر بہت کچھ آپ کا دل تھا جب شیخ طاہر یوسف نے برار سے نکل کر برہان پور کو نورانی فرمایا - تو سید اپنی بزرگی کو چھوڑ کر چند سال تک جب تک کہ زندگی باقی رہی - اپنی مسجد سے روزمرہ شیخ کے درس میں پہونچا کرتے تھے شیخ کا قیام سندھی پورہ میں تھا - جو سید کی مسجد سے ایک میل کی مسافت سے کچھ زیادہ ہی زیادہ ہے اس مسافت کا کچھ خیال نہیں ہوتا تھا - چارون فصلون میں برابر جایا کرتے تھے صحیح بخاری آغاز سے انجام تک پڑھی - مولانا حافظ سندھی جو معنوی خوب رو ہیں - آپ کے شریک اور سامع تھے - جب آپ کی زندگی کا ورق لوٹ دیا گیا - تو خوابگاہ شیخ ابراہیم عمر سندھی کے مقبرہ میں بنائی گئی مصرع جمالِ حق فروغ دیدہ اش باد -

یاد شیخ الہداد مارہرہ

آپ کو ہمیشہ تلاوت کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا - آپ نے ہمیشہ زمانہ توکل - تسلیم - اور رضامندی حق میں گزارا - قرآن کا ترجمہ یاد تھا - کہتے ہیں - آغاز جوانی میں ایک حسینہ وجمیلہ عورت کے ساتھ دلبستگی ہو گئی تھی -

---

[1] چند سال ۱۲ -

چند سال نظر بازی مین گورے - بعدہ دل کی اجازت لیکر عقد کرلیا - القصہ ہمیشہ حسین مظاہر پر نظر بازی کے ساتھہ زندگی گزاری - لیکن مظاہر مین جو ظاہری مشاہدہ کا ذوق حاصل ہوا تھا - یہ بصیرت کے ذریعہ سے حاصل ہوا تہا اور اس بیت کا مضمون زبان حال سے پڑہا کرتے تہے **بیت**

حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردۂ	پس بہ چشم عاشقان آنرا تماشا کردۂ

یاد شیخ محمود بنجارہ

آپ خوبان سکنہ آگرہ مین سے تہے - مبدء اور معاد کی شناخت مین آپ کا مرتبہ عالی تہا - آپکے خارق عادت کامون مین سے ایک یہ بہی تہا - کہ دیو سے یا پری سے - جس کسی کو آسیب ہوتا تھا جب آپ کا نام اُس کے سامنے لیا جاتا تہا - یا آپ کے ہاتہ سے پہول لیجا کر ماؤف شخص کو سونگہایا جاتا تھا - تو وہ بہت جلد ہوشیار اور تن درست ہوجایا کرتا تھا گویا سلیمانی ولایت آپ کو حاصل تہی لراسمہ -

کسی کہ نقش ترا بر نگین دل دارد	بکار خلق کند معجزہ سلیمانی

یاد شیخ عبدی ساکن آگرہ

آپ - عابد متوکل - اور عارف زمان تہے - سردار پیغمبران علیہ السلام کی محفل میلاد ترتیب ہونے مین استطاعت سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے - اور عمدہ عمدہ طریقہ کے ساتھہ انجام دیتے تہے غالباً آپ کو اُخروی کشود کار - اسی پسندیدہ کام کی بدولت ہاتہ آئی تہی - اور یہی خدمت - آپ کی مخدومی اور بزرگی کا سرمایہ ہوئی تہی - اس مین شک نہین - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذرہ برابر محبت بہی آخرت مین تمام اہل عالم کی نجات کے واسطے بس ہے **مصرع** محبت کیمیا کے اہل دردست -

یاد شیخ شہاب الدین واصل

آپ - باعمل عالم اور باحضور کامل تہے - شیخ طاہر یوسف اور ان کے بہائی شیخ طیب نے جب اُن کے احوال کا متوسط زمانہ تھا - منہاج العابدین آپکے درس مین گزرانی تہی - اور نیز آپکی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا تھا - سبع القلوب نے اپنے عم مکرم شیخ طاہر کے حوالہ سے بیان کیا ہے - کہ کہتے تہے - مین ایک دن دسترخوان پر شیخ سے دور بیٹہا تھا - اُس وقت میرے دل مین آیا - کیا اچہا ہوتا - جو مین شیخ کے پیالہ مین شریک ہوتا - فوراً اُسی وقت آپ کے آئینہ خاطر مین عکس پڑگیا - مجکو وہان سے بلایا - اور اپنے برابر مین جگہہ دی - پہر میری یہ آرزو ہوئی - کہ شیخ ایک لقمہ اپنے ہاتہ سے مجکو دیوین - آپنے ایسا ہی

گیا - اور تبسم فرمایا - اس قسم کی بہت سی عجیب و غریب روایتین آپ کی گجرات اور سندہ والون کی زبان زد ہین - آپ کی اولاد بہی بزرگی کے اعتبار سے اپنے آبائے کرام کی خانقاہ کو آباد رکہتی ہے - خدا کرے آباد رہے -

یاد شیخ عبدالملک

آپ - علامہ وقت - اور شیخ ابراہیم کے صاحب زادہ تہے - بہت برسون تک رسمی علوم کا درس دیا جنت آشیانی ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین تہے - واپسین سفر کے روز بہی حسب معمول درس دیا - لیکن فرزندون کو اور طالبان علم کو فرمایا - جلد نماز کے واسطے آجاؤ - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - فرض سے فارغ ہونے کے بعد سر سجدہ مین رکہ دیا اور وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۵۱ پڑہا - اور ترجمہ کا خاتمہ - آخرین سانس کے ساتہ دوش بدوش ہوا - خوابگاہ کالپی مین پدر بزرگوار کے گنبد کے باہر مصرع

بادا نصیب سینۂ او نور معرفت

یاد شیخ الہ بخش چشتی

آپ کے آباو اجداد کا سلوک چشتیہ سلسلہ کی بیعت اور خلافت پر تہا - الٰہی مشیت نے آپ کے اعتقاد کی چوٹی خانوادہ شطاریہ کی طرف کہینچ کر غوث الرحمن کے دست تصرف مین دیدی تہی صاحب موصوف کے فیض ارشاد سے قطع منازل مین تیزروی - اور سیر مقامات مین استغراق اس درجہ بہم پہونچا - کہ مناظرہ کے آداب - اور درسیہ قیل و قال کے مقاصد سے دل سرد ہوا - اور تحقیق کی طرف التفات کرنے سے یہ نتیجہ نکلا - کہ زمانہ اور اہل زمانہ کی رسوم سے آزادی مل گئی -

کہتے ہین جس وقت آپ سماع مین محو ہوجاتے تہے - تو غوث الرحمن آپ کا ہاتہ اپنے ہاتہ پر رکہکر گہوما کرتے تہے سینکڑون طرح کی نوازشین اور اکرام کام مین لاتے تہے - چونکہ آپ مغلوب الحال زیادہ تہے آپ کے اوقات اور حالات اکثر وجد و تواجد - اور سکر و بیخودی مین گزرا کرتے تہے - اگرچہ اختلاف ممالک کے سبب نقش اور صورت کی بندش مین ہر جگہہ راگ کا رنگ جداگانہ ہوتا ہے - اور صوفیون مین سے اکثر ایسے ہین - کہ جو روش اُن کے ملک کی معمولی ہوتی ہے - اُسی ایک روش کے عادی ہوکر دوسری وضع کی طرف مائل کمتر ہوا کرتے ہین - لیکن آپ کو سرود کی ہر ایک روش - رقت اور شورش پیدا کرکے خوش وقت

۵۱ اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگے رہو - یہان تک کہ تم کو مرتیقینی (یعنی موت) پیش آئے ۱۲ -

کرتی تھی - آپ کا سماع کسی طرز کو چھوڑکر - کسی خاص طرز کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتا تھا - آپ کی فہم اور ہمت - سماع و سرود کی تمام روشون پر پہونچ جاتی تھی - اور سماع کے عین جوش مین - جو بات - بشارت یا ڈرانے کی شان مین آپ کی زبان مبارک سے جدا ہوکر ہونٹون تک آجاتی تھی - وہ بہت جلد وقوع پذیر ہوکر عجائبات کے عالم مین مشہور ہوجاتی تھی -

نقل ہے - گوالیار مین ایک روز شیخ نظام نارنولی نے آپ کی مجلس مین کہا تھا - ہرچند ریاضت اور مجاہدہ کیا - لیکن غیب کے خزانچی نے اُس دروازہ کی کنجی - ہمارے ہاتھ مین نہین دی - جس کا کھولنا مقصود درویشی ہے - آپ نے فرمایا **ایہا الشیخ** اس مدعا کے دروازہ کا کُھلنا کر کیا خاص در کیا عام تمام عالم کا عالم تمہاری بیعت کا طوق اپنی عقیدت کی گردنون مین ڈال لیوے اس بات پر موقوف ہے کہ گرفت مذکور کی صورت گوشہ قلب مین محصور کی جاوے -

کہتے ہین - جب شیخ الہ بخش کا زمانہ پیری آیا - تو آپ نے قرآن کی حقیقت آمیز تفسیر - اور صحاح احادیث کی لطافت انگیز شرح کی طرف کامل طور پر متوجہ ہوکر شغل اختیار کرلیا تھا - یہان تک کہ خاک نمناک کے دائرہ سے نکل کر عالم پاک کے کنگورہ پر عروج فرما گئے[1] کان ذٰلک فی اثنا عشر من ربیع الثانی من سنہ ثنتین وسبعین وتسعمائۃ **مصرع** سخن او حدیث تقدیر ست -

یاد شیخ علی متقی

آپ حسام الدین جونپوری کے فرزند ہین - خداپرستی - پرہیزگاری - تن گدازی - اور نیکوکاری - ان جملہ صفات مین آپ کی ذات سے فروغ تھا - آپ کسبی علوم - اور کشفی معارف مین صاحب ولایت علما کا درجہ رکھتے تھے - ہجری سنہ نوسو ترپن مین ہند سے حرمین شریفین کی طرف کوچ کیا وہان پر شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری - اور نیز دیگر اعجاز بیان محدثون کی ملازمت مین رہکر جملہ صحاح احادیث کی کامل طور پر تصحیح کی - بہت سے ذی استعداد لوگون کو اپنے فیض اور فائدہ سے اُستادی کی مسند پر بٹھایا - اور فن حدیث مین لوگون کی رہنمائی کے واسطے بہت سی سودمند تالیفات چھوڑی ہین - منجملہ اُن کے ایک کتاب آپ کی ہے - جس مین ایک لاکھ حدیث لکھی ہے - اور شیخ جلال سیوطی کی کتاب جامع الصغیر پر ایک عمدہ فہرست ابواب کے ذریعہ سے بنائی ہے - نیز سلوک اور تصوف مین بھی چند رسالے تحریر فرماکر اہل جہان کے

---

[1] واقعہ تاریخ بارھوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو بہتر مین ہوا ہے - ۱۲

واسطے اپنے کمالات کا نمونہ چھوڑا ہے - پدر بزرگوار فرماتے تھے - جب آپ سفر حجاز کو تشریف لیئے جاتے تھے - تو منڈو (مانڈو) کو بھی آپکے عبور سے شرف حاصل ہوا تھا - اپنی والدہ کی بیماری کے سبب سے چند روز بے ارادہ قیام کرنا پڑا - آپ کی فیض بخش ملازمت مین معرفت کی باتون کے بیان سے فائدہ کا بہت کچھہ حصہ لوگون کو ملا - جب پاک دامن مریضہ نے جہان فانی کو رخصت فرمایا - تو آپنے حوالہ خاک کرکے دوسرے روز کوچ کردیا - اور وداع کے وقت مجھہ سے کہا - کہ پتھر ایسی جگہہ سے نہ اُٹھائے جاوین - جس مین دوسرے کی ملک کا وہم ہو - بلکہ سرراہ سے جس طرح کا اینٹ پتھر بہم پہونچ جاوے - اُٹھاکر مقبرہ مین صرف کرنا - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ ذکر - فکر - شغل - مراقبہ - اور نیز دیگر نفل عبادات مین پوشیدگی کو کمال درجہ کام فرماتے تھے - اِس بنیاد پر لوگون نے آپ کی نسبت قیاس نقشبندیہ شرب کا کیا ہے - ہجری سنہ نوسو چہتر مین جب آپ مکہ معظمہ مین تھے - فرمان طلب صادر ہوا - آپنے قبول فرماکر عالم ترکیب کی قید سے آزادی پائی - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کو سنت نبوی علیہ السلام کی پیروی مین اہتمام بہت کچھہ تھا - اِس سبب سے الفاظ **متابعۃ نبی** (۹۷۴ھ) شمار مین آپ کے سال رحلت کی برابر آگئے - اور چونکہ اُس مقام کے شرفا و علما - اپنے شہر کا شیخ جانتے تھے - اسواسطے الفاظ **شیخ مکہ** (۹۷۵ھ) بھی آپکے سال انتقال کی برابر ہوئے **مصرع** پیرو خاص مصطفی است علی -

یادِ شیخ خواجہ عالم

آپ - باپ کی طرف سے خواجہ مودود چشتی کو - اور ماں کی طرف سے مخدوم شیخ جلال پانی پتی کو پہونچتے ہین - غوث الرحمٰن کے بالخلاص مرید - اور خاص خلیفہ تھے - آپ کے حالات کا کسی قدر بیان - اس طرح پر کہ جب سینہ کے عنصری طاق مین (جو قندیل قلب کے رکھنے کی جگہہ ہے) استعداد اور قابلیت کے نور کا عکس - چراغ کی طرح پڑا - تو آپنے دینی علوم اور یقینی معارف کی شاہراہ مین ہمت کا قدم استحکام کے ساتھہ رکھکر - علوم کے چمکدار جواہر بہم پہونچائے - اور ان کو طبیعت کے خزانچی کی تحویل مین رکھا - باقی زمانہ زندگی جو رہا - یہ طالبانِ علم کی فیض رسانی مین صرف کیا - خاتم نبوت علیہ السلام کی سنت کی پیروی مین تیراندازی کی مشق اِس درجہ کی - کہ خطا قبضہ امکان سے باہر ہوئی - اور ہمیشہ **ابتغاءً لوجہ اللہ** لشکر اسلام کے ہمراہ - حرب کفار کے مقام پر پہونچکر درست تیراندازی کا امتحان مقبولیت کے ساتھہ دیا - جب ملک علام کی طرف سے فرمان طلب آیا - تو آپنے عارف وقت شیخ عبدالملک شطاری

اور قاضی عبدالقادر کو اپنی عیادت کے بہانہ سے طلب فرمایا - اور کہا - کہ سرور انبیا علیہم السلام باصحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف ارزانی فرماکر مجکو بلاتے ہین - آپ دونون بزرگ اصحاب آگاہ اور گواہ رہین کہ مین اپنے اسلام کی جنس اور ایمان کا نقد صحراے ناسوت کے لٹیرون کی لوٹ سے صحیح و سالم ملکوت کے دارالاسلام کو لئیے جاتا ہون - اور حکم ہے کہ میری قبر بیرپور مین بنائی جاوے - مصرع

خواجہ عالم شد ندیم خواجۂ عالم در بہشت

یاد شیخ جیوہ

آپ کا نام عبدالحی ہے - حضرت غوث الرحمن کے بڑے خلیفہ ہین - ہمیشہ ریاضت کے گریبان مین سر جھکا ہوا اور قناعت کے دامن مین پانون سمٹا ہوا رہتا تھا - کنج توکل - گوشہ تسلیم - زاویہ فقر - کلبہ تنہائی - صحرائی آزادی - ویرانہ بیخودی - اور حجرہ شکیبائی - یہ سات مقامات آپ کی دنیاوی تجرید کی سات اقلیمین تہین - جس وقت تک آپ کے نورانی جسم پر زندگی کا خلعت رہا - اوس وقت تک آپنے فتوحات قبول کرنے کے واسطے ہاتھ آستین سے باہر نہین نکالا - نہ لینے کی عادت سے استغناکی پیشانی کو داغ دار نہین بنایا - اور نہ اپنی ہمت کو اس عادت کے رنگ سے رنگین فرمایا -

شیخ داؤد شطاری سے روایت ہے - ایک روز حضرت غوث الرحمن نے چاول اور نیز دیگر غلہ سے بار کئیے ہوئے - چند نرگاؤ - آپ کے گہر والون کی قوت کے واسطے بہیجے - آپنے اُن کو نہین لیا - حضرت غوث الرحمن نے فرمایا - پہر لیجاؤ - اور یہ کہو - پیر کی بہیجی ہوئی شے نہ لینا - ادب کی عمارت کا ڈہا دینا ہے - آپنے جواب مین کہلا بہیجا - بہیجی ہوئی شے کسی کی ہی ہو - مرید جیوہ معذور ہے - نہین لیوے گا - پہر حضرت غوث الرحمن نے فرمایا - ایک بار اور لیجاؤ - اگر نہ لین - تو سرزنش کرنا - کہ تمہارے پیر فرماتے ہین - دفتر خلافت سے تمہارا نام کاٹ دون گا - آپنے جواب دیا - پیر کی رہنمائی کی بدولت - رد کے خوف کا - اور قبول کی اُمید کا نقش - خاطر درویش سے بالکل دہو دیا گیا ہے - یہ تہدیدی پیغام ہی نقش بر آب ہے - جب یہ جواب حضرت غوث الرحمن کی خدمت مین عرض کیا گیا - تو مزید رقت اور افزونی توجہ کا باعث ہوا - حضرت غوث الرحمن بے اختیار اپنے خلوتخانہ سے نکل کر مرید کے تکیہ مین آئے - بہت کچھ نوازش اور مہربانی کام مین لائے - اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ ہم آغوش ہوکر یہ خوشخبری سنائی - عبدالحی استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان - آج تمہارے نامی نام پر مہر اور دستخط سے مکمل ہوگیا - اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ

کا علم طریقت کی معرکہ آرائی مین نصب کرو - اور[1] فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ کا تاج - افعال کے سر پر - اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو -

کہتے ہین - جب گوالیار مین لوگون کے ہجوم سے آپ کے اوقات مین خرابی کا نقصان پیدا ہوا - تو آپ یہان سے بہت جلد دہلی کی طرف چلے گئے - چند روز بعد اس جگہ بھی ایسی ہی صورت پیش آئی اسواسطے اس شہر سے بھی عجلت کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے - اور پانی پت مقام کو روانہ ہو گئے - یہان بھی بدستور آپ کے اوقات مین آفت پیش آئی - لہٰذا یہان کی اقامت سے بھی دل اُٹھانا پڑا - اور قصبہ بدول مین جاکر دریاے جمنا کے کنارہ - خدا پرستی کے واسطے ایک حجرہ اختیار کیا - اور جس قدر آب حیات زمانہ کی ابریق مین رہا تھا - اُس کو ظاہری اور باطنی طہارت مین صرف فرماکر خاک پاک کے خلوتخانہ مین گوشہ گزین ہو گئے - اور دائمی خوابگاہ بنالی - مصرع باد خاک پاک او رشک بہشت -

یاد شیخ وجیہ الدین احمد

آپ شیخ نصراللہ علوی کے بیٹے تھے - مولد اور مرقد دونون احمد آباد گجرات مین ہین - آپ دونون جہان کے قطب - دونون جہان کے حقائق کے مرکز - حصولی اور حضوری علوم کے مالک - اکتسابی اور وہبی فنون کے خداوند - کتابی منقوش اشیا کے رموز دان - اور اسرار لوح محفوظ کے راز دار تھے - کہتے ہین - آپنے علمی صورت سے نقل کر ہجری سنہ نوسو دو مین عنصری پیکر کے وطن کو اپنی ولادت کے جلوہ سے منور فرمایا - اور ولادت کے بعد پانچوین سال کے آغاز سے اخیر تینتیس سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل مین مشغول رہے - یہان تک کہ ساٹھ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہو گئے - جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخرین سفر ہوا - تو تاریخ اُنتیسوین صفر تھی - اور ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا - اُس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے مین مشغول رہے - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بخششین آپ کے اوقات عزیز کے شامل حال رہین - اِس باسٹھ سال کی مدت مین آپ کی فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگون نے آپ کی شاگردی سے خلعت اُستادی پایا - اور بہت سے بلند ہمت صوفیون نے آپ کی دلنشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا -

مولانا عالم گلبہاری اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین - کہ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا مینے وجیہ الحق کی

---

[1] کھڑے ہو جاؤ جیسے حکم کئے گئے ہو ۱۲

خانقاہ مین آکر مریدون کے طریقہ پر فیض یابی کے لئے التماس کیا تھا - آپنے فرمایا - تم کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل ہے - تم دوسرے لوگون کی تکمیل کے محتاج نہین ہو - اپنی معلومات کو کام مین اور تکرار مین لانا چاہیئے - مینے عرض کیا - اِن مقاصد کے سوا - کسی شغل کی آرزو رکھتا ہون - آپنے فرمایا - اس سے زیادہ کیا بہتر ہے - کہ باطنی سعادت کے اسباب بھی ہاتھ آجاوین - مجملاً منہ کلام یہ ہے - کہ آپنے تقریب کا موقع نکال کر یہ ماجرا بیان فرمایا کہ جن مقدمات پر الٰہی حقائق کا دریافت - اور کشف موقوف ہے - اُن مقدمات کی تحصیل کا شوق میرے دل مین بھی اُس وقت پیدا ہوا تھا - کہ جب مین درس اور تدریس مین مشغول تھا - ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدر شے مین سو سو نکتے اور نیرنگیان ہین - حضرت غوث الرحمٰن کو گوالیار سے گجرات کی طرف کھینچ لائی - یہ صورت وجیہ الدین کو (مجکو) حضرت غوث الرحمٰن کی شرف پابوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی - اور بہت تھوڑے عرصہ مین صاحب ممدوح کی کیمیائی پرورش کے ذریعہ سے میرا اسلام تانبے کی طرح کندن سونا بن گیا - رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی ایمان کی بہشت مین چہل قدمی کرنا نصیب ہوا - اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پاکر سرفراز ہوگیا - اور پالیا جو کچھ پاس نہ تہا - اور جو کچھ پاس تہا - پھر وہ نہ ملا - **بیت**

آنچہ حق بہر بندگان آراست	آرزو آنچنان ندانند خواست

خاص سبع الاولیا کے خط کے مضمون سے بھی ایک شکل آپ کے خرق عادت کی ظاہر ہوتی ہے - مجملاً واقعہ ہذا کا بیان اِس طور پر ہے - کہ ایک روز خواجہ عبدالشہید کے ایک مریدنے وجیہ الحق کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا - فقیر اپنے وطن مین ایک سخت مرض کے اندر مبتلا ہوگیا تہا - یہان تک کہ لوگون کو صحت ہونے سے مایوسی ہوگئی تھی - خیر - مین پیر کی اجازت سے - پیر کے آستانہ پر جا پڑا - اس خیال سے کہ اِس جگہہ کا موجود ہونا بشرط حیات یقیناً جلد تن درست ہوجانے کا سبب ہے - اور بشرط موت بلاشک حصول آسائش کا باعث ہوگا - گو دیر سے سہی - ایک روز پیر نے مراقبہ کے واسطے زانو پر سر رکھا تہا - تہوڑی دیر کے بعد ایک نورانی شخص ایسے لباس مین جو ہمارے ملک کے اعتبار سے غیر متعارف ہے - حجرہ مین آئے - کچھ دیر کے بعد پیر نے فقیر کو بھی حجرہ کے اندر بلالیا - آنے والا نورانی شخص نے پانی کے اوپر دم کرکے بیمار کے لئے گویا شربت شفا بنایا - فی الفور مجکو آثار صحت اپنے جسم مین معلوم ہونے لگے اُسی وقت وہ خضر رفتار مسیحا حجرہ سے نکلے - اور میری آنکھون سے اُن کا مبارک حلیہ پوشیدہ ہوگیا - مینے پیر

سے دریافت کیا - کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے - جو مسیحا مشرب اور محیی مظہر ہین - اور ان کا مقام کہان ہے فرمایا

نام شیخ وجیہ الدین احمد - اور مسکن احمد آباد گجرات ہے اسم المحیی کے مظہر اس زمانہ مین آپ ہی ہین -

جب میری نظر تمہاری دشوار بیماری پر پڑی - تو نا اُمیدی کا اثر دل مین محسوس ہوا علاج کے واسطے محبت

کی کثرت ہوئی - لہذا ضرورۃً مینے آپ سے استمداد کی - اس کے بعد تمنے دیکھا ہی جو کچھ گزرا - اور معلوم ہی

کیا جو کچھ پیش آیا - جب پیر کی زبانی مینے یہ ماجرا سنا - تو اس ملک کے سفر کی اجازت لیکر روانہ ہوا - طلب

اور ارادت صادق تھی کہ اُس کی برکت سے قدمبوسی کی سعادت کو پہونچ گیا - الحمد للہ مینے پایا جو کچھہ

چاہتا تھا -

شاہ شیخ جی کے ایک مرید شیخو نام قصبہ کپڑ بنج[1] مین رہتے تھے - اور احمد آباد کی سیر کے واسطے کبھی

کبھی آیا کرتے تھے ایک دفعہ اُن کے دل مین یہ بات آئی کہ اس شہر مین آنا - اور وجیہ الحق کی ملازمت بدون

حاصل کئے ہوے لوٹ جانا - نا سعادت مندی کی نشانی ہے - اس بنیاد پر عزم ملاقات کر کے ایسے وقت مین

پہونچے - کہ شیخ طالبان علم کے درس سے فارغ ہو کر گھر مین تشریف لے گئے تھے - جب آپ کو اطلاع پہونچی -

کہ فلان درویش دروازہ پر کھڑا ہوا قدمبوسی چاہتا ہے - تو گھر سے باہر نکل آئے - مصافحہ کے بعد زائر نے آرزو

کی - کہ ملاقات کا ثمرہ ظاہر ہونا چاہیے - آپنے فرمایا شیخو - روبرو دیکھو - پھر دریافت کیا - فقیر کی صورت سے

کس کی صورت تم کو نظر آتی ہے - عرض کیا - حضرت غوث الرحمن کا حلیہ شریف نظر آتا ہے - پھر فرمایا -

اور نظر کرو - جب دیکھنے والہ کی نظر آپ کے چہرہ پر پڑی - تو دریافت فرمایا - اب کس کی شکل ہے - جو درویش

کی صورت سے ظاہر ہو رہی ہے - عرض کیا - خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال جمال

ظاہر ہے - تیسری بار فرمایا - اور زیادہ تامل کر کے دیکھو - اور معلوم کرو - کہ اس دفعہ کس کی تجلی ہے - اور کیا ہے

زائر نے سبحان اللہ کہکر اسی وقت سر سجدہ مین رکھہ دیا اور بہت سے کلمات تنزیہ زبان سے نکالے

اور کہا - جامی -

ہمہ بر وجہ کمال ست کما لا یخفی	ہر چہ اسباب جمال ست رخ خوب ترا

سید خواجہ عالم کی گزارش بھی بالکل اسی گزشتہ بیان کی مثل ہے - اِس کی کیفیت مجملاً اس طور پر ہے

کہ سید خواجہ عالم - عرش آستانی اکبر شاہ کے امرائے اعظم مین سے تھے - بالآخر تمام سامان دولت پر از راہ ہمت

[1] احمد آباد سے پانچ کوس پر یہ قصبہ واقع ہے ۱۲

لات مارکر فقر کے توکل آباد مین آ گئے - اور رہنما پیر کی تلاش مین سیاحی شروع کی - جب آپ احمد آباد گجرات
مین آئے - تو وجیہ الحق کی خدمت مین حاضر ہوکر شغل اور ذکر کی تلقین کے لئے عرض کیا - آپ ارشاد کے
ہر ایک باب کے متعلق جو نصل بیان فرماتے تھے اُس کے جواب مین سید خواجہ عرض کرتے تھے - کوئی اور
بات فرمائے - کیونکہ جو کچھہ بیان ہوا ہے - یہ سب مرشدان کامگار کی امداد سے عمل مین لاچکا ہون جب
آپنے صورتِ حال سے ایسا معلوم کیا کہ اِس قسم کی کوئی بات کارگر نہین ہوگی - تو فرمایا - کل کے روز
درویش کو درس دیتے وقت تشریف لاکر مشاہدہ کرنا - خیر - تعمیل حکم کی گئی - وہی دیکھا جو اولین شخص
نے دیکھا تھا - کہتے ہین یہ دونون اشخاص اِسی مشاہدہ کی بدولت اپنے مقصد کو پہونچے -

شیخ عثمان ابن شاہ منجھن سارنگ پوری مالوی سے روایت ہے - ایک روز شیخ منور ابن شیخ
عبدالمجید لاہوری نے بیان کیا - کہ وجیہ الملہ کے حاشئے دور اندیش اور بلند نظر نکتہ سنجون کی نظر مین کمال
علمیت کا کوئی رنگ نہین رکھتے ہین - راوی نے جواب دیا کہ بزرگوار محشی کا انداز تعلیقات کے لکھنے
مین - اس طرف ہمت کا صرف کرنا نہین ہے - کہ دقت اور عمیق نظری سے کوئی کام لیکر سخن کا پایہ
اونچا کیا جاوے - بلکہ آپ کی طبیعت اور ہمت کو جو منظور ہے - وہ یہ بات ہے کہ جب عبارت کی دشواری
شرحون اور متنون کے اندر طالب کی نظر مین مراد کے چہرہ پر نقاب ہوجاوے - تو آپ آسان تحریر اور سہل
ترکیب کے ساتھہ وہ نقاب طلبا کی نظر کے سامنے سے اُٹھا دیوین - حال آنکہ یہ جواب موافق واقعہ ہے
لیکن معترض نے اس کو سست توجیہ سمجھا - اتفاقاً چند روز بعد درس کے وقت مختصر عضدی کی شرح مین
ایک عبارت پر نظر پڑی - کہ اُس کی گرہ کشائی کی طاقت شیخ منور نے اپنے اندیشہ مین بلکہ کسی حاشیہ نویس کے
حل مین نہین پائی - ناچار وجیہ الملہ کے حاشیہ کی طرف استمداد کا رُخ کیا - تھوڑی ہی توجیہ سے وہ عقدہ حل ہوگیا
اور اس واقعہ کی صورت کو شیخ منور نے محشی کی کرامات سمجھا - راقم گلزار نے توجیہ کرنے والہ کو
بھی اہل کرامات ہی سے سمجھا ہے -

شیخ عبدالقادر بغدادی کہتے ہین - کہ آپ عقد کی شب مین اپنی عروس کے گہر ایک مجمع کے ساتھہ
گئے تھے جیسی کہ رسم ہے - صبح کے وقت اہل ہند کا دستور ہے کہ داماد اور عروس کو بنا سنوار کر ایک امانت
کئے ہوئے تخت پر بہاتے ہین اور کچھہ تکلفات اور تجلیات کام مین لاتے ہین - آپ اس معینہ وقت پر
مدرسہ مین چلے گئے - لوگ اس غرض سے کہ مقررہ رسم پوری کی جاوے - آپ کی تلاش کے در پے ہوئے

آپکے پدر بزرگوار نے فرمایا - کہ وجیہ الدین کو تحصیل علم کا شوق - اُس سے زیادہ ہے - کہ بیان مین آسکے - مدت
مین ہونگے - وہان سے بلا لیا جاوے - کیونکہ آپ کا پانون کسی منزل اور کسی محفل سے آشنا نہین ہے اس قصہ
کو وجیہ الحق - علوم کے مطالعہ اور تحصیل کی ترغیب کے واسطے فرزندون اور شاگردون کے سامنے بارہا
بیان فرمایا کرتے تھے -

ایک روز اثناے درس مین ایک طالب علم نے اُس وقت کے ایک جاگیردار کا حال بیان کرنا شروع کیا
اور شیرین عبارت سے اُس کی تنگ دلی - کوتہ دستی - امساک - اور بخل ظاہر کیا - آپنے فرمایا - یہ اُس کی صفت
سب لوگون کے واسطے عموماً اور خدا پرستون کے واسطے خصوصاً اچھی ہے - کیونکہ وہ اِس صفت کے
ذریعہ سے دلون کی محافظت طمع - طلب - خواہش - اور نیز آرزو پیدا ہونے سے کرتا ہے - یہ بالکل سچ
ہے - **مصرع** نازنین جملہ نازنین مبین -

یہ تفصیل آپ کی مصنفات کی ہے - جو از قبیل حواشی و شروح وغیرہ ہا مین - حاشیہ فوائد ضیائیہ
شرح ارشاد قاضی - شرح ابیات منہل دمامینی علم نحو مین - حاشیہ مطول و مختصر تلخیص علم معانی مین - حاشیہ
عضدی و تلویح و بزدوی اصول فقہ مین - حاشیہ شرح تجرید و اصفہانی - محقق دوانی کے قدیم حاشیہ پر حاشیہ
علم کلام مین - حاشیہ بیضاوی علم تفسیر مین - حاشیہ شرح وقایہ و ہدایہ فروع فقہ مین - حاشیہ قطبی شرح شمسیہ فن
منطق مین - حاشیہ شرح کلمۃ العین مرگ چنگی فن حکمت مین - شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین -
شرح جام جہان نما و کلید مخازن غوث الاولیا و رسالہ حقیقۃ محمدیہ بیان تصوف مین **علی صاحبہا
افضل الصلوۃ والتحیا** -

یاد قاضی جلال الدین ملتانی

آپ - ہندوستان کے نامور علما مین سے ہین - چند روز تک اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد علوی
احمد آبادی کے درس مین بیٹھکر دینی علوم تحصیل کیے تے - اور نیز فقر و تصوف کی چاشنی چکھی تھی - پھر
کئی برس تک دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ خاموشی مین بیٹھکر توکل کے طور پر رہے - اس کے بعد چند
روز چھوٹے سی سوداگری کرکے روزمرہ کی ضروریات بہم پہونچاتے رہے - پھر علوم کی برکت سے درس دینا
شروع کیا - گروہ کے گروہ عجمی اور ہندی لوگون نے آپ کی ملازمت سے فنون اور علوم سیکھ کر عقل و
فہم کا سرمایہ بہم پہونچایا - قاضی کمال الدین یعقوب کروی - فقہ کے اصول اور فروع کے اندر - اُس

زمانہ مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے - اور بہت برسون تک عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی رہے تھے جب وہ معزول کردئے گئے - تو لشکر کی قضا کا منصب آپ کے نام سے نامزد ہوا - ایک مدت تک زمانہ کی گردش شریعت کے طریقہ پر رہی - جب ظاہری علما اور فضلا خود نمائی کے واسطے نہ کہ تنقیح حق کے واسطے آپس مین ایک دوسرے سے لڑانے لگے - تو کچھ اور ہی طرح کی باتین ہونے لگین - فقہ اور اجتہاد کے اختلاف اور باہمی نزاع علی الاعلان پیدا ہوئے صاحب اقلیم نے اختلافات اور باہمی نزاعات کی اصلیت کی طرف توجہ نہ فرمائی - اور شک کی طرف اپنا خیال دوڑا کر گفت و شنید کے درمیان مین صلح کل کا طریقہ اختیار کیا - جو اہل فنا کے نزدیک سلطان الطرائق ہے - لیکن اس طریقہ کو کرسی پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا - اِس سبب سے چند متعصب علما کو صحبت کی بے لطفی کا شربت پینا پڑا - یعنی سلطان نے خود رائی سے اوس گروہ کو جدا جدا ہر طرف بھیجکر اپنی ملازمت سے منتشر کیا - اس مین شک نہین - سلطنت کی نوعروس کے گلا مین موتیون کا ایک ہار تہا - جس کو غصہ کی حالت مین نادانی کے ہاتھہ نے توڑ کر موتیون کا ایک ایک دانہ الگ الگ کر کے بکھیر دیا **القصہ** اس سلسلہ مین آپ کی روانگی بیجاپور دکن کی طرف ہوئی - آپنے ایک مدت تک اُس جگہہ بسر کی - اُس صوبہ کا حاکم آپ کی تعظیم و توقیر حد سے زیادہ عمل مین لایا ہجری سنہ نوسو ننانوین مین آپ کی زندگی کا زمانہ ختم ہوا - خوابگاہ اُسی جگہہ ہے -

یاد قاضی صدرالدین لاہوری

آپ اپنے وقت کے فقیہون مین سے اور اُس ملک کے بزرگ عالمون مین سے تھے - نقلی علوم کے دقیقے - اور کشفی علم کی حقیقتین آپ کو بہت کچھہ یاد تہین - صوفیہ گروہ کے ساتھہ محبت اور اخلاص کے ساتھہ رہتے تھے بالخصوص شیخ موسیٰ حدّاد (لوہار) لاہوری کی صحبت مین بیٹھکر - بہت سا فیض حاصل کیا تہا اور طریقت کا سلوک درکنا اتہا - شیخ موسیٰ حداد - ذی ہوش مجنون - اور اپنے وقت مین مرجع خاص و عام تھے - بزرگان شہر بعض تو آپ کے بارہ مین نیکی اور راستی کا گمان رکھتے تھے - اور بعض ناروا بہتان بندیان کرتے تھے - لیکن اولین گروہ - نظر بظاہر راست معلوم ہوتا ہے - اور دوسرے گروہ کی راستی کا پتہ لگانا دشوار بات ہے - **القصہ** سلطان وقت اکبر شاہ کے حکم سے ہجری سنہ نوسو چیاسی مین لاہور کے عہدہ قضا سے حصار بروچ کے عہدہ قضا پر جو مضافات گجرات مین سے ہے آپ کی خدمات منتقل کی گئین - آپ جائے تقرر کو جارہے تھے - کہ منڈو (ماندو) کے راستہ سے گزر ہوا - راقم نے بھی آپ کے دیدار سے

استفادہ کیا تھا - ایکروز قاضی صدر الدین - عارف سید احمد قادری ابن سید اسمٰعیل کی ملازمت میں شیخ محمود ابن جلال شطاری شیخ امان اللہ قریشی - اور فقیر غوثی حسن کے ساتھ رازکی باتین کر رہے تھے - اِس اثنا مین ایکبارگی قاضی جی رونے لگے - اور آنکھون سے آنسو روان ہوئے - اُس جلسہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے - اُنھون نے اس رونے کو آلہی جذبات سے تصور کیا - جب جوش فرو ہوا تو آپنے فرمایا - وطن کی الگفت - اور اُس کی خوبیون کی یاد نے آنسو نکال دئے - یہ سنکر سننے والون کو حیرت ہوئی - چونکہ آپ باوقار اور فضیلت شعار پیر - اور معزز مہمان تھے - لہذا زبانی نصیحت کا موقع نہین تھا - اور طرح دنیا طبیعت کو گوارا نہین ہوا - ناچار صبح کے وقت بحکم ؎ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ - منڈو کی عالی شان عمارات اور محلات کے دیکھنے کے واسطے راقم نے آپ سے قدم رنجہ فرمانے کے لئے التماس کیا - منڈو شہر - عمارت کی پسندیدگی - اور فراوانی کے اندر تمام ہند مین فرد ہے - جب آپ کی نظر - بلند اور منقش محلات - اور اُونچے اور روشن والانون پر پڑی - تو دل کے اوپر ایک عبرت کی روشنی کا اثر پڑا - اور اپنے گھرون کی دلبستگی نکل گئی - مسکراکر فرمایا - اس قسم کی جو چیزین ہمنے چھوڑی ہین - وہ اِن محلات کے کمترین ستون کی ایک سنگین کرسی کی قیمت کی بھی نہین ہین - پھر کہا یہ بات بالکل سچ ہے - جو نکتہ آ زین دانشمند ہوتے ہین - وہ غمگین دوستون کا دل ایسی ہی نصیحتون کے ذریعہ سے ٹھیکا دیکر ٹھکانے لایا کرتے ہین - دوسرے روز جہان کو جانے والے تھے - روانہ ہوئے - تین سال تک بروچ مین عہدہ قضا کا کام انجام دیا - جب آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز ہو گئی - تو تاریخ پندرہوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو نے کو غروب آفتاب کے وقت - آسمانی قضا آپہونچی اور آپ کی زندگی کا آفتاب - نیستی کی مغرب مین جاچھپا - کہتے ہین غسل کے وقت جب غسال کو جسم شریف کے پلٹنے کی احتیاج ہوتی تھی - تو آپ خود اس پہلو سے اُس پہلو کو پھر جاتے تھے - اور شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے تھے - یہ حال آپ کے فرزند قاضی محمد کی زبانی لوگون کے زبان زد ہے - قاضی محمد - تمام علوم اور فنون مین - فقر و فنا کی تمام باتون مین - اور سلوک و تصوف کے طریقہ مین فرد کامل ہین مصرع

مسکن او قصر جنت باد و بس

یاد ملک شیر خلوتی

آپ شیخ مشائخ کے بیٹے - اور شیخ بہاء الدین زکریا کے پوتون مین سے ہین - سید مصطفیٰ اجمیری کے

مرید تھے - زاد بوم احمد آباد گجرات اور خوابگاہ موضع بُودر ہے جو علاقہ خاندیس مین ہے - آپ درویشی
کی وضع کو سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھا کرتے تھے - لیکن اولاً معاہدہ کرلیا کرتے تھے کہ تمام رسوم سے آزاد
رہون گا - اور دوسرے سپاہیون کی طرح سلام کے واسطے ہر روز نہین آؤن گا - بلکہ جس وقت سردار لشکر
شکار کے واسطے - یا لڑائی کے واسطے - یا دہیات اور ملک کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوتا تھا - اُس
وقت آپ بھی رکاب مین ہوتے تھے - اور ان اوقات کے سوا - دیگر اوقات کے اندر باطن کی صفائی - اور
ظاہر کی شست وشو مین مشغول رہتے تھے مشائخ زمانہ کے رحمانی انفاس کی برکات سے - معرفت پر معرفت
بڑہاتے چلے جاتے تھے - اور سالکان طریقت کو منزلون کی رسمین اور علامتین تعلیم دیا کرتے تھے - اس طریقہ
پر اپنے گرامی اوقات کو معمور رکھتے تھے - اور تمام دن اور رات کو نفل نمازون کے پڑہنے مین اور نبی علیہ السلام
پر درود بھیجنے مین صرف کیا کرتے تھے - دسوین صدی کے بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل ہوا
تھا اور شیخ بدھا چشتی کی ملازمت سے بالخصوص علم طریقت یاد کیا تھا - اور اُن کے ارشاد سے مقامات اور
منازل پر فائز ہوئے تھے - ہجری سنہ نو سو بیاسی مین گجرات سے خاندیس مین آئے - چند روز اس ملک
کے امراے اعظم کی نوکری مین بسر کئے - جب آپ کی بزرگی اور آزادی کا شہرہ عادل شاہ فاروقی کے
کان مین پہونچا - جو اُس ولایت کا فرمان روا تھا - تو اُس نے حکم جاری کیا - کہ سردار لشکر کو آپ کی اس نسبت
کے شرف سے سعادت حاصل کرنی چاہی - ملک نے بھی سردار لشکر کی التماس کو قبول فرمایا - ہجری سنہ
ایک ہزار چار مین جب عادل شاہ - شاہ زادہ شاہ مراد کی کمک کے واسطے دکن کی لڑائی پر گیا - تو آپ ہمراہی
مین نہین جاسکے - نوکری ترک کردی اور ظاہری چاکری سے دل بالکل ہٹا لیا - قصبہ بُودر کے ایک گوشہ
مین ہو بیٹھے - اور ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کے نصف مین ملک علام کا فرمان طلب صادر ہوا جس کے
بموجب ملک معانی کی طرف روانہ ہوئے - مصرع نزہت کہ وصل باد جانش ؏

یاد شیخ عبد الغفور

آپ داؤد ابن خان قادری کے فرزند تھے - اور شیخ راجی محمد قادری الحسینی کے بھتیجے ہین - زاد بوم
بیاس ہے - جو ایک قصبہ ہے - سرکار سلطان پور نندربار کا - آپ نے ظاہری اور باطنی دونون طرح کے علوم
کی تحصیل اپنے عم مکرم سے کی تھی - اور بہت سے مشائخ وقت کی ملازمت سے فیض پایا تھا - قرآن حفظ
یاد تھا - قرآنی مشکلات کو تفسیر دن کے ذریعہ سے حل کیا تھا - بیان کی وجوہ نوک زبان پر تھین - ہر سال

رمضان مہینے مین ایک قرآن خود لکھکر قرآن خوان درویش کو دیا کرتے تھے - لوگون کے کامون مین دلسوزی کرکے انجام کو پہونچا دیا کرتے تھے بیت -

سعی من از برای فرو ماندگان بود	در خدمت کسے نشایم براے خویش

اکثر اوقات بے چارون کے کامون کی درستی مین صرف کیا کرتے تھے - ایک دفعہ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کا طواف کرکے لوٹ آئے - لوٹ آنے سے پشیمان رہتے تھے - پہر دوبارہ جانے کی آرزو - آپ کے دل سے باہر نہین نکلی - ہر چند سفر مبارک کا سامان بہم پہونچانے کے درپے ہوئے - لیکن میسر نہین ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھہ مین ظاہری کعبہ سے معنوی قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے - بیت

امسال از کعبہ رفتی بر در یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

خوابگاہ کنوئین کے کنارہ مسجد کے صحن مین جو امین کی مشرقی سمت مین آپ کی ہی بنوائی ہوئی ہے - اور نور مسجد کرکے مشہور ہے -

یاد شیخ زین الدین پور شیخ منور

پدر بزرگوار کی پیروی کا خیال بالکل آپ کے سر مین بہرا ہوا تھا - ظاہراً و معنیً باپ کے قدم بہ قدم چلنے کے سوا کبھی ایک قدم - نہین رکہا - رسمی علم کی تحصیل زیادہ تر قاضی جلال الدین ملتانی کی خدمت سے اور کثر ملا سقیم کے درس سے کی تہی - القصہ آپکی ظاہری رائش کامل طور پر تہی اپنے تنگ گوشہ کو چھوڑکر کسی دولت مند یکو سیع دولت خانہ پر آپ کو بہت ہی کم جانے کا اتفاق ہوا تھا - علی العموم درویشون کی خدمت کی عادت رکہی اور غبار آگین ہونے سے دلون کو محفوظ رکہنے کے لئے بہت سے طریقہ کام مین لایا کرتے تھے - غالباً اِس لحاظ سے کسی دل کو نہین ستاتے تھے - بیت

نیازارم زخود ہرگز دلے را	کہ می ترسم درو جاے تو باشد

تاریخ سترہوین رمضان ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کو معنوی سفر کے واسطے سامان کوچ کا باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبد الرحیم کہونجی گجراتی

یہ موضع احمد آباد سے پانچ کوس دور ہے - آپنے اس مقام سے چل کر برہان پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ حجرہ پسند کیا تھا - چند روز بعد علی عادل شاہ فاروقی فرمان رواے صوبہ خاندیس

نے اُس جگہہ جامع مسجد اور ایک بڑی سرا ے تعمیر کرا کر ایک شہر آباد کر دیا - اور عادل پور نام رکھا - اور آپ کا حجرہ جامع مسجد کے متصل واقع ہوا - اس مین شک نہین - آپ ایک شخص تھے - فارغ البالی اور آزادی مین ہمت اور توکل کے ساتھ آشنا - آپ کے پیر ارادت کا نام معلوم نہین ہوا - لیکن آپ کے مرشد طریقت شیخ ابراہیم قاری سندہی ہین - جن کا لقب مرغ لاہوتی ہے - ایک روز آپنے مسیح القلوب کی قطبیت کی خوشخبری لوگون کو سنائی - اور کہا - مجکو عالم خواب مین اس مضمون کی آگاہی دی گئی ہے - آپ کی رحلت ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین ہوئی ہے - اُسی حجرہ کے اندر آپ کی قبر بنائی گئی - جس مین بزمانہ حیات رہا کرتے تھے -

یاد سید حسین

آپ کی زاد بوم سونپت مین ہے - آپ کی زبان رسمی علم سے - اور آپ کا دل خدا طلبی کے شوق سے تونگر تہا - رہنما پیر کی تلاش مین - اپنے وطن سے دل برداشتہ ہو کر جنگلون جنگلون قدم فرسائی شروع کی - تقدیر الٰہی - اجمیر کی طرف آپ کو کہینچ لائی - اور خواجہ عمر بالحشی کی ملازمت سے مشرف کیا - خواجہ غالبًا آپ کے آنے کے منتظر ہی تہے - فرمایا مین حضور رہون - تم کو میری فرزندی کے واسطے بہیجا ہے - آنے والے نے اِس بات کو سو دل سے قبول کیا - قصہ کوتاہ خواجہ نے مرید کر کے اپنے ایک عزیز کی لڑکی کے ساتھ کدخدا کر دیا اور خرقۂ خلافت دیکر سجادۂ طریقت پر بٹہایا - شیخ گدائی پانی پتی سے روایت ہے - خواجہ کا زمانۂ عمر تہوڑے روز بعد پورا ہو گیا - اور میرے پیر اُن کے جانشین ہوئے **مصرع** پیر و خوش بہ فرزند بدست -

یاد شیخ یوسف لنک

آپ شیخ داؤد ملتانی کے فرزند ہین - جن کے آباے کرام کو ایزدی تقدیر اس طرف کی رہنما ہو کر دار السلطنت آگرہ مین باعث قیام ہوئی - باوجودیکہ آپ کا باطن توحید کے زیور سے آراستہ اور آپ کا دل تحقیق کے نور سے منور تہا - آپ شیخ جلال تہانیسری کے مرید ہو گئے علم تصوف کی مشکلات - اس طرح فصیح البیانی کے ساتھ حل کیا کرتے تھے کہ اشکال کی وجوہ کو سننے والے کے دل مین راہ ہی نہین ملتی تہی - **القصہ** آپ کا ضمیر الٰہی اسرار کا خزانہ تھا - باایں ہمہ بے تعینی اور خاکساری کو نہایت خوبی کے ساتھ فراہم کر رکہا تھا - اپنے گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - کبھی ایسا ہوتا تھا - کہ لڑکے راستہ مین شوخی سے پیش آکر تمسخر سے چہیڑا کرتے تہے - آپ پیشانی پر چین تک نہین آنے دیتے تہے - اور مسکراتے ہوئے نکل جایا کرتے تہے - میر رفیع الدین محدث صفوی نے لکہا ہے - آپ کی ملازمت بہت کچھ تاثیر

پیدا کرتی تھی۔ کسی تخت کے اولیاء دولت مین سے ایک آپ بھی ہین۔ عام طریقہ آپ کا برتاؤ۔ آپ کی درویشانہ
حالت کی چہرہ پر نقاب تھا۔ آپ کی رحلت کے وقت جو اصحاب حاضر تھے۔ اُن مین سے بعض نے آپ
کے معتقدین کے حالات کی نسبت دریافت کیا۔ تو ہر ایک کے بارہ مین ایک جداگانہ عنایت فرمائی۔
جب رفیع الدین کی (میری) نوبت آئی۔ تو فرمایا ؎ اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ
مینے ابھی اس التفات کے اسرار پر آگاہی نہین پائی ہے۔ لیکن امیدوار ہون۔ کہ آپ کے موثر بیان۔ اور فیض
بخش ملازمت کی برکت سے دینوی اور اخروی فلاح کو پہونچون گا۔ خدا کرے۔ پہونچ جاؤن۔ خوابگاہ آگرہ
میر محدث صفوی کے روضہ کے پہلو مین مصرع لنگ خور در راہگراے وصل کن۔

یاد شیخ آدم صوفی

آپ تصوف کے جمال کو سپاہ گری کے لباس مین پوشیدہ رکھتے تھے۔ ناگاہ آپ کا تعلق خاطر ایک
دہوبن کے ساتھ پیدا ہوا۔ اُس کے حُسن کی تروتازگی نے صابون کا کام کیا۔ دنیاوی تعلقات کے
میل سے اچھی طرح پاکیزگی کے ساتھ شوب دیا۔ نوکری کا دماغ سوخت ہوگیا ناچار نوکری ترک کر کے خرقہ پوشی مین
آرام دل کی جست وجو ہوئی۔ اور مجازی عشق کو حقیقی مشاہدہ کا آئینہ بنا کر کائنات کے صحرا سے الٰہیات کے
باغ مین جا پہونچے۔ بیت

راہے بصفا خانہ مطلق ہمنا	ازقید حقیقت ومجازش برہان

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابوالحسن۔ بکری شافعی مصری کے بیٹے ہین۔ آپ کی ذات مین دونون جہان کی فضیلتین
اور دونون جہان کے اسرار موجود تھے۔ جب تک زندگی باقی رہی۔ تب تک اپنے پدر بزرگوار کی طرح
ہمیشہ ایک سال بیچ۔ مصر سے حرم محترم مکہ معظمہ کے طواف کو جایا کرتے تھے کہتے ہین جب آپ کی عمر اٹھارہ
سال کی ہوئی۔ تو پدر بزرگوار کی حیات مین ہی۔ اُن کے درس کی مسند پر صورۃً اور معنیً جانشین ہوگئے۔
مورخین نے اس واقعہ کی کیفیت مجمل طور پر۔ اس طرح لکھی ہے۔ کہ شیخ ابوالحسن ایک سال باہی قرارداد
کے بموجب مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے۔ وہان سے اکابر مصر کے نام اس مضمون کے خطوط بھیجے
کہ جس ہفتہ مین یہ خطوط پہونچین۔ اُسی ہفتہ کے جمعہ کے روز نور چشم شیخ محمد کو درویشی کے درس کی مسند پر بٹھلا دینا

؎ جو (سب سے) آگے (سلسلہ بڑھانے گئے) ہین (سو) یہ آگے ہی (بڑھانے کے قابل) ہین (کہ یہ بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین

جاوے۔ جب آئی ہوئی تحریرات کا مضمون پڑہا گیا۔ تو تمام ارباب فضیلت اور اصحاب مناصب کو حیرت ہوئی۔ کہ شیخ محمد کا حوصلہ ابہی ایسا نہین ہے۔ کہ قانون عبارت فہمی کے اصول کو ضبط مین لاسکے جس مدرسہ مین شیخ ناصر طبلاوی شیخ ابوالقاسم مفتی۔ اور شیخ یوسف کرو۔ جو آپ کے پدر بزرگوار کے درس مین نائب ہین۔ حاضر ہوتے ہین۔ اُس مدرسہ مین شیخ محمد ہر ایک فن کے مقدمات اور مقاصد کی تقریر۔ اور ہر ایک علم کے مسائل اور مبادی کی صورت اور تمہید کیونکر بیان کرسکین گے۔ کیونکہ جس بچہ نے میدان علم مین ابہی ابہی قدم رکہنا سیکہا ہے۔ اُس کو اُن اصحاب کے برابر چلنے کی طاقت نہین ہوسکتی ہے۔ جو گونا گون علوم کے دقیقون اور حقیقتون کی مسافت طے کرچکے ہین۔ اِس سبب سے اِس عجیب وغریب حکم کے قبول کرنے مین بہت کچہہ بہانہ اور تاخیر کی آوازین اندرون دل سے زبان پر آئین۔ قصہ کوتاہ یہ ہے چونکہ کل کامون کا انجام لاعلمی کے پردہ مین چہپا ہوا ہوتا ہے۔ لہذا تمام دور اندیش ارباب مجلس نے **رجماً بالغیب** اطاعت حکم کی رائے دی۔ اور کہا۔ کہ یہ حکم ایسے شخص نے صادر فرمایا ہے۔ جو عالم ارواح اور عالم شہادت کی رموز کا جاننے والا ہے۔ اور ہم کو اِس عجیب وغریب فرمان کی اصلیت پر پوری پوری آگاہی نہین ہے۔ اگر حکم کی بجاآوری کے بعد کوئی نامناسب بات ظہور پذیر ہوگی۔ تو مامور معذور مانا جاوے گا۔ لیکن بااینہمہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید مین سے کوئی آیت پہلے سے ہم تجویز کرین۔ جس کی تفسیر کی وجوہ اور اُس کے لطائف سجادہ نشین صاحب آئندہ جمعہ تک حفظ کرلیوین۔ اور قرارداد کے بموجب منبر پر بہی وہی آیۃ پڑہے۔

جب اس مشورہ کی کیفیت شیخ محمد کی خدمت مین عرض کی گئی۔ تو آپ نے جواب دیا۔ یہ فرصت میرے ظاہر حال کے اعتبار سے ہرگز کافی معلوم نہین ہوتی ہے۔ اِس فرصت مین چند در چند غور وفکر کی گنجایش نہین۔ اور ایسے عجیب وغریب حکم کے بجالانے کی بنیاد حیلہ وحوالہ پر نہین رکہنی چاہیئے۔ اس سے بہتر کوئی بات نہین ہے۔ کہ ہمت کا قدم توکل کے راستہ مین استحکام کے ساتہہ رکہکر یہ دشوار کام مسبب الاسباب کی گرہ کشائی کے سپرد کردی جاوے [۱] اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ کے عقیدہ پر۔ اور [۲] اِنَّهٗ عَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کے یقین پر بہروسہ کیا جاوے۔ اور تردد کا گرد وغبار ضمیر کے خلوتخانہ سے جہاڑکر تسلیم کی صفائی یہان جلوہ گری کرجاوے۔ الغصہ جو بات قرار پاچکی تہی۔ وہ جمعہ کے روز

---

[۱] بیشک یہ بات اسد جل شانہ پر آسان ہے ۱۲ [۲] بیشک اسد جل شانہ جس پر چاہے قادر ہے ۱۲

عمل مین لائی گئی۔

جب شیخ محمد منبر پر چڑھے۔ تو مقری نے آیۃ الکرسی شروع کی۔ شیخ نے اولاً ایک ایسا خطبۂ روشن پڑھا جس کی فصاحت اور بلاغت کی برابر کوئی عبارت کبھی غواصان دریائے معانی کے گوش زد نہین ہوئی تھی۔ اور اس طرح کے مفہوم کبھی شناوران ملک سخنوری کے خیال مین بھی نہین آئے تھے۔ اس کے بعد اہل تحقیق عالمون کو ایہا السامعون اسمعوا کی ندا سے خطاب فرمایا۔ قرآنی کلمات کے معانی۔ لغت اور عبارت کے اعتبار سے حاضرین کے علم مین۔ اور ارباب بصیرت کی تفسیرون کے خزانون مین موجود ہین۔ اس بنیاد پر نوسوار منبر تدریس کے خیال مین ایسا آتا ہے۔ کہ جو کنجی اسرار مقطعات کے خزانچیون نے زبان مترجم کو سپرد کی ہے۔ اُس کنجی سے مفرد حروف کے خزانون کے دروازے کھولے۔ اور حقائق کے مخفی جواہرات کو ہوش طلب سامعین کے کانون کا زیور بنادے سکتے ہین۔ اسم اللہ کے الف سے شروع کر کے ایسے معانی اور ایسی معرفتین بیان کین۔ کہ محقق سامعین کو اپنی نادانی کا اقرار کرنا پڑا۔ ہر طرف سے عذر اور معذرت کا اظہار ہوا۔ **القصہ** آپ کی دل آویز تقریر کے سننے مین یہانتک سرگرمی ہوئی کہ نماز عصر کا وقت اخیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ الفاظ اور معانی کے قافلے کے قافلے لدنی علم اور وہبی فیض سے برگزیدہ دلون پر علی الاتصال آتے ہین۔ ۵۱ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا لیکن زبان کے راستہ سے بیان کے لباس مین سننے والون کی استعداد کے موافق کانون مین پہونچائے جاتے ہین ۵۲ وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ بس بہتر ہے۔ کہ باقی ماندہ ذکر کو دوسری مجلس پر موقوف رکھکر دقیقہ فرض کے ادا کرنے مین توجہ کی جاوے۔

کہتے ہین۔ اٹھارہوین سال سے شروع کر کے۔ واپسین نفس تک کہ پینتالیسوان سال تھا ہر جمعہ کے روز اسی ایک الف کے معانی منبر پر بیٹھکر بیان کئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا۔ شاہ دوران شیر یزدان حضرت **علی کرم اللہ** وجہہ سے روایت ہے۔ کہ فرماتے تھے

۵۱ اگر تم خدا کی نعمتون کو گنتا چاہو۔ تو (اتنی بہت ہین۔ کہ تم لوگ) اُن کو پورا پورا نہ گن سکو ۱۲ ۵۲ جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین مگر ہم ایک اندازہ معلوم (و مقرر) کے ساتھ اُن کو (مخلوقات کے لئے) بھیجتے رہتے ہین ۱۲۔

اگر مین چاہون - کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر قلم سے لکھون - تو سات اونٹون کا بوجھ ہوجاوے - اور جناب نے ایک الف اللہ کی تفسیر اس مدت مین اس قدر فرمائی ہے - کہ اگر لکھنے مین آتی - تو بہت سے اُونٹون کا بوجھ ہوجاتا - پس جناب کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے شاید زیادہ ہے - آپنے جواب دیا - سلطان الخلفا برہان الاولیا نے جو تفسیر فاتحہ کا حصر اس اندازہ مین کیا ہے - تو یہ مخاطب کے حوصلہ - اور متکلم کی فرصت پر نظر کرکے کیا ہے - کیونکہ اُس وقت مین اسلام کی ابتدائی حالت تہی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باوجودیکہ آپ آلہی علوم کا خزانہ تہے - مگر کفار کے ساتہہ جہاد کرنے سے اور اعلاے کلمۃ الحق سے فرصت بہت کم تہی - اور یہ درویش - اِس زمانہ مین باتین بنانے کے سوا - کوئی کام ہی نہین رکہتا ہے - اور نیز معلومات فقیر کی حقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وجدانی انوار سے ہی اخذ کی ہوئی ہے - جو گوناگون علوم کے قواعد کے بانی ہین -

غوثی صدر الذکر عبارت لکھنے کا سبب یہ ہے - کہ اِس ذکر کے پڑہنے والے - آپ کے حُسن - ادب اور جمال علم کو استعداد کی نظر سے مشاہدہ کرکے اپنے اعتقاد کی درستی کرین - اور دل مین استحکام کے ساتہہ سمجہین کہ مشت خاک انسان کے ساتہہ خداے پاک کے کیسے کیسے راز ہین **سبحان اللہ** یہ چند کلمہ آپ کی حقائق بیانی اور رہنمائی کا نمونہ ہین - ورنہ آپ کے حالات لکھنے کی قلم کو - اور بیان کرنے کی زبان کو طاقت کہان ہے -

آپ کی تصنیفات تمام فنون مین ہین - بالخصوص آپ علم حدیث مین اُستاد تہے - اور حال کے مضامین کو قال کی زبان سے تشبیہ اور تاویل کے پیرایہ مین اس طرح سے بیان فرمایا کرتے تہے - کہ بے تامل لوگون کی سمجہہ مین آجاتے تہے - دسوین صدی کے اخیر عشرہ مین عالم علوی کو کوچ فرمایا - اِس زمانہ مین آپ کی باکمال اور ہدایت کنندہ اولاد بہت سی ہے - منجملہ اُس کے پیشواے ارباب ارشاد - آپ کے فرزند رشید تاج العارفین نام ظاہراً اور معنیً آپ کے خاص جانشین ہین - یہ بزرگ - عقلی - کشفی - اور کسبی علوم مین اپنے پدر بزرگوار کی مثل بے نظیر ہین [۱] اَللّٰهُمَّ مَتِّعِ المسلمین الطالبین بطول بقائہٖ

سید احمد قادری فرماتے تہے - مینے شیخ محمد بکری کی خدمت مین رہ کر اپنی عمر کے چند سال صرف کئے ہین - اُس مدت مین دیکہا گیا ہے - کہ ہر ایک ملک کے قسم قسم کے آدمی - آپ کی محفل مین حاضر ہو

---

[۱] یا اللہ مسلمان طالبون کو تمتع یاب کر آپ کی درازی عمر سے ۱۲

کرتے تھے - اور چونکہ عربی زبان پر قدرت نہین ہوتی تھی - اسواسطے ہرایک شخص اپنے مقاصد اور مسائل کو اپنی خاص زبان مین عرض کیا کرتا تھا - اور آپ سب کے جوابات عربی زبان مین دیا کرتے تھے اور سائل کو نیز مجیب کو - سوال اور جواب کا مدعا سمجھنے مین ہرگز ترجمہ کی احتیاج نہین ہوا کرتی تھی - یہ عجیب صورت دیکھکر تعجب اور حیرت ہوئی - اسواسطے مین ایک روز بے اختیار ہوکر عرض کر بیٹھا - مینے فرض کیا - کہ جناب مختلف لغات اور ہرایک طرح کی زبان جانتے ہین - لیکن عجمی لوگ اکثر عربی زبان نہین جانتے ہین - کس طرح اُن کو مدعائے جواب پر اطلاع ہوکر تسلی ہوجاتی ہے - آپنے فرمایا: بیشک - اگر مین چاہون کہ ہرایک زبان مین بیان مقاصد کرون - تو کرسکتا ہون - لیکن جب مراد کے معانی - عربی محاورہ اور روزمرہ مین محمد بکری کی زبان سے - عوام کے ذہن مین آجاتے ہین - تو پھر زبان مخصوص مین جواب کیون دیا جائے - اور بدون ضرورت کے محبوب اللہ خاتم النبوۃ **علیہ افضل الصلوٰۃ** کی زبان کیون ترک کی جاوے - اور پھر اسی تقریر کے ضمن مین چونکہ تقریب تھی - فرمایا - کہ بیان کے افہام وتفہیم - اور عدم افہام وتفہیم کی قوت محمد بکری کے اختیار مین سپرد کردی گئی ہے - اگر محمد بکری چاہے - کہ الفاظ کے معانی کو روک لیوے - تو **حاشَ للہ** بیان کسی سننے والے کے ادراک مین بھی آسکے - خواہ مخاطب کتنا ہی بڑا مدعافہم عالم - اور کلام نہایت درجہ سادگی مین ہو - اور اگر چاہے - کہ سننے والے کے ذہن مین معانی آوین - تو عبارت خواہ کتنی ہی زیادہ دقیق - اور سننے والا بازاری عجمی ہو - مگر بہت جلد ادراک مقصود کرلیوے گا -

مولد اور مرقد **یوسف علیہ السلام** کے معین ہین - اور ایام رحلت نوسو اٹھانوین - اور اور ستانوین بھی کہتے ہین -

یاد شیخ ہانسا بخاری

آپ مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین - آپ آغاز جوانی مین سلوک اور شریعت کے پابند تھے اوسط عمر مین الٰہی جذبہ پیدا ہوا - اور تمام حواس اور قویٰ اپنے اصلی مرکز کو بازگشت کرگئے - یہان تک کہ آپ مین ہستی موہوم کا خیال اور گمان بھی نہین رہا تھا - ڈیڑھ سو برس کی عمر پائی - بات کرتے وقت ہرایک نیک وبد کی نسبت ہمیشہ اپنے نفس کی طرف کیا کرتے تھے - لیکن مخاطب مین اُس بات کے آثار بہت جلد ظاہر ہوجاتے تھے - آپ کی زبان سے ایسی بات جو وقوع پذیر نہ ہو - نکلتی ہی نہین

تھی۔ سید قاسم پسر سید محمود بارہہ عرش آستانی اکبر شاہ کے امرائے اعظم مین سے تھے۔ یہ سید صاحب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین آپ کو اپنے ہمراہ شہر پٹن سے احمد آباد کو لے گئے تھے۔ ایک روز ایک کنوئین کے کنارہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سید نے ایک روپیہ آپ کے ہاتھ پر رکھا آپنے اُسی ہاتھ سے کنوئین مین ڈال دیا۔ لوگون نے کہا۔ آپنے ایسا کیون کیا۔ فرمایا۔ مینے کچھ بُرا نہین کیا۔ ایک برہمن کے ہاتھ جنت کو بھیج دیا۔ چند روز بعد آپ کی والدہ کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا۔ کہ تم نے جو کچھ ایک برہمن کے ہاتھ بھیجا تھا۔ پہونچ گیا ہے۔ کہتے ہین۔ جنت آپ کی مان کا نام تھا۔ اور یہ بھی عجب نہین ہے کہ الجنۃ تحت اقدام امھاتکم کے اعتبار سے کہا ہو۔ جب آپ لوٹ کر پٹن مین آئے تو ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھہ مین علوی عالم کو کوچ فرمایا۔ قبر صحن مکان مین بنائی گئی۔ آپ کی ایک ہمشیرہ بزرگ نام ہین۔ جو آپ کی قبر پر مجاور ہین۔ اور ذکر و فکر مین زندگی بسر کر رہی ہین بہت سے آثار ولایت اِن کے اندر موجود ہین۔ مصرع رونقِ آرامگاہش دولتِ دیدار باد ؛

یاد شیخ حمزہ پور شیخ سدا قریشی

آپ کی زاد بوم قصبہ دیپالپور مالوہ ہے۔ اور مخدوم شیخ بہار الدین زکریا کی نسل سے ہین قدس سرہ پرہیزگار۔ نیکوکار۔ اور خجستہ افعال تھے۔ آپ ہرت کے کارخانہ مین جام اور طاس وغیرہ ظروف بنانے سے اپنی وجہ قوت بہم پہونچایا کرتے تھے۔ نذر کے طور پر کوئی روپیہ پیسہ کسی سے نہین لیا کرتے تھے۔ بلکہ ضرورت مند دوستون کی امداد اپنی محنت کے پیسے سے کیا کرتے تھے۔ تلقین طریقت شیخ ضیاء العداین غوث الاولیا قدس سرہما کی خدمت سے تھی اور راقم کے مربی شیخ محمود جلال کی ملازمت سے بھی بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا تھا۔ عبادت اور عادت مین عجب راستی بہم پہونچائی تھی۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین آپ کی زندگی کی باری پوری ہوئی۔ قبر زاد بوم مین ہی ہے۔ دو لڑکے چھوڑے ہین۔ دونون پدر بزرگوار کے طریقہ پر چلتے ہین۔ اللہ جل شانہ ان کو توفیق معرفت نصیب کرے مصرع

بادا دائم از مئے وحدت لبالب جامِ او

یاد شیخ امان اللہ

آپ شیخ کمال الدین سلیمانی قریشی کالپی وال کے فرزند ہین۔ آغاز ہوش سے انجام زندگی تک زہد فقر۔ ایثار۔ توکل۔ اور راستی مین عمر گزاری۔ آپ کا پائے سلوک۔ شریعت کی شاہراہ کے سوا۔

ل جنت تاری ماؤن کے قدمو کے نیچے ہے۔

ایک قدم بھی نہین چلا اور آپ کا دست ہمت - دامن نیستی کے سوا - کسی شے کو چھو تک نہین - شیخ صدر الدین ذاکر شطاری کے مرید ہین - ترسٹھ سال کی عمر پائی - چالیس سال تک راقم کو اپنی ہمسائگی سے سرفراز کیا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین عنصری تیرہ و تاریک کوچہ سے عالم قدس کی وسیع آبادی کو روانہ ہوئے - آپ کے دو لڑکے تھے - بڑے شیخ منصور - حمیدہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ تھے - باپ سے پانچ مہینے پیشتر سامان ہستی باندہ کر چلے گئے - دوسرے شیخ عبدالشکور ہین - ان کی طینت مین تمام فضیلتین جمع ہین - خمول - خموشی - اور خوش دلی ان کے خمیر مین داخل ہین - خدا کرے ان کو عمر طبعی روزی ہو - مصرع شکر خدا کہ ہمدم و ہمسایۂ من ست -

یاد شیخ نور الدین ضیاء اللہ

آپ غوث الاولیا کے صاحب زادہ ہین - قدس سرہما اطوار شریعت کے سلوک مین آپ کی رفتار دل پسند تھی خوان معرفت کی بھی اچھی چاشنی چکھی تھی - وجدان طریقت کے بیان مین آپ کی تقریر دلنواز تقریر تھی - اور اسرار حقیقت کی شراب کا ایسا سکر حاصل تھا جس مین چون و چند کی کیفیت کو دخل نہ تھا - آپ کی عقدہ کشا زبان صاف عبارت مین رموز حقیقت کے چہرہ کا نقاب اُٹھاتی تھی - آپ کا طریقہ اور آئین - عالم وحدت کے چلنے والون کو کثرت کی گھاٹیون سے سلامتی کے ساتھہ نکال لیجاتا تھا - آپ کی عطا پیشہ نظر سنگ دلون کو موم کرتی تھی - اور شکستہ دلون کے حق مین مومیائی کا حکم رکھتی تھی آپ کی سلیم فکر - لوگون کے سقیم افعال کو صحت کی طرف پھیر لاتی تھی - آپ اپنی حسن معاشرت اور مصاحبت سے مسافرت کا اندوہ - غم ناک مسافر کے دل سے دور کر دیتے تھے اور نیز مقصود و مطلوب مین کامیاب کرکے - ذی احتیاج مقیم کے دوش سے نا امیدی اور بیچارگی کا بھاری وزن اُٹھا لیتے تھے - اس قدر کمالات کا سرمایہ ہوتے ہوئے - آپ فقراے باب اللہ کے ساتھہ طالبانہ پیش آتے تھے -

القصہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھہ آپ کا زندگانی کرنا - واپسین سفر تک کہ رمضان کی تاریخ تیسری اور ہجری سنہ ایک ہزار چھہ تھا - یکسان استقامت کے ساتھہ رہا - یعنی آپنے نوافل اور زوائد خیرات اور عبادات جس قدر اپنے اوپر لازم فرمالی تھین - اُن مین فرو گزاشت کا دخل کبھی نہین ہونے دیا - ہجری سنہ نو سو ستر تھا - کہ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ گوالیار مین آئے - یہان پر چند روز مجاور روضہ رہکر دار السلطنت آگرہ کو چلے گئے - اور اُس جگہہ سامان اقامت رکھکر اور نیز خانقاہ تعمیر کرائی - کم و بیش پینتیس سال

ازروے باطن خداشناسی کے حجرہ مین چلہ نشین رہے - اور ازروے ظاہر لوگون سے میل ملاقات اور جلسون کی نشست برخاست کو اپنی خلوت کے جمال کا نقاب بنائے رکھا - علم حدیث کے اندر نہروالہ شہر مین کامل دس سال تک شیخ محمد طاہر محدث نہروالہ کی شاگردی کرکے اور نیز شیخ وجیہ الملۃ علوی احمدآبادی کے درس سے تمام فنون کی تحصیل کرکے کل علوم مین استاد وقت ہوئے - اگرچہ ظاہر مین ظاہری سجادہ نشینی کا شرف حاصل نہین ہوا - لیکن الولد سر لابیہ کا فروغ آپ کی پیشانی سے درخشان تھا - جس زمانہ مین آپ احادیث کی تصحیح نہروالہ مین کررہے تھے - اس زمانہ مین احمدآباد سے غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر آپ کی خدمت مین بھیجا تھا - اور اجازت عطا فرمائی تھی -

آپ کی رحلت فرمائی کا واقعہ اس طرح پر ہے - جن ایام مین عرش آستانی اکبرشاہ دارالخلافہ لاہور مین تشریف رکھتے تھے اُن ایام مین ایک روز ہرنون کی لڑائی کے ہنگامہ مین ایک ہرن کے سینگ کا ایک کاری زخم شہنشاہ کی ران مبارک مین آیا تھا - شہنشاہ نے چند روز بعد فرمایا - کہ اس واقعہ کے اندر دور و نزدیک کے جمیع اکابر اور امرا کے آنے سے ہمنے شیخ ضیاء اللہ کی یاد کی - لیکن شیخ نے ہماری یاد نہین کی - شیخ ابوالفضل مبارک نے اس تقریر کی نقل لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجی - جب یہ اطلاع آپ کو پہونچی تو آپنے بے تامل اپنے تئین لاہور مین پہونچا کر سلطانی دیدار حاصل کیا - اور شہنشاہ نے بھی آپ کی تشریف آوری سے اپنی عافیت اور تن درستی کی فال لی - چند روز بعد فرمایا - کہ شاہزادہ دانیال کی ایک حرم امیدوار ہے - بادشاہ کو منظور یہ ہے - کہ حرم مذکور شیخ ضیاء اللہ کے مکان مین رہے تاکہ وضع حمل اُسی جگہہ ہو - آپنے اس حکم کی تعمیل مین دو تین مرتبہ عذر کیا - مگر قبول نہین ہوا - اور حرم مذکور نے آپکے مکان مین آکر وضع حمل کیا - چونکہ شیخ اس واقعہ کی اصلیت سے بالکل محترز تھے - لہذا اپنی زندگانی سے ہی تنگ دل ہوئے - ایک ہفتہ بعد مرض الموت پیش آیا - اور صدر الذکر تاریخ مین اپنی جان حوالہ جانان کی -

ہجری سنہ نوسو بیاسی مین راقم اپنے وطن سے چل کر دارالسلطنۃ آگرہ مین گیا تھا - اُس وقت مین راقم کے چچازاد بھائی شیخ علی شمس آپ کی ملازمت مین استفادہ کررہے تھے - اُنہون نے فقیر کو آپ کی آستانہ بوسی اور خدمت کے شرف سے مشرف کیا تھا پانچ مہینے اُس جگہہ رہکر آپ کی فیض بخشی کا حصہ

لیا - اسی سال مین احرار الاولیا کے پوتے مشہود العرفا خواجہ عبدالشہید قدس سرہما شہر آگرہ کے قلعہ مین اکبرشاہ کے بنگالی محل کے اندر اُترے ہوئے تھے - اور شہنشاہ فتح پور مین داد سلطنت دے رہا تہا فقیر بہی خواجہ کی قدم بوسی کے واسطے اس محل مین گیا تہا اور شرف دیدار سے اپنے حوصلہ کے موافق فروغ حاصل کیا تہا - **مصرع** خوشہ ہائے خرمن ہن خوشۂ ہر خرمن ست ؞

یاد حاجی ابراہیم محدث قادری

آپ شیخ داؤد کے بیٹے ہین - کنیت ابوالمکارم - تخلص وصالی - زادبوم مانک پور - اور خوابگاہ آگرہ ہے آپ کے افعال سے شریعت عیان تہی - اور اسرار مین طریقت کا خزانہ نہان تھا - عقلی اور نقلی علوم کی تحصیل اپنے وطن مین کرکے سیر وسیاحت کا ارادہ کر لیا تھا - بالآخر بغداد مین ڈہائی سال رہکر تفسیر اور حدیث کا علم تحصیل کے ذریعہ سے درجہ کمال کو پہونچایا اور پہر وہان سے خانہ مبارک کے طواف کے واسطے روانہ ہوئے - پہر مناسک اور حج کے ارکان بجالاکر مصر کو چلے گئے - یہان پر شیخ شمس الدین علقمی کے نزدیک احادیث کی تصحیح کی - شیخ شمس الدین علقمی شیخ جلال الدین سیوطی کے بالواسطہ شاگرد ہین - اور اسی جگہہ آپنے شیخ العرفا شیخ محمد بکری شافعی سے سند اور اجازت لی - اس قدر کمالات فراہم ہونے کے بعد - پہر مکہ معظمہ کی طرف لوٹے - اور شیخ عبدالرحمٰن ابن الفہد مغربی شیخ مسعود مغربی - اور بدر الاتقیا شیخ علی متقی کی صحبت سے از سر نو کتب احادیث کی تکرار کی - اور صحت وشناخت کا بڑا مرتبہ حاصل کیا - اس کے بعد پہر دوبارہ مصر مین گئے - اور چوبیس سال تک تمام علوم کا درس دیا - باایہمہ کسی سال مین حج کو جانے آنے کا سلسلہ بہی منقطع نہین ہوا - ملک شام مین شہری اور صحرائی بزرگون کی صحبت مین بیٹھکر فیض پایا - اس کے بعد وطن کی محبت نے جوش کیا - تو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدم کی سعادت سے سرفراز فرمایا - جب دارالسلطنت آگرہ مین گذر ہوا تو تقدیری کرشمہ - اور آب ودانہ کی کشش نے یہان کے قیام کا خیال آپ کے دل مین پیدا کیا - لہذا گہر اختیار کر کے تفسیر - حدیث - اور فقہ کے درس مین - اور نیز وعظ مین آپ مشغول ہوئے اور بہت سے اشخاص کو فیض اور علم کی منزل پر پہونچایا - تاریخ اونیسوین ذی حجہ ہجری سنہ ایک ہزار اک مین چہیاسی برس کی عمر کے بعد جسمانی محنت آباد کے تنگ وتاریک کوچہ سے روحانی راحت افزا اقلیم کو روانہ ہو گئے - **مصرع** پیری وعلم وہمت وآزادگی طلب -

یادشیخ امان اللہ افغان

آپ سید ابراہیم بھکری کے مرید ہین - خود بینی سے گزر کر ارادت اور شریعت کی مشکلات کے تماشے مین محو تھے - کہتے ہین آلہی دیدار کی آرزو ہمیشہ آپ کے دل کو بے آرام - اور آنکھون کو اشکبار رکھتی تھی - اور پیر کی ملازمت مین اسی خواہش کا ورد بار بار بیان کیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - کہ زیادہ نہین - صرف ایک ہی دفعہ اس آرزو مین کامیابی ہو جاوے - آپ کے پیر وعدہ دیکر تسلی اور تسکین دیا کرتے تھے - بالآخر اس اندیشہ نے آپ کو آلیا - یہان تک کہ جس جنبش کرنے والے اور اُڑنے والے پر نظر پڑتی تھی - اُس پر آپ مطلوب کا گمان کرتے تھے - کہتے تھے - مین ایک رات پیر کے ہاتھہ پاؤن داب رہا تھا - یکایک اُٹھہ بیٹھے - اور مجھسے بغلگیر ہوئے - فرمایا - امان - تمنے دیکھا جس کی تم کو تلاش تھی - ؟ مینے عرض کیا - ہان دیکھا - اس کے بعد وحدت وجود کا دروازہ صورۃً اور معنیً کشادہ کر دیا - چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے - ایک سوار نے اپنے گھوڑے کو کوڑا مارا - آپنے آہ کھینچی - جب گدڑی اُٹھا کر دیکھا گیا - تو آپ کے بدن پر تازیانہ کا نشان پایا گیا - **القصہ** پیر کی اجازت سے براہ خشکی - سفر حجاز کو روانہ ہوئے - ماوراء النہر - خراسان - پارس - اور عراقین کے اکثر مشایخ کی ملازمت کی - اور اُس سے فیض وفائدہ بھی اُٹھایا - جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے - تو ایک دختر کے حُسن پر فریفتہ ہو گئے - ایک روز سخت بیتاب ہوئے اور حالت بیتابی مین اُس کے باپ سے کہا - کہ اپنی لڑکی کا میرے ساتھہ عقد کر دیجیے - اُس نے جو جواب دیا - اُس سے مہر کی خواہش پائی گئی - آپ نے فرمایا امان اللہ - وہ بندہ نہین ہے جو اپنے پاس پیسہ رکھے - پھر لڑکی کے باپ نے کہا - کہ اگر آپ اس رعنائی کے ساتھہ درویشی کا بھی دم بھرتے ہین - تو یہ ہو سکتا ہے - کہ پیغمبر آخر الزمان **علیہ السلام** مجھکو اس بارہ مین خواب کے اندر اجازت فرما دین - آپ نے کہا - اگر آپ تمام مال و دولت - جو آپکے ملک مین ہے - محتاجون کو تقسیم کر دین - اور دنیاوی آلایش سے پاک ہو جاوین - تو اس شرط پر شاید ایسے خواب سے آپ کو سعادت حاصل ہو جاوے - لڑکی کے باپ نے کہا - اس مال و منال کے ساتھہ مجھکو بہت ہی دلبستگی ہے - اگر آپ کا تصرف مجھکو آزاد - اور بے میل کر دیوے - تو آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہو سکتا ہے - آپنے جواب دیا کہ مجھہ سے اور نیز تمام مقبولون سے جو بہتر ہین - اُنھون نے آرزو فرمائی تھی - کہ ابوجہل کا دل کفر سے ہٹ جاوے - تو یہ وقوع مین نہین آیا - اور لہ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ کا عتاب سنا - اسی طریقہ چند دنہ

لہ (اے پیغمبر اپنی خواہش کے مطابق تم جس کو چاہو - ہدایت نہین دے سکتے ۱۲ -

ان دونون اصحاب کے درمیان مین گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا کرتے ہین - اولاً مدینہ مقدسہ کے حرم مین ایک حجرہ کے اندر رہتے تھے - پھر بعد مین البقیع کے اندر قبہ عثمانیہ کے نزدیک خلوت اختیار کرلی تھی - اِس انتقال مکانی کا سبب دریافت کیا گیا - تو فرمایا - روزمرہ آدھی رات کو مدینہ کا دروازہ کہولا جاتا ہے - اور سرورانبیا علیہ السلام اس قبہ مین تشریف لاتے ہین - اور حضور کے ساتھہ خلفاے اربعہ مین سے تین اصحاب بھی ہوتے ہین - اور اس قبہ کا دروازہ بھی کہلتا تھا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ استقبال کے واسطے دروازہ کے باہر آتے تھے اور امان دروازہ پر کہڑا رہتا تہا - اور اپنے تئین اس مقام کے نامناسب شرمندہ پاتا تھا - لہذا ازراہ ادب سابقہ جگھہ چہوڑکر اس جگھہ حجرہ تجویز کرلیا ہے - چند روز بعد عنصری قفس ٹوٹ گیا - اور مرغ حقیقت روضہ جاوید کی طرف اڑ گیا - مصرع جان او ہم نشین جانان باد -

یاد شیخ اسحق قلندر سندھی

جہان پیمائی کرتے تہکرتے - آپ کے پاؤن گہس گئے تہے - ہر ایک ویران اور آباد گوشہ اور کنارہ مین پہنچکر ہر ایک ملک کی خصوصیات سے آگاہ ہوئے تہے - لیکن ہجری سنہ نوسو اٹہاون کے آغاز سے سیاحی ترک کرکے - قدوۃ المحدثین شیخ طاہر یوسف سندہی کی مصاحبت اختیار کرلی تہی - ہجری سنہ ایکہزار تین - ان روحانی مصاحب (شیخ طاہر یوسف) کا سال رحلت ہے - اس سال تک آپنے شیخ کی ملازمت سے کبھی جدائی پسند نہین کی - راقم گلزار نے ہجری سنہ ایک ہزار مین برہان پور مقام پر ان دونون بزرگون کی ہمراہگی سے بہت کچھ حصہ فیض کا لیا تہا - آپ کا سلوک استقامت کے طریق پر تہا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین آپ کی اقامت اس جہان کی انجام کو پہنچ گئی - مصرع روح او ہم نشین رضوان باد؛

یاد شیخ افضل محمد

آپ شیخ یوسف تمیمی کے بیٹے - مرید - اور خلیفہ ہین - اپنے پدر بزرگوار کی زندگی مین ہی - جانشین ہوگئے تہے - رسمی علم کی کسی قدر تحصیل اپنے عم مکرم شیخ جلال کی خدمت سے - اور ان کی رحلت کے بعد یقینی علوم کی تحصیل شیخ ابوالفتح مفتی کی درس سے فرمائی تہی ہمیشہ اہل تجرید فقرا - اور صاحب عرفان درویشون کے ساتھہ ہم نشینی رکہا کرتے تہے - کبھی زمانہ کے دولت مندون اور امیرون کے دیدار کی آرزو نہین کی - خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حلیہ اقدس کی زیارت سے عالم خواب مین کئی بار مشرف ہوئے تہے - اور حزب البحر پڑہنے کی اجازت ملی تہی - تاریخ اکیسوین صفر کو ہجری سنہ ایک ہزار تین مین

عنصری صورت - خاک آگرہ کے سپرد کر کے - الٰہی دیدار کے جلوہ گاہ کو روانہ ہو گئے - لفظ **افضل انام** سنہ ۹۹۱ھ

اور آپ کا نام واپسین سال کے ساتھ ہم عدد ہین -

یادِ شیخ طاہر

آپ یوسف ابن رُکن الدین ابن معروف - ابن شہاب الدین سندہی کے بیٹے ہین - آپ میخانہ تحقیق کے پُرانے میگسارون کے حریف - اور منزل توحید کے دیرینہ سیاحون کے ہم قدم تھے - جب آپ فیض رسانی کی مجلس مین علمی مسائل بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تھے - تو دل پذیر نکتون کی گل افشانی سے فصیح البیانی کام مین لاتے تھے - اور جب تصنیفات جمہور کے معانی اور مطالب ذریعہ مطالعہ حل فرماتے تھے - تو آپ کی پربہار فطرت - رنگ برنگ کے پہول کہلاتی تہی - آپ کا بیان رسمی علوم کی نوعروسون کے چہرہ کا نقاب دور کرتا تہا - اور آپ کا قلم حقیقی علوم کے خلوت خانہ مین رہنے والی پردہ نشینون کی چہرہ کشائی عمل مین لاتا تھا - تاکہ علمی اور عینی کمالات کے تلاش کرنے والے - نظارہ کی امداد سے - اندرونی فروغ حاصل کرین -

غوثی آپ کی تعریف - کوتاہی کی آشنا - اور اتمام کو پہونچنے والی نہین ہے - لہذا تم کسی قدر حالات لکہنے کے واسطے قلم اُٹھاؤ - اور وہ جو تمنے اختصار کا عہد کیا ہے - اُس کا لحاظ نظر رکہکر سخن کا آغاز کرو - کہتے ہین - دسوین صدی کی دوسری دہائی کے کسی سال مین قصبہ پاتری کے اندر کارپردازان قضا وقدر نے آپ کے نفس ناطقہ کو عنصری جسم کے ساتھ وابستہ کیا تھا - قصبہ پاتری آپ کے جد بزرگوار کا آباد کیا ہوا قصبہ ہے -

القصہ جب آپ کا آغاز ہوش ہوا تو آپ کو اور آپ کے بڑے بہائی شیخ طیب کو باپ کے ہمراہ سفر کا اتفاق پیش آیا - تینون اشخاص - دانائے حقیقت آگاہ شناسائے فضیلت دستگاہ شیخ شہاب الدین سندہی کی ملازمت مین ایک گانون کے اندر پہونچے - جو شیخ سندہی کے نامزد تہا - آپ نے شرح شمسیہ پڑہنے کی التماس کی - چونکہ شیخ شہاب الدین نے منطق کا درس - اپنے مناسب حال نہین سمجہا - اسواسطے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی منہاج العابدین پڑہنے کی طرف اشارہ فرمایا - کم وبیش دو ہفتہ کے اندر کتاب مذکور کو اِن تینون شخصون نے لکہکر سبق شروع کر دیا - اس کے بعد ہجری سنہ نو پچاس مین آپ کو یہان سے خیال سفر ہوا - چنانچہ آپ گجرات کی طرف تشریف لے گئے - شہر

سہروردیہ میں پہونچکر غوث العالم شیخ محمد غوث قدس سرہ کی بابرکت صحبت سے بہت کچھ حصہ لیا۔ پھر اس صوبہ سے ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں پہونچکر شیخ وقت پیر عہد میاں مخدوم جی پسر شیخ محمد ملتانی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ شیخ محمد ملتانی شیخ بہاء الدین قادری کے بزرگ خلیفہ ہیں۔ بعدہٗ ایرج پور برار میں قیام فرمایا۔ اور خرقہ خلافت آپ کو پیر سے اسی شہر میں عنایت ہوا۔ بہت مدت تک آپ اس جگہہ رہے۔ اور لوگوں کو درس وتلقین کے ذریعہ سے فیض پہونچاتے رہے۔ جس سال حاکم احمد نگر مرتضیٰ نظام الملک ایرج پور پر قابض ہوا تھا۔ اور نرنالہ کے قلعہ پر فتح پائی۔ ملک برار کی آباد بساط فتنہ وفساد کے سبب سے تہ ہو گئی اور وہاں کے باشندوں کو مجبوراً جلا وطن ہونا پڑا۔ اس اثنا میں آپنے والی خاندیس کی التماس سے برہان پور میں پہونچکر سامان قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چار تک اس شہر کے اندر آپ ظاہر وباطن کی صفائی اور آرائش میں ثابت قدمی کے ساتھ مقیم رہے۔ اور بہت سی تصانیف صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑکر ملک تقدس کو روانہ ہوئے۔

منجملہ تصانیف مذکورہ کے ایک تفسیر مجمع البحار ہے۔ جو بالکل لطائف قشیری کے اسلوب پر طائفہ صوفیہ قدس سرہم کے نکات اور اشارات کو حاوی ہے۔ اُس میں سے تھوڑی سی عبارت نقل کر کے نمونہ کتاب کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ۔ فی قلوبھم مرض الخ المرض حقیقۃ فی مایعرض للبدن فیخرجہ عن الاعتدال الخاص۔ ویوجب الخلل فی افعالہ ومجاز فی الاعراض النفسانیۃ التی یخل بکمالھا کالجھل وسوء العقیدۃ والزیغۃ وحب المعاصی لانھا مانعۃ عن نیل الفضائل ومودیۃ الی زوال الحیوٰۃ الحقیقیۃ لابدیۃ والایۃ تحتملھا فان قلوبھم کانت متالمۃ تحزنا علی

اللہ جل شانہ کا جو قول ہے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ الخ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ مرض۔ ایک تو حقیقی ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ جب وہ جسم کو عارض ہوتا ہے تو اُس کو اُسکے خاص اعتدال سے خارج کر دیتا ہے۔ اور اُس کے افعال میں لازمی خلل ڈالتا ہے۔ دوسرے مجازی ہوتا ہے۔ جو حالت اعراض نفسانی کو عارض ہو کر اُن کے (اعراض نفسانی کے) کمال میں خلل انداز ہوتی ہے۔ اُس حالت پر مرض مجازی کا اطلاق آتا ہے۔ جیسے جہل۔ سوء عقیدہ۔ کجی۔ اور گناہوں کی رغبت یہ تمام امراض مجازی ہیں۔ کیونکہ یا تو یہ

مافات عنهم من الرياسة وحسداً على ما يرون من اثبات امر الرسول واستعلاء شانه يوماً فيوماً فزاد الله عنهم بما زاد في اعلاء امره واشادة ذكره ونفوسهم كانت مأوفة بالكفر وسوء الاعتقاد ومعاداة النبي صلى الله عليه وسلم ونحوها۔ فزاد الله ذلك بالطبع او بازدياد التكاليف وتكرير الوحي وتضاعيف النصر۔

چیزیں انسان کو حد فضائل تک پہونچنے سے مانع ہوتی ہیں - یا یہ چیزیں انسان کو حقیقی اور ابدی حیات کے زائل ہونے کی طرف کھینچ لیجاتی ہیں - اور قرآنی آیۃ سے یہی مجازی معانی مراد ہیں - کیونکہ منافقین کے ہاتھوں سے جو ریاست نکل گئی تھی - تو اسکے غم میں وہ مبتلا تھے یہ گویا اُن کے قلوب میں مرض تہا - اور یوماً فیوماً جو رسول اللہ صلعم کا حکم ثابت اور آپ کی شان ارفع ہوتی ہوئی دیکھتے تھے - تو اسپر وہ حسد کرتے تھے اور ان وجوہ سے اُن کے قلوب سخت الم پا رہے تھے - گویا کہ ان کا مرض یا الم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زیادہ کیا - کیونکہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ذکر کی شان ارفع کرنے میں زیادہ تر حصۃ اللہ جل شانہ نے ہی تو لیا - اور منافقین کے نفوس پہلے ہی سے کفر - سوء اعتقاد - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے ماؤف تھے تو اللہ جل شانہ نے منافقین کا الم یا تو بالطبع زیادہ کیا - یا اس طور پر زیادہ کیا کہ الم کی تکلیفات بڑہائیں - متواتر وحیاں بھیجیں - اور فتوحات پر فتوحات عطا فرمائیں -

وفي الرحماني في قلوبهم مرض هو تفريطهم في القوة الحكمية وافراطهم في الشهوانية۔

اور تفسیر رحمانی میں لکھا ہے - فی قلوبهم مرض - یعنی منافقین کے قلوب میں قوت حکمیہ کی کمی اور قوت شہوانیہ کی زیادتی ہے -

في الاحياء اعلم ان جندي الغضب والشهوة قد ينقادان للقلب انقياداً تاماً فيعيناه على طريقه الذي يسلكه

احیاء میں لکھا ہے - واضح ہو - کہ غضب اور شہوۃ کے دو لشکر کبھی تو قلب کے مطیع ہوتے ہیں کامل اطاعت کے ساتھ - اور اس صورت میں وہ قلب کو اُس طریقہ پر

وقد يستعصيان عليه استعصاء بغي و نمرد حتى يملكاه ويستعبداه وفيه هلاكه وانقطاعه عن سفره الذى به وصوله الى سعادة الابد وللقلب جند اخر وهو العلم والحكمة والتفكر وحقه ان يستعين بهذ الجند فانه حزب الله تعالى على الجندين الاخرين فانهما قد يلحقان بحزب الشيطان فان من ترك الاستعانة وتسلط على نفسه جندى لغضب والشهوة هلك - هلاكا يقيناً وخسر خسراناً مبيناً و ذالك حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم فى استنباط الحيل لقضاء الشهوة وكان ينبغى ان يكون الشهوة مسخرة لعقولهم -

چلنے مین مدد دیتے ہین - کہ جس طریقہ پر قلب چلتا ہے اور کبھی قلب کی نافرمانی کرتے ہین ازروے بغاوت اور تمرد کے - یہان تک کہ قلب کے مالک بن جاتے ہین - اور قلب سے اطاعت چاہتے ہین - اور اس صورت مین قلب کی ہلاکت متصور ہے - اور نیز جس سفر کے ذریعہ سے قلب ابدی سعادت کو پہونچ سکتا ہے اُس سفر سے بوجہ تبعیت غضب اور شہوۃ کے انقطاع ہوجاتا ہے - اور قلب کا ایک لشکر اور ہے - جس کے افراد علم حکمت - اور تفکر ہین - اور قلب کو یہ حق حاصل ہے - کہ اس لشکر سے مدد مانگے - کیونکہ یہ لشکر صدر الذکر دونون لشکرون کے مقابلہ مین - خدائی گروہ ہے - یہ دونون لشکر شیطانی گروہ سے مل جاتے ہین - توجس شخص نے اس لشکر سے مدد نہین مانگی - اور اُس کے نفس پر غضب اور شہوۃ کے دونون لشکر مسلط ہوگئے وہ شخص یقیناً ہلاک ہوگیا - اور اُس نے صریح نقصان اٹھایا - اور اکثر مخلوقات کا حال ایسا ہی دیکھا جاتا ہے یعنی شہوات پوری کرنے کے واسطے حیلے اور بہانے سوچ سوچ کر نکالتے ہین - اکثر مخلوقات کی عقلین اُن کی شہوات کی تابع ہورہی ہین - حالانکہ ہونا یہ چاہیئے - کہ شہوۃ اُن کی عقلون کے تابع ہو -

اما بيان علامات مرض القلب

فنعلم ان كل عضو من اعضاء البدن خلق لفعل خاص به ومرضه ان يتعذر عليه فعله

مرض قلب کی علامات کا بیان اس طرح پر ہے

جیسے جسمانی اعضا مین سے ہر ایک عضو اپنے خاص فعل کے واسطے پیدا کیا گیا ہے - اور اُس کا مرض

الذی خلق لاجله كذلك مرض القلب
ان یتعذر علیه فعله الذی خلق لاجله وهو
العلم والحكمة والمعرفة وحب الله تعالی وعبادته
والتلذذ به وایثار ذلك علی شهوة سواه
وخاصیة النفس التی للآدمی ما یتمیز
به عن البهائم ولم یتمیز بها بقوة الاكل
والوقاع بل بمعرفة الاشیاء علی ما هی علیه
اصل الاشیاء موجدها ومخترعها الذی جعلها
شیئاً هو الله تعالی فلو عرف كل شیء ولم یعرف
الله تعالی فكانه لم یعرف شیئاً فان الناس كلهم
قد هجروا هذه العلوم واندرست فی هذه الاعصار
واشتغلوا بتوسیط الخلق فی الخصومات
الثائرة من اتباع الشهوات وقالوا هو
الفقه واخرجوا هذا العلم الذی هو فقه الدین
من جملة العلوم وتجرد والفقه الدنیا الذی
ما قصد به الا دفع الشواغل لیتفرغ لفقه
الدین فكان فقه الدنیا من فقه الدین
بواسطة هذا الفقه

یہ ہے - کہ جس فعل کے واسطے وہ عضو پیدا کیا گیا ہے - اُس فعل کا
عضو مذکور سے صدور متعذر ہو جاوے - اسی طرح قلب کا مرض یہ ہے
کہ جس فعل کے واسطے قلب پیدا کیا گیا ہے - اُس فعل کا قلب سے صدور
متعذر ہو جاوے - اور افعال قلب یہ ہین - علم - حکمت - معرفت
اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت - اُس کی عبادت - اُس کے ساتھ لذت پانا
اور کامل اقتضا کے موافق ان چیزون کو کام مین لانا اور نفس آدمی کی خاصیت
ایسا امر ہونا چاہیئے - کہ جس کے سبب سے آدمی بہائم سے الگ متمیز ہو سکے
آدمی بہائم سے قوت اکل اور قوت جنگ کے سبب سے متمیز نہین ہو سکتا ہے
بلکہ اشیا کو اُن کی اصلی ماہیت کے موافق پہچاننا یہ وجہ تمیز ہے - اصل اشیاء اُن
کے موجد اور مخترع کو سمجھنا چاہیئے - جس نے اشیا کو اشیا کر کے بنایا - اور وہ اللہ
تعالیٰ جل شانہ ہے - اسواسطے اگر انسان نے بالفرض تمام اشیا کو پہچانا مگر اللہ
تعالیٰ کو نہین پہچانا - تو گویا اُس نے کچھ بھی نہین پہچانا - تمام لوگون نے ان علوم کو
چھوڑ دیا ہے - اس زمانہ مین یہ علوم پُرانے پڑ گئے ہین - اور جو خصومات
اتباع شہوات سے پیدا ہوتی ہین - اُن کے تصفیہ کے اندر اپنے اخلاق کو
واسطہ بنانے مین لوگ مصروف ہو گئے ہین - کہتے ہین - کہ فقہ یہی ہے اور
اس علم کو جو خاص فقہ دین ہے - تمام علوم مین سے خارج کر دیا ہے -
دنیاوی فقہ سے مقصد یہ تھا - کہ اس ذریعہ سے دوسرے موانعات اُٹھا دئیے جاوین
تاکہ فقہ دین کے واسطے فراغت حاصل ہو - مگر اب مجرد اسی دنیاوی فقہ کی طرف
رخ کر بیٹھے ہین - گویا دنیاوی فقہ ہی دراصل دینی فقہ ہے - اس فقہ کے
ذریعہ سے -

وفی بعض الكتب اعلم ان القلب فی الحقیقة بمنزلة
القالب فی الشریعة ولا معول الا علی القلب لانه موضع
نظر الله تعالی كما قال علیه السلام ان الله

بعض کتب مین لکھا ہے - واضح ہو - کہ قلب حقیقۃ مین رُوے شریعت
بمنزلہ قالب ہے - اور قلب کے سوا کسی اور شے پر اعتماد نہین کیا گیا - کیونکہ اللہ تعالیٰ
کی نظر کا مقام قلب ہی ہے - جیسا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

لا ينظر الى صوركم الخ - فللقلب علل كما
مثل امراض الاشخاص فان القلب انسان
حقيقي وله من الاعضاء حقائق فللقلب راس
يحيى به كما يحيى البدن براسه فاذا جز راس
البدن لا يحيى فكذلك القلب وراس القلب
ادراكه لطائف الغيب وهذا الادراك
ينقسم مثل انقسام حواس الراس اقساما
البصيرة والتذكر والمراقبة والتميز والتفكر
فالبصيرة عين القلب والتذكر لسان القلب
والمراقبة سمع القلب والتفكر خيال القلب
والتميز تجاربه وفعله فاذا اراد الله تعالى
بعبد خيرا فتح عيني قلبه وشرح لسانه وسمع اذنه
واذا اراد الله تعالى بعبد شرا ختم على سمعه
وبصره ومنعه عن ادراكاته وذلك المنع مرض
روحاني يكون صداع القلب منه ومهما
زاد المنع تولدت الغفلة والغفلة للقلب
بمنزلة الصرع وغلبة الظنون الفاسدة
مثل المالنخوليا للراس فان الراس اذا ابتلي
به يتخبط اعماله والقلب اذا انفعل بالظنون
الفاسدة تظهر فيه تخبطات كثيرة و
يصير كالمجنون المتحير الممنوع من معرفة
الله تعالى وحسن الظن به وامتلاء
القلب لفضول الطمع والطمع به

کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتون کی طرف نہین دیکھتا ہے الخ جس طرح انسانون کو
امراض لاحق ہوتے ہین - اسی طرح قلب کو بھی علتین اور امراض لاحق ہوتے
ہین - کیونکہ قلب ہی فی نفسہ انسان حقیقی ہے - اور اس کے اعضا بھی حقیقی ہین
چنانچہ قلب کا ایک سر ہے جس کے سبب سے وہ زندہ رہتا ہے جس
طرح بدن اپنے سر کے سبب سے زندہ رہتا ہے - اگر بدن کا سر کاٹ لیا جاوے
تو جس طرح بدن زندہ نہین رہ سکتا ہے اسی طرح قلب بھی زندہ نہین
رہ سکتا ہے - اور قلب کا سر غیبی لطائف کا ادراک کرنا ہے - اور
جس طرح سر کے حواس کی تقسیم ہے - اُسی طرح اِس ادراک کی بھی تقسیم ہے
اور اقسام ادراک یہ ہین - بصیرۃ - تذکر - مراقبہ - تمیز - اور تفکر - بصیرۃ
قلب کی آنکھ ہے - تذکر قلب کی زبان ہے - مراقبہ قلب کے کان ہین
تفکر قلب کا خیال ہے - اور تمیز قلب کے تجربہ اور افعال ہین - پس جب
اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو خیر پہونچانا چاہتا ہے تو اُس کے دل کی
دونون آنکھین کھول دیتا ہے - زبان رواں کر دیتا ہے - اور کان کو قوت
سماعت دیدیتا ہے - اور جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو شر پہونچانا چاہتا
ہے - تو اُس کے کان پر اور آنکھ پر مہر لگا دیتا ہے - اور اس بندہ کو ادراکات
سے باز رکھتا ہے - اور یہ بازداشت - روحانی مرض ہے جس سے صداع قلب
عارض ہوتا ہے - اور بازداشت جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے - اسی قدر
غفلت زیادہ بڑھتی جاتی ہے - اور قلب کی غفلت بمنزلہ صرع کے ہے -
اور فاسد تخیلات کا غلبہ سر کے واسطے مثل مالیخولیا کے ہے - جب سر مرض
مالیخولیا مین مبتلا ہوتا ہے - تو اُس کے اعمال مختبط ہو جاتے ہین - اور جب
قلب تخیلات فاسدہ سے منفعل ہوتا ہے - تو اُس مین بہت سی
خبط باتین پیدا ہو جاتی ہین - اور ایسے مجنون کی طرح ہو جاتا ہے
کہ جیسے کوئی متحیر ہو - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت سے باز رکھا گیا ہو

یورث الاستسقاء فی القلب حتی انه لا یروی من المال والجاہ والدخان الغفلة یورث عمی البصیرة فان البصیرة تظلم وینقل نورها بدخان الهوی کما یظلم البصر ببخار الهوی فی عالم الدنیا	اور نیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن نہ رکھتا ہو۔ اور طمع کی فضول سے قلب کا ممتلی ہونا۔ اور نیز طمع اس کو لاحق ہونا۔ قلب کے اندر استسقا پیدا کرتا ہے۔ یہان تک کہ مال سے اور جاہ سے سیر نہین ہوتا ہے۔ اور غفلت دہوان ہے۔ جو بصیرۃ کی نابینائی پیدا کرتا ہے۔ یعنی البصیرۃ مین تاریکی آجاتی ہے۔ اور اُس کا نور۔ نفسانی خواہشات کے دہوئین سے کم پڑجاتا ہے جس طرح آنکھون کی نظر بیرونی بخارات سے عالم دنیا مین تیرہ وتاریک ہوجاتی ہے

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو اِس دریاے معانی کی تہ کو پہونچکر اسرار کے موتی عبارات کے ذریعہ سے نذر ناظرین کرے۔ ایک روز اس تفسیر کے اجزا۔ دریاے کشف وشہود کے مستغرق شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی نظر سے گزرے تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ اس رنگین کتاب کا مصنف اپنی حسنات کی جزا کا اندازہ شاید قیامت کے روز ہی کر سکیگا۔ کیونکہ یہ اندازہ آج کے روز ان حسنات کی کیفیت بیان کرنے سے نہین ہوسکتا ہے۔

فرمان رواے صوبہ علی عادل شاہ فاروقی نے مولانا حسین شیرازی کو جو حکمت کے فنون اور عقلی علوم مین اپنا نظیر نہین رکھتے تہے۔ اور ندیم خاص جلال خان بابری کو جن کو رسمی علوم مین دستگاہ تہی۔ ان دونون اصحاب کو مصنف کی خدمت مین بہیجا تھا اور التماس کی تہی۔ اگر اِس پاسبان خلائق کا عہد اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ مین درج کردیا جاوے۔ تو غایت درجہ عنایت ہوگی آپنے التماس قبول فرمائی اس وجہ سے کتاب ہذا کا خطبہ دو طرح پر واقع ہوا ہے۔

آپ کی دوسری تصنیف مختصر قوۃ القلوب ہے۔ تیسری منتخب مواہب لدنیہ۔ چوتہی ملتقط جمع الجوامع سیوطی۔ پانچوین موجز قسطلانی جس سے بڑی کوئی شرح بخاری پر نہین ہے۔ بڑے بڑے بارہ دفتر دولاکہہ بیت مین مختصر کئے ہین۔ چہٹی تفسیر مدارک اپنے دونون بیٹون عبد اللہ اور رحمتہ اللہ کے واسطے۔ مختصر کی تہی۔ اور اُس کا آغاز اس طرح سے کیا ہے۔ **قال ابو عبد اللہ طاہر بن یوسف علیہ رحمۃ اللہ۔**

ساتوین اسامی رجال صحیح بخاری۔ ایک شرح ہے کرمانی کے طور پر۔

آپ کی آٹہوین تصنیف ریاض الصالحین ہے۔ جس کی فہرست کی ترتیب تین روضون پر رکہی گئی ہے دپہلا روضہ) اُن احادیث صحیحہ اور حسنہ کے بیان مین ہے۔ جن کے اندر اُمت کی بخشش۔ اور اُمیدون کی

کامیابی کی نوید وارد ہے۔ اور دوسرا روضہ بڑے بڑے مشایخ طریقت کی ناصحانہ باتوں سے سرسبز ہے۔ جیسے قطب الاقطاب شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی۔ قدوۃ العرفا ابوطالب مکی۔ شیخ الاولیا شہاب الدین سہروردی۔ تاج السالکین زین الدین خوافی۔ اور اکرم الاتقیا۔ شیخ علی متقی ہندی وغیرہم من الاکابر قدس سرہم (تیسرا روضہ) ارباب توحید و وجدان اور اصحاب عشق و عرفان کی عمدہ عمدہ عبارتوں اور نمکین اشارون سے ترو تازہ ہے۔ جیسے قافلہ سالار شاہراہ تحقیق شیخ محی الدین عربی منبع عین فاتی چشمہ سار آثار اسمائی۔ عین القضاۃ ہمدانی۔ صدر آرائے طائفہ توحیدیہ شیخ صدر الدین قونوی۔ اور نیز دیگر معتقدین وحدت وجود۔ نفعنا اللہ وجمیع الطالبین بانفاسہم اس طرح پر تینون روضہ سرسبز و شاداب ہین۔ وہ شخص نیک بخت ہے جو مطالعہ کے ذریعہ سے ہر ایک روضہ کے بیل بوٹے اور رنگ آمیزی کو دیکھکر بموجب اُسکے کاربند ہو۔

یاد شیخ محمود بن عبد اللہ گجراتی

آپ کی زاد بوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہان پور ہے۔ جس وقت سماع مین آپ کو جوش آتا تھا۔ تو آپ کی آہ سے دریائے عشق مین طوفان پیدا ہوتا تھا۔ اور آپ کے آنسوؤن سے فنا کے گرداب مین موجون پر موجین آتی تھین۔ آپ شیخ شکر محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ قرآن حفظ تھا۔ دل آویز لہجہ اور داؤدی الحان سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ مین میان عموجی محدث تھے اور ملک پیر محمد حسن کی درویشی۔ فرمان روائے نواح گجرات کی وزارت سے ملی ہوئی تھی۔ آپ ان دونون اصحاب کی مصاحبت مین برہان پور سے سفر حجاز کو روانہ ہوئے۔ اور لوٹ آئے۔ مسیح القلوب کہتے ہین۔ ایک روز مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ اے فلان۔ میرے واپسین سفر کا وقت آگیا ہے۔ آپ ایسی دعا سے میری مدد کرین۔ کہ ارباب شہود کے طریقہ پر مین دفن کیا جاؤن۔

القصہ فقیر اور نیز دیگر چند دوست رحلت فرمائی کے روز آپ کے سرہانے موجود تھے۔ حلقہ چشم مین آنکھین اس طرح عاشقانہ گردش کرتی تھین۔ کہ جیسے کوئی محبوب جان نشانی اور نظر بازی کرتا ہے۔ نیز مسیح القلوب کہتے تھے۔ ہنگام رحلت اسی طرح دو شخص اور بھی میری نظر سے گزرے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر ابن یوسف اور شیخ الاولیا۔ آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے۔ کہتے ہین۔ ایک مطرب کا لڑکا مہر سین نام تھا۔ مدتون تک آپ کی نظر اُسکو دیکھتی رہی۔ چندروز مین محمودی عشق کے کشش نے اُس

لڑکے کو پیکر پرستی کی قید سے نکال کر۔ تاج ایمان سے سرفراز کیا۔ اور ایازی کے درجہ کو پہونچا دیا بیت

معشوق در لباس ایاز ست جلوہ گر	غوث مگر بدولت محمود میرسد

یاد قاضی ابراہیم ابن قاضی محمد

آپ اپنے باپ کے شاگرد اور مرید ہین۔ اور قاضی قطب مجذوب آپ کے عم مکرم ہین۔ عالم خوشنویس فصیح البیان اور محبوب القلوب تھے۔ ایک عمر تک قصبہ بنواری مین جو سرکار کالپی مین ہے۔ رسمی علوم کا درس دیتے رہے۔ اور مدرسی کو جمال درویشی کا برقع بنا رکھا تھا۔ بہت سے لوگ آپکے فیض پاکر عربی زبان سے واقف ہو گئے۔ پرانی بغیر پڑھی ہوئی کتابون کو آپ کی برزور طبیعت پڑھی ہوئی کتابون سے زیادہ آسانی کے ساتھ پڑھتی تھی۔ ہدایہ فقہ کو اُستاد شہر شیخ عبدالملک کے درس مین نکالا تھا۔ اور اُستاد کے موثر دم کی بدولت سب جگہہ سب قسم کی گفت وشنید مین سب لوگون سے آپ سبقت لے گئے تھے۔ نسب الانساب نام ایک بڑی کتاب آپنے مادری و پدری آبا و اجداد کی نسل کے بیان مین بزبان فارسی تصنیف کی تہی۔ اس کتاب مین دولتمندان صورت و معنی کے کسی قدر حالات درج کیے ہین۔ چہتر سال کی عمر پائی۔ ماہ رمضان ہجری سنہ ایک ہزار چار مین اس جہان سے دل اٹھا لیا۔ خوابگاہ بنواری ہے۔

مصرع ارم باخاک پاکش ہم نشین باد ؎

یاد سید ہبتہ اللہ

آپ کے آباے کرام رضوی سادات مین سے ہین۔ امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد سے ہند مین آئے تھے۔ ماں اور باپ دونون آپ کو خرد سال چھوڑ کر آنجہانی ہوئے۔ دایہ کی مہربانی اور قسمت کی خوبی نے آپ کو خواجہ حسن کی خدمت مین پہونچایا۔ خواجہ حسن کو لوگ معین الدین ثانی کہا کرتے تھے۔ اور نیز خواجہ حسن خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نسل سے تھے۔ خواجہ حسن نے فرزند کی طرح آپ کی پرورش فرمائی۔ جب عقل آئی۔ تو اپنا مرید کیا۔ جب پیر کی رہنمائی سے تزکیہ اور تصفیہ ہو گیا۔ تو خرقہ خلافت مل گیا۔ اور ملکوتی سیر کا درجہ حاصل ہوا۔ ہمیشہ گزرے ہوؤن کی روح سے گفتار اور دیدار کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تہی۔ یہان تک کہ آپ کے سفید بال دوبارہ مائل بہ سیاہی ہو چلے تھے۔ جس طرح سیاہ بال سفید ہوتے ہین۔ اور دانت بہی دوبارہ نکلنے شروع ہو گئے تھے۔ کسی قدر آپ کے حالات کا بیان اس طرح پر ہے۔ جب زمانہ شیرخان سور کا تھا۔ تو آپ نے اجمیر سے گوالیار مین آکر حجرہ اختیار کر لیا تھا

پھر یہان سے گردش روزگار کی وجہ سے مالوہ کی طرف سفر فرمایا - قصبہ چولی مہیسر منڈو سے جنوبی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - یہان آکر بستر اجمایا - پرگنہ کے بہت سے باشندے مرید ہوئے - آپکے پیر کا سلسلہ نو بطن سے خواجہ فخر الدین محمد کو پہونچتا ہے - جو خواجہ معین الاولیاے اجمیری کے صاحبزادہ ہین اسطرح پر خواجہ معین الدین ثانی - خواجہ بایزید ثانی - خواجہ طاہر - خواجہ بایزید کبیر - خواجہ شہاب الدین خواجہ احمد - خواجہ نجم الدین - خواجہ حسام الدین - خواجہ فخر الدین محمد قدسنا اللہ باسرارہم آپکا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے - آپ کے ایک بیٹے ہین شاہ محمد - پرگنہ چولی مہیسر کے - یہ قاضی ہین جہان آپ کے باپ کی قبر ہے -

یاد شیخ ولی پور ملوک شاہ صدیقی

آپ سید ولی بدایونی کے مرید ہین - وطن اور مرقد دونون چرتھاولی مین ہین - چرتھاولی سرکار دہلی مین ایک قصبہ ہے سہارنپور کے پہلو مین - ایک روز آپ ایام طفلی مین ہم عمرون کے ساتھ کہیل رہے تھے - سید ولی بدایونی کی پالکی دور سے آتی ہوئی دیکھی - آپ کہیل چھوڑکر - ایک طرف ہو گئے - اتفاقاً اس وقت سید کی نظر خردسال لڑکے کے ہوش کی طرف گئی - سید نے دریافت فرمایا - کہیل سے تم نے کیون کنارہ کیا - آپ نے عرض کیا - آپ کے دیدار کی آب وتاب نے مجکو کہیل سے باز رکہا - پھر پوچھا تمہارا نام کیا ہے آپ نے کہا ولی - فرمایا - ہمارا اور تمہارا دونون کا نام ولی ہے - آپنے عرض کیا - لیکن ایک فرق ہے - میرا نام باپ کا رکہا ہوا ہے - اور جہوٹا ہے - اور آپ کا نام فرستادہ حق ہے - اور سچا ہے - سید اس بات کو سن کر خوش ہوئے دعا کی - مرید کیا نعلین خاص عنایت فرمائین - اور کہا - تمہارے پاؤن مین بہی آتی ہین - اس کے بعد آپ کو سلوک کی توفیق ہوئی حقیقی اور مجازی کمالات حاصل کئے - اور عالم محقق بنے -

مصرع ایزد بہمال یارشس باد ؏

یاد شیخ فتح اللہ بہروچی فتح اللہ علیہ الوہاب ما اراد

بہروچ ایک قلعہ ہے صوبہ گجرات کا - دریاے نربدا کے کنارہ آغاز جوانی مین رسمی علوم کے ساتھ دائمی استغراق تھا - اور آپ کے کلام مین نہایت سنجیدگی پائی جاتی تھی - بالآخر خدا طلبی - اور حق شناسی کی آندہی جو چلی - تو رسوم کی پابندی اور حروف کی وابستگی کا خس وخاشاک آپ کے سینہ کے میدان سے صاف ہو گیا - اور اسپر طرفہ یہ ہوا کہ ازلی سعادت نے آپ کو شیخ لشکر محمد عارف کی فیض بخش خدمت مین

پہونچایا - ظاہری بیعت کی رسوم ادا کر گئے ... ین دائمی حاضر باشی اختیار کی - اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ بہت جلد بے انتہا کشائشہ ... یر معارف فتوح حاصل ہوئین - آپ اپنے ہمرازون سے کہا کرتے تے مجکو نماز کے وقت کئی دفعہ روحی عروجی سیر حاصل ہو کر نماز میری معراج بن چکی ہے - صلوۃ التسبیح روزانہ آپ کا ورد تھا - جس وقت سماع کی مجلس مین نعرہ مارتے تھے - تو بہت سے ہم نشینون کے دلون مین درد پیدا ہو جایا کرتا تھا - چونکہ شیخ محمود عبد اللہ گجراتی کی جدائی کی تاب نہین تہی - لہذا اُن کے بعد تیسرے روز ہی ہجری سنہ ایک ہزار چار مین عالم علوی کو روانہ ہو گئے - مصرع بادا ایزد آرزو بخشِ دلش ؛

یاد شیخ کرم اللہ

آپ قصبہ سوئی سوپر کے بیٹے ہین - روایت ہے - اُس قصبہ مین ایک بیکر پرست بقال بڑا صاحب دولت تہا - لیکن بیٹا نہین رکہتا تھا - وہ بقال ایک روز بدیع الدین شاہ مدار کے خلیفہ سید حسن حبتی کی خدمت مین آیا قدس سرہما دل مین درد تہا - رو پڑا - اور اپنی خواہش پیش کی - آپ نے فرمایا - روز اول کی تحریر سے تمہاری تقدیری فرد تعلیقہ مین سات بیٹے مقرر ہین - لیکن ایک شرط ہے کہ ساتوان لڑکا اِس درویش کے حوالہ کرو - جب خوشخبری کا ظہور ہوا - تو بقال مذکور بجائے ساتوین لڑکے کے کوئی اور لڑکا اُٹہا لایا - اس کو سید نے قبول نہین فرمایا - اور کہا - لایا ہوا لڑکا تمہارا ہے - خلاصہ کلام یہ کہ اس اثنا مین اُس کو مصیبت اور سختی پیش آئی - بقال نے اس مصیبت کو ایفائے نذر مین تاخیر ہونے کے سبب سے سمجھا - پشیمان ہوا اور اصلی ساتوین لڑکے کو سید کی بارگاہ مین پیش کیا - سید نے نہایت خوشی سے لیکر فرمایا - میرے نام زد یہی لڑکا ہے کرم اللہ نام رکہکر تعلیم و تربیت مین مشغول ہوئے - جب آپ نے عقل و ہوش کی سیڑہی پر قدم رکہا - تو آپ کے مذاق مین درویشی شیرین کر کے دکہائی گئی - اپنے مربی کے مرید ہو گئے - اور سلوک و تصوف کے راستہ مین قدم استحکام کے ساتہ رکہا - آپ کی عبادت تلاوت تہی - نفس پر کامیابی نصیب ہوئی - خرقہ خلافت پہنا - ہجری سنہ نو سو چونسٹہہ مین گانون اور خاندان ترک کر کے - منڈو مین چلے آئے - اور یہین بود و باش اختیار کر لی - کم و بیش شمسی چالیس برس اس شہر مین آپ نے قیام فرمایا - سو سال سے زیادہ عمر پائی - پہر ہجری سنہ ایک ہزار چار مین سفر کر گئے - خوابگاہ آپ کے فرمانے کے بموجب صحن مکان مین بنائی گئی -

یاد شیخ عبد الکریم

آپ شاہ شہباز کے فرزند - اور نیز خلیفہ ہین - قدس سرہما پیدائش اور مرقد دونون برہانپور مین ہین

ہجری سنہ نوسو آٹھ مین نقاش تقدیر نے آپ کی علمی صورت کو بشری شکل مین نمایان کیا - دیکھنے والون نے یہ ترانہ گایا بیت -

نخل قدش کہ از چمن جہان بر آمدہ	شاخ گلے بصورت انسان بر آمدہ

اور تاریخ بارھوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار چار کو ناسوت کے تیرہ و تاریک کوچہ سے نکل کر ملکوت کی آباد نمایش گاہ کو چلے گئے ماتمیون نے اِس طرح نوحہ کیا ؎

آہ بے سیہ از زمین بر آمد	مرگ از در آسمین بر آمد
بارید بباغ ما تگرگے	واز گلبن ما نماند برگے

چھیانوین سالہ زندگی کو شریعت غرا کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی پرستش مین اس طرح گزارا - کہ زمانہ کا ہاتھ آپ کے ایک مستحب کو بھی غارت نہ کر سکا - اور بے تعلقی اور آزادی کی بنیاد اس طور پر استحکام کے ساتھ رکھی تھی - کہ روزانہ آ گئے ہوئے نقد اور جنس کو جب تک ضرورت مندون کے گھر نہین پہونچا دیتے تے - شام کو آرام نہین پاتے تھے - اور رات کے آئے ہوئے مال و منال کو جب تک تنگ دستون کے مکان مین دست بدست نہین بھیج دیتے تھے صبح کے وقت خوش نہین ہوتے تھے -

ایک روز ایام طفلی مین آپ ایک درخت پر چڑھ کر ہاتھیون کی لڑائی دیکھتے تے - پانون پھسلا تو سر کے بل زمین پر آئے - بال برابر بھی صدمہ نہین پہونچا - خدائی حفاظت کا شکر بجالا کر عرض کیا - ازلی عنایت نے نگہبانی کی - ورنہ جان کا نقصان تھا - آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا - اس مین شک نہین - مگر ازلی نسبتون کا ظہور بے سبب نہین ہوتا ہے - یقیناً سبب یہ تھا - کہ غیبی ہاتھ کا کام آنکھ سے لیکر تم کو درخت کے اوپر سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اُتار لیا - اس قسم کا تصرف وہ شخص کر سکتا ہے جو الٰہی اسم باسط اور جامع کے ساتھ متصف ہو کر حواس اور اعضا سے ایک دوسرے کی جگہہ کام لے سکے - اور الکل فی الکل کا لطیفہ حاصل کرے - یہ عالی شان مقام تم کو بھی عنقریب عطا ہو جاوے گا -

ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ زمانہ کی ناموافقت سے آپ مع سامان خانہ داری وطن سے ہجرت کر کے قصبہ بہار کو چلے آئے تھے جو خاندیس اور دکن کے درمیان مین ہے - آپ کے ہمراہیون مین سے ایک شخص کو کسی چھوٹی سی بات پر وہان کے باشندون نے شکنجہ مین پھنسا دیا - شخص مذکور

موقع پاکر درویشون کی پناہ مین آگیا - وہ نالائق گروہ سراغ لگاتا ہوا چلا آیا - اور اس بہانہ سے صوفیون کے گھرون کو لوٹ کر جھاڑو پھیر دی - اور چند آدمیون کو مجروح کر کے - آپ کے اوپر بھی کہ مجسم روح تھے خنجر اور تلوار کے بے شمار وار کئے - لیکن کاٹ پیراہن سے آگے متجاوز نہین ہوا - **الحاصل** جب شورش فرو ہوئی - اور بے تمیزی کی تاریکی درمیان مین سے اُٹھ گئی - تو شقہ دار پرگنون والون کی زیادتیان مخفی نہین رہین - اُس نے تمام مفسدون کی مشکین بندھوا کر اور غارت کی ہوئی تمام اشیا کو (جو لازمہ سفر ہے) فراہم کر کے شیخ کی ملازمت مین بھیجا - یہان پر شیخ کے حکم سے مشکین کھول دی گئین - اور واپس لائی ہوئی کل چیزین اُسی گروہ کو بخش دین -

ہجری سنہ نوسو اسی تھا - کہ آپنے کسی قدر روپیہ جمع کیا - ایک محرم نے جو آپ کی عادت سے آگاہ تھا - اس کی وجہ دریافت کی - جواب ملا - یہ آرزو ہے - کہ فرض زکوۃ اور فرض حج بھی ادا کر کے استفادہ کرون - اور نیز اس کے سوا ایک پوشیدہ فائدہ اور بھی ہو سکتا ہے - اتفاقاً ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اکبر شاہ نے صوبہ گجرات فتح کیا - اور اس ہنگامہ مین بہت سے مصیبت زدہ لوگ وہان سے خاندیس مین آئے آپنے اُن چیزون سے جو جمع کر رکھی تھین - اس مصیبت زدہ گروہ کی بے سامانی کا علاج کیا -

آغاز سلوک سے وقت وصال تک جو الٰہی اسرار اور کشفی اطوار وقتاً فوقتاً آپ کے اوپر نزول کرتے تھے اُن مین سے آپ ایک شمہ بھی زبان پر نہین لاتے تھے - آغاز ہوش سے ختم زندگی تک خضر علیہ السلام کے ساتھ ملاقات رہی - یہ حال واپسین نفس کے وقت صرف ایک محرم سے ظاہر کیا - باقی کسی سے کبھی نہین کہا مصرع گلشن دیدار باد آرامگاہ جان او ؛

یاد میان جموجی پور ملک چاند

آپ کا نام جمال محمد - اور زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - خوابگاہ عادل پور برہان پور مین - دریا خان رومی کے باغیچہ کے اندر جو آپ کے با اعتقاد مریدون مین سے تھا - آفتاب طلوع ہونے کے وقت سے نماز عشا تک مدتون تفسیر اور حدیث درس دینے کا شغل رکھا - اور ایسا نہین کیا - کہ فیض کا دروازہ دشمن کے واسطے بند کر کے صرف دوست کے واسطے کھولا ہو - تعلیم دینے مین کبھی آشنا کو بیگانہ پر ترجیح نہین دی -

ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا - کہ سفر حجاز کے واسطے روانہ ہوئے - شیخ محمود عبد اللہ - شیخ عبد القادر اور وہ ملک پیر محمد حسن - جنہون نے اولیا رالدہ کے حالات کا تذکرہ لکھا ہے - یہ تینون اصحاب آپ کے ہمراہ

تھے - ایک روز آپنے مسیح زمان شیخ عیسی قاسم سے دریافت کیا - سنبھیون کے محلہ مین کتنے مدرس ہین
جواب دیا - دو شخص تھے - لیکن شیخ طاہر یوسف قدس سرہ دنیا سے کوچ کر گئے - اب حکیم
عثمان بوبکانی کو جو معنی کے اعتبار سے یکتاے زمانہ ہین - ظاہری تنہائی بھی ہوگئی - فرمایا نہین نہین -
قاسم بھی اُن کے عمدہ تد مقابل ہین اِس کے بعد انسانی جواہرات سے زمانہ کا ڈورا خالی ہونے کے
متعلق کچھ بیان کر کے موتیون کی طرح آنسو آنکھون سے نکالے - مسیح زمان کہتے ہین - شیخ طاہر یوسف
نے جب سنا - غوث الثقلین شیخ محی الدین جیلانی کا پیراہن شیخ جموجی کے نزدیک ہے تو شیخ
طاہر آپ کے نزدیک گئے - فقیر اور دیگر چند مشایخ وقت بھی ہمراہ تھے - قمیص کی دامن بوسی سب
کو نصیب ہوئی - مصرع باد ارواے جانش تشریف لی مع اللّٰہ -

یاد سید پیر سیدی تخلص

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید علی ہے - آپ کے باپ قطب السادات سید محمد گیسو دراز کی نسل سے
اور آپ کی مان - قدوۃ المشایخ شاہ باجن کی نسل سے ہین - قدس اسرارہم آپ کی زاد بوم برہان پور - اور ابدی
آرامگاہ آسیر خاندیس کا قلعہ ہے - آپ کو سپاہیانہ وضع مین ارادت مسیح زمان شیخ عیسی قاسم مدظلہ سے تھی
آپ کی طبیعت نظم کے ساتھہ مناسب تھی - ہمیشہ صوفیانہ باتون کو نظم کے پیرایہ مین ادا کیا کرتے تھے
مشایخ شطاریہ کا شجرہ، پنے پیر سے شروع کر کے - حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام تک فصیح عبارت
مین موزون کیا تھا - کہتے ہین - آپ اپنے پیر ارادت کو اتنا دوست رکھتے تھے - کہ دوسرے صوفی آپ کو
دیکھکر حرص کیا کرتے تھے - کہتے ہین - آپ کونی و مکانی مظاہر کے تبدیل شدہ حالات سے الٰہی صفات
کی تجلیات کا نظارہ کیا کرتے تھے - ہجری سنہ ایکہزار کے بعد اولین عشرہ مین کوچ فرمایا -

مصرع باد روحش غریق بحر کرم ؎

یاد خواجہ کلان خواجہ دعبیدی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے فرزند رشید ہین - آپ کو لوگون کے دلون پر تصرف اور ضمیرون
کی باتون پر وقوف حاصل تھا - جس سال مین براق خان - سمرقند کا قبضہ چھوڑ کر بخارا کو گیا - اُس زمانہ
مین بہت سے علما - خان کے ہمراہ ہوگئے تھے - اور خواجہ کو انواع و اقسام کی خواہش سے

اور کمال عجز وانکسار کے ساتھ خان بخارا مین لایا - آپ کے طلسماتی سلوک کے کرشمون کو دیکھکر تھوڑے زمانہ مین ازراہ عقیدت بہت سے نیک منش اور درست عقیدت آدمی - خدا پرستی اور حق شناسی کی راہ راست پر آئے - اور صورۃً اور معنیً سعادت حاصل کی - بالآخر ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین فرمان طلب صادر ہونے پر - آپ ملک تقدس کو روانہ ہو گئے - خوابگاہ بخارا مصرع

بادو ھبید جای ہشت بہشت

یاد شیخ الہ بخش لیمتھوری

یہ ایک گانون ہے سارنگ پور مالوہ کا - آپ کی کرامتین بالکل عیان تہین - ایک شخص شیخ فرید لعلی لا محمد باسر سرکینچی گجراتی کے بیٹے ہین - اُنہون نے گجرات سے آکر اُجین مالوہ مین گھر بنا لیا ہے - شیخ فرید نے ایک روز راقم کے سامنے بیان کیا ایک سال پانی برسنے مین دیر ہوئی - باشندگان دیہ - شیخ کے پاس آئے - ابر کی طرح زار زار روئے - اور رعد کی طرح نالہ وفغان کیا - اور مینہ کی خواہش کی - شمار مین جتنے آدمی آپ کے پاس گئے تہے - ہر ایک سے آپنے مٹھائی چاہی - لوگون نے قبول کر کے فرمایش پوری کی دو روز خدا استغفار مین گذرے - پانی نہ برسا - آپنے ایک خادم سے کہا - مجرم کی طرح رسی پانون مین باندہ کر مجکو گانون کے گرداگرد گشت کراؤ - دو روز ایسا ہی کیا گیا - مگر آسمان کو آپ کے حال پر رونا نہین آیا - پھر آپنے فرمایا نہین - مینے غلط کہا - مین سنگساری کے لائق ہو گیا ہون - القصہ کوتاہ کمر برابر ایک گڈہا کھودا گیا - آپ خاک کے اندر اُس گڈھے مین کھڑے ہوئے - اور لوگون کو پکار کر فرمایا - کہ چھوٹے بڑے سب مجکو سنگسار کریں - اہتمام سنگساری ہو ہی رہا تھا - کہ آپ کے دل مین یہ بات آئی - جو نادان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کرم کی امید پر تکیہ کر کے لوگون کو دشواری کے وقت مین بہتری اور آسانی کے وعدہ سے تسلی دیوے اُس کا سنگسار کرنا زیادہ آسان ہے - یا مینہ برسا دینا - یہ بات ہنوز دل ہی مین ختم نہین ہوئی تہی - کہ آسمان نے ابر سے پانی برسایا - اور کہیتون کو شادابی کی خوشخبری پہونچی - کہتے ہین - اس واقعہ کے بعد آپنے پگڑی اسکے سر نہین باندھی - اور عورتون کے لباس مین زندگی گزاری - جب تک زندہ رہے - آپ کی خوابگاہ وہی گانون ہے جس مین رہتے تہے - مصرع بکام او سز د باران رحمت

یاد شیخ علاء الدین ثانی مجذوب

آپ کی گفتار - غیبی علوم کا رسالہ - اور آپ کی زبان لوح محفوظ کی مترجم تہی - زاد بوم تہا سرہ ہے جو

احمد آباد گجرات کے قواریوں سے ہے۔ کہتے ہین۔ آپ کو الٰہی جذبہ نے ایکبارگی آلیا۔ اپنے وطن سے اجمیر مین آئے۔ اور چند سال اُس شہر کے اندر حالت جذب مین گزار کر گوالیار پہونچے۔ چند روز وہان کا بھی تماشا کر کے دارالخلافہ آگرہ کو چلے گئے۔ جو ذی احتیاج لوگ آپ کی خدمت مین حاضر آتے تھے۔ اُن کے ضمیرون پر آپ کو علم ہوجاتا تھا۔ چنانچہ بغیر عرض حال کئے ہوئے۔ ہر ایک شخص اپنے مدعا کا جواب آپ کی تقریر سے پالیتا تھا۔

آپ کے خادم شیخ نظام کا بیان ہے۔ تاریخ ساتوین جمادی الآخر۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار ایک تھا۔ کہ جب ہمارے زمانہ کے سپہ سالار میرزا عبدالرحیم خانخانان ابن بیرم خان خانخانان منطلہ گجرات سے چل کر خداوند اقلیم اکبر شاہ کی ملازمت مین بمقام دارالسلطنتہ لاہور حاضر ہوئے تو حکم ہوا۔ کہ ایک کثیر لشکر اپنے ہمراہ لیکر صوبہ تتہ کی فتح کے واسطے کوچ کرین۔ یہ حال سنکر میرے دل مین آیا۔ کہ صوبہ تتہ مین بہت سے خداشناس حق پرست اور ایزد دوست لوگ ہیں۔ اور نیز آب ہین۔ کیونکر فتح کی صورت پیدا ہوگی۔ ہنوز اِس خیال کی تصویر ذہن مین پورے طور پر منعکس ہونے بھی نہین پائی تھی۔ کہ آپنے خشم آلود نگاہ سے مجکو دیکھا اور بہت سی نئی نئی وضع کی تصنیف کی ہوئی گالیون کا خلعت عطا کیا۔ اور فرمایا۔ تو کون ہے جو تجکو بزرگون کے قرارداد مین صواب اور خطا کے ساتھ رائے زنی کا منصب حاصل ہو۔ مالک تتہ علاءالدین ہے۔ اور سپاہ لیجانے والا اُس کا برگزیدہ دوست ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ فتح کا چہرہ نمایان ہوگا۔ کہ اس سے بہتر شکل کسی کے جی تصور مین نہین آسکتی ہے۔ چنانچہ آپنے جیسا فرمایا تھا۔ ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اسی طرح جب سپہ سالار نے دکن کی فتح کے واسطے عزم کیا تھا۔ تو آپنے خوشخبری دی تھی۔ کہ گا آمد قلعہ اس دفعہ مین ہمنے تمہارے واسطے فتح کردیا ہے۔ اُس قلعہ کو تم بے تامل دیکھ لوگے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ قلعہ سے مراد احمد نگر پایتخت دکن ہے۔ اس قسم کی باتین شیخ نظام کے نزدیک بہت سی ہین۔ مگر اُس نے چند بیان کین ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کے بعد آپ آسمان کی جانب تیاری کر گئے۔ حدود آگرہ مین قبر ہے۔

مصرع علم حق جوہر زبانش بود ؎

یاد شیخ بابو جیوا بن شیخ جیو

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی نسل سے ہین قدس سرہم کتابی علوم اور ایزدی عرفان آپ کو کمال کے درجہ پر حاصل تھا۔ شہر پٹن کے اکثر طالبانِ علم نے آپ کے

مدرس مین تحصیل کی ہے۔ آغاز جوانی مین آپ شیخ یعقوب چشتی نہروالہ کے روضہ پر متولی تہے جو شیخ برہان الدین دولت آبادی کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعض کے نزدیک آپ کو خرقہ خلافت شیخ نظام الاولیا قدس سرہ سے ملا ہے۔ شیخ برہان غریب اللہ کے ساتہہ بہت کچہہ یگانگت اور ہمدمی تہی۔ اور اسی شہر مین خوابگاہ بہی ہے۔ عرس گاہ کے اندر مشائخ گجرات کا طریقہ ہے۔ کہ زنبیلین ریشمین اور زرین کپڑے سے منڈہ کر اور انواع و اقسام کے حلوے اُن مین بہر کر سر بہ مہر کرتے ہین۔ اور وہ زنبیلین بزرگان دین درویشون مین تقسیم کرتے ہین۔ مگر آپ نے اُن ظروف کو بینوا درویشون پر تقسیم کیا۔ دوسرے مجاورون کو جن کو دولتمندون سے اس کے بدل مین نذرین ملتی تہین۔ یہ بات ناگوار گزری۔ اور خشم آلودہ گفتگوئین کین۔ آپ ان لوگون کی ناموزون تقریر سے دل تنگ ہوئے۔ تمام تصرف اور تولیت اُنہین ارباب غرض پر چہوڑ دی اور خود گوشہ اختیار کر کے باقی ماندہ عمر توکل اور تسلیم مین گزاری۔ ہجری سنہ ایک ہزار چہ مین عالم صورت سے ملک معنی کو سامان زندگی باندہا اور چلے گئے۔ مصرع از خود گسستن و بتو پیوستن یکے ست

یاد سید تاج الدین قادری نہروالہ

آپ سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ ایک پیر سال خوردہ اور صحاح ستہ حدیث کے حافظ تہے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین جاگیردار سرکار سید محمود بارہہ کے بیٹے۔ سید قاسم تہے۔ بڑے عارف پرست اور درویش سیرت آدمی تہے آپ نے سید قاسم کو ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کہلا بہیجا تہا۔ کہ ان دو تین روزون مین تاج الدین واپسین سفر کر جاوے گا معلوم رہے جب تیسرے روز شام کے بعد آپ نے عالم بقا کا عزم کر کے جہان فانی کو رخصت کیا۔ تو جن صاحبون نے پیغام سنا تہا۔ اُن کو حیرت ہوئی اور روئے۔ آپ کے چار لڑکے تہے۔ جمال۔ احمد۔ اسحق۔ اور ابراہیم سب سے چہوٹے کو خرقہ اور سجادہ سپرد کر دیا تہا۔ اور فرمایا تہا کہ یہ میرا جانشین ہے خوابگاہ پٹن۔

مصرع تحت رحمت باد خاک تاج دین

یاد خواجہ کلان ابن مولانا خواجگی

آپ کے بیان کی اکسیر مین معانی کا نرخ اور حیثیت بڑہانے کے خواص۔ اور آپ کی صورت کے دیدار مین ربانی مشاہدہ کے احکام پائے جاتے تہے۔ طالبان خدا کی رہنمائی کے واسطے بلخ مین خوش وقتی کے ساتہہ آباد تہے۔ کہتے ہین۔ جب عبد اللہ خان نے بلخ کو اپنے بیٹے عبد المومن سلطان کو

جاگیر مین نام زد کیا - تو عبدالمومن سلطان کا یہ حال تھا - کہ دولت جوانی - اور جوانی دولت سے مدہوش تھا - گوشہ گزینون اور خاک نشینون کے ساتھہ مستانہ سلوک سے پیش آتا تھا - اور امتیازی منش کو معزول کر کے - سب سے اپنی تعظیم اور تسلیم کراتا تھا - اس عام بلوے مین خواجہ سے بھی مثل دیگران فروتنی چاہی آپنے تعمیل نہین کی - اس سبب سے غصہ ہو کر حکم دیا - کہ فلان شخص سلطانی قلمرو سے باہر چلا جاوے - آپنے بلا ارادہ تاشقند مین جا کر سامانِ اقامت رکھہ دیا - جب عبدالمومن سلطان نے تاشقند بھی فتح کر لیا - تو خواجہ باجازت سلطان پھر بلخ مین چلے آئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین - مین اس دفعہ کی بازگشت مین آپ کی خدمت سے مستفید ہوا تھا - ریاضت کی جان گدازی سے تن بالکل گھلا ہوا - اور صورت مطلق لاغر ہو گئی تھی - جب کسی طرف کا ارادہ ہوتا تھا - تو ڈولی مین بیٹھکر جایا کرتے تھے - جو شخص چند روز آپ کی صحبت مین بیٹھہ گیا - اُس کا کام خیر و خوبی کے ساتھہ انجام پا گیا - آپ کے دیدار سے بہت کچھہ آلٰہی فیض لوگون کی آنکھون کو نصیب ہوتا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار سات تھی - کہ روحانی عالم قدس کو روانہ ہو گئے - مین نعش پر حاضر ہوا - اور بتعمیل وصیت آپ کی قبر بلخ کے شوقیا محلہ مین آپ کی خانقاہ کے اندر تیار کی گئی -

مصرع معبد اور روضہ جاوید شد

یادِ شیخ لادجیو سندھی

آپ باعتبار صورت مقید - اور باعتبار معنی آزاد تھے - چونکہ آپ کا حجرہ برہان پور مین مسیح القلوب کی جامع مسجد کی شمالی دیوار سے ملا ہوا تھا لہٰذا راقم گلزار کا گذر اُس طرف وقتاً فوقتاً ہوا کرتا تھا - سامان خانہ داری مین سے کوئی چیز اُس گھر مین مطلق نہین پاتا تھا - کبھی پُرانا بوریا ہی بچھا کر رات کو اُس پر سو جایا کرتے تھے - آپ حُسن فروش معشوقون کی محبت سے دل باز نہین رکھہ سکتے تھے - ہمیشہ نظر بازی کا بازار گرم رکھتے تھے - کافی سندھ کے مقبول راگون مین سے ہے - آپ ہمیشہ گانا سنا کر سننے والون کا دل چھین لیا کرتے تھے - کم و بیش ستر سال کی عمر پائی - اور اپنے تئین اسی طرز کے ساتھہ کم و بیش ہجری سنہ ایک ہزار سات تک پہونچا کر آنجہانی ہونے کا ارادہ کر دیا - خوابگاہ حدود برہان پور کے اندر شیخ ابراہیم سندھی کے روضہ منورہ کی ہمسائگی مین - عادل پور کے راستہ پر مصرع

روضہ اش بزمگاہ رضوان باد

یادبابا بھرنگ

آپ ایک شیرین مجذوب اور رنگین دیوانہ تھے۔ آپ کے حرف اور حرکات کی ہوا سے خوشی پیدا ہوا کرتی تھی۔ اور آپ کے شگفتہ دیدار کو دیکھکر غمگینی سامان باندہ جاتی تھی۔ آپ کی تعریف کی شرح ختم نہین ہوسکتی ہے۔ لہذا کسی قدر حالات لکھتا ہون۔ پرگنہ دہار کے ایک گانون مین آپ ایک مقام کے بیٹے تھے ایکبارگی آپ کو عقل کھو دینے والا ایک جذبہ پیدا ہوا جس نے خان ومان سے آوارہ کردیا۔ آپ منڈو (مانڈو) مین آئے۔ قلعہ کی ہوا کچھہ ایسی خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہ آپ کی رفتار کے پانون مین زنجیر پڑگئی تمام دن کوچہ و بازار مین سیر کرتے۔ اور گاتے پھرا کرتے تھے۔ اور تمام رات ایک حلوائی کی دوکان کے گوشہ مین سرزانوے حیرت پر رکھے ہوئے۔ دن کردیا کرتے تھے۔ آپ کی ایسی برکت تھی۔ کہ دنیا دی دولتمندی حلوا فروش کے حق مین۔ شیرین کام ہوئی۔ ایک مدت تک اسی طریقہ پر بسر کی۔ منڈو (مانڈو) سے بیس کوس فاصلہ پر شرقی سمت مین کوہستان جیت پور ہے۔ اس کوہستان سے حمیر نام ایک زمیندار نے ہجری سنہ نو سو پچانوین مین حوالی شہر کو شاہی لشکر سے خالی دیکھکر لوٹنے کا موقع پایا۔ ایک رات اُس نے کیا کیا۔ دو سو سوار۔ اور ہزار پیادے قلعہ کے اوپر چڑہا دئے۔ اور خود ایک اور جماعت لیکر کمک کے طور پر نیچے قلعہ کے کھڑا ہوگیا۔ کوچہ مین گھسنے اور ہمراہیون کے مقابل ہونے کے وقت بابا کو چھیڑ دیا۔ بابا نے پکار کر کہا۔ شہر والو۔ آرام سے رہو۔ صحرائی لوگ۔ لاتون مین رُل گئے۔ یہ بات اُن جناتیون کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اِن مین سے ایک سگ طینت شخص نے تلوار نکال کر چند زخم بابا کو لگا دئے۔ آپ نے کشادہ پیشانی سے اِن زخمون کو برداشت کیا۔ جب قدم آگے بڑہایا۔ یکایک تیرون کی شپاشپ۔ اور تلوارون کی چاکاچاک کی آواز ایسی کثرت سے سننے مین آئی۔ کہ کان بھر گئے ناچار یہ لوگ بھاگ کر پریشان ہوئے۔ اکثر اُن اجل رسیدون کو صبح کے وقت پہاڑون مین اور ویرانون مین بدون زخم تلوار اور تیر کے مُردہ پایا۔ کمتر لوگ پائین قلعہ تک نیم جان گئے۔ اور یہ گوشمالی دیکھکر خود حمیر زمیندار کے ہاتھہ مین باگ اور رکاب مین پانون نہ تھا۔ بلکہ کئی آدمی اُس کو داہئین بائین سے گھوڑے کے اوپر تھامے ہوئے تھے۔ بالآخر چند روز زندہ رہا۔ لیکن ہوش مین نہین آیا۔ اور بابا نے بھی یہ اجازت نہین دی۔ کہ زخم پر پٹی باندہی جاوے۔ یا مرہم کا پھایہ رکھا جاوے۔ اس سبب سے

چندروز مین زخمون کے اندر کیڑے پڑ گئے - جب کوئی کیڑا زمین کے اوپر گر پڑتا تھا - تو آپ اُس کو اُٹھا کر بدستور اُس کی جگہہ رکہدیتے تہے اور ایوبی طریقہ لوگون کو دکہاتے تہے - القصہ اسی طرح پر زندگی گزارتے تہے - ایک سال بعد وہ زخم مندمل ہوئے - اور تندرستی حاصل ہوگئی - آپ کی اس قسم کی بہت سی خرق عادات راقم کے علم مین موجود ہین - لیکن اس گلزار مین گنجایش نہین ہے - کیونکہ اس کے تختہ ہاے چمن تنگ ہین - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین آپ طبیعت کے تنگ و تاریک کوچہ سے - حقیقت کی نزہت گاہ کو روانہ ہوئے منڈو مین قبر بنائی گئی مصرع

عقل کل ہم درم جنونش باد

یاد حکیم عثمان

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ عیسیٰ ابن شیخ ابراہیم صدیقی ہے رحمہم اللہ زاد بوم مفنع بو بکان جو سیوستان سندہ کے مضافات مین سے ہے - خوابگاہ علاقہ خاندیس کا ایک گانون آپ متداولہ علوم - اور حکمیہ فنون کے اندر اُستاد وقت تہے - آپ کے علوم نقلی مین طراوت اور تازگی - اسوۃ العلما قدوۃ الاولیا - شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی اور قاضی محمود موربی کی شاگردی سے پیدا ہوئی تہی - اور آپ کے علوم عقلی کے خزانون مین بہت سے جواہرات - خلاصہ خرد پژوہان شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے جمع ہوئے تہے علماے زمانہ مین سے کوئی عالم ہر ایک فن کے مبادی اور مسائل کی تحقیق اور دقیقہ شناسی مین آپ کے رتبہ کو نہین پہونچا راقم گلزار چند ہیئۃ اور حکمت کی کتابون مین آپ کا شاگرد ہے - شیخ سراج محمد بنبانی کے بیٹے قاضی نصیر الدین شیخ صالح سندہی جو اُستاد کے داماد کرکے مشہور ہین قاضی عبد السلام سندہی جنہون نے مختصر وقایہ پر ایک شرح لکہی ہے - جو تمام جزئیات رعایت کو شامل ہے - اور شیخ یوسف بنگالی کے داماد میان سکہ جی - یہ بہی سب آپ کے شاگرد ہین -

آپ کے حالات اس طرح پر ہین - ہجری سنہ نوسو تراسی کا آغاز - اور محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی خاندیسی کا زمانہ تہا - کہ آپ گجرات سے برہانپور مین آئے - حاکم نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجہکر عزت و توقیر سے رکہا - اور درس و فتوے کے عالی منصب کی رونق آپ کے نام زد کرنے سے دوچند کی - ستائیس سال تک آپ نے درس دینے اور فتوے لکہنے سے لوگون کو فیض و فائدہ پہونچایا - القصہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹہہ کی فصل خریف مین اپنے وظیفہ کے موضع مین - جو خاندیس کی سرحد پر تہا -

بترک سکونت چلے گئے۔ جب گانون مین پہونچے۔ توخداوند اقلیم اکبر شاہ کا لشکر آنے کی خبر سننے مین آئی۔
برہان پور کو لوٹنا مصلحت نہ دیکھا۔ بلکہ چند روز جنگل کی ہی بودو باش بھلی معلوم ہوئی۔ ناگاہ اُسی سال کے
ماہ شعبان مین چورون کا ایک گروہ جن کو ہندوستان والے کولی کہتے ہین۔ صبح کے وقت ننگی تلوارین کھینچے ہوئے
اور نیزے ہلاتا ہوا۔ آپڑا۔ آپ مع سترہ کس قریب ترین عزیزون کے۔ جو حسب ونسب سے آراستہ اور میدان
علوم کے پہلوان تھے۔ شہید ہوئے۔ اور خون مین بھری ہوئی جانمازین اُن کے کفن ہوئین شیخ لشکر محمد عارف
فرمایا کرتے تھے۔ حکیم کی مثل سکون وآرام کے ساتھہ نماز گزار۔ مجکو بس حکیم ہی نظر آئے۔ اور حکیم ہی فرمایا کرتے تھے
کہ مین اعتقاد اً شیخ لشکر محمد عارف کا گرویدہ اِس سبب سے ہوا ہون۔ کہ میرے اُستاد قاضی سور پی
اُن کے مرید ہین مسیح القلوب کہتے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر یوسف ہمیشہ کہا کرتے تھے جیسی
شکستگی خاطر۔ خوشی۔ عاجزی۔ اور گمنامی۔ نامی حکیم کی ہے۔ ایسی مینے عالمون مین سے کسی کی
بھی نہین دیکھی ہے۔ کیونکہ علم کی مدہوشی ایک بڑا امتحان ہے۔ دیکھا چاہیئے۔ علوم کی مجلس کے بیٹھنے
والون مین سے کس کو ہوشیاری قلب نصیب ہو۔ چالیس سال کے اندر کسی کے گھر کا لقمہ نہین کھایا۔
کمال پرہیزگاری کے ساتھہ زندگی بسر کی۔ آپ کی تصنیفات بہت سی ہین منجملہ اُن کے تفسیر قاضی بیضاوی
کا حاشیہ۔ اور بخاری کی شرح۔ یہ دو کتابین۔ نہایت مشکل نما۔ اور دشوار کشا ہین مصرع

شربت دیدار خواہم بشکند پرہیز را

یاد خواجہ اسحٰق ابن مولانا خواجگی

آپ مسیحائی معجزات مین جان ڈالنے والے۔ اور ظاہر وباطن دونون عالمون کے علم سے
واقف تھے۔ خرقہ خلافت اور نامہ اجازت پدر بزرگوار سے ملا تھا۔ اور بزرگ داماد مولانا لطف اللہ کے
فیض ہمنشینی سے گویا معرفت کا خزانہ حاصل ہوگیا تھا۔ جو شخص آپ کے پاس ایک دم کو بھی بیٹھ گیا
کامیاب ہوکر اُٹھا۔ آپ کی کام بخشی کی چادر۔ ایسی موزون قطع کی گئی تھی۔ کہ ہر ایک شخص کی استعداد کے
قد پر ٹھیک آجاتی تھی۔ کہتے ہین۔ آپ کی رہنمائی کے زمانہ مین چند روز بعد جب آپ دشت قبچاق کا گشت
اور تماشا فرما رہے تھے۔ اُس وقت اُس جنگل کے باشندے۔ اور پرگنات کے ترک خبگل کے جنگل۔ کفر
کی گھاٹیون سے نکل کر اسلام کے دار السلام مین داخل ہوتے جاتے تھے۔ اور بہت سی خرق عادات
آپ کے اقوال اور افعال سے ظہور پذیر ہوتی تہین۔ جیسے بیمار کی تندرستی۔ نابینا کی بینائی۔ جذام

اور برص سے صحت پائی - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کے موثر دم سے عیسوی معاملات اُن شہرون کے لوگون پر ظاہر ہوتے تھے - چونکہ انسان اس شیوہ پر فطرۃً دل دادہ ہوتا ہے - لہذا آپ کی بزرگی کا اعتراف کر کے رونق اسلام کے واسطے کوشش کام مین لائے - اور خواجہ سے پیشوا اور معلم کے لیئے التماس کیا - اس بنیاد پر آپنے صوفیون کی ایک جماعت کو اُس ملک مین مقرر کیا - جب رہنمائی اور تعلیم اسلام کی رونق دن دونی بڑھتی گئی تو فرمان روا ے کاشغر محمد خان ابن عبدالکریم خان ابن عبدالرشید خان ابن تغلق تیمور خان آپکا مرید ہوا - اور کانی اور آبی سنگ یشب کا حاصل مع دیگر فتوحات کے آپکے خانقاہ نشینون کے نام سے سال در سال نام زد کر دیا - خواجہ نے بھی خان کی آرزو قبول فرما کر دیوانہ اختر نامی شخص کو جس کو مستی اور مستوری دونون حاصل تھین - کاشغر مین بھیجا کہتے ہین جب دیوانہ اختر کو جذبہ کا جوش اور دیوانگی کا متوجہ ہوتا تھا - تو اُس وقت مین اُس ملک کے باشندون مین سے اگر کوئی شخص انکار کا خیال بھی ضمیر مین لاتا تھا - فوراً زمانے سے اُس کو گوشمالی ملتی تھی - عبدالمومن خان فرمان روا ے ایران و توران عبداللہ خان اوزبک کا بیٹا تھا ہجری سنہ ایک ہزار چھہ مین بلا وجہ - تحکم کی تیرگی نے اسکی آنکھون کو اندھا کر دیا - کہ اس نے خواجہ کو سمرقند سے نکال کر بلخ مین جانے کی اجازت دی - آپ آہستگی سے کام لیکر تھوڑا تھوڑا چلتے تھے - ہمراہیون نے سستی رفتار کی مصلحت دریافت کی - جواب دیا ہماری معاودت سمرقند کو عنقریب ہے - لہذا دور کیون جانا چاہیئے - ہنوز باقی راستہ قطع نہین ہونے پایا تھا - کہ عبدالمومن خان کے مارے جانے کی خبر پہونچی - اُسی منزل سے آپنے وطن کا رخ کیا - اور دو سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار آٹھہ مین عالم شہادت کے سمرقند سے غیب کے مصر کو معاودت فرمائی مصرع سیرت جان بخش عیسیٰ صورت اسحق ماست ؎

یاد شیخ عثمان ابن لادن قریشی

آپ راقم گلزار کے ہمسایہ - اور شیخ فضل اللہ حسین چشتی کے مرید تھے - آپ کے آبا ے کرام سپاہی تھے آپ تیس سال کی عمر کے بعد - اسباب سے ہاتھہ دھو کر گھر کے ایک گوشہ مین بیٹھہ گئے - سوال نہین کیا - وظیفہ نہین لیا - بدون مہمان درویش کے لقمہ نہین اُٹھایا - ہر روز کوشش کر کے کسی نامراد کو پیدا کیا کرتے تھے - راتون مین نہایت سوز و گداز کے ساتھہ بہت سی نمازین پڑھا کرتے تھے - جمعہ کی رات کو ایک دامن بھر غلہ خرید ا کرتے تھے اور چارون طرف درود پڑھتے ہوئے لوگون کو

تقسیم کردیا کرتے تھے - جب غلہ تمام ہوجاتا تھا - تو اپنے گھر کو لوٹ آیا کرتے تھے - اور یادِ حق مین مشغول ہوجاتے تھے - جب تک گوشہ گزین نہین ہوئے تھے تب تک بہت سے مجذوبون اور سالکون سے ملتے تھے جیسے شاہ منصور مجذوب برہانپوری - شاہ تاجو - اور پیر باجر منڈوی جب کیفیات کا بیان شروع کرتے تھے تو صدر اللہ کر اصحاب مین سے ہر ایک کی دل ربا نقلین سنایا کرتے تھے - ہندی طرز کا گانا خوب جانتے تھے - آدہی رات کے وقت اپنے حجرہ مین تنہا - دل آویز راگ سے دردناک چیزین گایا کرتے تھے - سننے والون کو گویا داؤدی ولایت کا پیغام ہوںچتا تھا - جب پیری آ پہنچی - تو گانا چھوڑ دیا تھا - لیکن مجلس سماع مین جانے سے پانون نہین روکا - اسی طرح پچاس سال تک عملدرآمد رکھا کم و بیش اسی سال کی عمر پائی - ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو روانہ ہوئے - منڈو (مانڈو) مین قبر بنائی گئی - مصرع رحمتِ حق نثار روحش باد

یاد شیخ ابو الفتح ابن جمال الدین

آپ مکی - عباسی - اور قادری ہین - ہر ایک قسم کے فضائل اور کمالات سے خود بھی مستفید تھے اور لوگون کو بھی فائدہ پہونچاتے تھے - غوث العرفا گیلانی کا خرقہ خاص آپ کو پہونچا تہا - وہ ہمیشہ اپنے ساتھہ رکھا کرتے تھے - زاد بوم شروان ہے - مکہ معظمہ مین بہت رہے تھے - اسو سطے مکی کر کے مشہور ہوئے - سیاحی اور اطراف زمین کی کیفیات معلوم کرنے کا شوق آپ کو پیدا ہوا - اِس نے آپ کو وطن سے نکال کر براہ خشکی - ہند کی طرف متوجہ کیا - جب آپ سندہ کے کنارہ پہونچے - تو ایک پیکر پرست کو سیر بحر پایا - یہ بات ناگوار معلوم ہوئی - اور کہا جس ملک مین اسلام والون کی عنان اختیار - دوسری قوم کے ہاتہہ مین ہو - ابو الفتح کا اُس ملک مین رہنا موزون نہین ہے - لہذا قندہار کو لوٹ جانے کا عزم فرمایا - اُن ایام مین فرمان روائے اقلیم - سلطان سکندر لودی - ملتان کے اطراف مین تہا اُس کو خبر ملی - کہ ایک پرہیزگار دانشمند آدمی - سندہ کے ملک مین آیا تھا - اور وہ فلان سبب سے لوٹا جاتا ہے - ایک عریضہ آپ کی خدمت مین بہیجا - جس مین طرح طرح کی خوشامدین اور آرزوئین - درج کی تہین اور دار الخلافہ آگرہ کی طرف آنے کے لئیے عرض کیا - شیخ نے نصیحت کی نیت کر کے معاودت فرمائی جب آپ کی ملاقات ہوئی - تو سلطان نے جو کچہہ لکہکر بہیجا تھا - اُس سے دو چند زیادہ عاجزی اور محبت کے ساتھہ پیش آیا - آپنے فرمان روا کی دوستی کے سبب سے قیام کا ارادہ کرلیا - کہتے ہین

ایک دولتمند شخص نے اپنی بد باطنی سے آپ کے خط کے مشابہ حروف سے ایک خط - ایک دشمن سلطان کے نام لکھکر اس طرح بھیجا کہ راہ میں کے ہاتھ جا پڑا - جب وہ نوشتہ - سلطان کے حضور میں پیش ہوا - تو سلطان نے شیخ کے پاس بھیجکر - کسی قدر گلہ کیا - آپ نے جواب دیا - ابو الفتح ایسا نہین ہے - کہ ایسی نالائق تحریر سے اپنے قلم کو ملوث کر کے دل آزاری روا رکھے - حکم خداوند تعالیٰ سے مفتری شخص جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاوے گا - کہتے ہین - ایک ہفتہ نہین ہونے پایا تھا - کہ اُس نابکار کا ہاتھ ایک مست اونٹ نے اس طرح چاب ڈالا - کہ بیکار اور خشک ہو گیا - نیز یہ بھی کہتے ہین - جس وقت ظہیر الدین بابر شاہ ہند مین آیا - تو سلطان ابراہیم نے اُس سے لڑنے کے واسطے فوج میدان مین نکلل - اور یہ بھی حکم دیا - کہ تمام قلمرو کے فقرا اور فضلا بھی - جو خیمۂ لشکر مین ہمرکاب رہین - سید رفیع الدین صفوی اور نیز دیگر بزرگون نے کوچ کیا - آپ بھی بادل ناخواستہ ہمراہ لشکر ہو لیے - جب دہلی مین پہونچے ایک روز پچھلی دو نمازون کے درمیان ایک صحن کے اندر آپ ٹہل رہے تھے - ایک بارگی مغرب کی سمت سے آپ عجلت کے ساتھ لوٹے ایک شخص نے جو وہان کھڑا ہوا تھا - یہ لوٹنا بے سبب سمجھکر دریافت حال کیا - فرمایا اس طرف سے خدائی آفت اور ازلی آشوب اس لشکر کے اوپر نام زد ہے - لہذا بھاگنا واجب ہوا - دوسرے روز صبح کے وقت یارون کو آگاہ کر کے خود آگرہ کی طرف چلے آئے - جب لشکر پانی پت مین پہونچا - تو بڑی بھاری لڑائی ہوئی - سلطان ابراہیم مارا گیا - اور بہت سی فوج - اور فوج کے سوا دوسری مخلوقات بھی ضایع ہوئی آپنے واپسین نفس تک ایک سو چونتیس سال - طالبان خدا کی رہنمائی کی - تاریخ بائیسوین شعبان ہجری سنہ نو سو ترین کو آپ خاک آگرہ کے سپرد کر دیے گئے - سید رفیع الدین محدث نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی - مصرع رحمت حق باد بر درویش و شاہ ؎

یاد شیخ داؤد براری

آپ کی زاد و بوم موضع پور کام مین ہے - جو خاندیس سے سات کوس شمالی سمت مین قلعہ آسیر کی طرف واقع ہے - سپاہی کے لڑکے تھے - جوانی مین توفیق ہوئی - سپاہگری اور اسباب نوکری ترک کر دیے - سوائے نیزہ کے - کہ عصا کی جگہہ ہاتھ مین رکھا کرتے تھے - اور تیر و کمان اپنے پاس سے جدا نہین ہونے دیتے تھے - رسمی ارادت کسی رہنما کے ساتھ نہین تھی - اویسیہ فیض - آپ کے حالات سے عیان تہا - جذبہ اور سلوک کے درمیان مین ایک حالت بنی رہتی تھی - آغاز سخن -

ہوش کے ساتھ ہوتا تھا - اور اخیر مین کلام کے اندر انتشار پیدا ہو جاتا تھا - لیکن خشم آلود باتون سے جلد پچھتایا کرتے تھے - اور مہربانی کرنے لگتے تھے - لوگون کے ملنے سے اور آبادی سے بھاگتے تھے اور عمر تنہائی کے ساتھ صحرا مین گزارتے تھے راقم تذکرہ کے اُستاد سید شاہ محمد کے ساتھ دوستانہ پیش آتے تھے - اور شیخ بہکاری کے بیٹے شیخ جمال سے بہت ملتے تھے - کیونکہ شیخ کا گھر آپ کے جنگل سے نزدیک تھا - راقم کی مصاحبت سے بھی خوش ہوتے تھے - اور خدمتون کی فرمائش کر کے - راقم کو احسان مند فرماتے تھے ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین جسمانی جاگیر آپ کی تبدیل کر دی گئی - اور روحانی پرگنہ جاگیر مین دیا گیا - منڈو (مانڈو) کے اندر بابا بہرنگ کی ہمسائگی مین خوابگاہ ہے - مصرع باد جانش بلبلِ باغ ارم -

یادِ شیخ کمال

آپ شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال کے بیٹے ہین - انکے شیخ جمال سرغزل دیوان ولایت - اور سر دفتر اہل ہدایت شیخ نعمان آسیری کے پوتون مین سے تھے - ابتدا ابتدا مین مسیح القلوب مدظلہ کے ساتھ اویسیہ نسبت رکھتے تھے - جب ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عرش آستانی اکبر شاہ نے خاندیس پر لشکر کشی کی تھی - اور فرمان روا ے خاندیس مسیح القلوب کو برہان پور سے قلعہ آسیر کے اندر لے آیا تھا - تو اُس اثنا مین اویس منزلت (شیخ کمال) ملازمت مین حاضر ہوئے تھے - اور ظاہر ظہور بھی تلقین سے حصہ پایا - اسی سال کے اندر آپ کی روح قدسی کالبد کے عنصری حصار سے نکل کر لامکان کی نزہت آباد کو کشادہ پیشانی کے ساتھ چلی گئی - اور ایسی خوش دلی کے ساتھ دوش بدوش گزر گئے - کہ جیسی خوش دلی قیدیون کو آزادی کے بعد ہوتی ہے - خوابگاہ - قلعہ آسیر کے دامن مین مصرع زندان جہان بشکن و بکشا درِ جنت

یادِ شیخ ضیاءالدین چشتی

آپ کا نام اسمٰعیل - اور زاد بوم قلعہ گوالیار ہے - قصبہ دسور (مندسور) مین گوشہ نشین تھے - آپنے سلطان ابراہیم لودھی کا زمانہ لڑکپن مین پایا تھا پندرہ برس کی عمر تھی کہ سید رضی ابن صفی حسینی سوانیہ کی خدمت مین ہونچکر آداب ارادت بجالائے - سید رضی حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے تھے - بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پاکر کامیاب ہوئے - آپ کے مکان کے پہلو مین ایک مسجد تھی - خلعت خلافت پانے کے بعد - اسی مسجد کی زمین مین حجرہ کے اندر حجرہ کھود کر - کم و بیش دس سال خدا پرستی - تن گدازی اور جان پروری مین گزارے ایکسو پانچ برس کی عمر تھی - کہ فرمان طلب

پہونچا ـ نہایت خوشی کے ساتھہ تاریخ پندرہوین جمادی الثانی ہجری سنہ ایک ہزار نو کو سامان باندہ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دیدار کے واسطے کوچ فرمایا ـ اسی مسجد کے صحن مین قبر بنائی گئی ـ آپ کے چار لڑکے تھے ـ منجملہ اُن کے شیخ حبیب نے جانشینی کا جھنڈا کھڑا کیا مصرع پیرانہ ومل و دست جوانی دیگر ست

یاد قاضی عبد الغنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ ـ صوبہ خاندیس کے قاضی القضاۃ ـ اور کتابی نقوش اللدنی علوم کے عالم تھے ـ جب جوانی تھی ـ تو کتب متداولہ کا درس بہت دیا کرتے تھے بالخصوص علم قرأت مین بہت سے حافظون کو فیض پہونچایا ـ جب ضعیفی نے آدبایا ـ تو تمام قیل وقال ـ الم اور لا نسلم کو خاطر سے نکال پھینکا ـ صرف پیر سہروردی کی عوارف ـ گلشن راز لاہیجی کی شرح اور بخاری کی شرح ـ ان کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے ـ ہجری سنہ ایک ہزار نومین عالم قدس کا سامان کر کے ـ جہان خاکی کو رخصت فرمایا ـ اور برہانپور مین ابدی خوابگاہ کے اندر آسایش کے تکیہ پر سر رکھا ـ بیت

رحمت حق ومنت احمد	باد بر جان پاک جوہر او

یاد شیخ نظام رحمہ اللہ

آپ کو خرقہ خلافت سید ابراہیم بھکری سے ملا تھا ـ باوجودیکہ پیر کے دو بیٹے تھے ـ مگر اُنھون نے اپنا جانشین آپ ہی کو کیا تھا ـ آپ متداولہ علوم ـ اور صوفیون کی اصطلاحات خوب جانتے تھے تمام سال کتابت کیا کرتے تھے ـ اور جو کچھہ اُس کا حاصل آتا تھا ـ وہ اپنے پیر کے عرس مین صرف کرتے تھے ـ شرح مواقف اور مطول معانی پر حاشیہ سیاہی یہ دونون کتابین اپنی قلم کی لکھی ہوئی راقم گلزار کو ہجری سنہ ایک ہزار مین عنایت فرمائی تھین ہجری سنہ ایک ہزار نومین سپنجی سرائے کو رخصت کر دیا خوابگاہ برہانپور مصرع نظام ہر دو عالم روزیش باد؛

یاد شیخ عبد الرزاق طائی

آپ کی زاد بوم پٹن ہے ـ نور باف تھے ـ زہد وتقوی کا خلعت زیب بدن تھا ـ ناگاہ الٰہی جذبہ پیدا ہوا ـ اور ایکبارگی خودداری جاتی رہی ـ جو لباس کہ بدن پر تھا ـ پارہ پارہ کر دیا ـ اس کے بعد لوگ آپ کا ستر عورت سوائے کفن کے نہ کر سکے ـ جب کوئی شخص عبد الرزاق کہکر پکارتا تھا تو آپ غصہ ہوتے تھے ـ گالیان دیتے تھے ـ اور کہتے تھے ـ رزاق کہو ـ کیونکہ مین کسی کا بندہ نہین ہون ـ

اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - رزاق - تم جب تک دو الہ کے ساتھ گرویدہ نہو گے حقیقی ایمان کی سرحد پر
نہین پہونچو گے - اور الٰہی معرفت کے کمال کا راستہ نہین ملیگا - غالباً آپ کا مقصود دو الہ سے یہ ہے
کہ بعض اصحاب الہ کو منزہ جانتے ہین - اور بعض تشبیہ کے ساتھ کہتے ہین - لہذا جو شخص جامع بین التشبیہ
والتنزیہ نہ ہوگا - کامل مومن نہوگا - اس بنیاد پر خدا پرستون کی تین قسمین ہین - مشبہ - منزہ - اور جامع
اہل تشبیہ کافر ہین - ارباب تنزیہ مومن ہین - اور اصحاب جمع صوفی ہین - یہ بحث فصوص الحکم مین - اور
فتوحات مین ایک دلپسند وسعت کے ساتھ لکھی گئی ہے - اس صحرا کے پیاسون کو اُس عبارت کے
چشمہ سے سیراب ہونا چاہیے - ہجری سنہ کچھہ اوپر ہزار مین آپ کی عمر کا زمانہ انجام کو پہونچ گیا - خوابگاہ
زادبوم ہے -

یاد شیخ تاج الدین

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ابن علیی دہلوی کے فرزند ہین - بہت سے کمالات اور حالات حاصل تھے
علم التصوف کچھہ تو اپنے پدر بزرگوار کے نزدیک - اور کچھہ شیخ امان اللہ پانی پتی کی خدمت مین پڑہا تھا - شاہراہ
طریقت کی روش مین کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا تھا - بالآخر یہ آرزو ہوئی - کہ عاجزون کے مہمات انجام پہونچانے
مین تگ ودو کرنی چاہیے - اسواسطے عبا کا پہننا چھوڑ دیا - اور قبا زیب بدن کرکے عرش آستانی اکبر شاہ
کی چاکری کے واسطے کمر باندہ لی - اور عمدہ طور پر خدمات انجام دیکر مقبول مقربون مین داخل ہوئے - یہ
بالکل سچ ہے - بہت سے لوگ آپ کی ہمت اور دلسوزی کی بدولت تکلیفات کی پستی سے نکل کر
تونگری کی اونچی سیڑہی پر چڑہ گئے - حدیث شریف مین آیا ہے - شریعت والے - اور نیز جلی وخفی
وحی والے بہت سے پیغمبر - اپنے زمانہ کے بادشاہون کے ساتھہ چاکرانہ سلوک کیا کرتے تھے - اس
نیت سے - کہ عاجزون کا کام شاہنشاہ کے حضور مین یاد دلا کر اچھی طرح انجام کرا دین - اور ظلم کا دہتہڑ
کھائے ہوئے - اور ٹھوکر کھا کر گرے ہوئے لوگون کی شکستہ دلی کو دادرس کی خدمت مین عرض کرکے
دستگیری کرین - ایک روز راقم کے مرشد بھی فرماتے تھے کہ درویش صورت مرد کو دنیاوی دولتمندون
کی ملازمت اس نیت کے ساتھہ روا ہے کہ ارباب احتیاج کی مہم انجام دیوے - **قطعہ**

سعی من از برای فرد ماندگان بود	در خدمت کسے نشتابم برای خویش
ہر کس کہ با کسان بنماید نیاز و ناز	غوثی کہ ہست خسرو وقت و گدای خویش

یادشیخ فیضی فیاضی

آپ کا نام ابوالفیض - اور باپ کا نام شیخ مبارک خضر ہے - زاد بوم تو آگرہ ہے - لیکن آپ کے عقیق کی کان یمنی ہے ہندی الاصل نہین ہے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل پدر بزرگوار کی شاگردی سے کر کے چودہ سال کی عمر مین کمال کے درجہ کو پہونچے تھے - فارسی شعرگوئی مین خسرو کا سوز - سعدی کی ملاحت اور حسن کا حسن - تمام اہل زمانہ کے اوپر دنف کر رکھا تھا - اور ملک الشعرا ہو گئے تھے - آپ کی ہمت نے دنیاوی طمطراق کو لوگون کی فیض رسانی کے واسطے بہم پہونچا کر لوگون کے کام مین ذرا کا کو باقی نہین رکھا تھا - آپ کی طبیعت فطرۃً ایسی زکی تھی کہ رسمی علم کے لم و لا نسلم کو حاصل کر کے کسی فن مین کوئی بات مشکل سمجھی ہی نہین - آپ کی مٹھی تھیدستون کا خزانچی - اور آپ کی زبان عاجزون کو سرمایہ دینے والی تھی - آپ اُن صوفیون مین سے ہین - جو وحدت وجود کے مقر ہین - زمانہ کے ورق پر آپ کی بہت سی تصنیفات یادگار رہین - یہ تصنیفات اِس میرے بیان کی مستحکم دلیل ہین -

منجملہ تصنیفات (۱) سواطع الالہام - ایک بے نقط تفسیر عربی زبان مین ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ ایسے مشکل کام کو مدت دوسال مین الحمد کے الف سے والناس کے سین تک انجام کو پہونچایا - اندازہ شناس طبیعت آپ کی دانش و بینش کے درجہ کا قیاس تفسیر موصوفہ کے مطالعہ سے کسی قدر کر سکتی ہے (۲) موارد الکلم ایک رسالہ ہے غیر منقوطا عربی مین بہت کچھ عجیب و غریب باتین اس رسالہ مین درج ہین (۳) دیوان غزلون اور قصیدون کا بارہ ہزار بیت سے زیادہ ہی زیادہ ہے (۴) خمسہ مین سے چار کتابین تو یہ ہین - (الف) مرکز ادوار (ب) نل دمن (ج) سلیمان بلقیس (د) زرم نامہ اور پانچوین کتاب رسالہ ہزار رباعی ہے (۵) لیلاوتی کا فارسی ترجمہ ہے - لیلاوتی ایک رسالہ ہے ہندی لغۃ کے اندر علم حساب مین جو بہت کچھ غرائب اور عجائب کو شامل ہے -

چونکہ مدت سے اپنی طرف متوجہ ہونا - اور بوقلمون نفس کی معرفت کے واسطے سرگریبان مین جھکائے رکھنا آپ کو پسند تھا - اور خاموش رہنے کو اور نیز ایزدی صفات کے اندر تفکر کام مین لانے کو گویائی اور باتین کرنے پر ترجیح دیتے تھے - اِس سبب سے منجملہ خمسہ کے

پچھلی دو کتابین باوجود شہنشاہی کوشش اور اہتمام کے انجام کو نہین پہونچین - شروع بیماری مین جو
بازگشت اور تدارک مافات کا وقت ہے یہ رباعی کہی تھی - رباعی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد	مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمے درومی گنجید	تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

اور اثناے بیماری مین یہ بیت اکثر پڑہا کرتے تہے - بیت

اگر ہمہ عالم بہم آیند تنگ	بہ نشود پاے سیکے مور لنگ

القصہ راقم گلزار نے آپ کے کسی قدر حالات جو لکہے ہین - سنے ہوئے نہین ہین - بلکہ اُن حالات
مین سے لکہے ہین - جو معائنہ کر کر اور پاس بیٹھکر معلوم کئے ہین - اور نیز جو تحقیق ہوئے ہین -

یاد شیخ برہان علوی

آپ شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کے بہائی ہین قدس سرہما گجرات سے برہان پور مین آکر
توطن اختیار کیا تہا آپ کی ہمت کی اُنگلیان مٹھی باندہنے سے دور رہین - دوسرون کے ساتھہ سلوک
کرنا اور نیز دوسرون کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکہنا - یہ امور آپ کے ہاتہہ کے ساتہہ آشنا تہے -
آپ کے کارخانہ کا نقد و جنس بے دریغ تہا اور کسی شے کے ساتہہ دلبستگی آپ کے نہ افعال سے ظاہر تہی
نہ اقوال سے - اس طریقہ سے زندگی بسر کردی - اور وہ کمال آزادی کے ساتہہ گزر گئی - خوابگاہ برہان پور

مصرع ہمانش از آزاد رفتن شاد باد

یاد شیخ عبداللہ صوفی شطاری آگرہ

آپ کمال الدین بہلول ابن چاند - ابن جنید - ابن محمد - ابن برہان الدین - ابن عز الدین محمود
ابن نجم الدین احمد - ابن مولانا شمس الدین ہروی عثمانی کے فرزند رشید ہین - آپ کے کسی قدر حالات
اس طرح پر ہین - نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز تاریخ بارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسو چار کو
آپ کی ولادت سے قصبہ سندیلہ مین بیحد خوشی ہوئی - چونکہ خدا طلبی کا جوہر آپ کے ساتہہ ساتہہ
تہا لہذا نو سال کی عمر مین آپ کو پیر ارادت کا شوق پیدا ہوا - مخدوم شیخ صفی ساتی پوری کے مرید ہو گئے
اور سولہ برس کی عمر مین کتابی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر گہر سے نکل کھڑے ہوئے - اور قصبہ گوپامو مین
شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانی کی خدمت مین ہو پہنچے - جو ماں کی طرف سے اپنے ہوتے تہے -

اور صرف و نحو کا پڑھنا شروع کر دیا۔

شیخ بدرالدین بدایونی اپنے وقت کے قطب تھے۔ اُنھون نے اثنائے تعلیم مین خواب کے اندر تشریف لاکر آپ کو فرمایا۔ عبداللہ تم چند روز ہماری خدمت سے حصہ لو۔ جب آپ بیدار ہوئے۔ تو بے تامل بدایون کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ بدایون مین پہونچنے کے بعد شیخ بدرالدین کا سراغ نلگایا۔ کسی نے پتہ نہین دیا۔ رات کے وقت نا امید ہو کر جامع مسجد مین اندیشناک سو گئے۔ پھر شیخ نے خواب مین فرمایا کہ فلان جگہہ ہمارا روضہ ہے۔ وہان آکر مجاور رہو۔ پس آپ ہلالی چہہ دور کامل اعتکاف کے طور پر اُس مزار پاک پر رہے۔ اور بہرہ یاب ہوئے۔

اِس اعتکاف کا انجام ہی تھا کہ خواجہ قطب الدین اوشی چشتی دہلوی نے خواب مین فرمایا۔ تم کو ایک سال ہمارے حظیرہ مین رہنا چاہیے۔ صبح ہوتے ہی۔ دہلی کو روانہ ہوئے۔ چاشت کا وقت تھا۔ کہ قلعہ دہلی کے دروازہ پر پہونچے۔ شیخ معزالدین بخاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو اپنے گھر لے گئے جب مکان مین پہونچے تو مہمان کے ساتھہ بہت کچھہ مہربانی سے پیش آئے۔ اور فرمایا۔ اس شہر کے قطب نے تم کو میرے سپرد کیا ہے۔ تم اسی جگہہ ٹہرو۔ روضہ کی خدمت کرتے رہو۔ اور اِس خانقاہ کے مدرس سے سبق پڑھا کرو۔ نحو کا کافیہ۔ لب۔ اور ارشاد۔ یہ تینون کتابین۔ اسی جگہہ پڑہین اور ہمیشہ نماز عشا سے فارغ ہو کر روضہ متبرکہ پر جایا کرتے تھے۔ اور رات کو دن کر دیا کرتے تھے۔ فیض روحانیت سے روشنی قلب حاصل ہوئی۔ اور ایک سال بھی ختم ہونے کو آیا۔

حضور خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ عالم مثال مین تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مولانا برہان الدین ملتانی حصار مین تمہارے پہونچنے کے منتظر ہین۔ اُن کی درس مین جاکر تحصیل کمالات کرو۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ چند روز بعد جناب مولانا نے احمد آباد گجرات کا عزم فرمایا۔ آپ بھی ہمراہ گئے اکثر علوم غریبہ کی کتابین اور تفسیر مولانا کی ملازمت مین رہکر پڑہین۔ اور شرح مواقف۔ شرح مقاصد کلیات۔ اور نیز بعض دیگر ریاضی کے رسالے شیخ وجیہ الدین احمد علوی شطاری کی درس مین نکالے۔ بزودی۔ ہدایہ فقہ۔ اور عضدی یہ کتابین شیخ مبارک دانشمند شطاری گوالیاری کے سامنے حل کین علم حدیث اور اصول حدیث میر عبدالاول دولت آبادی کی تعلیم سے حاصل کیا۔ اور فصوص کی اجازت مولانا مصطفی اردمی سے لی۔

بالآخر چوبیس برس کی عمر مین جب یہ تمام کمالات فراہم ہو گئے۔ تو ایک عجیب جذبہ پیدا ہوا تمام کتابین لوگون کو تقسیم کرکے باغ ارم کے ایک گوشہ مین نفس بوقلمون کی اصلاح مین مصروف ہوئے۔ چند عرصہ کے بعد الہی طلب اور ایزدی معرفت کا ایسا ہجوم ہوا۔ کہ تمام حواس اور قوی کو جکڑ بند کر لیا۔ اور ہر ایک کو اُس کے کام سے معطل کر دیا۔ حضور خاتم النبوۃ کی طرف توجہ ہوئی علیہ من الصلوۃ اکملہا کہ کسی مرشد کا پتہ بتا دین۔ جو نایابی کے درد کا علاج کرے۔ اور جس کے فیض ہدایت سے طالب عرفان کے اعلی مطلب کو پہونچکر۔ صاحب بصیرت ہو جاوے۔ آخرکار حضور نے غوث الاولیا کی خدمت کا راستہ دکھایا۔ حضرت غوث الاولیا نے دو مہینے کے اندر۔ مشرب عشقیہ کے تمام اذکار۔ اور اشغال سکھا کر۔ انوار اور اسرار سے بہرہ یاب کیا۔ اور ہجری سنہ نوسو پچاس مین عید الضحیٰ کے عرفہ کے روز آپ کو تمام خانقاہ نشینون کا سرحلقہ بنایا۔ تمام صوفیون کی تلقین آپ کے سپرد ہوئی۔ کامل دس سال تک ہمیشہ مبتدی درویشون کی تربیت آپ کرتے رہے۔ مبتدی درویشون مین سے جو شخص کمال کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کرکے سند ارشاد لیکر اُس کو دیدیتے تھے۔ اور کسی سمت کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہو جاتی تھی۔

اس اثنا مین غیب سے بیت الحرام کے طواف۔ اور حرم سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کے واسطے مامور ہوئے۔ مدینہ منورہ مین پانچ سال قیام کرکے کمال ریاضت مین منہمک رہے۔ اور ہر سال حج کے واسطے بھی آمد و رفت رکھی۔ پھر حکم عالی کے بموجب احمد آباد مین بازگشت فرما کر متاہل ہوئے۔ کم و بیش پندرہ سال اس شہر مین گزارے۔ ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین پیر کی زیارت کے واسطے گوالیار مین آئے۔ یہان دو سال روضہ منورہ کی خدمت کی۔ بعدہٗ بفرمان پیر ہجری سنہ نوسو تراسی کے آغاز مین دار الخلافہ آگرہ کو جا کر مٹیا محل گلی مین حجرہ تجویز کیا۔ اور نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز۔ تاریخ تیئیسوین جمادی الاول ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری منزل سے قدسی مقام کو عروج فرمایا۔ آپ گوشہ نشین تھے۔ آشنا اور بیگانہ کے دروازہ پر مطلق نہین گئے۔ اور اسی عبادت خانہ مین اپنی خواہش کے موافق خوابگاہ اختیار کی۔

آپ کی تصنیفات یہ ہین۔ (۱) سراج السالکین برسنن جواہر خمسہ (۲) اوراد صوفیہ (۳) رسالہ

صوفیہ (۴) انیس المسافرین (۵) اسرار الدعوۃ (۶) شرح رسالہ غوثیہ (۷) رسالہ کنز الاسرار فی حال اشغال اشغال
آپ کے بابرکت کلمات مین سے نمونہ کے طور پر چند کلمہ لکھے جاتے ہین۔ صوفی ایسا درخت ہے جس کو واردات
کی آندھی جنبش نہین دیسکتی۔ اور ایسا بادہ نوش ہے۔ جس کو شراب محبت کے پیمانے کے پیمانے متواتر
چڑہا جانا مست نہین کرسکتا۔ دریا کو نوش کرجاوے۔ اور اس پر بہی ھَل مِنْ مَّزِیْد کا نعرہ لگاوے۔ اور
اوس کی گرمی سے پسینہ کی نمی تک اُس کی پیشانی پر نہ آوے (دیگر) فقیر کو چاہیئے۔ کہ تونگرون کی ہم نشینی
سے ہمیشہ گریز کرتا رہے۔ مینے مانا۔ کہ دنیا پرست کا مصاحب خواہ ایسا شخص ہو۔ جس کے افعال
حضرت بایزید کے جیسے ہون۔ مگر یہ خوف ضرور ہے۔ کہ مرتبہ مین عام لوگون سے نیچے ہوجاوے گا۔
اور اگر اغنیا سے گریز کرنے والا خواہ فاسق ہی ہو۔ مگر یہ امید ہے۔ کہ بایزید وقت ہوجاوے گا۔ (دیگر)
صوفی کو چاہیئے کہ بے آرام اور ترقی طلب ہو۔ کسی وارد شے کے سامنے سر نہ جہکاوے اور کسی منزل اور کسی
مقام پر آرام نہ لیوے (دیگر) راستہ چلنے مین جب یہ تین چیزین فراہم ہوجاوین گی۔ بےشک سالک
ولایت کے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ (۱) فردوسیون کا سا تزکیہ اور تصفیہ۔ (۲) سہروردیون کی سی غذا
(۳) شطاریون کی سی مشغولی۔ (دیگر) نفسانی کدورتون کی شست و شو کرنے کے بدون صرف ریاضت
سے کشف و کرامت حاصل نہین ہوسکتی ہے۔ اور مراقبات اور تفکر کے بدون فنا اور بقا کا چہرہ نظر نہین آسکتا
ہے (دیگر) جب تک سالک اپنی قید سے رہائی نہین پاوے۔ تب تک واصلون کے درجہ کو نہین
پہونچ سکتا ہے (دیگر) صوفی کا کام صرف اندیشہ کا تبدیل کردینا ہے۔ اور بس۔ (دیگر) مبتدی کو چاہیے
کہ خطرات کی آمد کو روکے تاکہ عرفان کے دروازے اُس پر کشادہ ہون۔ اور متوسط کو تخلف (خلافت الٰہی
اور انصاف مزدوری بلت ہے۔ تاکہ وسط سے نکل کر منتہی ہوجاوے۔ اور منتہی کی سیر غیر منتہی ہے۔ (دیگر)
شریعت اور طریقت بمنزلہ صغریٰ و کبریٰ کے ہین۔ اور حقیقت بجائے نتیجہ کے۔ جب تک سالک شریعت
اور طریقت کے آداب کے ساتھہ آراستہ نہین ہوتا ہے۔ تب تک حقیقت کے انوار اسپر جلوہ گر نہین ہوتے
ہین۔ (دیگر) لاحظہ کے ساتھہ اور مفہوم لاحظہ کے ساتھہ ذکر موجب کشایش ہوتا ہے۔ اور بدون اس کے
سبب ثواب کا۔ بس یہ باتین سمجھہ لی جائین۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبد النبی ہین۔ مدظلہ بہت سے علوم
مین آپ کو کافی دستگاہ ہے۔ انہون نے اپنے پدر بزرگوار کے حالات۔ رسالہ جوامع کلم الصوفی مین جو انہین
کی تصنیف ہے۔ مفصل لکھے ہین۔ ناظرین کو چاہیے۔ کہ کتاب مذکور مطالعہ فرماوین مصرع۔ مطالعہ حل خود نصیب تونا

یاد شیخ ولی محمدؒ

آپ قاضی زادہ احمد آباد گجرات کے بیٹے ہین۔ کہتے ہین۔ ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین جب شیخ صدرالدین ذاکر جانپانیر سے غوث الاولیا قدس سرہ کے مرقد کا طواف کرنے کے واسطے احمد آباد کے راستہ سے گوالیار کو روانہ ہوئے تھے۔ تب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ اُس وقت مین سلوک طریقت کی آرزو۔ آپکے سر کے بال پکڑ کر شیخ ذاکر کی خدمت مین لے گئی۔ گھر بار کو چھوڑ کر اُس سفر مین آپ بھی ہمراہ ہو لیے۔ واپسی کے وقت منڈو (مانڈو) ہو کر شیخ ذاکر کا گزر ہوا تھا۔ یہان کے لوگون کی صحبت اور اس مقام کی سرسبزی اور شادابی زیادہ دیکھکر چلہ نشینی کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ چنانچہ تین چلے پورے کئے۔ جب وطن کا ارادہ کیا۔ تو شیخ محمود جلال کو راقم گلزار کی پرورش کے واسطے۔ اور شیخ ولی محمد کو محمود العاقبہ کا رنج تنہائی مٹانے کے واسطے یہان رہنے کی اجازت دی۔ آپنے چند سال اس شہر مین خدائے یکتا کی پرستش۔ اور اسباب کمال کی تحصیل کی۔ بعدہٗ ان رہنما (شیخ محمود جلال) کی اجازت سے روانہ ہو کر برہان پور خاندیس مین قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دس مین تبسم کنان لب کے ساتھ۔ جانِ گرامی کو رخصت کیا۔ راقم اور حافظ صالح اُس وقت برہان پور مین موجود تھے۔ اور آپ کے جنازہ کی نماز مین بہت سے ولایت شعار اصحاب شامل تھے۔

مصرع جمع کن جمع در نماز و نیاز؛

یاد شیخ ماکھو علیہ الرحمتہ

آپ حضرت غوث الاولیا کے مرید ہین۔ متاہل ہونے پر دل نہادہ نہ ہو کر مسیح علیہ السلام کی طرح بعالم تجرد کوچ کیا۔ زاد بوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہانپور رہے۔ کسی سبب کو ہاتھ نہین لگایا۔ اور مدتون تک توکل پر بسر کی۔ سرود سماع کے جلسہ مین عارفانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ خوش گلو اور داؤدی لہجہ قوالون کو مناسبت استعداد دیکھکر جدا جدا اُن سامعین کے نام زد فرمادیا کرتے تھے جن مین رقت اور وجد کی استعداد پاتے تھے۔ اور آپ کی تجویز اور تدبیر سے حال پرورش پاتا جاتا تھا۔ جو صوفیان ابن الوقت کا نوزاد ہے۔ اس بنیاد پر مذاق دوست اصحاب نے آپ کا نام وجد مین آنے والا درویشون کی دایہ رکھ چھوڑا تھا۔ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی کہ ایک حسینہ عورت ہانسونام پر آپ عاشق ہو کے آپ کی توجہ کی برکت

اور باطنی کشش سے محبوب کو توبہ کی توفیق ہوئی - اُس نے درویشی کے لباس مین آکر عاشق کی خدمت دل و
جان سے اختیار کی - اور آپ کی ہدایت - اور ارشاد کے بموجب راہِ صفا چلنا شروع کیا - آپ کے گلے
مین داؤدی لحجہ تہا - والی خاندیس علی عادل شاہ - درویش دوست اور ولی سرشت تھا - زین آباد مین جامع
مسجد اسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے - اس مسجد کی خطابت کا عہدہ والی خاندیس کی التماس کے بموجب چندروز
کے واسطے آپنے قبول فرما لیا تھا ہجری سنہ ایکہزار دس مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر نے
خاندیس سے دار الخلافہ آگرہ کی طرف مراجعت کی - تو آپنے بہی واپسین سفر کا سامان باندہا - اور روانہ
ہوئے - مصرع متاع عشق را خدا باد اخریدار -

یاد شیخ سراج محمد بنبانی

آپ کسبی اور وہبی علم سے آگاہ - اور متداولہ وغریبہ علوم سے بہرہ یاب تہے - خرقہ خلافت حضرت
غوث الاولیا سے حاصل ہوا تھا شیخ نظام گنجہ کے مخزن پر ایک حقیقت آمیز شرح لکہی ہے - بلکہ یون
کہنا نا موزون نہ ہوگا - کہ اس خزانہ کے ناپید دروازہ کی مشکل کشا کنجی ارباب زمانہ کے حوالہ کردی ہے - ہجری
سنہ نو سو بیاسی تہا - کہ آپنے احمد آباد سے خاندیس مین آکر زین آباد مین گہر تجویز کر لیا تہا - تقریباً تیس سال تک
درس اور تلقین کی راہ سے ارباب استعداد کو فیض پہونچایا - ایک روز راقم گلزار سید احمد قادری کے
ہمراہ **بیت**

آنکہ گرداند تونگر پیشگی را غازہ کار	تا نماید فقر گاہی روی خود را گل عذار

واپسین سفر کی بیماری مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تہا - راز گوئی کا جلسہ گرم ہوا - اور فرمایا **اللہ معبود**
کا تصور بہتر ہے - **یا اللہ موجود** کا مینے عرض کیا - **اللہ موجود** کے معنی کا تصور کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے
کیونکہ اس کے معنی مین احاطہ اور شمول زیادہ ہے - اس جواب کو آپنے گوش قبول سے سنا - اور خوش
ہو کر فرمایا - تمہارے نہ آنے اور نہ پوچھنے سے مجکو کسی قدر گلہ تھا - اب آئندہ ایسا مناسب ہے - کہ ان
دو تین روز دن مین میرے حال کے خبر گیران رہنا - اس گفت وشنید کے بعد تیسرے روز ماہ شعبان
ہجری سنہ ایکہزار دس مین عالم قدس کو روانہ ہوئے - مصرع بعالم نیست جز اللہ موجود -

یاد سید حسین

آپ شیخ جلال ہتہری کے چوتہے فرزند ہین - حافظ - زاہد - عارف - اور درویش تہے - اکثر وقت

ورد اور تلاوت مین گزرتا تھا۔ گجرات سے ہجری سنہ نوسو بیاسی مین خاندیس آگے تھے۔ یہان کے حاکم نے موضع جوکامہ مین وظیفہ مقرر کردیا۔ جوکامہ۔ پرگنہ جوبرہ مین ایک گانون ہے۔ آپنے اسی جگہہ گوشہ نشینی اختیار کی۔ تیس سال خداپرستی اور تن گدازی مین گزارے۔ پھر ماہ رجب ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین محمد پور کو چلے آئے۔ موضع محمدپور سرکار سارنگ پور مین ہے۔ محمدپور کا جاگیردار اپنے وقت مین یکتاے روزگار تھا ناہر خان نام تھا۔ آپ سے سابقہ شناسائی تھی۔ اور طبیعت بھی درویش دوست واقع ہوئی تھی۔ ان بزرگوار کی تشریف آوری سے جاگیردار نے بہت خوشی مانی۔

ناہر خان راے سلہدی کی نسل سے ہے۔ جو شمشیر بازی۔ جان بازی۔ سپہداری۔ دلیری۔ اور دلاوری مین اپنے زمانہ کا ایک ہی تھا۔ رائسین کے قلعہ پر مع اُس کے مضافات کے قابض تھا۔ چنانچہ اس کا قصہ ہندوستان مین کہانی کے طور پر گاتے ہین۔ اور ترانہ مین بجاتے ہین تقدیری کرشمہ آپکے باپ جہان خان کو بزرگون کی سرزمین سے خاندیس کی طرف کھینچ لایا۔ ناچار یہان پر قیام کی بساط بچھا دی۔ اور اس ملک کے امیرانِ اعظم مین سے ہوا۔ ہجری سنہ نوسو تراسی تھا۔ کہ یہان کے فرمان روا کو جہان خان کی نسبت ناراستی کا وہم پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے غصہ آیا۔ جہان خان کو سننے کی تاب نہ ہوئی۔ اپنے صاحب کے روبرو میان سے تلوار نکالی۔ اور چند لوگون کو خاک وخون مین ملایا۔ پہرہ والون اور حاشیہ نشینون نے جہان خان کو گھیرا۔ اور کام تمام کیا۔ جہان خان کے بڑے لڑکے نے یہ ڈھنگ اور فساد دیکھکر تمام خانہ نشینون کو۔ اور چھوٹی بڑی پردہ والی عورتون کو گھر مین بند کرکے آگ لگادی۔ اُس وقت مین ناہر خان کی عمر کم وبیش دو سال کی تھی۔ ناہر خان کو دایہ اٹھا کر باہر نکال لے گئی۔ بالآخر لوگون نے پالیا۔ اور اُس کو حاکم کے نزدیک لے گئے۔ ان ایام مین ایک حبشی بھی جہان خان نامی تھا۔ ایسا بامروت اور مردم شناس شخص تھا۔ کہ اُس کی مثل حبش کے ملک کا کوئی آدمی ہندوستان کی نظر مین نہین آیا۔ باپ کی مناسبت ہمنامی کے لحاظ سے ناہر خان۔ حبشی جہان خان کے سپرد کردیا گیا۔ اُس نے اپنی فرزندی مین لے کر پرورش مین پورا اہتمام کیا۔ جب زمانہ ہوش آیا۔ تو دانش مند اُستاد کے سپرد کیا۔ چند روز مین ناہر خان خوبصورتی اور نیک منشی سے آراستہ اور پیراستہ ہوگیا۔ سبحان اللہ عجب یوسف نما صورت کی نقاشی تھی۔ اگر بالفرض یعقوبی یا زلیخائی نظرِ عالمِ ملکوت سے عاریت لاکر نظر بازون کی آنکھون کو بخش دی جاوے۔ تو یہ لوگ پہلے ہی نظارہ مین محو ہوکر ایسے بے خود ہوجادین۔ کہ دوبارہ خوبی دیدار دیکھنے

کی تاب اپنی دور مین عقل مین نہادین - اور عجب و وسا نہ مزاج کا بنا ؤ سنگہار تھا - اگر ہزارون تماشائی دل اور آنکھین - عالم وحدت کے دانشمندون کی رائے سے روشنی مانگ کر اس کی شائستگی کو عمیق نظر سے دیکھین - تو بے انتہا اخلاق مین سے معمولی دریافت اور شناخت کے ایک شمہ کو بھی نہ پہونچ سکین - غوثی تعریف کا دروازہ مت کھولو - اور مجمل واقعات نگاری کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو -

القصہ ناہرخان کے روشن ضمیر پیر شاہ لطیف محمد جو قطب عالم بخاری قدس سرہ کے پوتون مین سے ہین - مرید کے جمال پر فریفتہ ہو گئے - اور مرید ایک حسین اور خوش گلو مطرب تحفہ نامی کی حسین آواز اور حسین صورت پر عاشق تھا - یہ عجیب بندہ ہے - جو یوسفی پیکر مین یعقوبی روح رکھتا ہے - اور ظاہر مین محبوب اور باطن مین محب ہے - اور راقم گلزار نے اِن دونون معشوق آسمان کے شمس و قمر کی خوبصورتی پر آنکھہ اور دل دے رکھا تھا - یہ تماشائی داستان بڑی لمبی چوڑی ہے - اِس کے جواہر جدا گانہ نظم و نثر کے تاگے مین پروئے جا رہے ہین - خدا کرے انجام کو پہونچ جاوے - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر برہان پور گیا - تو اُس صوبہ کے جاگیردارون کو دوسری جاگیرین دیدی گئین اس سلسلہ مین ناہرخان کو محمد پور من مضافات سارنگ پور مالوہ دیا گیا -

نوجوان اور سعید ناہرخان نے سید کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر جیسا کہ اوپر لکھا گیا - تمام مراسم ادا کئے - اور مسافر سید نے دنیا سے دل ہٹا کر ایک مہینے دس روز بعد تاریخ بارہوین شعبان مین نہایت سفر کو آنجہانی سفر کے ساتھہ دوش بدوش کیا - اور قصبہ کے کنارہ قبر بنائی گئی -

مصرع باد ابا سم سامی او حسن اختتام ؎

یاد قاضی عبدالقادر

آپ شاہ عبدالرزاق جھنجھانہ کے مرید - اور خلیفہ - اور قاضی محمود کے بیٹے ہین - قاضی محمود حاجی عبدالصمد اور شیخ عبدالغفور بہولہ کے پوتے - اور شیخ امان اللہ پانی پتی کے چچا کے بیٹے بھائی تھے قاضی عبدالقادر نے علم تصوف کی تحصیل شیخ امان اللہ کی خدمت سے کی تھی - جوانی شروع ہوتے ہی سیاحی کی ہوا - سر مین بھری - ہرایک لباس بدل کر - ہرایک ملک مین سیر و سیاحت کی - تین دفعہ حرمین شریفین اور بیت المقدس کی زیارت کر کے سعادت پرسعادت سے بہرہ یاب ہوئے - اثنائے سفر مین پیکر پرستون کی وضع بنا کر اُنھون کی بڑی بڑی پرستش گاہون مین پہونچے - اور یہان بھی دریافت

حقیقت کام مین لائے - اور سفر مین کسی جگہہ توشہ اور زاد راہ کو ہاتھ نہین لگایا - راستہ مین قدم عاشقانہ
رکھکر تمام دریاؤن اور جنگلون کو چھان مارا - اس کے بعد اُجین مالوہ مین آکر چند سال گوشہ مین بیٹھے - بالآخر
عزیزون کی عاجزی اور خواہش سارنگ پور مالوہ مین آپ کی اقامت کا سبب ہوئی - آپ کے عم مکرم -
سارنگ پور کے قاضی تھے - اُن کی رحلت کے بعد منصب قضا آپ کے نام ہو گیا تھا - لیکن آپ
کے دل سے بدستور وارستگی اور آزادی جوش کرتی رہی - اس سبب سے کئی دفعہ مسند قضا چھوڑ کر آپ
آوارہ ہو گئے تھے - ایک بار ایسا ہوا - کہ دس سال بعد دوست اور احباب بہت کچھہ جبت وجو کر کے
دور دراز ملک سے گوناگون فریب دیکر پھیر لائے تھے - القصہ کسی چیز کے ساتھہ ذرہ برابر بھی نشان
دلبستگی پایا نہین جاتا تھا - اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی ذات کے سوا - کسی شے کی طرف آپ کی ہمت کا رُخ
نہین تھا - قدما کے عربی اور فارسی اشعار جو صوفیہ عبارتون کے ساتھہ آراستہ اور آشنا ہوتے تھے -
فصیح البیانی کے ساتھہ اُن کی ایسی توجیہ کیا کرتے تھے کہ سننے والے وجد اور سلوک مین گرم ہو جایا
کرتے تھے - کہتے ہین - جس طرح آنے کے وقت آپ ہمہ نوع مجرد آئے تھے - اسی طرح بازگشت کے
وقت بھی بدن لباس اور احساس سے - اور دل تعلق اور خیال سے سبکدوش کر کے - عالم قدس کو
روانہ ہو گئے - **قاضی زندہ دل** آپ کی رحلت کی تاریخ ہے - جس مین ایک ہزار گیارہ عدد
نکلتے ہین - شیخ عثمان پسر شاہ منجھن بیان کرتے تھے - کہ تفسیر کا علم حفظ تھا - متشابہات کی تاویلات -
ناسخ و منسوخ کی تقدیم و تاخیر - مشکلات کا حل - مجملات کا بیان اعراب کی تخصیص - تعمیم - اور وجوہ -
حقیقت و مجاز کی شانِ نزول - اور قرآن کی عبارات اور استعارات کو خوب جانتے تھے - اور ہر جمعہ کے
روز جامع مسجد مین تفسیر قرآن بیان فرمایا کرتے تھے - جس مین مفسرون کے بہت سے قوانین کی رعایت
رکھتے تھے - رحلت کے روز بھی حسب عادت مقررہ سورہ مزمل کی تفسیر بیان کی - آپ کے بدن مین
لرزہ پیدا ہوا - تھوڑی دیر وصیت فرمائی - بعدہ جس طرح کہ لکھا گیا - اِس فانی جہان سے ملک بقا کو
کوچ فرمایا - **مصرع** شکر ایزد کز جہان آزاد رفت ؏

یاد شیخ مبارک صدیقی شطاری

آپ مرید تو شیخ جلال لوہانگی کے تھے - مگر خرقہ خلافت شیخ عبد الملک شطاری سارنگپوری
مالوی سے حاصل تھا - شیخ عبد الملک خلیفہ وجیہ الملۃ احمد آبادی کے ہین - آپ تصوف مین والی ملک

اور عرفان مین صاحب حشم تھے - ہجری سنہ نو سو اکیاسی تھا - کہ منڈو مین آئے - راقم کے رہنما شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین جوہر دعوت سیکھا - اور اجازت لی چند چلے بھی کئے تھے - دعوت کے جزئیات اور کلیات کو عمل مین لائے - استغنا کی بنیاد بہت استحکام کے ساتھ رکھی تھی - کسی اہل حکومت سے روزمرہ نقد - یا کھیتی کی زمین قبول نہین کی - تیس سال تک منڈو (مانڈو) مین رہکر توکل کی نوشدارو سے بیماری احتیاج کا معالجہ کیا اور ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری گودڑی جسم کے اوپر سے اوتار پھینکی - خوابگاہ منڈو - مصرع مبارک باد ملکِ جاودانش ؏

یاد شیخ علم الدین مجذوب

آپ رہتک کے باشندہ ہین - آپ کی بات ایزدی تقدیر کا نسخہ تھی - ایک روز مولانا منکن مفتی مہم کے دو راس گھوڑے گم ہو گئے تھے - مہم ایک گانون ہے رہتک سے بارہ کوس دور - چند روز بعد مفتی کے ہمنشینون نے کہا - اِس مجذوب سے گمشدہ مال کی حقیقت پوچھنی چاہیئے - چونکہ گم ہونے کو ایک زمانہ گزر گیا تھا - لہذا مالک مال کی راے اجازت نہین دیتی تھی - تاہم مفتی مجذوب کی ملازمت مین گئے - مجذوب جلدی سے پکار اٹھا - فلان دروازہ پر تلاش کرو - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - اور یہان سے گمگشتہ مال مل گیا - خوابگاہ رہتک - رحلت دسوین صدی کے اواخر مین مصرع

خرد قربان این دیوانگی باد ؏

یاد شیخ علی افغان

آپ اویسیہ مشرب مین چشتیہ سلسلہ کے مرید تھے - آپ کے پیر ارادت معلوم نہین ہین - کم و بیش پچاس برس تک مولانا مغیث اُجینی کے روضہ کی مجاور رہے - سو برس کی عمر پائی - حسین مظاہر سے تعلق خاطر رکھا کرتے تھے - قلندرون کی طرح تجرد مین زندگی گزاری - کسی مخلوق کی طرف احتیاج لیکر نہین گئے - اپنے گوشہ سے بہت کم کہین جانے کا اتفاق ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین راقم اُجین کو گیا تھا - تو آپنے کہلا بھیجا - کہ مجکو پیری جنبش سے باز رکھتی ہے - لیکن شوق اور آرزو دل سے جوش مار رہے ہین - از راہ ترحم اگر آپ چند قدم چل کر فقیر کے حجرہ مین آوین - اور آرزو کا شعلہ فرو کرین - تو نامناسب نہین ہے - کہین ایسا نہ ہو کہ اُخروی سفر پیش آکر گرانی - آزادی کو اذیت پہونچاوے - حسب اشارہ ملازمت مین حاضر ہوا - تو بے انتہا شگفتگی اور خوشی دونون طرف پیدا ہوئی - رخصت

کے وقت فرمایا - یہ درویش کی آخرین ملاقات ہے - چند روز بعد آپ کی رحلت کی خبر سننے مین آگئی -

خوابگاہ روضہ مغیثیہ قدس سرھما مصرع باد جانش روشن از انوارِ عشق :

یاد شیخ کمال محمد عباسی

آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی - شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد - اور نیز خلیفہ ہین - عالم - عارف - عابد - حافظ - اور محدث تھے - حدیث کی سند شیخ عبد الملک بنبانی سے حاصل کی تھی - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین وطن سے خاندیس کے راستہ اُجین مالوہ مین آئے تھے - یہین گھر تجویز کر لیا - اور شیخ اولیا کاپوی کی لڑکی سے کدخدا ہوئے - فتویٰ نویسی کا منصب ملا - کامل تیس سال اس مقام پر شرعی اور حکمی علوم کا درس دیا - اور مفتی بہ روایات پر فتوے لکھے - بیکاری کبھی آپ کے گرد پھٹک ہی نہین سکتی تھی - کیونکہ رات اور دن کی تقسیم آپنے اس طرح پر کر رکھی تھی - رات کا ایک ثلث حصہ باقی رہتا تھا - کہ اُٹھکر غسل کرتے تھے اور نماز تہجد کے اندر کبھی چھ اور کبھی سات پارہ قرآن پڑھتے تھے - یہان تک کہ صبح کی سفیدی نمودار ہو جاتی تھی - پھر دعاؤن اور ذکر جہر سے فارغ ہوکر نماز صبح ادا کرتے تھے - پھر وقت اشراق تک تلاوت کرتے رہتے تھے - نفل اشراق پڑھنے کے بعد زوال تک برابر درس دیتے رہتے تھے - پھر اہل سبق کے ساتھ کھانا کھاتے تھے - پھر ایک گھڑی کے انداز سے قیلولہ کرکے نماز ظہر کے واسطے اُٹھ بیٹھتے تھے - نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک لوگون کی مشکلات - فتویٰ نویسی سے حل کیا کرتے تھے - پھر شام کے بعد درویش دوستون کے ساتھ راز تصوف اور تحقیق کی باتین کرتے رہتے تھے - نماز عشا پڑھکر اندر گھر مین چلے جاتے تھے - شب کے اولین ثلث تک آیندہ روز کے سبقون کے مطالعہ مین مشغول اور منہمک رہتے تھے - اور شب کے درمیانی ثلث مین سے کچھ حصہ تو خانہ نشینون کے ساتھ - اور کچھ حصہ سونے مین صرف کرتے تھے - گیارہ سال کے آغاز سے چوّن سال تک اسی طریقہ پر زمانہ گزرا - ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین ایک خط فقیر غوثی حسن کے نام اس مضمون کا بھیجا تھا - کہ بنیاد عمر نہایت ناپائدار ہے - اعتماد کے لائق نہین ہے - شوق اس بات کو چاہتا تھا - کہ دوستان منڈو کے دیدار کے واسطے مین وہان آؤن - لیکن موانع حارج ہوئے - اگر منڈو والون کو کوئی عذر مانع نہ ہو - تو سیر اُجین کرنی چاہئیے - تاکہ باہم ایک دوسرے کا دیدار غنیمت سمجھکر تھوڑی دیر مل بیٹھین - مین حسب الحکم آپ کی ملازمت مین گیا - چند روز حقائق کی عید - اور معارف کا تحفہ

رہا۔ بالآخر اسی سال کی دسوین شعبان کو دوشنبہ کی شب مین ہر شب کے معمول کے موافق جس قدر طاقت مین گنجایش ملی۔ معینہ معتاد مین مشغول رہے۔ راقم بھی اُس وقت حاضر تھا۔ دو کلمون پر وصیت تمام کی اور شب کے اخیر حصہ مین ناسوتی مجلس سے منہ پھیر کر ملاءِ اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ خوابگاہ اُسی دالان مین اختیار کی۔ جس مین درس دیا کرتے تھے۔ مصرع یقین مبدان کمال از ملک مارفت۔

یاد شیخ تاج العاشقین پور عبداللہ سندہی

آپ کا نام محمد ہے۔ زاد بوم برہانپور۔ اور شیخ شکر محمد عارف کے خلیفہ ہین قدس سرہم حُسن آواز پر۔ اور حُسن سیرت پر شیدا رہتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار ایک کے آغاز سے چار سال تک راقم گلزار آپ کی۔ اور مسیح زمان کی ہمسائگی سے سعادت حاصل کرتا رہا۔ اس درمیان مین بارہا فرمایا کرتے تھے مین ایام طفلی مین مسیح زمان کا ہم مکتب۔ اور آغاز ہوش مین علوم عربی زبان کی تحصیل کے اندر اُن کا شریک تھا۔ عین شباب مین ایک آنکھ کی مردم فریب نگاہ نے میرا قدم راستہ سے ڈگا دیا۔ اور مسیح زمان کی ثابت قدمی گوناگون علوم کے دروازون کی کنجی ہوئی۔ بالآخر عقلی علوم مین حکیم عثمان بوبکانی کی شاگردی۔ اور نقلی اصطلاحات مین شیخ طاہر یوسف سندہی کی شاگردی کی۔ اور شرح منازل السائرین۔ نقد نصوص۔ شرح گلشن راز۔ اور کسی قدر شرح مواقف مسیح زمان کے درس مین بھی نکالین۔ ایک حسین مظہر کے حُسن پر عاشق تھا۔ کہ اِس درمیان مین چلہ نشین ہو گیا۔ اور نفس نافرجام کی لڑائی کے واسطے کوشش کے لئے کمر باندہی۔ ایک رات خواب کے اندر حقیقی معشوق کو مجازی محبوب کی صورت مین دیکھا۔

جس سال مین عرش آستانی اکبر شاہ نے اپنے خاص نزول سے صوبہ خاندیس کو مزین فرمایا تھا اُس وقت مین دیرینہ حاکم خاندیس کی دوستی کی تہمت لگا کر آپ قید مین بہیج دئے گئے تھے۔ پھر چند روز بعد دوستون کی صائب تدبیر کی بدولت اِس تیرگی سے نجات ملی۔ اِس کے بعد دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوئے۔ قلیج خان نامی سردار۔ شاہنشاہ کے امرائے اعظم مین سے تھا۔ اور عقلی و نقلی علوم سے آراستہ تھا۔ یہ سردار تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آیا۔ اور آپ کی خدمت کا بار از راہ ہمت اپنے ذمہ لیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین خان کا کوچ لاہور کو ہوا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین غرہ جمادی الاول کو آپ پنجاب مین پیکر پرست راجپوتون کی لڑائی کے اندر شہید ہو گئے۔

مصرع شہید و عاشق و درویش وو انا رفت از دنیا۔

یاد شیخ ابوسعید پور شیخ جگن کھندوتی

آپ کی رسمی علوم کی تحصیل کمال کو پہونچی ہوئی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین عالم ناسوت کو رخصت کیا - ملا کلامی کالپی کے فصیح شاعرون مین سے ہین انہون نے آپ کے واپسین سفر کا سال مصرع - فریاد ز بوسعید ثانی سے نکالا - اور کہا - ابوسعید جو صحابہ کبار مین سے ہین رضی اللہ عنہ ان کی نسل سے آپ کے ہونے نے لفظ ثانی کو معنیٰ بہی برابر کر دیا ہے - خوابگاہ کالپی اپنے پدر بزرگوار کے مرقد کے پائین مین اختیار کی رحمہما اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ کبیر برہنہ مالوی دیپالپوری

آپ کے باپ درزی - اور ہیکر پرست تہے - آپ مان کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تہے خرد سالی مین یتیم ہو گئے مان پرورش کے زمانہ مین تنگ رکہتی تہی - اسواسطے قصبہ دیپالپور کے قاضی شیخ عبدالقادر نے آپ کی کفالت اپنے ذمہ لے کر کبیر نام رکہا - کم و بیش پچیس سال اپنی زاد بوم مین رہے - پہر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین یہان سے چل کر دولت آباد مین جا رہے - جو دیپالپور سے چار کوس دور ہے - لوگ آپ کی خرق عادات بہت کچہ بیان کرتے ہین - راقم نے بہی بارہا آپ کا دیدار دیکہا ہے - اس مین شک نہین - آپ کی بیخودی مین آثار انبساط پاکر بہرہ یاب ہوا ہے - لیکن کوئی حرف یا کوئی حرکت ایسی ظاہر نہین ہوئی - جو آپ کی خرق عادت پر محمول کیجا سکتی - یا راقم کے ہی علم مین نہ آئی ہو - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین دنیا سے گزر گئے - مصرع دے پوشیدہ در تحت قبا بست -

یاد شیخ مرتضیٰ

آپ سید محی الدین ابن سید یحییٰ گجراتی کے فرزند ہین - زاد بوم برودرہ (بڑودہ) جو ایک بڑا شہر ہے احمد آباد اور بہروچ کے درمیان مین - آپ والا ہمت - نیک نیت - درست عقیدہ - شیفتہ دل تجرید دوست اور پیر پرست تہے - آپ کے پیر بیعت سید کالے شطاری برودرہ والے تہے - جو غوث الاولیاء کے خلفائے کرام مین سے ہین -

القصہ آپ نے حقیقی رہنما کی جستجو مین وطن سے سفر اختیار کیا - اور دوران سفر مین گزر برہانپور پر بہی ہوا - تقدیر مین لکہا تہا - جس کے بموجب شیخ لشکر محمد عارف کی ملازمت سے فیض

حاصل کیا۔ شیخ لشکر محمد عارف کی رحلت کے بعد سادات کی تلقین مسیح القلوب کے ہاتھ مین آئی ۔ سولی کے عشق مین بے انتہا آرام پاتے تے ۔ اور نیز حقیقۃً زیفتگی تہی ۔ چند چلے کئے ۔ اور خلوت مین بہی بیٹھے اِس آرزو مین کہ کیا چہوٹے اور کیا بڑے جملہ سادات کو ایزدی محبت نصیب ہو ۔ چونکہ فنا فی الشیخ کے مقام مین کمال استغراق تھا ۔ اسواسطے آپنے پیغمبر آخرالزمان **علیہ السلام** کو اپنے مرشد کے حلیہ مین عالم خواب کے اندر مشاہدہ کیا ۔ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین عنصری عالم سے ملکوت آباد کو کوچ فرما گئے ۔ خوابگاہ برہان پور مین شیخ بہکاری **قدس سرہ** کے حظیرہ کے روبرو اختیار کی ۔ ملا یونس سنبہی کہتے ہین پچہلے لوگون مین تو سلطان ابراہیم ادہم نے دائرہ ترک مین قدم رکہا تہا ۔ اور اس زمانہ مین سید یحیٰی بردورہ والہ بیخودی کا راستہ چلے ہین ۔ **مصرع** خسرو ملک بے نیازی بود ۔

یاد شیخ نصیر خان

آپ ترش خان کے بیٹے ۔ اور میان جمبوجی کے داماد ہین ۔ آپ کے آباد اجداد ۔ سہداری ضلع کے اندر پرگنہ گجرات مین رہتے تھے ۔ جس سال مین فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ ۔ گجرات فتح کرنے مین کامیاب ہوا ۔ اُسی سال آپ خاندیس کی طرف چلے گئے ۔ اور آہستگی کے ساتہہ ترک اور تجرید مین کمال پیدا کرکے توکل اختیار کیا ۔ یہان تک ہوا ۔ کہ کسی کام کو ہاتہہ نہین لگاتے تے ۔ اور کسی سبب پر دل نہاد نہین ہوتے تے ۔ نیستی اور گرسنگی کے ذریعہ سے دل کے اندر فروغ بڑہاتے تے ۔ آرزو اور حرص کا دروازہ آشنا اور بیگانہ دونون کے لئے مقفل رکہتے تے ۔ بہت کچہہ بہاگ دوڑ کے بعد خوش قسمتی نے میان جمبوجی کی ملازمت کی طرف آپ کی رہنمائی کی تہی ۔ احیاءالعلوم کے مطالعہ پر عاشق تے ۔ اور اسی پیمانہ پر اپنے اندرونی اعتقاد اور بیرونی اعمال کو جانچ لیا کرتے تے ایک روز آپنے مسیح زمان کی خدمت مین عرض کیا دنیا کا ترک کرنا ۔ حقیقت فہمی کی رو سے نہین ہے ۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے ۔ کہ مین گجرات مقام پر مغلون مین پہنس گیا تہا ۔ تو سپاہیانہ وضع ترک کرکے رہائی پائی تہی ۔ اب درویشی کا سبب اُس نذر کا ایفا ہے ۔ جس روز آپ نے اُخروی سفر اختیار کیا ہے اُس روز خداوند ہر دو عالم شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے بہائی کے بیٹے شیخ محمد بہاء الدین فرماتے تہے ۔ آج کے روز شیخ علی متقی دنیا سے جمال تقویٰ گور مین اپنے ساتہہ لے گئے ۔

مصرع گور او پر نور تقویٰ باد تا روزِ جزا !

یاد شیخ عبد اللطیف پور ملک شاہ گوری

معرفت ۔حقیقت ۔صفا ۔ اور صلاح ان جملہ صفات کے آپ مالک تھے ۔ آپ کے حالات
اصلح الناس حافظ صالح محمد نے بہت کچھہ بیان فرمائے تھے ۔ اُن مین سے کسی قدر حالات جو یاد ہین
وہ یہ ہین ۔ آپ کی زادبوم نہروالہ ہے ۔ ہنوز آپ کا زمانہ ہوش نہین آیا تھا ۔ کہ پدر بزرگوار کوچ فرما گئے ۔ چندروز
بعد خدا طلبی کی شورش آپ کے سر مین پیدا ہوئی ۔ اور اسی اثنا مین شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر جانپانیری
کی ہدایت کا شہرہ سننے مین آیا ۔ لہذا قلعہ جانپانیر مین آکر خواہان ہدایت ہوئے ۔ شیخ صدر الدین کی ملازمت
سے درویشی اور صفا کا طریقہ حاصل کیا ۔ اور ریاضت کے ذریعہ سے نفس کی گوشمالی کر کے ۔ مرتبہ
کمال کو پہونچے ۔ ہجری سنہ نوسو ستر مین اجازت ملی ۔ کہ حضرت غوث الرحمن کے مقدس روضہ
کی آستانہ بوسی کے واسطے آپ گوالیار کو جاوین ۔ اثناے راہ مین جب نارنول پہونچے ۔ تو
شیخ نظام ابن شیخ عبد الکریم نارنولی کی خدمت مین بہی حاضر ہوئے ۔ جب بیان ماجرا ہوا ۔ تو سفر کا
مقصد بہی دریافت کیا گیا ۔ جواب دیا ۔ حضرت غوث الرحمن کے مرقد مبارک کی زیارت کا شوق سر مین
بہرا ہوا ہے ۔ یہ تقریب پاکر صاحب مکان نے کسی قدر اپنی کیفیت بیان کی جو آغاز سیر و سلوک مین
پیش آئی تہی ۔ اس ضمن مین تقریر شروع کی کہ ”فقیر نظام چند مدت تک غوثیہ خانقاہ مین کلبہ نشین
رہا تھا ۔ حضرت غوث الرحمن کی عنایت سے بحسب ظاہر و باطن بہت کچھہ فیض پایا ۔ اور آپ کے
بار احسان کے نیچے میری گردن ہمیشہ دبی رہے گی“

القصہ شیخ نظام سے رخصت ہو کر دہلی مین پہونچے ۔ اس شہر ولایت کے مشائخ کی ملاقات
اور مقابر کی زیارات کو قدس اللہ اسرارہم اپنے حسن نیت کی علامت سمجھکر غنیمت جانا ۔ پہر
دہلی سے دار الخلافہ آگرہ مین آئے ۔ یہان پر حضرت غوث الرحمن کے صاحب زادہ شیخ ضیاء اللہ تشریف
رکہتے تہے ۔ ان کی مشکل کشا خدمت کے فیض سے بہت کچھہ شرف اور سعادت کا حصہ لیا ۔ جب
مخدوم زادہ کی اجازت لیکر گوالیار مین پہونچے ۔ تو اپنے گرد آلودہ رخسارہ در روضۂ پاک کے آستانہ کی خاک پر
رگڑ کر اُس مین آفتاب کی سی روشنی پیدا کی ۔ اور حظیرہ کے گرداگرد رہنے والون کی مصاحبت سے
کامیاب ہو کر مقام سنیچرا مین ذکر اور فکر کے ساتھہ متواتر دو چلے کہینچے ۔ سنیچرا پہاڑ کے دامن مین ایک

غار ہے۔ گوالیار کی عمارتون سے سات کوس دور۔ اور حضرت غوث الرحمن بھی ابتداے سلوک مین اُسی جگہہ چلہ نشین ہوئے تھے۔ اُس مقام پر چند حجرہ۔ چھجہ۔ نہر۔ حوض۔ اور سایہ دار درخت ہین۔ جب چلہ سے فراغت ہوئی تو باحقیقت سجادہ نشین شیخ عبداللہ پسر غوث الاولیا کی ملازمت سے اور نیز دیگر باعظمت مخدوم زادون اور خلفا کی خدمت سے واپسی کی اجازت لی۔ آپ کی ہمت کا منتہیٰ یہ تھا۔ کہ مرشد کی قدم بوسی حاصل کی جاوے۔ چنانچہ جانپانیر مین پہونچکر کامیاب ہوئے۔ جب شہر جانپانیر ویران ہونا شروع ہوا۔ تو آپ شہر برودرہ (بڑودہ) مین چلے گئے۔ یہان پر صاحب مکان اور کدخدا ہوئے۔ ایک دفعہ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مالوہ کے راستہ سے گوالیار کی طرف کا احرام باندہا تھا۔ جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے۔ تو آپ کے قدمون سے راقم کے مہمانخانہ کو بھی شرف صفا حاصل ہوا تھا۔ اِس کے بعد بقیۃ العمر اپنے حجرہ سے سیر وسفر کا عزم آپ کی خاطر مین کبھی آیا ہی نہین۔ اور توکل وتسلیم مین خوش رہکر کشادہ پیشانی کے ساتھہ اوقات گذاری کی۔ مگر مسیح الاولیا کے دیدار کا شوق آپ کو ایک دفعہ برہانپور کی طرف دامن کشان لے گیا تھا۔ اور حُسن اتفاق تھا۔ کہ اُن ایام مین فقیر بھی اُسی جگہہ موجود تہا۔ چند روز دوستانہ گفت وشنید کرکے اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ یہ آپ کا محققانہ کلام ہے۔ فرماتے تھے۔ سلوک کے جنگل مین سفر کرنے والون کو مرشد کی جست دہو مین بھاگ دوڑ کرنا سیر الی اللہ کی منزلین طے کرنے مین داخل ہے۔ اور مرشد کامل کا مل جانا سیر مذکور کا واسطہ ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین جسمانی تنگ کوچہ سے روحانی وسعت آباد کو روانہ ہوئے خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مصرع

سالکِ مالکِ طریقت بود

یاد شیخ پیر محمد

آپ عبدالحکیم ابن شیخ جلال محمد قادری برہانپوری کے بیٹے ہین۔ فضیلت ودانشمندی اور صلاح وپرہیزگاری کے چشمہ تھے۔ شیخ یوسف مفتی بنگالی۔ استادی شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے تمام شاگردون مین مقدم اور پیش رو تھے۔ اِن کے درس مین آپ نے التزام کرکے رسمی علوم تحصیل کئے تھے۔ جب تحصیل تمام ہوگئی۔ تب سے لیکر واپسین نفس تک سلسلہ درس کا۔ اِس روش کے ساتھہ جاری رکہا۔ کہ نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد شام تک طلبا

کے درس دینے مین مشغول رہتے تھے۔ آپ کے مدرسہ مین کبھی تعطیل نہین ہوتی تھی۔ بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے عالم ہوئے۔ ایک روز والی ملک خاندیس نے آپ کو بے انتہا تعظیم کے ساتھ اپنی مجلس مین تشریف آوری کی تکلیف دیکر۔ یہ بات درمیان مین لایا۔ کہ بادشاہی خواہش یہ ہے آپ جیسے لوگ ملازم حضور ہون۔ آپنے جواب دیا۔ مین ایسے گروہ کی خدمت سے جو علم کا حاجت مند ہے۔ اپنی اوقات مین فرصت نہین پاتا ہون۔ جس سے فرصت کے وقت پیشگاہ خداوندی مین اپنے تئین پہونچا سکون۔ لہذا جس طریق سے تمام عمر گزری ہے۔ اسی طریق سے اگر مجکو حکم آزادی رہے۔ تو مراحم خسروی سے بعید نہین ہے۔ پھر فرمایا۔ ہم ہر روز آپ کو بلانا نہین چاہتے ہین۔ نہ فقرا کے افادہ سے باز رکھتے ہین۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ جب کبھی موقع سے طلب کی نوبت پہونچے۔ تو حاضر ہونا چاہیے آپ نے اس فرمانے کا جواب خاموشی مین دیکر گفت وگو کا سلسلہ ختم کیا مسیح القلوب کہتے ہین۔ کہ آپ دوسری بار۔ والی ملک کے دولت خانہ پر نہین گئے۔ اور میرے پاس آکر ظاہر کیا۔ اس شرم سے کہ مین بادشاہون کے دربار مین ہو آیا ہون۔ دینی دوستون کے روبرو نہین ہو سکتا ہون۔ کہتے ہین۔ بہت مدت نہین گزری تھی۔ کہ والی ملک اور نیز آپ دونون فانی جہان سے۔ جاودانی سرائے کو چلے گئے

ارباب عبرت وقیاس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ کہ سعید دولت مندون کو۔ اگر خلوت آشنا درویشون کی صحبت کی آرزو پیدا ہو۔ تو اجازت مانگ کر خود اُن کے گھر جانا چاہیے۔ اپنے گھر قدم رنجہ فرمانے کی اُن کو تکلیف نہین دینا چاہیے۔ نعم الامیر علی باب الفقیر ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین دنیا سے چلے گئے۔ خوابگاہ برہان پور۔

یاد شیخ عبداللہ ابن شیخ وجیہ الدین احمد آبادی

آپ کی ذات مین تمام عقلی ونقلی علوم جمع تھے۔ کسبی اور کشفی دقیقے آپ سے حل ہو جایا کرتے تھے۔ ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کے حقائق کا جلوہ آپ کے اوپر ہوتا تھا۔ عالم صوری اور عالم معنوی کی معرفت حاصل تھی۔ اور نیز اپنے پدر بزرگوار کے ظاہری کمالات اور باطنی خزانون کے وارث تھے۔ کم وبیش دو قرن آپ کے والد ماجد کے درس کا زمانہ ہے۔ اس مدت مین ایک گھڑی بھی خدمت اور حضور سے جدا نہین ہوئے۔ ہمیشہ باپ کی کامبخش دانش وبینش سے فائدہ اُٹھایا

اور ہر دو جہان کی فلاح اور معرفت حاصل کی۔ کہتے ہین۔ جب امکان کی عاریتی چادر اوتار پہینکنے کا وقت وجیہ الملۃ کا نزدیک آپہونچا۔ تو اُنہون نے خرقہ خلافت اور فرمان اجازت آپ کو عنایت فرماکر ظاہرًا اور معنیً اپنا جانشین کیا۔ جب آپ مسند پر جلوس فرما ہوئے۔ تو عنصری پیکر کو یہان تک گھلایا۔ اور روحانی لطیفہ کی پرورش اس حد تک پہونچائی۔ کہ آپ کے قوت یومیہ کے واسطے صرف شربت کا ایک پیالہ۔ اور سحری کی ایک ڈلی کفایت کرتی تہی۔ سبحان اللہ ان دونون بزرگون مین عجب یکتائی اور یگانگی تہی۔ کہ کوئی مقیم یا کوئی مسافر یہ معلوم نہین کرسکا کہ مقام دوسرے جانشین کے سپرد ہوگیا ہے۔ وہی سابقہ روش جاری تہی۔ ایک شخص تاش بیگ نام۔ سعادت مند دہنیتی نواب کامیاب اعظم خان کے پرانے ملازمون مین سے ہے۔ اور وہ آج کل آپ کی خدمت کی برکت سے سرداری کے درجہ کو پہونچ کر شہنشاہی منصب دارون مین داخل ہوگیا ہے۔ اُس کا بیان ہے جس سال نواب نے اطراف سورت کی فتح کے واسطے لشکرکشی فرمائی تہی۔ تو وہان پر ایک عظیم جنگ ہوئی۔ لشکرون کے مقابلہ مین مجہپر وقت تنگ ہوا۔ تو مینے درست اعتقاد اور صادق نیت سے شیخ عبداللہ کی یاد اپنے دل مین کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہنگامہ فرو ہونے کے وقت تک آپ کی صورت شریف کو مین اپنے گرداگرد ہر وقت دیکہتا رہا۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ کی نگہبانی کی برکت سے مین میدان جنگ سے جہان سو جانین ایک جو کی برابر بہی حیثیت نہین رکہتی تہین سالم اور غانم نکل آیا۔ اور مقابل لڑنے والہ پر فتح پائی۔ روایت ہے۔ کہ صادق محمد خان کا ایک عمل والا تہا وہ خیانت کی تہمت مین ماخوذ ہوا۔ اور قیدخانہ مین بہیج دیا گیا۔ اُس کا ایک بہائی تہا جو ہمیشہ شیخ کی خدمت مین آتا جاتا تہا۔ وہ اپنے بہائی کی رہائی کے واسطے فاتحہ کی التماس کیا کرتا تہا۔ چونکہ تمام کامون کا ہونا اپنی اوقات پر منحصر ہے۔ اسواسطے آپنے کوئی دعا نہین کی۔ اسی طرح ایک مدت گزرگئی۔ ایک روز بے موسم کا ایک سیب شیخ کے ہاتہ مین تہا۔ وہ سیب شیخ نے قیدی کے بہائیون کو دیا۔ اور فرمایا۔ ملاوہ قیدی کے پاس پہونچادو۔ ہنوز اُس نجات بخش میوہ کی خوشبو قیدی کے دماغ مین نہین پہونچی تہی۔ کہ صادق محمد خان نے کمال نرمی اور مہربانی سے اُس کو یاد فرمایا۔ اور کہا یہ بیچارہ یون ہی ناحق قیدخانہ مین پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی وقت بیڑیان پاؤن سے کاٹ کر حاضر کیا گیا۔ اور ایک عمدہ خدمت اُس کو دی گئی۔ مصرع آفتاب معرفت یک لمعہ رخسار اوست ؛

یاد شیخ منور

آپ عبد المجید ابن عبد الشکور ابن حاجی سلیمان - ابن اسرائیل کے بیٹے ہین - اپنے جد بزرگوار کے مرید تہے - صورت اور سیرت مین دل فریبی - اور بیان مین اور نظر مین دلربائی بہت کچہہ تہی - اکثر علمائے زمانہ کے جلسہ مین اپنی حسن تقریر سے امر مناظرہ کو ترددکے الجہاؤ سے نکال کر تحقیق کے درجہ کو پہونچا دیتے تہے - جب میر فتح اللہ شیرازی بیجاپور دکن سے عرش آستانی اکبر شاہ کے فرمان کے بموجب دار السلطنۃ آگرہ مین آئے - تو ایک روز شیخ منور سے بہی عقل و دانش کی باتین ہوئین - بہت سی پرانی لاینحل باتین آپ کی موشگافی سے راہ راست پر آگئین - شیرازی عالم نے آپ کی تعریف مین فرمایا - سیر ہند کرتے ہوئے ایک مدت گزر گئی - اس مدت مین آج شیراز کی مہک آرزومند دماغ مین پہونچی ہے - کہتے ہین - قبل اس کے - کہ فرمان روائے اقلیم کی ملازمت مین آپ داخل ہون چوالیس سال برابر تمام کتب متداولہ کے درس کو اپنے جوہر بیان سے - آرائش بخشتے رہے - باوجودیکہ فتویٰ نگاری کا بڑا بہاری وزن آپ کی گردن پر تہا - لیکن درس کے واسطے جمعہ کے روز بہی تعطیل نہین کرتے تہے - کہتے ہین - عزیز الحق شیخ عبد العزیز دہلوی کے بڑے بیٹے شیخ قطب عالم کو سیاحی کا بڑا شوق تہا - اور اس شوق نے ان کو قلندرانہ لباس پہنا کر سفر کے سلسلہ مین ڈال دیا تہا - جب شیخ قطب عالم لاہور مین آئے - تو ایک روز تماشائیون کے طور پر منوری درس گاہ مین بہی گزر ہوا - چونکہ علم کا مزہ چکہا ہوا تہا - آپ کی شیرین بیانی پر فریفتہ ہوگئے - قصہ کوتاہ - وہ ایک لحظہ کا عبور - دلدادگی کا سبب ہوا - اور تلویح اصول فقہ کا سبق شروع کر دیا - چند سال کے اندر ظاہری فیض و فضل کا سرمایہ بہت سا جمع کر لیا - اور کمال کے معیت مین اپنے وطن کو معاودت فرما کر آبائے کرام کے طریقہ کو رونق بخشی - اور سجادگی کا چراغ روشن کر کے روز افزون اس کی روشنی بڑہائی -

شیخ منور کے بیٹے شیخ کبیر کہتے ہین - شمس الدین علی گیلانی کو اکبر شاہی عنایات سے حکیم الملکی کا خطاب تہا - مولانا شاہ محمد شاہ آبادی کی طرف اپنی شاگردی کی نسبت کرتے تہے - ایک روز موقع آگیا - تو حضور شاہنشاہی مین عرض کیا کہ تفسیر بیضاوی پر - اور نیز دیگر متہیانہ کتب پر - شاہ آبادی استاد کے لاینفع اعتراضات ہین - اکثر علمائے زمانہ نے حل اعتراضات کے میدان مین جواب کی

ڈہال، اور تلوار - کمر سے کہول کر رکہہ دی ہے - اِس طرح سے شاہ آبادی اُستاد سب پر غالب آئے ہین - خلاصۂ کلام یہ ہے - کہ شاہنشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا - کہ علما کا جلسہ فراہم کر کے اس تقریر کو درست اور صاف کرنا چاہیے چنانچہ عقلون کے امتحان کا جلسہ قایم کیا گیا - گیلانی نے کہا - اِذِابتلیٰ اِبرَاھِیمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ اس آیۃ کی تفسیر پر اعتراض ہے - شیخ منور نے معترض سے اعتراض کی صورت دریافت کی - اور اثناے بیان مین جواب دیا - کہ ضمیر کے راجع اور مرجع کے متعین کرنے مین تساہل ہوا ہے - اگر ایسا کہا جاوے گا - تو اعتراض پیدا نہین ہوگا - اور مراد مین بہی خلل واقع نہ ہوگا - حکیم الملک نے نامنصفانہ جانب داری کی - اور تقریب پر نظر کر کے ایسی گفت وگو کی جو حد ادب سے متجاوز تہی - شیخ منور نے شہنشاہ سے بذریعہ قرعہ حکم کے واسطے التماس کیا - قرعہ قاضی صدر الدین لاہوری کے نام سے نکلا - قاضی نے بیضاوی کی عبارت - اعتراض - اور جواب - اِن تمام باتون کو منصفانہ نظر سے دیکہکر فرمایا - آج کے روز اگر قاضی ناصر الدین بیضاوی موجود ہوتے - تو شیخ منور کی دوربین طبیعت کی داد دیتے - یہ معما کی مثل نمایش کی بات بدون تعین اسم کے اس واسطے لکہی گئی ہے - تاکہ فنون اور علوم کے اندر شیخ منور کی دقیقہ شناسی اور سخن آفرینی ظاہر ہو جاوے - کہ مجلس علم کی ہم نشینون کے مقابلہ مین کس درجہ پر تہی -

ہجری سنہ نوسو پچاسی مین آپ کو صدارت صوبہ مالوہ کا عالی قدر منصب عطا ہوا - علماء ارباب ریاضت - اور عاشق مزاجون کے ساتہہ اس عمدگی سے پیش آے - کہ تمام لوگ اوقات اجابت مین - آپ کے لیئے دعاے خیر کے واسطے آسمان کے سامنے ہاتہہ پہیلاتے تہے - اور چند سال تک سارنگ پور مالوہ مین قیام فرما کر اس صوبہ کے طالبان علم کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو پچانوین مین عضد الدولہ علامہ عصر میر فتح اللہ شیرازی کو جو صاحب دانش ملا میرزا جان کے ہمدرس - اور میر غیاث الدین منصور کے بالواسطہ شاگرد مشہور تہے - صوبہ مالوہ کا منصب صدارت ملا - جب میر فتح اللہ سارنگ پور مین پہونچے - تو شیخ منور نے مقدمہ طوالع کی شرح علامہ کے سامنے پیش کی جس کو خود عقیم اور منتج اشکال کے مطالب مین لکہا ہے - اور جس کو وہ اپنی سخن آفرین طبیعت کا نتیجہ فکر سمجہتے ہین - دوسرے روز علامہ نے فرمایا - مینے اس باب مین چند باتون کا مسودہ کیا ہے جن سے جواب پر اعتراضات واقع ہوتے ہین - کسی شخص کو میرے ہمراہ کر دیجئے - مین اُن کو

صاف کرکے۔ اُس شخص کے ہاتھہ خدمت مین بھیج دون گا۔ شیخ کا بھیجا ہوا شخص۔ دو تین منزل گیا۔ اور بے جواب واپس آیا۔

تحصیل علوم مین آپ کے پاس سند عالی تھی۔ آپ کے خالو شیخ سعد اللہ۔ اپنے وقت کے عالم اور خدا شناس تھے۔ آپ اُنہین کے شاگرد ہین۔ شیخ سعد اللہ کے حالات کسی قدر اس گلزار مین تحریر ہو چکے ہین۔ دیگر یہ ہین کہ شیخ سعد اللہ نے تحصیل علم کا آغاز ہی کیا تھا۔ کہ اپنے پدر بزرگوار شیخ ابراہیم جامع کی شاگردی مین داخل ہوئے۔ پھر جب پدر بزرگوار کو اُخروی سفر پیش آیا۔ تو بقیہ تحصیل دار السلطنۃ لاہور مین آکر مولانا عبد الرحمن ملتانی کے درس مین تمام کی جن کو ثانی امام اعظم کہتے ہین مولانا عبد الرحمن۔ اپنے والد ماجد شیخ عزیز اللہ کے شاگرد ہین۔ اور شیخ عزیز اللہ نے باتفاق شیخ ابراہیم جامع۔ جامع کے پدر بزرگوار مولانا فتح اللہ کی خدمت سے تحصیل علوم کی تھی۔

شیخ جمالی کنبو نے سیر العارفین مین مولانا فتح اللہ کی بہت کچھہ تعریف لکھکر تحریر کیا ہے۔ کہ مینے مولانا کو۔ اور مولانا کے بیٹے جامع کو دیکھا ہے۔ اور اُن کے درس کے جلسہ مین آمد ورفت رکھی ہے۔ اُس زمانہ کے تمام فضلا مولانا کے ساتھہ مستفیدانہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور مولانا فتح اللہ۔ مولانا سناء الدین شیرازی کے شاگردون مین سرگروہ تھے۔ مولانا سناء الدین۔ میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہین۔ شیخ سعد اللہ کی تحقیقات یہ ہے۔ کہ مولانا فتح اللہ نے دہلی مین بھی مولانا موسی جبیری سے بہت سے علوم اور فنون حاصل کئے۔ اور اُنہین کی اجازت سے درس کی مسند کو اپنے جلوس سے آرایش بخشی تھی۔ مولانا موسی جبیری۔ علامہ تفتازانی کے بزرگ شاگردون مین سے ہین۔

مصنفات منوری کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) شرح طوالع (۲) شرح بدیع البیان مسمی بحدائق البیان (۳) رسالہ موسوم بہ حق صریح یہ رسالہ سب کنندگان رسول علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارہ مین ہے۔ العیاذ باللہ اور رسالہ مذکور۔ رسالہ مخدوم الملک مولانا عبد اللہ لاہوری کی رد مین لکھا گیا ہے۔ جس مین مذکورہ بالا سیاہ باطن جماعت کی توبہ کا قبول ہونا ثابت کیا گیا ہے (۴) شرح قصیدہ بردہ۔ (۵) تفسیر درر النظیم فی ترتیب آلاے والسور الکریم (۶) تعریب بحر المواج تفسیر قاضی شہاب الدین۔ پانچ برس گوالیار کے قلعہ مین آپ قید رہے تھے۔ اس مدت مین ان دونون

تفسیرون کا مسودہ کر لیا تھا - چاہتے تھے کہ نظر ثانی سے تصحیح کر کے صاف کر لیا جاوے - مگر اس درمیان
مین فرمان روائے زمانہ کا دل آپ پر سخت نامہربان ہوا - اور آپ کی تمام کتابین جو کم و بیش ڈیڑھ ہزار
جلدین تھین - ورق ورق کر کے - بادشاہی کتب خانہ مین لی گئین - آپ کی تمام تصنیفات اِس
اس درمیان مین دریائے نیستی کا لقمہ بن گئین - مگر ایک کتاب درر النظیم بچ گئی - جو قید خانہ
مین مصنف کے پاس رہ گئی تھی -

القصہ - اُسی سلطانی قہر کے جوش مین حکم صادر ہوا - چنانچہ آپ کو قلعہ گوالیار سے دار الخلافہ
آگرہ مین لے گئے - جو چند روز زندگی کے باقی رہے تھے - نہایت تنگی اور تاریکی مین آپ نے بسر کر کے
تاریخ بارھوین ذی قعدہ ہجری سنہ ایکہزار گیارہ مین کون و فساد کے جہان کو رخصت کیا - غربا اور فقرا کے
مزرعون مین خاک کے اندر سپرد کر دیئے گئے - مگر آخر کار ماہ محرم ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین آپ کے
فرزندان کرام ایک مناسب تدبیر سے آپ کی نعش خاک آگرہ سے نکال کر دار الاسلام لاہور مین لائے
اور اپنے آبا و اجداد کے روضہ مین دفن کیا **مصرع** رنج خمار بادۂ دانش چنین بود ؎

یاد شیخ داؤد جہنی وال

آپ کا وطن عماد پور ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک کوچہ ہے - آپ کے چھوٹے بھائی شیخ خلیل کا
بیان ہے - کہ پیشہ وری چھوڑنے کا اولین باعث یہ ہوا - کہ ایک روز آپ کے ساتھ دوسرے ہم عمر اطفال
ایک گلی مین کھیل رہے تھے - اُس گلی مین شیخ بدہن گودڑیہ کا گزر ہوا - آواز دی - کہ جس کسی کے پاس کچھ
ہو - اِس گدا کو دو - تمام لڑکے بھاگ گئے - آپ نے دلیری کر کے ایک تانبے کا پیسا ہاتھ پر رکھکر نہایت
ادب کے ساتھ پیش کیا - شیخ بدہن نے وہ پیسہ لے لیا - اور اپنے منہ کا لعاب اُس نوجوان کے منہ مین
ڈالا - بس اسی مین ہو پہنچ گیا - جو کچھ نصیب مین تھا - اُس وقت سے خدا طلبی کی چنگاری دل کے صفحہ مین
جا پڑی - دنیا پرستی کی عادت اور خیال کو اُس کا آئینہ بنا دیا - اور خدا شناسی کی شورش دماغ مین پیدا
ہوئی - دنیاوی محبت کی رسم و عادت کو تھوڑا تھوڑا کم کر کے خدا شناسی مین زیادہ کیا - یہان تک نوبت پہونچی
کہ اُس چنگاری مین شعلہ پیدا ہوا - اور شورش جنون سے جا ملی - جو ہندی اشعار عشق اور شیفتگی اور تجرید
و توحید کی یاد دلاتے تھے - اُن کے پڑھنے - سننے - اور کہنے کا ہمیشہ ولولہ تھا اِس سبب سے آپ کا
غریب خانہ گویا سرود و سماع اور رقص و رقت کا معرکہ تھا - جب یہ شہرہ - فرمان روائے زمانہ

اکبر شاہ کے کان مین پہونچا - تو آپ کی ملاقات کی آرزو - روز بروز بڑھنے لگی - **بیت** -

چو آید جلوہ حسن از رہ گوش	زجان آرام بر باید ز دل ہوش

ایک روز بادشاہ نے فرمایا - کون سے ایسے طریقہ سے مین آپ کو طلب کرون - جو آپ کا دل آزار نہ مانے - ایک مزاج شناس کارپرداز نے عرض کیا - شاہنشاہی اقبال سے یہ مہم اس خوبصورتی سے سر کی جاسکتی ہے - کہ ہروقت شگفتگی - آپ کی خاطر کے آس پاس ہی بنی رہے گی - فوراً حکم ہوا - کہ بہت جلد اپنے تئین آپ کی خدمت مین پہونچا کر قول کو فعل کے سانچہ مین ڈھال دکھاؤ - جب بھیجے ہوئے شخص نے آپ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کیا - تو دو روز تک ہمت سے آپ کے مزاج اور طبیعت کی جاسوسی کا کام لیکر آپ کی ہم زبانی کا طریقہ پہچانا - تیسرے روز آپ سے کہا - خدائے تعالیٰ فرماتا ہے - کہ اس ملک سے چل کر راہ آگرہ - اختیار کرو - آپ بے تامل سیر و تماشا سمجھکر روانہ ہوئے - چند روز بعد دارالخلافہ مین آ پہونچے - جب درویش کی تشریف آوری کی خبر - بادشاہ کے حضور مین ہوئی - تو بادشاہ نے شیخ ابوالفضل مبارک کو فرمایا - کہ آنے والے کی خدمت مین حاضر ہو - اگر تمہاری رائے ہوگی تو مین خود حاضر ہو کر ملاقات کرونگا - وگرنہ درویش کو اپنے ہمراہ نہایت عزت و حرمت کے ساتھ - شاہنشاہی حضور مین لے آؤ - جب شیخ ابوالفضل درویش کی خدمت مین حاضر ہوئے - تو معرفت اور حقیقت کی باتین بہت کچھ ہوئین شیخ ابوالفضل نے دریافت کیا - آپ نے خدا کو کیسے پہچانا - جواب دیا - اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کی ذات - شناخت کے درجہ سے ارفع اور اعلیٰ ہے - عرفان کا ہاتھ صرف مبادی صفات کے دامن تک پہونچ سکتا ہے - متاثر جس اثر کا ظہور - موثر کی طرف سے اپنے مین نہین پاتا ہے - اُسی کے مناسب کوئی اسم - اللہ تعالیٰ کی ذات **جلت عن الادراک** کے واسطے قرار دیتا ہے - اور اُسی اسم کے ساتھہ دعوت اور عبادت کرتا ہے لیکن جس جگہہ اُس کی ہویّۃ ہی ہویّۃ ہے - وہان پر اسم اور مسمی دونون کا راستہ بند کردیا گیا ہے ابوالفضل - اس کو تم اس طرح سمجھو - شیرین میوون کو شکر کے ساتھہ تعبیر کرتے ہین - یہ بات یقینی ہے - کہ حقیقت مین اُن میوون کی نہ ذات شکر ہے - اور نہ نام شکر ہے - شیخ ابوالفضل نے گزارش کیا - سلطان کی خواہش یہ ہے - کہ مجکو سعادت ملازمت اسی جگہہ حاصل ہو - تو بہتر ہے جواب دیا جس شخص نے عزم کرکے تین سو کوس قدم فرسائی کی ہوگی - وہ شخص دیگر چند قدم ہی دریغ نہ کریگا

اور اپنی جگہہ سے اُٹھکر شیخ کے ہمراہ شاہنشاہ کے حضور مین چلے آئے - جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا - تو درویش دوستی اور محبت کے مراسم نہایت شوق سے بجالایا - اور فرمایا - کوئی بات کیجے درویش نے جواب دیا - کوئی بات پوچھئے جس کا جواب دیا جاوے - پھر فرمایا جو گنج معرفت آپ کے پاس ہے - اس مین سے کچھہ ہم کو بھی دیجئے - اور اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کے عطا کئے ہوئے جو خزانے ہم کو سپرد کئے گئے ہین - اُن مین سے کچھہ آپ طلب فرمائے - درویش نے جواب دیا - کہ نہ مین کچھہ رکھتا ہون - جو آپ کو دون - اور نہ آپ کچھہ رکھتے ہین - جو مین طلب کرون - ہر چند روز دار السلطنة کا تماشا کرتے رہے - جب وطن کو واپس جاتے تھے تو راستہ چلتے چلتے قصبہ سانبھر مین پہونچے - جو ہندوستان کا نمک زار ہے - مقام اچھا معلوم ہوا - اسی جگہہ ٹہیر گئے - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین اُخروی سفر کو روانہ ہوئے - خوابگاہ سانبھر - جو راجہ مان سنگہ کچھواہہ کے جاگیر مین قدیم الایام سے مقرر ہے راجہ مان سنگہ - اکبر شاہی بزرگ امرا مین سے ہین - جن کو شاہنشاہ کی عالی توجہ اور عنایت نے صوبہ مالوہ کے شرقی حصہ کا افیسر بنا دیا تھا - ایک لاکہ سوار کی جاگیر ہے - **مصرع**

نگین با دنقش گفتارش ؛

یاد مولانا خواجہ محمد باقی

آپ قاضی عبد السلام کے بیٹے - اور مولانا خواجگی آمکنگی کے مرید ہین - جو اصحاب[1] اِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کے استثنا مین داخل ہین - اور نیز جو ارباب[2] عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا کی صفت سے موصوف ہین - ان کے زمرہ مین آپ داخل تھے - زاد بوم کابل ہے - ماوراء النہر کے شہرون مین - کتابی علم تحصیل کرنے کے بعد ہندوستان کی ہوا - راہ غربت مین آپ کی قدم فرسائی کا باعث ہوئی - جب آپ دار السلطنة لاہور مین پہونچے - تو شیخ فرید بخاری اکبرشاہ کی بخشی بیگی - جو نہایت غریب دوست شخص تھے - انھون نے آپ کے روزینہ مصارف کی ذمہ داری اپنے اوپر لازم کرلی - یہان پر سابق برگزیدگان خدائی بارگاہ کے پُرانے تذکرے مطالعہ مین آئے - جس کے سبب سے سلوک کی شورش آپ کے باطن مین اُٹھہ کھڑی ہوئی - چنانچہ ان اطراف

---

[1] مگر وہ اُسی کی نجات ہوگی جو پاک دل سے خدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲ [2] خدای رحمن کے خاص بندے تو وہ ہین - جو زمین پر فروتنی کے ساتھہ چلین ۱۲ -

کے بزرگون کی خدمات مین چل پھر کر اپنے حوصلہ اور وقت کے موافق فروغ معرفت حاصل کیا۔ اور دوسرون سے پوشیدہ۔ نقشبندیہ نسبت پیدا کرنے مین بہت کچھ مشق کی۔ بزرگوار خواجون کی پاک روحون نے معنوی امداد دیکر کرامت اور کرامت کے اوپر سعادت عطا فرمائی۔ یہان تک ہوا۔ کہ نقشبندیہ نسبت کے گرامی آثار نے آپ کے باطن کو سر سے پانون تک جکڑبند کر لیا تہا۔ بالخصوص خواجہ بزرگ اور خواجہ احرار۔ آپ کی ہر ایک مشکل کو جو پیش آجاتی۔ فوراً حل کر دیا کرتے تہے۔ یہان تک کہ آپ کا سلوک اویسیہ طریقہ پر انجام کو پہونچا۔ مگر طریقہ کے مقاصد مین سے دو مسئلون کی تنقیح نہین ہوسکی۔ لراسمہ

از طفیل عشق آسان گشت ہر مشکل کہ بود	مشکلے کاسان نشد بر دل غم ہجران اوست

ہر چند توجہ کی گئی۔ لیکن مذکورہ بالا دونون مسئلے۔ حل نہین ہوئے۔ اِس نگرانی مین بے شمار مدت گزر گئی۔ پہر اس طور پر آگاہی دی گئی کہ ارباب طریقت کی عادت خاص کر اس طرح پر ہے۔ کہ جب ظاہر پیر سے بیعت کرتے ہین۔ اسی سبب سے یہ دو مسئلے لاینحل پڑے ہوئے ہین۔ شرط یہ ہے۔ کہ جو رہنما اِس انقباض کو دریافت سے پہلے دور کر دیوے۔ اُسی کے دستِ قبول پر بیعت کے واسطے اپنا ہاتہہ رکہدینا چاہیئے۔ ناچار آپ ایسے انفسی و آفاقی رموز کے جاننے والے بزرگ کی ملازمت حاصل کرنے کے ارادہ پر چلے۔ اور ہند کے اکثر شہرون کو تلاش کے پانون سے کہوند ما۔ لیکن کسی برگزیدہ بارگاہ سے حصول مطلب مین کامیابی نہین ہوئی۔ جب طلب کی پریشانی سے رہائی نہین ملی۔ تو ماوراء النہر کے سفر پر کمر باندہی۔ اور وہان پہونچکر بہی بہت سے بزرگون کی ملازمت کی کسی شخص سے معہودہ ضمیر شناسی کا ظہور نہین ہوا۔ اتفاقاً قصبہ اتکنہ مین گزر ہوا۔ یہان پر مولانا خواجگی کے سعادت دیدار سے آنکھون مین روشنی حاصل ہوئی۔ بدون اسکے کہ بات کی تمہید کی جاوے مولانا نے مذکورہ بالا دشواری واضح عبارت کے ساتہہ حل فرمائی۔ اُسی وقت مراسم بیعت بہی ادا ہوئے۔ چند روز خدمت مین رکہکر ہندوستان جانے کے واسطے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ ہندوستان مین ایک شاہباز تمہارے ہاتہہ لگے گا۔ جو ظاہر مین تو تم سے فیض پاوے گا۔ مگر باطن مین وہ تم کو منزل مقصود کی رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ آج رات مین موعود واقعہ۔ اور اپنا طفیلی ہونا تم کو عالم خواب مین ظاہر ہو جاوے گا۔ کہتے ہین۔ اُسی رات آپنے عالم خواب مین دیکہا۔ کہ ایک طوطی ہاتہہ پر بیٹہی ہوئی ہے۔ اور آپ اپنے

منہ کالعاب اُس کی چونچ مین ڈالتے ہین - اور طوطی اپنی چونچ کا قند آپ کے دہن مبارک مین ڈالتی ہے - جب عالم بیداری مین بازگشت ہوئی - اور تعبیر کو نوید مذکور کے موافق پایا - تو آپ عرض کر کے راہی ہند ہوئے - چند مدت لاہور مین بسر کی - پہر دہلی کے ارادہ پر چل نکلے - جب شہر سرہند کی حدود مین پہونچے - تو آفتاب کی سی روشنی اس شہر کے گرداگرد پہیلی ہوئی دیکھی - یہ حال مشاہدہ کر کے کمال حیرت ہوئی - رجال الغیب مین سے ایک نے آواز دی - پیر بزرگوار نے جس مرد کی بشارت فرمائی ہے - وہ اسی سرزمین مین مشغول خداپرستی ہے - لیکن ازلی فرمان کا مضمون یہ ہے - کہ اُس کو دہلی مقام پر آپ کی مصاحبت مین داخل کرینگے - اب مزید جست وجو کرنے کی اجازت نہین ہے -

القصہ - آپنے کچھہ عرصہ دہلی مین رہ کر انتظار کیا - ناگاہ شیخ احمد کو حرمین شریفین کے طواف کا شوق پیدا ہوا - یہ شوق اُن کو پریشان کر کے وطن سے سفر مین کہینچ لایا - جب شہر دہلی مین پہونچے - اور خواجہ کی ملازمت حاصل ہوئی - تو خواجہ کو پہلے ہی دیدار مین معرفت کا چہرہ نظر آگیا - اور سمجھہ لیا - کہ شخص معہود یہی شخص ہے - اس مین شک نہین - کہ ایک ہفتہ کی صحبت مین ہی آنے والے کا کام انجام کو پہونچ گیا تھا - مگر اس اثنا مین مقیم کو ایک عزیز کے کار خیر کے لیئے قصبہ سنبہل کا سفر پیش آیا - مجبوراً واپس آنے تک شیخ احمد کو دہلی مین توقف کرنا پڑا - چند روز بعد جب خواجہ نے خانقاہ مین معاودت فرمائی اور کمال عروج کی حالت مین شیخ کا نظارہ کیا - نوار روسے خواہش یہ فرمایا - وہ وقت آگیا ہے - کہ یہ وحدت کی شکر خا طوطی درویش کے منہ مین - ایک مصری کی ڈلی ڈال دیوے - چند مدت تک اسی طریقہ پر رازداری کی باتین گرماگرمی کے ساتھہ ہوتی رہین - ان واقعات کے بعد ایک محرم عزیز نے دریافت کیا - کہ حضرت خواجہ کے مشرب کا رنگ اِس سے قبل کچھہ اور تھا - اور اب ان ایام مین بیان معارف کے متعلق جو کچھہ فرمایا جاتا ہے - وہ سابقہ روش کے بالکل برخلاف ہے - فرمایا - کہ توحید کوچہ تنگ تھا - اب شیخ احمد کی مصاحبت کی برکات سے ایک شاہراہ مل گئی ہے - امید ہے - کہ تمام حقیقت طلب حقیقی دوستون کو یہ شاہراہ نصیب ہوگی -

کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا - کہ فقیر کی عمر کے چالیس سال ہونے مین کس قدر باقی ہے - فرمایا - بارہ روز پوچھنے سے دو روز نہین گزرے تھے

کہ بیماری کا اثر عنصری ترکیب مین پیدا ہوا - جس روز کہ چالیسوان سال ختم ہوا - اُسی روز منزل قدس مین جا اُترے - خوابگاہ دہلی - آپ کے مرید صوفی محمد صدیق ہدائی تخلص تھے - انھون نے تاریخ رحلت اِن الفاظ مین نکالی ہے - ہادی شریعت بود - ۱۰۱۲ھ اور یہ تمام بیان صوفی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے -

وہو اعلم بحقیقۃ الحال فمنہ الیہ مافی ہذا المقال -

مصرع گفت وگوئی طوطی من حرف اُستاد من ست

یاد شیخ دولت گجراتی

گمنامی و خاموشی آپ کے افعال کی پیشانی کے نقش تھے اور بیخودی و انکسار آپ کے حالات کے کف دست مین خطوط تھے - شیخ کبور مجذوب مداری گوالیاری کے آپ مرید ہین - اور شیخ کا جامجذوب سارنگ پوری کی ملازمت مین بھی پہونچ چکے ہین - شیخ بھکاری گوالیاری جو سارنگ پور مین مقیم تھے اُن کے منور باطن سے بہت کچھ حصہ آپ کو ملا تھا - آپ کا پانون پرکار کی طرح چکر مین ہی رہتا تھا - اِس سیاحی کی بدولت تمام سطح زمین آپ نے ناپ ڈالا - اور جہان کا نشیب و فراز خوب دیکھا - ہجری سنہ نوسو تاسی مین قصبہ دسور (مندسور) کے اندر آکر ایک حجرہ اختیار کرلیا - اور ہجری سنہ ایک ہزار بندرہ تک زندگی کی گودڑی جسم پر پہنے رہے - اور پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھ لڑائی رکھی -

مصرع خدایش روی فیروزی نمایاد ؏

یاد شیخ صدر جہان ابن ابوالفتح

آپ کا مولد موضع موال ہے - جو مانک پور کے مضافات اور ہند کے شرقی حصہ مین ہے - ظاہری انجمن کی آرائش - آپ کی باطنی خلوت مین مانع نہین ہوئی - اور دنیا جیسی وسعت آبادی کی پیمایش نے آپ کی معنوی گوشہ نشینی مین ہرجہ نہین ڈالا - ہمیشہ ہنگامہ مین گوشہ گزین اور سیر و سیاحت مین چلہ نشین رہے - جب تک آپ نے امانت حیات واپس سپرد نہین کی - تب تک آپ کے عیال و اطفال کی روزی مین حیث لایحتسب ڈھ پہونچی - اہل جہان مین جو اسباب متعارف ہین - اُن مین سے کسی سبب کو کسی وقت آپنے خواہش کا ہاتھ نہین لگایا - باینہمہ جو کچھ خشک و تر - دوپہر کے وقت یا شام کے وقت نصیب ہوجاتا تھا - کسی بینوا مہمان کو تقسیم کرنے کے بدون کام مین نہین لائے - اور اپنے وطن مین جہان کہین ہوکے کی خبر ملی - اُس کی غم خواری کو اپنی دلسوزی کے ذمہ لازمی سمجھا -

ایثار- (دوسرے کی منفعت اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا) از خود رفتگی - اور خیر فراموشی کا شیوہ - آپ کی خاص عادت اور خمیر مین داخل تھا - ایک عجیب و غریب حالت - آپ کے وجدان کے ساتھہ ساتھہ رہتی تھی - راقم نے ہر چند فکر کی - زبان کو آراستہ - اور قلم کو روان کیا - لیکن ایسا حرف جو آپ کے سلوک سے آشنا ہو صفحہ پر تحریر نہ کر سکا - بیت

چہ بتایم بہ حسن زلف درویش	کہ حسن او ورای این و آن ست

آپ فرماتے تہے -

آغاز جوانی تھا - طواف حرمین شریفین کے واسطے شرفنا اللہ وایاکم بزیارتھما - جہان پیمائی کا شوق اپنے وطن سے دریا کے کنارہ کی طرف موکشان لے گیا - اتفاقاً اس سال دریا کے اندر ایسی شورش تہی - کہ کوئی جہاز اس بندر سے مقام مقصود کو نہین پہونچ سکا - خوف دہندہ بیماری ہی عارض ہوئی - جس نے درستی عزم مین تباہی پیدا کی اور سہولت دہندہ اسباب مفقود ہوئے - جو علامت ازلی اجازت کی ہے ان امور کے جمع ہونے سے معلوم ہوا - کہ اسسال غیب کی طرف سے رخصت نہین ہے ناکام لوٹکر ملک مالوہ مین آیا - اور قصبہ دہار مین گزر رہا -

ایک تو زمین دہار کی تر و تازگی دامنگیر تہی - دوسرے بہت سے خداشناس بزرگ یہان پر مقبرون کے اندر آسودگی کے ساتھہ سوئے ہوئے ہین - جیسے شیخ کمال مالوہ مولانا غیاث برادر مولانا مغیث جن کی آرامگاہ دریاے اُجین کے کنارہ ہے - شیخ عبداللہ جنگال - اور شیخ جوہران صدر الذکر بزرگون کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکہے ہی گئے ہین) - ان کی معیت نے مجکو جنبش نہین کرنے دی - یہ دونون باتین باقامت اور تاہل کا سبب ہوئین - القصہ شیخ معروف غریب اللہ کی خدمت مین آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی - جس نے مجکو درویشی اور بینوائی کی روش سے آشنا کیا - اور استعداد کے موافق الٰہی تجلیات نے خودی سے کہو دیا - چند روز بعد شیخ معروف کو ازلی توفیق اور خاک گور کی کشش حرمین شریفین کی طرف کہینچ لے گئی - اور اُن کے لڑکے شیخ تاج الدین عطا اللہ کی نسبت یہ رائے قرار پائی کہ چونکہ شیخ تاج الدین خردسال ہین

لہذا ان کی پرورش میرے (شیخ صدر جہان کے) سپرد کرنی چاہیئے۔ اس سبب سے میری کوشش نے سفر مبارک کی رفاقت کا ثمرہ پیدا نہین کیا۔ اور خطاب مین مغلوب ہوا بالآخر شیخ معروف مجکو اپنی خانقاہ مین جانشین کرکے روانہ ہوئے،،

چنانچہ شیخ معروف کا تحت الذکر خط جو مکہ معظمہ سے شیخ صدر جہان کے نام آیا تھا۔ یہ بھی صدر الذکر مضمون کو ظاہر کرتا ہے۔

محب جان یار روحانی بالصدق والایقان شیخ صدر جہان۔ معروف غریب اللہ کی طرف سے عارفانہ دعا اور سلام قبول فرماکر خدا کرے۔ ہمیشہ خیر کے ساتھ مع العشق والعرفان رہین۔ واللہ ثم باللہ۔ ایک دم اور ایک قدم بھی آپ کے بدون نہین گزرتا ہے۔ اگرچہ بظاہر مصاحبت اور قربت سے جدائی ہے۔ لیکن معنیً ہمیشہ اس طریق عظمٰی مین رفاقت بنی ہوئی ہے۔ مدعا ضروری یہ ہے۔ کہ فرزند ارجمند شیخ تاج الدین عطاء اللہ کو مینے آپ کی سپردگی مین دیا ہے۔ اور آپ کو اپنی جگہ چھوڑ آیا ہون۔ جو شخص میری طرف ارادت لیکر آوے۔ اُس کو بیعت اور حق سبحانہ تعالی کی رونمائی کرنا۔ اور با بشارت خلافت نامہ۔ عالی مقام البیت الحرام سے روانہ کیا گیا ہے۔ مشایخ رحمہم اللہ تعالی کے طریق مین ثابت قدم رہنا۔ اِس حج وعمرہ کا ثواب آپ کو اُس مقدار سے زیادہ نصیب ہوگا۔ کہ جس قدر ہمراہیون نے پایا ہے۔ والسلام۔

جب آپ کے پاس خبر آئی۔ کہ شیخ معروف کی خاک پاک مدینہ منورہ مین مدفون ہوگئی۔ نیز اُس جگہ اُن کے فرزند رشید کو بھی علمی کتابون کے پڑھنے کی استعداد ہو چلی۔ تو شیخ صدر جہان کی نیازمندی جو معنوی رہنما کے ساتھ تھی۔ جوش مین آئی۔ جست وجو کے راستہ مین قدم رکھنا تیزی کے ساتھ شروع کیا۔ تقدیری سعادت کا جذبہ آپ کو مسیح الاولیا کی خدمت مین لے پہونچا۔ قصہ کوتاہ۔ تھوڑے عرصہ مین نایافت کے درد کا مسیح الاولیا کی ہادیانہ تلقین سے علاج ہوگیا۔ اس کے بعد جب تک کالبد کے عنصر آباد سے آپ کی رحلت نہین ہوئی۔ تب تک ہر سال اپنے وطن سے ایک دفعہ مسیح الاولیا کی خدمت مین برہان پور جاتے رہے۔ برہان پور وطن سے ساٹھ کوس دور ہے۔ وہان پر ایک اعتکاف کرکے بازگشت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی تاریخ رحلت سترہوین ربیع الاول ہجری سنہ ایک ہزار چودہ ہے

آپ کے وطن سے جو راستہ برہان پور کو جاتا ہے - منڈو (مانڈو) اُس راستہ کے عین خط پر واقع ہے اور راقم کا اقامت کدہ ہے - آپ جب اس طرف سے اور نیز اُس طرف سے جاتے آتے تھے - تو چند روز اِس عبرت افزا شہر مین بھی ٹھیرا کرتے تھے - اور نیز بدون اِس سلسلہ آمد و رفت کے بھی راقم کی دوستی اور آرزو کا لحاظ کر کے سال مین دو - تین دفعہ اپنے سعادت بخش قدوم سے غریب خانہ کو منور فرمایا کرتے تھے - اور رازداری کی باتین کرنے مین باہم ایک کے حالات دوسرے کو معلوم ہو جایا کرتے تھے - نیز ایک دوسرے کے عیب و ہنر پر بہت کچھ تنبہ کرنے والی نگاہین پڑ جایا کرتی تھین - آپ کی مصاحبت کا مزہ بس ذوق ہی پاتا ہے - گویائی مین نہین آسکتا - جس کو زبان حوالہ قلم اور قلم حوالہ کاغذ کرے -

یاد شیخ حمید تپا

آپ کے پیر ارادت شیخ نظام نارنولی ہین - آپ کی چشم ہمت مین زمانہ کا قیمت پانے والا نقد و جنس - کچھ قدر نہین رکھتا تھا - آپ کا ہاتھ اموال کے حق مین - گویا چھلنی تھا - اسی دم دو حصہ اِس طرح کر دیتا تھا - ادہر لینا - اور ادہر بخشنا کمال چابک دستی سے ایک چیز کو پلک مارنے مین ایک ملک سے دوسری ملک مین پہونچا دیتے تھے - توقف کو داد و دہش کے مقام پر ننگ جوانمردی - اور نشان دلبستگی سمجھتے تھے - جب جذبہ پیدا ہوا - تو دارالسلطنۃ آگرہ مین آ کر ایک درخت کے نیچے نشستگاہ اختیار کر لی تھی - چند روز بعد اُس درخت کی شاخین - چارون طرف سے ایسی بڑہین - کہ آفتاب کی دہوپ آپ تک نہین پہونچتی تھی - ہمیشہ اپنے سامنے ایک بڑی اونچی آگ مشتعل رکھتے تھے - اِس سبب سے ہند کی زبان مین آپ کو تپا کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار اونیس تھا - کہ عنصری پیکر کا آتش خانہ ترک کر کے - جاوید بہار باغ کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے -

مصرع رخت ہستی آتش افروز شاے عشق باد

یاد شیخ امین ابن احمد نہروالہ

آپ علوم متداولہ کو اچھی طرح جانتے تھے - مولانا محمد طاہر محدث نہروالہ کے بزرگ شاگردون مین سے ہین - ہجری سنہ نوسو تراسی مین گجرات سے مالوہ کی طرف تشریف لائے تھے - ایک سال سے کچھ زیادہ دارالفقر منڈو (مانڈو) مین رہے - بعدہٗ اُجین کی طرف چلے آئے - یہان پر شیخ راجے محمد

قادری شیخ عبدالغفور شیخ الاسلام شیخ جمال ابن احمد۔ قاضی باباخواجہ میاں کالے میان امین ماوی اور نیز اس سرزمین کے دیگر مشائخ کی مصاحبت ہوئی۔ **نفعنا اللہ و جمیع الطالبین برکاتہم**
یہ مصاحبت کچھہ ایسی دلچسپ معلوم ہوئی۔ کہ جہان گردی کی ہوا۔ اور گھر کی بجوئیز کی فکر دل سے نکل کر اُجین کی اقامت کا سبب ہوئی۔ اس یادداشت کی نگارش کا آغاز ہجری سنہ ایک ہزار چودہ سے ہوا ہے۔ اس سال تک آپ زندگانی کی مسند پر بیٹھے رہے۔ اور درس دیتے رہے ہمیشہ وضو آب روان سے کیا کرتے تھے۔ بارش کی کثرت۔ تمازت آفتاب کی شدت۔ سرما کی فراوانی۔ اور گھر سے ندی کا دور ہونا ان چیزون مین سے کوئی چیز آپ کو مانع نہین ہوتی تھی۔ قاضی عبدالعزیز۔ ابن شیخ عبدالکریم۔ ابن شیخ راجی محمد قادری برہان پوری ظاہری اور معنوی کمالات سے آراستہ اور پیراستہ تھے۔ آپ ان کے دیدار کے واسطے ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین برہان پور کو گئے تھے۔ اتفاق سے چونکہ آپ کی خاکِ پاک وہین کی تھی اس واسطے تاریخ یکم ربیع الاول سنہ مذکور کو اُسی جگہہ سپرد خاک کردئے گئے۔

مصرع چون امین بود شد ظلوم وجہول ؏

یاد شیخ محمود ابن سید ملک

آپ کی زادبوم قلعہ سورت ہے۔ جو دارالملک گجرات کے بندرون مین سے ایک بندر ہے۔ ہجری سنہ نو سو اسی مین اپنے وطن سے بتلاش پیر جہان پیمائی کا آغاز کیا۔ چند روز سید احمد بخاری کی خدمت مین دل بنہاد ہو کر رہے۔ اور آرزوے ارادت ظاہر کی۔ سید احمد بخاری نے مراقبہ اور تامل کے بعد جواب دیا۔ تمہارا نام میرے یارون کے دفتر مین نہین ہے۔ لیکن صبر کرنا چاہیئے۔ مین جس کی طرف اشارہ کرون۔ اُسی سے تم ارادت لانا۔ یہان سے آپ چلے۔ اور اثناے سیاحت مین دولت آباد دکن کے قلعہ پر گزر ہوا۔ اور یہان پر آپ باجازت سید احمد بخاری۔ شیخ عبداللطیف سجادہ کے مرید ہوئے۔ شیخ عبداللطیف چند واسطے سے سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ کو پہونچتے ہین۔ آپ کو پیر کی خدمت مین رہنے کی توفیق نہین ہوئی خوشی کے ساتھہ سفر کی اجازت لی۔ اور مالوہ کے راستہ سے نارنول کو گئے۔ وہان پر قطب الاولیا شیخ نظام نارنولی کی ملازمت حاصل کی۔ اور شیخ جمال کو بھی دیکھا۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک مقام کے زندہ دلون اور مدفونون کے آستانون پر ناک رگڑی۔ اور فروغ باطن چاہا۔ قلعہ منڈو (مانڈو) کے پائین مین دو کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ نعلچہ نام ہے۔ اُس قصبہ کے اطراف مین

ہجری سنہ نوسو چھیاسی تھا۔ کہ دالان اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ اونیس سال سے برابر آج تک آپ سرراہ سردیانی سے بھرے ہوئے گھڑے موجود رکھتے ہین۔ اور آنے جانے والون کو اُن مین سے پانی پلا کر تازگی بخشتے ہین۔ حرص سے اور آلودہی سے آزاد زندگی بسر کرتے ہین۔ اور طبیعت کو ہوس سے دور رکھتے ہین۔ فرماتے تھے۔ ایک روز ایک شخص ایک تیتر ذبح کر کے درویش کے کھانے کے واسطے پکا لایا۔ ہوبہو نقمہ کی لذت ایسی ملی کہ ہوس نے بیدار ہو کر یہ بات دل مین جمائی۔ کہ کبھی پھر بھی تیتر کا شوربا کھانا چاہیے پھر یہ خیال آیا۔ کہ ذبح کون کریگا۔ خود ہی مینے کہا کہ فلان شخص ذبح کر لیوے گا۔ فوراً سمجھ مین آیا۔ کہ نفس چاہتا تھا لذت کا فریب دیکر۔ دل کو ہوس کے جال مین پھنسا دے۔ اس کشاکش سے پشیمان ہوا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ زندہ کو بیجان کرنا۔ اور اپنے تن کو پالنا۔ درویشون کا طریقہ نہین ہے۔ بس وہی فرہ دال چاول کے پانی کا پسند آیا۔ مین گہری خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور وہ کھانا دوسرے کو دیدیا۔ خشک روٹی کھا کر بھوک کو رخصت کیا۔

سال کے اندر ایک دو مرتبہ منڈو (مانڈو) کے قلعہ مین آتے تھے۔ اور اپنے مبارک قدوم سے راقم گلزار کے مکان کو منور فرمایا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین ظاہری بیداری کو ترک کر کے قصبہ نعلچہ کے میدان مین ابدی خوابگاہ اختیار کی۔ مصرع ظل رحمت برسرش ممدود باد۔

یاد بھائی اسحق حصور

آپ۔ حافظ اسمعیل سندھی کے لڑکے ہین۔ جوانی کا کسی قدر زمانہ سپاہگری مین گزارا۔ جب تیس ۳۰ سال کی عمر ہوئی۔ تو الٰہی جذبہ پیدا ہوا۔ یہ جذبہ ہستی کا سامان۔ درویشی کی منزل مین کھینچ لایا۔ اور بینوائی کا آشنا بنایا۔ متفرق طور پر جابجا سے قرآنی سورتین اور آیتین یاد تھین۔ اُن کو ہمیشہ حزین آواز کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اور سننے والے کو ہلا دیتے تھے۔ اور جہان کہین پنجگانہ اوقات نماز مین سے کوئی وقت آجاتا تھا۔ وہین بلند آواز سے اذان دیا کرتے تھے۔ مسجد اور بت خانہ مین کوئی تفاوت نہین کرتے تھے۔ قصبہ ھیسر مین شیخ عبداللہ چشتی قدس سرہ کے روضہ کی چہاردیواری کے اندر رہا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ کے ذی حجہ مہینے مین راقم کے یہان برخوردار شیخ عبدالاول زاد عمرہ کی شادی کا آغاز تھا۔ شہر منڈو (مانڈو) کے اطراف کے قصبات اور مواضع سے بہت سے درویش اور درویش۔ مہمانخانہ مین تشریف لائے تھے۔ طبیعت بڑے بڑے

کامون مین مشغول تہی - اس وجہ سے آپ کا بلانا بہول گیا - لیکن نگرانی دل مین ضرور تہی - جس کا سبب ظاہرا نظر نہین آتا تہا - کہ مبادا دوستون مین طلبی سے کوئی صاحب باقی نہ رہ گئے ہون - آپ کے دل مین وہی سابقہ دوستی کا خیال آیا - اور بے تکلف اپنے مکان سے چلکر ایک گلدستہ تہنیت کے طور پر ساتہہ لیتے آئے - مجلس شادی کو رونق بخشی - فرمایا - جس کی طلب دل کے اندر کہٹکتی تہی - وہ اسحق ہے - کم وبیش تین مہینے مہمان رہے - ایک روز بدون رخصت ہوئے - اپنے گہر کو چلے گئے - سید شاہ محمد ولد سید ہبتہ اللہ مہیسری سے روایت ہے - آپ کا مرض الموت مرض اسہال تہا جب ہاتہہ پانون کی طاقت سفر کر گئی - تو تنہائی سے دل تنگ ہوکر اپنا حجرہ چہوڑ دیا تہا - اور راوی کے مکان پر چلے آئے تہے - بعدہ چند روز تک دانہ پانی سے حلق کو آشنا نہ کرکے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین حقیقی محبوب کی دیدار سے روزہ افطار کیا - مصرع شام افطارش بہ صبح وصل باد

یاد شیخ محمد جی برہنہ

آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - شیخ صدرالدین ذاکر کے فارغ البال صوفیون مین سے ہین آپ کا سلوک جذبہ کے ساتہہ ملا ہوا تہا - لیکن آپ کے اکثر حالت جذبہ مین گزرا کرتی تہی - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے فرض نماز اور روزہ کے تمام اوقات - ورنگ اور تعطیل کی غارت گری سے ازلی حفاظت مین محفوظ رہتے تہے - آپ کے پیر بزرگوار حضرت غوث الاولیا کے روضہ مقدس کے طواف کے واسطے - ہجری سنہ نوسو تراسی مین بردورہ (بڑودہ) گجرات سے گوالیار کو گئے تہے - اُس وقت آپنے پیر کی خدمت سے رخصت ہوکر شیخ حبیب شطاری کے ہمراہ - مالوہ کے راستہ سے اپنے وطن کو معاودت کی - شیخ حبیب شطاری - حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین - اس سلسلہ مین آپ کا گزر منڈو (مانڈو) پر بہی ہوا تہا - جو راقم کی زاد بوم ہے - چند روز باہم ایک دوسرے کی صحبت غنیمت شمار کی گئی - جب آپ اپنے وطن مین پہونچے - تو تہوڑے ہی روز کے اندر آپ کی زندگانی کا آفتاب واپسین نفس کی اُفق مین غروب ہوگیا - جس گفت وگو سے کہ ایک شمہ انانیت یا علامت ہستی پائی جاوے - ایسے مضمون سے آپ کی زبان روزمرہ کے محاورون مین بہی قطعی آشنا نہ تہی - ہمیشہ اپنے عرفی اور عرفانی مقاصد کو موحدانہ عبارت

سے بیان کیا کرتے تے۔ سخت افسوس ہے۔ کہ اِس روزمرہ روش کی خصوصیات تحریر کے ذریعہ سے ادا نہین ہوسکتی ہین۔ اور تقریر کا عصا ان خصوصیات کو دل سے باہر نہین کھینچ لاسکتا ہے۔ ورنہ آشناؤن کے کانون کو اُس لذت مین شریک کرلیتا۔ جو ابھی تک فقیر کا دل۔ آپ کی دل آویز تقریر کے اثر سے رہا ہے۔ واہ عجب تعبیر اور تصویر کی نارسائی ہے۔

یاد شیخ عبدالواحد تارک الماء

آپ کے باپ کا نام شیخ محمد ہے۔ جو تحت الذکر چار واسطہ سے شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری کو پہونچتی ہین۔ یعنی شیخ عبدالکریم۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ نعمت اللہ۔ شیخ سالار۔ پدر بزرگوار نے آپ کو خواجہ حسین چشتی اجمیری کا مرید کرادیا تھا۔ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ توکسی قدر علم آپنے شیخ محمد کی شاگردی سے تحصیل کیا۔ جو میر عبدالاول شیرازی کے شاگرد تھے۔ اور پھر چند روز بعد شیخ عبداللہ صوفی شطاری اکبرآبادی اور شیخ مبارک دانشمند گوالیاری کی ملازمت مین پہونچکر شطاری طریقہ پر تلقین طریقت لی۔ صدر الذکر دونون اصحاب حضرت غوث الاولیا قدس سرہ کے بزرگ خلفاءین سے ہین۔ آپ کو دونون سلسلون کے خلعت خلافت سے سرفرازی ہوئی اور اگرچہ آخر الذکر شیخ کے درس سے آپ کو تمام علوم کے کمالات حاصل ہو چکے تھے۔ لیکن اس زمانہ مین تمام علوم سے درگذر کر صرف نقہ اور تکسیر کے علم مین منہمک تھے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین راقم بھی دسور (مندسور) مقام پر آپ کی خدمت مین پہونچا تھا ایک رات رازداری کی باتین ہوئین۔ بہت سی پرمعانی باتین دونون طرف سے کہی سنی گیئن۔ اِس درمیان مین آپنے فرمایا۔ جب میری عمر تیس سال کی تھی۔ اُس زمانہ مین دو تین سال تک مجکو جذبہ رہا تھا۔ اب کہ آپ ستر کے قریب ہو گئے ہین۔ ابھی تک اُسی ازخود رفتگی۔ جنون۔ بے تعینی۔ اور بیخودی کا رنگ آپ کی پیشانی اور کاروبار سے عیان ہے مصرع آب حیوان رالبسان بادہ میداند حرام ؛ کم وبیش ستائیس برس تک آپنے پانی قطعی نہین پیا۔ خواہ کیسا ہی سخت آب طلب کہ نامعدہ مین پہونچا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین آپنے آب وخاک کی اس سرائے سے جان پاک کے جہان کو جاکر سیر فرمائی۔

مصرع خشک لب سیراب دیدہ زندگانی کرد ورفت ؛

یاد شیخ بڈھا

آپ کا نام عبداللہ ہے۔ حضرت غوث الاولیا کے فرزند رشید اور سجادہ نشین ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ

حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ کُنتُ کَنزاً مخفیاً کی رموزدانی کی عبا۔ اور وَاِن مِّن شَیْءٍ اِلَّا
عِندَنَا خَزَائِنُہٗ کی قبا آپ کے زیب بدن تھی۔ دنیا اور آخرت کی سعادت مندی۔ آپ کے دامن ہمت
پر سنجاف تھی۔ اور آپ کی نسبت کی آستین پر ذاتی شرافت کا ٹپہ لگا ہوا تھا۔ وجیہ الملۃ احمد آبادی۔ اور
مولانا مبارک دانش مند گوالیاری کی شاگردی سے بہت سے رسمی علوم کا سرمایہ آپ کی جیب مین فراہم ہوگیا تھا
اور نیز اُستادی کے درجہ کو پہونچے تھے۔ تمام فنون مین درس دیکر آپنے طلبا کی استعداد کے موافق فیض اور
فائدہ پہونچایا تھا۔ جب حضرت غوث الاولیا عالم قدس کو روانہ ہوئے۔ تو آپنے پدر بزرگوار کی مسند رہنمائی کو
اپنے جلوس سے رونق بخشی۔ اُس زمانہ مین شہنشاہ زمان اکبرشاہ کو یہ منظور ہوا۔ کہ روضہ غوثیہ کی عمارت
دولت کی طرف سے تیار کی جاوے۔ شیخ بدہا نے عرض کیا۔ کہ یہ خدمت اپنے فقیرزادہ کو سپرد فرمائی جاوے
تو اچھا ہے۔ تاکہ شاہنشاہی بارگاہ سے جو کچھہ میرے نام مقرر ہو۔ اُس مین سے درویشانہ معاش
کے موافق صرفہ معاش مین اُٹھا کر باقی جو کچھہ بچے۔ حظیرہ کی تعمیر کے مصالح مین صرف کرون۔ اور اسپر بھی
اگر کچھ ضرورت باقی رہے۔ تو حضور خسروی سے مدد لون۔ بادشاہ انصاف پسند اور ہمت آفرین تھا۔ اُسنے
آپ کی ہمت کی داد دیکر بہت کچھہ عنایتین اور التفات فرمایا۔ چونکہ شہنشاہ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ آپ گوشہ نشین۔
درویش ہوکر رہین۔ لہٰذا حکم دیا۔ کہ مخدوم زادہ چند روز بحسب ظاہر کمر مین تلوار باندہ کر اولیائے دولت مین شامل
رہین۔ تاکہ آپ کی باطنی توجہ پر ظاہری امداد اضافہ ہوکر۔ یہ دونون امدادین شاید حضرت غوث الاولیا کی
باطنی پرورش کے ثمرات کی برابر ہو جاوین۔ اور سب جگہہ اور ہر حال مین آپ کی ہمراہی میرے قلبی سکون کا باعث
ہوکر مجکو شادکام اور کامیاب کرے۔

القصہ چونکہ دو امرون کے درمیان مین تعارض کی ادنےٰ شرط۔ مساوات مانی گئی ہے۔ اِس
بنیاد پر اگرچہ اختیار دنیا کے تمام باعث بوجہ معارضت (بارح ہوتے) موانع کے درجہ اعتبار سے
ساقط تھے۔ مگر فقدان شرط کے سبب سے موانع موجودہ معارض نہین ہوسکتے تھے۔ اسواسطے یہ باعث
اختیار دنیا۔ جس کے آثار۔ سپاہگری کا قبول کرنا ہے۔ وقوع پذیر ہوا۔ یعنی آپنے منصب عالی کے
ساتھہ سرفرازی پائی۔ اور چالیس سال تک صورت مین سپاہی اور معنی مین درویش رہے۔ کہتے ہین
جب شہنشاہ زمانہ اکبرشاہ نے آپ کو وکالت کے نام سے میرزا شاہرخ کے پاس بدخشان کو روانہ
فرمایا تھا۔ تو میرزا نے ایک منزل کی مسافت آپ کا استقبال کیا۔ اپنے دولت خانہ پر کمال عزت وا

اکرام کے ساتھ لے گیا۔ اور شاہانہ مہمانداری کی۔ اس ملک کے امرا اور علما۔ آپ کی سپاہیانہ شکل۔ اور سیرت کی اس قدر تواضع و تعظیم کو دیکھکر حیرت اور تعجب مین ہوئے۔ اور آپ کے حوصلہ کی آزمائش کے واسطے علمی گفت وگو کے بہندون سے مشکلات علوم کا جال بناکر پھیلایا بالآخر جب بات کی نوبت آپ تک پہونچی۔ تو پھیلائے ہوئے جال کو آپنے ایک ہی اڑان مین توڑ تاڑ کر درہم برہم کردیا۔ اس واقعہ سے آپ کی شاہبازی کی حقیقت ارباب امتحان پر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی۔ اور اس نواح کے طلبا نے جیسی جیسی فرصت پائی۔ آپ کی خدمت سے مختلف فنون کا استفادہ کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب ملک و ملت کا تخت و تاج ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین جہانگیر شاہی جلوس سے زینت یاب ہوا۔ تو نشاط۔ کامرانی۔ خواہش پذیری۔ اور آرزو شکنی کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور آپ کو سپاہگری کے منافی جو پیری ہے اُس نے آگیرا۔ ترک اور تجرید کا شوق آپ کی جبلی بات تھی اس کو ترقی ہوئی۔ لہذا آپنے اپنی ناتوانی کو شفیع بناکر حضور شاہی مین التماس کیا۔ کہ زندگانی کے دن مین نماز عصر کا وقت آگیا۔ اگر سلطانی اجازت دستگیری فرمادے۔ تو مین اپنی صورت کو معنی کے ہم رنگ بناؤن اور یک رنگی و یک جہتی کے ساتھ۔ اپنی عمر کی نماز مغرب ادا کرون۔ آپنے مشایخ کے طریقہ پر دو تین گھڑی گوشہ نشینی کو غنیمت سمجھون۔ اور ایک دلی اور یکتائی کے ساتھ دنیا سے نکل جاؤن۔ تاکہ سابقہ عمر کا تدارک اور تلافی کرسکون۔ کیونکہ العبرۃ للخواتیم واقع ہے۔ شہنشاہ نے آپ کی حقیقت نما رائے کی آفرین کی۔ اور التماس کو شرف قبول بخشا۔ سال جلوس کے آغاز سے ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک کہ یہی سال رحلت ہے۔ آپ حسب اجازت سلطانی اپنے وطن مین فارغ البال۔ عبادت ذوالجلال کے اندر مشغول رہے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے مرقد مبارک کی مجاورت سے عزت حاصل کی۔ شیخ ظہور الدین محمود جلال شطاری کے خلیفہ شیخ داؤد جو ارباب طریقت مین نظر کے قابل ہین روایت کرتے ہین۔ کہ آپنے رحلت سے چھ مہینے پہلے تمام ماکولات اور مشروبات کو ترک کردیا تھا۔ صرف ایک کٹورہ پانی پی کر وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ[1] کی تصدیق فرماتے تھے۔ جب تاریخ اٹھارہوین محرم سنہ مذکور اور شب جمعہ آئی۔ تو حاضرین

---

[1] اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہین بنائے تھے۔ کہ کھانا نہ کھاتے ہون۔ اور نہ وہ لوگ (دنیا مین) ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲۔

خدمت کو رخصت کر کے عالم محسوس سے ملک معقول کو روانہ ہوئے - اور حضرت غوث الاولیا کی نورانی آسائش گاہ کے پہلو مین خوابگاہ اختیار کی - آپ کی معنوی درویشی کا یہ بڑا شاہد عدل ہے - کہ آخری سفر کے بعد آپ کا نقد متروکہ تجہیز و تکفین کو کافی نہین ہوا - اور متاع - اساس البیت اور آبادی کے مکان کی قیمت میزان قرض کی برابر نہین آئی جو آپ کے ذمہ تہا - حال آنکہ چند سال آباد سرکارین اور معمور پرگنات بہی آپ کی جاگیر مین رہے - ہمیشہ فرمایا کرتے تہے - کہ حقیقی فقر والہ کا دل صاف ہوتا ہے اور معنوی تجرید والہ کا ہاتہ چلنی کا حکم رکہتا ہے - اگر بالفرض مشرق و مغرب کی سلطنت کی دستگاہ اُس کو مل جاوے - تب ہی وہ ظاہری تعلقات مین مبتلا نہو - اسی بنیاد پر کہا ہے - جس کسی نے کہا ہے

مصرع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست -

یاد شیخ نور محمد خلیل جانپانیری

آپ بوہرہ قوم مین سے ہین - مدت ساٹہہ سال تک خوردہ فروشی کی بساط سے قناعت - توکل - اور رضا بہ قضا کے ساتہ نعمت حاصل کرتے رہے بازار نشینی کے شیوہ کو اپنے مقام خلوت در انجمن کے چہرہ کا نقاب بنائے رکہتے تہے جب حضرت غوث الاولیا نے گوالیار سے ہجرت فرما کر اپنا جہان افروز جمال گجرات نشینون کو دکہایا - تو ایک روز بازار جانپانیر کے راستہ مین حضرت غوث الاولیا کی کیمیا اثر نگاہ شیخ کے استغراق پر جا پڑی - فرمایا - اے شیخ - کہان تک فطری نور مخفی رکہو گے - بہت مدت ہوئی ہے کہ لوح محفوظ سے تمہارا خطاب شیخ نور اللہ ہو گیا ہے - یہ کہکر حضرت غوث الاولیا نے آپ کا ہاتہ اپنے ولایت بخش ہاتہ سے پکڑ کر دوکان سے اُٹہا لیا - اور دوکان کو فقرا پر لٹا کر - آپ کو خانقاہ مین لے آئے - اسی وقت خلعت خلافت پہنا کر رہنمائی اور شیخوخت کی مسند پر بٹہایا - پہر اخیر زندگانی تک آپ سوائے عزم مسجد کے حجرہ سے باہر نہین نکلے - اور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [۱] کا مظہر بن گئے - خوابگاہ احمد آباد -

تمہید عذر گزاری

چونکہ کتاب گلزار ابرار - طوالت سے مطلق خالی - اور اختصار سے بالکل مالامال - چارچمن

[۱] اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے - ۱۲

کی چار چھوٹی طنابون مین بندھی ہوئی ہے - اس سبب سے بہت سے دانش و بینش والے اصحاب کے حالات کے سبزہ زار کو تفصیل نگار قلم کے سینچنے سے نہین - بلکہ مجمل نویس قلم کی ہواداری سے ہی سرسبز نکر سکا - اور اس نہ لکھہ سکنے کی خلش ہمیشہ دل کے اندر خراش پیدا کرتی رہتی - اگر اپنے اپنے وقت کے تذکرہ نویسون نے صدر الذکر اصحاب کے بابرکت حالات لکھنے سے کدورت خاطر کی جھاڑ پونچھہ کر کے صفائی نہ بخشی ہوتی - با اینہمہ دل اور جان کو تسلی اور تسکین نہین ہوئی - ناچار ہر ایک ملک کے چند اصحاب جو اس چار چمن کی انجمن مین رونق بخش نہین ہوئے تھے - اُن کے نام آخر مین لکھکر جس طرح فرمانون کو تمام کرنے کے بعد مہر اور سکہ سے مزین اور مسجل کرتے ہین - اسی طرح راقم نے بھی اس رسالہ کو مکمل اور مرتب کیا بیت

تمام ہر یک کہ درد خانۂ ماست	رونق خانقاہ نامۂ ماست

یاد شیخ ابو الفتح دھلوی

آپ - سید محمد گیسو دراز کے خلیفہ ہین - آپ کے مراتب اور مقامات نہایت عالی تھے - کلبرگہ شہر سے باجازت پیر بزرگوار گجرات مین تشریف لائے - بہت سے اصحاب معرفت کے کمالات آپ کی رہنمائی کی بدولت - قوہ سے فعل مین آئے - جیسے (۱) شیخ علی خطیب احمد آبادی - اور (۲) شیخ سراج الدین - شروع شروع مین یہ دونون صاحب - سلطان السادات قطب عالم بخاری کے مرید تھے - مگر اخیر مین شیخ ابو الفتح کی صحبت سے فیض پایا - (۳) شیخ محمد پیارا - ان کی پرورش سید محمد گیسو دراز نے اپنے عزیز پوتے شاہ ید اللہ حسینی کے حوالہ فرمائی تھی - خرق عادات مین ان کو پورا کمال تھا اور (۴) شاہ جلال گجراتی - جو شیخ منگن کے پیر تھے - اور جو سنبھل کے ملاوہ مین مدفون ہین - یہ چارون اصحاب آپ کے مرید تھے -

یاد مولانا مسعود بیگ

آپ - ترکان عراق و تبریز کی قوم مین سے ہین - کہتے ہین - آپ کے ہاتھہ مین معرفت کا میوہ کتابی علم کے باغیچہ مین کمال کی شاخ سے آیا تھا - لیکن صحیح روایت یہ ہے - کہ مسعود بیگ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید ہین - ترکمانی تھے - سپاہیانہ وضع تھی - ظاہری علم اور فضیلت کی تحصیل سے کوئی حصہ نہین ملا تھا - چراغ دہلی کی خدمت سے آپ کی دانش و بینش کی شمع روشن ہوئی تھی

اور آپ کاملون کے درجہ پر پہونچے - بہت سے رسالے عربی اور فارسی زبان مین آپ کی طرف منسوب ہین - آپ کی تصنیفات جو زیادہ تر مشہور ہین مراۃ العارفین - اور غزلون کا دیوان ہے جس کو آپنے پیر تبرند کی طرز پر فراہم کیا ہے -

(۱) شیخ شہاب الدین لکنوی حاجی الحرمین - اور محرم اسرار کونین تھے - (۲) مولانا حجۃ الدین ملتانی آپ کی پرستش اور پرہیزگاری طرح کا تھا - اور اقوال وافعال مین شوق انگیزی کی شان عیان تھی - چشتیہ بڑے بڑے سلسلون کو عربی زبان مین نظم کیا ہے - (۳) مولانا بدرالدین تولہ (۴) مولانا رکن الدین (۵) خواجہ عبدالرحمن سارنگ پوری (۶) خواجہ احمد بدایونی (۷) خواجہ لطیف الدین کندسالی - (۸) مولانا نجم الدین محبوب عرف شکر خای تھانیسری (۹) خواجہ شمس الدین دہاری جنھون نے اپنے پیر کے ملفوظات کو صحیفون کی شان مین محفوظ کیا ہے (۱۰) مولانا سراج الدین حافظ بدایونی (۱۱) مولانا قاضی شاہ بانکلی (۱۲) مولانا قوام الدین یکدانہ اودھی جن کی نسبت شیخ کلام کرنے مین ہمیشہ نیک مرد کر کے خطاب کیا کرتے تھے (۱۳) مولانا برہان الدین سادی (۱۴) خواجہ عبدالعزیز بانگرسوی (۱۵) مولانا جمال الدین اودھی جو تحصیل علم اور تعلیم فنون مین بڑی دستگاہ رکھتے تھے (۱۶) مولانا بحاث جو دہلی کے تمام علما مین مناظرہ کے اندر سبقت کیا کرتے تھے -

القصہ صدر الذکر تمام بزرگان نام آفرین جو الٰہی حقائق کے نمونے اور ایزدی تجلیات کے مظاہر ہین ان مین سے اکثر کو خرقہ خلافت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی خدمت سے حاصل ہے - اور ہر ایک نے اپنے مقام پر گروہ کے گروہ لوگون کو جن کی جیب حسن عمل کے نقد سے بری ہوئی تھی - اپنی ہدایت بخش تلقین سے سلوک اور رہنمائی کے خزانہ کا مالک بنا دیا ہے - غرض اس سے ہے کہ طریقت کا سلسلہ اس نمود بے بود کا رشتہ ٹوٹنے کے وقت تک مسلسل جاری رکھین - اور نیز انھون نے غول کے غول بنی آدم کو جہالت کے غار سے اپنے فیض تعلیم کی بدولت علم اور دانائی کے بالاخانہ پر چڑھا دیا ہے - اس نیت سے کہ عنصری اور فلکی صحیفون سے - موجودات کے نقوش مٹنے کے روز تک کتابی تصویرخانہ مین رنگ آمیزی کرتے ہین -

یاد مولانا عالم دہلوی

آپ کا لقب فریدالدین ہے سلطان فیروز ابن رجب خلجی کے زمانہ مین - اُن کے داماد ملک

تہ بازخان نامی کے مصاحب تھے - کئی قسم کے علوم اور فنون مین تبحر حاصل تھا - بالخصوص فقہ کے اصول اور فروع مین آپ کی یکتائی کا ڈنکا بجتا تھا - فتاوی تاتارخانی آپ کی ہی تالیف ہے - عجب کتاب ہے فقہ کی تمام جزئی روایتین - جو فتوی لکھنے والون اور لکھوانے والون کو درکار ہوتی ہین اس فتوی کے بابون درج ہین - کہتے ہین سلطان نے بہت کچھ کوشش کی تھی کہ فتاوی تاتارخانی فتاوی فیروزشاہی کے ساتھ نامزد ہو جاوے - لیکن مصنف نے اس کو قبول نہین کیا - اور اپنے محسن مصاحب کے نام پر معنون اور مزین کر دیا - اس کتاب کی تالیف اسی سال مین ہے - کہ جب کی اکائیان - دہائیان اور صدیان سات سات ہین -

اس مین شک نہین - اگر ایسے لوگ - لوازم آشنائی کے بارہ مین حقیقت کا لحاظ نہ کر کے تمشا کے تیز مزاج گھوڑے کو سابقہ معرفت کی شاہراہ سے لوٹا لیجائین - اور اس باب ہوا و ہوس کی تحصیل کے میدان - اور نفس پروری کے کوچہ مین اُس کو جولانی دین - تو بہر یہ مناسب ہوگا کہ حق شناسی اور حق گزاری کی امید کا قافلہ - دلون کی سرائے سے کوچ کر جاوے -

یاد مولانا سماء الدین جونپوری

آپ قاضی شہاب الدین زابلی کے بالواسطہ شاگرد ہین - سلطان حسین - ابن سلطان ابراہیم شرقی آپ کا ہی شاگرد ہے - چونکہ سماء الملۃ کی رائے امور ملکی مین بیش بہا ہوتی تھی - لہذا سلطان نے خواہی نہ خواہی مسند وزارت پر بٹھا کر قتلق خانی خطاب عطا فرمایا تھا - جب سلطان بہلول لودی نے سلطان حسین شرقی پر لشکر کشی کی - تو قتلق خان گرفتار کر لئے گئے - اور شہر دہلی مین لا کر مثل یوسف قیدخانہ مین محبوس رکھے گئے - دہلی کے بہت سے با استعداد لوگون نے آپ کے دیدار اور گفتار سے قلبی فروغ اور فراغ ہم پہونچایا - بالخصوص شیخ عیسی ابن شیخ بدہا آپ کی صحبت مین بہت جایا کرتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ خان - ظاہری و باطنی علم مین ایسا کمال رکھتے ہین - جس مین نقصان نہین ہے -

(۱) مولانا شمس الدین (۲) شیخ رکن الدین (۳) بابو تاج الدین (۴) شیخ مردان (۵) شیخ جہانگیر (۶) اور شیخ کبیر - ان محقق بزرگون نے شہر جونپور مین نشوونما پائی تھی - اور اسی شہر مین ان کی خوابگاہین بھی ہین - چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین منسلک تھے - اور اس باکمال جماعت مین سے ہر فرد - تن گدازی - جان نوازی - تحصیل علوم - اور عمل کے ساتھ تکمیل علوم مین - استوار پہاڑون کی مانند

راسخ مستقیم۔ اور مستقل تھا۔

یاد (۱) شیخ حاجی چراغ ہند (۲) و سید اسد الدین

یہ دونوں صاحب ظفر آباد کے باشندے۔ اور شیخ رکن الدین جونپوری کے خلفا مین سے ہین دن اور رات۔ بتقلون نفس کے ساتھ روزہ داری کا مدار بہ رہتا تھا۔ اور بیداری کی صف آرائی رہتی تھی جہاد اکبر کے میدان مین شہسوار تھے۔

یاد شیخ الہداد صالح

آپ شیخ عبد الواحد کے خلفا مین سے ہین۔ ظاہری اور باطنی علوم آپ مین جمع تھے۔ لیکن کتابی علم کو اپنے باصفا باطن کے جمال کا برقع بنا کر ہمیشہ درس دینے مین مشغول رہتے تھے۔ اکثر اُس زمانہ کے طالبان علم۔ آپ کی خدمت مین فضیلت اور مولویت کی اونچی سیڑھی پر چڑھ گئے ہین۔

منجملہ اُن کے ایک **مولانا مجد الدین محمد** ہین۔ تمام علوم اور فنون مین آپ کی مشکل کشا تصانیف اور لطیف تالیفات ہین۔ اور ہندوستان کے بہت سے متبحر علما آپ کے شاگرد ہین۔ اور مشہور سلسلون کے اکثر مشائخ آپ سے کامل طور پر بہرہ یاب تھے۔ ہجری سنہ نوسو تیس مین فرمان روائے سلطنت ظہیر الدین بابر شاہ نے ملک ہند کو فتح کیا تھا اُس زمانہ مین آپ مسند حیات پر ارباب فضل کی فیض رسانی کر رہے تھے۔ اس بزرگ دولت اور بزرگ دوست بادشاہ کی طرف سے آپ کے بارہ مین بہت کچھ تعظیم اور توقیر ظہور مین آتی تھی۔

انھین مین سے ایک **مولانا عبد القادر** صابونی ہین۔ شہر دہلی کے تمام درس دینے والون مین آپ افضل تھے۔ کہتے ہین۔ مولانا عصام الدین ابراہیم اسفرائی کے شاگردون مین سے ایک شاگرد بیان کرتا تھا۔

> مین ہجری سنہ نوسو چالیس مین شرح کافیہ مولانا الہداد کی جو میان اللہ دیا کر کے لوگون مین مشہور ہین۔ دہلی مین لایا تھا مولانا کے تمام شاگردون نے اور نیز دیگر علما نے اُس شرح کو مطالعہ کر کے تعلیقات اور حاشئے چڑھا دئے۔ جب مین دار العلوم بخارا کو لوٹ کر گیا اور اُستاد کی نظر سے وہ حاشئے گزرے تو تمام تعلیق نویسون مین سے مولانا عبد القادر کی علم نحو مین زیادہ تعریف فرمائی"

یاد مولانا عبداللہ

آپ مولانا شمس الدین انصاری لاہوری کے فرزند ہیں - آغاز جوانی سے آپ کو مخدوم الملکی - اور شیخ الاسلامی کا خطاب تھا - آپ کی تقریر کی زبان اور تحریر کا قلم - فصاحت اور بلاغت کی عروسوں کو زیور پہنا کر حسن دوبالا کرتا تھا - آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تالیفات اور تعلیقات تو بہت کچھ ہیں - لیکن عصمۃ الانبیا - منہاج الوصول - اور رسالہ تفضیل عقل بر علم - جو عقلی اور نقلی دلائل سے استوار کیا گیا ہے - یہ تین کتب باتمیز ظریفون کے نزدیک آپ کی جملہ تصنیفات مین زیادہ مقبول ہین - ہجری سنہ نوسو چونتیس مین جب میر ابوالبقا ابن میر عبدالباقی ابن میر تقی الدین محمد جو ایران اور توران کے تمام علما اور فضلا مین افضل تھے - ہند مین آئے - اور یہان کے علما کے ساتھ علم آزمائی کی مجلسین ہوئین تو انہون نے مخدوم الملک کو سب پر ترجیح دی - اور فرمایا - اِس نوجوان کی معنوی فطرت - پختگی کی راہ سے کمال پیری مین - اور استحکام کے اعتبار سے آغاز شباب مین ہے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ حج کی فرضیت ساقط ہونے کے بارہ مین انہین معمولی کتب فقہ مین سے آپنے روائتین سو سے زیادہ ہی زیادہ نکالی تھین اکثر روایتون کی بنا - راستہ کے غیر مامون ہونے پر رکھی تھی - لیکن اخیر مین تقدیری کرشمہ - عرش آستانی اکبر شاہ کی سلطنت کے صدر الصدور شیخ عبدالنبی کی رفاقت مین - آپ کے گردن اختیار - اکراہ (ناخوشی) کی رسی مین باندھ کر دریا کے راستہ سے سفر حجاز کو لے گیا - ایک مدت تک اُس اسلامی مقام مین رہے - اور مدرسانہ گفت و گو کے ذریعہ سے مختلف علوم کے آئینون کی زنگ دور کر کے صیقل پر چڑھایا - جب آپنے قدیمی وطن کو معاودت کی - تو اثنائے راہ مین احمدآباد گجرات ہی پڑاہیان پر آپ کا زمانہ حیات جو تقریبًا سو سال تھا - پورا ہوا - اور صدر عالی قدر عرش آستانی کے دربار معلی مین آپہونچے - اور جس طرح سے مقدر مین تھا - روز زندگی کی شام لے لی -

یاد مولانا عبدالرحمن لاہوری

آپ شہر لاہور کے بڑے عالمون مین سے ہین - خواجہ عبدالحق احراری کی خدمت مین ارادت لائے ہوئے تھے - ہجری سنہ نوسو پچاس مین جہان فانی کو رخصت فرمایا - خوابگاہ لاہور -

یاد (۱) مولانا حسام الدین سنور (۲) مولانا حسام الدین سرخ

یہ دونون صاحب شہر لاہور مین مختلف فنون کے اندر ملکہ رکھتے تھے - اور اِن کے اخلاق بھی پسندیدہ تھے - خواجگان سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت مین ارادت مندانہ برتاؤ سے پیش آتے تھے - ہجری سنہ نو سو ستر مین اس عنصری ملک سے بار نیستی باندھ کر چلے گئے -

خوابگاہ لاہور -

یاد مولانا بدر الدین اسحٰق

آپ - علم اور پرہیز کے خزانہ تھے - احراریہ سلسلہ کے حضرات سے مریدانہ اعتقاد رکھتے تھے اور اس خانوادہ کے بزرگ اصحاب بھی آپ کے فطرت فروش اور بافیض درس مین کتاب کھول کر شاگردی کرتے تھے - اور اپنے حوصلہ کے انداز کے موافق جنس علم سے جاتے تھے -

یاد مولانا عبد السلام لاہوری

آپ علماے زمانہ مین افضل تھے - ہجری سنہ نو سو سرسٹھ مین مولانا سعید ترکستانی سفر حجاز کے ارادہ پر ہند کی طرف آئے تھے مگر کچھ آسمانی واقعات پیش آجانے کے سبب سے مقصد کو نہ پہونچ سکے اور ناچار ولایت ماوراءالنہر کی طرف لوٹ جانا پڑا - کہتے تھے ہند کے عالمون مین مولانا عبد السلام ایک ہی سرمآوردہ وقت ہین - ہجری سنہ نو سو اراسی مین آپ کے نفس مطمئنہ نے اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ کی ندا قبول کر کے سامان باندھا - اور دار السلام کی طرف چلا گیا - خوابگاہ لاہور -

لهم دار السلام عند ربهم يقال السلام ههنا بمعنى السلامة ومن كان فى رق شئ من العوارض والمكونات لم يجد مشامه رائحة السلامة وانما يجدها من تحرر رقبته من رق المخلوقات عرضا كانت او جوهرا - ظاهرة كانت

ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہان سے دار السلام مقرر ہے بعض کہتے ہین سلام کے معنی اس مقام پر سلامتی کے ہین - اور جو شخص عوارض کی یا کون و مکان کی کسی شے کی قید مین مقید ہوگا - اُس کے دماغ مین سلامتی کی خوشبو نہین پہونچے گی - یہ خوشبو وسی شخص کے دماغ کو پہونچیگی جس کی گردن مخلوقات کی قید سے محفوظ (آزاد) ہوگی یہ حفظ عارضی ہو یا اصلی ہو ظاہری ہو - یا باطنی ہو - اور قرآنی آیۃ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلامی قوم جنت مین رہنے والی ہے - لیکن

او بالمغنة ولاية تشير الى ان القوم فى الجنة
لكنهم ليسوا فى اسر الجنة بل تحرروا من رق
كل كون لقوله تعالى لا يستوى اصحٰب النار
واصحٰب الجنة اصحٰب الجنة هم الفائزون ثمة
الفوز النجاة من كل ما يمكن فيه شائبة
علاقة وملاحظة قرب وينال شرف قدر تلك
الدار لكونها فى محل الكرامة واختصاصها
بعلية الزلفة والا فالاقطار كلها ديار
لكن قيمة الدار بما يجاور فيها كما انشد

یہ لوگ صرف جنت کے پردہ مین بیٹھنے والے نہین ہین - بلکہ کل کونی و مکانی قید سے نجات پاوینگے جیساکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے - اصحٰب نار - (دوزخی) اور اصحاب جنت (جنتی) باہم برابر نہین ہو سکتے ہین - کیونکہ اصحاب جنت ہی نجات پانے والے ہین -

فوز کے معنی ہین نجات پانا - اُن تمام چیزون سے جن مین شائبہ کسی علاقہ کا یا رعایت کسی قید کی پائی جاوے - اور کہتے ہین - اس دار السلام کے مرتبہ کا شرف اس سبب سے ہے - کہ یہ محل کرامت مین واقع ہوا ہے - اور قربت قربی کے ساتھ خصوصیت رکہتا ہے ورنہ کل اقطار دار گہر ہین لیکن قدر و قیمت گہر کی باعتبار ہمسائگی ہوتی ہے اسی معنی مین کسی شاعر نے اچہا کہا ہے

قطعه

انى لاحسد جاركم لجواركم
طوبى لمن امسى لداركم جارا
ياليت جارك باعنى من داره
شبرا لاعطيه لشبر دارا

ترجمہ

مین آپ کے ہمسایہ پر آپ کی ہمسائگی کے سبب سے حسد کرتا ہون
جو شخص آپکے گہر کا ہمسایہ ہو کر رہا - اُس کو بڑی خوشی کا موقع ہے
اے کاش آپ کا ہمسایہ اپنے گہر مین سے مجکو فروخت کر دیوے
ایک بالشت بہر زمین - مین اوسکو بالشت بہر زمین کے عوض ایک پورا مکان دیدونگا

نقال الحقيقة وان كانت منزهة من قبول
الجوار وليس القرب منه بتدانى الاقطار
ما اطلاق هذا اللفظ لقلوب الاحباب مونس
بل لو جاز القرب فى وصفه من حيث المسافة
لم يكن لهذا كثير اثر وانما حيوة القلوب
بهذا لان حقيقته مقدسة عن
هذه الصفات ثم لاجل قلوب احبابه
يطلق هذا ولو وقع العلماء فى كد التاويل بل
بل هو هذا امارة الحب انا من اجلك

کہتے ہین - اگرچہ حقیقت ایزدی ہمسائگی قبول کرنے سے بالکل پاک ہے - اور حقیقت کا قرب - قرب انتطار کے ذریعہ سے نہین ہوتا ہے با اینہمہ اس لفظ قرب کا جو اطلاق کیا گیا ہے - تو اس کا سبب یہی کہ لفظ قرب کا اطلاق قلوب احباب مین اُنس پیدا کرنے والا ہے - بلکہ اگر قرب کا وصف مسافت کے اعتبار سے جائز مانا جاوے تو بہی اس کا کچہ مزید اثر نہین ہے - اور اسی قرب سے قلوب کی حیات ہے کیونکہ حقیقت ایزدی ان صفات سے پاک ہے - پس قلوب احباب کے لحاظ سے قرب کا لفظ بولا جاتا ہے اور البتہ علما تاویلات کے جہگڑے مین پڑ رہے ہین بلکہ یہی تو محبت کی علامت ہے - کہ مینے آپکے سبب سے ایسی شے کو اپنے

حملت الذی لا استطیع | اوپر انگیز کرلیا جس کی استطاعت نہین رکہتا تہا۔

یاد (۱) شیخ نور الدین و (۲) شیخ شمس الدین

یہ دونون اصحاب شیخ یعقوب ابن شیخ رکن الدین کے فرزندان رشید ہین - اولین صاحب زادہ ظاہری علم سے بہت کچہہ بہرہ یاب تہے - تکمیل علم کی سیڑہی پر چڑہ کر اخیر مین دریاے لاہور کے کنارہ موضع میانی مین چلے گئے تہے - اور وہین گوشہ درویشی اختیار کر لیا تہا - اور بقیۃ العمر اُسی گوشہ مین اور اُسی کنارہ دریا پر گزار دی - دوسرے صاحب زادہ کو بہی بقدر حاجت رسمی علم کا سرمایہ حاصل تہا - سلوک اور طریقت کے اندر اپنے بڑے بہائی کی برابر تہے - دونون صاحب زادے اپنے پدر بزرگوار کی راست روی کے راستہ پر ثابت قدم تہے -

مولانا قاضی شاہ لاہوری - شریعت اور طریقت کی شاہراہ کے سوا - قدم نہین رکہتے تہے - اور مجاز و حقیقت کے اصول سے بہی پوری معرفت حاصل تہی - بیخودی کے گوشہ مین قناعت پسند قوت سے عمر گزاری - اور مرتبہ تلوین (ایک مقام ہے تصوف کا) کی رنگ آمیزی سے رہائی پاکر بے رنگی کے مقام مین آسودہ رہتے تہے -

یاد مولانا اسمعیل لاہوری

آپ ارباب حدیث کی بڑی سند دینے والون مین سے ہین - فقہ اور سنت کی کتابین ایران مین شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی - اور حضرت امیر سید جمال الدین عطاء اللہ محدث کی خدمت مین تصحیح اور مطالعہ فرمائی تہین - نقشبندیہ سلسلہ مین ارادت رکہتے تہے - امیر عبداللہ ہروی جو میر قطبی کر کے مشہور ہین شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تہے - امیر عبداللہ کی ملازمت مین آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تہے - ہجری سنہ نو سو اسی مین فرمان طلب قبول فرما کر لاہور مین خوابگاہ اختیار کی -

یاد (۱) مولانا الہداد و (۲) مولانا شمس الدین

آپ دونون صاحب شیخ احمد ابن شیخ شمس الدین ملتانی سلطانپوری کے بیٹے ہین - بڑے باکمال عالمون مین سے ہین - اِن کے پدر بزرگوار - ملتان کے بزرگان ولایت مین سے تہے - اور

اِن کے جدامجد جناب مولانا کمال الدین داؤد ہین - جو تمام علوم مین فاضلان عہد کے اُستاد تھے فنون حکمیہ کی زیادہ تر تحصیل - سید شریف جرجانی کی خدمت مین بمقام شیراز کی تہی - القصہ ان اصحاب کے طبقہ مین - دین - دانش - دیانت - درویشی - پرہیز - پرستش - پند - اور پذیرائی یہ جملہ اوصاف موروثی اور نیز کسبی ہین -

خواجہ قطب الدین سہرندی - زمان کے شرف - مکان کی سعادت - علم کے کمال - اور عمل کے جمال ہین شیخ الہداد صالح کے سہیم و شریک تھے - اور مولانا مجدالدین محمد کی خدمت مین لوجہ اللہ محبت اور دوستی رکہا کرتے تھے - سراے مجد کے دروازہ پر آپ کی قبر اس مدعا کی شاہد ہے -

یاد شیخ بدرالدین سہرندی[۵۱]

آپ شیخ یحییٰ کے خلیفہ ہین - جو مقام سندیلہ مین قیام رکہتے تھے - اور نہایت بزرگ تھے - اُس نواح کے بہت سے عالی قدر لوگون نے استنباط انوار بدرالملۃ سے کیا - اور آپ کی تلقین کی روشنی مین طریقت کی منزلین طے کی ہین - منجملہ ان کے

ایک میان امان اللہ ابن میان غازی سہرندی ہین - جو مقاصد فنون کے عالم مخفی اسرار کے عارف - کلام مجید کے حافظ - اچہے شاعر - رنگین نگار منشی - موسیقی دان - مختلف قلمون کے خوشنویس اور فقراے باب اللہ کے خادم تھے -

دوسرے مولانا میر علی کنبو ہین - صاحب حکمت وصفا تھے - اور آپ کا ظاہر ہمیشہ باطن کا مغلوب رہتا تہا - درویشون کے ساتہہ ہمیشہ پرستارانہ بسر کیا کرتے تھے - اُس زمانہ مین سہرند کے اکثر فضلا - آپ کے ساتہہ نسبت شاگردی رکہتے تھے - آپ کے تمام شاگردون مین افضل - جامع کمالات صوری و معنوی شیخ عبدالحی ہین - جو شیخ جوہر کر کے مشہور تھے -

یاد میان علی شیر سہرندی

آپ ایک عالم تھے - جن کو تمام مشہور سلسلون سے بالخصوص قادریہ خانوادہ سے استحکام کے ساتہہ نسبت تہی آپنے عمر عزیز مشائخ طریقت کی خدمت مین صرف کر کے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا -

---

[۵۱] سرہند کو سہرند بہی کہتے ہین ایک شہر کا نام ہے ۱۲ -

یاد شیخ احمد سہرندی

آپ فقہ کے اصول اور فروغ کو اُستادانہ جانتے تھے - اور اکثر اہل تجرید - اور صاحب فنا مشائخ کے ساتھ اعتقاد صحیح رکھتے تھے - اُس مقام کے تمام چھوٹے بڑے ہنگام ضرورت فتوی - آپ کے محکمہ مین آکر اپنی مشکلات حل کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نو سو چھیاسی مین مفتی قضا کے حکم سے آپ نے نقد حیات ملک الموت کے سپرد کر دیا -

یاد شیخ عبدالاحد سہرندی

آپ شیخ عبدالقدوس چشتی کے دلی ارادتمندون مین سے ہین - آپ کو مولویت کا شرف - اور تصنیف و تالیف کا سلیقہ حاصل تھا - بہت سے مفید رسالے آپ کے قلم کے لکھے ہوئے ہین - باطنی شعلہ - پردہ سوز برق تھا - اس کی روشنی مین آپ نے مجاہدہ کے ہنگامہ سے نکل کر مشاہدہ کے خلوتخانہ مین راہ پائی تھی - بڑی عمر تک خوشحال زندہ رہے - مگر وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ[1] کے قبیلہ مین داخل نہین ہوئے -

قال بعض المحققین ارذل العمر زمان الفترة بعد المجاهدة وحال الحجبة عقیب المشاهدة ویقال ارذل العمر تخلیس المرء بحیث لا یعرف قدر ویقال ارذل العمر التطوع زادادینہ الحسبان ان شیا بغیر الله -

بعض محققین نے فرمایا ہے - رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس مین مجاہدہ کے بعد فترہ واقع ہو جاوے یا وہ حالت ہے جس مین مشاہدہ کے بعد حجاب واقع ہو جاوے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ وقت ہے جس مین انسان ایسا پنس جاوے کہ اپنی عمر کی قدر نہ پہچان سکے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس کے اندر انسان اس خیال کے وادی مین خوشی خاطر سے چلے کہ کوئی شے اللہ جل شانہ کے سوا بھی ہے -

یاد (۱) شیخ علاءالدین سارنی و (۲) شیخ خیرالدین سارنی

یہ دونون صاحب - الٰہی تجلیات کے مظہر تھے - پرہیز اور صبر کا مرقع - توکل اور محویت کی چادر

[1] اور تم مین سے کوئی کوئی سب سے زیادہ نکمی عمر (یعنی بڑھاپے) کی طرف لوٹا کر لایا جاتا ہے - کہ دسب کچھہ) جاننے پیچھے (آخر مین سترا بہترا ہو کر) کچھ بھی (دبوجھے خاک) نہین - ۱۲

دانش اور بینش کا خرقہ اور فقر و فاقہ کی گودڑی - اپنے مشرب کے قد پر پہنے ہوئے تھے - تمام تعلقات سے آزاد خاطر اور آزادانہ رہتے تھے -

یاد شیخ اختیار الدین سارنی

آپ کو تمام اشیا کے روحی تصرفات مین - اور جاندارون کے ضمائر معلوم کرنے مین کامل اختیار تھا -
روایت ہے کہ عنفوان قصبہ سارن چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین مراسم ارادت و خلافت ادا کیا کرتے تھے - موحدانہ ولایت احمدی کی چادر اور فقر محمدی کی عبا **علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ** اپنی دوش ہمت پر رکھتے تھے - اور انفسی و آفاقی (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی رموز سے واقف تھے - **کما فہم من مضمون بعض مکتوبات لبعضہم الی بعضہا منہا** -
عزیز من - ارباب بصیرت کو تحقیق طور سے دریافت ہوا ہے - کہ آدم **علیہ السلام** اور اُن کے بنی نوع کی پیدائش - ذات اور صفات **جلت عن احاطۃ** کی معرفت کے واسطے ہے - اور یہ معرفت اس مقدمہ پر موقوف ہے - کہ شناخت نتیجہ اس امر کا ہے - کہ عارف اور معروف کے درمیان مین اشتراک اور اتحاد - صورت اور معنی کے اندر پیدا ہو جاوے - نظیر اس کی یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص بادشاہ نہین ہو جاتا ہے - وہ دوسرے بادشاہ کے حالات اور اوصاف کا **نی الحقیقت عارف** نہین ہو سکتا ہے - پس انسان بدون اس مرتبہ کے حقیقی مالک الملک - اور اصلی ملک الملوک کو کیسے پہچان سکتا ہے - اسواسطے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو انسان کو پیدا کیا - تو اپنی سلطنت کی صورت اور ملکیت کی صفت پر پیدا کیا - تاکہ انسان - انسانی سلطنت کی مطابقت - الٰہی سلطنت کے ساتھ اس ترتیب سے دیوے - کہ دل عرش - دماغ کرسی - قوۃ خیال لوح محفوظ روح حیوانی اسرافیل - دوسرے ظاہری حواس اور باطنی قوی ملائک - قبہ دماغ جو اعصاب کا منبت - اور قوت نامیہ کا منبع ہے آسمان اور کواکب - اخلاط اربعہ اور کیفیات ممتزجہ عناصر اور قوت ہاے ہاضمہ و مدبرہ - سپاہ اور اہل کچہری - یکے بادیگرے جڑے ہوئے اعضا وغیرہ رعیت - اور انسانی روح جو یگانگی - بیچونی - اور بیچگونگی کے عالم سے اصل خلقت مین حصہ اپنے ساتھ لیکر آئی ہے - سب پر بادشاہ اور حکمران ہے -
القصہ عالم ارواح پر عالم شہادت کے قیاس کی شرط مین انسان کو حاصل کرنا چاہیے - اور

اور معلوم کرنا چاہیئے کہ جو شخص ازلی عنایت کی مدد سے حبس کا ہیولی - پیر کا ارشاد اور مرید کا شغل ہے اپنی سرکاری کے اسباب درہم برہم کر کے ناشناسا ویران جنگل مین جا کر مقیم نہ ہوگا - اور نیز جو[۵۱] مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى کے گروہ مین داخل نہ ہوگا - وہ شخص اس معرفت کے فروغ سے ان معانی کی اہل صفائی دیکھ سکے گا - وہی شخص الہی معرفت کی سعادت سے سرفراز ہوگا - اور وہی شخص[۵۲] مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے دائرہ مین داخل ہوگا - لیکن اس معرفت کا چہرہ بدون فکر کے نظر نہین آسکتا ہے - اور فکر ذکر سے - اور ذکر محبت سے پیدا ہوتا ہے - اور سالک طالب جب تک دنیا کی خرابی خواری - تباہی - اور تناہی (انتہا) معلوم کر کے - اُس کو دشمن قرار نہین دیتا ہے - اور اس کی محبت کو جو بغض - حسد - کینہ - اور نیز دیگر خسیس عادتون اور ناقص سیرتون کا سرمایہ ہے - بالکل سینہ کے اندر سے جھاڑ بہار کر جگہہ پاک صاف نہین کرتا ہے - تب تک اُس کی گردن اس مکار دنیا کی محبت کے طوق سے آزادی نہین پاتی ہے - اور ایزدی محبت جل ذکرہ اُس کی انسانی سلطنت مین پیدا نہین ہوتی ہے وھذا ما اتفق علیہ خاتم النبیین والانبیاء السابقون والاصحاب والاولیاء اللاحقون - امید ہے کہ توحید کی توفیق بخشنے والا اللہ جل شانہ اپنے تمام دوستون کو انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی یگانگی اور اصل کے اندر سایہ کی فنا کا مکاشفہ روزی فرماویگا - اس انفاس فروشی کی غرض - اس امر کا ظاہر کرنا ہے - کہ اس مقبول جماعت کے کچہہ لوگ تو ظاہر و باطن سے آراستہ اور بیرونی و اندرونی گزشتگی سے پیراستہ تھے - جو فنا اور بقا کے مرحلے - اور جمع و تفرقہ کی منزلین طے کر کے اہل کشف و کرامات ہو گئے - کچہہ لوگون نے کاغذی نقوش کی شناخت اور تحصیل کی سیر مین سخن آفرینی کا منصب پا کر علم کا دروازہ اہل جہان کے سامنے کہول دیا - اور بعض لوگ درویشی - قناعت - گوشہ نشینی - اور تن گدازی کے طریقہ مین مشغول ہو کر تجرید اور تفرید کی شاہرہ پر پڑے -

یاد شیخ یحیی کبیر بختیار

آپ مخدوم جہانیان کے خاص مرید - اور بزرگ خلیفہ ہین - جو کوہستان ملتان اور قندہار کے درمیان ہے - اُس مین رہتے تہے - سیادت اور شرافت کے نسب کے ساتہہ خلافت اور شیخت کا شرف آپنے

---

[۵۱] جو شخص اس (دنیا) مین (دیدہ و دانستہ) اندہا (بنا) رہا - وہ آخرت مین بہی اندہا ہوگا - م - [۵۲] جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا - اُس نے اپنے رب کو بہی پہچانا -

حاصل کرلیا تھا - تمام صحرا کے رہنے والے افغان آپ کے ساتھ اعتقاد اور ارادت سے پیش آتے

تھے - اب آپ کی نسل کے تمام افراد بختیار کے لقب کے ساتھ مشہور ہین - منجملہ اِن کے

ایک شیخ محمد بختیار ہین - تمام ہند کے رہنے والے افغانون کی گردنون مین آپ کی بیعت کا طوق

پڑا ہوا ہے - جیسے شیر خان سور اپنے تئین آپ کے مریدون مین سے شمار کیا کرتا تھا - اور اپنی ظاہری سلطنت

اور اُس کا تسلط آپ کی باسعادت دعا کا ثمرہ سمجھتا تھا - شیر خان سور ہجری سنہ نوسو سینتالیس مین ہند کے

تمام صوبون کا فرمان روا - ہوچکا ہے - شیخ محمد کے فرزند خواجہ خضر دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ گزین تھے

انہون نے اپنے آبا و اجداد کا طریقہ اور مشرب تعلیم کرتے کرتے زندگی کی شام کو اجل کی صبح کر دیا تھا -

منجملہ پرہیزگاران سلسلہ بختیاریہ کے دوسرے شیخ حسن محمد - اور تیسرے شیخ ابابکر تھے - جنہون نے

آغاز جوانی مین ترک و تجرید کی توفیق پاکر اپنے بابرکت اوقات خدا پرستی مین گزارے -

یاد سید حسین مشہدی

آپ کے آبائے کرام نجف کے ہین - اور خوابگاہ بہروچ گجرات ہے - مخدوم جہانیان کے سعید

خلیفہ تھے - اکثر سفرون مین ہمرکاب اور ہم عنان رہنے کا شرف حاصل تھا - آپ کی باحقیقت باتین

بالکل سید محمد گیسو دراز کے ہم رنگ تھین - غالباً اِن دونون بزرگون کا باطنی باغ - ایک ہی ندی کے

پانی سے سینچا گیا - اور شاداب ہوا ہے -

القصہ - یہ دونون والا فطرت نامور اپنے وقت مین کمالات اسمائی کے عیش محل کی رونق

تھے - اور رہنمائی کی صفائی سے فروغ معرفت کی متلاشی اپنی آنکھون مین خداشناسی اور حق بینی

کا سرمہ لگا کر نورانی رکھتے تھے - **نفعنا اللہ والمسلمین ببرکات آثارہم اجمعین -**

یاد سید شیخ ابن شیخ عبداللہ عندروسی صادقی یمنی حضرموتی

آپ عالی نسب سادات مین سے ہین - نسب مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہونچتے

ہین - حدیث - اسمار رجال - اور انساب کے علم مین - سیر و تاریخ مین - اصطلاحات تصوف مین - اور

بیان عرفان مین کامل طور پر تبحر اور رسائی رکھتے تھے - داد و دہش کی ہمت کی - اور اخذ و جر سے درگزر

کرنے کی مشق اعلیٰ درجہ کو پہونچائی تھی - اپنی مدۃ العمر مین کسی امیر و وزیر کے دروازہ پر نہین گئے

اپنے عالی خاندان آباواجداد کا سلسلہ صحیح ہوتے ہوئے۔ قادریہ خانوادہ اور مغربیہ خاندان مین اپنی ارادت اور خلافت کی نسبت قایم کرتے تھے۔

یاد شریف شیخ

ذاتی اور اکتسابی دونون طرح کی شرافت آپ کو حاصل تھی۔ دسوین دور کے اخیر حصہ تک حیات کی مسند پر بیٹھے رہے۔ راقم گلزار بھی شریف کی شریف ملازمت سے بہرہ یاب ہو چکا ہے۔ احمد آباد کے محلون مین سے ایک محلہ جوہری واڑہ ہے۔ اُسی مین آپ کی خوابگاہ ہے۔

یاد شیخ عبد المعطی

آپ اپنے وقت کے بزرگ محدثین مین سے ہین۔ حدیث کی تصحیح اور سند آپ کی ایک واسطہ سے امام سخاوی مصری کی خدمت مین پہنچتی ہے۔ احمد آباد مین رہتے تھے۔ قادریہ اور مغربیہ خانوادہ مین اعتقاد ارادت رکھتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا۔

یاد شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ

ان دونون بزرگوارون کی زادبوم سیوستان سند ہے۔ ایک تو انھون نے شہر مدینہ مین رہکر زادھا اللہ شرفاً علم حدیث کی تحصیل بہت کچھہ کی تھی۔ دوسرے شیخ علی متقی کے ساتھہ شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری کی ملازمت مین اور نیز دیگر والاسند محدثین کی ملازمت مین حاضر ہوکر احادیث کی تصحیح کی۔ اور عالی درجہ کی سندین لی تھین۔ لہذا یہ دونون بزرگوار شیخین منی کے لقب سے مشہور تھے۔ بالآخر گجرات مین آکر دونون نے احمدآباد مین مکان قیام تجویز کر لیا تھا۔ لیکن شیخ عبد اللہ کو حجاز کی طرف پھر لوٹ جانے کی توفیق ہوئی۔ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مدینہ معظمہ کے اندر اُخروی خوابگاہ اختیار کی۔

یاد سید عطا محمدؒ

آپ کا لقب علاء الدین ہے۔ صحیح النسب سادات۔ اور سلسلہ قادریہ کے عالی مرتبہ مشائخ مین سے ہین۔ احمدآباد گجرات مین ریاضت اور عبادت کے لئے۔ ایک حجرہ تجویز کر لیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس تھا۔ کہ جنت آشیانی ہمایون شاہ نے جب صوبہ گجرات فتح فرمایا۔ تو سلطان بہادر ابن مظفر گجراتی شکست کھاکر جزائر کے سواحل کی طرف بھاگا۔ اُس وقت سید نے بھی بہادر کے لشکر کے ہمراہ ہجرت کی تقدیری کرشمہ سے۔ دریا کے ایک ساحل پر اسیر فرنگ ہو گئے۔ اور جب وہان سے رہائی ملی۔ تو حرمین محترمین

زادھا اللہ شرفاً کے طواف سے سعادت حاصل کی - پھر وہان سے تھوڑی سی ہی مدت مین قدیمی وطن کی طرف بازگشت فرمائی - آپ کے حالات کا بیان کسی قدر اس طرح پر ہے کہ ایام سال کا اکثر حصہ روزہ مین گزرتا تھا - روزہ کے اندر افطار کا سبب ضیافت کے سوا اور کوئی نہین ہوتا تھا - آپ کا رات کا کھانا صرف ایک پیالہ شوربا سے باقلا - اور ایک پیالہ دودھ ملا ہوا قہوہ تھا - دونون پیالون کا وزن پانچ چھ چمچہ سے زیادہ نہین ہوتا تھا چشتیہ - سہروردیہ - مغربیہ - اور بخاریہ خانوادہ سے ہی اجازت - خلافت اور ارشاد کا خرقہ ملا تھا - عربی شعر شیخ ابن فارض مصری کی روش پر کہا کرتے تھے - اعجوبۃ الزمان - اور نادرۃ الدوران - یہ دو دیوان آپ کے - ارباب سخن مین مشہور ہین - ماہ ربیع الاول ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین اُخروی سفر فرمایا - آپ کی قبر اوسی خانقاہ مین بنائی گئی - جس مین رہتے تھے - پانچ بیٹے اور تین خلیفہ چھوڑے - سب رشید تھے - اولین فرزند سجادہ نشین تھے - سید عبد الرزاق نام اور ابو بکر کنیت تھی دوسرے فرزند سید نصیر نام اور ابو صالح کنیت تھی - تیسرے فرزند سید محمد - چوتھے فرزند سید علی - اور پانچوین سید احمد تھے - اولین خلیفہ شیخ بہاء الدین - دوسرے خلیفہ شیخ محمد - اور تیسرے خلیفہ شیخ ابراہیم تھے - یہ تمام اولاد اور خلفا - رہنمائی کی مسند پر ظاہری و باطنی کمالات - دینی و دنیوی سعادت - اور علمی و عملی شرف سے آراستہ اور پیراستہ تھے - اور زمانہ کے مشائخ اور اولیا کے حلقہ مین کامل طور پر امتیاز رکھتے تھے -

یاد شیخ کلیم الدین موسی گجراتی

آپ نامور علما مین سے ہین - تقریر اور تحریر مین فصیح زبان اور شیرین قلم تھے - کئی طرح کی عبادات مین اپنی اوقات منضبط رکھتے تھے - شمس عالم اور قمر عالم آپ کے فرزندانِ رشید ہین - یہ دونون صاحب اَرای حقانی انوار اور ربانی تجلیات کے مظہر تھے - ان تینون اصحاب کی خوابگاہ احمد آباد مین ہے -

یاد شیخ نصیر جمال

آپ کی خوابگاہ نوساری مین ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - آپ شیخ الشیوخ سہروردی کی پاک نسل سے ہین اپنے زمانہ کے قطب تھے - بہت سے لوگ آپ کی ہدایت سے کمال کے درجہ کو پہونچے -

یاد شیخ شریف محمدؒ

آپ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منڈو (مانڈو) مین تھے۔ تصوف کا آغاز۔ علم کی تحصیل۔ جواہر خمسہ کا عمل۔ دعوات کی استجازۃ۔ اذکار کی سند۔ اور اشغال ورشتہ الحق کی تعلیم۔ یہ تمام کام آپنے شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین کئے تھے۔ جو راقم گلزار کے مربی ہین شیخ نصیر جمال کی نسل مین سے ہین۔ کشایش (کشف ہونے) کے بعد چند روز آپنے قصبہ دیواس مالوہ کے کوہسار مین ریاضت کی۔ اور یہان سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کے واسطے گوالیار کو گئے۔ گوالیار پہونچکر شیخ عبداللہ سجادہ نشین کی خدمت سے اور شیخ ضیاء اللہ۔ اور نیز یہان کے دیگر مشایخ کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ پھر یہان سے دہلی کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔ دہلی مین اہل دہلی کے قلوب اور قبور کی زیارت کی۔ پھر گجرات کو لوٹ آئے۔ اب اپنے آبائے کرام کے وطن مین۔ چراغ معرفت روشن کرکے۔ گوشہ گزین ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک خبر ملی ہے۔ کہ مسند حیات پر بیٹھے ہوئے تھے۔ خدا کرے۔ عمر دراز ہو۔

این ترانہ در پردہ شکرگزاری ست

الحمد للہ المعین علی اتمام ما اراد ظہورہ فی الازل منا کہ چارون صدیون کے بیدار دل اصحاب جو اخروی خوابگاہ کے تہخانون مین آسودہ ہین۔ اِن کے موحدانہ حالات کے لکھنے سے فراغت ہوئی اور جو شب زندہ داران خلافت ظاہری زندگانی کے دالان مین تلقین وارشاد کی انجمن۔ ان ایام مین گرم رکھتے ہین۔ اُن کے بابرکت حالات لکھنے کے واسطے ایزدی تجلیات کے دربار سے مجکو شروع کرنے کی توفیق ملی اعلموا ایہا الجالسون علے بساط القرب والحجوکہ یہ بات کسی اہل دانش کے یقین مین نہین آتی ہے۔ کہ ارباب سیر و تاریخ۔ اصحاب تذکرہ و تبصرہ۔ اور اہل انساب واسماء رجال۔ اس امر کا شکر کیونکر ادا کرین کہ محیی علی الاطلاق نے اُن کے خامہ تصنیف کے ذریعہ نفس کتابت مین کرامت کے طور پر عادۃً احیاء اموات اور ابقاء نسل انسانی کی وہ خاصیت عطا فرمائی ہے۔ جو نطق کے ذریعہ سے انفاس مسیحائی کو بطور معجزہ عطا فرمائی تھی۔ یا یون کہئے۔ وہ خاصیت رعایت وشفقت کے طور پر نفس رحمانی کے ساتھ

مخصوص ہو اور ۵ من احیاھا فکانما احی الناس جمیعا کے ثواب کا خلعت مصنفین کو پہنا کر کافی امتیاز بخشا ہے۔

اس مین شک نہین۔ کہ طبیعت اور فطرت کے اہل حقیقت اور صاحب طریقت گروہ نے عالم ارواح اور عالم اجسام کی رموز دانی کے دریا مین جو اپنے ادراک کا جال ڈالا ہے۔ اِس تلاش سے اُن کی غرض سوا اس کے نہین ہے۔ کہ عالم شہادت اور عالم ترکیب کے بیابانی شکار کے بارہ مین تو حلال وحرام۔ اور منع و اجازت کی نسبت کہین اختلاف اور کہین اتفاق ہے۔ لہذا اپنی فرصت کا وقت اس شکار کے کام مین صرف نہین کرنا چاہئے۔ تاکہ روز پرسش کی کشاکش سے۔ جواب دہی کی کش مکش مین گرفتار نہ ہونا پڑے۔ بلکہ بجاے اِس کے فنا اور استغراق کے دریا مین مراقبہ کو شکار کا موقع دیا جاوے۔ اور کشف اور عین الیقین کے ذریعہ سے مرکبات اور مجردات کے حقائق کو شکار کر کے حقیقۃ الحقائق کے دستارخوان پر **الاکل علی ملک المبیح** کے فتوی کے بموجب اپنے لئے مباح کیا جاوے۔ تاکہ فرقانی بطون کی عرفانی مجلس مین آیۃ ۵۲ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ کے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو۔

قیل المراد من البحر الفناء فی اللہ ومن الصید حقائق الموجودات ومراکز الکائنات۔ کما قال بعض المحققین فی تفسیرہ حکم البحر خلاف حکم البر فاذا غرق العبد فی بحر الحقائق سقط حکمہ فصید البحر مباح لہ لانہ اذا غرق صار محوا فانما الیہ ولیس بہ ولا منہ اذ ھو محو واللہ غالب علی امرہ۔

کہا گیا ہے۔ کہ بحر سے مراد فنا فی اللہ اور صید سے مراد موجودات کی حقیقتین اور کائنات کے مرکز ہین۔ جیسا کہ بعض محققین نے اِس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے بحر کا حکم بر (جنگل) کے حکم کے خلاف ہوتا ہے۔ جب بندہ حقائق کے دریاؤن مین غرق ہوا۔ تو حکم بری اُس پر سے ساقط ہوگیا۔ اور اس وقت مین دریا کا صید اُس کے واسطے مباح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بندہ جب غرق ہوگیا تو وہ محو ہوگیا۔ بس کوئی بات نہ اُس کی طرف سے نہ اس کے ساتھ ہے۔ اور نہ اُس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ تو محو ہو اور اللہ جل شانہ اپنے حکم پر غالب اور قادر ہے۔

۵ جس نے مرتے کو بچالیا۔ تو گویا اوس نے تمام آدمیون کو بچالیا ۱۲ ۵۲ دریائی شکار تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے ۱۲

اس بنیاد پر اعتقاد اور اخلاص کی منزلون کے رہنے والون اور چلنے والون کے حال وقال کے مناسب یہ ہے - کہ اس جماعت کے جس حال اور قال کو اپنے ادراک کی ترازو سے صحیح صحیح وزن نہ کر سکین - یا جس حال وقال کو اپنے حوصلہ کے ظرف مین نہ لا سکین - اُس حال وقال کی تحقیق اور تصحیح سے متعرض نہ ہون - کیونکہ جس شے کو اس جماعت نے آفتاب کشف کی روشنی مین پایا ہے اُس کو یہ لوگ چراغ عقل کے پر تو سے نہین دیکھ سکتے ہین - لراسمہ

از فروغ شمع شب را روز نتوان ساختن	از خرد جان را جہان افروز نتوان ساختن

یآایّھا الذین اٰمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم قال بعض المحققین فی تفسیرہ اذا اسبل علیکم ستر اللطف فلاتتعرضوا للعلم بما اخفی علیکم فیتنغص بالتجسس علیکم عیشکم ویقال لاتتعرضوا للوقوف علی محل الاکابر فلاتستوجبون ذٰلک فیسوءکم تقاصیر تبتکم -

مسلمانو! بہت باتین (کرید کرید کر) نہ پوچھا کرو - کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائین تو تم کو بُری لگین - اِس آیۃ کی تفسیر مین بعض محققین نے فرمایا ہے - جب تمہاری آنکھون پر (مصلحۃً کسی امر کے مخفی رکھنے کے واسطے) مہربانی کا پردہ ڈال دیا جاوے تو جو امر تمہارے اوپر مخفی رکھا گیا ہے - اُس پر علم حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اِس تلاش سے تمہارے اوپر تمہارا عیش منغص ہو جاوے گا - اور بعض کا قول یہ ہی کہ تم اکابر کے مقامات پر وقوف حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اکابر یہ علم تم کو دنیا (اپنے اوپر) واجب نہین سمجھین گے - اور پھر تم کو اپنے مراتب کی کمی بُری معلوم ہو گی -

پس یہی بہتر ہے - کہ اصحاب دعوت اس کتابی کہف (غار) کے اندر عبارت کی قیلولہ گاہ مین بے اعتبار اغیار کی نظر سے اپنے تئین پوشیدہ رکھین - اور حقائق ومعارف بیان کرنے کے مقام پر بظاہر تحت رحمت کے سونے والون کی طرح سے خاموشی - اور باطن مین محفل زندگانی کے مسند نشینون کی مانند گویائی اختیار کرین - تاکہ ان کی رہنمائی کی ہمیشہ رہنے والی بہار - طالب افسردہ دلون کی زمین استعداد سے مل کر اُس زمین کو الرضوان عنھم وعنہ کا باغ بنا دیوے الی یوم الوقت المعلوم -

یاد شیخ عیسیٰ ابن شیخ قاسم سندہی

جب آپ کی عقیدت کے آفتاب سے وحدت کی شعاعین نکلین - مقبولیت کے چاند مین معائنہ

کا اقتباس ہو- مراقبہ مشاہدہ کے جہان کو حاوی ہو - ہمت کا سایہ دار درخت - بدنصیب دردمندون
کے سرون پر چتر کا کام کرے - ہنگام ارادت آپ کی دست بوسی - ایزدی عرفان کا سرمایہ بخشے -
تلقین کی گوہرفشان زبان - آلہی وجدان کے خزانہ کا راستہ دکھادے - ایک لحظ کی باطنی توجہ ملک
وملکوت (عالم شہادت اور عالم ارواح) کے کام بنادے - اور آپ کی کشادہ پیشانی کا شیوہ - ربانی لوگون
کی دل ربائی کرے - تو کیونکر کہا جاسکتا ہے - کہ آپ کے وجود کا باغ صرف علوم اور فضائل کی بہار سے
سرسبز ہے - بلکہ یون کہنا نہایت موزون ہے کہ آپ کا فیض رسان وجود تمام عقول اور کل علوم کے
چمنستان کا نوروز ہے - **مدظلہ العالی** آپ شیخ لشکر محمد عارف کے مرید اور خلیفہ ہین - اگر تصوف کے
شہرستان کو شیخ لشکر محمد عارف کی بصیرت کا قدم فرسودہ کوچہ اور سلوک کے سنسان جنگل کو صاحب
ممدوح کی دانش کے قدمون سے کہندی ہوئی گھاٹی کہا جاوے تو ناموزون نہ ہوگا قدس سرہٗ -

شیخ علیسی کی زادبوم ایرج پور دارالسلطنۃ صوبہ برار ہے - ایک روز آپ نے فرمایا -

جن ایام مین میری مان مجہسے امیدوار تہین - اُن ایام مین پدر بزرگوار کے اُستاد نے خواب
دیکہا - حضرت سلیمان **علیہ السلام** میرے گہر تشریف لائے ہین - انہین ایام کے
قریب قریب میری مان نے یہ خواب دیکہا - کہ مولانا یونس ہمارے گہر آئے ہوئے ہین
جو ایک عالم متبحر اور درویش مستغرق تہے - ان ایام مین پدر بزرگوار ایک گانون کو گئے
ہوئے تہے - جو ایرج پور کے نزدیک ہی ہے - والدہ ماجدہ نے علی الصباح عمی
واستادی شیخ طاہر محدث کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ واقعہ خواب کا عرض کیا - عم مکرم نے
فرمایا - تمہارے اِس شکم سے ایک فرزند پیدا ہوگا - جس کو دونون جہان کی ریاستین
نصیب ہونگی بالآخر عم مکرم کے موثر انفاس کے فیض سے روز یکشنبہ تاریخ پانچوین
ذی حجہ ہجری سنہ نوسو باسٹہہ یا تریسٹہہ کو عنصری تصویرخانہ مین میرا نقش نمودار ہوا - عم مکرم
نے تمنّاً اپنے عم کے ہم نام میرا نام علیسی رکہا - عم مکرم کے عم محترم - دونون جہان کے
فضائل اور کمالات سے آراستہ - قرآن کے حفظ اور قراۃ کے ساتہہ نامور - اور سخاوت
و دولت مین شہرۂ روزگار تہے - اس کے بعد پدر بزرگوار - اُس موضع سے لوٹ کر آئے کہ
جس موضع کو گئے ہوئے تہے - تو انہون نے اپنے اُستاد کی خواب کی بنیاد پر یہ چاہا -

کہ میرا نام سلیمان رکھین لیکن بڑے بھائی کی بزرگی اور ادب کے لحاظ نے باز رکھا۔ بہر تاریخ پانچویں محرم ہجری سنہ نوسو اکیاسی کو پدر بزرگوار کا سایہ میرے سر پر سے اُٹھ گیا۔ اسی سال اپنے عم مکرم رحمہ اللہ کے ہمراہ سامان اقامت اٹھا کر برہان پور خاندیس مین چلا آیا۔ اور ہم دونون نے یہین مکان تجویز کر لیا۔ ہجری سنہ نوسو پچاسی تھا۔ کہ رہنما پیر کی تلاش کے واسطے۔ جو معرفت کی آباد اور با فروغ بستی مین پہونچا دیوے۔ سیاحی کی شورش نے دل کے اندر سے پانون باہر نکالا جب مکان سے نکل کر مسافرت کے راستہ مین چل کھڑا ہوا۔ تو دوسری منزل پر قصبہ کولہ واقع ہوا۔ اِس کے قریب پہونچکر یہ تلاش ہوئی۔ کہ منزل پر جلد پہونچکر کسی عزیز آشنا کا مہمان ہونا چاہیے۔ یہ خیال دل مین استحکام کے ساتھ قایم ہوا۔ اور اس اندیشہ سے خاطر مین ایک قسم کی شگفتگی تھی۔ ایکبارگی ایک گھاٹی مین راہ بھول گیا۔ کوہستان اور بیابان مین بہت کچھ سرگردانی اُٹھائی۔ اتنے مین دور سے ایک ویران دیہ نظر آیا۔ مین سمجھا۔ کہ پھٹے پُرانے کپڑے جو پاس ہین۔ یہ بھی لٹ جاوینگے۔ یہ خیال کرتے ہوئے فقیر اور رفیق دونون شکستہ دل اور دعا کنان پانی کی تلاش مین گانون کے کنارہ پہونچے ویرانہ کے گوشہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھون نے ہم درویشون کو دیکھا۔ اور دوستی دلجوئی۔ فروتنی۔ اور خوش دلی کے ساتھ گانون کے اندر لے گئے۔ اور جو کچھ اُن سے ہوسکا۔ پرستاری مین کوتاہی نہین کی۔ اس کے بعد آیندہ منزل کے واقعات بھی اسی روز کی طرح پیش آئے۔ یہ دو قوی ثبوت دیکھکر توکل کا خیال دل مین پیدا ہو گیا۔

القصہ جب مین اُجین مالوہ مین پہونچا۔ تو شیخ عبد الکریم ابن شیخ راجے محمد قادری علیہ کی خانقاہ مین اُترا۔ اُن ایام مین مالوہ کی جاگیردار اور امیران اعظم ایک اہم کام کے واسطے شہر کی حدود مین خیمے لگا لگا کر ایک جگہہ جمع ہوئے تھے۔ شہر کے مشائخ اور عالمون نے چاہا کہ میری ملاقات اِن اصحاب سے کرا دین اور مینے علم۔ پرہیز۔ فقر۔ اور قناعت غرض کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی خوشنودی کے واسطے عرق پیشانی سے فراہم کیا ہے۔ اسکو قلیل المقدار تنخواہ کے عوض بیچ دین۔ سبحان اللہ۔

راقم گلزار بھی اُن ایام مین وہان موجود تھا۔ آپ کے دیدار سے بہرہ یاب ہوا تھا۔ اور بیچنے والون کے

خلاف راے دی تھی - چونکہ لوگون کے قرارداد کو آپ کے امام پذیر ضمیر نے پسند نہین کیا - لہذا دوسرے روز پیغام کے ذریعہ سے سب کو رخصت کرکے - سارنگ پور کا راستہ لے لیا - آپ کہتے تھے -

جُب مین سارنگ پور پہونچا - تو شیخ عبد الملک شطاری کی ملازمت مین حاضر ہوا شیخ عبد الملک شطاری شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ تھے - اور سالک تھے - مگر اہل توحید و تحقیق - بہت کچھ مہربانی فرمائی - اور معرفت کی باتین تعلیم کین - میرا ایک رفیق تھا - جس کا دست راست کارآمدنہ تھا - کج تھا جب کہانا سامنے آیا - تو اُسنے بایان ہاتھ خرقہ کے اندر سے نکالا - اور مذاق سے کہا - روایت کے بموجب عیسیٰ کے ساتھ اندہا شخص ہونا چاہیے - نہ کج ہاتھ والا - تہوڑی دیر اسی قسم کی باتون سے دل بہلتا رہا - پہر جب مین گوالیار کو گیا - تو یہ چاہا - کہ آلہی مجذوب سید کپور حسینی کی قبر پر جاؤن - فوراً دل مین یہ بات آئی - کہ جب تک حضرت غوث الاولیا کے روضہ کی آستانہ بوسی سے سعادت حاصل نہ کرلون گا - تب تک کسی دوسری جگہہ نہین جاؤن گا - جب مین قبلہ خدا پرستان حضرت غوث الاولیا کے حظیرہ مین پہونچا - تو دل مین آرام اور بصیرت پیدا ہوکر کچھہ ایسا جما - کہ ہمیشہ فاتحہ کو حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح کا تحفہ کرتا رہتا ہون - پہر گوالیار سے روانہ ہوکر دار السلطنتہ آگرہ مین آیا - یہان پر قاضی جلال الدین ملتانی علمی مدرسہ کے اُستاد اور خانقاہ کے صوفی تھے - اِن سے ملا - انہون نے اول ہی - رئیس المحدثین عمی شیخ طاہر کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب مین مانڈو کی کیفیت بیان کی - اُس وقت مولانا ابوبکر عطار اللہ - اور حکیم اسحق لاہوری بیٹھے تہے - اُنہون نے کہا - یہ مہمان شیخ طاہر کے بھائی کا بیٹا ہے - بہت خوش ہوئے - اور بہت دلجوئی کی - مینے چند روز گران کمائی پر چند تارکان دنیا کے ساتھہ بسر کیئے - ہر روز کسی قدر نقد ہاتھہ آجاتا تھا - اور شکم پروری کے شاہد جاتا تہا - یہ دیکھکر دل مین خدشہ پیدا ہوا - شاید میری درویشی - ایزدی درگاہ مین قبول نہین ہوئی - جو ہر روز تونگرانہ - سیری کے ساتھہ گذرتی ہے - اس اندیشہ پر مین ویسا نہ آزمایا گیا - اس آزمائش مین ظاہر ہوا - کہ اس طرح کا توکل بھی شرک خفی ہے - اور قوت القلوب مین جو التوکل ھو الفراد عن التوکل کا بیان ہے - وہ یہین سے ہے - جب اس تفیہ

من بھی خوب اندیشہ کیا گیا - تو تسلسل کی صورت معلوم ہوئی - پس حیرت ہوئی - کہ توکل کیا چیز ہے - بحکم الٰہی - نفس ملہم نے آگاہ کیا - کہ اسم قوی اور متین کی اُس تجلی کو توکل کہتے ہین - جو سالک کے دل پر پڑے - لیعنی جب تک درویش کا دل ان دونون بزرگوار اسمون کا تجلی گاہ نہین ہو جاتا ہے - تب تک اوسکو متوکل نہین کہتے ہین - اور یہ توکل - توحید حق اور فنائے خلق کے معنی مین ہے - قصہ کوتاہ مینے برہان پور کو بازگشت کی - یہان آکر ایک حسین منظہر کے حسن پر دل مائل ہوا - اور محویت کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ کتاب پڑھنے کے وقت صحیفون کے حروف اور خطوط سے - نام محبوب کے نقش کے سوا - کچھہ نظر مین یا اندیشہ مین نہین آتا تھا - اور نماز کی محراب مین محبوب کی صورت نے صنم ہونے کی شان اختیار کی - بلکہ اوراکات اور حواس اپنے مدرکات سے بیکار ہو کر محبوب کے سوا کچھہ معلوم نہین کر سکتے تے - قوۃ ذائقہ - پانی کو دودھ سے جدا نہین کر سکتی تہی - اور کان - نغمہ کو نوحہ سے علیحدہ نہین پہچانتے تے - میرے سودا کی کسی قدر کیفیت استادی عم مکرم کو معلوم ہوئی - تو فرمایا - ایسی استعداد والا اگر رسمی علم کی طلب چھوڑ کر ایزد شناسی کے دامن سے لٹک جاوے - تو سب سے زیادہ جلدی مقصد مین کامیاب ہو جاوے - بالجملہ چونکہ محبوب کی صورت نظر کے سامنے سے بالخصوص نماز کے اندر - تغافل کرنے اور لاحول پڑہنے پر بھی دور نہین ہوئی - اور مینے اِس بات کو ازروے شریعت ناروا جانا - لہذا شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اصلیت گراہی بیان کی - اِن ایام مین طالبان ہدایت کی عنان شیخ لشکر محمد عارف کے دست رہنمائی مین تہی - شیخ لشکر محمد عارف نے فرمایا - تین روز روزہ رکھو - اور چوتھے روز تلقین ذکر لو - ذکر کے نور سے - یہ وسواس نیستی کی طرف کوچ کر جاوینگے - چنانچہ مینے ایسا ہی کیا - ہنوز تیسرا روزہ افطار نہین کرنے پایا تہا - کہ میرا دل اُس تعلق سے یکبارگی ہٹا - اور تلقین کے روز دل کے اوپر ذکر نے ایسی جگہہ پکڑی کہ گھر کی طرف واپس آنے کے وقت بازار کے چراغون سے اللہ جل شانہ کے نام کے سوا کچھہ بھی نظر نہین آیا - اور اِس چلہ کے آغاز مین تمام بدنی اعضا سے بلکہ ہر ایک بال کی جڑ سے

ذکر مذکور مینے گوش خیال سے سن لیا - اسی چلہ کے انجام مین توحید کا تخم - زمین دل پر بکھیرا گیا - اور دوسرے چلہ کی بہار سے گلستان بنادیا گیا - اب مین اُسی گلستان سے بے شمار پہول - تصنیف اور تلقین کے ذریعہ سے - دوستان حال و استقبال کے واسطے ذخیرہ کرتا ہون"

ایک روز یاد کر کے آپ فرماتے تہے -

"رمضان کا مہینا اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ تہا - ایک رات اعتکاف کے اندر مسجد معتکف سراپا عبودیت کی خاطر مین یہ بات آئی - کہ اس وقت مین تمام اصحاب کو جمعیت اور حضور حاصل ہے - اور حصن حصین کی حدیث مین لکہا ہے - کہ رقت قلب کا وقت دعا کی قبولیت کا محل ہے - لہذا مجکو دعا کا ہاتہ قبولیت کی امید پر اُٹہانا چاہیے - ہنوز یہ خیال نفس ناطقہ سے آگے بڑہکر زبان تک نہین آنے پایا تہا کہ مینے حق سبحانہ تعالی کو اُن تمام مظاہر سے آشکارا دیکہہ لیا جو نظر آتے تہے مع ذلک سوال کا خیال اس بنیاد پر دل سے دور نہین ہوا - کہ مرتبہ عبودیۃ اسی صورت مین ثابت ہوتا ہے -

انما یسال العبد امتثالا للامر الذی وقع فی قوله تعالے[1] اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ فالعبد المحض للہ سبحانہ من ہو لیس فیه شوب ربوبیۃ وشائبۃ رغبۃ لامر سواہ ولیس لهذا الداعی همۃ ورسوم متعلقۃ فیما سال فیه من مسئول معین وغیر معین وانما همتہ مصروفۃ الی الامتثال فقط غیر متجاوزۃ

بندہ دعا صرف تعمیل حکم کے واسطے کرتا ہے جو اللہ جل شانہ کے قول ادعونی استجب لکم مین واقع ہوا ہے - کیونکہ خالص اللہ جل شانہ کا بندہ وہی ہوسکتا ہے - جس مین ربوبیتہ کا لگاؤ - اور اللہ تعالی جل شانہ کے سوا کسی اور شے کے ساتہہ پہناؤ نہ ہو - مذکورہ بالا سائل کا قصد اور ارادہ اُس شے کے متعلق نہین ہوتا ہے - کہ جس کے بارہ مین اُس کا سوال ہوتا ہے - خواہ وہ مسئول معین ہو - یا غیر معین ہو - سائل کا قصد تمام و کمال صرف تعمیل حکم کی طرف متوجہ

[1] - ہم سے دعا مانگتے رہو - ہم تمہاری دعا قبول کرینگے -

الی مطلوب سواه فانه لایجوز
ان یکون مطلوبا لان من شان المطلوب
ان یکون موجودا فی نفس الامر
ومفقودا عند الطالب باعتباره
والغیر وما سواه معدوم فی
نفسه فلایکون من شانه
ان یطلب فلاینبغی ان یطلب احد احدا
سواه فاذا اقتضی الحال السوال اللفظی سال
عبودیة واذا اقتضی التفویض و
السکوت عن الدعاء سکت عنه

فسنح هذا المرجو فی صورة التمیز
علی خاطری عند تخیل السوال معًا
الیست الموجودات یمکن ان تتصف
بالرحمة الرحیمیة کما اتصفت بالرحمة
الرحمانیه علی مقتضی رحمتی وسعت
کل شیٔ لان الشیٔ اذا اتصف بالرحمة
الرحمانیة التی هی عبارة عن نفس الرحمٰن
وهو تجلی الوجود الواجب تعالی
فلا یلیق ابتلاءه بالقهر والعذاب
لان صفة الرحمة ثابتة للحق
سبحانه بالذات وبالقصد
وصفة القهر بالعرض وبالتبع

ہوتا ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے سوا کسی دیگر مطلوب کی طرف
متجاوز نہین ہوتا کیونکہ غیر اللہ کا مطلوب بنانا جائز نہین ہے
کس واسطے کہ شان مطلوب یہ ہے۔ کہ وہ نفس الامر مین ضرور
موجود ہو۔ مگر طالب کے نزدیک اُس کے اعتبار سے مفقود ہو
اور غیر اللہ اور ماسوائے اللہ فی نفسہ
معدوم ہین۔ لہذا اُن کی شان مین یہ بات داخل نہین ہے
کہ مطلوب بنائے جاوین۔ پس ہرگز یہ بات سزاوار نہین ہے۔ کہ
کوئی شخص بھی اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کو مطلوب بناوے
اس صورت مین اگر حال۔ لفظی سوال کا مقتضی ہو۔ تو
عبودیة کی راہ سے سوال کرے۔ اور اگر حال تفویض اور سکوت
عن الدعاء کا مقتضی ہو۔ تو دعا سے سکوت کرے۔

پھر معًا خیال سوال کے ساتھہ ہی تمیز و
تفریق کے طور پر میرے دل مین یہ سوال پیدا ہوا
کہ اگرچہ تمام موجودات بمقتضائے رحمتی وسعت کل شئے
رحمة رحمانیہ کے ساتھہ متصف ہین۔ اور دلیل اس کی
یہ ہے۔ کہ جب کوئی شے رحمة رحمانیہ کے ساتھہ متصف ہو چکی
جو عبارت نفس رحمن سے ہے۔ اور نفس رحمانی بعینہ وجود واجب
تعالی کی تجلی ہے۔ تو پھر یہ بات کب موزون ہے کہ وہی شے قہر اور
عذاب مین مبتلا ہو۔ لیکن کیا یہ ممکن نہین ہے۔ کہ موجودات جس طرح
رحمة رحمانیہ کے ساتھہ متصف ہوئی ہین۔ اسی طرح وہ
رحمة رحیمیہ کے ساتھہ بھی متصف ہوئی ہون۔ کیون کہ
حق سبحانہ کے واسطے صفة رحمة بالذات اور بالقصد
ثابت ہے اور صفت قہر بالعرض اور بالتبع۔

۵۱ ہماری رحمت داہل وناہل سب چیزون کو شامل ہے ۱۲ ط

وعلى هذا اما قال البيضاوى فى قوله تعالى إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[٥١] وعدم غفران الشرك مقتضى الوعيد فلا امتناع فيه لذاته ليمتنع الترديد[٥٢] والتعليق بان[٥٣] تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ بِالْحُسْنٰى

اور اسی اصول پر مبنی ہے۔ یہ جو قاضی بیضاوی نے فرمایا ہے اللہ جل شانہ کے قول پاک ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم کی تفسیر میں وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید (ترجمہ) یعنی شرک کا نہ بخشا مقتضائے وعید ہے۔ اس بیان میں بذاتہ کوئی تناقض نہیں ہے۔ کہ جس کی وجہ سے تردید اور کلمات تمت کلمۃ ربک بالحسنی کے ساتھ تعلیق ممتنع ہو۔

آپ کی تصنیفات کا شمار یہ ہے (۱) روضۃ الحسنی (۲) اور عین المعانی یہ دونوں رسالے لفظ اسم الٰہی کی شرح ہیں۔ اول اول ہے۔ اور ثانی کا ثانی نہیں ہے۔ (۳) انوار الاسرار۔ قرآنی تاویلات کے بارہ میں دوسری ذی تاویل اور حقائق نما تفسیروں پر نظر کر کے ثانی نقش ہے جس کو آپ کی فطرت کے نقاش نے معانی کے بدیع نگار قلم سے لکھکر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (۴) رسالہ حواس پنجگانہ۔ جس میں آپنے حضرات خمس کے ساتھ مطابقت دی ہے کہ شیخ صدر جہان دہاروال۔ آپ کے برگزیدہ خلفا میں سے ہیں۔ ان کی التماس قبول فرماکر لکھا تھا۔ (۵) حاشیہ بر اشارۂ غریبہ کتاب انسان کامل جو شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ کی تصنیفات میں سے ہے۔ یہ حاشیہ آپنے اُس وقت تحریر فرمایا تھا۔ کہ جب آپ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ سید احمد دکنی کی شاگردی میں داخل تھے۔ (۶) شرح فارسی بر قصیدہ بردہ (۷) رسالہ قبلۃ المذاہب الاربعہ مع اشارات اہل التصوف (۸) حاشیہ بر شرح ضیائیہ۔ ایک شرح ہے جس کو حقائق آگاہ مولانا عبدالرحمن جامی نے کافیہ پر لکھا تھا۔ اس شرح پر آپنے حاشیہ چڑھایا ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے۔ کہ جب آپ اپنے بڑے صاحبزادہ شیخ عبدالستار کو درس دیتے تھے۔ مولانا عبدالغفور اور مولانا عصام الدین کے حاشیوں کے مقابلہ میں بڑی میٹھی میٹھی باتیں لکھی ہیں۔ (۹) فتح محمدی در علوم ما یتعلق بہ التفسیر۔ یہ کتاب شیخ فتح محمد کے واسطے تالیف فرمائی تھی۔ جو آپ کے چھوٹے فرزند

[٥١] اگر تو ان کو عذاب دے۔ تو تجھ کو اختیار ہے۔ یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو معاف کرے۔ تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا کیونکہ بے شک تو ہی سب پر غالب (اور) حکمت والا ہے ۱۲ [٥٢] الترديد دائر بين النفي والاثبات ۱۲ [٥٣] (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کے کلمات سب کے سب خوبیوں پر ہی تمام ہوئے ہیں ۱۲۔

ہین (۱۰) تتمیم شرح ماتہ عامل جسکو میر فتح اللہ شیرازی نے آغاز فرمایا تہا۔ مگر زمانہ کی بیوفائی کے سبب سے انجام کو نہین پہونچی تہی - اس کتاب کو آپنے میر سید علی ابن عم قاضی نور اللہ کی آرزو پر التفات فرما کر آغاز کی طرح انجام کو بہونچایا ہے - قاضی نور اللہ - عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی تہے -

(۱۱) رسالہ عقود جس کو سب سے زیادہ مختصر عبارت مین لکہا ہے - ارباب حدیث گنیتون کا شمار اپنے ہاتہ کی انگلیون پر کرتے ہین - اس کو عقود کہتے ہین - (۱۲) دو رباعی کی دو شرح (۱۳) ترجمہ اسرار الوحی بہی آپ ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے - تقدیری کرشمون سے امید ہے - کہ ان سرتاپا کشف سے بہرے ہوئے رسالون کے نام سننے والہ کو اگر ان کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوگا - تو میرے ستایش نما بیان کو لاف و گزاف نہ سمجہے گا -

اس مین شک نہین - اگر تمام معاملہ ذی انصاف گروہ کے ساتہ ہی ہوتا - تو کوئی اندیشہ کی بات نہین تہی - لیکن کیا کیا جاوے - چند غربال منش اور صافی طینت لوگون سے بہی کام پڑنے والا ہے - اسواسطے ہر ایک رسالہ مین سے نمونہ کے طور پر ایک ایک نقل تحریر کرتا ہون - تاکہ جن اصحاب نے دعوت قبول کرلی ہے - وہ میری ستایش نمائی کے خوان پر سے صرف چاشنی چکہہ کر نہار منہ نہ اٹہہ جاوین -

یہ انوار الاسرار کے دیباچہ کی نقل ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لك الحمد یا من دعوته لطالبیه الی جمال عزته فاتحة لابواب خزائنه وکان دعوته موفورا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - اے مقدس اور بابرکت خداوند حمد کے جمیع اقسام اور اشکال تیرے ہی لئے شایان اور موزون ہین جس ذات والا صفات کی دعوت (طلب) اس کے جمال عزت کے طالبین کے واسطے اس کے خزانون کے دروازون کی کنجی ہوسکتی ہے - نیز جس کی دعوت (طلب) نہایت زیادہ ہے وہ تو ہی ہے -

ولك الشكر یا من لا وسیلة الی اظهار نعمه الا بسعی بقلبه ومن کان ساعیا بقلبه یری کان سعیه مشکورا

اور اے کثیر النعم منعم - شکر کے جملہ افراد اور انواع تیرے ہی لئے زیبا و سزاوار ہین جس منعم کی نعمتون کے اظہار کے واسطے سوائے قلبی سعی کے کوئی وسیلہ نہین ہوسکتا ہے بیبا منعم تو ہی ہے - اور یہ مسلم ہے - کہ جو شخص دل کے ساتہ ساعی ہوتا ہے - وہ دیکہہ لیتا ہے - کہ اس کی سعی مشکور ہوتی ہے -

وعليك الصلوة والسلام يا من حقيقته مجمع حقائق جميع المراتب والمجالی وروحه منبع العوالم والمعالی ووجوده لحضرة العوالم رحمة الله المتعالی وكان كتابه منشورا

اور نامی رود صلوۃ وسلام آلہی نازل ہو آپ پر اے ذات پاک محمدی - جس شخص کی حقیقۃ جملہ مراتب اور مجابی کی حقیقتون کا مجمع - جس کی روح پر فتوح - عوالم اور معالی کا چشمہ جس کا وجود باجود - ظہور عوالم کے واسطے - اللہ جل شانہ کی رحمۃ اور جس کی کتاب - منشور (واضح) ہے وہ آپ ہی کی ذات عالی درجات ہے -

وعلى الذين فضلوا بالصحبة الرفيعة الصورية والمعنوية وكان صحبتهم به صلعم وعلى آله مسرورا

اور اُن اصحاب پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو - جو صوری اور معنوی رفیع الشان صحبت کے ساتھ فضیلت دئے گئے ہین - جن کی صحبت رسول مقبول صلعم کے ساتھ رہتی تھی - اور رسول مقبول صلعم کی اولاد امجاد پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو - اور یہ نزول صلوۃ وسلام جماعۃ آل واصحاب کے مسرور الوقت ہونے کا باعث بنے -

وبعد فهذه مشاعل انوار الاسرار فی المشاهد الابكار للتنوير عيون الفحول الاحرار عن رقبة التقليد والاكدار قد لاحت من حضرة القدير على المذنب الفقير من غير تامل وكسب بل الهمه الله بعين عنايته عند الكتابة ومرارا يقول النفس ايها الفضول الى اين تذهب اتدرى الكتاب وما الايمان بظاهره وباطنه فتقف عنده وتقول ما ادری مايفعل

بعد حمد وصلوۃ التماس یہ ہے - کہ یہ مضامین گویا انوار اسرار کی مشعلین ہین جو دست نارسیدہ محلون مین اُن جوان مردون کی آنکھین منور کرنے کے واسطے رکھی ہوئی ہین - جو تقلید اور کدورتون کی قید سے آزاد ہین مذکورہ بالا اسرار جناب باری عز اسمہ کی طرف سے - فقیر مذنب پر بغیر تامل اور کوشش کے وارد ہوئے ہین - بلکہ یہ کہنا بے محل نہین ہے - کہ اللہ تعالی جل شانہ - نے اپنی عین عنایت سے کتابت کے وقت صدر الذکر اسرار کو الہام فرمایا اور ایسی حالت مین الہام فرمایا - کہ فقیر مذنب (مین) اپنے نفس سے بار بار کہتا تھا کہ اے بو الفضول کدھر جاتا ہے - کیا تو جانتا ہے - کہ کتاب کیا ہے - اور ظاہراً و باطناً ایمان کیا ہے - کہ اُس تک

بی فالہمنی اللہ تعالیٰ فنودیت من
سری - مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا
الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ
نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ - صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ لبیان
بعض اسرار الکتاب البشیر النذیر
غیر مبینۃ فیہا اسرار الفصاحۃ و
انوار البلاغۃ ولا مشرحۃ فیہا غرائب
اللغۃ والعربیۃ لما فقت لوطر
من تنبیہ العلماء الراسخون فی الظاہر
ومن قرءہ واولہ علی الباطن ولم
یلتفت الی ظاہرہ اصلا کاذہب
الی فرعون انہ طغی یراد بہا
ان موسی روحہ وفرعون نفسہ
من غیر ملاحظۃ المعنی الاصلی
الذی لاجلہ نزل فہو باطنی
لبطونہ فی احد معانیہ ومن فسر
علی الظاہر الصرف من غیر ایمان واقرار
بالاشارات والنکت التی ہی
عین البلاغۃ الی ربہ ومحض

پہونچ کر تجکو وقوف حاصل ہوئے" اور نفس مجکو جواب دیتا تھا۔
کہ میں نہیں جانتا۔ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا" ایسی
حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجکو الہام فرمایا۔ یعنی
میرے باطن سے آیۃ کریمہ ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من
نشاء من عبادنا وانک لتہدی الی
صراط مستقیم - صراط اللہ الذی لہ ما فی
السموٰت وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور
کی ندا مجکو ہوئی - اور یہ ندا اسواسطے ہوئی کہ میں بشارت دینی
والی اور نیز ڈرانے والی کتاب (قرآن کریم) کے ایسے بعض
اسرار بیان کروں جن کے اندر فصاحت کے اسرار اور بلاغت
کے انوار بیان نہ ہوں نہ غریبہ اور عربیہ لغات کی تشریح
کی جاوے - کیونکہ یہ ضرورت بڑے بڑے علماے ظاہر
کی کوشش سے پوری ہوچکی ہے - نیز جس شخص نے قرآن
پڑھ کر اس کی تاویل صرف باطن پر کی - اور ظاہر کی جانب قطعی
ملتفت نہیں ہوا - جیسے آیۃ کریمہ اذہب الی فرعون انہ طغی
میں بغیر لحاظ اصلی معنی کے - جس کے واسطے یہ آیۃ کریمہ نازل
ہوئی ہے - یہ معنی مراد لئے جاتے ہیں - کہ موسیٰ - روح
انسان ہے - اور فرعون نفس انسان ہے ایسی تاویل
کرنے والا شخص باطنی ہے - کیونکہ وہ منجملہ دو معانی کے
صرف ایک معنی کے اندر گھسا ہے اور جس شخص نے
تفسیر قرآن صرف ظاہر پر کی - اور جو اشارات اور نکات اللہ
جل شانہ کی طرف نگاہ کرکے عین بلاغت - اور نفس انسانی

الفصاحة من نفسه فهو حشوی
خارجی لا یری من جلال قرءته
الا سرادقات عزته ولم یظفر
بدخوله فی مجلس وقوفه علی
جماله المندرج فیه والمندمج
تحته ومن جمع بینهما فهو العارف
الکامل الواقف بالکتاب وبمراد
نزوله ولذا اکثر ما یذکر
من الاشارات بلعل ویحتمل
لادب ادب الله سبحانه العلماء
الواقفین بجمیع مراتب التنزیہ
والتشبیہ واسأل الله ان
یجعلنی ومن سلك طریقی
من الذین لیس للشیطان
علیهم سبیل

کی طرف نظر کر کے محض فصاحت ہین - ان اشارات اور
نکات پر وہ شخص نہ ایمان لایا - نہ اقرار کیا - وہ حشوی خارجی
ہے - کہ جلال قراۃ مین سے صرف پردہاے عزت کے
سوا - کچھہ نہین دیکھہ سکا ہے - اور جو خوبیان قرآن مجید کے
اندر یا اُس کے ذیل مین درج ہین - اُن کی واقفیت کی
مجلس مین داخل نہین ہو سکا ہے اور جس شخص نے
ظاہری اور باطنی دونون معانی جمع کیے - وہی عارف
کامل ہے جو کتاب سے - اور نزول کتاب کی مراد سے
واقف ہے - اسی واسطے جہان کہین اشارات کا ذکر
کیا گیا ہے - لفظ ”لعلّ“ کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور یہ بھی
ممکن ہے کہ لفظ ”لعلّ“ کے ساتھہ ذکر - ادب کے خیال سے
کیا گیا ہو جس کی تعلیم اللہ سبحانہ نے اُن علما کو فرمائی ہے
جو تنزیہ اور تشبیہ کے جمیع مراتب سے واقف ہین -
اور مین اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون - کہ وہ مجکو اور میرے
پیرو اصحاب کو اُن لوگون کے گروہ مین داخل کر دیوے -
جن پر شیطان کا زور نہین چل سکتا ہے -

اعوذ بالله المتجلی بصفتی
الجمال والجلال من الشیطان
البعد وهو البعد الذی وقع بین
العبد وربه وهما ولیس فی
الحقیقة او البعد الموهوم
والخلاء المتوهم فی محل وجود العالم
یعنی العالم ظاهر خارج عن حضرة

اعوذ باللہ - مین اللہ تعالی جل شانہ کی پناہ چاہتا ہون
جو جمال اور جلال کی صفت کے ساتھہ آراستہ ہے - من الشیطان
شیطان سے یعنی بعد سے - بُعد سے مراد وہ بُعد ہے جو عبد
اور اُس کے رب کے درمیان مین وہمًا واقع ہے - مگر فی الحقیقۃ
کچھہ نہین ہے - یا بعد سے مراد وہ موہوم بعد - اور متوہم
خلا ہے - جو وجود عالم کے محل مین پایا جاتا ہے - یعنی عالم
وہ ظاہری مقام ہے - جو حضرت غیب سے خارج - اور

الغیب المتصل فی الخلاء المتوهم - الرحیم المردود
عن حد الوجود الاصلی فی الحقیقۃ وان
ظهر بالاعتبارات الوجودیۃ -

بسم الله ملتبسا باسم الله الذی
تجلی بالاسماء والصفات المقتضیۃ
لحقائق الاسماء الکونیۃ بعلم الیقین
یعنی شرعت فی حال التحاق علمی
باسماء الله بالذوق والوجدان
او قل متحققا باسم الله الذی تجلی
بالاسماء الالوهیۃ والصفات الربانیۃ
بعین الیقین یعنی شرعت فی حال
تحققی بالاسماء والصفات
بعینی معها - او قل متلبسا باسم
الله الذی تجلی بالنسب الوجوبیۃ
والاوصاف الفعلیۃ بحق الیقین
یعنی شرعت بحال اظهاری وتحقیقی
الاسماء الالهیۃ الفعلیۃ علی الحقائق
الکونیۃ الانفعالیۃ بالخلافۃ لا بالاصالۃ
فان لا قدم للممکن کائنا
ما کان فی الوجوب الذاتی
ولا یکون هذه الا للمکمل
والتی فوقها للکامل والتی
فوقها للواصل المبتدی

متوہم خلا مین نمایان ہے - الرحیم کون ہے جو مردود یعنی وجود
اصلی کی حد سے حقیقۃً باہر ہے - اگرچہ اعتبارات وجودیہ
کی رو سے ظاہر ہے -

بسم اللہ - مین اللہ تعالی شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون درانحالیکہ
کہ مین علم الیقین کے ساتھہ اللہ پاک کے نام سے متلبس ہوتا ہون
جسنے ایسے اسما اور صفات کے ساتھہ تجلی فرمائی ہے - جو اسماے کونیہ
کی حقیقتون کے مقتضی ہین - یعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے - کہ جس حالت مین میرا علم - الٰہی اسماکے ساتھہ ذوق
اور وجدان سے ملحق ہوا ہے - یا یون کہیے - مین اللہ جل شانہ
کے نام پر شروع کرتا ہون - درانحالیکہ مین عین الیقین کے
ساتھہ اللہ پاک کے نام سے متحقق ہوتا ہون - جسنے اسماے
الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھہ تجلی فرمائی ہے - یعنی مینے
ایسی حالت مین شروع کیا ہے کہ جس حالت مین میرا عینی
(ذاتی) تحقق اسماے الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھہ
ہوا ہے - یا یون کہیے - مین اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہون
درانحالیکہ مین حق الیقین کے ساتھہ اللہ پاک کے نام
سے متلبس ہوتا ہون جسنے وجوبی نسبتون اور فعلی اوصاف
کے ساتھہ تجلی فرمائی ہے - یعنی مینے ایسی حالت مین شروع
کیا ہے - کہ جس حالت مین اسماے الٰہیہ فعلیہ کا فعل -
حقائق - کونیہ انفعالیہ پر بالخلافۃ ظاہر اور تحقیق کرتا ہون
نہ بالاصالۃ کیونکہ ممکن کو خواہ وہ کسی وقت تک رہے
وجوب ذاتی کے اندر قدم نہین ہوسکتا ہے - اور یہ تلبس
بس مکمل کو ہی حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس اس سے

فی العرفان بالاحدیۃ الذاتیہ

بالاتر ہے - وہ کامل کو حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس اس سے بھی بالاتر ہے - وہ اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے - جو واصل ہے - اور اوس نے احدیۃ ذاتیہ کے عرفانی مقام مین قدم رکھنا ابھی ابھی آغاز کیا ہے -

والاسم باصطلاحہم اعنی اھل التصوف لیس ھو اللفظ بل ھو الذات المسمی باعتبار صفۃ وجودیۃ کالعلیم والقدیر او عدمیۃ کالقدوس والسلام واقحام الاسم بین الباء والله لرفع الالتباس بالقسم عند اھل الظاھر ولامر اٰخر وھو المشھور فی کتبھم اما عندی فوجہ الاقحام ان التحقق والتلبس والالتباس والتبرک انما ھی بمرتبۃ الالوھیۃ المقتضیۃ بذاتھا حقائق العالم المعبر عنھا باسم الله فاذا لم یقحم توھم ان التحقق وغیرھا بذات الله سبحانہ وذات الله متعالیۃ من ان ینسب الیہ وصف او یلحقہ حد او یقیدہ رسم فانہ ھو الوجود المطلق والعین البحت ومتبریۃ من ان یحیط بہ علم

اسم - اُن کی یعنی اہل تصوف کی اصطلاح مین صرف لفظ نہین ہے - بلکہ ذات ہے - جو وجودی صفت کے اعتبار سے مثل علیم اور قدیر کے اور عدمی صفتہ کے اعتبار سے مثل قدوس اور سلام کے نام زد کی جاتی ہے حرف (ب) اور لفظ (اللہ) کے درمیان مین لفظ (اسم) داخل کرنا اہل ظاہر کے نزدیک تو واسطے رفع التباس کے ہے - جو بائے قسم کے ساتھ ہوتا اور نیز ایک اور وجہ سے بھی ہے - جو کتب صوفیہ مین شہرت کے ساتھ مذکور ہے لیکن میرے نزدیک لفظ (اسم) داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تحقق - تلبس - التباس اور تبرک جو کچھ بھی ہوتا ہے محض مرتبہ الوہیۃ کے ساتھ ہوتا ہے - جو بذاتہ - حقائق عالم کا مقتضی ہے - اسی کی تعبیر اسم سے کی جاتی ہے - پس اگر لفظ (اسم) داخل نہین کیا جاوے گا - تو وہم پیدا ہوگا - کہ تحقق اور تلبس وغیرہ وغیرہ اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھ ہے - حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اِس امر سے عالی ہے کہ اُس کی جانب کسی وصف کی نسبت کی جاوے یا اُس کو کوئی حد لاحق ہو - یا اُس کو کوئی رسم مقید کرے کیونکہ اللہ پاک کی ذات - وجود مطلق اور عین بحت ہے اور حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے بالاتر ہے - کہ اُس کو

او عقل او كشف ومنزه من ان
ينزهه منزه بالاطلاق والاقتضا
والتعين او يحده مشبه في جهة
من الجهات تعالى الله عن ذالك
علوا كبيرا وهو اخفى من كل شئ هوية
وحقيقة واظهر من كل شئ انية
وتحققا وله مراتب باعتبار انبساطه
على اعيان الممكنات وظهوره بمراتب
الالهيات والكائنات فاول تعين
يتعين منه بذاته في ذاته هو الوحدة
ثم الوحدة تنقسم بقوسين قوس
الاحدية وقوس الواحدية ثم
الواحدية تنشعب بسهمين ظاهر
الوجود وظاهر العلم والحقيقة
الجامعة بينهما والحد الفاصل
بينهما حقيقة الانسان لا غير و
من واجبات الاول الوجوب
الذاتي والتاثير والفعل وغيرها
المسمى بالله وبالاشتراك اللفظي يطلق
لفظة الله على هذه المرتبة وعلى الوجود
المطلق ايضا من غير ملاحظة مفهوم
من المفهومات ومن لوازم الثاني
الاستعداد والقابلية والانفعال

کوئی علم یا عقل یا کشف احاطہ کر سکے - اور حال آنکہ اللہ جل شانہ
کی ذات اس امر سے پاکیزہ تر ہے - کہ کوئی تنزیہ بیان کرنے والا
شخص - اطلاق اقتضا - اور تعین کے ساتھ اُس کی تنزیہ کرے
یا کوئی تشبیہ بیان کرنے والا شخص منجملہ جہات کے کسی جہت مین
اُس کو محدود کرے اللہ تعالیٰ جل شانہ اِن تمام باتون سے بالاتر ہے
نیز وہ ہر ایک شے سے ہُویّۃ اور حقیقۃ کے اعتبار سے
مخفی تر - اور انیّۃ اور تحقق کے اعتبار سے ظاہر تر ہے
اور نیز چونکہ ذات باری عز اسمہ کو اعیان ممکنات پر انبساط
اور مراتب الہیات وکائنات پر ظہور حاصل ہے - اِس
اعتبار سے اُس کے کئی درجے ہین - پس اول تعین جس کے
ذریعے سے اللہ عز اسمہ بذاتہ اپنی ذات کے اندر متعین ہوتا ہے
وہ وحدۃ ہے - پھر اس کے بعد وحدۃ دو قوسون پر منقسم ہوتی
ہے - ایک قوس احدیۃ ہے - اور دوسری قوس واحدیۃ -
اِس کے بعد واحدیۃ کی دو شاخین ہوتی ہین - ایک ظاہر الوجود
اور دوسری ظاہر العلم - اِن دونون شاخون کے درمیان مین
حقیقۃ جامعہ یا یون کہیئے - اِن دونون کے درمیان مین حد فاصل
بس انسانی حقیقۃ ہے - نہ کچھ اور - اولین قسم کے واجبات
مین وجوب ذاتی - تاثیر - اور فعل وغیرہ وغیرہ داخل ہین - اسی
کا نام اللہ ہے - لفظ اللہ کا اطلاق اس مرتبہ پر تو آتا ہی ہے
مگر لفظی اشتراک کی وجہ سے یہ لفظ وجود مطلق پر بھی بولا جاتا
ہے - بدون ملاحظہ کسی مفہوم کے اور دوسری قسم
کے لوازم مین استعداد - قابلیت - انفعال - اور
تاثر وغیرہ وغیرہ شامل ہین - اسی کا نام اصطلاحاً غیر اللہ

والتأثر وغيرها المسمى بالغير والسوى في الاصطلاح ثم للمرتبة المؤثرة اذا ظهرت تفصيلا يسمى ربا۔

اور سوی اللہ رکھا گیا ہے۔ پھر جب موثر درجہ تفصیلاً ظاہر ہوا۔ تو اُس کا نام رب ہوا۔

الرحمن الذی تعين بمراتبه وكمالاته في جميع ممكناته ثم اذا تجلى الواحدية بالاحكام والآثار بالفيض المقدس والنفس الرحماني يسمى رحمانا والنفس الرحماني عبارة عن انبساط وجوده تعالى وامتداده على مراتب ممكناته فكما ان كلمات الانسان عبارة عن انبساط نفسه على مخارجه ويظهر من كل مخرجه بحسب استعداده حروف ثم اذا اجتمعت الحروف يسمى كلمات كذلك النفس الرحماني بسبب مروره وظهوره على مراتب يظهر من كل مرتبة بحسب استعدادها تعينات كلية وجزئية ثم باجتماعها يسمى مرتبة كلية اولية روحا ومثالا وشهادة وشخصا جامعا وليس لها في الخارج وجود يتميز عن تعيناتها خارجا كالسلطنة مثلا فان تعين كل سلطان متعين في السلطنة وليس للسلطنة وجود ممتاز عنه

الرحمٰن جو رحمٰن ہے۔ یعنی جس نے اپنے مراتب اور کمالات کے ساتھ اپنی جمیع ممکنات مین تعین فرمایا۔ جاننا چاہیئے کہ جب واحدیۃ نے احکام و آثار کے ذریعہ سے فیض مقدس اور نفس رحمانی کے ساتھ تجلی فرمائی۔ تو اس وقت مین اُس کا نام رحمٰن رکھا گیا۔ وجود باری تعالیٰ نے اپنے مراتب ممکنات پر جو انبساط اور امتداد فرمایا ہے۔ نفس رحمانی اسی سے عبارت ہے جس طرح کلمات انسانی عبارت ہے مخارج حروف پر نفس کے انبساط سے۔ اور ہر مخرج سے اُس کی استعداد کے موافق حروف ظاہر ہوتے ہین اور پھر جب حروف جمع ہو جاتے ہین۔ تو اُن کا نام کلمات ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس رحمانی کا حال ہے کہ مراتب ممکنات پر اُس کے مرور اور ظہور سے حسب استعداد ہر ایک مرتبہ سے کلی اور جزئی تعینات ظاہر ہوتے ہین۔ پھر اِن کلی و جزئی تعینات کے جمع ہونے سے مرتبہ کلیہ اولیہ کا نام روح۔ مثال۔ شہادۃ یا شخص جامع رکھا جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ کلیہ کا وجود خارج مین نہین ہوتا ہے۔ جو اپنے تعینات سے باعتبار خارجی وجود ہونے کے متمیز ہو سکے۔ جیسے مثلاً سلطنۃ۔ کہ ہر ایک سلطان کا تعین سلطنت کے اندر ہوتا ہے۔ اور باینہمہ سلطنۃ کا اُس سے کوئی علیحدہ وجود نہین۔

الرحيم الذی تجلى على المؤمنين

الرحیم۔ جو رحیم ہے۔ یعنی جس نے مومنین پر اپنی

برحمته الخاصة

(الف) باعلامه اياهم هذه المراتب والمجالي التي ظهرت من كمال الاسماء الالهية المقتضية للظهور بانه هو سار بكليته في جميع مراتبه ومراياه۔

(ب) او باعلام علم الرجوع عن النفسانية المذمومة الى الحقيقة في مقام العبودية

(ج) او باعلام ان هذه المراتب باسرها كلها وجزءها سارية بالوجود على الكل باعتبار كل شئ في كل شئ او ظاهرة في الشهود في حقيقة الانسان الكامل الممتاز بكماليته عن سائر المكونات۔

(د) او باعلام ان الانسان الكامل اذا بلغ غاية الكمال الممكن في حق البشر يرى ذاته مدبرة لجميع العوالم والمراتب ويرى اوصافه سبحانه اوصاف نفسه سوى الوجوب الذاتي بمرتبة جمع الجمع + وهذا سر لايجوز كشفه الا لاهل الكمال البالغ مرتبة الرجال

الحمد لله الذي نور وجود

خاص رحمت سے تجلی فرمائی۔

(الف) یا تو اس طرح پر کہ رحیم نے مومنین کو اُن مراتب اور مجالی سے آگاہ کیا۔ جو اسماے الٰہیہ کے کمال سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور اسماے الٰہیہ خود مقتضی ظہور ہیں بایں طور کہ ذات باری تعالیٰ اپنے تمام مراتب اور مرایا میں بکلیتہ ساری ہے

(ب) یا اس طرح پر تجلی فرمائی کہ رحیم نے مومنین کو مذموم نفسانیت سے مقام عبودیت میں حقیقۃ کی طرف رجوع کرنے کا علم تعلیم کیا۔

(ج) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ کر دیا کہ کلیتہً اور جزئیتہً یہ تمام مراتب وجود کے ساتھ کل کے اندر ساری ہیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک شے ہر ایک شے میں ساری ہے یا کلیتہً اور جزئیتہً یہ تمام مراتب انسان کامل کی حقیقۃ میں مشاہدہ کے اندر ظاہر ہیں۔ اور انسان کامل اپنی کمالیتہ کے اعتبار پر تمام کونی اشیا سے ممتاز ہے۔

(د) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ فرمایا۔ کہ جب انسان کامل۔ غایت کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ جو حق بشر میں ممکن ہے۔ تو اپنی ذات کو جمیع عوالم اور مراتب کا مدبر دیکھتا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ کے اوصاف کو سواے وجوب ذاتی کے اپنے ذاتی اوصاف دیکھتا ہے مرتبہ جمع الجمع میں۔ اور یہ ایک ایسا راز ہے جس کا کشف اہل کمال کے سوا۔ دوسرے پر جائز نہیں۔ اہل کمال بھی وہ ہونا چاہیے۔ جو مرتبہ رجال کو پہونچا ہوا ہو۔

الحمد للہ کے جمیع افراد حضرت باری عزاسمہ کی ہی پاک ذات

الممکنات بنور ذاته وتلا فی لوح
وجوده اسرار سمو رتبته ولما کان
الحمد والثناء مترتبًا علی الکمال و
الکمال الحقیقی لیس الا لله
سبحانه کان الحمد کله
لله خاصة

فعند اهل الظواهر تعریفه
هو الثناء باللسان علی قصد التعظیم و
له مراتب اربع عندهم اما ان یکون
ثناءه لعبده علی حسن اقواله وافعاله
او یکون ثناء العبد له سبحانه علی
کمالاته التی اصلها الیه من الوجود
والبقاء او یکون ثناءه له کقوله تعالی
الحمد لله رب العالمین
او یکون ثناء العبد للعبد
علی کمالاته الظاهرة فیه
باذن الله سبحانه فکل المحامد
راجعة الیه

اما عند اهل السلوک فستة اقسام
فعلی وقولی وحالی من کلا الجانبین فاما
القولی من العبد فبان یقول الحمد لله موافقا
للقلب عند القول به واما الفعلی فهو
الاتیان بالاعمال البدنیة من العبادات

کے لئے شایان ہین۔ جس نے ممکنات کے وجود کو اپنی ذات
کے نور سے منور فرمایا۔ اور اپنے وجود کی لوح مین اپنے
شرف و منزلت کے اسرار مطالعہ کئے۔ اور ہرگاہ کہ حمد
اور ثنا کمال کے اوپر مترتب ہوتی ہے۔ اور حقیقی
کمال سوائے اللہ سبحانہ کے کسی فرد کو حاصل نہین ہے
لہذا حمد محض خصوصیات الہیہ مین سے ہے۔

پس حمد کی تعریف اہل ظاہر کے نزدیک یہ ہے۔ کہ
زبان کے ساتھ بارادہ تعظیم ثنا کی جاوے۔ اور ان کے
نزدیک اس کے چار مرتبہ ہین (۱) ایک یہ کہ اللہ سبحانہ
کی ثنا اپنے بندہ کے لئے ہو اُس کے حُسن اقوال اور حسن
افعال پر۔ (۲) دوسرے یہ کہ بندہ کی ثنا۔ اللہ سبحانہ کے
لئے ہو۔ اُس کے کمالات پر جو بندہ کی طرف واصل ہوتے ہین
جیسے وجود اور بقا۔ (۳) تیسرے یہ۔ کہ اللہ سبحانہ کی ثنا
خود اپنے لئے ہو۔ جس طرح خود اللہ تعالی شانہ فرماتا ہے
الحمد للہ رب العلمین۔ (۴) چوتھے یہ کہ بندہ کی ثنا بندہ کے
لئے ہو۔ اُس کے اُن کمالات پر جو اُس کی ذات مین اللہ
سبحانہ کے حکم سے ظاہر ہین۔ اس مذکورہ بالا بنیاد پر
کل محامد راجع اللہ سبحانہ کی ہی طرف ہین۔

تعریف حمد اہل سلوک کے نزدیک چھ قسم پر ہے
فعلی۔ قولی۔ اور حالی۔ اور یہی تین قسمین طرفین کے اعتبار سے
چھ قسمین ہوجاتی ہین۔ (۱) بندہ کی طرف سے قولی حمد اس
طرح پر ہے۔ کہ بندہ "الحمد للہ" ایسی حالت مین کہے کہ الحمد للہ
کہتے وقت اس کا قلب اس کے موافق ہو۔ (۲) بندہ کی

والخيرات ابتغاء لوجه الله وتوجها
الى جنابه الكريم لان الحمد كما
يجب على العبد باللسان يجب بحسب
كل عضو وذلك لا يمكن الا باستعمال
كل عضو لما خلق لاجله على الوجه
المشروع عبادة للحق سبحانه و
انقيادا لامره لا طلبا للحظوظ
النفسانية من اللذة العجيبة
فى الدنيا ومن الجنة والنعيم فى الآخرة
واما الحالى فهو الذى يكون بحسب
الروح والقلب كالاتصاف
بالكمالات العلمية والتخلق
بالاخلاق الملكية والربانية
من الرضا فى الطاعات والجود
عند العطيات اما القولى منه
سبحانه بان حمد نفسه فى كتبه لانبيا
ائه منزه عن النقائص والفعلى منه
سبحانه بان يسلم افعاله من الشر المحض
فعسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم
وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم
والحالى منه سبحانه بان يظهر
فى الكل من الممكنات بالكل
من المحامد والخيرات

طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ عبادات اور خیرات
وغیرہ بدنی اعمال محض لوجہ اللہ اور اُس کی جناب کریم کی طرف
متوجہ ہو کر عمل مین لاوے - کیونکہ بندہ پر حمد جس طرح زبان کے
ساتھہ واجب ہے - اسی طرح ہر ایک عضو کے ساتھہ واجب
ہے اور ہر ایک عضو کے ساتھہ حمد کرنا ممکن نہین ہے جب
تک بندہ ہر ایک عضو کو جس کام کے واسطے وہ پیدا
کیا گیا ہے - اُس کام مین مشروع طور پر استعمال نہ کرے - یہ
استعمال محض حق سبحانہ کی عبادت کے واسطے - اور احکام
الٰہی کی بجا آوری کے واسطے ہونا چاہیئے - نہ نفسانی حظ
کی غرض سے - جس سے مراد دنیا مین عجیب و غریب لذتین
اور آخرۃ مین جنۃ اور نعیم جنۃ ہین - (۳) بندہ کی طرف
سے حالی حمد اس طرح پر ہے - کہ وہ روح اور قلب کے
ذریعہ سے ہو - جیسے کہ علمی کمالات کے ساتھہ موصوف
ہونا - اور ملکی اور ربانی اخلاق سے مزین ہونا ہے
طاعات کے اندر رضا - اور عطیات ملنے پر جود کام مین لانا
اس اتصاف مین داخل ہے (۴) اللہ سبحانہ کی طرف
سے قولی حمد اس طرح پر ہے - کہ اُس نے خود اپنی کتب
مین اپنی انبیا کو مخاطب کر کے اپنی ذات کی تعریف کی ہے
کہ مین نقائص سے منزہ (پاک) ہون - (۵) اللہ سبحانہ
کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے افعال
شر محض سے منزہ قرار دیتا ہے - فعسے ان تکرھوا شیئا
وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا
و ھو شر لکم (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے

واما عند اهل المعرفة الذی
سفره وسیره من نفسه الی ربه
فایضا ستة اقسام وتعریف الحمد
عندهم ظهور الکمالات لله
تعالی فهو قولی وفعلی وحالی
فاما القولی من العبد فبان یعلم
عند المنطق ای نطق کان من
النفس او من غیره ان هذه
کمالات ظاهرة من الحق بصفة
الکلام بعلم الیقین واما الفعلی
منه فبان یتمکن عن نفسه بحرکات
کل عضو من اعضائه عند التصرف
والتعریف ای فعل کان سواء
من نفسه او من غیره ان هذه
کمالات ظاهرة بحواس السالك
وبجوارحه بحسب قرب النوافل بعین
الیقین کما ورد فی الصحیح بی یسمع وبی یبصر
وبی ینطق (الحدیث) واما الحالی منه فان
یتحول عن نفسه بالکلیة ویکل التصرف الی ربه
لان یتصرف فیه بجمیع حواسه وقواه
جوارحه بحسب قرب الفرائض بحق الیقین

حالی حمد اس طرح پر ہے - کہ وہ کل ممکنات مین کل محامد اور خوبیوں
خیرات کے ساتھ ظہور کر رہا ہے -
حمد کی تعریف اہل معرفت کے نزدیک بھی چھ قسم پر
ہے - قولی - فعلی - اور حالی - کون اہل معرفت جس کا سفر
اور سیر اُس کے نفس سے اُس کے رب کی طرف ہو - اور
حمد کی تعریف ارباب معرفت کے نزدیک کمالات خداوندی
کا ظہور ہے - (۱) عبد کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے
کہ عبد بہنگام نطق خواہ وہ نطق اُسی کے نفس سے ہو - یا
اُس کے غیر سے - علم الیقین کے ساتھ یہ سمجھے - کہ یہ تمام
کمالات صفت کلام کے ذریعہ سے منجانب حق ظاہر ہوتے
ہین (۲) عبد کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے - کہ جب
بہنگام تصرف و تعریف (کام مین لاتے وقت) اعضا حرکت
کرین تو یہ صدور فعل خواہ عبد کے خود نفس سے ہو - یا
اُس کے غیر سے عبد اپنی ذات سے عین الیقین کے ساتھ
بالجزم یہ سمجھے - کہ یہ تمام کمالات سالک کے حواس اور جوارح
کے ذریعہ سے حسب حصول قرب نوافل منجانب حق
ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ حدیث صحیح مین وارد ہے -
بی یسمع وبی ینطق الحدیث (الحدیث) (۳) عبد کی طرف سے
حالی حمد اس طرح پر ہے کہ بندہ کلیۃً اور کامل توجہ سے حق
الیقین کے ساتھ اپنی ذات کو اس طور پر اپنے رب کی
طرف پلٹ دیوے - کہ عبد کی ذات مین جمیع حواس - قوی
اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب فرائض
اللہ سبحانہ ہی متصرف ہے جیسے خود اللہ جل شانہ کا

كقوله تعالى وما رميت اذ رميت ولكن الله[1] رمى واما القولى من الله سبحانه فبان يظهر كمالاته الوجودية عن نفسه بقوله هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم[2] واما الفعلى منه سبحانه فبان ينسب اليه كل فعل والله خلقكم وما تعملون[3] ما كان لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون[4] من نسبة الفعل الى الغير واما الحالى منه سبحانه فبان يلتذ بكل لذة يجدها الممكن بظهوره فى مرتبة التفرقة ولعلك تقول ان الحق منزه واللذة من لوازم الممكنات المحدثات فكيف يضاف اليه فجوابه الشافى انه من المتشابهات ستقف عليه قريبا فى اول البقرة انشاء الله تعالى ولعلك لم تجد احدا اسبق لبيان هذه الاقسام الستة الاخيرة عبارة وان سبق وجدانا

کا قول پاک ہے۔ وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى (۴) اللہ سبحانہ کی طرف سے قول حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے وجودی کمالات خود بہ نفس نفیس ظاہر فرماتا ہے اور کہتا ہے هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم (۵) اللہ سبحانہ کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل افعال اپنی طرف منسوب کرتا ہے (قرآن کریم مین اس قسم کی متعدد آیتین موجود ہین) والله خلقكم وما تعملون - ما كان لهم الخيرة - سبحان الله وتعالى عما يشركون - من نسبة الفعل الى الغير (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ حق سبحانہ ہر اُس لذت سے لذت پاتا ہے جس کے ظہور سے مرتبہ تفرقہ مین ممکن پاتا ہے۔ اور اے مخاطب غالبًا تو یہ کہے گا۔ کہ حق سبحانہ منزہ (پاک) ہے۔ اور اور لذت ممکنات محدثات کے لوازم مین سے ہے۔ پھر لذت حق سبحانہ کی طرف کیونکر منسوب کی جاسکتی ہے۔ اس کا شافی جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات متشابہات مین سے ہے انشاء اللہ العزیز تو عنقریب سورہ بقرہ کے اول مین ہی اس رمز پر آگاہ ہوجاوے گا۔ اور اے مخاطب تو غالبًا کسی ایک کو بھی ایسا نہ پاوے گا۔ کہ جس نے ان اقسام ستہ اخیرہ کے بیان کی طرف قبل ازین عبارة سبقت

[1] (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے۔ تو تم نے تیر نہین چلائے۔ بلکہ اللہ نے تیر چلائے ۱۲ [2] (ترجمہ) وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا۔ اور وہ (قدرتون سے) ظاہر اور (ذات صفات سے) پوشیدہ ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ۱۲ [3] (ترجمہ) اور جن چیزون کو تم بناتے ہو (سب کو) اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۱۲ [4] (ترجمہ) لوگون کو کوئی اختیار نہین ہے۔ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہین اس سے یعنی فعل کی نسبت غیر کی طرف کرنے سے اللہ (کی ذات) پاک اور (اس کی شان بہت) بلند ہے۔

واشارته

وههنا سر اخر كما لا يجوز
كشفه لا يجوز كتمه من اهله و
هو ان في الحمد القولي والفعلي والحالي
معنى اخر اما في القولي فبان ينطق
العارف الخليفة بكل من يتكلم بالكلام
الازلي وغيره وفي الفعلي بان
يفعل ويسمع ويبصر بكل من
يفعل ويسمع ويبصر وفي الحالي
بان يتلذذ بكل من يتلذذ
من اللذات الملائمة للطبع
ولعله لم يسبق ببيان هذه
الاقسام الثلاثة من الحمد
ايضا احد من قبلي او سبق
ولم يبلغ لنا والله اعلم
بالصواب

وللجمهور من الصوفية
رضي الله عنهم في بيان معنى الحمد
اربع معاني جمع بجمع او تفرقة بتفرقة
او جمع بتفرقتنا وتفرقة بجمع
فاما الجمع على الجمع فبان يتعين
ويتجلى بالتعين والتجلي الاول
والثاني وما اشتملا عليه من الشئون

کی ہو - اگرچہ وجداناً اور اشارۃً سبقت کی ہے -

اس مقام پر ایک راز اور ہے - جس طرح اُس کا کشف
جائز نہین ہے - اسی طرح اُس کے اہل سے اُس کا اخفا
بھی جائز نہین ہے - اور وہ یہ ہے - کہ قولی - فعلی - اور حالی
حمد مین ایک اور معنی نکلتے ہین - یعنی (۱) قولی حمد اس طرح
پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ
سے تکلم کرتا ہے - جو کلام ازلی وغیرہ کے ساتھ تکلم کرے -
(۲) فعلی حمد اس طور پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس
شخص کے ذریعہ سے فعل کرتا - سنتا - اور دیکھتا ہے جو
فعل کرے - سنے - اور دیکھے - (۳) اور حالی حمد اس طرح
پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ
سے لذت پاتا ہے - جو لذات ملایم طبع سے لذت پا سکتا ہے
اور غالب یہ ہے - کہ حمد کے ان اقسام ثلثہ کے بیان کی
طرف بھی مجھ سے قبل کسی نے سبقت نہین کی -
یا سبقت کی ہو - تو وہ بیان مجھ تک نہین پہونچا -
واللہ اعلم بالصواب -

جمہور صوفیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک
معانی حمد کے بیان مین چار صورتین ہین - جمع بجمع
تفرقہ بتفرقہ جمع بتفرقہ - اور تفرقہ بجمع - (۱) حمد
جمع علی الجمع - اس طرح پر ہے - کہ حق سبحانہ کی ذات پاک
اولین اور ثانوی تعین وتجلی کے ساتھ متعین اور
متجلی ہوتی ہے - اور نیز یہ تعین وتجلی فیض اقدس کے
ذریعہ سے جن شیون اور اعتبارات پر اولاً - اور جن حقائق

والاعتبارات اولاً والحقائق الالهية
والكونية ثانيا- بالفيض الاقدس
والتفرقة على التفرقة كاظهار الخلق
بكمالات الخلق وتبيين الاحد
بجمال الآخر بعلمه بان هذا الجمال ظل
من جمال الله تعالى بل عينه والجمع على
التفرقة بان يفيض نور وجوده
على حقائق الممكنات واعيان الموجودات
بالفيض المقدس والتفرقة على الجمع بان يكون
جميع مراتب الوجود روحاً ومثالاً وشخصاً
جمعا حامدة لحضرة الحق سبحانه قولا وفعلا و
حالا بحسب استعدادهم

وعندي حمد الجمع على التفرقة
بان يرى الحق سبحانه ذاته وصفاته
مفصلا من رتبة الغيب في مرايا جميع
العوالم والمراتب جمعا وفرادى في عالم الشهادة
وحمد التفرقة على الجمع بان يرى التفرقة الجمع في
المراتب والمجالى

وههنا وجوه اخر القيت من
القديم القدير على العديم الفقير
بمحض العناية والتقدير احدها
حمد الجمع في تفرقة الكل على
نفسه بان يرى الحق سبحانه كمالاته

الٰہیہ اور کونیہ پر ثانیاً شامل ہیں۔ اُن کے ساتھ تعین اور
تجلی فرماتی ہے (۲) حمد تفرقہ علی التفرقہ اس طرح پر ہے کہ مخلوقات
کا اظہار کمال خلقت کے ساتھ اور ایک کا ظہور۔ دوسرے
کے جمال میں حق سبحانہ کے علم سے ہے بایں طور کہ یہ جمال
اللہ تعالیٰ جل شانہ کے جمال پاک کا ظل ہے۔ بلکہ
عین وہی ہے (۳) حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر ہے۔ کہ
وجود باری تعالیٰ کا نور۔ حقائق ممکنات اور اعیان
موجودات پر فیض مقدس کے ذریعہ سے فائض ہوتا
ہے (۴) اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے۔ کہ وجود
کے جمیع مراتب کیا روح - کیا مثال - اور کیا شخص - قولاً
فعلاً - اور حالاً - حسب استعداد خود ہا - حضرت حق
سبحانہ کے ثناخوان جسم ہیں -

اور میرے نزدیک حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر
ہے - کہ حضرت حق سبحانہ اپنی ذات اور صفات کو
مرتبہ غیب سے جمیع عوالم اور مراتب کے آئینوں میں
بالتفصیل مجموعی طور پر - اور فرداً فرداً عالم شہادۃ کے اندر
دیکھے - اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے کہ تفرقہ
مراتب اور مجالی میں جمع کا مشاہدہ کرے -

اس مقام پر کچھ وجوہ اور بھی ہیں جو
قدیم اور قدیر حق سبحانہ کی طرف سے
عدیم اور فقیر (مصنف) کے دل میں محض
عنایت اور تقدیر سے القا ہوئے ہیں منجملہ اُن کے
(۱) حمد الجمع فی تفرقۃ الکل علی نفسہ اس طور پر ہے

مع ذاته فی حقیقة جمعیة
مظهریة تفرقیة کلیة انسانیة
وثانیها احمد تفرقة الکل
علی عین الجمع بان یری الانسان
الکامل جمیع التعینات مع النفس
عین الواحد وثالثها احمد
تفرقة الکل علی التفرقة للمطلقة
بان یری الانسان الکامل کل
الکمال ذاته مدبرة لجمیع
التعینات والاعتبارات جامعة
بکلیة لجمیعها بحسب استعدادها
ورابعها احمد التفرقة
المطلقة علی عین تفرقة الکل بان یمحی جمیع
الممکنات والموجودات فی ذات الانسان
الکامل لسالك فافهم انت

تنبیه

الحمد مصدر الحامد والمحمود بالمعروف
والمجهول فالحمد قد یکون من مرتبة الجمع
علی عین التفرقة فیکون الله سبحانه حامدا
لمرتبة الجمع ومحمودا لمرتبة التفرقة وقد یکون
بالعکس فهو الحامد والمحمود فی الحقیقة
فحصلت تسعة وعشرون قسما من الحمد
فان ضربت هذه الاقسام فی الاسماء

کہ حق سبحانہ اپنے کمالات کو مع اپنی
ذات کے ایسی حقیقت کے اندر دیکھے۔
جو صفات جمعیہ۔ مظہریہ۔ تفرقیہ۔ کلیہ
اور انسانیہ کو شامل ہو۔ (۲) حمد تفرقة
الکل علی عین الجمع اس طور پر ہے کہ انسان
کامل جمیع تعینات کو مع نفس کے عین واحد
کرکے دیکھے (۳) حمد تفرقة الکل علی التفرقة
المطلقہ اس طور پر ہے۔ کہ انسان جو کل کمال کا کامل
ہے۔ اپنی ذات کو جملہ تعینات اور اعتبارات
کا مدبر۔ اور نیز ان تعینات اور اعتبارات کی استعداد
کے موافق۔ ان تمام کا بالکلیہ جامع سمجھے
(۴) اور حمد التفرقة المطلقة علی عین تفرقة الکل اس
طرح پر ہے۔ کہ جمیع ممکنات اور موجودات
انسان کی ذات مین جو کامل اور سالک ہے محو ہوجائین
بس اے مخاطب تو اس کو سمجھ لے۔

تبنیہ

الحمد حامد اور محمود کا مصدر ہے معروف اور
مجہول دونون صیغون پر۔ اس بنیاد پر حمد کبھی تو مرتبہ جمع سے
عین تفرقہ کی نسبت ہوتی ہے۔ اس صورت مین اللہ سبحانہ
مرتبہ جمع کا حامد اور مرتبہ تفرقہ کا محمود ہوگا۔ اور کبھی اس کے
برعکس ہوتا ہے۔ اس صورت مین فی الحقیقۃ حق سبحانہ ہی حامد اور حق
سبحانہ ہی محمود ہوتا ہے بس حمد کی انتیس قسمین ہوئین۔ اور
اگر یہ انتیس قسمین ننانوے نامون مین ضرب دی جائین

التسعة والتسعين حصلت احد سبعون وثمان مائة والفا قسم من المحاصل وان ضرب في الاسماء الالف والواحد حصلت تسعة وعشرون احادا وتسعة وعشرون الفا ومعنى الاسم ما ذكرت انفا لا تغفل عنه حتى لم يشكل عليك في الضرب لصفات عدمية كالسلام والقدوس

تو دو ہزار آٹھ سو اکہتر قسمین عدد کی حاصل ہوجاوین اور اگر ایک ہزار ایک اسما مین ضرب دی جائین - تو انتیس ہزار انتیس قسمین ہوجاوین - اور اسم کے معنی وہی ہین - جو مین ابھی ذکر کر آیا ہون اے مخاطب کہین تو اُس سے غافل نہ ہوجانا - تاکہ ضرب دینے مین سلام اور قدوس جیسی عدمیہ صفات کی وجہ سے تیرے اوپر اشکال واقع نہ ہو -

ان دو - تین نقلون کے بعد ایک نقل عین المعانی مین سے ہدیۂ ناظرین ہے - اسم الولی کی شرح مین آپ لکھتے ہین -

عالی شان امام اسوۃ المحدثین شیخ محی الدین عربی کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہے - کہ ہمارے نبی کو جو خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام کہتے ہین - یہ اس معنی کر کے ہے - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تک انسانی نوع کے افراد مین سے جو کوئی شخص کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا تھا اُس کو نبی کہا کرتے تھے - کہ یہ نام اسمائے آلٰہی کے مغائر ہے - مگر آپ کی بعثت کے بعد آپ کی اُمت مین سے جو اصحاب کمالات کے درجات کو پہونچتے ہین اُن کو اس نام کے ساتھ نامزد نہین کرتے - کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت نے خاتمیت کی مہر اس نام کی گویائی کے منہ پر لگا کر مذکر نام کی تجویز جو اسم آلٰہی کے موافق ہے - فرمائی ہے - اور وہ ولی ہے - یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد کامل کو ولی کہتے ہین "

جو اصحاب انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کے رموز فہم اور موشگاف ہین - وہ صدر الذکر کلام کی اصل اور خلاصہ کو اچھی طرح جانتے ہین - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ تک کاملون کو نبی یا رسول کے نام کے ساتھ نامزد کرنے مین اسمی اور رسمی مغائرت باقی تھی - لیکن جب سے نور معرفت کا اولین چراغ روشن ہوا ہے - جس سے مراد حقیقت محمدیہ ہے علیہ السلام تب سے اس چراغ کی روشنی کی بدولت - مغائرت اور منافات کی تمام تیرگیان اور تاریکیان دنیائی اعتباری سرائے سے عالم عدم کو بستر باندھ گئین - یہان تک کہ اسمی مغائرت بھی باقی نہین رہی - جس سے اعتبار دوئی کا

وہم ہوتا ہے۔ یعنی جب سے آپ کے عنصری وجود کے نیر اعظم نے جمال وجلال کے افق سے آلہی اسما کے آسمان اور کون ومکان کی منزل مین طلوع فرمایا ہے۔ تب سے آپ کی اُمت اور ملت کے خاص بزرگون کو لے عند وصولھم الی درجۃ الکمال ولی کہتے ہین۔ جو ایزدی اسم اقدس کے مطابق ہے۔ اور خلیفہ اور خلیفہ کرنے والے کی درمیانی مغائرت دور کرنے کا واجب التعمیل فرمان اسمٰا اور رسنا خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مہر اور نام ولایت کے نگینہ سے کمل کر کے عطا فرمایا گیا ہے۔ کہ آج سے پیچھے۔ کسی شخص کے واسطے مغائرت کا کاغذ نہین لکھا جاوے گا۔

اللہ۔ رحمٰن۔ اور رحیم یہ تین جلیل الشان اسمار۔ تمام امور کے دروازون کی کنجی ہین۔ ان کی شرح جہان بر ختم کی ہے۔ اُس مقام پر آپ لکھتے ہین۔

حدیث ابتدا کے بموجب کہ کل امر ذی بال الخ ہے۔ ان تینون اسما کی تقدیم کے بدون اقوال اور افعال مین شروع کرنا۔ حسن ادب سے دور ہے۔ اور تمام ارباب تصوف خواہ عروجی ہون یا نزولی۔ دریائے توحید کے غواص ہوتے ہین۔ ان کی اصطلاحات کے جواہر ان تینون اسما کے ڈبہ مین رکھے ہوئے ہین۔ واضح ہو۔ کہ اسم اللہ کا جیسا اطلاق مرتبہ الوہیت پر آتا ہے۔ اسی طرح مرتبہ لاتعین پر بہی آتا ہے اور لاتعین سے۔ تعین اول پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تعین اول کی تعیین ہو گئی۔ تو یہی فیض اقدس ہے۔ اور فیض اقدس کی دو طرفین ہوتی ہین۔ ایک احدیۃ دوسری واحدیۃ۔ انہین دونون طرفون کے اعتبار سے فیض اقدس۔ وحدت ذاتی کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ احدیۃ جو وحدت کی باطنی طرف ہے۔ بیاد لین درجہ اور باطنی سمت قبول کر کے اسما اور صفات کے علاقہ سے بالکل مجرد ہو گئی اور واحدیۃ جو وحدت کی ظاہری طرف ہے۔ یہ دوسرے درجہ مین ہے۔ اور یہی ظاہری سمت کے میدان مین سیر وسلوک کرتی ہے۔ اور نیز الٰہی کمالات کو اپنی پرورش کا مقدمہ بناتی ہے۔ کیونکہ صفات فعلیہ کا تعلق اسی مقام سے ہے۔ پھر جب صفات فعلیہ کو یہ منظور ہوتا ہے۔ کہ سلطنت کے لوازم اور اپنی مقتضیات کو ظاہر کرین۔

لے درجہ کمال پر اُن کے فائز ہونے کے وقت ۱۲ ؂ پوری حدیث یہ ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدا بسم اللہ فھو اخرع اوقطع (ترجمہ) جو مہتم بالشان کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے۔ سو وہ ناقص اور ابتر ہوتا ہے ۱۲

تو وہ فیض مقدس کی امداد سے نفس رحمانی کے درمیانی حصہ لشکر کو ترتیب دیکر آگے روانہ کرتی ہین۔ اور عدم کی فوجون کو درہم برہم کر دیتی ہین۔ تاکہ سلطان وجود کا علم فیروزی نصب ہو۔ یعنی صفات فعلیہ ما ہیات کو وجود خارجی کی شان مین لاتی ہین۔ اور اسماے متقابلہ کو جلوہ گر کرتی ہین۔ جب صورت فتح نمایان ہو جاتی ہے تو لوازم اور مقتضیات جو اسما کے زبردست لشکر کا پچھلا حصہ ہے ہر طرف سے سر اٹھا کر ظہور کرتے ہین۔ اور جس راستہ سے منزل بمنزل آئے تھے۔ اُسی راستہ سے وحدت کی دار السلطنۃ کو باز گشت کر جاتے ہین۔ کیونکہ رحیمی تجلی۔ اِس گروہ کے حال کی پاسبان ہے۔ اس وقت مین کسی شخص کو غنیمت۔ اموال۔ انفال۔ خود رائی۔ اور خود داری مین مشغول نہین ہونا چاہیے کیونکہ ایسے امور مین مشغول ہو جانے سے عظیم شکست پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے جنگ احد مین بعض اصحاب کو خود رائی کی وجہ سے پیش آیا جو کچھ پیش آیا۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ نبی **علیہ السلام** یا نائب نبی (ولی) کے قرارداد کے جو صراط مستقیم ہے۔ اُسی استحکام کے ساتھ قدم جما کر اپنے مقام سے تجاوز نہ کرین۔ اور نیز اُن کے حکم سے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھین۔ کام کی حقیقت ان اشعار کے مضمون سے معلوم کرنے چاہیے

اشعار

تامل سطور الکائنات فانہا[۵۱]	من الملک الاعلیٰ الیک رسائل
وخط فیہا لو تاملت خطہا	الا کل شیٔ ما خلا اللّٰہ باطل

اور پروانہ وار اُڑ کر اپنے تئین اُس بزم مین پہونچا دینا چاہیے۔ جس مین اسما اور صفات کے اجتماع کی شمع روشن ہے شاید[۵۲] **لیس فی جبتی سوی اللّٰہ** کا ہی نغمہ تحت الذکر پردہ مین گایا جاتا ہے ؎

ہم ازین رو گفت آن بحر صفا	نیست اندر دلق من غیر از خدا

[۵۱] اے مخاطب تو کائنات کی سطور پر تامل کی نظر ڈال یہ سطرین ملک اعلیٰ کی طرف سے تیرے نام رسالے ہین۔ اور ان مین ایک خط ہے اگر تو اوس خط مین تامل کرکے دیکھے۔ تو معلوم ہو جاوے کہ اللہ جل شانہ کے سوا تمام اشیا باطل ہین۔ ۱۲ [۵۲] میرے جبہ کے اندر اللہ کے سوا کچھ نہین ہے ۱۲

آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اِس طرح پر ہے - کہ جن پردون کے سبب سے اخفا اور امتیاز تھا-
اُن پردون کے اُٹھ جانے سے جب آپ کے وجود شریف پر ذات احمدی علیہ السلام کی حقیقت
جامعہ کا عکس پڑا - تو قرآن مجید جس شان کے ساتھ لوح محفوظ پر عالم غیب مین تھا - اُسی شان کے ساتھ
آپ کے یاد کرنے سے پھر عالم شہادت مین آپ کے دل کی لوح محفوظ پر جاگزین ہوا - بلکہ ایزدی اسما اور
آلہی صفات کے سبب سے آثار و احکام جو کمالات اسمائی کے حصول کے واسطے عالم امکان مین آئے
تھے - اور اُن آثار و احکام کو مایتوقف علیہ المعاد کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کی طرف بازگشت میسر
نہین ہوتی تھی - وہ آپ کے وجود عزیز مین عالم قید سے نکل گئے اور اپنے مدعا کو پہونچ کر عالم
اطلاق کی طرف رجوع ہونے کی استعداد اُن مین پیدا ہوئی - جس کے سبب سے وجوبی اور امکانی قرب
مین اتصال نمایان ہوا - اس سخن سرائی کا ماحصل یہ ہے کہ جو اہل سفر - آلہی علم کی آبادبستی سے نکل کر
امکانی مخلوق آباد کی قید مین مقید تھے - یہ تمام اصحاب - آپ کی ولایت و ارشاد اور ہدایت و تلقین
کے زمانہ مین از روے دانش و بنیش عروجی اور نزولی سیر و سلوک کا سرمایہ فراہم کر کے فرق کے صحرا
سے جمع کے شہر مین آمد و رفت کرنے لگے - یہ عجیب و غریب لطیفہ ہے - کہ مذکورہ بالا واقعہ لکھتے وقت
جب مین یہ بات کہ "آپ کا دل قرآن مجید کے نور سے لوح محفوظ ہو گیا - اور قرآن بھی اپنے
اصلی وطن مین پہونچ گیا - جو عالم صورت مین مسافر تھا" لکھ ہی رہا تھا - کہ یکایک شیخ صدر جہان زہاروال
کے بیٹے شیخ فرید برہان پور سے راقم کے دالان مین آکر اُترے اور مسیح الاولیا کا گرامی نامہ مجکو دیا
جب مینے خط کی تہ کھولی تو اُس کے عنوان مین یہ بیت لکھی تھی - **بیت**

لوح محفوظ ست پیشانی یار	ہست در روے سر جانان آشکار

اور خاتمہ مین نسخہ گلزار ابرار کی خواہش کا مضمون تھا - امید ہے کہ آپ کے ساتھ میری یکجہتی اور اتحاد
کا راز اور[۱] المؤمن مرآۃ المومن کی رموز اس سرگزشت کے پڑہنے سے ارباب دانش کو روشن ہو جاوینگے
تم کلامہ -

جو اصحاب - تاویل - اور توجیہ کے جوہر شناس ہین - اُن کو واضح ہو - کہ[۲] الولایۃ افضل من النبوۃ
اس قول کے معنی اگرچہ تاویل نگارون نے بہت کچھ وجوہ کے ساتھ دائرہ اشکال سے نکل کر

---

[۱] مومن کا آئینہ مومن ہے ۱۲ [۲] نبوت سے ولایت افضل ہے ۱۲

جواز و صحت کے درجہ کو پہونچ جائے ہیں - لیکن منجملہ توجیہات کے اِس توجیہ سے زیادہ کوئی توجیہ اقرب بحق اور شاداب نہیں ہے - کہ نبی کی نبوت پر نبی کی ہی ولایت کی تفضیل مراد ہے - کیونکہ ارباب تحقیق کے لطیف دماغوں کو تمام توجیہات میں متبوع پر تابع کی - اور اصل پر فرع کی ترجیح کی بو آتی ہے -

کمال خجند

طبعم چنان بہ نکہتِ زلفِ تو شد لطیف	اگر بادِ مشکبوئے تو ہم دردِ سر شود

اور تمام وجوہ سے ولی کی ولایت نبی کی ولایت کے تابع پائی جاتی ہے - البتہ نبوت پر ولایت کی فضیلت کی وجہ یہ ہے - کہ ولایت عبارت قرب حق سے ہے - اور نبوت حکم رسانی ہے معجزہ - قدرت مطلق کا اثر ہے - اور نبی - حق سبحانہ اور خلق کے درمیان میں برزخ ہے - پس یہ بات ظاہر ہو گئی کہ جب تک بندہ کو قرب نہیں ہوتا ہے - تب تک قدرۃ مطلق کے مقتضیات کا اُس پر ظہور نہیں ہو سکتا ہے - وہ اُس وقت تک فیض مطلق مقید کو نہیں پہونچا سکتا ہے - اور مقید کو ہدایت کی امداد سے عالم مطلق کا راستہ نہیں دکھا سکتا ہے - نیز قوم کی اصطلاح میں نبوت ایک واسطہ ہے رسالت اور ولایت کے درمیان میں اس معنی کر کے - کہ نبوت صرف حقائق آلہی کی خبریں اُمت کی طرف پہونچانا ہے - یعنی ذات صفات - اور اسما کی معرفت سے بہرہ یاب کرنا ہے - یہ خبر رسانی دو طرح پر ہوتی ہے - (۱) صرف علم دیدینا - اور معرفت مذکور کے طریق سے محض خبردار کر دینا - اور یہ قسم - ولایت مطلق کے ساتھ مخصوص ہے - (۲) تمام خبریں دینا جن کے ساتھ احکام شرعیہ پہونچانا - اخلاق سکھانا - اور حکمت تعلیم کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی شامل ہیں - اور یہ خاصہ رسالت کا ہے - اس دوسری ہی قسم کو نبوت تشریعی کہتے ہیں اور پہلی قسم کا نام نبوت تعریفی ہے - چونکہ تشریعی نبوت بعثت احمدی علیہ السلام والصلوٰۃ کے سبب سے ختم ہو گئی - تو حضور نے فرمایا[۱] لا نبی بعدی اور تعریفی نبوت جو مطلق ولایت کو لازم ہے - باوجود خاتم الولایت ہونے حضور کے باقی رہی - کیونکہ حضور نے فرمایا ہے - [۲] علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس تمہید سے یہ بات مفہوم ہوئی - کہ ولایت تو رسالت اور نبوت سے عام ہے - اور نبوت - رسالت سے عام اور ولایت سے خاص ہے - کیونکہ ہر ایک رسول نبی ہے - اور ہر نبی ولی ہے - اور یہ لازم نہیں ہے کہ ہر ولی

[۱] میرے بعد نبی نہیں ہے ۱۲ [۲] میری امت کے علما - بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہیں ۱۲

بنی ہو۔ پس لفظ نبی کا اطلاق انسان کامل پر ہونا منسوخ ہوا۔ اور نبوت کا دعوی۔ کفر شریعت قرار دیا گیا اور اسم ولی کا اطلاق۔ حق سبحانہ کے بندگان خاص پر ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ بندگان خاص۔ اخلاق الٰہی کے ساتھ تہذیب یافتہ۔ فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے۔ اور محو کے بعد صحو کے درجہ مین ہوتے ہین۔ اور ولایت عبارت ہے حق کے ساتھ بندہ کا قائم ہونا۔ اور یہ ایک عظیم نعمت اور بڑی سعادت ہے دیکھا چاہیئے کس درد مند کو نصیب ہو۔

بیدردرا شراب محبت کجا دہند		کیفیت ست عشق بتان تا کرا دہند

نیز ولی کا اطلاق قوم کی اصطلاح مین اُس فرد پر آتا ہے۔ جس کو حق سبحانہ کی حفاظت۔ عصیان اور مخالفت کے ارتکاب سے باز رکھے۔ تاکہ وہ اُس فرد کو ہستی موہوم کی جنگ سے بچا کر ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچا دیوے۔ جو حق سبحانہ تک پہونچنا ہے۔ اِس اعتبار سے ولی فعیل مفعول کے معنی مین ہوتا ہے اور اس اعتبار سے کہ ولی ایک بندہ قایم بحق ہوتا ہے۔ فعیل فاعل کی معنی مین ہے اس بنیاد پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی قرب فرائض کے اندر اولین معنی مین سمجھا جاوے۔ اور قرب نوافل کے اندر دوسرے معنی مین تصور کیا جاوے۔ دوسرے یہ کہ نبی کے تصرفات کا مرجع اور ماخذ اپنی ولایت کے اندازہ پر ہوا کرتا ہے۔ نبی کا قرب حق کے ساتھ ہی نبی کی ولایت ہے۔ [۵۱] هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اور ولی کا تصرف اس مقدار پر ہوا کرتا ہے کہ جس مقدار پر اُس کو اپنے نبی کے ساتھ قرب ہو۔ اور یہی اُس کا قرب اپنے نبی کے ساتھ اُس کے اُس قرب کی میزان ہے۔ جو حق کے ساتھ ہے۔ [۵۲] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس آفتاب کو مانند نبی سمجھنا چاہیئے۔ جو اپنے ذاتی نور سے منور ہے۔ اور ماہ کو مانند ولی تصور کرنا چاہیئے۔ جو آفتاب کے فروغ سے نور کا اقتباس کر کے روشن ہوتا ہے والعلم عند اللہ۔

یاد شیخ احمد ابن شیخ عبد الاحد

بق۔ حضرت مجد

آپ فاروقی سرہندی ہین۔ محبوبیت۔ وحدانیت۔ اور فردیت کی محفلون مین بالا نشینی کا مرتبہ آپ کو حاصل ہے صوفی محمد صدیق ہدایت تخلص۔ ظہیر الدین حسن کسمی کے فرزند۔ اور مولانا خواجہ باقی نقشبندی

۵۱۔ یہین سے معلوم ہوا۔ کہ سب اختیار خدائے برحق کو ہی ہے۔ ۵۲۔ اے پیغمبر کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔ ۱۲

اویسی کے مریدین - انہون نے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین دہلی سے سیاحی کے اندر قدم اُٹھایا - تاکہ خیر بلاد اللہ شرفہا اللہ دابادکو بطلی فہ کی زیارت سے - اور ہر ایک سرزمین کے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل کیا جاوے - جب صوفی صاحب ملک خاندیس مین پہونچے - تو آگے بڑھنے کی توفیق ہمراہ نہین ہوئی - بازگشت کے وقت منڈو (مانڈو) کے عبرت کدہ مین جہان غوثی کی زاد بوم ہے - چند روز توقف فرمایا - ایک روز شیخ احمد کے باکمال حالات سننے دریافت کئے - تو صوفی صاحب نے آپ کی تصنیف کا ایک رسالہ جس کے اندر مصنف نے اپنی خاص واردات اور مکاشفات کو درج کیا ہے - راقم کے مطالعہ کے واسطے دیا رسالہ کا ماحصل خلاصہ یہ ہے - کہ

"درویش کے دل مین جب خداشناسی کے سلوک کا شوق پیدا ہوا - تو ایزدی عنایت نے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت مین مجکو پہونچایا - اور اُن کی دلنشین تقریر سے اس خانوادہ کے بزرگون کا طریقہ اختیار کر کے چند روز اُن کی خدمت مین بسر کئے - اُن کے انفاس اور توجہ کی برکت سے - اور بزرگوار خواجون کے جذبہ سے جو قیومیت کے وصف مین اپنے تئین فنا کرنے سے پیدا ہوتا ہے - طالب کا حال پلٹ گیا - اور اندراج النہایۃ فی البدایۃ کی بہی چاشنی چکہی - جب صدر الذکر جذبہ متحقق ہوگیا - تو نوبت بہ سلوک پہونچی - سلطان ولایت محمدی امیر مردان علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی روحانی پرورش سے مجہے اُس اسم کے مرتبہ کو پہونچایا - جو اُن بزرگوار خلیفہ کا رب تہا - اور اُس اسم سے خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحانی امداد اور رہنمائی کی بدولت قابلیت اولی کو عروج کیا - جس سے مراد حقیقت محمدی ہے علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی روحانی امداد ہونے پر اس قابلیت اولی سے بہی ترقی میسر ہوئی - پہر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی روحانی پرورش کا فیض ہوا - تو سابقہ قابلیت اور مرتبہ سے ایسے مقام کی طرف صعود ہوا - جو اقطاب محمدی کے واسطے مخصوص ہے - سابق کا مقام گویا اس مقام کی تفصیل ہے - اور جس وقت اس مقام پر ورود ہوا تھا - تو اوس وقت مین کسی قدر امداد خواجہ علاءالدین عطار کی روحی حقیقت سے بہی اس درویش کو پہونچی تہی - خواجہ علاءالدین عطار خواجہ بزرگ

نقشبند سے کے بڑے خلیفہ ہین - اور اپنے وقت کے قطب ہدایت تے - اقطاب کے
عروج کی نہایت اِسی مقام تک ہے - اورظلیت کا دائرہ ہبی اسی جگہہ منتہی اور تمام
ہوجاتا ہے - اِس کے آگے یا تو اصل خالص ہے - یا ممتزج بہ ظل ہے - افراد کی جماعت
کو اس مرتبہ پر پہونچنے کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور افراد کی صحبت کے ذریعہ سے
بعض اقطاب کو ہبی مقام ممتزج تک عروج میسر ہوتا ہے - اور امتزاج کے مرتبہ سے
اصل پر بہی نظر پڑتی ہے - لیکن اصل خالص کو پہونچنا - یا اُس پر نظر کرنا - باعتبار تفاوت
درجات - افراد کا ہی خاصہ ہے [1] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الفَضْلِ
العظیم پہر اقطاب کے مقام پر پہونچنے کے بعد اس درویش کو دین و دنیا کے
سردار علیہ السلام نے قطبیت ارشاد کا خلعت عنایت فرماکر اس مبارک
منصب سے سرفراز کیا - اِس کے بعد ازلی عنایت نے دستگیری فرمائی - کہ اس مقام
سے ایک دفعہ ترقی اصل ممتزج تک عطا کی - فنا اور بقا جیسی اور جس طرح سے ہر ایک
سابقہ مقام پر پیش آتی تہی - اس جگہہ ہبی پیش آئی - اور یہان سے اصل کے مقام پر
صعود حاصل ہوا - حتی کہ اصل الاصل تک پہونچ گیا - اس آخرین عروج مین جو اصل
کے مقامات مین واقع ہوا - اسوۃ العرفا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلی
کی روحانیت سے مدد ملی - اُنہون نے کامل تصرف کی طاقت کام مین لاکر ان مقامات
سے عبور کرادیا - اور اصل الاصل سے آگاہ کرکے یہان سے عالم شہادت کی طرف
مراجعت کا حکم فرمایا - اِس طرح سے - کہ مین ہر ایک مقام سے دوسرے مقام کو نزول
کے طور پر بازگشت کردن - اگرچہ اس درویش کو فردیت کی نسبت جو عروج اخیر سے
مخصوص ہے - اپنے پدر بزرگوار سے ارثا تہی - اور پدر بزرگوار کو ایک قوی الجذبہ
عزیز سے - اور نیز ایک بزرگ سے جو خرق عادات مین نامور تہے حاصل ہوئی
تہی - لیکن منازل سلوک قطع کرنے سے پیشتر اپنی ضعف بصیرت کے سبب یا قلت حساب
کے سبب سے اس نسبت کا اپنی ذات مین قطعاً ظہور نہین پایا تہا - اور نیز عبادت نافلہ خصوصاً

---

[1] - یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے - اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۲

تا زنفل کی توفیق - پدر بزرگوار کی امداد سے ہے - اور پدر بزرگوار کو اپنے شیخ سے تھی - جو چشتیہ سلسلہ مین تھے - اس درویش کو علم لدنی خضر علیہ السلام کی روحانیت کے فیض سے حاصل ہوتا رہا اُس وقت تک کہ قطاب کے مرتبہ سے آگے نہین بڑھا - لیکن جن عالی مقامات کا حال صدر مین لکھا گیا ہے - ان مقامات سے عروج اور عبور کے بعد تمام وہبی اور کسبی علوم یہ درویش ہمیشہ اپنی حقیقت سے اخذ کرلیتا ہے - یعنی تمام علوم اپنی ذات مین خود بخود پاتا ہے کسی غیر کو کوئی دخل نہین ہے - نیز اس درویش کو نزول کے وقت جو عبارت السیر من اللہ باللہ سے ہے تمام دس سلسلون کے مشائخ کے مقامات پر عبور حاصل ہوا - اور ہر ایک مقام سے کچھہ نہ کچھہ حصہ ہاتھہ آیا - اور ہر مقام اور سلسلہ کے مشائخ سے بے شمار امداد ملی - اور ہر ایک صاحب نے اپنی نسبتون کے خلاصہ سے مجکو آگاہ اور محرم فرمایا - اول بزرگان خانوادہ چشتیہ قدسنا اللہ تعالی بذکرہم - کے مقام پر گزر ہوا - اور اُس مقام سے اور اصحاب مقام سے بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا اور منجملہ ان کے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی روحانیت نے سب سے زیادہ التفات فرمایا - یہ بالکل سچ ہے - کہ خواجہ کی ذات شریف کی شان اس مرتبہ مین نہایت رفیع ہے - جب یہان سے آگے بڑھا - تو اکابر سلسلہ کبرویہ کے مقام کی طرف روحنا اللہ تعالی بریاحین اسرارہم راستہ ملا - یہ دونون مقام عروج کے اعتبار سے برابر ہین - لیکن مقامات مذکورہ بالا سے نزول کے وقت - اولین مقام - اس صراط مستقیم کے بائین جانب اور دوسرا مقام داہنی جانب رہتا ہے - اور یہ شاہراہ ایسا راستہ ہے کہ بعض اکابرین یعنی اقطاب ارشاد - فردیت کے مقام کو اسی راستہ سے جاتے ہین - اور نہایۃ النہایۃ کو پہونچتے ہین - تنہا افراد کا راستہ دوسرا ہے - بدون قطبیت کے اس شاہراہ پر ہو کر گزر نہین ہوسکتا - اور یہ مقام ایک قسم کا برزخ ہے اس شاہراہ کے اور مرتبہ صفات کے درمیان مین - یعنی دونون طرف سے بہرہ یاب ہے اور اولین مقام - اس مبارک راستہ کی دوسری جانب مین واقع ہوا ہے - جس کو مرتبہ صفات سے آمیزش اور مناسبت بہت کم ہے - سلسلہ کبرویہ کے مقام سے آگے بڑھکر ان مشائخ کبار سہروردیہ کے مقام پر نفعنا اللہ ببرکات حقائقہم عبور ہوا - جو شیخ الشیوخ

شہاب الملۃ والدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اس جانب ہین - یہ مقام پیروی
سنت نبوی علیہ السلام کے فروغ سے آراستہ - اور جمال غوق الغوق کے مشاہدہ سے
پیراستہ ہے - عبادات کی توفیق - اور خداپرستی کی طاقت اس مقام کے ساتھ ساتھ ہے
بعض نارسیدہ سالک جو عبادات نافلہ مین سخت منہمک ہین - اور اسی خشک پرستش سے
آرام پارہے ہین - ان کو فی الجملہ حصہ بحسب مناسبت اسی مقام سے ملتا ہے - غرض یہ ہے
کہ نفل عبادت سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے - **القصہ** یہ ایک بے نظیر مقام ہے -
ایزدی فروغ جو اس مقام پر نظر آتا ہے - دوسرے مقامات پر نظر نہین آتا - اور اس
مقام کے لوگ کمال متابعت اور پیروی سنت کی وجہ سے - دوسرے عالی مقام خدا
شناسون سے قدر اور شان مین اعظم اور ارفع ہین - اگرچہ عروج اور فوقیت کے اعتبار
سے دوسرے مقامات بلند زیادہ ہین - لیکن جو کچھ اس مقام والون کو حاصل
ہے دوسرے مقامات والون کو میسر نہین ہے - سہروردیہ مقام کے بعد - جذبہ کے
مرتبہ پر اوترآیا - یہ مقام بے شمار جذبات کے مقامات کو جامع ہے پھر مجکو اس مقام
سے بھی اوترنا پڑا - مراتب نزول کی نہایت - مقام قلب تک ہے - جو حقیقت جامع
ہے - اور ارشاد وتکمیل اسی مقام پر اوترنے سے وابستہ ہے - اس مقام پر تمکین حاصل
ہونے کے بعد پھر ایک دفعہ عروج واقع ہوا - اس دفعہ اصل کو بھی ظل کی طرح سے چھوڑنا پڑا
جب پھر نزول ہوا - تو اس دوسری دفعہ مین مقام قلب پر تمکین حاصل ہوگئی - الحمد للہ

علی کل حال ومقال ؎ -

ایک کتاب معارف لدنیہ آپ کی تصنیفات سے ہے - اس مین آپ تحریر فرماتے ہین -
"خداشناسون کی جماعت کو کامل توجہ اور خاص حضور کے اعتبار سے بحکم ؎ فطرۃ اللہ التی فطر
الناس علیہا ایسا عالی درجہ حاصل ہے - کہ جس مین سالکون مین سے کسی سالک کا
نہ گزر ہے - اور نہ نظر ہے - اس تفرقہ کا اصلی راز یہ ہے - کہ جب تک ارواح کا تعلق اور
تعشق بدن کے ساتھ نہین ہوا تھا - تب تک ارواح کو حق سبحانہ کے ساتھ حضوری حاصل تھی - پھر جب
حسب فرمان اعیان ثابتہ ارواح کا تعلق اور تعشق - ابدان کے ساتھ ہوا - تو حضوری ہمیں رہا بہر ؎ بعض کا حضور

بالکل موقوف ہوگیا - اور توجہ تو دو - اور اُس کے لوازم - صرف پیکر کے ساتھ رہ گئے (۲)

اور بعض کی سابقہ توجہ جو مبدء کے ساتھ تھی - بالکل فراموش نہین ہوی - یعنی عالم اجسام کے ساتھ وابستگی ہونے کے بعد بھی اُس نسبت کا اثر باقی رہا - اِس بنیاد پر جب قدیمی توجہ کا فراموش کرنے والا اولین گروہ - بہ مبدء کی طرف عروج کرتا ہے - تو اُس کو حق کے ساتھ ایسی خاص نسبت اور قرب حاصل ہوتا ہے - کہ پچھلے گروہ کو عروج اور سلوک کے ذریعے سے اگرچہ ترقی حاصل ہوجاتی ہے - لیکن اُس خاص مرتبہ کی ہوا تک اُن کے دماغ مین نہین پہونچتی - کیونکہ صدرالذکر معاملہ اور مقولے سے ایسا مفہوم ہوا - کہ اولین فرقہ کا طریقہ استعداد اِس طور پر ہے - کہ جس شے کی طرف توجہ کرتا ہے - اُسی کا رنگ پکڑ لیتا ہے - اور احوال سابق کا کوی اثر اُس کے ساتھ باقی نہین رہتا ہے - اور دوسرے فرقہ کی صور علمیہ کا اقتضا اس طرح پر نہین ہے - بلکہ جس امر کی طرف رخ کرتا ہے - حالت سابقہ سے کچھہ حصہ اپنے ساتھ محفوظ رکھکر لائق لباس مین ظہور کرتا ہے - اِس عقلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے - کہ اس گروہ کی سرشت - قصور توجہ پر - اور دوسری جماعت کی خلقت کمال تعشق پر واقع ہے - **بای معشوق کان -**

ارباب معرفت جو دور بین نظر رکھتے ہین - وہ اچھی طرح جانتے ہین - کہ اِس تفرقہ کے راز کی بنیاد - کشفی شہادت کے بدون - صرف عقلی دلائل پر قایم کرنا - کوی استحکام کی بات نہین ہے - دران حالے کہ عقل اس مدعا کے خلاف اس قضیہ اور تفرقہ مین اس طور پر دلیل قایم کرتی ہے - کہ مبدء کو بالکل فراموش کرنے سے - اور عنصری ابدان کے لوازم کی طرف ہمہ نوع متوجہ ہونے سے - ایسا پایا جاتا ہے - کہ عالم وجوب کے ساتھ مناسبت قلیل - اور عالم کون و مکان کے ساتھ خصوصیت زیادہ ہے اور جہان امکان کی طرف نزول کرنے کے بعد - حضرت باری تعالی کے ساتھ فی الجملہ تعلق باقی رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذات باری عز اسمہ کے ساتھ حد درجہ پر اتصال - اور عالم امکان کی طرف سے بالکل بے تعلقی ہے - لیکن اِس گروہ کے حقائق کا عالم امکان مین نزول بمقتضائے حکمت آلہی ہے پس اِس تقدیر پر عقل کی رو سے عروج اور صعود کے بعد مقام خاص کو دوسری

وجہ والا شخص پہونچ سکتا ہے۔ نہ پہلی وجہ والا[51] واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
خلاصہ کلام یہ۔ کہ دونون توجیہین باہم ایک دوسرے کو ہٹاتی ہین۔ لہذا ان دونون
فرقون ہین سے کسی فرقہ کو عقلیہ دلائل کی رو سے۔ صدر الذکر دوجہ وحدت کے ساتھہ
مخصوص نہین کر سکتے ہین۔ اس ہین شک نہین کہ تخصیص کی پچھلی وجہ مین ازروے
تحقیق۔ علم ازلی کی شان پیدا ہے[52] وھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو
اعلم بالمھتدین اور دونون گروہون کی افراد مین مذکورہ بالا خاص مرتبہ کے عام کرنے
اور دائر رکھنے کے ساتھہ اعتقاد رکھنا۔ اقرب بہ صواب ہے۔

دوسرے ظاہر حال پر۔ اور[53] مایشاھد من الافراد پر قیاس کر کے ایسا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام نوع انسان چار قسم پر منقسم سمجھی جاوے اس طور پر۔ کہ مذکورۃ الصدر
دو گروہون ہین سے جو گروہ ابدان کے ساتھہ تعلق پیدا ہونے کے بعد اپنے تئین مع
تمام گزشتہ حالات کے بھول جاتا ہے وہ منجملہ چار قسم کے قسم اول مین شمار کیا
جاوے۔ اور اس مقام والے عام لوگ اور اہل تقلید ہین۔ اور ترکیبی صورت کے
ساتھہ تعلق پیدا ہونے کے بعد جن اصحاب کا حضور اپنے مبدء کے ساتھہ باقی رہتا
ہے۔ یہ اصحاب مقدار تعلق کے اعتبار سے تین اقسام پر منقسم ہین۔ یعنی ان لوگون
کا تعلق دونون طرف برابر ہے یا نہین ہے۔ جن لوگون کا تعلق طرفین کے
ساتھہ برابر نہین ہے۔ ان کی دو قسمین ہین۔ کیونکہ راجح تعلق یا تو قدم کی طرف ہوگا
یا حدوث کی طرف ہوگا۔ پس جو لوگ حدوث کی طرف تعلق راجح رکھتے ہین۔ وہ
اصحاب استدلال۔ اور ارباب براہین علمیہ وعقلیہ ہین۔ اور جو لوگ قدم کی جانب
زیادہ تعلق رکھتے ہین۔ وہ ذاتی احدیۃ کے اندر مستغرق اور اہل جذبہ ہین۔ اور
جو لوگ دونون طرف برابر تعلق رکھتے ہین وہ صاحبان کشف وتحقیق ہین۔ اور

---

[51] حقیقت حال کو اللہ جل شانہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲۔

[52]۔ جو شخص خدا کے راستہ سے بھٹکا۔ اُس کو وہ خوب جانتا ہے۔ اور نیز وہ اون کو بھی خوب جانتا ہے
جو راہِ راست پر ہین ۱۲ [53] افراد مین سے جو نظر آتے ہین ۱۲

اسی شکل کی تقسیم آیہ کریمہ[۵۱] ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ سے بھی مفہوم ہوتی ہے - اس طور پر کہ اولاً اصطفی کے لفظ سے جمہور انام کی دو قسمین کین - ایک جماعت غیر مختار - دوسری جماعت مختار - اور پھر مختار جماعت کو تین اقسام پر منقسم کیا لقولہ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ پس غیر مختار قسم اول ہے کہ وہ گرفتاران تقلید ہین - ظالم لنفسہ وہ اصحاب ہین جو جذب اور استہلاک کے دریا مین مستغرق ہین - اور مقتصد وہ لوگ ہین جو اعتقاد اور استدلال کے پرفضا محل مین آسودہ ہین - اور سابق بالخیرات وہ جماعت ہے - جو مشاہدہ اور معائنہ کے گلزار کی تماشائی ہے"

اس مین شک نہین - نقل کی لکڑی - نظر اور عقل کی امداد سے جس قدر تانا تن کر بانا بن سکتی ہے - اُس بُنے ہوئے کپڑے کا طول اور عرض اس سے زیادہ نہین ہوگا - اگر کسی شخص کے دل مین اس مقام کی تحقیق کا درد ہو - اور وہ چاہے - کہ مجرب علاج سے کامل شفا پاکر تن درست ہو جاوے - تو اُس کو شیخ الاولیا کی خدمت اور ارشاد سے چارہ جوئی کرنی چاہیے - کیونکہ آج کل دراصل ایسے دردمندون کے حاذق طبیب یہی ہین اور خلفائے حضرت غوث الاولیا مین سے ایک اور جماعت بھی اس شطاریہ سلسلہ مین ہو چکی ہے - جس کی ولایت اور ہدایت کے آثار باقی ہین - جیسے وجیہ الملۃ والدین علوی گجراتی شیخ لشکر محمد عارف شیخ شمس الدین شیرازی - شیخ صدر الدین محمد شمس بردرہ (بڑودہ) گجرات - شیخ عبدالحی جو شیخ جیوہ کر کے مشہور ہین - اور نیز دیگر بزرگوار اصحاب ان ارباب شہود اور اصحاب یقین کے کسی قدر حالات اس مختصر کتاب کی گنجائش کے موافق ہر ایک بزرگوار کے ذکر مین لکھے گئے ہین - حافظ

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند	ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجا است

[۵۱] - پوری آیۃ اس طور پر ہے - ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ - پھر ہم نے اپنے بندون مین سے اُن لوگون کو اس کتاب کا وارث ٹھیرایا - جنکو ہم نے (اہل سمجھکر اُس کی خدمت کے لیے) منتخب فرمایا - (یعنی مسلمانون کو) پھر اُن مین سے بعض تو (اس پر عمل نہ کرکے) اپنی جانون پر ستم کر رہے ہین - اور (بعض تو) ان مین سے بیچ کی چال چلے جاتے ہین - اور (بعض) اُن مین سے (ایسے بھی ہین جو) خدا کے حکم سے نیکیون مین (اوروں سے) آگے بڑھے ہوئے ہین ۲: -

یاد شیخ خدا بخش منڈوی

آپ کے آباد اجداد ہجری آٹھوین صدی کے سنوات مین عربستان سے ہند مین آئے تھے۔ آپ کے پیر بیعت شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین ملتانی چشتی ہین۔ آپ تنہائی اور گمنامی کے محب۔ گوشہ نشینی اور خلوت کے مشتاق۔ مراقبہ اور محاسبہ کے دریا مین مستغرق اور آثار سوز وگداز کے مجموعہ ہین۔ سلمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ علوم متداولہ کی مختلف فروع اور اصول کے میدان یا گلستان مین آپ کی عندلیب طبع پرواز نہین کرتی ہے لیکن اعتقادات کے معانی اور عبادات کے ارکان کی اصلاح کے واسطے جیسے کھانے مین نمک اس قدر علم فقہ سے آگاہی ضرور ہے۔ آپ کی تجرید کا بیان۔ تفرید کا اظہار۔ مخلوق کے ساتھ بیگانگی اور حق کے ساتھ یگانگی کی تحریر ان مین سے کوئی چیز۔ عبارت۔ اشارت۔ بیان۔ یا زبان مین نہین آسکتی۔ محض معانی اور معقول ہین۔ لہذا ان کا ادراک اہل حال وعرفان اور اصحاب ذوق ووجدان کے حوالہ کر کے آپ کے ماجرا مین سے چند باتین لکھتا ہون اور یہ چند باتین وہی ہین۔ جو راقم کو بلا واسطہ معلوم ہوئی ہین۔

ابتدا ابتدا مین آپ کا پیشہ نہ بانی تھا۔ حریر فروشی کی بھی دوکان کر رکھی تھی۔ اور الکاسب حبیب اللہ کے لباس مین یکتا درویش تھے۔ سرمایہ مین سے روزانہ محنت کا فائدہ حاصل کر کے ایک حصہ تو مستحق فقرا کی نذر کر دیتے تھے۔ ایک حصہ عیال واطفال کی معاش کے نامزد کرتے تھے۔ اور ایک حصہ اپنی قوت اور مہمانون کی ضیافت کے نام سے اٹھا لیتے تھے۔ اس درویشانہ انتظام کے ساتھ پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال تک بسر کی اور ترک خانہ نشینی اور اختیار گوشہ گزینی کی آرزو کو اپنے دل کے اندر پرورش دیتے تھے۔ اسی کشاکش مین جب آپکی عمر پچاس سال کی ہوگئی۔ تو تجرد گزینی کا نشہ ابھرا۔ ایکبارگی خداطلبی کا جوش۔ اور حق شناسی کی خواہش کا سیلاب آیا۔ اور اوس نے آپکے صنوبری دل کو شوق کا فوارہ بنایا۔ جو کچھ گزر اوقات کے واسطے بساط مین تھا۔ وہ تمام وکمال آپنے بے اختیار ہو کر عام محتاجون پر لٹا دیا۔ اور خود خاص درویشی کا جامہ پہن کر مقصد اور آلہی معرفت کی یافت کے واسطے ہر ایک دل سے اور ہر ایک دروازہ سے گدائی کرنے لگے ایک مدت تک اس طریق مین بھی عمر گزاری۔ پھر آخر کار ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین خضر سیرت مرشد کی بابرکات صحبت سے کسی قدر گوناگون اضطراب کا جوش تسکین اور تمکین کے ساتھ دل مین فرو ہوا۔ ساگر تالاب کے کنارہ ایک پشتہ پر ایک کہنہ مسجد تھی۔ اوس کی مرمت فرما کر قبر کی طرح ایک چھوٹا سا حجرہ اوس کی چھت کے

پیچھے بنایا - یہ حجرہ آبادی سے ایک کوس دور ہے - اس تاریخ سے ہجری سنہ ایک ہزار بائیس تک
ایزدی عنایت سے حجرہ مذکور مین استقامت کے ساتھ تنہا بیٹھے رہے - اور آخرکار فقر و بینوائی کے
بارہ مین جس درجہ کے آپ متلاشی تھے - وہ درجہ آپ کی استعداد کے موافق حاصل ہوا یافت اور
شناخت کی بخیہ جو آپ کی گدڑی پر لگی - تو گدڑی مذکور شاہی سوزنی بن گئی - اب آپ کی زبان حال نے
لیس فی جلبتی سوی اللہ کا ترانہ گانا شروع کیا - گو چند سال سے آپ کا آستانہ اکابر اور اصاغر
کا مرجع ہو گیا ہے - لیکن آپ کی ملازمت حاصل ہو جانا - عالی شان سلاطین اور سپہ سالار امرائے اعظم
کے بھی اختیار اور قبضہ قدرت مین نہین ہے - بلکہ آپ کی عنایت اور ارادت کے متعلق ہے - تنہا بیٹھے
رہنے - اور لوگون سے نملنے کی عادت جو ابتدائے زمانہ ترک سے تھی - وہی عادت آج تک روز افزون ترقی
پر ہے - یعنی ملاقات چاہنے والون سے ایک لحظہ کا بھی ملنا آپ اپنے اوپر جائز نہین رکھتے ہین - ضرورۃً صرف
بمقدار ایک فاتحہ پڑھنے کے - با اخلاص آنے والون کے نزدیک بیٹھ جاتے ہین - بلکہ اکثر اوقات کھڑے
ہی رہتے ہین - اور جو کچھ خشک و تر اُس وقت ہاتھ مین موجود ہوتا ہے - پیش کر کے رخصت کر دیتے ہین
زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ مخلوقات سے علیحدہ رہنے کو تنہائی اور گمنامی کا جز جانتے ہین - بالآخر یہی
شیوہ آپ کی ناموری اور شہرہ کا باعث ہوا - اس مین شک نہین - کہ یہ ظاہری اور باطنی موجودات کا مبدء
ہی ہے - جو تنور سے طوفان کا نکالنے والا ہے - اور ہمیشہ تقدیر سے تدبیر منفعل رہتی ہے[۵۱] عسٰی اَن
تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ -
الحمد للہ والمنۃ کہ باینہمہ - ازلی محافظت - مصاحبت چاہنے والے اور خدمت کرنے والے اہیرون
کی لوٹ سے آپ کی اوقات شریف کی نگہداشت فرماتی ہے - اور آپ کو صرف یاد حق کی طرف متوجہ اور مشغول
رکھتی ہے - سبحان اللہ سوائے گوشہ نشینی کے - مرید کرنا - خانقاہ بنانا - خادم رکھنا - ہنگامہ عرس کو رونق دینا - اور
سرود و سماع کی مجلس گرم کرنا وغیرہ وغیرہ سلسلہ دست مشائخ کے کسی طور اور طریقہ سے آپ کی آزاد اور
تنہائی پسند طبیعت مقید نہین ہے - اس پر بھی آپ اپنے نفس مطمئنہ سے خطاب کر کے اِس مضمون
کے ساتھ مترنم رہتے ہین - نظم

ہمرہان طریقت جامۂ دگر اند	باین صفت کہ تو داری بدان صفت نبرند

[۵۱] عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بری لگے - اور وہ تمہارے حق مین بہتر ہو - اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے - اور وہ تمہارے حق مین بری ہو

ان تمام حقائق کے بیان کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ آپ مشیخت کا بناؤ سنگھار بے تعینی کی سادگی کے عوض فروخت کر کے میدان فنا کے شہسوار اور رسوم شکنی کے معرکہ میں صف شکن ہیں[۵۱] ولا تقولوا لمن ھو فانی فی اللہ وعائش فی المزاج انہ حی علی مثال انفسکم بل ھو غریق فی بحر الفنا وانتم لا تشعرون

آپ کی سعید اولاد تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ بڑے شیخ عبدالرحیم ہیں۔ جنہوں نے اپنے تئیں عین جوانی میں پیری کے کمالات سے آراستہ کیا ہے۔ اور جو مشائخ اور طبقہ صوفیہ علیہم الرحمۃ کی اصطلاحات میں فہم درست اور استعداد روشن رکھتے ہیں منجھلے لڑکے عبداللطیف ہیں۔ حسن سیرت۔ اور حسن صورت دونوں میں متوسط ہیں۔ سب سے چھوٹے تیسرے محمد لطیف ہیں۔ باادب جوان ہیں۔ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت باعظمت میں تبولیت کا مرتبہ پائے ہوئے ہیں۔ چھوٹی لڑکی مریم نام راقم کے فرزند۔ برخوردار عبدالاول کے حبالہ نکاح میں ہے۔ قائل[۵۲] اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ نے ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ میں بہ شب غرہ صفر[۵۳] ختم اللہ بالخیر والظفر ایک لڑکا برخوردار عبدالاول مد عمرہ کے گھر عطا فرمایا۔ ادھر آپ کی بے پروائی۔ اور ادھر ولادت کی خوشی۔ اس میں راقم کی غفلت سے کچھ ایسا ہوا۔ کہ جد مادری کے اتفاق کے بدون اس مبارک نوزاد کا نام شیخ اللہ رکھ دیا بدین وجہ شیخ کی خدمت سے کمال خجالت ہوئی۔ پھر جب واجب العطایا کی عنایت سے تاریخ بیسویں رمضان المبارک ہجری سنہ ایک ہزار اکیس کو دوسرے فرزند کی علیہ صورت۔ عینی وجود کے لباس میں ظہور پذیر ہوئی۔ تو شیخ کی ملازمت میں راقم نے حاضر ہو کر مبارک باد کے مراسم ادا کئے۔ اور تجویز نام کے واسطے التماس کیا۔ آپ نے فرمایا نام رکھنا آپ کو ہی مبارک ہے۔ اور تصدیق کرنا۔ اور مبارک باد دینا ہمارا حق ہے۔ حسب الارشاد میں نے عیسیٰ نام تجویز کیا۔ آپ نے مسکرا کر دعا دی اور فرمایا[۵۴] الاسماء ینزل من السماء بہت ہی مناسب اور خوب واقع ہوا۔ کیونکہ اس کی ماں کا نام بھی مریم ہے

---

۵۱ جو شخص اللہ کی ذات میں فنا اور از روئے مزاج زندہ ہو۔ اس کو یہ نہ کہو۔ کہ وہ تم لوگوں کی طرح قید حیات سے ہے۔ بلکہ وہ دریائے فنا میں مستغرق ہے۔ مگر تم نہیں سمجھ سکتے ہو ۱۲ ۵۲ میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں ۱۲ ۵۳ اللہ تعالیٰ اوسکو خیر اور ظفر کے ساتھ ختم کرے ۱۲ ۵۴ اسما آسمان سے اترتے ہیں ۱۲۔

بہر فرمایا۔ کہ شیخ ماہ آپ کا ہے۔ اور شیخ عیسی ہمارا۔ اور یہ کہکر دونون کو سعادت بخش دعاؤن کے ساتھ سربلند فرمایا۔ خدا کرے سب کو علم سے اور عمر سے بہرہ وری نصیب ہو[لہ] بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین الی یوم الرشاد۔

یادشیخ عبدالقادر

آپ۔ ابی محمد۔ ابن ابی احمد۔ ابن ولی ہامون بغدادی کے فرزند رشید۔ اور سید جمال ستہری کے مرید ہین زاد بوم باب اللزج۔ جس کو اہل زمانہ بغداد جدید کہتے ہین۔ اسی مین قطب الاقطاب سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کی خوابگاہ ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ اور پل کی اُس طرف والی آبادی کا نام بغداد قدیم ہے اس مین امام موسی کاظم کی آسایش گاہ ہے رضی اللہ عنہ اور اہل بغداد اسی کو برج اولیا کہتے ہین جس کے اندر ایک روایت سے چوبیس ہزار نامدار مشایخ سوئے ہوئے ہین۔ اس مین شک نہین۔ جب باحقیقت خداشناس لوگ۔ چاند سورج کی طرح سالک درویشون کے رہنما ہین تو اس بافروغ گروہ کی آسایش گاہ کا نام برج قرار دینا اہل مذاق سخن آفرینون کو بہت کچھ مزہ دیتا ہے۔ عنوتی اگرچہ اس نغمہ مین دل ربائی کی طرز ضرور ہے۔ لیکن یہ نغمہ۔ پردہ آغاز کے ہم آواز نہین ہے۔ لہذا ایسی لَے اُٹھاو جس کا راستہ اصل مقام کی طرف پلٹ جاوے۔ ایک روز آپ کے حالات راقم نے دریافت کیے تو فرمایا۔

ایزدی مشیت کے سبب مین اپنی زاد بوم مین ڈہائی برس کی عمر کو پہونچکر بے باپ ہوگیا۔ لہذا عم مکرم نے میری پرورش اپنے ذمہ لی۔ نو برس کی عمر مین کلام ربانی حفظ کر لیا۔ جب گیارہوین سال کا آغاز ہوا۔ تو عم مکرم مجکو اپنے ہمراہ بندر گودہ کو لے گئے۔ وہان سے عم مکرم سامان سفر باندہ کر اُس جہان کو روانہ ہوئے۔ مین جب تک سولہ برس کا نہین ہو لیا تب تک اُس بندر سے باہر نکلنا نہین ہوا۔ القصہ ہجری سنہ نو سوچہیاسٹھ مین کہ یہی سال سلطان مظفر ابن محمود کے جلوس کا ہے احمد آباد گجرات مین آیا۔ یہان چند روز سرکہیج کے مدرسہ مین فقیہ حسن عرب کی ملازمت مین علوم ادب کی تحصیل کی فقیہ صاحب۔ داہولی کرکے مشہور ہین۔ اس کے بعد

لہ۔ نبی۔ اور نبی کے بزرگ اولاد کی عزت کے طفیل مین۔ اللہ تعالی کی رحمت نبی پر اور اولاد نبی پر غرض کہ سب پر یوم قیامت تک رہے ۱۲۔

شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے عقلی علم حاصل کیا۔ اسی اثنا میں قاضی علاء الدین
عیسی احمد آبادی کی خدمت میں علم کلام کی کتابیں نکالیں۔ بالآخر اپنی جملہ تحصیل کو شیخ
وجیہ الدین علوی شطاری کی خانقاہ میں رہ کر کمال کے درجہ پر پہونچایا ہجری سنہ نوسو اسی
میں جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ نے گجرات فتح کیا ہے۔ مینے تحصیل علم کے واسطے
دار السلطنۃ آگرہ کی طرف سامان باندھا۔ چند روز بعد شرح تجرید کا قدیم حاشیہ تحریر اقلیدس
مجسطی۔ شرح تذکرہ مولانا نظام اعرج۔ اور نیز دیگر بعض عربی علوم۔ علامی میر فتح اللہ شیرازی
کے درس میں سنکر شہرستان خاطر کی آئینہ بندی کی۔ پورے ایک ہزار سال ہجری میں ملک الشعرا
شیخ فیضی فیاضی ابن شیخ مبارک غفر۔ نہایت خواہش کر کے مجھے اپنے ہمراہ دکن کو لیگئے
راقم بھی اپنے وطن سے جو دکن کے عین راستہ پر واقع ہے۔ طوعاً و کرہاً ہمراہ ہو کر اس جانے
میں شریک تھا۔ جب بازگشت ہوئی تو آپ اُجین کے اندر ملک الشعرا کی ہمراہی سے رہ گئے تھے۔ یہاں
پر اس شہر کے طالبان علم کی فیض رسانی شروع کی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک آپ کے وجود سے مسند
فیض رسانی بارونق پر ہے۔ اسی جگہ تدہی کر لیا ہے۔ دو لڑکے۔ اور ایک لڑکی اس بیوی سے ہیں۔ ابو المعالی غیاض
اور ابا حسن فیاض نام بھی ہیں۔ اور نیز ان دونوں تاج دانش کے گوہروں کی تاریخ ہائے ولادت بھی ہیں۔
اویین فرزند نے ہجری سنہ ایک ہزار انیس میں عالم روحانی کو کوچ کیا۔ دوسرے فرزند بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالی
جل شانہ عمر طبعی کو پہونچا دے۔ قصائد عربی کا ایک دیوان متبعانہ طرز پر۔ ہر ایک فن کی کتابوں پر جستہ
جستہ حاشئے۔ عربی عبارت کا ایک رسالہ جو نہایت سنجیدگی اور تازگی کے ساتھ ملک الشعرا کے بعض
حالات کے بیان میں ہے۔ اور ایک رسالہ علم کی تعریف میں متکلم اور حکیم کی طرز پر جو شیخ ابو الفضل مبارک
کے نام سے معنون ہے۔ اس قدر آپ کی تصنیفات ہیں۔ ناظرین پر مخفی نہ رہے۔ کہ صدر الذکر نمائشی حالات
بعض تو خود صاحب حالات کے بیان پر۔ اور بعض راقم کی معلومات پر لکھے گئے ہیں۔

مصرع آب حیوان تو امان علم اوست

حضرت یاد سید احمد افغان اویسی بجواروی

پنجاب کے پرگنات میں ایک بستی قصبہ بجوارہ ہے۔ اُس میں آپ گوشہ نشین تھے۔ شیخ محمد ابن الیاس

شیون غزنتی کے فرزند ہین۔ صوری اور معنوی فضیلت کی تحصیل مین آپ نے اپنی استعداد پوری کر لی تھی۔ جب آپ کے پدر بزرگوار ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین فرق کے ویران گوشہ سے جمع کے آباد صحن مین چلے گئے۔ تو جانشینی کی مسند کو آپ کے وجود سے شرف حاصل ہوا۔ آپنے آباؤ اجداد کے مراسم سلوک کو اپنا دستور العمل بنایا۔ کہتے ہین۔ آپنے دانش و بینش زیادہ تر۔ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے۔ اور کچھ شیخ الہداد لاہوری کی شاگردی سے حاصل کی تھی۔ جب ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین شہنشاہ کشورستان اکبر شاہ نے اقلیم زندگانی کے تصرفات۔ اور عنصری کشور کے تمتعات رخصت فرمائے۔ تو اُس کے پور پر نور نور الدین جہانگیر شاہ سے تاج و تخت سلطنت کو رونق ہوئی۔ جس کے گرامی نام پر اس کتاب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اِس اثنا مین شہنشاہ نور الدین کے بیٹے سلطان خسرو کو چند امرا جو عقل مین جوان مگر بے توت تھے۔ دار السلطنۃ سے نکال کر لاہور کی طرف چلے گئے۔ پیچھے سے ہوشیار فرمان روا بھی تعاقب کنان جا پہونچا۔ اس غرض سے کہ نصیحت کو کام فرما کر اُس کو ناہموار بے راہی سے باز رکھے۔ اور ادب اور فرمان برداری کے راستہ مین لے آوے۔ مگر سلطان خسرو نے حقوق کا کچھ لحاظ نہ کر کے جنگ کی طرح ڈالی۔ بالآخر اُس کی سپاہ نے شکست کھائی۔ **القصہ** اِس فتنہ انگیز سال مین ہر ایک تقریب سے شہنشاہ کی محفل مین باوجود کمال ارزانی کے اسی قسم کی گفت و گو کا نرخ بڑھ گیا تھا۔ ایک روز ایک ندیم نے سادات صفویہ کے سلسلہ مین سلطنت ایران کے انتقال کا باعث عرض کیا۔ اس اثنا مین ایک اور شخص بول اٹھا۔ کہ اِس وقت مین بھی چند درویش صورت اشخاص ایسے ہین۔ جو ایک ولایت کی فوج کی برابر اپنے فرمان بردار معتقدین رکھتے ہین۔ انہین مین سے اُس جماعت کے سرگروہ سید احمد افغان ہین۔ جو بجوارہ کی افغان قوم کے اندر جنگ و شورش کا باعث ہوتی ہے۔ اور تمام جماعت آپ کے حکم سے سرتابی نہین کرتی ہے۔ فرمان صادر ہوا۔ کہ جناب سید احمد افغان دربار معلی مین حاضر کئے جاوین۔ **قصہ کوتاہ** جب آپ شاہی حضور مین پہونچے۔ تو ملازمت شاہی کے آداب بجا نہین لائے۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اِس دیوانہ کو چند روز قلعہ گوالیار کے اوبستان مین محفوظ رکھو۔ یہان تک کہ حُسن سلوک کے گلوبند مین اپنی گردن دینا گوارا کرے۔ تین برس تک آپ اُس عالی شان قیدخانہ مین کشادہ پیشانی سے خدا کے ساتھ مشغول رہکر زندہ رہے۔ اور ولایت کے متعلق بہت سی فتوحات اور پہلو نشین دشمن پر فیروزی حاصل کی۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس مین خان جہان جن کا قدیمی نام پیر خان ابن دولت خان لودی ہے۔ صوبہ خاندیس اور دکن کے حاکم مقرر کئے

گئے - اور انہین حدود کی لشکر کشی ان کے ذمہ کی گئی جب خان جہان قلعہ گوالیار کے نیچے پہونچے - تو واجب العرض بحضور شاہ ملک کر التماس کیا - کہ سید احمد اس یورش مین فدوی کے ہمراہ دئے جاوین - یہ گزارش حضور شاہنشاہی مین قبول ہوئی - اِس سبب سے آپ خان جہان کے ہمراہ خاندیس تک گئے - اور چند روز برہان پور مین رہے - آخر کار یہ ہوا - کہ خان جہان کے واسطے دار السلطنت سے فرمان طلب صادر ہوا - اور وہ برہان پور سے دار السلطنت آگرہ کو روانہ ہوئے - آپ بھی ہمراہ تھے - جب تاریخ چھبیسوین ۲۶ شعبان ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپنے اپنی قدوم کی برکات سے منڈو (مانڈو) کو سرفراز کیا - تو راقم حروف بھی آپ کی ملاقات سے بہرہ یاب ہوا تھا - جب راز کی باتین ہونے لگین - تو آپ کی گفت و گو کا سلسلہ اس تقریب پر مائل ہوا -

" ایک روز خان جہان پسر دولت خان لودھی احمد کے مکان مین آئے - اور شیخ علاء الدولہ سمنانی کی چہل مجلس اُن کے ہاتھ مین تھی - اِس کتاب مین شیخ محی الدین عربی کی یہ روایت درج تھی [1] رایت ربی جالسًا علی الکرسی وقام بین یدی واجلسنی وقال انت ربی وانا عبدک - یہ روایت مجکو دکہائی - اور میرا دامن پکڑ لیا اس تشابہ قول کے معنی ذہن نشین کئے جاوین - لاچار احمد نے جواب دیا کہ رب اول سے مراد نفس امارہ ہے - جب یہ - عالم کالبد پر قبضہ پالیتا ہے - تو قوی - حواس - اعضا - اور جوارح کا ملک و ملکوت اوس کے زیر حکم آجاتا ہے - دل کی کرسی پر نشست کرتا ہے - جو روح کی نشستگاہ ہے - اور علی الاعلان ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے - اور عنصری اقلیم کے دیگر باشندون کی طرح روح کو بھی اپنی عبودیت مین لینا چاہتا ہے - پھر جب صوفی مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت نفس پر فتح پاتا ہے - تو ناچار کرسی نشینی روح کی طرف عود کرآتی ہے - اور نفس اطاعت اور پرستش کے مقام پر کہڑا ہو کر انت ربی وانا عبدک کہکر مراسم بندگی بجالاتا ہے اور روح کے اوپر نفس کی طرف سے رب کا اطلاق اور اقرار یہی شیطان رجیم کا فریب ہے "

[1] مینے اپنے رب کو دیکھا - کہ کرسی پر بیٹھا ہے (مجھکو دیکھکر) میرے سامنے اُٹھ کھڑا ہوا - اور مجکو بٹھایا - اور کہا تو میرا رب ہے - اور مین تیرا بندہ ہون ۱۲ -

یہ تاویل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"مینے مکاشفہ ابن عربی کی عبارت شیخ عیسیٰ کی خدمت مین بھیجی تھی۔ شیخ عیسیٰ نے بھی اپنا مافی الضمیر کئی طرح کی توجیہ اور تاویل کے ساتھ لکھکر میرے پاس روانہ فرمایا۔ چونکہ ان تاویلات کی نامقبولیت کا حرف میری زبان سے نکلا۔ اور یہ حال شیخ عیسیٰ کو معلوم ہوا تو اُنھون نے اپنا نوشتہ مکرر واپس طلب فرمایا۔ اور پیغام طلب کے ساتھ اُس کے چاک کر دینے کی بھی التماس کر کے آزردگی ظاہر فرمائی۔ لیکن باوصف چند تلاش کے اُس نوشتہ نے واپسی کی راحت یا چاک ہونے کا رنج نہین دیکھا۔ اب وہ نوشتہ میرے ہمراہ ہے۔ اگر آپ کہین تو منگاؤن"

مینے جواب دیا۔ آپ کو اختیار ہے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ مسیح القلوب کا نوشتہ مینے پڑھا۔ اِس مین شک نہین مسیح القلوب کا جامع دل۔ وحدت وجود کے فروغ سے منور ہے۔ جس کے کمال کا شاہد عدل یہ توجیہ نامہ ہے۔ اس توجیہ نامہ کے مطالعہ نے خوانندہ کے حسن اعتقاد کی بنیاد مین گویا استحکام کا سیسہ پلا دیا۔ اور جو اعتراضات تاویل کی ہوئی ظاہر روایت پر از روے شریعت و طریقت وارد ہوتے تھے۔ اِن اعتراضات کو عقلی و نقلی دلائل۔ اور کشفی و یقینی براہین کے ساتھ دفع کرنے سے ابن عربی کے کشف کی صحت پر ایک حجت قاطع اور اکابر سلف کے ساتھ مشارالیہ کی پیروی پر ایک دلیل واضح ہاتھ آئی۔

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله - اعلم ان توجیه السید احمد ناظر الی ان قائل هذا القول المتشابه امرء مبتدی فی السلوک فارغ عن تزکیة النفس متصف بتصفیة القلب شارع فی تجلیة الروح وتخلیتها لسرها وتاویل مسیح قلوبنا ناطق بان من صدر منه هذه العبارة هو رجل کامل واصل

جمیع اقسام و انواع حمد اُسی الله جل شانہ کو سزاوار ہین جس نے ہم کو یہ ہدایت دی۔ اگر الله ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہین تھے۔ واضح ہو۔ کہ سید احمد کی توجیہ سے یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اس متشابہ قول کا کہنے والا۔ ایسا شخص ہے۔ جو راہ سلوک مین مبتدی ہے۔ تزکیہ نفس سے فارغ ہے۔ تصفیہ قلب کے ساتھ متصف ہے اور جس نے روح کی جلا۔ اور اسرار کے چھپانے کا کام شروع کیا ہے اور ہمارے مسیح القلوب کی تاویل یہ کہتی ہے۔ کہ جس شخص سے یہ عبارت صادر ہوئی ہے۔ وہ شخص کامل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے

بدرجة الكمال في الفناء من
لوازم الامكان وفي البقاء
بحقيقة الربوبية في مقام
الجمع وفي التخلق باخلاق الرحمن
الذي على العرش استوى ثم لا يخفى
على ذائق عسيلة اتراب الكلام في
خلوات التشابه بفحولية التاويل
ما في هذا التعيين والتفريق من
نكتة وهي ان الكلام المتشابه
سواء نزل من الله المرسل الى العبد
المرسل اليه - او وصل منه الى الصحابة
او وقع منهم بالتابعين - او وصل
منهم الى مشائخنا ومنهم الينا مرآة
ينطبع فيها حقائق مراتب المترجمين
بفهوماتها - ومحك يظهر عيار معارج
المترجمين بمعانيها لا يراد به من تكلم بعد
الكلام لان مراده لا يعلمه الا هو بدليل
قوله تعالى في حق الآيات المتشابهات
لا يعلم تاويله الا الله فظهر بهذين
التاويلين ما ظهر من حقيقة مرتبتهما
سلمهما الله تعالى وفهمها من له انصفه
رحم الله من انصف -

فنا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے امکانی لوازم چھوڑ کر بقا کے اندر
درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے حقیقت ربوبیت کے ساتھ جمع کے مقام
پر - اور تہذیب اخلاق مین درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے - اخلاق رحمن
کے ساتھ - جو عرش پر براجمان ہے جو اصحاب متشابہات کی خلوت
مین - تاویل کی جوانمردی کے ساتھ - دوشیزگان کلام سے لذت پانے
والے ہین - اُن پر وہ نکتہ مخفی نہین ہے - جو اس تعین اور تفریق کے
اندر ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کلام متشابہ خواہ بھیجنے والے اللہ تعالیٰ جل شانہ
کی طرف سے مرسل الیہ بندہ پر نازل ہوا ہو - یا مرسل الیہ بندہ سے
صحابہؓ کو پہونچا ہو - یا صحابہ سے یا تابعین کو پہونچا ہو - تابعین سے
ہمارے مشائخ کو اور مشائخ سے ہم کو پہونچا ہو - غرض کہ متشابہ کلام ایک
آئینہ ہے جس کے اندر مترجمون کے درجات کی حقیقتین مفہومات کلام
کے ذریعہ سے منعکس ہوتی ہین - اور نیز متشابہ کلام ایک کسوٹی ہے
جس سے طبع آزمائی کرنے والون کی انتہائی پرواز کی مقدار - معانی کلام
کی رو سے ظاہر ہوجاتی ہے - متشابہ کلام سے وہ مراد نہین ہے - جو
ایسے کلام کے ساتھ تکلم کرنے سے ارادہ کیا جاتا ہے - کیونکہ متشابہ
کلام کی مراد اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کوئی نہین جانتا ہے اِس کی
دلیل خود اللہ جل شانہ کا ارشاد آیات متشابہات کے بارہ مین ہے
لا یعلم تاویلہ الا اللہ بس اِن دونون تاویلون سے جو کچھ ظاہر
ہوا - وہ صدر الذکر دونون اصحاب کے درجات کی حقیقت ہے
اللہ تعالیٰ ان دونون صاحبون کو سلامت رکھے - اور اس بات
کو سمجھا بھی وہی شخص ہے - جو منصف ہے - جس نے انصاف
کیا - اللہ تعالیٰ اسپر رحم فرمائے -

معذرت پذیر اصحاب کو واضح ہو کہ مسیح القلوب کے خط کی نقل اس واسطے جزو گذارش

کی گئی - کہ یہ ماجرا سید احمد کی خدمت مین اخیر صحبت کے وقت پیش آیا تھا - اور رات زیادہ گزر جانے کے سبب سے برخاست مجلس کے مقدمات کا آغاز ہوگیا - تکلیف دہی کا خیال بھی دامنگیر ہوا - اگرچہ نقل کر لینا ممکن تھا - لیکن دوبارہ مجلس کی نوبت پہونچنے کا بھی گمان تھا - اس گمان نے کوشش کے چہرہ پر یون ہی سستی کا نقاب ڈالا - اور مسافر عزیز کا کوچ علی الصباح ہی ہوگیا - اس سبب سے یہ اندیشہ جو دل کے اندر تھا - پورا نہ ہو سکا - ایک مدت تک یہ دور اندیشی دل کے اندر کھٹکتی رہی - (۱) ایک مسیح القلوب کے خط کی نقل نہ لینے کی پشیمانی (۲) دوسرے اُس خط پر سید احمد کا اعتراض الحمد للہ کہ غیبی صفائی اور ارادت کی برکت سے مذکورہ بالا خس و خاشاک - سلوک کے راستہ سے دور ہوا - بلکہ اس تجربہ کے سبب سے یہ ہوش اول سے بھی زیادہ ہوا - کہ جو شخص - زمانہ حال کی قدر نہ جانے - شک مین رہ کر نیک کام کرنے کو زمانہ استقبال پر موقوف رکھے - اور آج کا کام کل پر چھوڑے - وہ شخص جلد عظیم نقصان کی پشیمانی اٹھاوے گا - بقیۃ العمر اس کو نایابی کی حسرت مین گزارنا پڑے گی - اور[۵۱] الوقت سیف قاطع کا زخم کھا کر - مرہم نہ ملنے کے سبب سے اُس کے التیام کی آرزو مین - ہمیشہ گرفتار رہے گا - اور وقتاً فوقتاً ہمیشہ آگاہی ملنے سے یہ ہدایت ہوئی کہ جب کسی کے قول و فعل کا مضمون تجکو ناگوار گزرے - اُس کو مبدء کی طرف سے تصور کر کے - نکتہ چینی اور اعتراض کا ذریعہ نہ بنانا - اور عقیدے کے بازار مین جو فروش گندم نما نہ بننا - کیونکہ[۵۲] ما یدب علی الارض تمام - الٰہی تقدیر کے قبضہ قدرت مین ہین - حرکات اور سکنات مین خود کوئی اختیار نہین رکھتے ہین بالخصوص آدمی زاد - جو کمال اسمائی کا مظہر ہے پھر جو بزرگوار اصحاب ایزدی اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اُن کے حالات اور افعال کو الٰہی شان اور الٰہی اوامر سمجھ کر دل کے اندر روگردانی کا خیال نہ آنے دینا - کیونکہ باحقیقت خدا شناسون کے اقوال اور افعال - مخاطبین کے مختلف ادراکات اور استعدادات پر لحاظ کر کے بعض کی نسبت جان گزا - اور بعض کے حق مین جان بخش کا حکم رکھتے ہین - اِن کی مثال قرآن مجید کی سی ہے - جس کے منصوص احکام بعض کے اعتبار سے نافع - اور بعض کے اعتبار سے ضار واقع ہوئے ہین - یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا پس اس جگہ کسی قدر دوربینی کو کام فرمانا چاہیے - تا کہ جلد معلوم ہو جاوے - کہ جس قدر اوراق فرقانی کے اندر وعدہ اور وعید کی آیتین آج کے روز موجود ہین یہ تمام خاتم النبوۃ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے پروردگار جل اسمہ کی بھیجی

---

۵۱ وقت شمشیر بُران کا حکم رکھتا ہے - ۱۲ ۵۲ جو متحرک زمین پر چلتا ہے ۱۲

ہو ئی ہین - اب انصاف کے گریبان مین سر جہکا کر معلوم کرنا چاہیے - کہان لکھے ہوئے قرآنون کے دشمن

ماننے سے - اور ان کا جلانا - اور دہونا دل مین لانے سے کس قدر کفر اور ضلالت کا نتیجہ پیدا ہوگا - اور اس کا

ثمرہ کیا ہے - اسی طرح سمجھنا چاہیے - کہ ہر ایک شخص کے حالات کی حقیقتین - اوس کی صورعلمیہ کے موافق

ہوتی ہین - باایںہمہ لوگون کے اقوال اور افعال کی عیب گیری کی جاتی ہے - پس ظاہر ہے کہ اس سے

کس قدر گمراہی اور سیاہ دلی پیدا ہوگی - اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا - کیونکہ صاحبان نبوت کی آیات اور معجزات کا

نزول - ظاہری اور باطنی دونون طرح کی وحی سے ہوا ہے - اور اصحاب ولایت کے معاملات اور مکاشفات

کا ورود صرف باطنی وحی سے ہوتا ہے -

بر حرف ہیچکس منہ انگشت اعتراض		آن نیست کلک صنع کزو خطا کشد	

کہتے ہین - سلطان سادات - اور برہان مشائخ شاہ محمد بخاری - جن کی اخروی خوابگاہ دار السلام لاہور

مین ہے ایک دفعہ شیخ محمد افغان کی ملاقات کے واسطے قصبہ بجوارہ مین آئے تہے - جب معرفتون

کے بیانات کا ہنگامہ گرم ہوا - تو ایک تقریب سے اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجود شرف سیادت حاصل ہونے

کے اپنے تئین قوم غرغشتی سے ظاہر کرنا - کس غرض سے ہے - اور یہ بہی دریافت کیا کہ یہ نویداس جانب

کی ہے - یا اُس جانب کی - جواب دیا - کہ فقیر دو جانب جاننے سے ایک طرف ہے - کل امور جانب حق سے

جان کر کبہی کا بول بوتا ہے - اور آج کے بعد جو لڑکا پیدا ہو - اُس کا نام سید احمد رکہا جاوے - یہی وجہ ہے - کہ

یہ خدا پرست بزرگوار اس لقب کے ساتہہ مخصوص ہین - کسی قدر اجمالی بیان آپ کے حالات کے

متعلق یہ ہے - کہ آپ وحدت وجود کے باغ کی فضا سے اپنے عقیدہ کے گہوڑے کی باگ کشیدہ رکہتے ہین

آپ کے سلوک کا طریقہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی پیروی ہے - اور اپنے تئین اویسیہ سلسلہ مین

سے شمار کرتے ہین -

یاد سید ابراہیم نوری

آپ کا سابقہ نام شیخو ہے - زاد بوم غیاث پور - جو کیہانہ کر کے مشہور ہے - حویلی حصار کے تعلق

ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین بماہ ربیع الثانی ایک روز راقم نے آپکے مکان پر جاکر آپ کے

حالات کی حقیقت دریافت کی تہی - تو فرمایا -

"ابراہیم کی بارہ سال کی عمر تھی - کہ مکتب کے اندر کلام ربانی کی تصحیح کرتا تھا - ناگاہ سیاحی کی شورش اور الٰہی طلب کی خلش - سودائی دل مین پیدا ہوئی - لہذا وطن چھوڑکر دیوانون کی طرح چل کھڑا ہوا - دہلی مین پہونچکر بہاء الاولیا بخاری کے صوفیون کی ایک جماعت کے ساتھ لاہور چلا گیا - یہان پر مولانا اسحٰق کاکو کے درس مین کسی قدر فقہ سیکھی - یہان سے ملتان کو گیا - شیخ کبیر بخاری کی خدمت مین مراسم ارادت بجا لاکر پھر دہلی چلا آیا - اور حضرت غوث الاولیا کی ملازمت سے شرف یاب ہوا - حضرت غوث الاولیا نے مجھکو شیخ مبارک ملتانی سندی کے حوالہ فرمایا - جو ان کے بڑے خلیفہ ہین - شیخ مبارک کے نزدیک جواہر خمسہ پڑھکر کمالات طریقت حاصل کئے - پھر حجاز کے ارادہ پر لاہور - ملتان - ایران توران - اور تبریز ہوتا ہوا - لارس کے راستہ سے بغداد کو چلا گیا اس جگہہ سید زین العابدین امام اور متولی روضہ محی الملۃ غوث العرفا جیلانی کے دیدار سے بہت کچھہ فیض حاصل کیا - یہان سے موصل مین ہونچکر یونس علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کی اور شام کے اندر جنۃ النسا مین شیخ حسن چشتی کے دیدار سے باطنی فروغ لیا - مدین مین حضرت شعیب علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کر کے تخت رب العالمین کی طرف نکل گیا - یہان سے قدس خلیل کی طرف جاکر مسجد اقصیٰ مین نماز پڑھی - اس کے بعد تمام حصہ جات زمین کی سیاحی کرتا ہوا اسکندریہ کے راستہ سے مصر مین جا پہونچا - یہان پر چند روز رئیس المحدثین شیخ محمد بکری کی ملازمت سے حدیث اور تفسیر کا استفادہ کیا - پھر مصر سے دریاے شور مین قدم رکھا - اثناے راہ مین شیخ ابوالحسن شاذلی کی خاک پاک کی زیارت کی اس کے بعد دریاے شیرین نیل سے عبور کر کے - مدینہ مکرمہ مین حضور کے آستانہ کی خاک پر ناک رگڑی پھر یہان سے قافلہ کے ہمراہ مکہ معظمہ کو روانہ ہو کر ارکان حج ادا کئے - شیخ علی متقی کی ملازمت سے بھی یہان مشرف ہوا - چونکہ کوہ نور مین بارہ سال خلوت کے اندر رہ چکا تھا - لہذا شیخ نے جلدی ہی خرقہ خلافت پہنا دیا - اور ابراہیم نوری خطاب ملا - بعدہ جدہ کے راستہ سے رو بار بل جہاز پر سوار ہو کر باب مندب کے جزیرہ مین جا اترا - بمن دیکھنے کا شوق ہوا - تو اس سرزمین کی بھی سیر کر کے عدن کے جہاز مین سوار ہوا اور اکیس روز کے اندر دیو بندر مین جا پہونچا چند روز

سورت کی سیر کی اس سیر کے اندر شیخ جمال نوری اور سید حبیب کی ملازمت سے جونگڈہ مین فیض پایا - قصبہ لاٹھی مین ایک بزرگ سید کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر سلطان خواجہ احمد دانش مند سے بھی ملاقات کی - جو سید محمد گیسو دراز کے بالواسطہ خلفاے اعظم مین سے ہین - یہان غیبی اشارہ ہوا - تو ان کی تلقین مین داخل ہو کر بہت کچھہ فائدہ حاصل کیا - پھر ڈونگرپور کے راستہ سے بانسواڑہ ہو کر مندسور کو گیا - اور ہجری سنہ نو سو اٹھتر مین اجین مالوہ کے اندر آ گیا - اور یہین بوریا بچھا کر قیام کر لیا - اس کے بعد تین دفعہ یہان سے اپنے قدیمی وطن کو قدم بڑھایا ہے - ایک دفعہ والدین کی پابوسی کے واسطے - دوسری دفعہ مان کی رحلت کے بعد فاتحہ کے واسطے - تیسری دفعہ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد - اُن کی خاک پاک کی زیارت کے واسطے - ان تین سفرون کے سوا پھر کبھی اپنے خلوت کدہ سے نکل کر کسی شخص کے گھر جانے سے پانون خاک آلود نہین کیا -

اللہ تعالیٰ **جل شانہ** کا شکر ہے - کہ دل اور پانون دونون شکستہ ہین - اور سیورغال (معین وجہ معاش) کے طور پر حاکم صوبہ اور گماشتگان حاکم کی طرف سے کوئی چیز قبول نہ کر کے - روزی کی طرف سے تمام عمر آسانی کے ساتھہ پوری کر دی - آپ کی دل افروز باتون مین سے یہ بات بھی ہے - خُداوندا قبلہ کی طرف یا قبیلہ (پدری خاندان) کی طرف قدم فرسائی کی توفیق عطا فرما - اور اس کے سوا دوسری جگہہ جانے سے بندہ کے پانون مین لنگ پیدا کر دے " آپ نسب کے اندر سید شاہ اجملی سامانی ترمذی کو پہونچتے ہین - اور یہ بات تحقیق ہے - کہ سید شاہ سادات ترمذین سے ہین آپ کے بزرگوار آبا و اجداد کے انساب اور حالات کی تفصیل تاریخ اشتر دشتی مین لکھی ہے - خدا عمر دراز کرے -

یادِ شیخ عبد اللطیف

آپ شیخ نور محمد احمد آبادی کے بیٹے ہین - جب پانچ چھہ سال کی عمر تھی اُس وقت مین حضرت غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خدمت کے طور پر - اپنے فرزند شیخ ضیاء اللہ کی پرورش کے لئے - شہر نہروالہ مین بھیج دیا تھا - کہتے ہین - شیخ عبد اللطیف کی ولادت - فقر و فاقہ کے زمانہ مین ہوئی تھی -

جب آپ کے ہوش کا زمانہ آیا - تو وہ ایام طفولیت مین فقر وفاقہ کے اندر پالی ہوئی پرورش آپ کے سلوک کے واسطے - اختیاری فقر مین معین ہوئی - اور یادس نے آپ کے پانون مین ثابت قدمی پیدا کی - ایام کی گردش اور نفس نافرجام کی رنگ آمیزی بھی اپنے فریب اور افسون سے آپ کے استقامت پسند پانون کے لئے سنگ راہ یا باعث لغزش نہ ہو سکی - الحمد للہ علی نعمۃ جمال صورتہ العلمیۃ ہوش اور اختیار درویشی کے وقت سے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک کہ اس وقت مین آپ کی عمر لطیف چونسٹھہ سال کی منزل کو پہونچی ہے - اپنے حجرہ سے وجہ معاش کی تجویز کے لئے - باہر نکل کر نصف قدم بھی تردد کے راستہ مین نہین چلے - اور معین وجہ معاش کے طور پر - اُس نواح کے والی اور امرا سے کوئی روپیہ قبول نہین کیا - کہتے ہین - آپ کے عیال اور اطفال کی یومیہ قوت جب تک شیخ ضیاء اللہ مسند حیات پر جلوس فرمار ہے - تب تک فتوحات ضیائیہ سے متعلق تھی یعنی دار السلطنتہ آگرہ سے دار الاسلام احمد آباد مین پہونچتی تھی - اس کے بعد کے چند سال کا حال معلوم نہین ہے -

شیخ داوٗد شطاری بیان کرتے ہین - ایک روز شیخ عبد اللطیف نے فرمایا - چونکہ قوت بہم پہونچانے کے راستہ مین ظاہری بے سببی کی گھاٹی کے اندر نشیب وفراز بہت سے ہین - اس وجہ سے چند روز تک آزمائش کا پلہ بھاری ہو گیا تھا - اور مین بدستور اپنی ہمت کا پانون صبر وشکیبائی کے دامن مین سمیٹے ہوئے تھا - لیکن متعلقین کی بے طاقتی پر رحم آتا تھا - ایک رات عالم خواب مین حضرت غوث الاولیا نے فرمایا - عبد اللطیف - فلان طاق مین ایک سکہ دار شے ہے - وہ لے لو - جب عبادت صبح کے وظیفون سے فارغ ہوا - تو اوس طاق کو جا کر دیکھا - نقرہ ایک درم ملا - جس سے دو تین روز کی قوت نکل آئی - اس تاریخ کے بعد پھر کبھی آزمائش نہین کی گئی - اور روزمرہ خرچ مین تنگی نہین آئی پس معلوم ہوا کہ روزی آسمان مین ہے - وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ روے زمین پر کوئی جنبش کرنے والا ایسا نہین ہے - جس کی روزی پروردگار کی جامع الکمالات ذات پر اس کے فضل سے اور اُس کے وعدہ کے بموجب نہ ہو - وہ ہر جنبش کرنے والے کی قرارگاہ کو جانتا ہے - کہ زمین مین کہان پیدا ہوا ہے - اور کہان آرام کرتا ہے جب مرتا ہے - تو کہان مرتا ہے - کس صورت سے اور کس حالت سے اس کی پیکر تبدیل ہو جاتی ہے - نیز جانتا ہے - کہ استقرار سے پہلے کہان رکھا گیا تھا - آیا دواب کے صلب مین - رحم مین - یا انڈے مین

اور رزق - استقرار - اور استیداع یہ تمام چیزین لوح محفوظ کے اندر لکھی ہوئی ہین -

واضح ہو - کہ لفظ علیٰ لانے سے کچھ تفضیل کی منافاۃ نہین ہوتی ہے - کیونکہ وعدہ کی ایفاء اور فضل کی ایصال مین مبالغہ ہے - اِس کی نظیر یہ ہے کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰے نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اور ایسے لفظ کا لانا جس سے وجوب کا مفہوم پیدا ہو - اس غرض سے ہے - کہ بندون کو اعتماد ہو - وصول رزق کا یقین ہو - اور اُن کے قلوب کو اطمینان حاصل ہو - اور اس مین اشارہ توکل کی طرف ہے - استقرار اور استیداع کے علم کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ ایصال رزق یقینی طور پر ہوگا - اور کتاب مبین مین ان تمام امور کے لکھے ہونے کا جو ذکر ہے - اس مین یہ اشارہ ہے کہ بڑھنے - گھٹنے اور کم وبیش ہوجانے کا وہم نہین آنے پاوے گا - کیونکہ ایک تو وَمَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ واقع ہے دوسرے جف القلم بما ہو کائن موجود ہے بیت

جامی مکن اندیشہ کہ تغییر نیابد	در روز ازل آنچہ مقدر شدہ باشد

قال بعض المحققين اراح القلوب عن تعب التقسيم والافكار حيث عن نصب التراحم فی باب الرزق فقال الا علی اللہ رزقہا فسکنت القلوب لما تحققت ان الرزق علی اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فمن المحال طلبہ من غیر اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فصاحب الحانوت فی غلط من حسبانہ - ثم ان اللہ سبحانہ بیّن الرزق الذی علیہ ما حالہ فقال وفی السماء رزقکم وما کان فی السماء لا یوجد فی السوق

بعض عارفین نے فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رزق کے بارہ مین رحم کو کام فرما کر تقسیم اور افکار کی تکلیفات سے قلوب کو راحت دی ہے جب کہ ارشاد فرمایا ہے الا علی اللہ رزقہا یعنی مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس واسطے قلوب نے تسکین پائی - جب کہ تحقیق کر لیا - کہ رزق بے شک اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے - اور بعض کا کہنا ہے - کہ جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا - تو غیر اللہ سے اس کا طلب کرنا محال ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا ہے تو دوکاندار رزق کے حساب کی وجہ سے غلطی مین پڑا ہوا ہے - پھر جو رزق اللہ سبحانہ کے ذمہ ہے اس کا کیا حال ہے - یہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فی السماء رزقکم یعنی تمہارا رزق آسمان مین ہے - اور جو شے آسمان مین ہوگی وہ بازار مین نہین پائی جا سکتی ہے - اور نہ مشرق ومغرب کے اندر گشت لگانے سے مل سکتی ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے -

له تمہارے رب نے مہربانی کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ۱۲ ۔ ۵۴ منہ - میرے ہان بات قرار پا چکی وہ بدلتی نہین بدلا کرتی ۱۲

ولا فی التطواف فی الغرب و
الشرق ویقال الارزاق
مختلفة فرزق کل حیوان
علی ما یلیق بصفته ویقال
للنفوس رزق وهو غذاء
طریقه الحلق وللقلوب
رزق موجده الحق - و
لم نقل ما یشتهیه ومقدار
ما یکفیه بل هو موکول الی مشیئته
فمن وسع علیه ومن قتر علیه

ارزاق مختلف ہین - پس ہر ایک حیوان کا رزق اُس طور پر ہے جو اُس
کی شان کے مناسب ہے - اور بعض کا کنایہ ہے - نفوس کا رزق علیحدہ
معین ہے اور یہ ایک غذا ہے جس کا راستہ حلق ہے - اور قلوب کا رزق
علیحدہ ہے جس کا موجد حق سبحانہ ہے - اور ہم نے وہ شے بیان نہین کی
ہے جس کی خواہش رزق کمانے والا کرے - اور نہ وہ مقدار بیان
کی ہے جو رزق کمانے والے کو کفایت کرے - بلکہ یہ دونون باتین
مشیت الٰہی کے سپرد ہین - پس ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار
کے موافق اور غیر ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اللہ تعالیٰ
کے ذمہ ہے -

یاد شیخ عبد الستار

آپ علم و عمر سے برخوردار - ربانی دانش کے حاکم پسندیدہ افعال - اور مسیح القلوب کے بڑے
بیٹے ہین - امر ایجادی کی رہنمائی سے عالم جوانی مین ہی ترک اور توبہ کی توفیق ہوئی تھی - آپ کا طریقہ سلوک
خدا طلب ریاضت مندون کے واسطے دستور العمل ہوا ہے آپ کے چھوٹے بھائی شیخ فتح محمد ہین -
فتح اللہ علیہ ابواب کل خیر کما فتح علی اولیائه برخورداری - کامیابی - ادراک - اور فراست
کے آثار واحکام ان کی پیشانی سے بہت کچھ نمایان ہین - **مصرع** باد عمرش عمر شیخ المرسلین -
ایک شخص صوفی کرم علی عرب مسیح الاولیا کے برگزیدہ درویشون مین سے ہین - ایک روز کہتے تھے
ایک مدت تک شیخ عبد الستار نے - ریاضت کی غرض سے کھانے پینے کا راستہ اپنے اوپر روک دیا تھا جب
یہ خبر آپ کے والد ماجد کو پہونچی - تو ایک پیالہ شوربا کا دیکر مجھکو ان کے پاس بھیجا - اور وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا
لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ کے مضمون سے متنبہ کیا - اور مسنون ریاضت کے واسطے پیغام فرمایا جو
افراط اور تفریط کے درمیان مین ہے - ناچار ہو کر آپنے یہ ارشاد قبول کیا - اور تھوڑا تھوڑا کھانا شروع کر دیا
تاکہ تن گدازی کی مشق بھی قایم رہے - جو خاص آپ کی نیت تھی - آپنے ظاہری علوم - اور معنوی معارف
کی اکثر تحصیل تو اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی ہے - اور ریاضی کے بعض فنون مین میرزا شکر اللہ

۵ اور ہمنے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے - کہ کھانا نہ کھاتے ہون ۱۲ -

شیرازی کے شاگرد ہین - جب میرزا شکراللہ ملک فارس سے ہندوستان مین آئے تھے - تو چندسال
برہانپور مین افاضہ اور افادہ کی انجمن گرم رکھی تھی - عبدالرحیم خان خانخانان ان ایام مین صوبہ دکن کے
حاکم - اور چارون ارکان فضیلت کے مالک تھے - ادہر مسیح الاولیا - ولایت معرفت کے والی - اور رسوم
کثرت کے مٹانے والے موجود تھے - ان دونون اصحاب کی محبت اور ہمسائگی کے ذوق نے میرزا کو
قیام برہانپور پر مجبور کیا - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین سپہ سالار کے ہمرکاب دارالسلطنتہ آگرہ کو چلے گئے
اور یہان فرمان روائے زمانہ کی ملازمت مین پہونچکر ان کے اقبال کا درجہ - ترقی پا گیا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ فیض اللہ نارنولی

آپ نے جب تک ترک و تجرید اختیار نہین کی تہی - تب تک آپ خوراک حمالی کے ذریعہ سے بہم
پہونچاتے تھے - ایکبارگی - آپ کو توفیق شیخ نظام نارنولی چشتی کے دربار مین موکشان لے گئی - یہان پر
آپ لوازم ارادت بجالاکر شیوۂ درویشی مین سرگرم ہوئے - اور پیر کی روشن تلقین کی امداد سے اپنے آبا و اجداد
کا پیشہ ترک کرکے توکل کا خرقہ پہن لیا - ناگاہ ایک کسبی کے جمال سے دلبستگی پیدا ہوئی اور بڑہتے بڑہتے آخرکار
اوس کے سودا مین بے خودی - گرفتاری - اور عاشقی کی نوبت یہان تک پہونچی - کہ ننگ و ناموس کا خیال
بہی پس پشت ڈال دیا - کسبی کا طبلہ اور سارنگی کندہے پر اُٹہا کر ہمراہ رہنا لازم کر لیا - **القصہ** اسی شکل کے
ساتہہ آپ ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین بہی پہونچے - چونکہ آپ عشق کی شورش مین محو - اور حسن کے
تلاطم مین مضطرب تھے مجلس کی کیفیت معلوم نہ ہوئی - اور یہ نہ جانا - کہ مین کون ہون - کہان آیا ہون
کس کے ہمراہ ہون - کس کے سامنے کہڑا ہون - میرا کیا طریقہ تہا اور اب کیا حال ہو گیا ہے - پیر بزرگوار
یہ محویت دیکہکر حیرت مین ہوئے - اور کہا - فیض اللہ - تم دور چلے گئے - اندیر کردی - اور بہول گئے
لوٹ آؤ - ہماری یاد تم کو - اب تمہارے اوپر نہین رہنے دیگی - یہ دل آویز گفتار سُنکر معنوی دلدار کے
قدمون پر سر رکہا - اور ایک عرصہ دراز تک خودی سے گزرے رہے - جب پہر ہوش آیا - تو سر اُٹہا کر ارشاد
پیر کے گرویدہ ہوئے - اور سلوک کا قدم بزرگون کے راستہ مین استحکام کے ساتہہ رکہکر فریبی نفس کی لڑائی
اور ہوسناک تن کے گہلانے مین مشغول ہوئے - رہنما پیر نے ان الفاظ کے ساتہہ آپ کی دلاسا فرمائی
جس گروہ والا معشوق کے ساتہہ تم کو دلبستگی تہی - وہ گروہ واپسین نفس تک تمہارا مطیع فرمان رہیگا -

چنانچہ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ کچھہ اوپر ایک ہزار ہین - گروہ مذکور آپ کی پرستاری مین اپنا مال و منال صرف کرکے آپ کی خوشنودی کا جویان رہتا ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ نعمۃ اللہ شیخپوری

آپ - وحید العصر شیخ فرید گنجشکر کی نسل سے ہین - نیز قرآن مجید کے حافظ - ارباب توحید مین منتخب اور ظاہری و معنوی مسالک کے واقف کار ہین - آغاز جوانی مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق آپ کی آئینہ نما صاف طبیعت مین پیدا ہوا - تو والدین کی اجازت سے توکل اور تسلیم کو زاد راہ بناکر دریا کے راستہ سے روانہ ہوئے - اور طواف حرمین سے **زادھما اللہ شرفا** سعادت حاصل کرکے قبول اور اقبال دونون پائے - چند سال بعد جزیرہ داہول کے جہاز مین سوار ہوکر ہند کی طرف لوٹ آئے - مذکورۃ الصدر بندر مین مسیح الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد نامی اُس نواح کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے ناظم تھے اون کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا - جب مرشد کے اوصاف کا حُسن شیخ محمد خلیفہ کی پر اثر تقریر سے ازراہ گوش - مہمان کے دل مین جاگزین ہوا - تو دولت ملازمت اور سعادت پابوسی حاصل کرنے کا ولولہ شورش مین آیا - بے اختیار صاحب خانقاہ سے - سفر برہانپور کی اجازت چاہی - جہان مسیح الاولیا کا ہدایت خانہ ہے - مقیم نے اس خیال سے - کہ چند روز کا توشہ ضرور ہونا چاہیئے - کچھہ نقد مسافر کی خدمت مین پیش کش کیا - آپ کی ہمت نے اِس کو منظور نہ کیا - اور کہا - مجکو آپ درویشی کے باسعادت گھر کی طرف رہنمائی فرماتے ہین - جہان سب چیزون سے زیادہ پسند چیز فقر اور نیستی ہے - لہذا یہی بہتر ہے کہ آپ میرے ہمراہ جو کرین - وہ قناعت کا توشہ اور توفیق کا نقد ہونا چاہیئے - نہ کہ چند پتھر کمر مین باندہ کر دل کو دنیا کا صنم خانہ بناوین -

القصہ - وارستگی اور آزادی کی رفاقت مین آپ چل کر مسیح الاولیا کی خدمت مین پہونچے اور نشاط دیدار پایا - چند روز گرامی صحبت مین رہکر اذکار اور اشغال کی مشق کی - اور دانش و بنیش ہ اور ظاہری و باطنی صفائی کا سرمایہ فراہم کرکے اپنے وطن کی اجازت لی - بالآخر حسب اجازت پیر - اپنا کمالاتی سامان بے شمار لیکر قافلہ معرفت کی معیت مین اپنے ملک کو چلے **الحمد للہ والمنۃ** کہ ایسی آراستگی اور پیراستگی کے ساتھہ ایک عمر کے انتظار کے بعد پدر بزرگوار کی قدم بوسی حاصل کرکے بموجب

ہوئے - اور اسی قدیمی باپ دادون کے گھر مین ایک حجرہ تجویز کرلیا - کہتے ہین - بہت سے ذی استعداد
اور صاحب حوصلہ لوگ آپ کے مرید ہوئے - چونکہ لوگون نے آپ کی ذات مین آثار گنجشکری مشاہدہ کئے
اس واسطے اس نواح کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی ولایت کے گرویدہ ہوئے اور فرید ثانی لقب دیا -
خدا کرے - مبارک ہو -

یاد شیخ صالح حافظ

آپ خان محمد ابن تاج کے بیٹے - اور شیخ نور الدین ضیاء اللہ ابن حضرت غوث الاولیا کے
مرید ہین - زاد بوم جانپانیر گجرات صلاح اور صلح - نگہداشت اور برگزیدگی - طریقت کی طلب - اور
طبیعت کی طرب - یہ تمام خوبیان آپ کے خمیر مین داخل - اور سرشت کے اعتبار سے نمک کا حکم
رکھتی ہین - ملک علام کے کلام کی عبارت حفظ یاد ہے - اوراد - اذکار - اشغال - اور مراقبہ کی مداومت
رکھکر اپنے اوقات عمر زندہ رکھتے ہین - ہمیشہ ربانی کلام کی تلاوت کرتے ہین - جس کے سبب سے موسیٰ ؑ
کی طرح کلیم اللہی خلعت زیب بدن ہے - روایت ہے - آپ کلمات عیسوی کے حافظ لافظ - اور ولایت
موسوی کے والی ثانی ہین - جب سے آپنے عاقل بالغ ہوکر خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکھا ہے - تب
سے ہمیشہ سفر اور حضر مین شریعت کی صراط مستقیم پر چلتے رہے ہین - اور ہمیشہ استقامت کے ساتھ
توکل - اور قناعت کے ساتھ تسلیم - مدنظر رکھی ہے - چالیس سال تک عالم تجرد کا تماشا کیا - اس کے بعد
محمود العاقبۃ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین رہ کر منڈو - (مانڈو) مین تاہل اختیار کرلیا - لڑکے
ہوگئے - اور سامان خانہ داری بہی بہم پہونچ گیا - تقریباً پندرہ سال تک دار السلطنۃ آگرہ کے اندر اپنے
پیر کی ملازمت مین رہکر فقر و درویشی کے اسباب تحصیل کئے - جب پیر بزرگوار کا وصال ہوا تو روح
پرفتوح سے اجازت لیکر منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر مسافرت کا خیال دل سے نکال دیا اللہ
گوشہ نامرادی اختیار کیا - آپ کو چند اولیاء اللہ سے خرقہ ہائے خلافت حاصل ہین انہین مین تین
خرقے حضرت غوث الاولیا کے فرزندون سے ہین -

(۱) اپنے پیر سے (۲) شیخ اکمل الدین برہان سے (۳) شیخ اویس سے (۴) شیخ محمود جلال سے -
(۵) مسیح القلوب کی خدمت سے ان اصحاب کے علاوہ دوسرے مشائخ کی طرف سے بہی درجہ مقبولیت

حاصل ہے - ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ آپ راقم گلزار کے ساتھ سفر مین رفیق شفیق - اور وطن مین ہمسایہ مہربان ہین -

مصرع بمن تا عمر باشد ہمچنین باد -

یاد سید احمد قادری

آپ سید الاولیا جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرھما آپ اپنے وقت کے پیشوا اور رہنما ہین ظاہری علم سے بقدر ضرورت حصہ ملا ہے - شہر ٹانڈہ مین وطن اختیار کر لیا ہے - اور یہان والے آپ کے فیض پرورش سے روشن ضمیری حاصل کرتے ہین - آپ کے درویشون کے رہنے کی خانقاہ عرفان اور عبادت کا خزانہ ہے - خدا کرے - عمر ہو -

یاد سید حسن حسینی منڈوی

آپ الہ بخش چشتی کے بیٹے - اور سید علی چشتی کے مرید ہین - جو چھہ واسطے سے سید محمد گیسو دراز کو پہونچتے ہین - زاد بوم منڈو (مانڈو) ہجری سنہ نوسو اڑسٹھ مین پیرخان نے جو اکبرشاہی امراے اعظم مین سے ہین - اور مالوہ کو - اور سپر دار الخلافہ منڈو (مانڈو) کو فتح کیا - یہ دستور ہے - اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا شہر کے باشندے - مغلون کے ڈر سے پریشان ہو کر بھاگے اس شورش مین سید کے پدر بزرگوار بھی اپنے فرزندون سے کہین علیحدہ جا پڑے - اور باوصف کوشش کے بھی ایک دوسرے کو نہ پاسکا - اس وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی - اس کے بعد آپ کے بہنوئی شیخ فیروز نامی نے آپ کی پرورش کی - اس سبب سے رسمی فضیلتین آپ تحصیل نہ کر سکے - جب زمانہ عقل و ہوش آیا - تو آپ کی بہن نے آپ کو کدخدا کر دیا - اس اثنا مین خداجوئی کا ولولہ آپ کو پیدا ہوا - مرید ہو گئے - مگر آپ کے پیر نے دنیا سے جلد کوچ فرمایا - آپ کو پیاس ترہی - لہذا جمال الاولیا شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین پہونچے علم طریقت حاصل کیا - جب پچیس سال کی عمر ہوئی - تو لوگون سے کنارہ کر لیا حدود شہر کے کنارہ حجرہ بنایا

۵۱ بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین - تو (اُن کا دستور ہر کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

آج کے روز تک کہ اٹھائیس سال ہوئے - توکل پر گزران کی امیر یا فقیر جو کوئی آپ کی ملازمت مین جاتا ہے
ایک پیالہ چھاچھ پیش کرتے ہین - اس مدت مین کبھی دولت مندون کے دروازہ پر نہین گئے - لکڑی اور گھاس
جنگل سے لاکر فروخت کرتے ہین - اور اوس سے اپنی عیال و اطفال کا صرفہ نکالتے ہین - تمام سال روزہ رکھتے ہین
اور افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑہ سے روزہ کو وصل سے جدا کرتے ہین - اس طریقہ سے زندگی بسر
کر رہے ہین - بہت سے آثار ولایت آپ مین موجود ہین - راقم اذکار مشائخ کے ہم عمر اور ہمدم ہین -

مصرع خدا بر عمرش افزونی فرستاد ؛

یاد شیخ بابو ابن جیون ابن بھائی خان بھلیم

آپ سید راجن ابن شاہو کے مرید ہین - نیز شاہ عالم بخاری گجراتی کے پوتون مین سے ہین - عقیق
فروش کے لڑکے ہین برہان پور مین چند روز اسی پیشہ سے زندگی گزاری - اس کے بعد ایزدی جذبات
کے سبب سے فقیری لباس پہن لیا - جوگیہ رنگ کے کپڑے رکھتے تھے - کھانے کی قسم کی کوئی چیز اپنے کچکول
مین بچا کر نہین رکھتے تھے - نیستی کا کمبلیان - تواضع کے بارے دبا رہتا ہے ازروے تعظیم کتے سے
بھی لفظ جمع کے ساتھہ ہی خطاب کیا کرتے تھے - ذرات کائنات کے ساتھہ ادب سے رہتے تھے -
ایک روز آپ سے ایک محرم نے اعتراض کیا - جب آپ گفت و گو مین کتے اور آدمی دونون کو لفظ جمع
کے ساتھہ بولتے ہین - تو بس ان دونون کے مرتبہ مین آپ کے نزدیک کوئی فرق نہین ٹھیرا - اس طرح سے
حفظ مراتب کی رعایت نہ رکھنے کی بو - سننے والون کو آتی ہے فرمایا جمع کے مقام پر کوئی فرق نہین ہے
حفظ مراتب کی رعایت جو کچھہ ہے فرق کے ہی مقام پر ہے **بیت** -

محقق ہمان بیند اندر ابل	کہ در نقش خوبان چین و چگل

اور یہ اعتراض صرف لفظ جمع پر وارد ہوتا ہے - اور اگر دونون کلام کے مجموعہ پر - اور اون کے مقاصد
پر نظر کی جاوے - تو لامحالہ کوئی فرق نہین ہے - حسین مظاہر کے نظارہ مین آپ کو فروآیا کرتا تھا - اوس حسن
صورت پر آپ کا دل ٹھکانے نہین رہتا تھا چند سال تک آپ سفر مین اور حضر مین راقم کے ہم دم رہے
تھے - عرس و سماع کے ہنگامہ سے - رقص و جشن کے معرکے سے اور حسینون کی مجلس سے آپ کو
بڑا ابتلا کہ کر یا زنجیرون مین باندہ کر بھی ہم باز نہین رکہ سکتے تھے - اور ہمیشہ آپ کی صحبت سے ردست

خوش وقت رہتے تھے۔ مصرع وقت او خوش باد وقت ما خوش ست۔

یاد زندہ حاجی

آپ ذی عقل مجذوب۔ شیخ معروف دہاروال کے مرید۔ اور پایک رامراج کے بیٹے ہین جو بیجانگر کا راجہ تھا۔ بیجانگر ایک بڑا شہر ہے اخیر حد دکن پر ملک سراندیپ سے ملا ہوا۔ جس سال مین شاہ احمد نگر حسین نظام الملک نے رامراج کو مار ڈالا۔ اور ملک لوٹ لیا تھا اس سال مین آپ خرد سال تھے قید مین جا پڑے۔ اور مشیت ایزدی نے آپ کی پرورش چند گہرون کے ذریعے سے مقرر کی جب آپ حد بلوغ کو پہونچے۔ تو بندوقچیون مین نوکر ہو گئے۔ یہان محنت معلوم ہوئی تو فقر کی پناہ مین بھاگ کر گھس بیٹھے۔ دار الملک گجراتی کی آستانہ بوسی سے شرف پایا۔ قصبہ دہار مالوہ مین آئے شیخ معروف سعد اللہ چشتی کے مرید ہوئے۔ پھر پیر سے آسودگان ہند کی زیارت کے واسطے اجازت لی۔ اور اس شرف سے مشرف ہو کر لوٹ آئے۔ ہجری سنہ نو سو ستانوین مین پیر کے ساتھ سفر حجاز مین جانے سے معذور رہے۔ لہذا پیر کی اجازت سے راقم کی ہمراہی قبول کی۔ ایک عجیب مزہ دار آدمی ہے۔ اپنے تئین ساتون ولایت کا بادشاہ سمجھتا ہے۔ اور اس سمجھنے پر ناز کرتا ہے۔ کسی شخص کو مرتبہ مین اپنے سے بڑا تصور نہین کرتا۔ سب کو پست نظر سے دیکھتا ہے دنیاوی سر آوردہ لوگون کے سامنے سر نہین جھکاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی لقمہ بہم پہونچاتا ہے۔ گفتار کبھی وحشت اور کبھی نشاط پیدا کرتی ہے۔ پریشان گوئی مین بھی نفس الامر کی خبر ملتی ہے۔ بے نیازی مین بناوٹ نہین ہے۔ جب راقم آپ کے حالات قلم بند کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ لکھے جانے کے قابل بزرگون کے حالات ہوتے ہین۔ حالات لکھے جانے سے ہم بزرگ نہین ہو سکتے۔ اور کاغذ پر سوار ہو کر شہسوارون کے ہم رکاب نہین ہو جاوینگے۔

مصرع نصیبش باد پندارے کہ دارد ؎

یاد شیخ عبد اللہ مجذوب قادری بغدادی

آپ کے اقوال اور افعال۔ ہوش اور دیوانگی کے ہاتھون کشاکش مین رہتے ہین اور آپ کا دماغ مستی اور ہوشیاری کی آمد و رفت کے لئے سرائے ہے۔ آپ دولت پرست زمانہ ساز لوگون سے کوئی لقمہ لیکر

بار احسان نہین اوٹھاتے - اور اپنی نیاز و آرزو کے چہرہ سے نقاب نہین اوٹھنے دیتے - کلام مجید کی تلاوت مین خوشی کے ساتھہ وقت گزارتے ہین - قرآن کا ترجمہ کیسقدر تو ایسی عبارات مین جو نظم قرآنی سے نزدیک ہین - اور کسی قدر ایسے اشارون مین جو فہم سے بالکل دور ہین - بیان کرتے ہین شیخ محمد برقع پوش کے مرید ہین - جو سید محی الدین جیلانی قدس سرہ کی نسل سے تہے - جب بغداد سے ہند کی طرف آئے - تو ایک مدت تک سیالکوٹ مین - اور چند روز فتح پور مین بسر کی - سخن کوتاہ ہجری سنہ نو سو پچاسی کے اندر قصبہ دسور (مندسور) مین پہونچکر حجرہ اقامت تجویز کیا - کہتے ہین - ایک رات ایک حسین و جمیل عورت اس ارادہ پر - آپ کے مکان کے صحن مین پہونچی - کہ شیخ کی خلوت مین جاوے - اور ہوا و ہوس کا پیمانہ - شہوت کی شراب سے لبریز کرکے کام دل حاصل کرے - کیا دیکہتی ہے - ہر ایک سمت سے کچھہ لوگ بالکل کشتہ اور چند اشخاص نیم کشتہ - خون فشان زخم کہائے ہوئے پڑے ہین - سر سے پانون تک لرزہ پیدا ہوا - یہان تک کہ ٹہوکر کے بدون صحن کے اندر ایک قدم بہی نہ رکہہ سکی - پہر دوسرے روز آئینہ سے زنگ صاف کرکے - پاک دل کے ساتہہ آپ کی ملازمت مین گئی کسی قسم کی زحمت نہ دیکہکر مجلس مین جا پہونچی - آپنے فرمایا - کل کی رات جو وحشت اور آشوب کا سامنا تہا - یہ نفسانی وسواس کا عکس تہا - اور آج کے روز جو دیدار کی حلاوت - اور خاطر کا آرام حاصل ہے یہ توبہ اور پشیمانی کی صورت ہے - للہ الحمد ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک آپ کے وجود سے شہر والون کے دل سعادت کے ساتہہ آباد ہین آرزو یہ ہے - کہ اَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ[1] آپ کی حیات مین اثر بخشے - بیت

خوش قسمت است ہستی او را بدور عشق	نیمی بدست مستی و نیمی بدست ہوش

یاد شیخ چیندن

آپ کی زاد و بوم لاہور ہے - شروع شروع مین صابون فروشی سے آپ اپنی قوت بہم پہونچاتے تہے - جب خدا طلبی کی روشنی روز افزون بڑہتی گئی اور اوس نے بالآخر دل کو سر سے پانون تک گہیر لیا - تو آپنے صابون فروشی سے قطعی ہاتہہ اٹہاکر درویشی اور بے سببی کا گریبان پکڑا - لیکا یک

[1] لیکن جو لوگون کے کام آتا ہے وہ زمین مین ٹہیرا رہتا ہے ۱۲

ایسا اتفاق پیش آیا - کہ ازلی ہدایت اور آسمانی کرشمہ کے موجب آپ وطن سے کوچ کرکے شہر بردوان
مین چلے آئے - جو صوبہ بنگالہ کا باعث رونق گویا نگینہ ہے - اور شیخ بہرام سقا کے روضہ کے برابر مین ایک
صحن کے اندر عبادت کے واسطے مقیمانہ بیٹھ گئے - لیکن ہمیشہ دل مین یہ آرزو آیا کرتی تھی - کہ یہان پر
کوئی درخت ہوتا - جس کے سایہ کے اندر کبھی آفتاب کی گرمی سے بچنے کا موقع ملتا - چند روز بعد
اس سرزمین مین ایک پودہ اُگا - اور وہ زمانہ کی پرورش سے سایہ دار درخت ہوگیا - آپنے اُس کی جڑ
مین ایک دالان بنایا - پھر اسی طرح ایک ایک درجہ کے دالان کی عمارت بلند ہوتی چلی گئی - چنانچہ
اب بنیس سیڑھیان چڑھ کر اوپر پہونچتے ہین - آپ نے اُسی جگہہ اپنی قبر بنالی ہے - اور
ہر شب جمعہ کو اوس کے اندر گھستے ہین اِس اُمید پر - کہ اسی شب کے اندر جانا نصیب
ہو جاوے -

رفیق دلہاے راست روان - عزیز خاطرہاے خداجویان میر فروغی کا بیان ہے - ایک روز مین آپ
کی ملازمت مین پہونچا زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ دوسرے روز وہان جانے سے مین اپنے تئین ضبط نہین
کر سکا - لہذا بے ارادہ اُس جگہہ گیا - چونکہ صدر الذکر مقام منظر جمیلہ اور شاہدان دلربا کا گذرگاہ ہے - لہذا
نظر مین گرمی پیدا ہوئی - اس اثنا مین آپنے فرمایا - شروع زمانہ مین جب مینے یہ گوشہ اختیار کیا تھا - تو بہت
سے نظرباز بوالہوس لوگون کو درویش کے موجود ہونے سے اِس چمنستان مین آنے کا بہانہ ہو جاتا تھا
اور بندہ کو ہمیشہ اس سبب سے خجالت ہوتی تھی - کہین ایسا نہ ہو - تماشائی آنے والون سے کوئی نامناسب
حرکت سرزد ہو جاوے - جو اُخروی حساب گاہ کے اندر جوابدہی اور گرفتاری کا سبب ہو - چونکہ مبدء
کے ساتھ خیر لگی ہوئی ہے - نسبتی شر کو بازرکھکر مجازی نظربازون کو توبہ اور نیکی کی توفیق نے شرف سعادت
بخشا - راوی کا بیان ہے - یہ تقریر سنکر انفعال کے سبب سے میرے چہرہ پر آثار پشیمانی ظاہر ہوئے جب میری
صورت حال سے آپنے اندرونی مخفی بات معلوم کی - تو فرمایا - سخن معترضانہ نہین کہی گئی ہے - اور دیکھنے
دیکھنے مین بہت فرق ہے مصرع نازنین جملہ نازنین مبیند ؎

القصہ اِس طرز کے ساتھ تسلی بخشی -

کم و بیش چالیس سال اسی گوشہ مین توکل تسلیم - طاعت - اور طہارت کے ساتھ گزارے -
کسی شخص سے کسی قسم کا نقد - اپنے اختیار سے نہین لیا - اِس سبب سے لوگ نذر کا نقد اور جنس

دالان کے صحن مین ڈال آیا کرتے تھے - اُس کو اگر کوئی اُٹھا لیتا تھا تو کچھ پوچھ گچھ نہین ہوا کرتی تھی اگر اتفاقاً آپ کو بھی کوئی ضروری احتیاج پیش آجاتی تھی - تو دالان پر نظر ڈالتے تھے - اور وہان کی پڑی ہوئی چیز سے مایحتاج رفع کر لیا کرتے تھے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ تاج

آپ کی زاد بوم فتح آباد ہے - تقدیری کرشمہ سے آپ شہر ٹانڈہ مین سامان اقامت لے گئے سلطان محمود فتح آبادی کی نسل سے اور سلطان غیاث بنگالہ کے ہم عصر ہین - اور سلطان غیاث وہ ہین - جن کے نام خداوند لسان الغیب شیرازی نے ایک غزل بھیجی تھی یہ دو بیت اسی غزل کی ہین

این چشم جادوانہ عابد فریب بین	کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند	زین قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود

آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین راہ و روش سنجیدہ - اور مانند بود پسندیدہ ہے - مشائخ زمانہ کی بازگشت آپ کی تلقین و رہنمائی کی طرف - اور دلدادگی - آپ کی مصاحبت اور ملازمت پر بہت کچھ ہے - توکل کو ایثار کے ساتھ اس طرح فراہم کیا ہے کہ آپ کا تمام زمانہ ان دونون طریقون کے بارہ مین خرق عادت سے منسوب ہے - خدا عمر کرے - مصرع توکل بر خدا تاج سرش باد؛

یاد شیخ ہمایون مجذوب بہاری

آپ - افغانان سور کے گروہ مین سے ہین - عمر اسّی سے اوپر نکل گئی ہے - آپ کی بودگی مین بہت ہی شیرینی ہے - گفتار تقدیری نسخہ ہے - اور بیشتر انفاس مین اثرات اُس سے زیادہ ہین جو تحریر مین آسکین - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین افصح روزگار مقبول دلہاے کامگار میر محمد اشرف فروغی ابن نظیر الدین علی اشرف بلخی کا گزر منڈو (مانڈو) کی طرف ہوا تھا - ایک روز بیان کیا - فروغی - شہر بہار مین اُنہی مجذوب کی خدمت مین گیا تھا - آپ ایسی مہربانی اور عطوفت سے پیش آئے - جس کی امید مجذوبون سے نہین ہوسکتی ہے - میرے دل مین سفر کا ارادہ مصمم تھا - آپ نے صراحت کے ساتھ منع فرمایا - آپ کے بہت سے لوگون کی زبان زد نہین ہین - اکثر حالات مین آپ درد ناک نغمہ کرتے رہتے ہین - جس کے

عالم سننے والون کے ہوش جاتے رہتے ہین - اور محویت پیدا ہوجاتی ہے - خدا عمر کرے -

یادشاہ عمر خوشتؒ گری

آپ چشتیہ سلسلہ مین مرید - اور اصلی درسمی علوم کی کوٹھی ہین - خانقاہ و مدرسہ بہی رکھتے ہین بس صوبہ کے اکثر لوگ علمی اور عملی معاملات مین آپ کے فرمانے پر کام کرتے ہین - آپ کے جاذبہ کے زور سے شہر والون کے دل کی کشش ہمیشہ آپ کی مجلس کی طرف رہتی ہے - جو لوگ آپ کی خدمت مین کہڑے رہتے ہین وہ آپ کی بزرگی اور خرق عادت کی بہت سی باتین بیان کرتے ہین - دریوزہ گر زادہ ولان میر فروغی اشرف کہتے تہے - مولانا مغیث کاکوکی نسل کا ایک جوان میرے ہمراہ تہا جب شاہ کی خدمت مین پہونچا تو آپ کی ملازمت سے اُس کو ایسا ذوق حاصل ہوا - کہ وہ میری ہمراہی سے رہ گیا - تہوڑے عرصہ مین آپ کی فیض رہنمائی سے انسانی کملات حاصل کر کے بہرہ یاب ہوا - خدا عمر کرے -

یادشیخ جمال بیابانی

آپ اعلی پور بنگالہ مین گوشہ گزین ہین - دنیا کے علم اور زبانی محاورات سے اس قدر وقفیت ہے - کہ دینی مطالب اور دنیاوی مقاصد - صحیح صورت کے ساتہہ ذہن مین آجاتے ہین - بہت مدت تک آبادی سے علیحدہ ہوکر صحرائی جان داروں کے ساتہہ نشست برخاست رکہی - یہان تک کہ ہر ایک کے ساتہہ باہم آرام کا داد و ستد تھا - اور نیز وہ آپ کے رام تہے - جب ایزدی اسمائی تجلیات سے حسب فرمان صورت علمیہ - یہ جذبہ ہوشیاری کے ساتہہ تبدیل ہوگیا - تو آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکہا - اور لوگون کے ساتہہ صحبت رکہنے سے جو ناگوارائی تہی - وہ دور ہوئی - اس سبب سے شہر کے کنارہ آپنے مکان تجویز کیا - میر فروغی اللہ جل شانہ اپنا فروغ اِن کے راستہ کی شمع بنادے - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین راقم گلزار سے ملاقی ہوئے تہے - جب یہ خبر میر صاحب کو ملی - کہ مین خدا پرستان کے حالات لکہہ رہا ہون - تو جن چند باصفا درویشون کی ملازمت سے میر صاحب اثنائے سیاحی مین بہرہ یاب ہوئے تہے - ان کے حالات بیان کرنے کی تحریک میر صاحب کو ہوئی - بیان کیا - شیخ جمال نے ایک خوش رنگ بلی مجکو دی تہی جس کو مین سفر و حضر کے اندر اپنے ساتہہ رکہا کرتا تھا ایک سال مجکو

۵ - خوشت گر - شگ کر ملک کے مضافات اور شاندہ کے حدود مین ہے -

غازی کہتہ کی طرف جانے کا اتفاق ہوا - اس راستہ مین شیر کا خوف بہت تھا - پشیمان ہوا - رات کو خواب مین دیکھا شیخ نے مجکو چند نصیحتین ایسی نصیح البیانی سے فرمائین - جس کو فصحاے زمانہ کی عبارت آرائی نہین پہونچ سکتی ہے - پہر فرمایا - آزمودہ کار قافلہ والون سے یہ بات کان مین پڑی ہوئی ہے کہتے ہین - جس راستہ مین شیر کا خوف ہو - اُس راستہ مین بلی کو ہمراہ رکہنا چاہیئے - جب تم کو یہ افسون حاصل ہے - تو شیر کی طرف سے خوف نہین کرنا چاہیئے - آخرکار مین اُس کے دوسرے روز وہ راستہ امن کے ساتہہ طے کر کے خیر و عافیت سے مقصد کو پہونچ گیا -

یاد شیخ الہداد ساکن ٹانڈہ

آپ چشتیہ سلسلہ مین سے ہین - کتابی علوم کی سمجہہ آپ کو اُس قدر حاصل ہے - جس سے اعتقاد اور عبادت کی درستی ہوجاوے - ابتداے حالات مین آپ کو جذبہ تھا - اب سلوک مین آکر شریعت اور طریقت کے عقائد سے آراستگی ہوگئی ہے - لوگون کو آپ کی صحبت مین دلبستگی - اور آپ کو لوگون کے اوپر مہربانی بہت کچہہ ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ کرم اللہ ملتانی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین شیخ داؤد ملتانی کے مرید ہین - شروع شروع مین آپ کا سلوک جذبہ کے لگاو سے خالی نہ تہا حسین مظاہر پر نظر رہتی تہی - صورت دارون کی خوشی یہان تک مدنظر ہوتی تہی - کہ اپنی شیخی کی طرف قطعی نظر نہین کرتے تہے - بالآخر آپ اپنی زاد بوم سے شہر ٹانڈہ کی طرف چلے گئے - یہان کے لوگون کی دوستی دامنگیر ہوئی - ناچار سامان اقامت کہول دیا - اس صوبہ کا جاگیردار راجہ مان سنگہہ کچھواہہ تھا - اِس نے آپ کی بہت کچہہ عزت اور تعظیم کی - اس وقت آپ کے پاس شہر مذکور مین اکابر و اصاغر کی رجوعات ہے آپ کے شیرین حالات بہت سے ہین قلم ان کے بیان سے عہدہ برا نہین ہوسکتا ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ گدائی پانی پتی

آپ کو آغاز جوانی مین خداطلبی کی شورش - اور دریافت پیر کا شوق ہوا جس نے آپ کو وطن سے

جہان بیابانی کے جنگل مین نکال کھڑا کیا - جب آپ کا گذر اجمیر مین ہوا - تو جس کسی کے منہ مین زبان گویا تھی - اُس سے آپکے کان مین یہی آواز پہونچی - کہ آج کے روز رہنمائی اور خداشناسی کی روشنی سید حسین کے حالات سے عیان ہے جو خواجہ عمر بال ہتی کے جانشین ہین - رحمہما اللہ ٥

بدیدن میلش افتاد از شنیدن	سبلے باشد شنیدن تخم دیدن

آپ نے نہایت خواہش کے ساتھہ ملازمت مین پہونچکر اولین دیدار مین ہی رسم ارادت ادا کی - چند روز پیر کی خدمت مین رہے آخر کار پیر کی اجازت سے سفر کے واسطے کمر باندھی - کم و بیش بیس سال ہوتے ہین کہ قصبہ برادرہ کی مسجد مین آکر گوشہ گزین ہین - قصبہ برادرہ دسور (مندسور) کے پرگنات مین ہے راقم نے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین آپ سے ملاقات کی تھی - اور حالات بھی ٹٹولے تھے ایک مجذوب پایا محفوظ الاوقات لیکن گانون والے آپ کی خرق عادات بہت کچھہ بیان کرتے ہین منجملہ اُن کے یہ بھی بیان کیا - ہمارے آمون کے باغ مین ایک درخت ہے جس نے چالیس سال کے اندر ایک پھل بھی نہین دیا تھا - ایک روز ہم لوگ نمبردار کی کہنے سے اُس کے کاٹنے کے واسطے گئے شیخ کو بھی خبر لگی - کہلا بھیجا - کہ اس سال کاٹنا ملتوی رکھو - اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حکم سے یہ درخت امسال پھل نہ لاوے - تو آیندہ سال کاٹ ڈالنا کہتے تھے - اس درخت نے اُسی فصل مین دوسرے درختون سے زیادہ پھل دئے - اُس تاریخ سے اس درخت کے آم فقرا کے واسطے وقف ہین **القصہ** جو بات باشندگان دیہہ کی زبانی سنی تھی لکہدی - **بیت**

نخل وجدان و نہال طلب و شاخ بقا	از نسیم نفسش تا باید خرم باد

یاد شیخ برخوردار گجراتی

آپ - صاحب تجرید و تفرید ہین - ہمیشہ سیاحی مین زمانہ گذارتے ہین - اکثر مختلف ادیان کے اصول اور فروع سے واقف ہین اور دیگر مذاہب والون کی تحقیقات کے اندر سوجھ سمجھہ کے ساتھہ آمدورفت رکھتے ہین - ہجری سنہ نوسو بانوین کے آغاز سے راقم کے دل مین اس باصفا ذات کی آشنائی کی بنیاد استحکام کے ساتھہ رکھی گئی ہے - اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپ حاجی پور پٹنہ سے سیر کرتے ہوئے شہر برہان پور کی طرف جاتے تھے - اس سلسلہ مین ماہ صفر کی چاندرات کے روز آپ کا گذر

منڈو (مانڈو) مین ہوا۔ قدیمی یگانگی کے سبب سے فقیر کی مسجد مین اُترے۔ محبوب القلوب شیخ داود شطاری بھی ان ایام مین اوسی حجرہ کے اندر عبادت اور ریاضت مین مشغول تھے۔ ایک رات چند تونگر اور درویش حجرہ مذکور مین حاضر تھے۔ چونکہ شیخ برخوردار پنجگانہ فرائض ادا کرنے کے پابند نہین تھے۔ لہذا حاضرین مین سے ایک شخص نے نصیحت آغاز کرکے بہت کچھ بیوقتی باتین کہین۔ آپنے جواب دیا۔ کہ مجکو اپنی حالت معقول بنانے کی طاقت نہین ہے۔ اور تم کو بھی اُن مقدمات کی قابلیت کی قوت اور طاقت نہین ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے۔ کہ اس قسم کی گفت وگو کا دروازہ مقفل رہے میرے گناہ پر تمہاری گرفت نہین ہوگی۔ اور آیہ کریمہ[۵۱] وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى کا ترجمہ اس ذیل کے مطلع مین پڑھکر سنایا حافظ۔

عیبِ رندان مکن ای زاہد پاکیزہ سرشت	اگہ گناہِ دگران بر تو نہ خواہند نوشت

فقیر بھی اس باب مین زبان حکمت بیان سے بمعترضِ ناصح کی تقویت کرتا تھا۔ **القصہ** اگرچہ ظاہری صفائی اور شگفتگی کی نگہبانی بہ تکلف کی گئی۔ لیکن حاضرینِ انجمن کے دل مین دوسرا ہی رنگ پیدا ہوگیا تھا۔ بقیہ شب شورش مین گزری۔ علی الصباح اس ارادہ پر کہ دل کا میل صاف کیا جاوے۔ راقم نے تذکرہ مشائخ علیہم الرحمۃ کہولکر پڑہنا شروع کیا۔ اولین صفحہ کے آغاز مین شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کا ماجرا نکلا جس کو شیخ شرف نے اپنے مقامات کے بارہ مین اس طرح پر لکھا ہے۔

ایک روز شیخ نظام الاولیا سے میری ملاقات ہوئی۔ اتفاقاً اُس روز شیخ کی ایک نماز فرض قضا ہوگئی تھی۔ اور اس سبب سے شیخ کے مزاج مین غصہ اور غم کی موجین کی موجین آتی تھین۔ یہ آگاہی دینے کے واسطے۔ کہ میری فرض نماز قضا ہوگئی ہے۔ شیخ نظام الاولیا نے ایک ہندی بیت اس مضمون کی پڑھی کہ مجکو محبوب کے ساتھ ایک لحظہ کی بھی جدائی بے انتہا بے آرامی کے شکنجہ مین دباتی ہے۔ افسوس ہے اُن لوگون کی جان پر۔ جو ہمیشہ دوری مین خاک خواری پر پڑے ہوئے ہین۔ اور جنہون نے بیکاری کو اپنا شغل بنا لیا ہے۔ چونکہ ہمدرد آشنا کی طرف سے رخ پھیر لینا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لہذا شورش عشق سے مجبور ہوکر مینے بھی ہندی عبارت مین ایک بیت کہی۔ جس کا مضمون

[۵۱] اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بار اپنے اوپر نہین لے گا۔ ۱۲

یہ ہے - کہ تمہاری انگشت - خوانِ وصال کے نمک سے آشنا نہین ہے - نہ تمہاری نگاہ کا آئینہ اُس جمال سے انعکاس قبول کرتا ہے - کیونکہ ایسے صاحبِ کمالات کی باتون کا رنگ ڈھنگ کچھہ اور ہی ہوتا ہے - دوئی کی بو وجدان والون کے دماغ مین نہین آتی ہے - مین اُمیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ **جل شانہ** تم کو ذرہ برابر اپنی محبت کا سوز عطا فرماوے - اُسی رات آتشِ عشق مشتعل ہوئی - یہان تک کہ سوختگی کے آثار شیخ کے جسمِ اقدس پر دیکھے گئے - اور کسی تدبیر سے دل مین صبر نہین آیا - میر خسرو یہ حال دیکھکر سخت بیتاب ہوئے - معذرت کے طور پر ایک رنگین غزل کہی - اور اس بیچارہ کو سناکر دعا کے لئے عرض کیا - بالآخر اُسی دم ایزدی بخشش نے شیخ کے باطن مین تمکین اور ظاہر مین تسکین بخشی"

باقی شیخ شرف کے حالات شریف اُن کے ذکر مین لکھے گئے ہین مطالعہ مین آوین گے -

اس ہوش آفرین بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے - اولاً اپنی آنکھون کو دوسرون کی عیب بینی سے بند کرے - بہر ہنر بینی کی عینک اُن آنکھون پر لگاکر چھوٹا سا ہنر بھی - جو خطِ غبار کی طرح افعال کے ورقون پر لکھا ہوتا ہے - خطِ جلی کی مانند بڑا کر کے دیکھے - بالخصوص اُس گروہ کے حالات کا مشاہدہ جو پشمینہ پوش اور از خود رفتہ معلوم ہوتا ہے تجسس کی نظر سے نہ کرے بلکہ اعتقاد اور حسنِ ظن کی نظر سے دیکھے - اور دکھاوے - امید ہے - کہ ایسی نظر برادرانِ طریقت کی اندرونی اور بیرونی شستگی کا سرمایہ ہوکر عقل اور اعتبار کی جلا اور رونق کا باعث ہوگی - اور جو شخص سوختگانِ ایزدی محبت کے اسرار کی نسبت حسنِ عقیدت اپنے دل کے اندر استواری کے ساتھہ قایم کرے گا - وہ شخص توفیق کی برکت سے - اپنی دوجہان کی مرادات مین کامیاب ہوگا جس کسی کے دل مین اُلجھے ہوے بالون والے درویشون کی نسبت ناقص اندیشہ پیدا ہو - اُس کو چاہیئے - کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ **جل شانہ** سے پناہ مانگتا رہے - اور اپنا باطن اس تیرگی سے توبہ کے پانی اور پشیمانی کے آنسوؤن سے دھوتا رہے تاکہ یہ فعل سوءِ خاتمہ سے اُس کی نجات کا سبب ہو - اور اس عذر پذیر گروہ کے مقابلہ مین - قیامت کے روز عذر گوئی کے دست آویز ہاتھہ آوے -

طالبانِ صحبت کو واضح ہو - کہ گدڑی پوشون کی مصاحبت مین سلامتی کے ساتھہ رہنے والون کو

شاہراہ یہ ہے کہ اگر خاکساران نیستی کے ساتھہ نشست وبرخاست کی خواہش کسی شخص کے دل مین استحکام کے ساتھہ قایم ہو - تو اُس کو چاہیے - کہ اولاً صحبت کی فوج کو عقل اور خیال کے لشکر پر غالب اور فتح مند کرے - جس کو حقیقی تمیز پر مطلق نگاہ نہین ہے - اِس فوج کشی مین خیر اندیشی کے لشکر سے کمک مانگے اور اس فوج پر نگرانی بہی درکار ہوگی - سو یہ کام - لوگون کے اخفائے حالات سے ہوے دوسرے حُبُّكَ الشَّیٔ یُعْمِی وَیُصِمُّ کے دریا مین غریق ہو کر دوست ہم نشینون کے عیب دیکہنے اور سننے سے اپنی آنکہون اور کانون کو بینائی اور شنوائی کے فعل سے معزول کرنے - کیونکہ یہ جماعت باطن مین جلال - اور ظاہر مین جمال رکہتی ہے اور ایسے مظاہر مین جلال ظہور کو - اور جمال بطون کو چاہتا ہے - دراصل ان کی صحبت کی مثال - پتہر اور لوہے کی مانند ہے - کہ اگر کوئی رگڑ یا ٹکر - درمیان مین نہ لگے - تو شعلہ نہ اُٹہے - اور العیاذ باللہ اگر صورت صحبت برعکس پیدا ہوئی تو جل جانے کے خوف کے سوا - کوئی فائدہ کسی قسم کا نہین ہے - حافظ

خاکساران جہان را بحقارت منگر	تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

پس مصاحبت کے اندر صحیح وسالم رہنے کی صورت اگر ہے - تو اصحاب مجلس کی رضا اور تسلیم مین ہی ہے - ؎

آتشے را کند گہے تسلیم	داغ نمرود و باغ ابراہیم
دل قوی کے کند ز زحمت وبیم	جز شراب ومفرح تسلیم

آن شرابے کہ اولیا سازند
از شفاخانۂ رضا سازند

القصہ اگر دو مصاحب باہم موافق ہو جاوین تو الحمد للہ والمنۃ اور اگر مقابل ہون - تو اس صورت مین نجات کی شکل یہ ہے - کہ انصاف کر کے اپنی حقیقت حال پر واقف ہون - اِس درمیان مین جو زشت ہے - اُس کو شکر خدا بجانا چاہیے - کہ ایسے پسندیدہ ہمدم کی نعمت سے مشرف ہے - اور جو خوب ہے - اُس کو صبر کرنا چاہیے - کہ وہ الٰہی مشیت سے ہم نشین کی بلا مین مبتلا ہے - اس طریقہ سے دونون مصاحب - ایک دوسرے کی صحبت سے خوش اور نیز سود مند رہین گے - اسی قسم کی ایک حکایت جو مناسب مقام ہے - مدارک سے نقل کی جاتی ہے -

كان عمران الخارجي من ادم بني ادم وزوجته من اجملهم فلما نظرت اليه فقالت اني وانك من اهل الجنة قال فكيف قالت انك رزقت مثلي وشكرت واني رزقت مثلك وصبرت والجنة موعودة للشاكرين والصابرين -	عمران خارجی گندمی رنگ والا نبی آدم تہا - اور اوس کی عورت جمیل ترین نبی آدم تہی - جب اُس عورت نے اپنے شوہر کو دیکہا - تو کہا - مین اور تم دونون اہل جنت ہین - عمران نے کہا - یہ کیونکر عورت نے کہا - مجہہ جیسی حسینہ تم کو دی گئی اور تم نے شکر کیا - اور ہم جیسا گندمی رنگ والا شوہر مجکو دیا گیا اور مین نے صبر کیا اور جنت کا وعدہ شاکرین اور صابرین کے واسطے کیا گیا ہے -

شعر

لا وجزت فکری وفی الایجاز فائدة	وللکرام من التطویل تصدیع

ضمیمہ

ضمیمہ - جس کو اس کتاب کا خاتمہ - تکملہ - نیز تتمہ کہہ سکتے ہین - اس طور پر ہے - کہ حمد وستایش کے پہول صور علمیہ کی چمن بندی کرنے والے کی حکمت اور قدرت پر نثار ہین - جس نے اِس خاکسار کی طبیعت کی نوبہار مین - کتاب گلزار کے آغاز کا گلدستہ - مقامات مشائخ کے باغی پہولون سے - ازلی عنایت کے تاگہ مین پروکر - ترتیب دیا - جن کو عالم شہادت کی سیر کے وقت - یہ خاکسار تلاش کے ہاتہہ سے چن کر - دامن ادراک مین فراہم لایا تہا اور اسی طرح جس نے صورت بنانے والے قلم کو جو درویشون کے حالات کے چار چمنون کا انجمن آرا ہے - عنصری عالم مین روان کیا - تب کہین قلم - غیبی تصویر خانہ مین بہشتی نا علمی گلدستہ کی نقاشی کر سکا ہے - اور نیز عالم عبرت وعبارت کا تماشا کرنے والون - اور عالم غیب وشہادت کے سیاحون کی چشم شہود کو مالا عین رات کا ہنگامہ دکہا سکا ہے - اب یہ خاکسار ایزدی تقدیر اور آلہی توفیق سے یہ اُمید رکہتا ہے کہ اس گلدستہ کے انجام مین اپنے احوال کے تصویر - بقدر گنجایش - اور باندازہ فرصت آغاز کے رنگ مین - کہینچکر دکہا سکے - اور پہر فارغ البالی اور آزادی کی نعمت ملنے کی شکر گزاری - ابدالآباد تک کرتا رہے -

چونکہ دفتر کا تتمہ - بجاے خود - ایک جداگانہ رسالہ ہوتا ہے - لہذا اس خوف سے - کہ کہین ایسا
نہ ہو - کوئی انتخاب دوست نکتہ سنج - گل کی طرح - اس تتمہ کو گلزار سے جدا کر کے - جمہور اہل ولایت اولیا
کی نیم رکابی سے محروم کر دیوے اور اس سبب سے یہ تتمہ تنہائی کے ہولناک جنگل مین - بے رہبر
بے سرو سامان - اور بے دانہ پانی رہ جاوے - اسواسطے مینے اپنے حالات کی تحریر کو - ایسے چند
سوحد بزرگان و مشائخ کے اذکار کے تابع کیا ہے - جو بعض تو عالم عنصری سے بہشتی جہان کی سیر گاہ کو چلے
گئے ہین - اور بعض زمانہ کے خلوت خانہ مین - شاہد زندگانی کے ساتھہ ہم آغوش ہین - خدا کرے -
تابع ہی رہین -

یاد شیخ نظام انبیٹھی

آپ - عالم - عامل - عابد - عاشق - اور عارف تھے - خواجہ مودود چشتی کی پاک نسل سے
اور شیخ معروف کے بامراد مریدون مین سے ہین - آپ ہمیشہ اخلاق کی درستی مین ایزدی حفاظت
اور اخلاق کی جلا مین مصطفائی بصیرت کام مین لاتے تھے - اور نیز ہمیشہ تمام حرکات و سکنات کے آغاز
مین بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کرتے تھے - ہمیشہ اس طرح مستعد اور مہیا رہتے
تھے - کہ جیسے کوئی سفر پر بہمہ وجوہ تیار ہو - مہمان کی خدمت گرہی اپنی ذات خاص سے کرنا - یہ
آپ کی تواضع کا طریقہ تھا - بلکہ تمام اہل دنیا کے ساتھہ - آپ مشفقانہ عام مہربانی - اور مرشدانہ خاص
عنایت فرماتے تھے - امر معروف مرحمت کی شان مین - اور نہی منکر مروت کے لباس مین کیا کرتے تھے -
القصہ آپ کی صحبت کی چاشنی مین بر لودگی کا بے شمار ذوق ہوتا تھا - اور آپ کی خدمت کی حلاوت
مین اکسیر کی جیسی بے انتہا تاثیر ہوتی تہی - آپ کے باصفا حالات کی شرح - عبارت کے حوصلہ مین
نہین آسکتی ہے - آپ کے اوصاف کی حقیقت دانستنی ہے - گفتنی اور نوشتنی نہین ہے - بیت

چو من یارا ے دانستن ندارم	بہ گفتن یا نوشتن چون سپارم

امیر سید شاہ محمد ایک بزرگ تھے - اکثر کتب متداولہ محقق استادون کے درس مین پڑھی تہین
اور کیا عرب کیا عجم - کیا ہند - دسوین دور کے تمام مشائخ کی فیض بخش صحبت سے پورا حصہ لیا تھا - ظاہر
اور باطن دونون آراستہ تھے - جب حرمین شریفین کی زیارت سے لوٹ کر آئے - تو چند روز ملک گجرات

مین افادہ اور استفادہ کے طور پر گزراوقات کی انہین ایام مین اطراف ہند کی سیر و سیاحت کر کے منڈو (مانڈو) مین آئے۔ دل کے اندر قیام کا شوق جاگزین ہوا امیر جمال الدین ترکستانی پیر عرائک کر کے مشہور۔ اور شہر منڈو (مانڈو) کے قاضی ہین۔ ان کی لڑکی کے ساتھ عقد کر لیا۔ کم و بیش سات سال راقم کی مسجد مین درس دیا۔ فقیر نے بھی کشف منار اور تلویح اصول فقہ یہ کتابین اس عرصہ مین سید کی باعظمت خدمت مین نکالی ہین۔ سید صاحب ایک روز فرماتے تھے۔

"مسافرت کے زمانہ مین قصبہ امیٹھی مین گذر ہوا تھا جو شیخ نظام کا وطن ہے۔ مین آپ کی خدمت مین گیا۔ جب شام ہوئی۔ تو نماز مین خود امام ہو گئے۔ پہلی رکعت مین سورہ کافرون ملائی میرے دل مین یہ خیال آیا۔ کہ جو دوسری صورتین نسخ سے سالم ہین۔ ان مین سے اگر کوئی سورۃ ملاتے۔ تو اولیٰ ہوتا آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ سید۔ اگرچہ یہ سورۃ نسخ کو شامل ہے لیکن قراۃ کی رو سے چوتھائی قرآن کا ثواب اس کے پڑھنے مین ہوتا ہے۔ اگر اس نظر سے یہ سورۃ نماز مین پڑھی جاوے۔ تو اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ نیز فرماتے تھے۔ کہ آپ کی پیشانی مین ایمانی فراست کا نور۔ اور مصطفائی کرامت کی صفائی پائی جاتی تھی **تخلقوا باخلاق اللہ** کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ تھا"

ہجری سنہ نوسو نوے مین اس عالم سے اخروی سفر اختیار کیا۔ قبر اسی قصبہ مین بنائی گئی۔ اس سے زیادہ آپ کے باصفا حالات پر اطلاع نہین ملی ہے۔ اور طبیعت ہمیشہ آپ کے مفصل حالات معلوم کرنے کی تشنہ ہے۔ ناچار یہ خدمت خیال کے سپرد کی۔ کہ کسی آشنا یا بیگانہ کو پیدا کرے۔ جو دل کی یہ پیاس بجھا کر حصول آرزو سے سیراب فرما دے۔ بہت سے غور کرنے کے بعد یہ بات خیال مین آئی کہ شیخ علم اللہ سلمہ اللہ ظاہری و باطنی علم کے عالم عبدالرزاق کے فرزند۔ اور شیخ نظام کے سالے ہین۔ شاید شیخ نظام کے حالات سے واقف ہون۔ ان کی خدمت مین دو کلمہ لکھکر تحقیق احوال کرنی چاہیے۔ جب نامہ التماس شیخ علم اللہ کے مطالعہ مین پہونچا۔ تو جواب دیا کہ اس درویش کو ابتداے زمانہ ہوش سے کتاب دانی کا شوق۔ اور خدا شناسی کا جوش تھا جس نے مجھکو اپنے وطن سے نکال کر جہان پیمائی کی سرگردانی گوارا کر دی تھی۔ بالآخر کامل اٹھارہ سال عربستان مین رہ کر دینی علوم اور یقینی معرفتین تحصیل کرنے مین افادہ و استفادہ و مطالعہ پر گزارے۔ جب وہان سے معاودت نصیب ہوئی۔ تو گجرات کے راستہ سے

خاندیس مین آیا - اوس وقت مین علی عادل شاہ فاروقی والی برہان پورتھا بیت

چو نسبت دار فاروق ست باد اجاودان عدلش		ہلاہل خوردکان ظلم را تریاک فاروقی

اوس کی ملاقات کی گرمی اور اخلاق کی شیرینی نے دارالاسلام برہانپور کے قیام کے لئے پانون مین زنجیر ڈالی - جب بہت کچہہ حیلہ وحوالہ سے وطن کی اجازت لیکر جس حالت سے وطن مین پہونچا - اوس حالت مین ایسی تلاش کا خیال ہی نہین آیا - اِس مین شک نہین کہ زبانون پر رسمی حکایتون کے سوا - کوئی حرف نہین ملا - اور بہت سی ضروری باتین ناگفتہ رہ گئین - اب کہ آپ کو اِس قسم کا خیال دامنگیر ہے - تو اُس نواح کے آنے والون سے جو اِس قسم کے حالات سے واقف ہین تحقیق کرکے خدمت مین لکھون گا" سبحان اللہ یہ وعدہ بہی پورا نہین ہوا - کیونکہ اِن سنوات مین سفر حجاز کا خیال شیخ علم اللہ کے دل مین پیدا ہوا - اور اُس کی تیاری مین بالکل اپنے تیئن منہمک کرکے جس طرح سے ممکن ہوا - بند رہا سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے - امسال ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے چونکہ جہاز کا موسم گزر گیا تہا - لہذا بیجاپور دکن مین قیام فرمایا - یہان کا حاکم آپ کی تشریف آوری کو اپنے پرگنہ کی سعادت سمجھکر معتقدانہ پیش آتا ہے **مصرع** در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست

یاد شیخ جلال محمد تھانیسری

آپ - عالمانہ کمالات - اور درویشانہ مقامات کے جامع - دریاے توحید کے غواص - اور کشتی تحقیق کے معلم تہے شیخ عبدالقدوس حنفی کے مرید ہین - رسمی علم کی فروع واصول مین آپ کے مطالعہ کو ید بیضا حاصل تہا - اکثر کتب متداولہ پر مشکل کشا حاشیے لکہے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین - روز - روزہ مین گزرتا تہا - اور شب نماز مین گزرتی تہی - نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کہانا کہایا کرتے تہے - ہر روز رات دن مین خانقاہ کے حافظون کے ساتہہ دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے - نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد درس مین مشغول ہوجاتے تہے - آپ کی صحبت باطنی فروغ - اور ظاہری فیض زیادہ کرتی تھی - آپ درویشانہ سماع کے حریص تہے - آپ کے تواجد مین آپ کی سوزناک حالت سے حاضرین کے دل کو بہی حصہ پہونچتا تہا - جب دور عمر ضعیفی کو پہونچا - استغراق اور استہلاک کی حالت آپ کے تمام اوقات پر حاوی ہوگئی - لیکن جب نماز کا وقت آتا تھا - تو جو

پہر ساعہ عامہ ہوتا تہا وہ بلند آواز سے حق حق کہتا تہا - اُس وقت آپ عالم استغراق سے سر ہو چکا کر کے نماز کی تیاری کیا کرتے تہے - جماعت کے ساتہہ فرض ادا کر کے - پہر سابقہ حالت کی طرف پلٹ جاتے تہے - کہتے ہین - کم و بیش ایک سو دس سال کی عمر پائی ہجری سنہ کچہہ اوپر نو سو مین عالم صورت سے معنوی روضہ کی سیر کو چلے گئے -

آپ کے پیر بزرگوار - حضرت شیخ الاسلامی بہاء الاولیا ملتانی کو پہونچتے ہین اس ترتیب کے ساتہہ شیخ عبدالقدوس شیخہ درویش قاسم بن شیخ برہان الدین اودہی شیخہ - شیخ بدہن ہرایچی شیخہ - شیخ سید اجمل شیخہ - مخدوم جہانیان سید جلال بخاری شیخہ - شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخہ - ابوہ شیخ صدر الدین عارف شیخہ - ابوہ بہاء الاولیا - قدست اسرارہم شیخ عبدالبصیر شیخ جلال کے فرزند رشید ہین - والد ماجد کے سجادہ نشین یہی ہین - اور آپ کے مریدان کامل مین سے شیخ بہاء الدین احمد سہرندی ہین جو ارادتمندون مین اقدم تہے -

یاد شیخ نظام تہانیسری

آپ - صاحب توکل و تسلیم ہین - علم لدنی سے تعلیم پائی ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین اپنے وطن سے سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے تہے - وہ مین محترمین کا طواف کر کے سعادت دارین حاصل کی تہی - پہر ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین بندر دکن کے جہاز پر سوار ہو کر شہر بیجاپور مین پلٹ آئے - یہان کے حاکم نے - اور نیز دیگر بزرگان دین و دولت نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجہکر - نہایت تعظیم اور تواضع کی - جب یہان سے روانہ ہوئے - تو اپنے وطن مالوف مین پہونچے - پہر ملک عجم اور بلاد شمال کی سیر و سیاحت کا شوق دل سے اُٹہہ کہڑا ہوا - بے اختیار بلخ اور بدخشان کی طرف روانہ ہو گئے -

مصرع ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد شیخ درویش قاسم

کہتے ہین - آپ چشتیہ سلسلہ مین شیخ سعدالدین بدایونی کے مرید تہے - نیز اپنے پدر بزرگوار اور ان کے پیر شیخ فتح اللہ مایونی سے بہی فیض یاب ہوئے تہے - شیخ فتح اللہ کو خلافت کا خلعت شیخ صدر الدین احمد شہاب قریشی ناگوری سے حاصل ہوا تہا - اور نیز شیخ صدر الدین احمد کے پیر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی

کی صحبت سے بہی باطنی ، روشن کر کے فروغ خاطر پایا تھا۔

القصہ درویش قاسم تین واسطہ سے حضرت چراغ دہلی کو پہونچتے ہین قدست اسرارہم درویش خانوادہ چشتیہ اور سہروردیہ ہبائیہ مین ایک بلند اور بیش بہا شان رکہتے تہے۔

یاد شیخ کمال الدین کمال مالوہ

آپ شیخ بایزید ابن شیخ نصیر الدین نصر اللہ کے بیٹے ہین۔ معرفت مشیخت۔ کشف وکرامت فضیلت۔ اور فراست۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین۔ آپ کے جد امجد حضرت گنجشکر کے بڑے بیٹے ہین۔ آپ کو شیخ نظام الاولیا نے خلعت خلافت عطا فرماکر۔ مردمان مالوہ کی رہنمائی کے واسطے دہلی سے بہیجا تہا۔ ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو نوے مین جب کہ بیکر پرست راجہ پورنل نامی حاکم صوبہ مالوہ تہا۔ شیخ قصبہ دہار مین تشریف لائے۔ عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کرکے۔ اقامت کا بستر بچہایا۔ مجاہدہ اور مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ ہمیشہ مناجات مین رہتے تہے۔ بحکم[1] وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ غیبی فیض اور فتوح کے دروازے آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوئے۔ بالآخر گمنامی کا نقاب۔ شہرت کے ہاتہہ نے۔ آپ کے حالات کے چہرہ پر سے حیات مین اور نیز رحلت کے بعد ایک مدت تک نہین اٹہایا جب ملک مالوہ کی حکومت غوری اور خلجی سلاطین کے قبضہ مین آئی۔ تو بہت اچہے لوگ فراہم ہوئے۔ اسلام نے قوت اور رونق پکڑی۔ چہوٹے اور بڑے سب نے آپکے مرقد اقدس کی طرف توجہ کی آپ کے فرزندان کرام کے اعزاز اور تعظیم کا درجہ ترقی پاچلا۔ اور نذرات وفتوحات کے بازار مین گرمی پیدا ہوئی۔ یہان تک کہ حکومت کی نوبت سلطان محمود ابن ناصر الدین خلجی کو پہونچی۔ اور پہر سلطنت خلجیہ کا زمانہ اخیر ہوگیا۔ اپنے زمانہ مین سلطان محمود نے شیخ کی قبر پر ایک گنبد۔ ایک خانقاہ۔ اور صوفیوں اور فرزندون کے واسطے ایک بڑا دالان بنوا دیا بیت

درین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

آپکی نسل مین سے کچہہ لوگ تو مرحوم ہین۔ اور کچہہ لوگ ماؤف قصبہ دہار مین اپنے آبائے کرام کے قبہ خوابگاہ پر سجادہ ہین۔ مشروع نذرات اور نفقات کے مصرف اور محل مقبول ہین۔ دیکہین۔ توفیق کون سے دولتمند کو

[1] اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کی ہین ہم (بہی) اون کو ضرور اپنے رستے دکہا دینگے ۱۲

رہنمائی کے ذریعہ سے ان تک پہونچا کر سعادت کونین بخشے۔

یاد شیخ محمد ابن شیخ عارف چشتی

آپ معروف ومحمود۔ اور احمد وعارف تھے۔ آپ کی صورت اور سیرت سے خرق عادات کی چمک۔ اور برق حالات کی دمک عیاں تھی۔ مسند جانشینی کا منصب اپنے والد ماجد کی خدمت کی برکت سے پایا تھا۔ احوال اور مراقبات ایسے مشابہ اور مناسب تھے کہ ان کے اعتبار سے آپ اپنے باپ کے بھائی ہو گئے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو اٹھاسی میں معنوی ولایت اور خلافت کا ڈنکا بجاتے تھے۔ ان ایام میں سلطان بہلول لودی۔ دار الخلافتہ دہلی کے شہروں میں ظاہری سلطنت کرتا تھا۔ آپ کے کلمات میں عیسوی معجزات کا اثر تھا۔ تحت الذکر چند جملے آپ کے مکتوب میں سے ہیں۔

"اے عزیز۔ ارادہ۔ سالک کی سواری ہے۔ یہ ارادہ جس قدر زیادہ قوی اور مستحکم ہوگا۔ اوسی قدر طریقت اور طریق شریعت کا سلوک اور اس کے پیچھے پیچھے۔ منزل حقیقت کو وصول زیادہ آسان اور جلد ہوگا۔ سالک کو چاہیئے کہ کشش کے بعد کوشش کرے۔ اپنے تئیں۔ مرشد دانا کے پاس پہونچا دے جس کو انسان کامل کہہ سکیں اور جو حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ اور احوال سے آگاہ۔ اور ان کے ساتھ متحقق ہو۔ سالک ایسے مرشد کے تحت فرمان ہو جاوے۔ اپنی ظاہر و باطن کو مرشد سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور تقوی۔ بھوک۔ بیداری۔ قلبی خاموشی۔ اور باطنی تنہائی کو عمل میں رکھے۔ تاکہ ابرار کے مقام اور احرار کے درجہ کو واصل ہو جاوے"

اللہ تعالی جل شانہ کے فضل وعنایت سے شیخ عارف کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار شیخ احمد عبد الحق ردولی سے ہے۔ جن کا علم اور معرفت میں پایہ۔ اور استقامت وکرامت میں سرمایہ بہت بڑا تھا۔ ہمیشہ اپنا سر۔ مراقبہ فنا کے گریبان میں رکھا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو خدمت گزار صوفی لوگ کا حق حق کہکر ان کو آگاہ کیا کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو پھر بدستور وحدت کے قعر عمیق میں غرق ہو جاتے تھے۔ شیخ احمد خلیفہ شیخ جلال پانی پتی کے ہیں جو ایسے آفتاب تھے۔ جس کی شعاع۔ کمالات تھے۔ اوج۔ الہی جمال۔ اور شرف۔ ایزدی جلال تھا۔ نیز اپنے وقت میں

عالیشان درویشوں مرکز تھے - خوابگاہ پانی پت مین ہے - کہتے ہین - خوابگاہ کے طواف سے اس قدر فیض اور فتوح دلون کو پہونچتا ہے - کہ بیان نہین ہوسکتا - لراسمہ

بعد از وفات تربت من از زمین مجو	در سینہ ہائے مردم دانا مزار ماست

شیخ جلال کے مفید کلام مین سے کسی قدر نمونہ یہ ہے - فرماتے تھے -

"طریقت مین منزلین اور مقامات ہین - اور ہر منزل اور مقام کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے نہایت کو پہونچنا ممکن نہین ہے - جب تک ابتدا صحیح نہ ہو - اگر اصول ضائع ہوجاوینگے - تو وصول سے بھی محروم ہوجاوے گا - اور اصول بعض کے نزدیک پانچ ہین - اور بعض کے نزدیک سات ہین"

فی العوارف - فالمرید ینبغی ان یخرج الی طریق القوم للہ فانہ ان وصل الی نہایات القوم نفذ لحق بالمنزل وان ادرکہ الموت قبل الوصول الی المنزل فاجرہ علی اللہ وکل من کانت بدایتہ احکم - کانت نہایتہ اتم

عوارف مین لکھا ہے - مرید کو چاہئے کہ اللہ کے واسطے قومی طریق اختیار کرے - اس کے اندر اگر مرید قومی طریق کی غایت کو پہونچ جاویگا - تو منزل کو پہونچ گیا - اور اگر اوس کو منزل پر پہونچنے سے پہلے موت نے آلیا تو اوس کا اجر اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا ہے اور جس شخص کی ابتدا زیادہ محکم ہے - اوس کی انتہا تمام ہوجاوے گی -

انبأ ابو زرعۃ اجازۃ عن ابن خلف عن ابی عبدالرحمن عن ابی العباس البغدادی عن جعفر الخلدی قال سمعت الجنید یقول اکثر العوائق والعلائق والحوائل والموانع من فساد الابتداء فالمرید فی اول سلوک ھذا الطریق یحتاج الی احکام النیۃ واحکام النیۃ تنزیہا من دواعی الھوی وکل ما کان فیہ للنفس حظ عاجل حتی یکون خروجہ خالصا للہ تعالیٰ -

ابو زرعہ سے روایت ہے جن کو اجازت ابن خلف سے ابن خلف کو ابی عبدالرحمن سے ابو عبدالرحمن کو ابی العباس بغدادی سے - اور ابو العباس کو جعفر خلدی سے ہے - وہ کہتے ہین - مینے جنید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے - وہ فرماتے تھے - اکثر عوائق - علائق حوائل - اور موانع - فساد ابتدا سے ہوتے ہین - لہذا مرید کو اس طریق کی ابتدائی حالت مین استواری نیت کی احتیاج ہے - اور نیت کی استواری -

ہوا و ہوس کی مقتضیات سے۔ اور ہر اُس شے سے اُچکا دیتی ہے جس کے اندر نفس کے لئے فوری حظ ہو۔ اس قدر اُچکا دیتی ہے کہ مرید کو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے خروج حاصل ہو جاتا ہے۔

وكتب سالم ابن عبد الله الى عمر ابن عبد العزيز اعلم يا عمر ان عون الله للعبد بقدر النية فمن تمت نيته تم عون الله له۔ ومن قصرت عنه نيته قصر عنه عون الله بقدر ذلك

سالم ابن عبد اللہ نے عمر ابن عبد العزیز کے پاس ایک دفعہ اس مضمون کی تحریر بھیجی تھی۔ سنو عمر۔ بندہ کو اللہ جل شانہٗ کی مدد بقدر نیت ہوتی ہے جس شخص کی نیت کام کا قصد کرے گی۔ اُس کو آلہی مدد پوری ہوگی۔ اور جس شخص کی نیت کام مین قصور کرے گی۔ اُس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی کوتاہی کرے گی بقدر قصور نیت

وكتب بعض الصالحين الى اخيه خلص النية فى اعمالك يكفيك قليل من العمل ومن لم يهتد الى النية بنفسه ليصحب من تعلمه حسن النية

ایک صالح شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا تم اپنے اعمال مین خلوص نیت سے کام لو۔ تم کو خلوص نیت کا تھوڑا سا عمل ہی کفایت کرے گا۔ اور جو شخص خلوص نیت کی طرف خود ہدایت نہ پاوے۔ اس کو چاہیے کہ اُس شخص کی صحبت اختیار کرے جو حسن نیت کی تعلیم کر دیوے۔

قال سهل ابن عبد الله التستري اول مايومر به المريد المبتدى التبرى من الحركات المذمومة ثم النقل الى الحركات المحمودة۔ ثم التفرد لامر الله تعالى ثم التوقف فى الرشاد ثم الثبات۔ ثم القرب الحاصل متى تمسك المريد بالصدق والاخلاص بلغ مبلغ الرجال ولا يتحقق صدقه واخلاصه الا بشيئين متابعة امر الشرع وقطع النظر من الخلق وكل الآفات دخلت

سہل ابن عبد اللہ تستری کا قول ہے۔ مبتدی مرید کو جن باتون کی نسبت امر کیا جاتا ہے ان مین اولین بات یہ ہے۔ کہ مذمومہ حرکات سے بچے۔ پھر محمودہ حرکات کی طرف انتقال کرے پھر صرف ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کا ہی ہو جاوے۔ پھر راہ راست پر توقف کرے۔ پھر اس پر ثابت قدم ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد قرب حاصل ہے جب مرید صدق اور اخلاق کو مضبوط پکڑے گا ضرور درجہ رجال کو پہونچے گا اور صدق و اخلاص کے ساتھ تحقق مرید کو دو ہی چیزون سے حاصل ہوتا ہے۔ (۱) شرعی امور کی متابعت (۲) خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔ اور جس قدر آفتین مبتدیون کو عارض ہوتی ہین سب خلق کی طرف توجہ رکھنے سے عارض

علی اهل البلایات لموضع نظرهم الی الخلق وبلغنا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیث انه قال لایکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عنده کالاباعر اشارة الی قطع النظر عن الخلق والخروج منهم وترك التقید بعاداتهم ونقل فی معنے الصدق ان عابدا من بنی اسرائیل راودته ملکة من نفسه فقال اجعلوا الی ماء فی الخلاء تنظف به ثم صعد عن موضع فی القصر فرمی بنفسه فاوحی الله تعالے الی ملك الهواء الزم عبدی قال فلزمه ووضعه علی الارض وصار نیقا فقیل لابلیس الا اغویته فقال لیس لی سلطان علی من خالف هواه وبذل نفسه لله عزوجل - تم	ہوتی ہین - اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہونچی ہے - وہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے - انسان کا ایمان کامل نہین ہوتا ہے - جب تک اُس کے نزدیک تمام لوگ اونٹون کی مثل معلوم نہ ہون - اس مین اشارہ ہے اس طرف کہ مخلوقات سے قطع نظر کی جاوے - مخلوقات مین سے اپنے تئین خارج کرے - عادات مخلوقات کی پابندی سے آزاد ہو جاوے اور رسول اللہ صلعم نے صدق کے بارہ مین ایک نقل فرمائی - کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا جس پر ایک ملکہ عاشق تھی - اُس عابد نے کہا میرے واسطے خالی مکان مین پانی رکھدو تاکہ مین اُس سے صفائی جسم کرون - پھر عابد بند کو محل کے اندر ایک مقام سے دیوار پر چڑھ گیا - اور وہان سے نیچے کودا - تو اللہ تعالیٰ نے ہوا کے فرشتہ کو حکم فرمایا - میرے بندہ کو تھام لے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین - اُس فرشتہ نے اُس کو تھام لیا اور اُس کو زمین پر نہایت سہولت کے ساتھ لاکر کھڑا کیا - پھر ابلیس کو کہا گیا - کیا تو اس کو گمراہ نہین کرسکا - اُس نے جواب دیا - میرا کوئی زور اُس شخص پر نہین چل سکتا ہے جو اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرے اور جس نے اپنا نفس اللہ عزوجل کے واسطے وقف کر دیا ہو۔

یہ چند باتین بھی شیخ جلال کے اقوال مین سے ہین علم بے عمل سقیم ہے - علم بے عمل عقیم ہے - اور علم باعمل صراط مستقیم ہے ”اللھم اھدنا الصراط المستقیم[له]“ شیخ جلال - خلیفہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہین - حالات کے شغلون کو مخفی رکھنا - اور ظہور کے اسباب کو برہم کرنا شیخ شمس الدین کا مشرب تھا - شیخ شمس الدین سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین مفقود الخبر ہوکر شہر دہلی مین سرمایہ معرفت

له یا اللہ ہم کو راہ راست دکہا ۱۲

جمع کرتے تھے - چونکہ اِن کی خدمت مین سلطان وقت کی آمد ورفت زیادہ ہوئی - تو لوگون کے ہجوم سے ان کی گمنامی اور خاموشی مین خلل واقع ہوا - **بیت**

ہیچ کنجے بے دود بے دام نیست	جز بہ خلوت گاہِ حق آرام نیست

بالآخر اپنے مرشد شیخ علی صابر کی اجازت لیکر دہلی سے قصبہ پانی پت مین چلے گئے - اور وہان پر گوشہ گمنامی اختیار کیا - باقی ماجرا شیخ شمس الدین کا جیسے سرزمین پانی پت کے مشائخ - علما - اور حکما کا حلقہ بگوش ہونا - ایام زندگی ختم ہونا - اُس جگہہ خوابگاہ ہونا - اور نیز دیگر سوانح کسی قدر مولانا علی کابلی گلبھاری کے تذکرہ مین لکھے ہوئے ہین - وہان سے مطالعہ کرلیے جاوین -

شیخ علی صابر - خلیفہ - اور بہن کے بیٹے حضرت گنجشکر کے ہین - وصال شیخ علی صابر کا ہجری سنہ چھہ سو نوے کے کسی مہینے مین ہے - خوابگاہ کوہپایہ کے توابع مین سے کسی مقام پر ہے -

یاد سید عبد الواحد

آپ - سید ابراہیم قنوجی اور بلگرامی کے بیٹے ہین - صاحب مجاہدہ ومشاہدہ تھے صحت حال اور فصاحت مقال بھی رکھتے تھے سید حسینی کی نزہتہ الارواح پر ایک شرح لکھی ہے - جو قابل تن ہے - بہت سی توجیہات اور تاویلات کام مین لاکر عبارت کے تمام مقاصد کو حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے - آپ شیخ حسین اسکندرآبادی کے مرید ہین - جب ایکبارگی ترک وتوبہ کی توفیق نے مال ومنال اور عز وجاہ کا کرو فر شیخ حسین اسکندرآبادی کے اعتقاد کے نذر کیا - تو آپ کسی عالی مرتبہ صاحب معرفت کی تلاش کرتے ہوئے شیخ صفی الدین عبد الصمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور مراسم ارادت بجالاکر ذکر و فکر - مراقبہ - اور تصور مین مشغول ہوگئے اور اپنے مطلوب پر کامیابی چاہی شیخ صفی - شیخ محمد قطب لکھنوی کے بزرگ خلیفہ ہین - جو اس وقت کے لوگون کی زبانون پر شیخ مینا کرکے مشہور تھے - سہروردیہ اور چشتیہ سلسلہ مین لوگون کو کلاہ ارادت - اور مریدون کو خلعت خلافت بخشا کرتے تھے اور طالبون کو ایزدی وصول کے کمالات پر پہونچا دیا کرتے تھے -

یاد امیر سید صبغۃ اللہ

آپ بھڑوچی مولد - شطاری مشرب - اور وجیہ الملۃ احمد آبادی کے حالی فطرت شاگرد اور صاحب

ولایت خلیفہ ہین۔ فضیلت اور فصاحت کے قرآن کا آغاز۔ کشف وکرامت کی کتاب کا خاتمہ۔ انس وقرب کی نفحات کا تکملہ۔ اور صدق وصفا کی رشحات کا سرچشمہ تھے۔ چند سال تک مرشد کی اجازت سے اپنے وطن مین رہکر امر معروف اور نہی منکر کی ہدایت اور علوم کی تعلیم مین مشغول رہے۔ حجاز کے مبارک سفر کی توفیق۔ حرمین شریفین کی زیارت کا سبب ہوئی۔ جب آپ کو حرمین کی بہشت نما زمین سے آب دانہ کی کشش۔ صلہ رحم کی رعایت اور فرزندون کی اور وطن کی محبت کے پردہ مین آکر ہند کی طرف لوٹا لائی۔ تو اس پر آپ ہمیشہ دل ہی دل مین رویا کرتے تھے۔ **بیت**

کے بود یارب کہ رو در یثرب وبطحا کنم	گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

اتفاقاً ہجری سنہ نوسو ننیانوین مین اپنے وطن سے تمام چیزون کو اور تمام لوگون کو خیرباد کہکر بے اختیار تن تنہا حسب مشیت ایزدی ملک مالوہ مین چلے آئے۔ اسی اثنا مین ایکبارگی۔ مدینہ مصطفویہ کی زمین بوسی کا شوق **علی صاحبہا افضل الصلوۃ** آپ کی آرزومند خاطر سے جوش کرا ٹھا عنان اختیار ہاتھہ سے نکل گئی۔ لہذا یورش کرکے ہجری سنہ ایک ہزار مین خاندیس کے راستہ سے احمد نگر دکن مین پہونچے۔ اِس ملک کے فرمان روا برہان الملک نے عرض کیا تو کچھہ کم ایک سال تک یہان پر توقف فرمایا زمانہ کے حسن اتفاق سے یہ بات ہے۔ کہ **راقم** ماجراے درویشان ان ایام مین اس مقام پر فقرا اور فضلا کی خدمت سے فیض حاصل کررہا تہا۔ نیز شعرا اور ظرفا کی صحبت مین بہی شامل نشاط وطرب ہوا کرتا تھا۔ **القصہ** آپ کے تشریف لانے۔ اور درویش کے موجود ہونے نے دونون کو غریبی اور تنہائی کے اندوہ سے نجات بخشی۔ اور چند روز مصاحبت غنیمت سمجھی گئی **بیت**

چند روزے کہ غمت مونس جان بود مرا	خاطر جمع ودل شاد مہمان بود مرا

دوسرے سال جزیرہاے دریا کے عزم پر سامان باندہکر تیار ہوگئے۔ جب بیجاپور پہونچے۔ تو یہان کے حاکم نے نہایت تواضع کے ساتھہ دل ہاتھہ مین لیکر اور تعظیم مالاکلام سے پیش آکر کچھہ مدت تک ٹہیرایا۔ پہر سفر مبارک کا سامان کردیا۔ اور جہاز خاصہ پیش کیا۔ تاکہ صوفیون اور درویشون کی جماعت فراغ خاطر کے ساتھہ حج کرکے۔ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا[۵] کی بشارت سے کامیاب

[۵] جو شخص اس مین داخل ہوگیا۔ وہ امن مین آگیا ۱۲

سو جب حسب دلخواہ مشتاق آنکھیں مدینۃ الحرام کے دیدار سے منور ہوئین - تو آپ نے بقیۃ العمر یہین رہنے
کی نیت کرکے اسی نبوت کے شہر مین گھر اور خانقاہ بنالی - ہرچند سلطان روم کی جانب سے نامہ و پیام آیا
اور منت و معذرت کی گئی - مگر آپ نے سیورغال (معاش کی وجہ معین) قبول نہ فرمائی - اور بقیۃ العمر توکل اور
تسلیم مین گزاردی -

کہتے ہین - آپ کی زیادہ خواہش پر نظر کرکے ایک رات خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والسلام نے
اپنے خدام حرم کو اجازت فرمائی - کہ سید صبغۃ اللہ - ہمارا فرزند ارجمند ہے - عرب اور عجم کے دیگر تمام زائرون
کی طرح نہ سمجھکر اس کو ہمارے حرم سے باہر نہ کرنا - چھوڑ دینا کہ شب جمعہ کو ہماری خدمت مین رہکر صلوٰۃ اور صلوات
صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک ادا کرتا رہے - یہ بھی ہمنے اجازت دی ہے - کہ اپنے یارون مین سے جس کسی
کو چاہے اپنے ہمراہ حرم شریف مین رکھے - جس روز سے کہ حضور نبوی نے خاکیون کی نظر سے عنصری
پیکر کا ظاہری چہرہ حجاب اور عزت کے برقع مین چھپاکر مدینہ وحدت مین خوابگاہ اختیار فرمائی ہے -
اس روز سے آج تک کسی فرد بشر کو ایسی خاص عنایت کا خلعت عطا فرماکر سرفراز نہین فرمایا ہے -
الحمد للہ علیٰ ذلک -

آپ کے کمالات - حالات - اور خرق عادات کتابت کی امداد سے انجام پذیر نہین ہین - اور اس
کتاب کا اختصار مفصل حالات کی برداشت کر ہی نہین سکتا - اس وجہ سے ان معانی کا ادا - ایما - اشارات
اور اجمال کے سپرد کیا جاتا ہے - بالآخر اسی تفویض اور توکل پر استقامت اختیار کرکے ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ
کے کسی مہینے مین مدینہ معظمہ کی زمین امین کے اندر دفن کیے گئے **رحمہ اللہ تعالیٰ -**

یاد شیخ شمس الدین جالندری

آپ ہندوستان کے اندر مشائخ نامدار کے سردفتر - اولیاے کامگار کے سرگروہ - دانش مندان
روزگار کے سرحلقہ - اور صلحاے تقویٰ شعار کے سردار تھے - جس وقت انسانی مظہر - مراتب الٰہی کے ساتھ
متصف ہوتا ہے - تو باعتبار کمال اس کے مدارج مختلف ہوتے ہین اس کمال کے جامعیت کے
بارہ مین آپ فرماتے ہین -

الصوفی مختص ببعض الصفات والاسماء | صوفی کچھ اسما اور صفات کے ساتھ تو خصوصیت رکھتا ہے

فانها لا يليق بجناب العزة تعالى وتقدس
ومتخلق بالاسماء والصفات الالهية
فان الصوفى من كان حزينا فى القلب
عليلا فى البدن دامعا فى العين
خالصا فى العمل جاهدا فى الدعاء
خلقا فى الثوب بائتا فى المسجد رفيقا
مع الفقراء باكيا من الذنوب مونسا
بالرب مزينا بالزهد اكلا للغضب هاديا
لطالب قاريا للقرآن كريما على الخلق
عالما باحكام الشرع ودقائقها
راحما على الناس رحيما عليهم بستر
عيوبهم مالكا على النفس الامارة
متكبرا عن المسئلة خالقا للاخلاق
الحميدة باديا لها بالرتبة خلاقا
للاخلاق الحسنة الكلية مصورا
لافعاله واقواله فى باطنه غفارا
لذنوب رعيته من عبيده وامائه
وهابا على الناس رزاقا لاولاده
ولمن كان فى عياله فتاحا على الخلق مغاليقهم
عليما لعيوب نفسه قابضا على الظلمة
باسطا على الطلبة خافضا للجهلة
رافعا لارباب العلم معزا لاصحاب الحقوق مذلا
للكفرة وللملاحدة سميعا لذكر الله بصيرا

گروہ جناب باری تقدس وتعالیٰ شانہ کی شان کے لائق
نہین ہین اور باقی اسماء صفات آلہی کے ساتھ تہذیب
یافتہ ہوتا ہے۔ پس صوفی وہ ہے جو دل کے اندر حزین
ہو۔ بدن کے اعتبار سے علیل ہو۔ آنکھون کے اعتبار سے
روتا ہوا ہو۔ عمل کی رو سے خالص ہو۔ دعا کے اندر کوشش
کرنے والا ہو۔ کپڑے پھٹے پرانے رکھتا ہو۔ رات کو مسجد مین
رہتا ہو فقرا کا رفیق ہو۔ گناہون کے خیال سے روتا ہو
رب کا مونس ہو۔ زہد کے ساتھ زینت یافتہ ہو غصہ کھاتا ہو
طالب کا ہادی ہو۔ قرآن کا پڑھنے والا ہو۔ مخلوق پر کریم ہو۔
احکام شرع اور ان کے دقائق کا عالم ہو۔ لوگون پر رحم
کرنے والا ہو۔ اور ان پر ان کے عیوب کے چھپانے سے
رحیم ہو۔ نفس امارہ پر مالک ہو۔ سوال کرنے سے تکبر کرتا ہو۔
اخلاق حمیدہ کا خالق ہو۔ نیز رتبہ کے اعتبار سے ان کا
آفرینندہ ہو۔ تمام اخلاق حسنہ کا خلاق ہو۔ اپنے باطن کے
اندر اپنے افعال اور اقوال کی تصویر کھینچنے والا ہو۔ اس کے
لونڈی غلام جو اس کی رعیت ہین ان کے گناہون کو معاف
کرتا ہو۔ لوگون کے اوپر بخشش کرتا ہو۔ اپنی اولاد کا۔ اور جو
اس کے عیال مین ہے۔ اس کا رزاق ہو۔ خلقت پر
اس کی مشکلات کا حل کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کے عیبون
کو جانتا ہو۔ ظالمون کے حق مین قابض اور طالبون کے
حق مین باسط ہو جاہلون کا درجہ پست اور ارباب علم کا مرتبہ
بلند کرنے والا ہو۔ اصحاب حقوق کو عزت اور کافرون اور
ملحدون کو ذلت دینے والا ہو اللہ جل شانہ کا ذکر سنے۔

لاحسانہ حکما علی الخلق بالحق عدلا
فی احوالہ واقوالہ لطیفا فی غایۃ
خبیرًا عن احوال الفقرآء حلیما
عن جواز الناس غفورا للتعدی
الخلق وظلمہم شکورا عن نعم
الہادی علیّا بالہمّۃ حفیظا عن
ارتکاب المعاصی حسیبا لافعالہ
واقوالہ جلیلًا متنزّھا عن
اصحاب الدول رقیبا لرعیتہ
من ظلم الظالم مجیبًا لسوال
السّآئلین واسعا بقوۃ من فی
عیالہ حکیما فی امرہ ودودا
لاصحاب الزّحمۃ مجیدًا فی ورعہ
باعثًا لافعالہ واقوالہ الحسنۃ
شہیدا علی النّاس بالصدق حقًا
فی الطاعۃ وکیلا فی اوامر الدنیا
والدین قویًا فی الذات متینًا فی
العبادات ولیا لارباب الخیرات
حمیدا فی الصفات محصیًا
للحرکات والسکنات الواردۃ
من النفس الامارۃ فی الیوم
واللیلۃ معیدا للصیام والصلوۃ
باعتبار تحقق الشبہات محییًا

اور اُس کا احسان سمجھے۔ مخلوقات کے اوپر حق کے ساتھ
حکم ہو۔ اور اُس کے احوال اور اقوال کے بارہ مین عادل ہو۔
غایت درجہ لطیف ہو۔ فقرا کے احوال سنے باخبر ہو لوگون سے
جو تجاوز ہو جاوے۔ اُسپر حلیم ہو۔ خلقت کے تعدی اور ظلم کا
بخشنے والا ہو۔ اللہ جل شانہ کی دی ہوئی نعمتون کا شکر کرے۔
ہمت عالی رکھے ارتکاب معاصی سے محفوظ رہے۔ اپنے
افعال اور اقوال کا حساب کرتا ہو۔ صاحبان دولت سے
بڑا اور علیحدہ رہتا ہو۔ ظالم کے ظلم سے اپنی رعیت کا محافظ ہو
سائلین کے سوال کا مجیب ہو۔ جو لوگ اُس کے عیال مین ہین
اُن کے رزق مین اپنی قوت سے وسعت دیوے۔ اپنے بارہ
مین حکیم ہو۔ تکلیف والون کا دوست ہو۔ اپنی پرہیزگاری مین
بزرگ ہو۔ اپنے نیک افعال اور اقوال کا باعث ہو۔ صدق
کے ساتھ لوگون کے مقابلہ مین گواہ ہو۔ طاعت کے اندر درست
ہو۔ دنیا اور دین کے کامون مین وکیل ہو۔ اپنی ذات سے قایم
ہو۔ عبادت کے اندر متین ہو۔ ارباب خیرات کا دوست ہو۔
صفات کے اندر محمود ہو۔ جو حرکات اور سکنات دن اور رات
مین نفس امارہ سے صادر ہونے والے ہون۔ اُن کا ضابط
ہو جب شبہات کا ورود ہو۔ تو روزون کے واسطے اور
نماز کے واسطے تیار ہو۔ اخلاق حمیدہ کا زندہ کرنے والا
ہو۔ افعال رویہ کا نیست و نابود کرنے والا ہو۔ روح کے
ساتھ زندہ ہو۔ عبادات باقیات کے واسطے قوی ہو جنات
کا حاصل کرنے والا ہو۔ اغنیا کے سوال سے مستغنی ہو۔
گوشہ کے اندر اکیلا رہتا ہو۔ خلق کے اندر ایک ہو کر رہے

للاخلاق الحميدة مميتا للافعال الرديئة حيًا
بالروح قويًا للعبادات الباقيات اجل الحسنات جلدًا
عن سؤال الاغنياء وحدا بالعزلة احدًا
فى الخلق سمحًا فى حوائج الرعية مقتدرًا
بالقدرة الالهية مقدمًا لحوائج الناس مؤخرًا
لحوائج النفس اولًا فى الاتيان بالاوامر واخرًا
فى الخروج عن المسجد ظاهرًا فى الفرائض باطنًا
فى النوافل عاليًا على النفس متعاليًا على الخلق
بكثرة الطاعات برًا فى المعاملات توابًا فى عصيان
العصاة منتقمًا من النفس عفوًا من الناس رؤفًا
على الصغراء مليكًا على النفس بجميع اوامره
هاديًا للخلق الى الطاعات غنيًا عن الناس معطيًا
للسائلين سؤالهم مانعًا للنفس عن ارتكاب
المعاصي مبتدئًا فى الخيرات نافعًا للغير نورًا
لاصحاب الضلالة بالافعال الحميدة وارثًا فى الارض
بالصلاحية راشدًا لاصحاب الارادة شديدًا لهم
عن ظلم الخلق حافظًا لحقوق اصحاب الوعظ وعند هذا
ظهر سر تخلقوا باخلاق الله وهذا معنى ما اشتهر
من الامام الغزالي قدس الله تعالى روحه ان
للعبد شركة فى كل اسم وصفة من اسماء
الربوبية وصفاتها ولعل امرًا هو غير واصل
بالله تعالى شانه وتعالت آياته و
تقدست اسمائه وصفاته

رعیت کی کاربر اری مین راجع ہو - الٰہی قدرت کے اندر صاحب
مقدرت ہو - لوگون کی ضروریات کو آگے رکھے - اپنی
ذاتی ضروریات کو پیچھے ڈالے او امر کی تعمیل مین اول ہو -
مسجد سے باہر نکلنے مین آخر ہو - فرائض کو ظاہر طور ادا
کرے - نوافل مخفی پڑھے - اپنے نفس کے اوپر غالب ہو
خلق کے اوپر کثرت طاعات مین ور ہو - معاملات مین
نیک ہو - عاصیون کے عصیان پر توبہ قبول کرے - اپنے
نفس سے انتقام لیوے - اور لوگون کو معاف کرے - چھوٹون
کے اوپر مہربان ہو - اپنے جمیع امور مین نفس کے اوپر مالک
ہو خلق کو طاعت کی طرف ہدایت کرے - لوگون سے غنی
ہو - سائلین کے سوال پورے کرے - نفس کو ارتکاب
معاصی سے باز رکھے - خیرات کا عمل نئی نئی طرح سے کرے
غیرون کو نفع پہونچاوے - گمراہون کے واسطے افعال حمیدہ
کے ذریعہ سے نور ہو - زمین پر صلاحیت کے ساتھ وارث
ہو - اصحاب ارادہ کا مرشد ہو - اون کو ظلم خلق سے بیک ہدایت
دیوے - اصحاب وعظ کے حقوق کا محافظ ہو - اور مذکورہ
بالا اعمال پر عمل کرنے سے ایسے اسرار ظاہر ہوگئے ہین جن
کے سبب سے اہل تصوف الٰہی اخلاق سے متصف ہوگئے
ہین - اور یہی معنی امام غزالی سے پہونچے ہین - قدس اللہ تعالیٰ
روحہ کہ بندہ ربوبیت کے اسما اور صفات مین سے ہر ایک
اسم وصفت مین شرکت رکھتا ہے - اور نیز بعد بھی اس
اعتبار سے رکھتا ہے - کہ اللہ جس کی شان اور آیات عالی مین
اللہ جس کے اسما اور صفات پاک ہین اُس کو ہو بہو نہین سکتا ہے -

یاد شیخ جلال واصل رحمۃ اللہ

آپ کالپی کے باشندہ - مولانا خواجگی بخوی کی نسل سے - اور حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے ہین - آپکے دل کا سویدا - مشاہدہ اور مراقبہ کا مرکز اور آپ کا باخبر ضمیر معارف اور مواجید کا مزرعہ تھا آپ کی باصفا آنکھون کو انکشاف[1] کے روز مین احدیت کے آفتاب سے اور استتار کی رات مین وحدت کے چراغ سے بینائی ملتی تھی - سرود وسماع کی بزم پر آپ عاشق تھے - آپ کے وجد اور حالت کا سوز - قلوب کی استعداد اور قابلیت کے موافق - حاضرین انجمن مین سرایت کر کے ان کو خودبینی سے رہائی دیتا تھا ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا - کہ آپ کے جسمانی آئینہ مین اسم محیی کے جمالی انعکاس کے جگہ اسم ممیت کا جلالی عکس نمودار ہوا - عیال کا مسکن - عبادت کا حجرہ - اور عاقبت کا مرقد زمین کالپی مین ہے - آپکے فاضل اور اہل فصاحت فرزند موجود ہین - خدا کرے - اِن کو آباے کرام کے مکاشفات کی ترقی نصیب ہو - سب سے بڑے شیخ افضل تھے - درحقیقت یہ اپنے وقت کے علما مین افضل تھے - پدر بزرگوار کے بعد ان کو عالم فرق مین قیام کے لئے دو سال کی مہلت ملی - پھر ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین عالم جمع کی جمعیت آباد کو کوچ فرمایا - دوسرے فرزند شیخ اجمل جمیلی تخلص ہین - فارسی شعر مین ان کی مشق پختگی کے درجہ کو پہونچ گئی ہے - تیسرے فرزند شیخ معین الدین ہین - فضیلت اور دانش مندی کا فروغ ان کی پیشانی مین تابان ہے - درویشی کے طریقہ مین ثابت قدم ہین - توکل - تسلیم - عزلت - خلوت - گزشتگی - اور بے نیازی کے طریقے کمال کے ساتھ رکھتے ہین - خدا کرے - اکملیت کے درجہ کو پہونچین -

یاد شیخ بابو سندھی

محبت اور حیرت کے بیابانون مین تنہا قدم آپنے ہی کہا ہے - فنا کے صحرا - اور بقا کی شاہراہ کے اندر چلنے مین آپ کو آندھی یا بگولہ کہنا ناموزون نہین ہے - شیخ لشکر محمد عارف شطاری کے اچھے مرید ہین - شہر برہان پور کے اندر سندھیون کے محلہ مین آپ کی عبادت کا حجرہ تھا - جب حجرہ مذکور دونون طرف سے گر گیا - اور اُس کی مرمت کا ارادہ دل کے اندر مستحکم ہوا - تو آپنے چاہا - کہ راقم گزارے اس بارہ مین مشورہ کے

[1] انکشاف اور استتار - اصطلاحات صوفیہ مین مقامات کے نام ہین ۱۲ -

طور پر کچھ بات چیت کریں - اور اس ذریعہ سے پریشانی خاطر دور فرماویں اسی خیال کے اندر ناگاہ یا اندیشہ ہوا - کہ اولاً اس باب میں استخارہ کرنا درویشوں کی حالت کے اعتبار سے بہتر ہے - مثنوی منطق الطیر ہاتھ میں تھی - اُس کو تفاول کے طور پر کھولا - یہ ابیات برآمد ہوئیں - **ابیات**

گلخن ست این جملہ دنیاے دون	قصر تو چندست ازین گلخن کنون
قصر تو گر خلد جنت آمدست	با اجل زندان محنت آمدست
گر نبودی مرگ را برخلق دست	لائق افتادے درین منزل نشست

ان واقعات کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے - کہ اس کے بعد ہر چند تعمیر درو دیوار کے واسطے التماس کی آوازیں بلند کی گئیں - لیکن قبولیت کا درجہ نہ ملا - اور ہجری سنہ ایک ہزار تین سے لیکر مزار کی عمارت تیار ہونے تک جس کا سنہ ایک ہزار پندرہ ہے بے درو دیوار اُسی ویران گھر میں عمر گزاری - **بیت**

در این خانہ بے بوم ست غوثی از خرد نبود	بپاس متاعش رخنۂ دیوار بربستن

یاد شیخ بدھا طیب بہاری

آپ اپنے زمانہ میں ظاہری معلومات کی - اور رسمی علم کی مجلس کے ہم نشینوں میں سر حلقہ - اور معنوی وحقیقی محفل کے محرموں کے اندر قطب تھے محقق دانشوران ہند - مولانا حاتم سنبلی فرماتے تھے شیخ بدھا کی بزرگی اور شان کے بارے اکثر بزرگان وقت کی طاقت کی پشت خم تھی - ان میں سے چند بد اندیش سیاہ باطن لوگ - آپ کی خداداد رونق توڑنے کے واسطے ہمیشہ فلک سے بہانہ دریافت کرتے تھے - کیونکہ وہ بھی خمیدگی پشت میں اس جماعت کی مثل ہے - اور فرمان روایان ملک - دولت کے نشہ اور خود بینی کی مدہوشی میں سرشار ہوتے ہی ہیں - ان کے ساتھ وہ لوگ موافق ہو کر قرار دیتے تھے - کہ امتحان کی انجمن ترتیب دیجاوے تاکہ جو دعوی بلا برہان رکھتے ہیں - وہ الزام اور انفعال کے گوشہ میں خاموش ہو کر بیٹھیں اور ہر ایک کی حقیقت کا جوہر کھل جاوے - چاہتے تھے کہ اس حیلہ سے شیخ کی بات میں فرق پیدا کریں - ہر چند یہ منصوبے - زمانہ پرستوں کی خواہش کی بساط پر مکرر بچھائے گئے - لیکن کسی شخص کو کسی مجلس میں آپ کے ستین کلام میں معارضہ اور نقص کے طور پر بات کرنے کی گنجایش نہیں ملی بلکہ معرفتوں کے بیان کرنے کی قوت - آپ کی ذات شریف کے سوا - دوسرے کو میسر ہی نہیں ہوئی - اور تمام امتحانات کے مقامات سے

آپ نے فتح اور فرخندگی کے ساتھ اپنے مکان کو بازگشت فرمائی - نتیجہ اِس کا یہ ہوا - کہ حاضرین انجمن نے آپ کی گفتار کے شاہوار موتیوں سے سَمِعنَا وَ اَطَعنَا[۵۱] کا گوشوارہ بنا کر ارادت اور اطاعت کے کان مین پہنا - اور ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگائی - حافظ

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دُرد کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

یاد شیخ بدھا حقانی جونپوری

آپ شیخ بدھا طیب بہاری کے ہم نام ہین - علوم متعارفہ کے اندر آپ کے مطالعہ سے فنون کے اعتراضات اور مشکلات حل ہو کر بالکل روشن ہوجاتی تھین - چونکہ آپ کی صحبت سے حق ثابت اور باطل معدوم ہوجاتا تھا - آپ سخن حق کو خلا وملا مین پوشیدہ نہین رکھتے تے - اور بلند آواز کے ساتھ - نماز کی اذان کی طرح لوگون کے کان مین پہونچاتے تے - اسواسطے آپ حقانی لقب کے ساتھ مشہور ہوئے - باطنی کمالات کا کسب شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کی خدمت باعظمت سے کیا تہا - آپ کا امر مطلب کو قُل جَآءَ الحَقُّ وَ زَهَقَ البَاطِلُ ۖ اِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا[۵۲] تہا -

اراد بالحق ههنا الاسلام والدین و بالباطل الکفر والشرک والحق المطلق هو الموجود والحق المقید ما کان حسنا فی العقیدة والفعل والنطق والباطل نقیض الحق والله حق علی معنی انه موجود وانه ذو الحق وانه محق الحق یقال الحق ما کان لله والباطل ما کان لغیر الله ویقال الحق من الخواطر ما دعی الی الله والباطل ما دعی الی غیر الله

اس مقام پر لفظ حق سے مراد اسلام اور دین ہے - اور باطل سے مراد کفر اور شرک - مطلق حق موجود ہے اور مقید حق وہ ہے - جو عقیدہ مین - فعل مین - اور نطق مین نیک ہو - اور باطل نقیض حق ہوتا ہے اور اللہ حق ہے اِس اعتبار پر کہ وہ موجود ہے - اور وہ ذوالحق ہے - اور وہ احقاق حق کرنے والا ہے - یہ بہی ایک قول ہے کہ حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو - اور باطل وہ ہے جو غیر اللہ کے واسطے ہو - اور یہ بہی ایک قول ہے کہ منجملہ خواطر حق وہ ہے جسکا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور باطل وہ ہے جس کا رخ غیر اللہ کی طرف ہو

[۵۱] - ہمنے سنا - اور قبول کیا - [۵۲] (اے پیغمبر لوگون سے) کہدو - کہ (بس دین) حق آیا اور (دین) باطل نیست ونابود ہوا - اور (دین) باطل نیست ونابود ہونے والا ہی تہا ۱۲ منہ

یاد شیخ دولت ابن شیخ عبد الملک منیری

آپ علم آموز۔ عمل اندوز۔ دانش گستر۔ اور بینش پرور تھے۔ جب آپ حروف کی اور کتابی نقوش کی شناسائی۔ مسائل اور مقاصد کتب کی تحصیل۔ میان بدن منیری سے کر کے۔ ظاہری آراستگی کمال درجہ پر کر چکے۔ تو رسمی ارادت کے مراسم بھی میان بدن کی خدمت مین ہی ادا کیے۔ جب رہنمائی کی بدولت سلوک کے بازون سے۔ طریقت کا راستہ چل کر۔ درویشی کی منزلین اور مقامات طے فرمائے اور تلوین[۱] احوال کے گرداب سے نکل کر ساحل تمکین کے عالی مقام کو پہونچے۔ تو خلافت کا خرقہ۔ اور اجازت کا فرمان بھی ملا۔ آپ کی مانند فطرت مین۔ فراست مین۔ فنا مین اور نفس پر فیروزی پانے مین۔ میان بدن کے ہان دوسرا کوئی خلیفہ اور شاگرد نہین تھا آپ کی درس کے حلقہ مین یہ اصحاب حاضر ہوتے تھے۔ شیخ اجمل۔ شیخ عبد الکریم۔ سید احمد بہاری۔ شیخ احمد چشتی جو حضرت گنجشکر کی نسل سے ہین شیخ خلیل پٹنی۔ جن کے نام سے موضع نوادہ منسوب ہے شیخ حافظ سارنی۔ شیخ یعقوب۔ جن کے نام ایک مدت تک دار الخلافہ آگرہ کی قضا کا عہدہ رہا۔ اور نیز اس جماعت کی مثل دیگر بزرگان نامور بھی حاضر ہوتے تھے۔ اس حلقہ مین آپ مثال مرکز تھے۔ شاہ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست ابن شیخ قاضن شطاری کی خدمت اور ملازمت سے بہت کچھ کامیابی اور فیض حاصل ہوا تھا۔

آپ کی ایک سرگزشت بطریق اختصار اس طرح پر ہے۔ کہ ایک روز ایک امر مشروع کی تقریب سے آپ قلعہ رہتاس کی طرف گئے تھے۔ اثنای راہ مین ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا۔ میری لڑکی کے کار خیر (شادی) کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ جس نے مجکو سوال پر مجبور کیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ سے مین الٰہی بخشش کا فروغ مشاہدہ کرتا ہون۔ لہذا آپ میرے حق مین کیا فرماتے ہین۔ آپ نے مرحبا کہکر خادم کو فرمایا۔ جس قدر نقد جیب مین موجود ہو۔ اس سائل کے سامنے رکھدو۔ خادم نے عرض کیا۔ ایک سَو درم مسکوک موجود ہین۔ اگر ارشاد ہو۔ تو توکل کے لائق بچا کر باقی اس سائل کو دیدون۔ آپ نے فرمایا۔ غم نہ کرو۔ کل کا آنا اور روزی کا پہونچنا۔ دونون ساتھ ساتھ ہین۔ کوئی فردا ے روزی کے نہین

[۱] تلوین اور تمکین اصطلاحات صوفیہ مین دو مقامات کا نام ہے ۱۲

ہو گی - تمام نقد بغیر توڑے ہوڑے اس شخص کو دیدو - ہنوز وہ شخص نقد مذکور لیکر ایک تیر کے فاصلہ پر نہین گیا تھا کہ وہ سوار اُسی طرف سے دوڑتے ہوئے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور بیس دینار زر سرخ - یومیہ فردا کے نام سے پیش کئے - اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح چمک کر نظر سے غائب ہو گئے -

دیگر قاضی عبداللہ نامی ایک عالم قصبہ منیر مین رہتے تھے - مشائخ طریقت کی راہ و روش - بیعت خلافت - اور خرقہ پوشی ہے - اس سے انکار کرتے تھے - ایک رات قاضی صاحب کو عالم خواب مین معلوم ہوا کہ کوٹھہ کے اوپر مخدوم شیخ شرف الدین شیخ احمد چرم پوش - مولانا عبدالرحمن جامی - اور امیر خسرو بیٹھے ہوئے معرفت کی باتین کر رہے ہین - اور فقیر اور شیخ دولت ہم دونون نیچے کھڑے ہوئے ہین - مولانا جامی نے ہمنشینون سے شیخ دولت کے اوپر چڑھ آنے کے واسطے اجازت لے لی - جب شیخ دولت اوپر چلے گئے - تو اُنہون نے کہا - قاضی عبداللہ بھی حاضر ہین - حضور کی خدمت کی اُن کو آرزو ہے - شرف الاولیا نے فرمایا - یہ ازل سے سائل کے حوالہ ہین - اپنا مرید کر لینا چاہیئے - چنانچہ شیخ دولت نے حسب اشارہ میرے سر کے تھوڑے سے بال مقراض سے کتر لئے - اور مراسم ارادت ادا کئے - صبح کو جب مین مراسم ارادت بجالانے کے لئے شیخ کی ملازمت مین گیا - تو مسکرا کر فرمایا - عبداللہ تکرار بیعت کی حاجت نہین ہے - اس بارہ مین مشائخ کی رسمین جو کچھہ تھین رات کو ادا ہو چکی ہین - یہ پوشیدہ بات سنکر سخت حیرت مین رہا - بالآخر شجرہ اور ٹوپی جو ظاہری ارادت کا قاعدہ ہوتا ہے - لے کر اعتقاد اور اخلاص سے خوش اور سیراب ہو گیا -

کہتے ہین شیخ دولت کی تمام عمر آسمانی روزی پر گزری - اُس ملک کے حکام اور فرمان روا - آپ کے ساتھہ معتقدانہ سلوک کیا کرتے تھے - اور بار بار سیور غال (معین وجہ معاش) قبول فرمانے کے لئے التماس کرتے تھے - لیکن اُن سے آپ کی فاقہ دوست اور فقر پرور طبیعت نے لینا گوارا نہین کیا - اور مضمون التماس پر کان ہی نہین دیئے - بلکہ زمانہ سابق کے فرمان اور اسناد جو اراضی کے بارہ مین آپ کے آبا و اجداد کے پاس تھین - اِن سب کو لپیٹ کر آپنے آگ دکھا دی - اور دل کو وافوض امری الی اللہ[۵] کے سپرد کر کے اس سرچشمہ سے شاداب کیا - کہتے ہین - جب آپ کے گوشۂ خلوت مین اسم **القابض** کی تجلی سے دل کے اوپر تنگی اور تیرگی کا پرتو پڑتا تھا - تو دور دراز جنگل بیابان کی طرف جو آپ کی عمر کے اعتبار سے زیادہ دور ہوتا تھا - تنہا چلے جایا کرتے تھے - اور چند روز ایسی جگہہ مین جہان سراغ

---

۵ مین اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہون ۱۲

نہین لگ سکتا تھا۔ مراقبہ مین مشغول ہو جاتے تھے۔ تاکہ سابقہ تجلی اپنے مقابل کی طرف تبدیل ہو جاوے۔ بیت

تا کے چو گنج غوثی ویرانہ دوست باشی		شد سودہ در رہ تو پاے سراغ مردم

جب کامل طور پر انشراح پیدا ہو جاتا تھا۔ تب آپ اپنے مقام کو معاودت فرماتے تھے۔ جب آپکو پیری نے آدبایا۔ تو استغراقی حالت نے آپکے تمام اوقات کو گھیر لیا۔ لوگ نماز کے وقت کلمہ حق حق کہتے تو تب کہین ہستی کا ادراک **لاتعین** کے مرتبہ سے نزول فرماکر اس تعینی مظہر کے ساتھ تعلق پکڑتا تھا۔ اور اس وقت **ماھوالمکتوب** کے ادا کرنے مین مشغول ہوتے تھے۔ ایک سو سات برس کی عمر اسی مستقل نشست و برخاست کے ساتھ پوری کر کے ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس کے کسی مہینے مین ربانی بہشت کی سیر کے واسطے چلے گئے۔ خوابگاہ منیر۔

یاد شیخ محمد ابن فضل اللہ

آپکی زاد بوم گجرات ہے نشو و نما دارالامان احمد آباد مین پایا ہے تسلیم۔ توکل۔ تقوی۔ اور ظاہری و معنوی علم کی فضیلتون کے مالک ہین۔ رسمی علم مین وجیہ الملۃ احمد آبادی کے شاگرد۔ اور طریقت مین شیخ ماہ بیر پوری کے مرید اور خلیفہ ہین جن کو خلافت کا خلعت اور اجازت کا خرقہ شیخ من اللہ عرف شیخ اوہن۔ ابن شیخ بہاءالدین جونپوری کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ محمد۔ محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی کے دور دولت مین گجرات سے خاندیس مین آئے ہین۔ اور برہان پور مین مسجد اور خانقاہ بنائی ہے۔ ہمیشہ حدیث۔ تفسیر۔ اور دیگر دینی علوم کی درس مین مشغول رہتے ہین۔ بہت سے طالب آپکی رہنمائی کی برکت سے حق شناسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین۔ آپ ازبس کہ روضہ نبوی **علیہ السلام** کی زیارت پر والہ و شیفتہ ہین۔ اسواسطے ہر سال اپنے وطن سے جہاز کے موسم پر دیوانہ وار لنگر دریا کے کنارون پر پہونچ جاتے ہین۔ اگر کوئی مانع پیش آجاتا ہے۔ تو آیندہ موسم تک صبر کرتے ہین۔ ورنہ اپنے مطلوب مقصد کی طرف متوجہ ہو کر روانہ ہو جاتے ہین۔ اسی طریق سے کئی دفعہ سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے۔ اور حرمین شریفین کے طواف سے دونون جہان کی سعادت حاصل کر کے اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ ہمت کا قدم سنت کے راستہ مین استواری کیساتھ رکھکر

صراط مستقیم پر چل رہے ہین - سماع وسرود کی طرف میلان نہین کرتے ہین - اور ماہ ربیع الاول کے اولین بارہ روز مین روزمرہ رات کو حدیثین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین عربی اور فارسی قصیدے - ذاکرین کی جماعت - آواز حزین کے ساتھہ پڑہتی ہے - اور جو کچھہ آپ کی بساط مین ہوتا ہے وہ اُن ایام مین حلوے - عطریات - اور صلحا - فقرا مجلس میلاد کے ذاکرین اور حاضرین اِن اصحاب کی خدمت کرنے مین صرف ہوجاتا ہے - اور کوڑی پیسہ جو کچھہ آپ بچاتے ہین - اُس کا سبب اِن چند روزون مین انہین چند مبارک ایام کا خرچ ہے - یا کسی معتمد شخص کے ہاتھہ حرمین محترمین کو بہیج دینا - جو لیجا کر اُس ملک کے فقرا کو تقسیم کردیوے - اِن دو اہم کامون کے سوا دوسری آرزو - اشیا کے جمع کرنے اور لینے کی نہین ہوتی ہے آپ کی عمر عزیز اس ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین ستر کو پہونچ گئی ہے - امید ہے - کہ باقی ماندہ سنوات گذرے ہوئے سنوات سے زیادہ ہونگے - آپ کے کامگار اور ذی معرفت متعدد فرزند اور مرید ہین - اللہ تعالے جل شانہ سب کو مرشد کے بلند مرتبہ پر پہونچاوے -

شیخ اودہن - جو شیخ ماہ کے پیر تہے - مشائخ وقت کے انیس - اولیاے زمانہ کے جلیس اور بزرگان دین دولت کے اندر رئیس تہے - کہتے ہین - مولانا علاءالدین محمد لاری - نوع انسانی کے بڑے جوہر شناس اور دقائق سخندانی کے بال کی کہال نکالنے والے تہے - فرماتے تہے شیخ اودہن - اپنے زمانہ مین بے نظیر ہین - مولانا محمد بر غلی کے بہائی مولانا حافظ برغلی کو جنت آشیانی کی رکاب مین جب ہجرت کی توفیق نہین ہوئی - اور جونپور مین رہ گئے - تو ارادت مندان شیخ اودہن کے حلقہ مین داخل ہو کر ہمیشہ ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تہا - علی ہذا القیاس جنت آشیانی کے امیر اعظم اور عالی فطرت خان زمان علی قلی نے جب ہجری سنہ نوسو پینسٹہہ مین جونپور کو افغانون کے قبضہ سے نکال لیا تہا تو شیخ اودہن کی خدمت مین حاضر ہو کر بہت کچھہ مراسم عقیدت مندی ادا کئے تہے - القصہ ہر قسم کے لوگون نے اپنی گردن شیخ اودہن کی ارادت کے طوق مین دے رکہی تہی - تمام اقسام عمر کے حقوق کافی طور پر حاصل کرکے اطوار زندگانی کی حقیقتین معلوم کی تہین - بعدہ ہجری سنہ نوسو بہتر مین حقیقی محبوب کے وصال کی مجلس مین جا داخل ہوئے - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ عبدالحق محقق تخلص

آپ حقی تخلص - قادری مشرب - دہلوی مسکن - علوم متداولہ اور فنون متعارفہ کے دقیقہ شناس -

عالم ارواح کی ام الکتاب اور عالم اجسام کے موالید نامہ کی رموز سے واقف ہین۔ سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے کسی قدر خجستہ حالات۔ جو کسی تذکرہ نویس کی سابقہ گزارش کے بدون راقم گلزار کی
صور علمیہ مین۔ عیان کے تختے پر لکھتا ہون۔ ہجری سنہ نوسو پچانوین کے آغاز مین سفر حجاز کے شوق کے
جذبات آپ کو اپنے وطن سے نکال کر مالوہ کے راستہ سے بندر گجرات کی طرف لے آئے۔ ان
ایام مین مرکز مدار مردمی و مروت۔ مہر سپہر مجد و مکرمت۔ مروج مراسم ملک و ملت۔ بزرگ کوکہ عرش
آستانی اکبر شاہ۔ حاکم ممالک صوبہ مالوہ۔ مرزا عزیز محمد الملقب بہ خطاب اعظم خان مدظلہ۔ شہر اُجین مین
بطریق قیام تشریف رکھتے تھے۔ جب آپ مرزا کی ملازمت اور اجازت سے راستہ چل کر دار العزة
منڈو (مانڈو) مین آئے۔ تو اون ایام مین راقم گلزار نے بھی آپ کے با فروغ دیدار سے بہت کچھ
فیروزی اور فرخندگی کے فوائد حاصل کئے تے۔ بالآخر آپ گجرات مین ایسے وقت پہونچے۔ کہ موسم جہاز گزر
چکا تہا۔ میرزا نظام الدین احمد اُس صوبہ کے بخشی تے۔ انہون نے بے حد التماس کر کے آیندہ موسم تک
ٹھیرایا اور نہایت خواہش کے ساتھ آپ کی خدمتین انجام دین۔ پھر جب دوسرا سال آیا۔ تو الٰہی مشیت کی
کارسازی سے آپ حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے۔ وہان پر مکہ معظمہ مین شیخ علی متقی کے
خلیفہ اور جانشین شیخ عبد الوہاب رہتے تے۔ ان کی سعادت تلقین سے خلعت پایا۔ اور نیز اس معلی
مقام کے دیگر عالی اسناد بزرگون سے بھی کتب احادیث کی تصحیح فرمائی۔ القصہ بطولہا جب آپ
مراجعت کر کے اپنے وطن مالوف مین پہونچے۔ تو خلوت اور وحدت کی حلاوت نے سیر و سیاحت کا اندیشہ
عزم کے مذاق مین تلخ کر دیا۔ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے۔ آپ ہمیشہ صبر و سکون
کا بالون آسودگی کے دامن مین لپٹا ہوا رکھتے ہین۔ اور ہمیشہ طالبان علم و عرفان کے درس اور تلقین مین
مشغول رہ کر اپنے بابرکات اوقات کے عامر ہین۔ اور با اینہمہ الحمد للہ آپنے اس فرصت کے اندر عالم
باطن کی پردہ نشینون کی تصویر بھی قلم کی نقاشی سے کھینچ کر کتب تصنیف کو معرفت بیانی کے تصویر خانہ
مین جگہہ دی ہے۔ بالخصوص تذکرہ مشائخ جو اخبار الاخیار کے نام سے نامزد ہے۔ اس کتاب کی
خوبیان۔ تعریف کے قالب مین نہین سما سکتی ہین۔ چونکہ آپنے اس تذکرہ کے ضمن مین اپنے آبائے کرام او
اقربائے عالی مقام اور حضرات مرشدین کے باحقیقت حالات تحقیق اور تفصیل کے ساتھ لکھے ہین۔ اسواسطے
راقم نے اس حاصل الاختصار نسخہ مین صدر الذکر حالات کا اعادہ نہین کیا۔ بلکہ تمنّاً نہرست کے طور پہ

اورعنوان کی طرح - اس عزیز ماجراین سے چند حرف لکھے ہین آپ کے عالی فطرت فرزندان رشید سب کے سب دانشوری اور سخندانی کے درجہ کو پہونچکر راہ طریقت پر چل رہے ہین - خداکرے - پدر بزرگوار کی مشاطگی سے سب کی عمر دن کی نوعروس - علم و عمل کے زیور سے - ہمیشہ روز افزون بناؤ سنگھار کے ساتھ جلوہ گر رہے -

یاد مولانا محمد رضا

آپ شکیبی تخلص - اور خواجہ عبد اصفہانی کے فرزند ہین - فنون معقولہ کے مسائل کے ذاکر اور طبقات سلف کے اُن حالات کے بیان کرنے والے ہین جو اصحاب سیر و تاریخ کی کتب مین مسطور ہین - آپ فارسی شعر کو اعلیٰ درجہ پر پہونچاکر فن انشا مین آثار اُستادی - ظاہر کرتے ہین - اور جو کچھ آپ کی معنوی خوبیان ہین - وہ الفاظ اور تعبیر کے کالبد مین نہین آسکتی ہین - کسی قدر آپ کے حالات بیان کئے جاتے ہین - آپ کے مورثان اعلیٰ خواجہ عبداللہ نامی کی پاک نسل سے ہین - جن کے باکمال حالات - نفحات الانس مین حقائق پناہی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نے لکھے ہین - خواجہ عبداللہ امامی خواجہ امین الدین حسن کے فرزند ارجمند تھے اور خواجہ امین الدین حسن وہ ہین - جن کے مبارک نام پر لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل موشح کی تھی - یہ دو بیتین اسی غزل مین سے ہین حافظ

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ	نہ میل لالہ و نسرین نہ برگ نسترن دارم		
بر ندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع لیکن	چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم		

دوسرے یہ ہے - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چار کے آغاز مین آپ خانخانان مدظلہ کی سپہ سالاری کی ملازمت مین دکن کی یورش پر عازم ہو کر آئے تھے - مولانا نظیری نیشاپوری - بوبقلی بیگ انیس ملا حب علی سندھی - شریف کاشی - ملا کامی سبزواری ملا بقائی - یہ تمام اصحاب - اور نیز اہل سخن کی دیگر جماعت بھی رفاقت مین تھی - یہ جملہ اصحاب مندو (مانڈو) کے راستے سے گورے مجبور راقم کا غریب خانہ ہے - روحانی شناخت تو اول ہی سے تھی بحکم اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ اب یہ موقع آیا - تو صدر النگر شناسائی - غیب کے تہ خانے سے نکلکر وجود کے جلوہ گاہ مین آئی - اور پھر دونون جانب سے ہوئی اس کی پرورش - لہذا نوزادگی کے درجہ سے اوبھر کر کمال کے درجہ کو پہونچی لیکن اس تربیت کی معین

معرفت کے جسم پر مفارقت کی بیماری مکرر عارض ہوئی - الحمد للہ کہ بغیر آفت دیکھے ہوئے - ہر دفعہ مرض مفارقت صحت قرب کے ساتھ تبدیل ہوتا رہا - القصۂ بطولہا ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین پھر آپ کا عبور منڈو (مانڈو) پر ہوا - چونکہ ایک مدت کے بعد اوبت ملاقات پہونچی - اور یہ وقت وہ وقت تھا - کہ راقم مشائخ وقت اور بزرگان عصر کے باصفا حالات لکھ رہا تھا - لہذا گزرے ہوئے خاص خاص واقعات دریافت کئے گئے - فرمایا -

" ہجری سنہ نوسو چونسٹھ مین میری علمی صورت - عالم عین مین آئی - جب زمانہ ہوش آیا - تو کچھ علوم تو شیراز مین - اور کچھ اپنی زاد بوم مین تحصیل کرکے - مطالعہ کے ذریعہ سے عبارت پڑھنے مین مہارت پیدا کی - جب عمر نے چونتیس سال کی بساط پر قدم رکھا - تو کلام کا وزن برابر کرنے کا ملکہ پیدا ہوا - اور جوانی سے قوت جسمانی بخشی - اس بنیاد پر سیر ہندوستان کی ہوا - سر مین بھری - فرمان دل کی اطاعت کرکے اپنے مکان سے لار ہوکر ہرمز مین آیا - ہرمز سے بندر چیول کی کشتی مین بیٹھکر دریا پار کے کنارہ آ - اوترا - یہان سپہ سالاری کی ملازمت کا شوق مجکو کشان کشان احمد آباد گجرات مین لے گیا - ان ایام مین نواب کام بخش دار الخلافہ شاہنشاہی مین تشریف رکھتے تھے - لہذا جس طرح سے ممکن ہوا - احمد آباد سے روانہ ہوکر اپنے تئین نواب منظلہ کی گرامی خدمت مین پہونچایا - ہنوز مین اپنے دامن سے گرد راہ نہین جھاڑنے پایا تھا - کہ ہمرکاب دولت تنہ کے لشکر مین فوراً جانے کا عزم بالجزم ہوگیا - الٰہی تائید شامل حال تھی کہ فتح کا چہرہ نظر آیا - اور اُس صوبہ کا والی میرزا جانی جو تھا - اوس کو ہمراہ لیکر شاہی دربار مین حاضر ہوا - انہین ایام مین دکن کی لڑائی بھی حسب مشیت ایزدی نواب کی خدمت مین بھگتنی تھی - سو بلا توقف اودھر روانہ ہونا پڑا - قصہ کوتاہ ہجری سنہ ایکہزار چھ مین بہیں معہود کی لڑائی کے بعد حسب قرارداد یہان سے فارغ ہوکر لشکر سرونج مین آیا - ناگاہ خون شکم کی بیماری عارض حال ہوئی - یہان تک کہ دوست زندگی سے نا امید ہوکر اخروی سفر کے سامان مین مشغول ہوئے - اس حالت مین یہ ارادہ مصمم ہوا - کہ اگر صحت حاصل ہوجاوے تو آیندہ دنیا کے کام کو ہاتھ نہین لگاؤن گا اور اخروی سامان کو راہ حجاز مین صرف کرون گا - اسی لحظہ سے شفا کا ستارہ طلوع ہوکر اونچا ہونا شروع ہوا - چونکہ تعلقات کا سلسلہ بے انتہا مستحکم تھا -

اسواسطے شمسی چہرہ دور بین تدبیرین کرتے کرتے بتدریج منقطع کیا - اور دل کو کامل طور پر دنیاوی
گرفتاری اور آلایش سے نجات دی - پہر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین حجاز کے مبارک
سفر کا ارادہ ہوا - تین سال کے اندر دشواریان اور سختی کی گہاٹیان طے کر کے - اس باسعادت
سفر کو انجام دیا - وہان سے مراجعت کر کے بندر سورت کے کنارہ پر اُترا - جب برہان پور
مین پہونچا - تو وہی خانخانان کی محبت کی زنجیر آزادی کے پانون مین پڑگئی - بے اختیار
ایک مدت تک ملازمت مین جس طرح مقدر تہا - بسر کیا - چونکہ یہ بات تجربہ مین آچکی ہے - کہ
جو کام صفاے طبیعت کے ساتہہ کیا جاوے - اُس کی تاثیر ضرور ہوتی ہے - لہذا ہجری
سنہ ایک ہزار اُنیس مین نواب نے میری گوشہ نشینی کی درست خواہش پر اطلاع پائی
اور آزادی کی اجازت دیکر اندرونی ناسور پر مرہم رکہا - اور جہانگیری عالی شان دربار سے
سیورغال جو درویشانہ معیشت کے واسطے مکتفی ہو - لیکر دہلی مین گوشہ اختیار
کر لیا ہے "

اب آپ صدارت کا خلعت پہنکر فقراے دہلی کی خدمت مین فراغ دل سے خداکے ساتہہ
مشغول ہین اللہ تعالیٰ آپ کو نشاط حضوری نصیب فرماوے **ایہا السامعون** ان ایام مین خانخانانی
انجمن کے اندر - اور سپہ سالاری کی مسند پر صاحب مجلس کی توجہ سے سخن سنج اور عالی فطرت آدمیون کا ایک
ایسا دائرہ فراہم ہوا تہا - کہ اگر ایران اور توران جیسے بڑے بڑے ملکون کے سلاطین کوشش کرین - تو
ایسی خوبی اور خوشی کی جامع مجلس کو برسون مین ہی منعقد نہ کرسکین - آپ لوگ - اس راست کلام کو صرف آواز
اور مدح کا نقش نہ سمجہین - کیونکہ اگر آپ لوگ منصفانہ معاملہ پیش کرینگے - تو اس مدعا پر عادل شاہد - قاضی وقت
کے حضور مین بہت سے پیش کئے جاسکتے ہین بالخصوص یہ سرآوردون کی جماعت جس کے نام اوپر لکہے
جاچکے ہین - اس جماعت کی گفتار - اور اس کا شعار - اپنے خداوندون کی فضیلت اور فصاحت پر خود گواہ
ہے - منجملہ ان اصحاب کے مولانا نظیری نیشاپوری ہین - حاجی الحرمین درویش طبیعت - صوفی سیرت - اور
مہذب الاخلاق تہے - آپ کے کلام کی معجون مین تاثیر کی تلخی - سوختگی کی شورش - اور چوٹ کہائے ہوئے دل کا
نالہ - یہ صفات - فصاحت کی شیرینی - اور عبارت کی ترتیب سے زیادہ پائی جاتی ہین - انہون نے زندگانی کے
آخرین حصہ مین نظم کا رخ - موحد صوفیون کی گفتار کی طرف پہیر دیا تہا - اولاً عربی عبارت مین مہارت راقم گزاہر

کی مصاحبت سے پیدا کی تہی بعدہ بارہ سال جو بقیہ عمر کا حصہ رہا اس کے اندر احمد آباد مین قیام کر کے دینی علوم تحصیل کئے تفسیر و حدیث کی تصحیح - مولانا حسین جوہری دا ڑہ والا کی خدمت مین کی تہی - اللہ ہجری کے سنہ ایک ہزار بیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے بیت

لاینفع العلم والآداب واہجے	وصاحبہا عنداً لکمال یموت

یاد شیخ فرید

آپ شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن چشتی برہان پوری کے فرزند ہین فضل و فراست کی فصل کی نوبہار رضا و ریاضت کی بربیع کے نوروز - کشف و کرامات کی کتاب کے شاگرد - اور حالات و مقامات سے خداوند ہین شروع ہوش کے زمانہ سے آپ مسیح القلوب کی خدمت پر شیفتہ ہین - علوم متداولہ کی تحصیل اُن کے درس مین کر کے عیانی اور بیانی علوم کے کمالات کو پہونچے ہین - فارسی اور عربی کی بہت سی مبسوط کتابون کا اختصار اور انتخاب اس طرح سے کیا ہے - کہ وہی انتخاب اُن مبسوط کتابون کے معانی کا فائدہ دیتا ہے - آپ فارسی شعر درویشانہ کہتے ہین - آپ کی حالت دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ فکر کی زبان - شعر کو ذکر مین ادا کرتی ہے - یعنی ذاکر ہونا - شاعر ہونے سے بہتر ہے - اکثر سرود کی مجلسون مین دیکھا گیا ہے - کہ جب سماع کے وقت آپ تواجد کے ہاتہون کو جنبش دیتے ہین - تو اہل انجمن کے لب پر شوق کا نعرہ - اور سر پر حیرت کا ہاتہ ہوتا ہے - آپ کی ظاہری صفائی اور باطنی نور سے آبائے کرام کی معرفت کے چراغ مین از سر نو روشنی پیدا ہوگئی ہے مصرع کجا حدیث جنونش را ہنوز آغاز می بینیم -

مسیح القلوب اپنے بڑے بیٹے شیخ عبد الستار کی پرورش - اور آپ کی تربیت یکسان فرماتے ہین - اور آپ بہی اپنے مرشد کی نسبت نہایت اطاعت اور ادب کے مقام مین رہتے ہین بیت

میان عاشق و معشوق صحبت عجب است	اگر فرشتہ بود غیر در نمی گنجد

خدا کرے - ان دونون اوج شرف کے نیرین - اور دونون برج سعادت کے قمرون کی تربیت کا پرتو - ابن الاشتیاق کے سر پر ابدالآباد تک رہے -

یاد خواجہ علی مسیحی تخلص

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے - قادری سلسلہ حسین رومی کے فرزند - اور گجرات کے بڑے دولتمندون

مین سے تھے طریقت کی تلقین مسیح الاولیا سے تھی - راقم گلزار کے ساتھہ بہت کچھہ رسم دوستی رکھا کرتے تھے
رسمی علوم کی کلیات سے آگاہ تھے فارسی زبان مین صوفیانہ اشعار رکھا کرتے تھے - آزاد خاطر - فارغ البال
نوعی فقر کا سے بے نیاز قسام لاشریک لہ کے دیئے ہوے حصہ پر خوشنود تھے - اپنے مرشد کے
خرق عادات کے متعلق حالات کے چند اوراق لکھکر راقم کے پاس بھیجے تھے - منجملہ اُن کے چند بیانات
کا خلاصہ تو عبارت مین لاکر راقم نے اپنے گلزار کی بہار بنایا - باقی چند بیانات کو عذر اختصار کر کے دیگر تذکرہ
نویسون کی کتابت پر موقوف رکھا -

رومی نگارخانہ مین سے ایک بات ہے - کہ سید محمد قادری کے بیٹے - سید عبد اللطیف نے شیخ عبدالرحیم
چشتی عادل پوری کی روایت کے حوالے سے فرمایا ہے - کہ شیخ عبدالرحیم کہتے تھے - ایک رات اعتکاف کے
اندر خواب اور بیداری کے درمیان مجکو ایسا معلوم ہوا - کہ چار نورانی اشخاص نے مسیح الاولیا کے بیٹھنے کے واسطے
اُن کے مکان مین ایک تخت آراستہ کیا ہے اور اون کے نام سے قطبیت کا ترانہ گاتے ہین - اور مسیح الاولیا
مسکراتے ہوئے فرماتے تھے - مجھہ جیسے شخص کو اس تخت کی نشست کے لائق نہ سمجھو - قصہ کوتاہ - ان چارون
شخصون نے مسیح الاولیا کے بہانہ پر خیال نہ کر کے تخت کے اوپر بٹھایا - اور سبنے از راہ طرب سامنے ادب سے
ہاتھہ باندھ کر مبارکباد مین خوشی اور نشاط کی آوازین بلند کین - جب مین صبح کے وقت مسیح الاولیا کی خدمت
مین گیا - تو میرے بشرہ سے رات کی دیکھی ہوئی حالت کے آثار معلوم فرمائے - اجازت کے واسطے لب نہ ہلایا -
اور مجکو کہنے سے روک دیا - درس سے فارغ ہونے کے بعد جب خلوت ہوئی - تو وہی خواب کی سرگذشت
مجھسے بے کم و کاست خود ظاہر فرمائی - مینے اللہ جل شانہ کا شکر بہت زیادہ کیا - کہ میری خواب اضغاث
احلام (پریشان خوابون) مین سے نہ تھی -

یاد شیخ کاجا

آپ کا نام الہداد ہے - اور نسل اغوان سے ہین - بے خودی - بے نیازی - اور آزادی - آپ کا
شعار ہے - جب جوانی تھی - تو آپنے ایک عمر سپاہ گری مین ہی گزاری - اُنھین ایام مین ایک حسینہ عورت پر
بھی نظر جا پڑی تھی - اور آپ اسیر نگاہ ہو گئے تھے - مجازی محبت کا غلبہ - ظاہری اسباب روزگار چھوڑنے کا
سبب ہوا - اور رفتہ رفتہ نوبت یہ جذبہ پہونچی - سارنگ پور مالوہ مین رہتے ہین - حسادر اور وارد لوگ ہمیشہ ایکی

خدمت مین جاتے ہین - اور آپ کے ایسے عجائبات دیکھتے ہین - جو خرق عادات تو نہین - البتہ قریب بہ خرق عادات ضرور ہین - القصہ آپ شراب جذبات سے مست - اور خمخانۂ آزادگی مین مدہوش ہین جب راقم نے آپ کے حالات تحریر فرمانے کے واسطے عارف وقت اور عارف تخلص صورۃً اور معنیً سید مولانا محی الدین سارنگ پوری کے خدمت مین مدظلال افادتہ یاد دہانی کی - تو مولانا نے آپ کے اسرار کچھ ایسے لکھے کہ کانون سے سنکر سخت تعجب ہوا - باوجود پانچ منزل کی مسافت کے - اور باوصف غلبہ شوق کے - آپ کی صورت جو دل کے اندر ہے - آنکھون کی منزل مین نہ لاسکا - اس مین شک نہین - جو شئے مرہون وقت ہوتی ہے - اُس کا انفکاک نقدِ وقت خرچ کرنے کے بدون - صرف کوشش سے نہین ہوسکتا ہے -

یاد شیخ داؤد شطاری

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ خان محمد ہے - آپ کی حقیقت حال - صبر اور شکر کے مرتبہ سے بڑھی ہوئی ہے راقم آپ کی ازخود رفتگی - اور شگفتگی کا حال کیا لکھے آپ شہر اور جنگل کو بے تفاوت ایک سمجھتے ہین - درویش اور تونگر مین فرق نہین کرتے ہین - آباد اور ویرانہ کو یکسان جانتے ہین - سب کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آتے ہین - اظہار احتیاج کو کفر طریقت شمار کرتے ہین - ایثار (دوسرون کی مصلحت کو اپنی منفعت پر مقدم رکھنا) اور نثار کو فرض سمجھتے ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - آپ کے پیر خرقہ اور صحبت محمود العواقب شیخ جلال محمود شطاری ہین - عین جوش شباب مین ترک و توبہ کی توفیق نے آپ کے آرزو مند دل کی فریاد رسی کی - اور رہنما بزرگ کی تلاش کے ارادہ پر گھر سے نکال کر مسافرت مین ڈال دیا - ہر ایک آبادی اور ویرانہ مین پہونچکر - اُن بزرگون کی ملازمت حاصل کی - جو ارشاد کی عام شاہراہ پر بیٹھکر طالبون کی ہدایت کا سامان فرماتے تھے - کسی شخص کے دیدار سے اپنی پرورش کا کاغذ آپ نے مطالعہ نہین کیا - اسی طریقہ پر قدم فرسائی کرتے کرتے شہر منڈو (مانڈو) مین آئے ازلی عنایت کے پرتو سے راستہ محمود العواقب کی خدمت مین ملا - اور اولین مشاہدہ مین ہی دلبستگی کی تھوڑی سی چمک نمایان ہوئی - پھر حق شناسی کے آثار روز افزون بڑھنے شروع ہوئے چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ مین اذکار و اشغال کی تعلیم اور مراقبات صوفیہ کے تصورات کا نشیب و فراز طے کر کے شطاری راہ دروش سے آشنا ہو گئے تین سال بعد محمود العواقب نے صورت کا برقع حقیقت کے چہرہ پر سے دور کیا - اور ان کا آفتاب عمر اخروی مغرب مین ڈوب گیا - آپ نے

بہ تقاضاے وقت مکان مرشد مین جب تک مقید رہے۔ گزران کی۔ جب حضرت غوث الاولیا کی زیارت اور عالی قدر مخدوم زادون کی ملازمت کا شوق ہجوم کر کے آیا۔ تو باطنی جذبات کے ساتھ روانہ گوالیار ہوئے۔ گوالیار پہونچکر بہت برسون تک شیخ عبداللہ۔ اور شیخ ضیاءاللہ کی صحبت سے الٰہی معرفت کا فیض حاصل کیا۔ اِس درمیان مین صوبہ دہلی۔ اور ممالک شرقی و شمالی کی سیر و سیاحت کر کے۔ شہرنشین دانشورون اور صحراگزین خداپرستون کے دیدار سے باطن کی تشنگی کو دبایا۔ اور صفائی قلب کی بدولت سرچشمہ وحدت کے کنارہ سے۔ کامیابی کے ساتھہ سیراب ہوئے۔ کم و بیش بیس سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین پیر بزرگوار کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ منڈو (مانڈو) کی طرف آئے۔ یہان پر کچھہ اوپر ایک سال بسر کرنے کے بعد۔ پھر شوقِ گوالیار۔ گوالیار۔ کو لے گیا۔ جب بمقام گوالیار پہونچے۔ تو حضرت غوث الاولیا کے جانشین شیخ عبداللہ کو مرض الموت مین مبتلا پایا۔ چنانچہ شیخ عبداللہ دس روز بعد اخروی سفر کو روانہ ہوئے۔ آپ نے چند روز تو شیخ عبداللہ کے فرزندون اور ملازمون کے ساتھہ افسوس اور تاسف کے اظہار مین شریک رہکر مراسم تعزیت ادا کیے۔ پھر اجازت لیکر منڈو کی طرف مراجعت فرمائی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس مین بماہ ذی قعدہ اپنے شہر مالوف مین داخل ہوئے۔ جو کچھہ آپ کے ظاہری ماجرا کا خلاصہ تہا۔ اختصار کے طور پر لکھا گیا۔ لیکن آپ کی باطنی حقیقت جو کچھہ ہے۔ اُس کے بیان کرنے کی طاقت عبارت مین نہین ہے۔

یادِ شیخ اویس پور غوث الاولیا

آپ نے ہنگام جوانی مین عربی زبان کی مہارت پیدا کر کے ظاہری علم تحصیل کیا تہا۔ نیز سلوک کے راستہ مین قدم رکہکر پانچون جوہرون کو کہ وہ یہ ہین۔ عبادات۔ اوراد۔ دعوات۔ اذکار۔ اور اشغال عمل مین لاچکے ہین۔ اور اپنے تمام اوقات کو مشائخ کے معمولی کامون پر تقسیم کر کے ایک لحظہ بہی بیکار نہین جانے دیتے ہین۔ احمد آباد کی خانقاہ اور مسجد آپ کے پدر بزرگوار کی تعمیر کرائی ہوئی ہے اُس کو ظاہری اور باطنی مرمت سے معمور رکہتے ہین۔ آپ کی طبیعت اخفاد دوست واقع ہوئی ہے۔ اِس سے شہرت کے مقابلہ مین گمنامی کو اختیار کیا ہے۔ ظاہر کرنے والی رسمیات کو دل مین گہسنے نہین دیتے ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ افضل و اعلم روزگار امیر شاہ میر شیرازی کی سادات نسل سے ہین۔ جنہون نے بزرگ سلطان محمود کی سلطنت کے زمانہ مین گجرات مین آکر چانپانیر مین قیام فرمایا تہا۔ امیر شاہ میر۔ صدرالدین محمد شیرازی۔ اور مولانا جلال الدین محمد

دورانی یہ تینوں بزرگ ایک ہی زمانہ کی مجلس میں صدر نشین تھے۔ جب راقم گلزار ہجری سنہ ایک ہزار تین میں وجیہ الملۃ کے مقدس روضہ کا طواف کرنے کے ارادہ پر خاندیس سے احمد آباد گیا تھا۔ تو اس وقت میں شیخ اویس سے ملا تھا۔ حالات بیان کرنے کے ضمن میں ایک تقریب سے گزارش کیا۔ کہ علی العموم مشائخ اور بالخصوص آسودگان ہند کے باکمال احوال کی جمع اور تالیف کا خیال ایک مدت سے دل میں ہو رہا ہے۔ دعا سے امداد فرمایئے تاکہ ذہن کی خلوت میں بیٹھنے والیاں تحریر کے کھلے ہوئے میدان میں نکل کر اپنا جلوہ دکھائیں۔ آپنے دعا دیکر فرمایا۔ اگرچہ یہ منصوبہ دیر سے ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن بہت اچھا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ دس سال تک اس مسودہ کے تیار کرنے کے واسطے قلم اٹھانے کی توفیق ہی نہیں ہوئی بالآخر جب ہجری سنہ ایک ہزار چودہ میں شیخ ابوالخیر مبارک خضر جن کی پیشانی سے فلاح اور اخلاق کے بہت سے آثار نمایاں تھے۔ بطریق سفارت مرزا شاہرخ والی ملک بدخشان کی ملازمت میں جانے کے واسطے اجین مالوہ میں آئے تو غوثی بھی ان ایام میں مولانا کمال محمد عباسی کے عرس کے واسطے اجین گو گیا تھا۔ چونکہ شیخ ابوالخیر مبارک خضر کو راقم کے مذکورہ بالا ارادہ پر۔ اور اس کے آغاز اور انجام پذیر نہ ہونے پر اطلاع تھی۔ تو ہنگام ملاقات کمال آرزو اور اخلاق کے ساتھ زمانہ کی بیوفائی۔ عمر کی کوتاہی۔ اور مافی الغیب معلوم ہونے کے متعلق بہت سی باتیں کرکے اس کے اہتمام کے واسطے غایت درجہ راقم کو آمادہ کیا چونکہ اہتمام پر آمادہ کرنے والی شیخ ابوالخیر کی گفتار الٰہی تقدیر کے موافق تھی۔ تو کوشش کا دامن خدمت گزاری کے ہاتھ نے پکڑ لیا۔ اور شیخ کی ہمت اور امداد کی برکت سے اولین نسخہ دو سال کے اندر کتابت کی صورت میں آیا لیکن اس کی تصحیح اور صاف کرنے میں بہرا اٹکاؤ کی شکل پیدا ہو گئی۔ آخر کار مسیح القلوب کے پیامی اور زبانی تازیانے جو غیبت اور حضور میں وقتاً فوقتاً لگتے رہے یہ تازیانے قلم تصحیح کی روانی کا باعث ہوئے۔ اور مسیح القلوب کے باتاثیر انفاس کی برکات سے بیاضی نسخہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس کے رجب مہینے میں اتمام کو پہونچا۔ اس ماجرا کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہے۔ کہ فرزند غوث الاولیا (شیخ اویس) کے فرمانے کے بموجب اس مجموعہ کے فراہم کرنے کا تخم نما اندیشہ۔ نوبہار زبان کی امداد۔ کلک بیان کے سینچنے۔ اور دوستوں کی مددگاری سے۔ کاغذی مضمون کے باغیچہ میں اٹھارہ سال بعد درخت کی مانند باروررہا۔

جمیع اقسام حمد اللہ جل شانہ کے واسطے ہی ہیں جو معین ہے اور اس کا حسن دیدار	الحمد للہ المعین وحسن لقائہ

لمن سعوا فیہ قولہ تعالیٰ ومن اراد الاٰخرۃ وسعیٰ لھا سعیہا وھو مؤمن فاولٰئک کان سعیہم مشکورا - علامۃ من اراد الاٰخرۃ علی الحقیقۃ ان یسعی لھا وارادۃ الاٰخرۃ اذا تجردت عن العمل لھا کانت تمنیا لا ارادۃ

قولہ تعالیٰ وھو مؤمن ای فی المآل کما انہ مؤمن فی الحال ویقال وھو مؤمن بان نجاتہ بفضلہ لا بسعیہ

قیل السعی المشکور المقبول ومع القبول یکون فی التضعیف موفورا کما ان صدقۃ العبد یربیہا ویکثرھا فکذلک طاعۃ العبد اذا شکرھا یتمہا ویکثرھا -

اُن اصحاب کے واسطے ہے جنہون نے اُس کے واسطے سعی کی ہے قولہ تعالیٰ ومن اراد الخ جو شخص طالب آخرت ہو- اور آخرت کے واسطے جیسی کوشش کرنی چاہیئے ویسی کوشش بھی کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو- تو یہی لوگ ہین جن کی محنت خدا کے ہان مقبول ہوگی- جس شخص نے فی الحقیقۃ آخرت چاہی- اُس کی علامت یہ ہے کہ آخرت کے واسطے کوشش کرے اور ارادہ آخرت جب عمل آخرت سے خالی ہوگا- تو یہ صرف تمنائی ارادہ ہے-

قولہ تعالیٰ وھو مؤمن - ترجمہ- اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو- یعنی عاقبت کے بارہ مین جیسے کہ وہ ایمان رکھتا ہے حال مین- نیز کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہو اس طور پر کہ اُس کی نجات فضل آلہی سے وابستہ ہے نہ اُس کی سعی سے-

کہتے ہین- سعی مشکور وہ ہے جو مقبول ہو- اور قبول کے ساتھ وہ چند ہونے مین زیادہ ہو- جیسے کہ بندہ کا صدقہ مقدار صدقہ کو بڑہاتا ہے اور زیادہ کرتا ہے- اسی طرح بندہ کی طاعت- جب بندہ شکر گزار ہو تو نتیجہ طاعت کو بڑہاتی ہے- اور زیادہ کرتی ہے-

یادِ شیخ حسن ابن موسیٰ احمد آبادی

آپ راقم گلزار کے پدر بزرگوار ہین- کلام مجید کے حافظ- اور رسمی علم کے عالم تہے- آپ کے والد ماجد نے چہار سال کی عمر ہونے کے بعد آپ کو اُستاد کے سپرد کیا تہا- آٹہوین سال مین ربانی کلام حفظ کر لیا- اور رسمی علوم کی تحصیل مین مشغول ہوئے- ان ایام مین آپ کے پدر بزرگوار کی موسوی روح- عیسوی کالبد کی طرح- آسمان کو چلی گئی جس کے سبب سے آپ کی ہمت جمعیت- فراغت اور کوشش کی چار دیواری مین رخنے پڑ گئے- پس آپ کسی قدر نحو- فقہ- اور حدیث کے سوا کچہہ تحصیل نہ کر سکے- مراسم ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر رفاعی کی خدمت مین ادا کر کے خانقاہ مین رہتے تہے- ہجری سنہ نوسو اکتالیس مین جب آپ کی

عمر جو بیس سال کی تھی - جنت آشیانی ہمایون شاہ نے گجرات فتح کرنے کے واسطے لشکر کشی کی تھی - اور سلطانی خیمے احمد آباد مین آکر نصب ہوئے تھے - صوبہ مذکور کا حکمران سلطان بہادر دریا پار کے سواحل کی طرف بھاگا - ان حوصلہ آزما اور خرد رُبا حادثات کے پیش آنے سے گجراتیون پر پریشانی کی نوجین یورش کر کے آئین - قاعدہ کی بات ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا[۵۱] یہان تک کہ ثریا کے متصل چھ ستارون کی طرح جو لوگ اجتماعی حالت مین آباد تھے - وہ بنات النعش کے منتشر سات ستارون کی طرح متفرق ہو کر تمام ہند کے شہرون مین پراگندہ ہو گئے - موسیٰ کے فرزند کا دل خانمان کی خرابی - اور ہمراز صوفیون کی مفارقت کے سبب سے جو پریشان خاطری تھی - اُس سے پہلے ہی باختہ تھا - اب یہ تنہائی کا درد - اور اہل قبیلہ کی جدائی کا رنج - مذکورہ بالا واقعات پر مزید ہوا - جس نے نہایت حسرت کے ساتھ گھر سے بھی آوارہ کر دیا لہذا آپ ہمایونی باظفر لشکر کے ہمراہ خاندیس سے چل کر مالوہ کی طرف آئے - ایک موضع لونہرہ نامی شہر منڈو (مانڈو) سے شمالی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اِس موضع مین قیام کرنے کا ارادہ کیا - چند روز تک رسمی اسباب کو ہاتھ نہین لگایا صرف ظاہری توکل پر گزران کی - اور نوبارہ نامی ایک عمارت قصبہ اور آبادی کی حدود سے دور ہے - اِس عمارت مین آپ قیام فرما کر تن کے گھلانے - اور جان کی پرورش کرنے مین راتون کو صبح کیا کرتے تھے اور دن کے اندر آبادی مین آکر آزادگان زمانہ کی صحبت مین گزارتے تھے - جو لقمہ بے سوال ہم پہونچتا تھا - چونکہ اُس کے روا - و نارو ا - اور حلال و حرام کی تمیز او پہچان مین قوت شناخت کارگر نہین ہوتی تھی - اور دل شریعت پسند کمانے کو چاہتا تھا لہذا آپ نے فتوحات لینے سے ہاتھ آستین مین کھینچ لیا - اور روزی کے واسطے ناچار یہ تجویز نکالی - کہ آپ کی شب باشی کے گمنام گوشہ کی ہمسائگی مین کاغذیون کا ایک محلہ تھا - وہان جا کر چند دستے کاغذ قرض خریدے - اور کاغذ فروشی کے پردہ مین روزی دہندہ پروردگار کے کمال کا مشاہدہ کر کے اپنی حقیقت بین آنکھون مین بصیرت کا سرمہ لگایا - اِس پیشہ کے ذریعہ سے وسعت رزق کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوا - یہان تک کہ اِس ملک کے تمام سوداگرون کے معاملات کا انحصار آپ کے مشورہ پر ہو گیا اور آپ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[۵۲] کے حلقہ مین سرگروہ قرار دئے گئے - اور بہت مدت تک ایک جگہ پر رہنے سے ایسا ہوا - کہ باغ دوستی کے تازہ کھلے ہوئے پھولون کے ہاتھ آپ نے اپنا

---

۵۱ بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین - تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

۵۲ - ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرتے باقی ۱۲ -

دل اور آنکھین فروخت کردین - اور اس حالت کے اقتضا سے کدخدا ہونے کا ہیولی ضمیر کے اندر اُٹھ کھڑا ہوا -

جب اس ناشگفتہ پہول کی مہک - دلسوز ہمدمون کے دماغ کو پہونچی - تو اُنہون نے اس اندرونی خیال کو عمدہ سے عمدہ صورت کے ساتھہ تکمیل کو پہونچایا - اور تنہائی کے وحشت کدہ سے رہائی دیکر خانہ آبادی کا سامان دیکر سعید کدخداؤن کی طرح کیا - آخر کار سمدہیانہ والون کی کشش اور کوشش کے اثر سے آپ لونہرہ مین رہنے سے دل تنگ ہوکر منڈو (مانڈو) مین رہنے لگے - چند روز بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نور محمد رکہا گیا - ہنوز دو سال کی عمر نہین ہونے پائی تہی - کہ اُس بچہ کی ہستی کا سامان آسمانی ہوا - پہر ایک مدت دراز تک کسی فرزند کی ولادت کی نوید - گوش امید کے کان مین نہین پہونچی - ہجری سنہ نوسو ساٹھہ مین **شیخ میان جیو** جو سید جلال ابن سید احمد جعفر کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ - اور **راقم** گلزار کے مامون ہین تجارت کے طور پر احمد آباد گجرات مین گئے تہے - ایک دفعہ شب جمعہ کو اپنے پیر کے روضہ مین گئے - رو مراقبہ کے زانو پر - جو آرزو مندون کے اونگہنے کا تکیہ ہے - اس ارادہ پر سر رکہکر محو ہوگئے کہ میری فلان ہمشیرہ جو بچہ ہونے سے نا اُمید ہے - ان بزرگوار کی برکت سے نشاط خوشخبری کے ساتھہ اُمیدوار ہو - **الحاصل** عالم مثال مین ایسا نظر آیا - کہ ایک نہایت منور فانوس میرے ہاتھہ مین دیا گیا ہے جس کی روشنی کے اندر مین اُس جگہہ بآسانی پہونچ گیا ہون - کہ جہان کا عزم تہا - اور جہان راستہ کی تنگی و ناہمواری اور رات کی تاریکی اور خوف سے نہین پہونچ سکتا تہا بیدار ہوکر اللہ **جل شانہ** کا شکر حد سے زیادہ کیا - شیخ میانجیو وطن کو لوٹ کر آئے - تو اس بشارت سے ہمشیرہ کے مغموم دل کو مسرور کیا - اور اسی واقعہ کی تعبیر سے جو تقدیر کے موافق تہا - راقم گلزار کی علمی صورت نے اطوار سبعہ[۵] پر سے عبور کر کے جمعہ کی رات تاریخ گیارہوین رجب ہجری سنہ نوسو باسٹھہ مین عنصری پیکر کا لباس زیب بدن کیا -

اس خوشی کی روح فزا ہوا سے گہر کے در و دیوار شگفتہ ہوئے - اور تمام خویشون اور عزیزون کے گہرون مین نوروزی اور آرایش کی صورت پیدا ہوئی - جس طرح باغ - ہزار داستان کے ترنم سے پرآہنگ

---

۵ اطوار سبعہ صوفیہ اصطلاح مین یہ ہین - طبع - نفس - قلب - روح - سر - خفی - اور اخفی - اور بیان پر اطوار سبعہ سے مراد بمضمون آیۃ قرآنی ہے - جو اٹھارہوین پارہ کے اول رکوع مین ہے - ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأنا خلقا اٰخر ۱۲

ہوتا ہے۔ اسی طرح نشاط اور خوش دلی کے نغموں سے مکان مالامال ہوگیا۔ سعادت نگار منجموں نے زائچہ کے اعتبار سے محمد نام رکھا۔ پرستارانِ خانہ محبت اور تعظیم کی راہ سے راجہ محمد کہنے لگے۔ (راجہ ہندی لغت مین شاہ کو کہتے ہین) اور پدر بزرگوار نے یعقوبی محبت سے یوسف نام رکھا جس قدر نقد و جنس قبضہ مین تھا۔ نیز جس قدر نقد اور کپڑا قرض سے بہم پہونچ سکا۔ تمام کشادہ پیشانی سے۔ اور عذر و معذرت کے ساتھہ معززین کی تواضع اور تکریم مین۔ آزادہ دلون کی تدر مین۔ عزیزون کی خلعت مین۔ مطربون کے گانے بجانے کے انعام مین۔ اور بادفروشون کی سخن آرائی کے صلہ مین صرف کیا۔ مختصر کوتاہ۔ ہر ایک گروہ کے ساتھہ جس طریقہ سے کہ مناسب معلوم ہوا۔ خدمت گزاری کرنے مین نیم قدم بھی پیچھے ہٹا کر نہین رکھا۔ چنانچہ صدا الذکر لاف و گزاف کی صورت راقم کے وطن مین گوناگون رنگ کے ساتھہ شہرت رکھتی ہے۔ اس ہمت آزما خوشی کے اندر مال لٹانے مین جو ڈھیلی چٹکی سے کام لیا گیا۔ اس سبب سے آپ نے پھر دوبارہ مال و منال فراہم کرنے مین کبھی تگ و دو کر کے اپنا پانون غبار آلود نہین کیا۔ صرف قوت کی مقدار سے ضروری الوقت چیزین پسند رہین۔ بالخصوص جب راقم کی عمر کم و بیش پانچ سال کی ہوئی۔ تو گردش زمانہ سے سلطنت مین صورت تحویل پیدا ہوئی۔ اس شور و شر کے سبب سے کیا سوداگر۔ اور کیا سپاہی۔ جملہ ارباب وا دو ستد ہجرت اور فرار کر گئے۔ اور زیان زدگی کی ترقی ہونے کے سبب سے تہی دستی کا بازار گرم ہوا۔ چونکہ خدا طلبی اور گوشہ نشینی کی سابقہ عادت پدر بزرگوار کی ذات مین استحکام کے ساتھہ قایم تھی۔ اسواسطے کام کرنے والا ہاتھہ بیکاری کی آستین مین۔ اور پانون گوشہ گزینی کے دامن مین کھینچ لیا۔ آپ کا واپسی سفر شب جمعہ تاریخ چودھوین صفر ہجری سنہ نو سو ستر مین ہوا ہے۔ اُس وقت تک کسی حاجت اور کسی کام کے واسطے اپنے مکان اور مسجد سے بازار کی طرف یا کسی کے مکان کی طرف باہر نکل کر نہین گئے۔

مصنف گلزار کے حالات

تقریب کی تلاش نہین کرنی پڑی۔ اور اس کے بدون سخن کا گہر۔ درویش کی سرگزشت پرہا جس کو سنگلاخ کہنا موزون نہین ہے۔ پانچوین سال مین اُنہین میرے ماموں (شیخ میانجیو) نے مجکو شیخ کمال الدین قریشی کے مکتب مین داخل کیا۔ اِن دونون بزرگون کا کسی قدر حال چوتھے چمن مین گزارش ہو چکا ہے۔ آٹھوین سال کے آغاز مین تجوید قرآن کی صفائی کی۔ پھر فارسی خوانی مین کوشش کی گئی۔ جب زباندانی کے

کوچہ مین نوزفتار طفل کی مانند چلنا سیکھا - اور عمر نے گیارہ سال کے دائرہ مین قدم رکھا - تو پدر بزرگوار کی حیات کی گھڑی تمام ہوئی - کوچ کے وقت فرمایا - میرے دل مین ایسا خیال تھا - کہ تیس سال تک اِس خرد سال لڑکے کو جس کے خرد روز افزون ترقی پر ہے - ہوشیار دانا دلون کی خدمت سے - اور اہل علم عالی فطرتون کی ملازمت سے وہ بہنین ہونے دون گا - تاکہ گوناگون درستی فنون اور انواع و اقسام کے مُلکی اور انسانی علوم کی تحصیل مین سرگرم ہوکر اپنا تقدیری جوہر او نچے درجہ پر ظاہر کرے - لیکن اُخروی سفر بعجلت پیش آجانے کے سبب سے یہ اندیشہ اندرون باطن سے ظہور مین نہین آیا - اور دل کے ارمان دل مین ہی رہے - یہ بالکل سچ ہے - کہ آپنے اپنے قلبی نقش کے قرارداد کو زبانی تقریر مین ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا - کہ سننے والے کو نَے کی طرح اندر سے خالی کرکے - اپنے باثر ترنّم سے مالامال کر دیا اور راقم کے دل مین استحکام کے ساتھ یہ بات جمی - کہ اگر تقدیر تدبیر کے ساتھ موافق آوے - تو والد ماجد کے قایم کئے ہوئے خیال کے موافق کاربند ہوکر اس کام کو مین اِس طرح انجام دون گا - کہ جس طرح این و آن کی صورِ علمیہ عینی لباس مین ظہور پذیر ہوتی ہین - اور پدر بزرگوار کی روح اس تعلق سے آزاد ہوکر بے رنگی اور آسودگی کی بہشت مین خرامان پھرے گی -

بالآخر - سوائے اُن چند روزون کے جو پابندی رسم و عادات کے لحاظ سے - لوازم سوگواری ادا کرنے مین گزرے - راقم نے ایک سانس بھی طلب علم کا راستہ چلنے کے بدون نہین لیا - اور بفرمان من استوی یوماه فہو مغبون[۱] ہر ایک دن کو اس کے آگے آنے والے دن کے ساتھ ایک حالت پر نہین ملایا - بلکہ روز بروز دریافت مطالب کی فتوحات دوڑنے کے اندازہ سے سو حصہ زیادہ اپنی ذات مین پاتا تھا والدہ ماجدہ ہر چند مجھ سے ناخوش اور رنجیدہ وار دل تنگ رہتی تھین کہ شاید یہ حال دیکھکر مین درویشون کی خدمت اور مدرسون کی ملازمت سے دل برداشتہ ہوکر دنیاداروں کے کام اور کسب مین اولجھ جاؤن اور اسی خیال سے مجکو سترہ سال کی عمر مین کدخدا بھی کر دیا - اس امید پر کہ اس زنجیر کے سبب سے جو بالون دانش و بینش طلبی کے کوچہ مین آمد و رفت رکھتا ہے وہ سست قدم ہو جاوے گا - اور اس کمند کے ذریعہ سے ہماری اور نیز دیگر اپنے عزیزون کی طرف کھنچ آوے گا لیکن اس جبر منت کرنے پر بھی اُس استغراقی حالت سے جو تحصیل معرفت کے عزقاب مین حاصل تھی - ایک بال برابر بھی کمی نہین آئی جب بیس سال کی عمر ہوئی - تو کسی قدر تونگری جو ظاہر مین تھی - ہزار حصہ زیادہ ہوکر تعمیر باطن کی طرف

۵۱[۱] - جس شخص کے دو دن برابر ہون - وہ نقصان مین ہے ۱۲ -

متوجہ ہوئی - اور تمام فقر و نیستی جس نے دل کے اندر - ادراک اور علم کا دامن ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا - صرف
دسوان حصہ باقی رہ کر وجہ معاش کے گریبان سے لٹک گئی - یہان تک کہ دن مین تنہا اور مخفی طور پر جنگل مین
جا کر پتّے اور خودرو گھاس لے آتا تھا - اور اس ذریعہ سے دردِ گرسنگی کا علاج کرتا تھا - اور رات مین گھر کے اندر دل
کی روشنی چراغ کا کام - اور ہاتھ کی ٹٹول بینائی کی نیابت کرتی تھی - کیونکہ میری طبیعت کو ما ہو الواقع کے
اظہار مین ننگ معلوم ہوتی تھی - اور زبان کو ہمت فروشانہ گفتار سے آشنا نہین کرتا تھا - آخر کار یہ شیوہ
بڑھتے بڑھتے - اس درجہ پر پہونچا - کہ میری استغنا اور بے نیازی کے سبب سے چند لوگ ارباب تجارت کے
ساتھ میری ملاقات دیکھکر مجھکو مالدار تاجر کہتے تھے - بعض لوگ میری موزون طبیعت پر نظر کر کے
صلہ لینے والا شاعر جانتے تھے - بعض لوگ جوہریون کے ساتھ میری ہمراہی دیکھکر مجھکو کیمیاگر تصور کرتے
تھے بعض لوگ دولتمندون کے ساتھ میری آشنائی دیکھکر میرے اوپر اِن سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرنے
کا گمان کرتے تھے - بعض لوگ عمّال اور پرگنات کے کلان افسرون کے ساتھ میری امداد دہی دیکھکر
مال گزاری کے کامون مین شریک سمجھکر مجکو منشی کہتے تھے - القصّہ لباس بہت لوگون کے نزدیک
سب قسم کے لوگون سے اُن کی صورتون مین میری آمیزش اس قسم کے خلاف ظنون اور خیالات کا منشا
ہوتی تھی - اور نیز لوگ اسی طرح کے مختلف تصورات میری تونگری کے بارہ مین - ظاہری وہم سے قائم کر کے
ہمیشہ مجکو ذی ثروت دنیادار جانتے تھے - مروت اور جوانمردی کے ساتھ پیش آنے سے جس کی کچھ قدر
و قیمت عوام کے نزدیک نہین ہے - مجکو اور نیز خود کو شرمندہ نہین کرتے تھے - خشک و خالی آشنائیون کو
خدائی صحبت اور ربانی مجلس قرار دیکر کبھی اجازت کے ساتھ - اور کبھی تغافل کے ساتھ ہم ایک دوسرے
سے خوش و خرم جدا ہوتے تھے - ہم مین سے ہر ایک بجسب ظاہر خوش دلی کے ساتھ اپنے اپنے کام کا
راستہ لیتا تھا لیکن جو اصحاب محرم ہوتے تھے - اُن کے ساتھ ہمیشہ رازداری کی باتین رہا کرتی تھین - اور
مین ہمیشہ اپنی خاطر کو رضا و تسلیم کا گلستان - اس تصور کی بہار سے بنائے رکھتا تھا - الحمد للہ الملہم بالصواب
جس نے اس گزرے ہوئے واقعہ مین اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف کے ساتھ مجکو متصف فرما کر
آیۂ کریمہ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ
مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

۱؎ خیرات (تو) اُن حاجتمندون کا حق ہے - جو اللہ کی راہ مین گھرے بیٹھے ہین ملک مین کسی طرف کو

کے عام مفہوم مین اتباعًا شامل کیا - اور جس نے صدر الذکر نسبتہ نکتہ سمجھا کر اہل زمانہ کے سلوک کو جو بہت
سی شکایتون کا سبب تہا - ہزارون شکر کا باعث بنایا - **القصہ** زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ
مہمان داری - مروت - اور تقلیدی داد و ستد مین خویش و ہمسایہ کے ساتہہ برتاؤ - اور آشنا و بیگانہ کے
ساتہہ معاملہ جس طرح سے اور جس درجہ پر پدر بزرگوار کے زمانہ مین اور فراخ دستی کے وقت تہا - بالکل بے
کم و کاست اوسی طرح سے اور اوسی درجہ پر عمل مین آتا تہا - ایزدی پوشش کی وسیع پردہ داری کی ستایش سے
کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ اُس نے وقت بے وقت کام پیش آنے پر - کمال ضرورت کے موافق
نقد و جنس مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وٹ عطا فرماکر حسب عادت کاربرآری فرمائی - کیونکہ اگر سابقہ طریقہ پر کوئی کام
نہین کیا جاتا ہے - تو ناداری اور درویشی کے چہرہ پر سے نقاب دور ہوجاتا ہے - **اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ**
کہ مین اس حالت کی ہشتی کو غنیمت نہین جانتا تہا اور قدم ڈگمگا جاتا تہا - کہ عزیزون کی طرف بازگشت کرتا
تہا - اگرچہ معاش مین تنگی نہین آتی تہی - لیکن مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا کے
پیشگاہ سے ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ کی گمراہی کے گڈہے مین سرنگون جا پڑتا تہا - پہر تقدیری
کرشمہ سے اس دشوار زمانہ مین والدہ ماجدہ کی خوشنودی کا باعث ہے کہ مقلب القلوب نے مدد فرمائی اس
طور پر - کہ مان نے اپنے بیٹے کو درویشی اختیار کرنے پر دلاور کیا - جس کے سبب سے ستون کی قوت یکدلی پر پاکر
خداشناسی اور تحصیل علم کی شاہراہ مین پہلے سے زیادہ استواری کے ساتہہ قدم رکہا - اور اس لغزشگاہ
سے بہت جلد آگے بڑہکر - ساز و سامان والے عزیزون کو مشرق مین - تو خود کو مغرب مین سمجہا - اور ظاہری
توجہ کو اُن کی طرف محال جان کر اپنے تئین برگزیدہ کام مین تیزرو کیا -

اللہ تعالیٰ اجل **شانہ** کی عجب شان ہے - جس خوف نما شورش نے - والدہ ماجدہ کی
دل تنگی کے سبب سے بیٹے کی خاطر کے آفتاب کو سر سے پانون تک گہیر لیا تہا - اُس کا ہنوز پورا پورا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳ - (جانا چاہین - تو) جا نہین سکتے - (جو شخص اِن کے حال سے) بے خبر (ہے وہ) ان کی
خودداری (کی وجہ) سے اِن کو غنی سمجہتا ہے - (لیکن اے مخاطب) تو (انکو دیکہے - تو) ان کی صورت سے ان کو صاف
پہچان جائے (کہ محتاج ہین مگر ان) لگ لپٹ کر لوگون سے نہین مانگتے ۱۲

ٹ - جس کو بات کی سمجہ دی گئی - اور اسنے بے شک بڑی دولت پائی - ٹ ۳ پہر ہم اُس کو (بوڑہا کر کے) کمتر سے کمتر مخلوق
کے درجہ مین لوٹا لاتے ہین گے ۱۲ -

انکشاف نہین ہونے پایا مگر ابتلاے باطن کے آغاز مین ہی - ایک وبال مین گرفتار ہوگیا - یعنی باطن کی آنکھہ ایک نورانی صورت جمیلہ کے دیدار سے گرم نگاہ ہوئی - اور ایک زمانہ دراز تک طرفین سے سوال وجواب کا کام - گوش وزبان کی نیابت کی حیثیت سے نگاہ کرتی رہی - بوستان ۵

دو کس را کہ باشد بہم جان وہوش	حکایت کنانند دلہا خموش

اِس آفت کے نازل ہونے سے کونین کے اسباب اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کرنے سے دل سرد ہوا - تسمد الذاکرین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر - بردورہ (بڑودہ) گجرات سے حضرت غوث الاولیا کی آستانہ بوسی کے واسطے گوالیار گئے ہوئے تھے - یہان سے اِن ایام مین تاج العرفا شیخ سراج الدین خان اپنے پیر صدر الذاکرین کی خدمت سے واپسی کی اجازت لیکر براہ مالوہ اپنے وطن کو جاتے تھے - جب شہر منڈو (مانڈو) مین گزر ہوا - تو راقم گلزار کے مکان مین نزول فرمایا - راقم کو سوز عشق اور شور شوق مین بالکل مستغرق پایا - ایک رات میرا ہاتھہ پکڑکر اپنی ارادت مین لینے کے واسطے دعوت دی - مینے بھی قبول کرکے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ پڑہا - اور رسمی بیعت انجام کو پہونچائی - میری دیکھا دیکھی میرے بہت سے ہم عمر اور دوست بھی مرید ہوئے - تاج العرفا عرض معروض کرنے پر دو تین روز مہمان رہکر - روانہ وطن ہوئے - عوثی کا غذی نقوش والون کی دیرینہ رسم ہے کہ ہر ایک نامہ نگار تقریبی واقعات درمیان مین لاکر بیان کا اولین سلسلہ توڑ دیتا ہے - اور جب تقریبی واقعہ سے فراغت ہوجاتی ہے - تو اُسی سابقہ ناتمام تقریر کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی جیسے کوئی راہ رو - راستہ چلا جارہا ہے راستہ کے درمیان مین اگر داہین باہین دیکھنے کے قابل کوئی چیز نظر آجاتی ہے - تو فوراً اُس طرف نگاہ اٹھاکر دیکھنے لگتا ہے - اور اُس دلکش منظر کے دیکھنے سے ایزدی آفرینش کے عجائبات پر عبرت کی نظر ڈال کر سمت مقصود کو چل نکلتا ہے - علی ہذا - اب تم کو بھی اسی سابقہ واقعہ نگاری کی طرف رخ کرنا چاہیے ایک سال نہین ہوا تہا - کہ اُس جمیلہ کے شوہر کا ارادہ - دار السلطنۃ آگرہ کے سفر کا ہوا - راقم کو ایسا کوئی بہانہ نہین ملا جس کے سبب سے سفر کرنے کی صورت مین سفر کی اصلیت پر نکتہ چینون کی رسائی کا ہاتھہ پہونچنے سے کوتاہ رہے - ناچار ہمراہی سے باز رہا - صبر وسکون کی دیوار پر تکیہ لگاکر - اور تحمل کے زانو پر سر رکھکر جدائی کے غم کا بے انتہا بار - حوصلہ کے دوش پر اٹھاتا رہا - جو گھاس کے تنکہ کا وزن بھی

۵؎ جو لوگ تمہارے ہاتھہ پر بیعت کررہے ہین - تو وہ (تم سے نہین بلکہ) خدا ہی سے بیعت کررہے ہین ۱۲

نہین اُٹھا سکتا تھا - لراسمہ

قرار صبر بخود دادہ باز ماندم ازو	باین خیال کہ تن در دہم بہ تنہائی
فراق میکشدم ہر زمان و میگوید	سزائے آنکہ کند تکیہ بر شکیبائی

چیند مدت اسی طریقہ پر خون جگر کھاکر عمر گزاری - بالآخر معلوم ہوا - کہ محبت کے درد اور دوری کی تکلیف کے واسطے ملامت کا سفوف نصیحت کی گولیان - شرم کا لعوق - دوستی وطن کا ضماد - دیدار والدہ کا شربت - ہم نشینون کی مفارقت کا داغ - عزت کی معجون - عقل کا تریاق - طعن کا نشتر - اور آسودگی کا نطول - یہ چیزین فائدہ بخش نہین ہین - اور کسی افسون و افسانہ سے - کسی تعویذ و طومار سے - اور کسی قسم کی تصدق و خیرات سے اس درد اور تکلیف سے نجات کی صورت ممکن نہین ہے لراسمہ

دیگر برفع درد محبت دلا بکوش	روزے کہ ہیچو وصل دوا داشتم کشد

ناچار یہ بات دل مین ٹھانی - کہ جو سمت اپنے مسافر کی ہے - اُس طرف آوارگی کا سامان کرنا چاہیے - یہ خیالات ہو ہی رہے تھے کہ اس درمیان مین صدر الذاکرین بھی حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح سے اور انکے حقیقی جانشین شیخ عبد اللہ سے قدس سرہما رخصت ہو کر براہ مالوہ گجرات کی طرف لوٹ کر گئے جو اُن کا خاص وطن ہے - جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے - تو غریب خانہ کو اپنے بابرکت قدوم سے سعادت خانہ بنایا - راقم نے اپنے سابقہ واقعات تحصیل علم کی کیفیت - اسی کے برابر مین والد ماجد کا ضمیمہ وصیت کے وقت زبان پر لائے تھے - اس تعمیل کے ضمن مین جو واقعات پیش آئے - اور برداشت کرنے پڑے - عشق کی بلا مین مبتلا ہونے کا ماجرا - جدائی کی آفت - ہمراہ نہ جا سکنے کا حرمان - ان گھاٹیون کے طے کرنے مین جو کچھ سر پر گزرا - اور اوٹھانا پڑا - اس اثنا مین شیخ سراج الدین کے پہونچنے اور اپنے مرید ہونے کی کیفیت - اور اس سلوک کے اندر جو کچھ عمل مین لایا - اور قرار دیا - غرض کہ یہ تمام حالات ایک ایک کرکے تفصیل وار ان بزرگوار کے سامنے عرض کئے - صدر الذاکرین نے فرمایا - جب تک آب و گل کی دوری (ظاہری بعد) درمیان مین تھا - تب تک شیخ سراج الدین کے ساتھ تمھاری ارادت - صورت او معنی کے اعتبار سے سراج اور صدر کے درمیان مین منقسم تھی - جب تقسیم کا سبب - جو مکانی بعد ہے - باقی نہین رہا - تو وہ نسبت بھی جو صورت کے اعتبار سے تھی - صدر کی ہی طرف لوٹ آئی - یہان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص کا شیخ زندہ ہو - اُس شخص کا مرید جب تک اُس شیخ (دادا پیر) سے دور ہے - تب تک صدر الذاکرین شیخ

(دادا پیر) کے ساتھ ارادت معنیٰ رکھتا ہے - اور جب وہ مرید شیخ (دادا پیر) کی صحبت مین پہونچ جاتا ہے تو ظاہری تصرف بھی اُسی شیخ (دادا پیر) کی طرف بازگشت کرجاتا ہے - اور وہ شخص (مرید کا اصلی پیر) اس معاملہ مین محض سفیر رہ جاتا ہے -

درویش کے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی عجب سعادت ہے - کہ وطن کی طرف جانے والا مسافر کو جن کا ایک روز کا مقام بھی ذی عزت اصحاب کی التماس سے - یا کسی مانع کے پیش آنے سے ہی - ظہور پذیر ہو سکتا ہے مسبب الاسباب نے بدون اس بہانہ کے ایک سالہ قیام کی توفیق عطا فرمائی - اور اُن کی زبان کو اس دل نوازبیان کے ساتھ شکرفشان کیا - کہ اس شہر کا قیام - اس نیک مزاج جوان کی خوش قسمتی نے میرے حق مین عزیز کیا ہے اور مسافر کے معنوی تصرف کی عجب کرامات ہے - کہ کوچ کا ارادہ کرنے والا مجبور کو جو اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے پیچھے آوارگی کا ارادہ رکھتا تھا - اس قدر عرصہ دراز تک اپنی ملازمت کے اندر کام مین لگائے رکھا - اور باوجود اس قدر پراگندہ دلی اور پریشان خاطری کے اُس کے ادراک کے ڈبہ کو پنجگانہ جواہر کے اسرار سے مالامال کیا - جو حضرت غوث الاولیا کی عمدہ تصانیف مین سے ہے چند روز بعد جب ایک دل پر چوٹ مارنے والی خبر صدر الذاکرین کو پہونچی - تو گجرات جانے کا پرانا عزم جو ضمیر کے تہ خانہ کے اندر خواب فراموشی مین تھا - بیدار ہوا - مرغ دل پھڑپھڑایا - اور دماغ چکر کھا گیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کالبد کے قفس کو جنبش ہوئی - ناچار سکون کا پلہ سفر کے پلہ سے ہلکا پڑ گیا - صدر الذاکرین نے محمود العواقب مسعود المآرب شیخ ظہور الدین محمود جلال کو درویش کی باطنی پرورش کے واسطے جو اُس وقت تک اتمام کو ہین پہونچی تھی - ہمیشہ منڈو (مانڈو) مین رہنے کی اجازت دی - مسبب الاسباب کے الطاف کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ جن ایام مین ظاہری و باطنی حواس کے بھائیون نے میری روح کے یوسف کو - نفسانی ہوا و ہوس کے کنوئین مین ڈالا تھا - اُن ایام مین صدر الذاکرین کے دل مین اپنے وطن سے حضرت غوث الاولیار کی زیارت کا عزم بالجزم قایم کر کے روانہ گوالیار کیا - اور پھر قافلہ والون کی طرح گوالیار سے براہ مالوہ لوٹا کر اس تباہ کاری کے کنوئین مین ڈوبے ہوئے شخص کے سر پر پہونچایا - تاکہ صدر الذاکرین - توجہ کے ڈول مین تلقین کی رسّی کے ساتھ غریق کو مجازی گرفتاری کے کنوئین سے نکال کر مصر حقیقت کی طرف رہنمائی فرمادین - اب راقم امیدوار ہے - کہ وہی مسبب الاسباب - پھر مالک نشاتین - اور صاحب ریاستین کو مہربان کر دیوے - کہ اس گرفتار کے حق مین تھوڑی سی توجہ کو کام فرما کر انانیت کے قید خانہ سے

رہائی بخشین - اور تخت خلافت کی کرسی پر پہونچا دیوین - اور مذکورہ بالا بہائیون کا مسجود بنا دیوین - سبحان اللہ اس قدر کام کے واسطے کس قدر اسباب انگیزی اور پردہ داری کام مین لائی گئی ہے - اسی معنی مین ہی جس کسی نے یہ کہا ہے رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ ترجمہ - ایک بیٹھنے والہ کے لئے - کئی خدمت کنندہ ہوتے ہین -

قال بعض المحققین فی تفسیر قولہ تعالی وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ الآیۃ - لما اراد اللہ خلاص یوسف عن الجب ازعج خواطر السیارۃ فی قصد السفر واعدمھم الماء حتی احتاجوا الی الاستسقاء لیصل یوسف علیہ السلام الی خلاصہ ولھذا قیل

بعض محققین نے قولہ تعالی - وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ کی آیۃ کی تفسیر مین ایسا کہا ہے - ہرگاہ کہ اللہ تعالی جل شانہ نے کنوئین مین سے یوسف علیہ السلام کی رہائی کا ارادہ فرمایا تو ارباب قافلہ کے قلوب کو قصد سفر پر برانگیختہ کیا - اور پہر اُن کے پاس سے پانی معدوم کر دیا - یہان تک کہ قافلہ والے پانی بہم پہونچانے پر مجبور ہوئے - اور یہ سب سامان اللہ تعالی نے اسواسطے کیا کہ قافلہ والون کو یوسف علیہ السلام کے پاس تک اون کی رہائی کے واسطے پہونچا دیوے - اسی معنی مین یہ شعر ہی کہا گیا ہے - ترجمہ

الا رب تشویش یقع فی العالم
والمقصود منہ سکون واحد

سنو جی بعض متعدد تشویشین عالم مین ایسی واقع ہوتی ہین -
جن سے سکون واحد مقصود ہوتا ہے

بیت

بحلہا پزی صد کس آتش کنند	ز حلوا ی یہان یکے خوش کنند

یہ سب کچھ تو ہوا - مگر وہ دیرینہ پریشانی - جس نے دل کو مکھی کی طرح - عنکبوت تانے بانے مین لپیٹ رکہا تہا اُس پریشانی کا ہر ایک تار - آزادی کی گردن کے واسطے پہانسی کی رسی ہو گیا - اور وہ پرانی آگ جو شوق وجدائی کی بجلی سے ہستی کے خرمن مین آپڑی تہی - اُس آگ کو پیر بزرگوار کے مرشدانہ تصرف نے خاکستری کیا - (راکھہ مین دبایا) انجام یہ ہوا - کہ مفارقت کی ہوا جو دوروپہ چلی - تو اُس نے اُس آگ کے جو گیانہ رخسارہ پر مشتعل ہونے کا اوبٹنا ملا - اور بدن کے ہر ایک مسام سے پسینہ کی جگہہ شعلے نکلنے لگے - طاقت کیمیا ہوئی - اور صبر وسکون عنقا ہوا - ہر چند اس مجازی عشق سے اپنے تئین باز رکہنے کے لئے

جواہر خمسہ کے اوراد - اذکار - اشغال - اور نیز تمام اعمال عمل مین لایا - لیکن جمعیت حاصل نہین ہوئی
پھر خیال کیا - کہ اگر پریشانی کے چہرہ پر نقاب ہوا الکراس دیوانگی کے ساتھ ننگے سر - اور اس آشفتگی کے
ساتھ آبلہ پا - اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے راستہ مین چل کھڑا ہوتا ہون - تو ناتوان والدہ کی زندگانی
کا سرمایہ جو کچھہ ہے - لڑکے کا ہی دیدار ہے - بیشک لڑکے کی آوارگی کا وقت والدہ کے واسطے
واپسین نفس ہوگا - ناچار اس ملک سے نکل بھاگنے کی تدبیرین رفتار زمانہ سے تلاش کرنے لگا - سوائے
اس کے کوئی راستہ نہین ملا - کہ اپنے تئین سابقہ طرز معیشت اور اولین راہ وروش سے لوگون کے نزدیک
پشیمان ظاہر کرنا چاہیئے - اور قبیلہ قرابت کی طرف توجہ کر کے پھر تجارت کرنے اور سامان تجارت ہم پہونچانے
کی آرزو پیش کرنی چاہیئے - جب اس فریب دہ بازگشت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کے دل دیرینہ
پژمردگی سے نکل کر - تازہ اور شگفتہ ہونے لگے - اور خواہش کی مقدار سے زیادہ سوداگری کا سامان فراہم
ہوگیا - ہجری سنہ نوسو تراسی مین دیار یار کی طرف کوچ ہوا - اور بجلی کی طرح دوڑ چلنے کو زحل کی دائمی رفتار
کے عوض فروخت کر کے اُس بلبل کی مثل جاتا تھا جس کو قفس کے اندر بند کر کے باغ کی طرف لے جائین
او ہو - بات بڑھ گئی - جب دارالسلطنتہ آگرہ مین پہونچا - تو سراغ لگانے مین سخت انقباض پیدا ہوا - ناگاہ عشق
کے شعلہ نے آفتاب کی شعاع جیسی روشنی سامنے کی ایک آشنا ملا - اور یکے با دیگرے پرسش حالات
مین اصل مدعا سے محروم رہا - آشنا نے کہا - بروز فردا جست وجو کی پریشانی یافت مقصود اور دیدار کی
تسلی سے دور کردی جاوے گی - چونکہ عجلت کرنے سے ستمندانہ شوق کی پردہ کشائی ہونے کا خیال
تھا - لہذا اپنے تئین قرارداد کے حوالہ کر کے صبر کے ساتھہ لوٹ آیا - دوسرے روز علی الصباح خواہش کا
نقد ہاتھہ پر لئے ہوئے - سراغ رسان کے گھر گیا - وہ بھی کشادہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتھہ پیش آیا - اور
اس نے رہنمائی کر کے منزل مقصود کو پہونچایا خدا اسکی عمر دراز کرے - جس کی امداد کے ذریعہ سے
طرفین کی سرگزشت ظاہر ہو کر دل دہی - دل بری - دلسوزی - اور دل آویزی کے ساتھہ یکے با دیگرے
واقفیت حاصل ہوئی - اور خوشی وخورمی کے ساتھہ ملاقات - اور ملاقات کے ساتھہ دلاسا اور دیدار
نصیب ہوا - اسی طریقہ پر ہلالی پانچ دور تک رازداریان روزافزون رہین - اور آمد و رفت کی کمی - جو ہجران
کی اندرونی گدازش سے تھی - یہی بالکل حصول مراد - اور کامیابی کا سرمایہ ہوئی - جدائی کے داغ جو دل اور
جگر مین فراہم تھے - یہی اخیر مین درخت آسودگی کا ہیولی ہوئے جس نے رنگین سے زیادہ رنگین شان مین

یک رنگی کے پھول خفیہ رازداری کے دامن مین بھرے - یُولِجُ الّیلَ فِی النَّھَارِ نے تمام اُنق ہائے
ہالکہ کو جکی کی طرح چکر دیکر ہجران کے **قوس اللیل** کو بتمامہ وصل کے **قوس النھار** مین داخل کیا - اندوہ
فزا الفاظ - اس نقد معانی حاصل ہونے کی نشاط مین لٹائے گئے - اور ہمدوتن کی ہم کلامی کی بلند
بانگی کے مقابلہ مین الفاظ غم کا گروہ بالکل سست ہوکر مہجوری کے غار مین گر گیا -

مدت پانچ سال تک مجازی محبت کی رونق افزائی رہی - اس عرصہ مین طبیعت طرح طرح کی عاشقانہ
نظمین ترتیب دیتی تھی - اس سے بیشتر کہ مین دل بہنا دھوکر سلسلہ کوشش مین اپنے تئین ڈالون -
سخندانی - اور عبارت سنجی کے سامان سے نظرت کا علمی مکان چھت تک بھر گیا - یہان تک کہ ناطقہ
سخن آفرینی کے درجہ پر پہونچا - اور ہمت کو اس درجہ تلاش مین ڈالا - کہ کلام - قدیانہ قالبون مین نڈھالا جاوے
غور و فکر کی چلنی مین چھان کر احترامی خالب ہم پہونچایا جاوے - اور اس مین رنگ برنگ کی ریختہ گری کام
مین لائی جاوے - باوجودیکہ مین جانتا ہون - عنقا طلب اندیشہ ہمیشہ باد بدست ہوتا ہے - یہ بھی جانتا
ہون کہ استعارہ دوست اصحاب کے کلام کی تدرو رعنا گرم رفتار ہے - اور اس قسم کی اشعار گوئی کی قوت
راقم حروف کے عجائب نگار قلم مین بہت کچھ ہے - لیکن اَلاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْکَرَامَةِ کے ذوق مین صدر الذکر
فطری **خیال** سے باز نہین آیا - کیونکہ برگزیدہ کام کے سرانجام کے واسطے آستین کے اندر سے ہاتھ خواہ
نکلے ہی نہین - مگر فی نفسہ ایسے کام سے پشیمان ہونا - عقلمند کے نزدیک علامت بے استقامتی
کی ہے - بالآخر - اس خیال سے کہ کہین ایسا نہ ہو - فکر اور شعر کا راستہ چلنے والے مسافر - ہمراہی چھوڑ دینے کو
پیچھے رہ جانے کے سبب سے گمان کرین دو تین قدم پیچھے ہٹ کر وسط سخن کی آبادی مین نظم گوئی کا گھر پسند کیا
تاکہ مجوزہ گھر سخنوران عہد کے محلہ سے ایک کنارہ پر نہ رہے - نیز بانواہم صفیرون کا آشیانہ - اس شخص کی گفتار
کے ترنم سے - بوجہ اونچی نے اُٹھانے کے بے میل اور پستی مین واقع نہ ہو - اور جیسے مجنون گروہ کے ہجوم مین
عقل والا آدمی صرف اکیلا اور متہم بنادانی ہوتا ہے - اس طرح میرا حال نہ ہو - اس واسطے زیادہ ترغزل کی
نساجی (بناوٹ) مینے دوسرون کے بنے ہوئے ردیف و قافیہ - کے تانے بانے سے نہین کی ہے -

غوثی شاعرانہ تقریر کو لاف و گزاف کے منصب سے معزول کرو - اور وقائع نگار قلم کو درست نویس راستی کی
انگلیون مین دو - اس افسانہ کا تتمہ - ایسے الفاظ کے ساتھ جو تھوڑے ہون مگر معنی بہت رکھتے ہون -
بیوند دیکر خوشی کے ساتھ پورا کرو - اور دوسرے واقعہ کی شاخ پر عندلیبانہ آئین سے ضروری نوا کے ساتھ

تازگی پیدا کرو - اس مجازی طفلانہ کھیل مین کہان تک بھاگ دوڑ کرو گے - اپنے کلام کو لڑکون کی اصطلاحی باتون کے ساتھ جو کھیل کے وقت باہم بولتے ہین - کہان تک برابر کہو گے - دیکھو - بہت دیر ہوگئی ہے - حیا اور خجالت کو بلانے کے واسطے آواز دینے کا وقت ہے -

القصہ جب دار السلطنۃ آگرہ سے اپنے وطن کو لوٹ کر آیا - تو محمود العواقب کی صحبت نے دل ربائی کی بنیاد ڈالی جس کے سبب سے اُس خام سودا سے دماغ نے اور اُس سخت پریشان حالی سے سر نے نجات پائی اب راقم نے ایزدی معرفت کے دروازہ کی زنجیر ہلائی - ناطقہ کو آراستہ کرنے والے انواع و اقسام کے جہری ذکرون نے زبان کو کام مین لگایا - اور شطاری مشرب کے اشغال و افکار کی مشق نے دل کی تمام وسیع آبادی پر قبضہ کیا لیکن مینے قبا کو گودڑی کے عوض فروخت کر کے - اور صورت کو دگرگون بنا کر سیرت کی پردہ دری نہین کی - البتہ یہ ضرور چاہا - کہ مین خدا شناسون کا سا باطن - اور دنیا پرستون کا سا ظاہر اپنا بناؤن اور اس برزخ نما دورنگی سے - صلح کل کے باغیچہ کے لئے شگفتہ و شاداب کرنے والی نسیم بنون - تاکہ اگر اہل دل لوگون کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو - تو باطن کے ذریعہ سے آشتی کی بزم آرائی کرون - اور اگر صورت پرست آدمیون کے ساتھ چلنے کا موقع پیش آوے تو ظاہر کے ذریعہ سے موافقت کی صورت قائم رہے اس عالم کو جس کا ظاہر خلق اور باطن حق ہے - معکوس کر کے جیسا ہو ویسا دیکھون اور اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ[۱] کے فرمان پر کاربند ہون - یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ احسان کرو - اسی طرح کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے - یعنی تمہاری علمی صورت عینی لباس پہنا کر اپنے تئین تمہارے اندر چھپایا ہے تم بھی اپنے اندر چھپی ہوئی شے کو عیان کرو - اور دیکھنے مین اپنے تئین نہان کرو - تاکہ کُلُّ شَیْءٍ[۲] یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ کا مشاہدہ نور بصیرت عطا فرماوے -

گجرات کی لڑائی کا بیان

جب راقم گلزار کی عمر چھبیس ۲۶ سال کی ہوئی - تو ایک نوزاد جہان کا راقم کے ظاہری پرورش خانہ

---

[۱] تو احسان کر جیسا تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے ۱۲ [۲] ہر ایک شے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ۱۲-

مین وارد ہوا ۔عبدالاول نام رکھا ۔ میرے دوجہانی دوستون کو مبارک ہو ۔جب عمر کا ستائیسوان سال ہوا ۔جو ہجری سنہ نوسو نوے کی برابر تہا ۔تو علوم کی بقیہ تحصیل سے فراغت پانے کے واسطے احمد آباد کو گیا ۔ دو سال بعد سلطان محمود گجراتی کا بیٹا سلطان مظفر اپنے صوبہ پر قابض ہو گیا ۔شہاب الدین احمد خان حسینی نیشاپوری جاگیردار احمد آباد تہا ۔ وہ تلاش اور پرخاش سے پہلے ہی اپنی دارالحکومت سے رخصت ہو کر پٹن کی طرف چل دیا ۔قطب الدین محمد خان ۔عرش آستانی اکبر شاہ کا انکہ[۵] ۔اور قلعہ بہڑوچ وبرودرہ (بڑودہ) وغیرہ کا جاگیردار تہا ۔اس کے لشکر کے تمام سردار ۔ اور امرا بدنصیبی سے روگردان ہو کر سلطان مظفر کے لشکر مین جا ملے ۔جب یہ ناگوار خبر دارالسلطنۃ آگرہ مین اکبر شاہی تخت پر پہونچی تو فوراً انکہ مذکور کے بڑے بیٹے نورنگ خان کو اور قلیچ خان کو گجرات جانے کا حکم دیا گیا ۔اور مالوہ کی تمام سپاہ اور خوانین کے نام فرمان صادر ہوا ۔کہ ان دونون امیران اعظم کے اتفاق سے ملک گجرات کی یورش پر دوش سے جاوین ۔قلیچ خان ایک شخص انسانی اور ملکی کمالات کے جامع ۔اور ارضی و فلکی جواہر کے حقیقت شناس ہین ۔تمام علوم متداولہ اور غریبہ کا کئی دفعہ درس دیا ہوا ہے ۔اور بہت سے طالبان علم ان کی ملازمت سے مدرسی کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین ۔ نیز قلیچ خان ۔عرش آستانی اکبر شاہ کے خوانین اعظم مین سے ہین ۔عمر شریف استی کے خانہ سے متجاوز ہو گئی ہے ۔ہمیشہ صوبہ کے مالک اور چند ہزار سوار کے سردار رہتے ہین ۔ قلیچ خان کی دولت ۔سعادت ۔ سامان ۔ اور دنیوی شوکت کی تعریف ان کی معنوی بزرگیون اور ذاتی خوبیون کے مقابلہ مین کرنا ۔ ایسا ہے ۔کہ جیسے آفتاب کے مقابلہ مین ستارہ کی تعریف کرنا ۔

صدر الذکر واقعہ کا بقیہ بیان اس طور پر ہے ۔کہ تیر گرون کی سروہی کے راستہ سے ایک لشکر اور بہی میرزا خان ابن بیرم خان خانخانان کی سرداری مین اسی مذکورہ بالا شورش کے فرو کرنے کی غرض سے صوبہ گجرات کے نام سے نامزد کیا گیا ۔چونکہ کمک کے سردارون کو ایک دراز راستہ در پیش تہا ۔ اور اس سبب سے مقصد پر پہونچنا فرصت چاہتا تہا ۔لہذا یہ ضروری توقف اتکہ مذکور پر بہت زیادہ معلوم ہوا ۔کیونکہ اتکہ کو کمال انتظار تہا ۔یہان تک کہ توقف کا خیال بلکہ قطعی نہ آنے کا اندیشہ ۔ اتکہ کے دل مین کامل طور پر جاگزین ہوا ۔چونکہ تنگی کی نوبت حد درجہ کو پہونچی تہی ۔ اور گجرات والون کے ہاتہ مین گرفتار ہو جانے کا وہم زیادہ بڑہ گیا تہا ۔اسواسطے اتکہ نے اپنی رہائی سلطان مظفر کی ملازمت کر لینے کے اندہی سوچی ۔ اور کم بخت یہ نہ سمجہا ۔کہ اس ناصواب تریاق نما اندیشہ مین

[۵] انکہ شوہر دایہ کو کہتے ہین ۔

جان ستان زہر ملا ہوا ہے - خیر جب آتکہ مظفر کے دربار مین دخل یافتہ درباریون مین سے ہوگیا - تو گجراتیون کی راے - آتکہ کے مار ڈالنے مین ہوئی - اور اس کے نابود کر دینے مین ملک کی بہتری سمجھی لہذا شمشیر تیز سے گردن مار کر خاک نیستی مین ملا دیا - اور اس بات کی تہ کو نہین پہونچے - نہ کسی نے اُن کو آگاہ کیا - کہ فرمان پذیر کا مار ڈالنا بہت برا نتیجہ نکالتا ہے - خلاصہ اس یورش کی سرگذشت کا یہ ہے - کہ مذکورۃ الصدر دونون اشخاص نورنگ خان اور قلیچ خان سرداران مالوہ کو اپنے ساتھ شامل کر کے گجرات کی طرف سلطان پور کے راستہ سے روانہ ہوئے - آدھے راستہ پر پہونچے تھے - کہ گجراتیون کے غالب اور آتکہ کے مارے جانے کی خبر سننے مین آئی - جس کے سبب سے ان کی تیزروی کے گھوڑون کے نعل گر گئے - اور ہر ایک کا دل بھاری پڑ کر گویا کہ شتر خانہ ہوگیا - دلون کے اندر جو آگے بڑھنے کی ایک اُمنگ تھی - وہ رُک کر سکون کے مقام پر بیٹھ گئی - دوسرے سپہ سالار (امیرزا خان) نے عجلت کی درش اور قاعدہ کو باہم ملا کر درمیانی رفتار کے ساتھ جنگل اور گھاٹیان قطع کرنا شروع کین - اور احمد آباد سے اس طرف بیس کوس کے فاصلہ پر شہاب الدین احمد خان (جاگیردار احمد آباد) اور نیز گجرات کی دیگر سپاہ نے ملحق ہو کر تعداد لشکر بڑھائی - کارسازی تقدیر سے اس جوانمرد کی ہمرکابی مین شتر دلون کا جگر شیرانہ ہوگیا - تمام سپاہ نے یک دل اور یک رو ہو کر - دلیرانہ دوا دوش کی - دریاے سانبرمتی قلعہ احمد آباد کے نیچے ایسی خوشنمائی سے روان ہے - جس نے قلعہ کو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۱۵] بنا دیا ہے - اس دریا کے کنارہ سلطان مظفر سے جنگ کا موقع پیش آیا - اگرچہ دشمن کا لشکر ساٹھ ہزار سوار سے زیادہ ہی زیادہ تھا - اور شاہنشاہی سپاہ کی تعداد دس ہزار سے بھی کم تھی - لیکن کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ کی اُمید پر لڑائی کا آغاز کیا تھا - چنانچہ فتح اور فیروزی کے ساتھ سرفرازی نصیب ہوئی - گجراتی سلطان نے قلعہ بھروچ کی جانب بھاگ جانے کو چند روزہ زندگانی کا ذریعہ سمجھ کر قدم بڑھایا - اور یہ فتح یاب لشکر آہستگی کے ساتھ تعاقب مین جاتا تھا - اس فتح کی خوشخبری سننے سے مالوی سپاہ کے دل - بظاہر تو بڑھے - مگر باطن مین ننگ اور شرمساری سے گھٹ گئے - بہرحال مالوی سپاہ کوچ کر کے عجلت سے روانہ ہوئی - اور کلال باڑی مین جو بردودہ (بڑودہ) کے حدود مین ہے - فیروز سپہ سالار کے لشکر سے آملی مجلس شوریٰ مین - ایسا قرار پایا - کہ مالوی سپاہ نے جنگ کی تکلیفات نہین اُٹھائی ہین - اور اُس کا سامان بھی اچھا ہے - لہذا یہ سپاہ مغرورون کے تعاقب مین جاوے - اور جنگ کر کے

[۱۵] باغ ہین جن کے نیچے نہرین (ندیاں) بہتی ہین ۱۲ [۱۶] اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲ (ٹھیک ایسا ہوا ہو کر)

اُن کو نیستی کی گھاٹیوں مین ٹھکانے سے لگادیوے - اور فتح یاب لشکر بازگشت فرما کر دارالخلافہ احمد آباد مین قیام کرے -

مذکورۃ الصدر سال مین اِس رزمی داستان کا مجمل نویس - اور سکندری واقعات کا مختصر نگار استادی شیخی وجیہ الملۃ احمد آبادی کی خانقاہ مین دینی علوم کی تحصیل - اور حکمی فنون کی سماعت کے نور سے ناواقفیت اور بے علمی کی تیرہ وتاریک رات کو صبح سعادت بنا رہا تھا - اور جنگ احمد آباد کے تماشائیون مین سے تھا -

القصہ جب اکتیسوان سال عمر کا آغاز ہوا - تو اپنے وطن کو لوٹ کر آیا - اُس کے دوسرے سال کہ عمر کا بتیسوان سال تھا - تاریخ انتیسوین ماہ صفر ختم بالخیر والظفر ہجری سنہ نوسو پچانوین کو آئی علم کے خلوتخانہ سے عین (وجود) کی بزم مین - ایک فرزند نے کمال سعادت کے ساتھہ ورود کیا - اور وہ اپنے ساتھہ ساتھہ خوشی لایا - ہر طرف سے مبارک باد کی آوازین آئین - کامگار پیرون کی بشارت کے بموجب - حسن محمد نام رکھا - علم - عمر - عزت - اور عرفان سے خداوند تعالی برخوردار اور بہرہ یاب فرماوے -

واقعہ گجرات کا تتمہ اس طور پر ہے - کہ جب اس فتح کی خوشخبری اکبر شاہ کے حضور مین پہونچی - تو سپہ سالاری اور خانخانانی کے خطاب کا طغرا - جو پانچ کرسی سے اُن کا موروثی ہے - صوبہ گجرات کی جاگیر نام زد ہونے کی خوشخبری - اور فریدبران کئی طرح کی دیگر نوازشین - یہ تمام لوازم - میرزا خان کے نامی نام پر صادر ہوے - اور شاہنشاہی التفات سے - نیز اس شجاعت دستگاہ کے استحقاق سے روز افزون ترقیات نصیب ہوئین اور تمام امراے اعظم جو ہمرکاب تھے - اپنی کوشش اور کارگزاری کے موافق - نیز سپہ سالار کی سفارش کے موافق - منصب کی ترقی - جاگیر کی بیشی - اور خسروانی بخشش سے ممتاز ہوئے -

میرزا خان خانخانان کی تعریف

سبحان اللہ - تقریب طلب خاطر کو مدت دراز سے اِس بات کی آرزو تھی کہ اس **گلزار ابرار** مین قدیمی ہوا خواہی کے اعتبار پر میرزا خان سپہ سالار کے کسی قدر حالات ظاہر کرون - جن کے ذریعہ سے ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کی آرائش ہے - چنانچہ اب اِس خواہش کا دامن

ہاتھ مین آگیا ہے - لہٰذا چند دل آویز جملے لکھکر قلم کو گوہر فروش بناتا ہون -

اولاً - یہ کہ دسوین اور گیارہوین صدی کے دور مین ہرچند ملک عدم کو گئے ہوئے لوگون کے حالات جست وجو کرنے والے کان اور آنکھہ نے ٹٹولا لیکن محمدی کمالات کے ساتھہ متصف - اور ایزدی اخلاق کے ساتھہ موصوف ہونے مین کسی شخص کو آپ کی مثل صاحب سعادت نپایا -

ثانیاً - یہ کہ آپ کے سوا کسی دوسرے کو ایسا نپایا - جس نے دولت کی عالی دستگاہ کو - اخروی نشاط بہم پہونچانے کا بازو معنوی فقر کا پردہ دار - اور حقیقی تجرد کا چشم بند - (آنکھہ باندھنے کی پٹی) بنایا ہو - آپ اُن لوگون کے بالکل برعکس ہین - جو بیٹھے ہوئے تو خلوت مین ہین - مگر دل بازار بنا ہوا ہے - اور جو زہد درویشی کی گرمی گودڑی کو دنیاوی سامان کی تحصیل کا بہانہ بناکر باطن کے برخلاف ظاہر کا چہرہ دکہاتے ہین **بیت**

کجا این اختلاف آئین کجا آن پردہ آرائی	تماشا کن تفاوت در دو رنگیہا تماشا کن

ثالثاً - یہ - کہ نظم و نثر مین اقسام مفرد و مرکب کی - اور ان اقسام کی فصاحت کی جوہر شناسی - اور حقیقت و مجاز مین انواع و اقسام کے لطائف مدلولات - اور بلاغت ترکیب کی عیار دانی - جس قدر آپ کی فطرت اور فکر کی نوعروس کا زیور بنائی گئی ہے - اس مین سے ہزارہوان حصہ بھی اس شخص کو نہین مل سکتا ہے - جو تمام عمر سخن آرائی - اور نکتہ طرازی کے دریاے فضیلت مین غواصی کیا کرے -

رابعاً - یہ - کہ بیان کے ذریعہ سے مدعا کی تصویر کہینچنے کے وقت جو عبارت کی رنگینی - آپ کی معجزہ نما بول چال کی زبان و دہان سے پیدا ہوتی ہے - بہتر ہے - کہ جمہور اصحاب بلاغت - اور ارباب معانی - اپنے صنائع و بدائع کی قلم سے اُس کی نقل لیکر سخن سنج حوصلہ کا سرمایہ بناوین تاکہ تشبیہانہ فطرت کے لوگ جو آیندہ آنے والے ہین - ان کے ناطقہ اور گویائی کے واسطے وہ نقل قانون بن جاوے - **بیت**

ہزارت آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن	مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی

خامساً - یہ کہ آپ کی خاص ہمت اور عام عطا کے ہاتہہ کو بخشش اور بخشایش مین جو مرتبہ زر و جواہر لٹانے کا حاصل ہے اگرچہ خارا اور گل پروری کے مقام پر بلالحاظ تفاوت ابر بھی سرمایہ ثمرات عطا کرتا ہے مگر آپ کے سامنے شرمسار ہے - **قطعہ**

من نگویم کہ ابر مانندی	کہ نکو نایدا زخرد مندی

تو ہمی بخشی و ہمی خندی	او ہمی بخشد و ہمی گرید تو

سادسًا - یہ - کہ دشمن کشی خصم افگنی - زور آزمائی - اور جہان کشائی کے میدان مین دلیری اور دلاوری آپ کی شمشیر اور کمان کے ساتھہ ساتھہ ہین - اور تیزی و تندی - آپ کے حملہ و شوکت کے برابر برابر لگے ہوئے ہین - اِس طرح پر - کہ زمانہ قدیم کے کسی شجاعت شعار کے کارنامہ مین اِس کی نظیر دیکھنے مین نہین آئی -

سابعًا - یہ - کہ آپ حسبتہ للہ عام مخلوق اور رعایا کی - اور ان کے دلون کی پاسبانی اپنے ذمہ واجب سمجھکر ہر ایک کے ساتھہ اس طرح مہربانی سے پیش آتے ہین - کہ زبون ترین مخلوق کی بال برابر آزردگی بھی آپ کے مہر آگین دل پر ایک پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار معلوم ہوتی ہے - اور حال و مقال کی زبان سے اس مضمون کے ساتھہ آپ کا ترنم ہے - **بیت**

کہ می ترسم درو جائے تو باشد	نیازارم ز خود ہرگز دلے را

ثامنًا - یہ - کہ تمام موجودہ جواہر سے آپ کی بے نیازی اور بیخودی حد کمال کو پہونچ گئی ہے - اس مدعا کے ثبوت کی ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ مین کئی طرح کے زیور اخلاص کے ساتھہ - جو ساخت اور ریا سے معرا ہے - اور ہزارون قسم کے لباس خدمت کے ساتھہ جو تصنع اور خودنمائی سے مبرا ہے اپنے باطن اور اعتقاد باطن کی نوعروس آراستہ رکہتا ہون - باینہمہ مجہہ جیسے دعاگو کو اس طرح نظر سے گرا رکہا ہے - کہ میرا وجود - عدم کی برابر ہے - پہر دوسری چیزون کے ساتھہ آپ کی دلبستگی کا خیال کب ذی ہوش اصحاب کی تصور مین آسکتا ہے - اور اسباب تجمل - کوکبہ حشمت - دبدبہ شوکت - سامان منازل - اور ساز رفعت - غرض کہ جو کچھہ بھی دنیاوی لوازم - آپ کی عشرت اور خدمت کی بارگاہ مین ازلی سپردگی کے بموجب مہیا رہتے ہین - یہ آپ کے منصب اور مرتبہ کے اقتضا سے ہین - اور انسانی مصارف کی اشیاء کا موجود ہونا - کچھہ صاحب تصرف کے تعلق خاطر کی دلیل نہین ہے -

تاسعًا - یہ - کہ آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ کی صفائی اِس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے - کہ اگر انعکاس کی شرطین مفقود بھی ہو جاوین - جو دوسرے ایسے عکس اور آئینہ مین معتبر ہین - تاہم آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ مین صور اور معانی کا عکس پڑنا زائل نہو - اور آئینہ حافظہ - عالم مثال کی طرح - پیش شدہ مثال - معقولات اور محسوسات کی نگہبانی کرے - **بیت**

از ہر عرض کردن انواع صنع خویش	از ذوات او نساخت قضا بہتر آئینہ

چنانچہ آپ کے بافروغ دل کا صحیفہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی یاد کر لینے سے ثانی لوح محفوظ ہے

غوثی جن جواہر اوصاف کا شمار عقل نہیں کر سکتی ہے - اُن کے شمار سے اپنے عجز کا اقرار کرنا - صواب اندیش عقل مندوں کا شیوہ ہے - لہٰذا تم ہی بحکم اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا آپ کے اوصاف محصور نہ کر سکنے کا اور اپنے قصور کے وجود کا اقرار صحیح کرو - کیونکہ تمہارا ممدوح وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کا مظہر ہے اب چند صفحات لکھے ہوئے اوصاف کی برابر مین سفید سادہ چھوڑ دو - تاکہ ممدوح اپنے اوصاف مین سے جو کچھہ مناسب جانے - اس کے لکھنے کا حکم فرما دے - **قطعہ**

چہ فرو کشی بادستاعِ سخن	کہ بدیع تو از خزینہ اوست
گنجہ تو بر دکان لب داری	آن ہمہ از دعاے سینہ اوست

یہ تمہارا معاملہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ کے بازار مین راست آنے والا ہے - کیونکہ مبیع اور ثمن کا مالک ان دونون معاملون مین ایک ہی طرح پر معلوم ہوتا ہے -

قال المفسرون فی هذه الآية لما كان من المؤمنين تسليم انفسهم واموالهم الى الله تعالى ومنه سبحانه الثواب والجزاء شبه بالشراء الذی فيه العوض والمعوض فيما بينهما من المشابهة اطلق لفظ الاشتراء ولما قال هل ادلكم على تجارة وقال فما ربحت تجارتهم وفی الحقيقة لا يصح فی وصف الله سبحانه الاشتراء لانه المالك	اس آیۃ کی تفسیر مین مفسرین نے لکہا ہے - ہرگاہ کہ بحکم الله تبارک وتعالیٰ مومنین کی طرف سے اُن کے نفوس اور اموال کی سپردگی - اور الله سبحانہ کی طرف سے ثواب اور جزا عطا فرمایا جانا - اُس شری کے مشابہ ہے جس کے اندر عوض اور معوض دونون پائے جاتے ہین اور وجہ شبہ وہی ہے جو ان دونون کے درمیان مین ہے - اسلئے لفظ اشترے بولا گیا - اور نیز اس سبب سے لفظ اشترے بولا گیا - کہ الله سبحانہ نے ایک جگہہ فرمایا ہے - هل ادلكم الخ اور دوسری جگہہ فرمایا ہے - فما ربحت الخ ورنہ فی الحقیقۃ الله سبحانہ کے وصف

۱؎ اگر تم خدا کی نعمتون کو شمار کرنا چاہو - تو ان کو پورا پورا شمار نہ کر سکو ۱۲ ۲؎ اور الله (لوگون کے) دلی خیالات (تک) سے (بھی) واقف ہے ۱۲ ۳؎ الله تعالیٰ نے مسلمانون سے ان کی جانین اور ان کے مال (اس وعدہ پر) خرید لئے ہین - کہ اِن کی بدلے آن کو جنت دے گا ۱۲ -

سواه وهو مالك الاعیان كلها ومن لم یستحدث ملكا لا یقال انه فی الحقیقة اشترے وللمقال فی هذه الآیة مجال

مین اشترے کا لفظ صحیح نہین ہوسکتا ہے - کیونکہ اُس کے سوا کوئی مالک نہین اور تمام اعیان کا مالک وہی ہے اور جو شخص جدید طور پر کسی شے کا مالک نہ بنے - اُس کی نسبت نہین کہا جا سکتا ہے - کہ اُس نے فی الحقیقۃ وہ شے خریدی - اور اِس آیۃ مین گفت و گو کے لئے گنجائش ہے -

فیقال البائع لا یستحق الثمن اذا امتنع من تسلیم المبیع فكذلك لا یستحق العبد الجزاء الموعود الا بعد تسلیم المال والنفس علی موجب اوامر الشرع فمن قصر او فرط فهو غیر مستحق للجزاء

پس بعض کہتے ہین - کہ بائع قیمت کا مستحق نہین ہوتا ہے - اگر باز رہے مبیع کے سپرد کرنے سے - اسی طرح عبد - جزاے موعود کا مستحق نہین ہوتا ہے مگر اپنا مال اور نفس بموجب احکام شرع سپرد کر دینے کے بعد - اگر کسی شخص نے احکام شرعی کی شروط مین کمی کی - یا زیادتی کی - تو وہ جزا کا مستحق نہین ہوسکتا ہے -

وفی التوریة الجنة جنتی والمال مالی فاشتروا جنتی بمالی فان ربحتم فلكم وان خسرتم فعلی

اور توریت مین آیا ہے - جنت میری جنت ہے - اور مال میرا مال ہے پس تم میری جنت میرے مال کے عوض مین خریدو - اگر تم نے تجارت مین فائدہ اُٹھایا - تو وہ تمہارا ہے اور اگر نقصان اوٹھایا تو وہ مجکو رہا -

وقیل لا ینبغی للمومن ان یتعصب لنفسه بحال لانها لیست له والذی اشتراها اولی بها من صاحبها الذی هو اجنبی عنها لانه باعها

اور بعض کہتے ہین - کہ مومن کے واسطے یہ صحیح نہین ہے کہ اپنے نفس کے دینے مین کسی طرح بخل کرے کیونکہ نفس مذکور اُس کا نہین ہے اور جس نے اس کو خریدا ہے - وہ اس کے قابض کی بنسبت اولیٰ ہے - کیونکہ وہ نفس سے اجنبی ہے - اور اُس نے نفس کو بیچ دیا ہے -

وقیل اخبر انه اشتراها لئلا یدعی العبد فیها ولا یساكنها ولا یلاحظها ولا یعجب بها

اور بعض کہتے ہین - خبر دی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ نے نفس کو خرید لیا - تاکہ عبد اُس کی بابت دعوی نہ کر سکے نہ اُس کے ساتھ مل جل کر رہے - نہ اُس کا ملاحظہ کرے - نہ اُس کی بنیاد پر غرور کرے -

ویقال انما قال اشتری من المؤمنین انفسهم ولم یقل قلوبهم لان النفس محل الآفات فجعل الجنة فی مقابلتها والقلب محل استواء الرحمن فجعل ثمنه اجل من الجنة - وهو ما یحض به اولیاءه فی الجنة من عزیز رویته -

بعض کہتے ہین - اللہ جل شانہ نے اشتری من المؤمنین انفسهم کہا اور قلوبهم نہین کہا - کیونکہ نفس محل آفات سے ہے - لہذا جنت کو نفس کے مقابلہ مین قرار دیا - اور قلب محل قیام رحمن ہے - لہذا اس کی قیمت جنت کی بہ نسبت زیادہ شاندار قرار دی - اور وہ جناب باری عز اسمہ کا عزیز دیدار ہے جو جنت کے اندر بالخصوص اُس کے اولیا کو نصیب ہوگا -

ویقال النفس موضع العیب والکریم یرغب فی شراء ما لا یرید فیه غیره -

بعض کہتے ہین - نفس مورد عیب ہے - اور کریم آدمی اُس شے کی خرید کی طرف رغبت کرتا ہے جس کی خرید کا ارادہ کوئی نہ کرے -

ویقال من اشتری شیئا لینتفع به اشتری خیر ما یجده ومن اشتری شیئا لینتفع غیره فلیشتری عار وعلی صاحبه فینتفع بثمنه

بعض کہتے ہین - جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے کہ خود کو اُس سے نفع حاصل ہو - اُس کو اُن سب چیزون مین بہترین چیز خریدنی چاہیے جو ہم پہونچین اور جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے - کہ غیر شخص اُس سے نفع پاوے - تو اُس کو وہ شے خریدنی چاہیے - جو اُس کے مالک کی طرف پلٹ جاوے تاکہ یہ شخص غیر کو اُس شے کی قیمت سے نفع پہونچاوے -

وقال الشیخ ابو علی الدقاق لم یقل اشتری قلوبهم لان القلب وقف علی محبته والوقف لا یشتری -

شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے - کہ اللہ جل شانہ نے اشتری قلوبهم نہین کہا - اس کی وجہ یہ ہے - کہ قلب اُس کی محبت مین وقف ہے - اور وقف کا بیع و شری نہین ہوسکتا -

ویقال الطیر فی الهواء والسمک فی الماء لا یصح شراءه لانه غیر ممکن التسلیم کذلک القلب صاحبه لا یمکنه تسلیمه فلم یقل اشتری قلوبهم قال اللہ تعالی واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبه

کہتے ہین - ہوا مین پرندون کا - اور پانی مین مچھلی کا شری صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ان کی سپردگی ممکن نہین ہے - اسی طرح صاحب قلب کو قلب کی سپردگی ممکن نہین ہے لہذا اشتری قلوبهم نہین کہا - اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے - یہ جان لو - کہ اللہ تعالی الشان اور اُس کے قلب کے درمیان مین حائل ہے

جو اصحاب تشبیہ و مجاز کی فصاحت محل کی تعمیر کرنے والے ہین - اُن کے ریاضی دان ضمیر کو واضح ہو - کہ حدیث اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا[1] اِس سعقار قول کے محل کی بنیاد ہے - یعنی عبارت کا جہان جس کی حسی صورتون کا ہیولیٰ حروف تہجی ہین - مرکبات اور موالید کے جہان کی بہ نسبت فی الواقع بہت زیادہ اور بہت بڑا ہے - اولین جہان کے قطر اور ضلعے جو انواع و اقسام کے فنون اور مختلف علوم ہین - دوسرے جہان کی نواح اور ولایتون کی بہ نسبت کہ عرب اور عجم ہین - زیادہ خوش ہوا - اور شاداب ہین -

اولین جہان کی شہر اور قریے کہ مبسوط کتابین اور مختصر رسالے ہین - دوسرے جہان کے شہرون اور موضعون کی بہ نسبت کہ روم کا استنبول - اور ہند کا احمد آباد ہے - مقبولیت اور تحصیل محصول مین زیادہ ہین اولین جہان کے کوشک - قصر - ریاض - اور رباط - کہ مقاصد اور مسائل کے ابواب اور فصول ہین دوسرے جہان کی منازل - محلات - باغ - اور بازار کی بہ نسبت کہ طلائی چار دیوارین - رنگین چھتین - ساخت دینے والے اشجار - اور ضلع دار دکانین ہین - زیادہ خوش وضع - زیادہ رعنا - زیادہ روشن - اور زیادہ اونچے ہین -

عالم کلام کے مکانات کے مکین - کہ اشیا کے معانی اور حقائق ہین - کرہ خاک کے باشندون کی بہ نسبت کہ آدمیون کی اقسام اور حیوانات کی انواع ہین - زیادہ دیرپا - زیادہ لطیف - زیادہ موزون اور زیادہ نازک ہین -

اور عالم کلام کے سلاطین کہ اصحاب دانش و بینش ہین - کرہ خاک کے بادشاہون کی بہ نسبت کہ ارباب جاہ و حشمت ہین - زوال کے غم - اور انتقال کے اندیشہ سے زیادہ فارغ - اور زیادہ آزاد ہین -

یہ سچ بلکہ بالکل سچ ہے - کہ عالم اول کے تمام توابع اور تمام لواحق - عالم ثانی کی بہ نسبت زیادہ سنجیدہ و پسندیدہ اور منفعت و رتبہ مین اعظم و اعلیٰ ہین - تم دیکھتے نہین ہو - کہ جب ظاہری آفتاب اپنے افق سے طلوع کرتا ہے - تو رات کی تیرگی - زائل ہو جاتی ہے - اور دن کی روشنی سے ظاہری آنکھ مین مخلوقات کے دیکھ سکنے کا فروغ پیدا ہو جاتا ہے - اور جب معانی کا آفتاب حکمت بیان کرنے والی زبان کے مشرق سے طلوع فرماتا ہے - تو جہالت کی رات صنوبری قلب کے کرہ سے بستر باندہ جاتی ہے - اور ادراک کی

[1] مین علم کا شہر ہون - اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین ۱۲

صبح کی سفیدی اوبہرکر دل کی آنکھوں کو حق شناسی کا نور بخشتی ہے۔ بیت۔

مہ کجا و آفتاب طلعت جانان کجا	آن شب ست این روز روشن این کجا و آن کجا

ایک روز چند خوبان صورت و معنی۔ بزرگان ظاہر و باطن۔ اور خاصان مسافر و مقیم کی جماعت درویش کے مہمانخانہ مین گفت وگو کر رہی تہی۔ اور ہر ایک قسم کی باتین گرما گرمی سے ہو رہی تہین منجملہ اون کے حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ شیخ شمس الدین زندہ دل نے اُس مجمع مین معرفت کے متعلق کچھہ بیان کرنا شروع فرمایا۔ جس قدر باتین کرنے والے کیمیا بیان لوگ انجمن مین بیٹھے ہوئے تہے۔ وہ سب زبان کو خاموش کر کے۔ سراپا گوش ہوئے۔ زندہ دل کے باعجاز کلام پر عاشق ہو کر سنے سے سیر نہین ہوتے تہے۔ اور اسی طریقہ پر ان کا کلام کرتے رہنا دعا کے ساتھہ خدا سے مانگتے تہے۔ اور اس بیت کا ترانہ گاتے تہے بیت

وحدثتنی یا سعد عنہا فزدتنی	جنونا فزدنی من حدیثک یا سعد

صدر الذکر انجمن کی تقریر درمیان مین لانے سے غرض یہ ہے۔ کہ زندہ دل نے فرمایا۔ کہ علوم۔ معارف حقایق اور معنی کا ملک فتح کرنے کی نشاط بیان مین نہین آسکتی ہے۔ کیونکہ جب مشکلات فنون کا عقدہ۔ مطالعہ اور تامل کی امداد کے بدون حل ہو جاتا ہے۔ تو چارون طرف سے بے حد خوشی اس طرح سے میرے متجسس دل پر نثار ہونے کو آتی ہے۔ کہ مجکو یقین ہو جاتا ہے کہ اتنی خوش دلی اور خوشحالی۔ کسی بادشاہ کی خاطر عاطر کو کسی جدید ملک فتح کرنے سے بہی نہین ہوتی ہوگی۔ بہت اچہا ہے وہ گروہ۔ جو سخنوری اور سخن شناسی کے ملک مین صاحب خطبہ اور صاحب سکہ ہے۔ اور بہت ہی اچہی ہے وہ جماعت جو عرفان اور علم کی اقلیم فتح کرنے کے واسطے کر ہمت باندہ کر جہاد اکبر مین مشغول ہے۔ بہین نہین۔ دولتمندی مین عالی مرتبہ وہ صاحب خانہ ہے جو سلیمانی طالع اور سکندری زائچہ کے ساتھہ علم (عدم) کے آسمان سے حین (وجود) کی زمین پر آیا ہے۔ اور یہ دونون زیبا دلنشین (اہل سخن اور طالب عرفان) جس کے عشرتخانہ تصرف کی دل رُبا بیبیان ہین۔ الحمد للہ والمنۃ کہ ہمارے زمانہ کا **شہنشاہ ابوالظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ ابداً** ان دو جہاد سلطنون کی سعادت سے اور جن صدر الذکر دو عروسون کو ارث واستحقاق کی آرزو نے ناز کے ساتھہ پرورش کیا ہے ان کے ہم خوابگی کی نشاط سے کامیاب اور کامران ہے۔ اور نیز تمام مقاصد کے حصول مین تمام

٥١ اے سعد تو نے اُس کی بات مجھسے کر کے میری حیات زیادہ کر دی ہے بس تو یہی بیان کے میری حیات زیادہ کر تا رہ ۱۲۔

طالبان مقاصد کا کام بخش اور کام روا ہے - للہ الحمد فی الاولی والاخرۃ کہ اس گلزار کا آغاز اور انجام شاہنشاہی ستایش اور مدح کی ہواکہانے سے نوبہار تازگی کی آغوش مین اور ابر سعادت کے سایہ مین ہے -

تاریخ اتمام

بے حجابانہ خلوتے دارند　　چون بزرگان درین چہار چمن
خلوت بے حجاب گشت ازان　　سال اتمام این حدیقۂ من

تمت بالخیر

تواریخ اذکار ابرار من نتائج افکار گہر بار ابوالاعجاز منشی سید محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

فقرات نثر تاریخی

روضۂ شہود ۱۳۲۶ھ

صحیفۂ نیک بختان ۱۳۲۶ھ

مخزن الم نشرح ۱۳۲۶ھ

قطعۂ تاریخ

(۱) فرید العصر حافظ فضل احمد — مکرم زبدۂ امثال و افراد

(۲) تصوف مین تھا نسخہ فارسی کا — بھرے تھے اس مین اچھے اچھے اوراد

(۳) لباس اُردو کا پہنایا جو اوسکو — کیا یہ کام اونھوں نے قابلِ داد

(۴) بڑی محنت بڑی کوشش کا ہی کام — ثنا گر اون کے ہین عباد و زہاد

(۵) حقیقت مین ہے وہ اذکار ابرار — بیانِ منزلِ اقطاب و اوتاد

(۶) مکمل ہر طرح دیکھا جو اوس کو — خوشی سے روحِ شبلی نے کیا صاد

(۷) ہوئی مجھ کو جو فکرِ سالِ احسان
کیا مین نے رقم ایضاحِ ارشاد ۱۳۲۶ھ

دیگر

(۱) فضل احمد کہ برو فضلِ خداست — آن زگلزار برآورد اذکار

(۲) ترجمہ کرد زسعیِ وافر — باد این نسخہ قبولِ اخیار

(۳) بہر تاریخ جہان تاب احسان
آسمان گفت خجستہ انوار ۱۳۲۶ھ

دیگر سال طبع

(۱) آن حافظِ مصحفِ الٰہی — فضل احمد خجستہ تقریر

(۲) اذکار نوشت چون بہ اُردو — نظارگیان شدند تسخیر

(۲) احسان پے سال طبع ہاتف
خوش گفت مآثر المشاہیہ ۱۳۲۸ھ

مصرع سال طبع

چھپ گیا مصحف ابرار تفقد آگین ۱۳۲۸ھ

فقرۂ نثر تاریخ

روضۂ نورانی ۱۳۲۸ھ

تواریخ اذکار ابرار اُردو ترجمہ گلزار ابرار از محمد عزیز الدین رخشاں انصاری جیوری

قطعہ تاریخ

سلف مین ہوا ہے مشائخ کا فرقا — سوانح مین اون کے کوئی تذکرہ تھا
جو گلزار ابرار تھا نام اوس کا — ہزار اوس کے مانند بلبل تھے شیدا
زبانِ عجم اُس کی آسان نہین تھی — زبانِ عبارت تھی بلاغت مین ڈوبی
مضامین تھے مشکل۔ عبارت ادق تھی — عدیم الوجود اوس کا تھا اصل نسخا
رئیسانِ اوجین مین دو برادر — خدا یار خان اور الہ یار خان ہین
ملی اتفاقاً انہین نقل اُس کی — جسے دیکھ کر اون کے دل مین یہ گزرا
کرین ترجمہ اِس کا اُردو زبان مین — لطیف وسلیس ونفیس اور آسان
مسلمان بھائی پڑھین اور سمجھین — شریعت۔ طریقت۔ حقیقت کا رستا
اِسی دھن مین اک روز یہ دونون بھائی — ملے میرے خالِ معظّم سے آکر۔
سپرد اون کے گلزار ابرار کر کے — کہا ترجمہ کیجیے آپ اس کا
مرے قبلۂ ظاہر و پیر باطن — حمیدہ خصائل گرامی محاسن
گران منزلت مولوی فضل احمدؒ — وہ حافظ کلام الٰہی کے یکتا
اگرچہ مشاغل کی تھی اتنی کثرت — نہ ملتی تھی اون کو کسی وقت فرصت
مگر عرض کی مین نے حضرت سلامت — مناسب نہین اس سے انکار ہلا

یہ بحرِ حقیقت کے خوش آب موتی
یہ کانِ طریقت کے انمول جوہر

زمانہ چھپائے گا کب تک اب انکو
اُٹھا دیجئے اِن کے چہرے سے پردا

خدا کا نہین کام حکمت سے خالی
سعادت یہ ہے حصۂ ذاتِ سامی

نہین قابل اِس کام کے اور کوئی
کرینگے اسے آپ ہی ختم اچھا

ادھر تھیں رجز خوانیاں میری پیہم
ادھر خانِ ذی شان کا اصرار ہردم

بڑھا یک بیک جوشِ خیالِ معظّم
اُٹھایا قلم ترجمہ اوس کا لکھا

جو دشواریان ہوتی ہین ترجمہ مین
اونھین جاننے والے ہی جانتے ہیں

مگر حضرت **فضل** نے سچ تو یہ ہے
کیا ترجمہ نادر و صاف و زیبا

دہ علم و لیاقت کے جوہر دکھائے
فصاحت سلاست کے سکّے بٹھائے

مزے اہل علم و تصوف کو آئے
غلِ احسنت احسنت کا خوب اٹھا

مرا منہ نہین داد دون ترجمہ کی
کرے گا تعجب پڑھے گا جو کوئی

غرض ترجمہ کی تو ہے صرف اتنی
کہ کھنچ جائے اصلی مقاصد کا نقشا

بصیرت سے جب ذاتِ وحدت کو دیکھین
خدائی کا جلوہ نمودار پائین

نہ کیون اپنی ہستی کو ہم ہیچ سمجھین
قدیم و ابد ہے وہی ذات یکتا

یہ اب خاتمہ پر خدا سے دعا ہے
کہ جب تک زمین و فلک کو بقا ہے

زمانہ مین یہ ترجمہ پاسے شہرت
کرے اس کی ہر ایک دل سے تمنا

یہ توفیق دے اپنے بندون کو یارب
نہ تیرے سوا کچھ کسی سے ہو مطلب

ترا ذکر لب پر تری فکر دل مین
نظر مین ہو تو سر مین ہو تیرا سودا

قبولیّت عام دے ترجمہ کو
سبق ہم تصوف کا پاتے ہین اس سے

مظاہر مین جلوہ نما تیرے ہر سو
مگر پھر بھی ثانی نہین کوئی تیرا

بالآخر یہ کی فکر ہی مین نے رخشان
کہ تاریخ ہو ترجمہ کی نمایان

ملی مجھہ کو امداد فیضِ بزرگان
نیا نام اذکارِ ابرار نکلا

دیگر

مقدس کیوں نہ ہو گلزار ابرار
عبارت فارسی کی ہے سراسر
لباس اُردو کا پہنایا ہے اوس کو
بہت خوش ہوں گے اس کے پڑھنے والے

وہ ہے اک تذکرہ خاصانِ حق کا
بڑی دلکش بڑی دلچسپ وزیبا
جناب فضل خوش گو نے سراپا
کہ ایسا ترجمہ دیکھا نہ ہوگا

ہوئی مجبہ کو جو فکر سال رخشان
تو شوقِ دل سے ذکر شوق لکھا
۱۳۲۶ھ

رباعی

یہ ترجمہ ہے نشانِ خاصانِ خدا
برجستہ سنین عیسوی میں رخشان

دل سے پڑھیں طالبانِ خاصانِ خدا
تاریخ ہے گلستان خاصان خدا
۱۹۰۸ء

رباعی

سب کے لئے وا ہے بابِ خاصانِ خدا
نکلا ہے یہ سال طبع موزون رخشان

نایاب ہے یہ کتابِ خاصانِ خدا
گلدستہ لاجوابِ خاصانِ خدا
۱۹۰۹ء

آیۂ قرآنی متضمن تاریخ اذکار ابرار کہ مولوی اکبر حسن صاحب مجسٹریٹ
درجہ اوّل شہر اجین برادر عالم خواب القا شدہ

ذِکْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰهُ
۱۳۲۶ھ

بالخیر تمت اللہ بالخیر